

صحابہ کرامؓ کی جنگی معرکے

المعروفہ

فتوح النبک

عروج اسلام کی داستان

شیخ مسلم رحمہ اللہ و اقرائی کا تالیف

مترجمہ

مولانا حکیم شہباز احمد انصاری



www.ahlehaq.org

صحابہ کرامؓ کے جنگی معرکے

المعروف بہ

فتح البیت

غروج اسلام کی داستان

مفت محمد عارف قادری دہلوی

مترجمہ

مرزا محمد شفیع محمد انصاری

المیزان ناشران و تاجران کتب
لاہور، پاکستان



عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ

باہتمام: محمد اورنگس اعوان

جملہ حقوق محفوظ ہیں

سلسلہ مطبوعات - ۳۰

سن اشاعت ۱۴۰۵ھ

محمد شعیب عادل نے

عالمی صیف پرنٹرز سے چھپا کر

المیزان اردو، لاہور سے شائع کی۔

فہرست مضامین

- چشم لقا از مہریم _____ 9 حضرت خاندان کا دمشق کا مسرد کرنا _____ 65
- حضرت ابو بکر صدیق کا مکتوب _____ 14 برقی کا دروان کو دمشق کی طرف بھیجنا _____ 66
- فکر اسلامی کی روایتی _____ 16 دروان کا سب سے پہلا _____ 68
- حضرت ربیع بن عامر سے ایک پارہ کی کامن قرعہ _____ 21 حضرت مراد کا دروان کے مقابلہ کو جانا _____ 69
- حضرت ابو بکر صدیق کا اپنی مکہ معظمہ کے نام مکتوب _____ 23 حضرت مراد کی ترقی دہی _____ 71
- حضرت ابو بکر صدیق کا حضرت الاناضل و امیر مقرر کرنا _____ 27 حضرت رابع رضی اللہ عنہ کا حضرت مراد رضی اللہ عنہ کو
حضرت ابو بکر صدیق کا خواب _____ 31 پھرانے کے لئے روانگی _____ 76
- حضرت مروان عاملہ رضی اللہ عنہ کا فکر اسلام سے _____ حضرت مراد کی رہائی _____ 76
- خطاب اور مشورت _____ 33 شاد برقی کا دروان کے نام مکتوب _____ 78
- حضرت مروان بن حاکم کا مکتوب حضرت ابومعویہ کے نام _____ 38 حضرت خالد بن ولید کا حضرت مروان بن حاکم کو خط _____ 78
- حضرت ابومعویہ رضی اللہ عنہ کا جواب حضرت مروان بن حاکم _____ 39 فکر اسلامی اجتہاد کی طرف روانگی _____ 79
- رضی اللہ عنہ کے نام _____ 39 پڑھیں اور اہل دمشق کا مسلمانوں کا حق تہ کرنا _____ 81
- حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حضرت خالد بن ولید رضی _____ 81 چند خاتین اسلامی کی گرفتاری اور رہائی _____ 81
- اللہ عنہ کے نام مکتوب _____ 42 خاتین اسلامی کی بہادری _____ 84
- حضرت عبدالرحمن اور درمیان کا مقابلہ اور مصر میں _____ 42 اسیوں لشکروں کی اجتہاد کی طرف روانگی _____ 87
- کی شکست _____ 50 جنگ اجتہادین _____ 89
- قصد زہد رواں _____ 53 جنگ اجتہادین میں حضرت مراد کی بہادری _____ 91
- حضرت خالد بن ولید کا حضرت ابو بکر صدیق _____ 54 جنگ مراد و صفحان _____ 93
- کے نام مکتوب _____ 54 مسلمانوں کے سرور اور حکومت سے قتل کرنے کی سازش _____ 97
- گوں اور مراد کی لڑائی سے متعلق حکایت _____ 57 انا و اہل عراق اور حضرت خالد بن ولید _____ 98
- خروج مکہ کی تاریخ _____ 58 بھوکہ پانہ لکھنے والوں کا انجام _____ 101
- برہمن اور حضرت خالد بن ولید کا نام مکتوب _____ 59 دروان اور حضرت خالد بن ولید کا مکتوب _____ 102
- مقابلہ حضرت خالد بن ولید کا _____ 63 قتل دروان اور مراد سے حضرت مراد _____ 104
- عزرائیل کی گرفتاری اور حضرت ابومعویہ کی آمد _____ 63 فتح اجتہادین _____ 105

- حضرت خالد بن ولیدؓ کے نام مکتوب 106
حضرت ابو بکر صدیقؓ کا حضرت خالدؓ کے اہل بیت 108
حضرت خالد بن ولیدؓ کا مشن پر اپنے لشکر کو ترغیب دینا 110
اہل بیتؓ کا تہا کہ انہی کے لئے آباد کرنا 112
دشمن مسلمانوں کی بڑائی اور حضرت امان بن سعیدؓ کی شہادت 115
توہما کا حضرت امان بن سعیدؓ سے عیسیت نہ مانی 117
توہما کا شیعوں کرنے کی نیت سے اپنے لشکر کو ترغیب دینا 120
روہیوں کے مقابلے میں امیران اسلامؓ کی بجا دینی 123
توہما کا برقیہ بادشاہ کو خط لکھنا 124
حضرت ابو حنیفہؓ کا دمشق میں بلیغ اصلاح 126
حضرت خالدؓ کے عہد کے زاریہ سے داخل ہونا 126
حضرت ابو حنیفہؓ کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنا
اور فتح دمشق کی بڑی رستہ 127
حضرت خالد بن ولیدؓ کا زور شیریں شہر میں داخل ہونا اور آپ
کی اور حضرت ابو سعیدؓ کی شہر فتح 128
توہما کی طرف سے شہر دی کی بڑی رستہ 130
حضرت خالد بن ولیدؓ کا روٹی لشکر کا قلعہ تہیب کرنا 134
حضرت خالد بن ولیدؓ کا لشکر ہونا 135
حضرت خالد بن ولیدؓ کا خواب بیان کرنا 136
بارش کا موٹا لہار سسائوں کا توہم اور یہ دیکھنا اور سنا 138
حضرت خالد بن ولیدؓ کا حرف الہیہ بیان میں اپنے لشکر کو ترغیب
دینا اور تہا پر حملہ کرنا 139
توہما کا قتل 140
یونسؓ کا اپنی صورت کے ساتھ تہا 140
حضرت عبیدہ اللہؓ کا برقیہ کی بڑی کو گرفتار کرنا 141
حرف الہیہؓ کی وجہ تہیب 142
حضرت خالد بن ولیدؓ کا برقیہ اور اس کے ساتھیوں
سے مقابلہ 144
برقیہ کا قتل 144
برقیہ کا اپنی بیٹی کو طلب کرنا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کا اس کو
بطور جہیز کے بھروسہ کرنا 147
یونسؓ اور برقیہ کی شہادت 148
حضرت خالد بن ولیدؓ کا مکتوب حضرت ابو بکرؓ کے نام 148
حضرت خالد بن ولیدؓ کا حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ
کو فتح دمشق کی خبر دینا 149
خلافت قادسیہ کی مکمل ہی کیفیت 149
خلافت قادسیہ کی اور حضرت ابو حنیفہؓ سے 150
برقیہ کا اپنے رؤسا کے سامنے تقریر کرنا 151
برقیہ کا ایک عمرانی کو حضرت عمرؓ کے شہید کرنے کو روکنا 151
حضرت خالد بن ولیدؓ کو قادیسیہ کی معزولی 153
حضرت ابو سعیدؓ کے نام حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان 154
حضرت خالد بن ولیدؓ کے باجوہ جہاد میں بھرپور حصہ لینا 156
آزاد قلعہ ابو القدس 158
حضرت عبید اللہ بن جعفرؓ رضی اللہ عنہ کا تہا ابو القدس
کی طرف روانہ ہونا 159
حضرت یونسؓ میں رکا خواب میں اپنے والد کو دیکھنا 164
حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عبید اللہ بن جعفرؓ
کی ملاقات 167
اہل بیت کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان 170
حضرت ابو سعیدؓ کے نام حضرت عمر فاروقؓ کا مکتوب 171
حضرت ابو سعیدؓ رضی اللہ عنہ کا دمشق سے ہلنا 171
حرف الہیہؓ کا ہونا 172

- حضرت عمر فاروقؓ کا حضرت ابو عبیدہؓ کے نام ڈالنا 272 _____
- حضرت علیؓ کی حضرت عمرؓ کے بارے میں رائے 273 _____
- حضرت عبداللہ بن قریظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یرموک 274 _____
- کی گرفت واپسی 275 _____
- ہاجرین و اہل اہل بیتؑ کی زیر قیادت جو ہزار سواروں کی جہاز کے 276 _____
- لئے حضرت عمر فاروقؓ سے اجازت طلب کرنا 277 _____
- حضرت سعیدؓ کا خواب 278 _____
- مسلمانوں سے لڑائی اور واپسی کرنا کی نکتہ 281 _____
- حضرت خالد بن ولیدؓ کا اپنے پانچ ساتھیوں کی رہائی کے لئے 282 _____
- ایمان کے پاس روانہ ہونا 283 _____
- حضرت خالد بن ولیدؓ کا یرموک کے میدان میں بطور چٹائی کے 284 _____
- ایمان کے پاس جانا 285 _____
- ایمان کا اسلام لانے سے انکار کر دینا 291 _____
- مؤلف کتاب بڑا کافو حیات کے بارے میں مستند ثبوت 292 _____
- حضرت خالد بن ولیدؓ کی اپنے ساتھیوں کو رہائی دلا دینا اور اسلامی 293 _____
- لشکر میں واپس آنا 294 _____
- یرموک میں مسلمانوں کا مصدقہ ہونا اور حضرت ابو عبیدہؓ کا 295 _____
- حضرت خالد بن ولیدؓ کو سارا لشکر مقرر کرنا 296 _____
- رومیوں کے سردار مطالہ کے قتلہ میں رومانی 297 _____
- وہابی بھڑکا جانا 298 _____
- حضرت رومانی کی ایک رومی کے ساتھ جنگ اور آپ کا 299 _____
- فکرت لکھنا 300 _____
- حضرت عبدالرحمنؓ کا جنگ یرموک میں رومیوں کو قتل کرنا 301 _____
- سردار ایمان کو خواب کی وجہ سے پریشان 302 _____
- برقیل کے نام ایمان بھون کا خط 303 _____
- ایمان کا لشکر سلامیہ کی طرف جاسوس روانہ کرنا 304 _____
- یرموک کے میدان میں مسلمانوں پر ایمان کا ایک مسئلہ کرنا 305 _____
- اور مسلمانوں کی ترتیب 306 _____
- خواتین اسلام کا مسلمانوں کو لڑائی پر آمادہ کرنا 307 _____
- یرموک میں خواتین اسلام کی بھاری 308 _____
- درمیان کا قتلہ 309 _____
- برجہ اور قحطی کا 310 _____
- تہمدین بنیم کی یرموک میں بھاری 311 _____
- حضرت عبدالرحمن بن معاذ بن جبلؓ کی جنگ 312 _____
- حضرت عمار بن قیسؓ کی بہادری اور شہادت 313 _____
- حضرت جندب بن حارثؓ کی بہادری اور شہادت 314 _____
- جنگ یرموک میں مسلمانوں کا غدار 315 _____
- مسلمانوں کا لڑائی کے لیے تیار ہونا 316 _____
- حضرت ذوالکرامؓ سمیریؓ کی آپؐ کے گھوڑے کے ساتھ جنگ 317 _____
- حضرت شریک بن حسن رضی اللہ عنہ کی لڑائی اور 318 _____
- حضرت عمر فاروقؓ کی نصرت 319 _____
- یہودیوں پر اور ان کی ہجرت 320 _____
- یرموک میں خواتین اسلام کی جنگ 321 _____
- حضرت خولہ بنت ادرکؓ کا یرموک میں پہنچنا 322 _____
- نجم بن قریظؓ کا یرموک میں خطاب 323 _____
- یرموک میں رومیوں کی ہجرت 324 _____
- اہل حصن کے رئیس ابو سعیدؓ کا مسلمانوں سے صلہ کرنے 325 _____
- رومیوں کا قحطی میں ڈھنسا 326 _____
- ایمان نہ توہرے سے مشورہ کر کے مسلمانوں سے صلہ کرنے 327 _____
- درخواست کرنا 328 _____
- حضرت مالک بن نویرؓ اور حضرت عمرؓ کے یرموک میں 329 _____
- بھاری 330 _____

- 348 بابان ارمی کا میدان جنگ میں آنا _____
- 349 بابان اور حضرت مائتہ نخی کی برسرِ جنگ _____
- 350 بابان کا قتل _____
- 351 حضرت ابوبکر و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بارگاہِ خلافت میں _____
- 355 حضرت ابوبکر کی فتح کی اعلان دینا _____
- 356 واقعہ فتح بیت المقدس _____
- 357 بیت المقدس پر افواجِ اسلامیہ کی فوج کشی اور _____
- 358 اس کا حاکم اور _____
- 359 اہل بیت المقدس کے تیر اندازوں کا حملہ _____
- 361 بیت المقدس میں یمن کے تیر اندازوں کی بربادی _____
- 362 پوپ کا حضرت ابوبکر سے گفتگو کرنا _____
- 365 حضرت ابوبکر کا کتابِ حلیۃ المسلمین کے نام _____
- 367 خلیفہ المسلمین عمر کا بیت المقدس کی طرف روانہ ہونا _____
- 371 حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جاہلی میں تشریف آوری اور _____
- 371 حضرت ابوبکر سے ملاقات _____
- 371 خلیفہ المسلمین کا لشکرِ اسلامی سے خطاب _____
- 374 حضرت عمر کا لباس جو آپ بیت المقدس پہن کر گئے _____
- 375 خلیفہ المسلمین کا رضی اللہ عنہ کی کپڑوں کو چھانے کا حکم دینا _____
- 380 حضرت کعب بن جراح کا وصیت نامہ کو پڑھنا _____
- 384 بیت المقدس کی فتح کے بعد حضرت امیر المومنین کی _____
- 384 عیدِ عیدہ دینی _____
- 388 حضرت عمر کی عیدِ تشریف آوری _____
- 387 حضرت یزید بن ابی سفیان کا دربارِ خلافت میں _____
- 389 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حاکم _____
- 390 حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حاکم _____
- 391 یوحنا کا لشکر جمع کرنا _____
- 392 لشکرِ اسلامیہ اور یوحنا کی افواج کی لڑائی _____
- 393 اہل طلبہ کا قسریں میں حضرت ابوبکر کے _____
- 394 پاس آنا اور نقل و حرکت کرنا _____
- 396 حضرت ابوبکر کا حاکم _____
- 398 اہل طلبہ کی معاہدہ کرنے کے بعد واپس _____
- 399 حضرت ابوبکر کا حاکم کی طرف کوچ کرنا _____
- 401 حضرت ابوبکر کا حاکم کی طرف کوچ کرنا _____
- 404 یوحنا سے جان بچانا _____
- 406 طلبہ کا مصروف _____
- 406 یوحنا کے ذریعہ کا حاکم میں مسلمانوں پر سختی لانا _____
- 407 یوحنا کی مکر کرنے کی کوشش کرنا _____
- 407 رومی سردار اور مسلمانوں کے مابین لڑائی _____
- 408 حضرت خالد بن ولید کا یوحنا کے سردار کا قتل کرنا _____
- 410 حضرت ابوبکر کا قتل کے حاکم کو جھٹک کرنا _____
- 412 حبیب سے حضرت ابوبکر کا حضرت عمر کے قتل کا جواب _____
- 417 اس کا حال _____
- 420 اس کے مقابلہ سے قوم ہر دو کا بھگوت _____
- 422 اس کا قتل کرنا _____
- 427 حضرت اسحاق کا بھگوت دل کر قتل کی طرف جانا _____
- 429 حضرت اسحاق ابوالیون کا حاکم کے قتل کرنا _____
- 430 حضرت خالد بن ولید کا اس کی مدد کو پہنچنا _____
- 431 یوحنا والی حاکم کا اسم لانا _____
- 432 یوحنا کا پناہ خواہ بیان کرنا _____
- 437 ذکرِ فتح و عزت _____
- 437 یوحنا کا فتح اعزاز کے لئے جان و داران کی قربانی _____

تیا۔ یہی جو سارے مورخین و مذہب کی روایت میں بھی قبیح و کفر سے مستحکم و جلیبی۔ تواریخ اور یہ جیسے کی گات سے آفتاب کی شعاعیں روکنے والی۔ یہ جلیبی قوتوں کی گات و کھار کے لیے بنام ہے جسے نہیں جہالت سے محروم و غفلت طے من و دیا۔ تارکھوں کی جہد و جہد سے اللہ اکبر کی مدد و فضلے عالم میں گئی۔ یہ جہد ان جہد سے اور دست و پنج پر چلاوے۔ مارجات ایک قدسی صفت انسان مقصود ہدایت کے لئے رکھا۔ اور میں جہد سے دنیا کی رہنمائی کرنے کے لئے خدا نے اسے دیا۔ جسے اللہ نے ایک ہوشیاری اور ان کی پید کیا جس نے دنیا کے نفسوں کی زبان ٹٹھک اور وہ لڑکی متفقین کا غلبہ پائے۔ یہاں تک کہ حضرت سیدنا ابی بکر رضی اللہ عنہما کی یہ فرض کہ ہے جسے یہ جہد سے ان کے لئے اور حضرت سیدنا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی بشارت، بیت اللہ احرام سے دست مار میں بنو کر اٹھائے۔ اس کے لئے ان کی اور چار اہل عالم میں جھگڑائی۔ ایک مال غنیمت، ایک نصیب، ایک مقصد، ایک مزیدہ میں اللہ، ایک انشراح طبعی، اور ایک ابوالاعزاس و غیرہ ایسا کے سامنے آیا۔ قرآن و کور و زبانی اہل دنیا اور ہدایت کی غفلت، بارگاہ میں روحانی زندگی بحودہ۔ عرب کے بیت پرستوں و معتزلات اور ذہن میں اللہ علیہ السلام کی رحمت کا سنی و دال ہے۔ اور باطن میں یورپوں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی روحانی زندگی اور شہر کی برآپ کے کو حور پر انھیں بھی دکھائی۔ مرد و دل میں انہوں نے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی صحنہ زہد و دل نوا یا اور ان کے عقوب میں جو دراصل مرد و عورت کے تھے اور سر تو بن ڈال دی۔ حضرت سیدنا ابی بکر علیہ السلام کی نصیب و زہد و کیا۔ اہل و عیالات کے پائے والوں اور اس وقت کے آئے سر جھگڑاتے اور کو خدا کی ولایت کاٹنی۔ اور اگر دشمن کی تار بکشی سے نکالی نہ ان کے دلوں کو اور ایسا سے محروم کر دیں۔ انھیں میں جہد یہ پھیل گئی۔ اگر فراموشی سے دست بستہ شمس، جہل عالم اور بے خوف حکم میں گئے۔ سرخشی اور دوسری کے خیالات دماغ سے نکل گئے۔ جیسے ہدایت اور داغ غور و غفلت سے خالی نہ گئے۔ انہوں دست اور غلبہ سے بڑے بھائی انفر آئے گئے۔ اختلاف و بھٹ اور عداوت کا کام لگایا، دینی نہ رہا۔ اور کو ہند و عرب اور آیت خدا کی تو بھی، اسلام کے ایک رشتہ میں شک و جھگڑا، عہد اللہ کے خیم فرزند کی آواز اسرا جلی کے مصر کی طرح اور مدد طلب کے اور اہل کے ایک صمد اور اہل اقدس کی آواز سے ملنے جس جہاں جھگڑا میں مرد و عورت و تار و پاد اور عرب و انہیں میں اس نے ایک کاویٹ کے رکھ دی۔ خدا نے ایک ایسے بندے کی تقریر جس نے نہ اپنی مخالفت کا حور و کھٹا تھا نہ اس کی محبت و بھی تقریر اور اللہ تعالیٰ نے خدا ایک۔ عیسائی رسول کی متفقہ جس نے نہ کسی قسم کی عقیم و تربیت پائی تھی۔ نہ اس میں دھرم جس، جس کسی نے نہ ہی دیا یا جسے ہدایت ہی کیا کہ کو پاس کی قلاب، جہت ہو گئی اور عرب کے وحشی و داور غشی لوگ اس کے اپنے تابع فرما دیں گئے کہ وہ دھارنہ و انہوں کے بیکر تحقیق ہیں جنہیں اسے ہدایت کے انتظام کے اور بیکار و تہی ہیں۔

دوسری اہم و بکسر شدہ و بیت اور دینا کا تحقیق و میر ایک صورت آہ و موافقات کے گڑھے سے نکل کر گات سے نکلا۔ یہ ۶۳۰ء اور مگر اہل کی مخالفت کی ہدایت کی جھگڑا پر چھا تار باب۔ آخر جہت سے کہ وہ ان میں سال بس دو ایسا یا مسروری دینا کو کچھ چکا اور ان کی قوم کے افراد خود ایک مستقل حکیم فلسفی، ان کے خدا شناس اور خدا ترس بن گئے۔ حقیقت و معرفت کی، انہیں کرنے تھے اور اس قدر اہل بن گئے کہ وہ دنیا کے دیکھار میں دوسری، جیسے آواز سے اپنے وہ شعاع اپنے انھیں چائینوں، خدا، جو نہ ہونے تھے ہاتھ میں دینی اور ایک یہ ست دینی۔ واقعہ وہ فلسفہ اور مذہب کی آفتاب جو نظر مضامین اور اہل طاعت پائی نظیر آہ چھی ان کے سچائی اور خود اپنے سمجھو، کہہ نے۔ یہ اور عالم کے چار اور کچھ کے پاس چلائی اور انہیں ہدایت کر دی کہ میرے طریق مست اور راست پر چلتے رہیں اور میرا دین جو میں خدا تعالیٰ کے یہاں سے اپنے سر خود اپنی قیاد کرانے کے یہ جہد نے ہے۔ دینی و اہل اور صلے و کس نے پاس

وہی وحی علیہ وسلم۔

مبارک رمضان، صدیقِ مہم و جمیع ارحم الراحمین نے اپنے آقا و مومن صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ اختیار کیا۔ رشد و ہدایت کا ہم سے کرنا ہے، نورِ ساری دنیا پر چھائے۔ توحید کی حکومت کا پرچم قیصر کے قہر اور کبرئی کے ہواؤں پر اڑانے والا۔ کائنات کے کھنڈروں و ایشیا کے میدانوں۔ چارپ کے پہاڑوں، منہج کے ساحلوں، خرقہ کے رنگین لوٹ اور تپان کے دشت و جنگل میں اللہ اکبر کی صدا گونجنے لگی۔ بحرِ طوع کی تیریں مست نہ تھیں، دُور و قریب سے ایوانِ جہنم بٹپنے لگی۔ نیکو قیادت کی راہی تھمد ہوئی اور ان کی حیرت انگیز کوششوں، جہاد کی سیکل، لٹ و تلپ، خیر کارائیوں سے نہ سکتے، مگر ساری بھل، باغیہ، زور و جرات، آبادی اور دار و جند و بیخون میں اٹتی تھی۔ بہت غلوں سے خدا کے توحید آئے گی۔ کہ جہاد سے توحید کی آواز بلند ہوئی۔ "تشرک کو دوسرے خدا کے گمان کی روٹی ہوئے گی، شرک و بت پرستی کی تاریکی دور ہوگی۔ حکمت کا عظیم ثبوت ہوگا۔ بت خانے و پران ہو گئے اور پیدہ بہ پیدہ ان اے پتھوں، بے شہرے صوفیوں، خدائی پرستوں پر پکڑے گئے گی۔ خدا کے وعدہ کی تلوار اور محمدؐ کے بشارت کے نیزے کو لے کر عرب کے چند بادشاہیں، اسی طرح بھراؤں اٹھے اور ہر جادو سے، دُشمنانہ کھوکھوے، اسام کے خادم، و حضرت محمدؐ رسولؐ سے ہم یو آئے، ہر دور اور جوفی سے قوی اور زوردار سے زوردار صحت ان سے کرائی پاش پاش ہوئی۔

فتحِ باہم مسلمانوں کے ان کارناموں کے سلسلہ کی ایک کڑی ہے جسے سید عالمؐ اللہ تعالیٰ سے ملنے کیا تھا۔ اب چونکہ مسلمانوں کے خون سرور چھلکے ہیں۔ حرارتِ انہی ان کے اندر باقی نہیں رہی۔ لہٰذا ان میں دشمنی، مین و مین کی، سے سبیل ہو کر ان کے جوش و ولولہ کو خفا کر رکھی ہے۔ خدا کے وعدہ سے جو توحید کا علم، توحید میں سے کہ بحرِ طوع میں گھوڑے دوڑا رہے تھے اب تھکے تھکے کر رہ گئے ہیں۔ وہ دعوت جس نے ہندوستان کے منہ دیا، خرقہ کے سحر و جادو میں خدا سے قہار کے گیت گانے تھے اب گنگہ پر کر رہ گئی ہے وہ ہندوستان جو قیصرِ اکبرؒ کی سلطنت کے زیرِ تحہ تھے، آج پیش و عقبہ کی گرم جوشیوں میں مبتلا ہیں اور جمہوریت کے شہنائی جھنڈوں تلخ کے لئے مامور ہوئے تھے آج کلائی کے طریق پھین کر رہ گئے ہیں اور جمہوریت، مغز اور پرچمال آستیاں جن کے امامت پر پیر، زور و خدایاں آج اس کی نگہ میں ہیں، وہ دعوت اور ہمدانی نے جسے جن کے سامنے ہندوستان کے بڑے بڑے بھائی پائی کھرتے تھے آج بڑا دل بکھڑا کر رکھے ہیں۔ وہ پہلا سا جادو چلا کر دوسری دوشمیت و بدعت و غم و احتیال یاد دہانے کے لئے اور اس واسطے کہ بھول ہو اسلی نہیں یاد آجائے اور داستانِ اعلاف کی روٹی کرولی سے ایک دفعہ بھرا دی ہو، گنگہ جالے داس کا تہرہ کر دیا ہے۔

سرمہری انگریزوں نے نہایت بھلائی کے واقعات کو خفا کر رکھے، ان کی یاد سے پر محمد اور ان بات پر غور کرو کہ ایک پیدہ مسلمان کی سرکاش بلکہ کسی کو خطر نہ ہو کہ کچھ بے جا تھا۔ برصغیر کے میدان میں سر محمدؐ خود ان کا ساتھ ہزار سے تھکے بلکہ ہزار، رنج و تپا، مافی رکت ہے اور ان لاکھوں دھرموں کا چند ہزار سے شستہ تھا لینا اپنے اندر کیا راہ لگی رکت ہے، خود زور و جوش، اجڑا کٹر، چار آئینہ آجی دستانے، انجم اور منہ سے گراؤ، لکھوں کے پاس سب کچھ تھا، دوسروں کے پاس صرف زور اور دھمکی چڑھائی، مگر آخر فتح انہی کے ساتھ تھی، آخر یہ کیا بات تھی؟ اس پر غور و انداز، حقیقت کی تہ تک پہنچو، پھر اپنے اندر وہی جے پیدہ کرو۔ دس سال کے اندر خلافتِ فاروقی کے عہد میں حضرت مالک کا فخر و تہہ، کچھ لاکھوں کا ان بڑا تیس سال تک کل ہو گیا تھا کہ خراسان کی کیا وجہ تھی؟ اس پر توجہ کرور اور اصل یہ اصل ملکی تعلیم اور حضورؐ کی صحبت پان کا اثر تھا کہ ان میں بے نظیر، بہت، شجاعت، احتیال، رش و دار

جائی دھنکی پیدا ہوئی تھی۔ وہ آپ کے بغض سے اعلیٰ غافل میں غنائیت کی انتہائی بلندی پر پہنچ گئے تھے اور سب سے ملتی سے موصوف و حرمین جو کئے تھے۔ خصوصاً دارودہ جو ان کے مذہب کی اسیر ت اور روئے بن کے اندر اس قدر بھردنی تھی کہ کوئی دینا ہی طاقت ان کی گھر سے نکال بھی نہ سکتا تھا۔ ان کی فطرت کے سبب میں جو ان کی دھنس و غافلانے کی ضرورت تھی۔

پہلی نظر میں اگر یہ کہہ بھی دیا جائے کہ اسامہ کو ان کے ذرا سے پھیل کر اس کا پھر بھی ایک زندہ خزانہ ہے کہ عرب سے ایک فقیر اور ادا ہے۔ بے زور و بے یار و مددگار بنے۔ ان کو نہ تو تمام دنیا کو فتح کر کے رکھ دینا۔ نہ جیسا کہ آٹھ دنہ مذہبیاں۔ لاہور اور مدینہ و جبرائیل اور مدینہ میں انھیں شیعہ نواح میں کھوار کے سناڑے۔ بے غور ہو کر رو کیا اور چوں تک نہ ملتی۔ آفتاب و کیا ہوتے تھے۔ ان دنوں انھیں نے اس کی نگاہ میں کبھی۔ ان پہ سالاروں اسلام کی کھوار میں جھکی ٹھون آٹھ نام تھیں یہ تھیں اس کتاب نے منہ سے اس کی آواز نکال دی۔ ان دنوں انھیں ان اور ان میں سے گاہ ان کی بہادری مان کی شجاعت اور ہرے و احتمال کے کار نے تھیں اس بقعد پارہ میں نہیں نے۔ ورم و یا سبب قتل ان کے ان میں سے ان کی کو پانی پانی کر دیا تھا۔ انھیں اس کا اس قدر ہم بڑا تھا کہ اجائی کے دور کر دئے تھے۔

میں نے اس ترجمہ ہمہ نسبت سے عربی اسامہ کو کھا تھا۔ جس اس کے بعض صفحات پر طے کے وقت مندرجہ ذیل امر سب اس کی شہادت کے لئے طاقت کے اندر اس کا اشتہار کیا گیا تو مصنف ہر اکراوی نام کی چند مسائل غریبوں اور سب سے شائع ہو رہی ہیں اس نے باولی خواہ اس کا سبب ان پر اور انھیں اسلام ترک کیا۔ کیا تھی انھیں اور میں نے ترجمہ کو باقاعدہ رکھنے کی کوشش کی ہے لیکن ان کیسے کچھ غلطی ہوئی ہو تو اسے میری تم بھی پر محمول کر کے معاف کر دینا ہے۔ (السلام علی من تبع الیوم)

شعبہ احمد النصارانی بھوکریمہ دی

ضلع مظفر گڑھ۔ راجپور ضلع سوات

۱۰ جون ۱۹۳۳ء (۲۰ نومبر ۱۹۵۷ء)

بسم اللہ الرحمن الرحیم، آمین

الحمد لله وحده والصلوة على من لا نبی بعدہ۔ حضرت شیخ ابو عبد اللہ محمد بن عمرو اللہ تعالیٰ جناب ابو بکر بن ابی شریحہ سے روایت کرتے ہیں اور یہ صاحب عرب بن عثمان بن عبد الرحمن بن نوفل بن محمد بن عبد اللہ بن عبد ربیعہ بن عبد مناف اور بنی ہاشم بن عبد مناف بن عبد اللہ اور محمد بن عمر رافعی اور معاذ بن محمد انصاری اور عبد الرحمن بن عبد اسحاق اور عبد اللہ بن مجید وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ سے روایت ہیں کہ جس وقت حضورؐ کی وفات شریف ہو چکی اور آپؐ کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ مسند خلافت پر فائز ہو گئے۔ نیز آپؐ کے زمانہ خلافت میں جب کہ سید بن قیس کذاب مدعی نبوت اور شجاع والد بھی قتل ہو چکے اور علیؓ شام کی طرف ہجرت کیا۔ فتح یمامہ بھی ہو چکی۔ جو سفید مارڈاٹے گئے، اہل عرب نے آپؐ کی اطاعت قبول کر لی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ خلیفہ اول نے شام پر فخر کشی کا ارادہ اور اہل شام سے قتال کا حکم کیا۔ چنانچہ ایک رات آپؐ سے تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے سامنے یہ تقریر فرمائی۔

”حضرت خداوند تعالیٰ جل جلالہ آپؐ کو ان لوگوں پر رحم فرما دیں۔ آپؐ اسی بات کو یاد رکھئے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپؐ کو اس پر بھی چیز مقرر فرمائی۔ امت محمدیہؐ کا یہ آپؐ کے ایمان اور یقین کو یاد دہان کیا، کامل فتح بخشی۔ چنانچہ خود باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَالْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ﴿۳﴾

”میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے کامل کیا تم پر اپنی تمام نعمتیں چوری کیں اور اسلام کو تمہارے لئے دین میں نے پسند کیا۔“

نیز آپؐ کہئے (باری تعالیٰ آپؐ پر رحم کریں) کہ ہمارے قادیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام میں جہاد کرتے کارادہ کر لیا تھا، اور چاہا تھا کہ وہاں کو شمشیر و رست سے کام لیا جائے مگر باری تعالیٰ نے آپؐ کو اپنے پس پالیا اور آپؐ کے واسطے اپنے پاس جگہ تحریر کر دی۔ اب آپؐ لوگوں پر واضح رہنا چاہئے کہ میں ارادہ کر چکا ہوں کہ میں مسلمانوں کا انیس ظفر مع ان کے انیس دھول کے شام کی طرف بھیج دوں۔ رسول اللہؐ قتل از وفات شریف مجھے سن کی خبر سے پہلے ہیں۔ آپؐ نے مجھ سے ہاں اٹھا کر فرمایا تھا

رويت لى الارض غرابت مشارقها و مغاربها و سبيلك ملك اعنى مازوى لى مہلہ۔

”یعنی مجھے زمین دکھائی گئی جس نے مشرق و مغرب کو دکھا، سبقت قریب جہاز میں مجھے دکھائی آئی وہ میری امت کی ملک میں آ جاوے گی۔“

اب تمام متفق ہو کر مجھے اس کا مشورہ دو کہ تمہاری کیا رائے ہے؟“ (الحمد للہ تعالیٰ تم پر رحم کریں۔)

تقریباً ختم ہونے کے بعد سب نے متفق ہو کر جواب دیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ! ہم آپؐ کے حکم کے مانع ہیں۔ آپؐ جیسا ارشاد فرمائیں جہاں اور جس جگہ آپؐ جاتے گا ہم میں ہم ہر وقت تیار ہیں۔ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے آپؐ کی اطاعت ہم پر فرض کر دی ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرماتے ہیں۔

واعطوا اللہ و اعطوا الرسول و اولی الامر منکم۔

(ترجمہ اشعار) میں تو میر سے ہوں اور ذہنی لوگوں کو آپ میر سے سمجھا دیکھتے ہیں وہ دہشت میں بہت کر کے والے اور حسب نسب کے اعتبار سے اعلیٰ ہیں۔ شجاعت کے پیشے کے شیر اور دلیروں کے سردار ہیں۔ بڑے بلا سے سب کو بڑوں کو لڑائی کے وقت گھوڑوں کے ٹھکانے اور رہتے ہیں۔ ہماری حالات اور غرضی لڑائی کی اور موت میں مرنے والے کی ہے اور ان سب مجدد و ادویں پر زوال و افکار ان کا سردار ہے۔ ہمارا لشکر چکا اور لنگ دھرم ہر کی جوارنگ و اور تمام ہمارا مسکن صلحیت کی خوشی کے خلاف ہو گا۔ دشمن ہمارا ہے اور وہیں کے وہیں والوں کو ہم بلا کر کے لڑھے میں چھینک دیں گے۔

حضرت محدثؒ نے یہ سن کر تمام فرمایا اور حضرت حمزہؓ نے کہا اے ابوالحسن! کیا تم نے دھمکانے سے پہلے سنا تھا کہ اذا اقبلت حسمرو معہا نساہنا لنجعل اولادہا قباہشہرا انصرا اللہ المسلمین علی اهل البشرک اجمعین۔ (یعنی جس وقت قبیلہ حسمیر میں اپنے دین و احوال کے توسط سے مسلمانوں کو ان کی فتح کی خوشخبری سن دینے کہ مسلمان تمام مشرکین پر فتح پاویں گے۔) حضرت حمزہؓ نے کہا کیا آپ نے یہ سنا فرمایا۔ میں نے بھی رسول اللہؐ سے ہی سنا تھا۔

حضرت فہرؒ کہتے ہیں کہ جب قبیلہ حسمیر نے اہل و عیال و سارا و مسلمان لڑ کر لیا تو ان کے پیچھے قبیلہ نج جو نہایت عمدہ جنگی گھوڑوں پر سوار ہوا ایک نیزہ دبانہ میں لے کر کڑی قیس بن حسمیر و عدویٰ بچھا یہ سردار بھی جس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ کے قریب آیا تو آپ کو سلام کر کے پٹا اور اپنے قبیلے کا گورنر کر پکا اور یہ شعر پڑھتے۔

ترجمہ: ”ہمارا لشکر آپ کی خدمت میں بہت جلد حاضر ہو گیا۔ ہر قلعہ و لاٹھان کے مالک ہیں۔ ہر آپ کے پاس حاضر ہو گئے ہیں۔ ہمیں غم نہ پہنچے گا کہ ہمیں کس تلوار سے جو ہم مالک کئے ہوئے ہیں قیل کر دیں۔“

حضرت محدثؒ نے ان کو مانا فرمایا، یہ سب بلا سے ان کے پیچھے قبیلہ طری کی فتح ہوئی جس کے سردار ماس بن سعید اللطیف تھے جس وقت حاکم بن شیبہ اولیٰ کے قریب آئے تو انہیں اور ان کا لشکر آپ گھوڑے سے اتار کر پیرا پیرا کر کے لے گئے۔ مکرر وار انہیں نے قسم دے کر روک دیا۔ حسب حاکم قریب آئے تو سلام کر کے بعد مصافحہ کر کے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان کا اور ان کی قوم کا شہر یہ ادا کیا۔ اس کے بعد قزو ایک جمیعت کثیر کے ساتھ تھوڑی دیر کے بعد وہاں سے یہ سالار و جنگ بن عبد اللہ دی تھے۔ اسی بیعت اور قوم کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ بھی سن لٹکے اور دشمن نے ہوئے موجود تھے۔ انہیں اس حالت میں دیکھ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا تم کیوں چھے تم لڑائی کے لئے اس کے مقابل ہو۔ حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا صدیقؓ! میں تو اس لئے کہ جہاد کے ذوق میں شامل ہو جاؤں۔ اس سے شرم کے بعد وہاں ان کا والد ابو ہریرہؓ نے اس میں انہیں لگے۔ آپ یہ سن کر بہت غصے۔

اس کے بعد حسمیر جن سرداروں نے انہیں کے زیر نگران ہو گئے اور اس کے پیچھے قبیلہ کنان جس کے سردار تھیں ایشم و کنان تھے۔ یہ تمام قبائل یمن کے ساتھ ہو یہاں آئے تھے ان کی اور عیال اور عورتیں، شوہر و اولاد وغیرہ موجود تھے حضرت محدثؒ نے یہ جہاد ختم کر کے اپنے گھر خوش ہوئے اور خداوند تعالیٰ کا شکر کیا۔ انبیاء و عہدہ کے سردار ایک قبیلہ نے طلعہ و طلحہ چڑھا دیا۔ چونکہ ایک ہم غصہ اور فوجی کثیر جمع ہوئی تھی اس لئے کہانے پہنچے میں تکایت اور جنگ کی فضا ہوئی۔ یہاں یہ دھمکی آئی کہ گھوڑوں کے دانے اور ہار سے میں تکلیف اٹھائی پڑی۔ یہ دیکھ کر سرداروں نے قبائل سے جھگڑا ہو کر تہہ جس میں مشورہ کیا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض و معروضی کی جائے کہ چونکہ یہاں کثرت ازحام کے باعث تکلیف ہو رہی ہے اس لئے آپ ہمیں شام کی طرف روانہ کر دیجئے۔ اس سلسلہ و مشورہ کے بعد یہ حضرات حضرت ابو بکر صدیقؓ نے پاس ہو فرمایا اور سلام کر کے آپ

نوجواب والا سوار ہو لیں۔ ہمیں ٹھہر دیں کہ ہم بھی پاپیادہ ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا نہ میں سوار ہوتا ہوں اور نہ تمہیں اترنے کو کہتا ہوں۔ میں اپنی اس پاپیادہ چالی کے اجڑے اسید بچے کو پیٹ کر ممت سے رکھتا ہوں۔

چنانچہ اسی طرح پادشاہ آپؐ سے اللہ اور اس کے شریف ملائے۔ وہ تو آپؐ پر غم گھسے۔ یہ یہ ابن ابی سفیان نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، خلیفہ سونے میں آپؐ کو کھانسی اور سستی کرو بیٹھے۔ آپؐ نے فرمایا جب تم کسی مقام سے کوچ کرو تو چلنے میں ساتھیوں پر سختی نہ کرو۔ اپنی قوم اور اپنے آدمیوں کو سخت سزا کی مت دو۔ ہر کام میں مشورہ کرو۔ عدل و باطل سے نہ جانے دو، ظلم و جور سے بچو اور دور رہو۔ کیونکہ کسی ظالم قوم سے علاج و موبود نہیں دئی اور نہ کسی قوم پر فتح حاصل کی۔ قرآن شریف میں موجود ہے اس پر عمل کرو کہ اذا النغصم الذین کفروا زحفاً فلا تولوهم الاذکار ومن یولہم یومئذ جبار الاتحاف لا یقتل او مستحبوا الی فتنہ علیہما بغض من اللہ۔ یعنی جس وقت تم کافروں کے گرد اسے مقابلہ کرو تو پیچیدگی میں گرفت نہ جاؤ۔ کیونکہ جو شخص اس وقت بھاگ جاتا ہے تو جنگ واکھاڑ دیتا ہے اور جس وقت اپنے دشمن پر فتح پہ لوگو مسخر ہیں انہیں اور عمر رسیدہ جوانوں، مجبوروں اور بالغان کو قتل نہ کرو اور خرسوں کے درختوں کے قریب نہ جاؤ۔ کچھ دن کو نہ جلاؤ اور پھل دار درختوں کو نہ کاٹنا، امثال جانوروں۔ کہلاؤ کسی جانور کو نہ بچا کرنا، جس وقت قریشن سے کوئی عہد کرلو تو اس سے برکز نہ بھرنا۔ صلح نامہ جس وقت کر چکو تو صلح نامہ کی وجہاً نہ سمجھو ریلا۔

خیز اور حکومت ایسے لوگوں سے بھی ہو گئے جو اپنے عبادت خانوں میں گوش نشینی اختیار کئے ہوئے ہیں اور اس گوش نشینی کو اپنے دُعا میں مضامین کے سمجھتے ہیں۔ ایسے لوگوں اور ایسی قوم سے کوئی تعرض نہ کرنا جب کہ وہ اس غلطی و مصلحت کو اپنے لئے بہتر سمجھتے ہیں۔ خیز تمام ان کے عبادت خانوں کو بھی ویران نہ کرنا اور نہ ان کو قتل کرنا جنہیں ایک قوم اور ایسی نئے دُعا جس کے افراد شیطان کا گمراہ اور صلیبان کے بندے ہیں۔ درمیان میں سے اپنا سر منڈاتے ہیں اور ان کا منہ اور ہاتھ اپنی تنگ خارہ جانور کے گھر جیسا ہوتا ہے، ان لوگوں کے سر پر تاج خیز کرنا اور تاج شکیہ و اسلام نہ قبول کریں یا نہ مل جو کہ تاج نہ دیں اس وقت تک کہ ان کو نہ چھوڑنا۔ اب میں جنہیں خدا کے پیار کرتا ہوں، مبرا حافظہ۔“

یہ کہہ کر آپ نے ان سے مصافحو اور معافگی کیا۔ اور ان کے بعد درجہ ہن عامر سے مصافحو کر کے فرمایا۔

”زیب بن عامر ثعلبی نے صفر کے چوتھے دن اپنی شہادت و کھانا اور اپنی عقیقہ کی خاطر ہر گناہ و خدو و نہر کو اپنی تمہیں تمہارے ارا و اولاد میں کامیاب کر دیں اور ہمیں اور تمہیں سب کو بخش دیں۔“

کہتے ہیں کہ لشکر اسلام مغرب منہم کی طرف روانہ ہوا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے مع سرافروہوں کے یہ خطبہ تلاوت کیا۔ یہ خطبہ بنی ابی سفیان مدینہ شریف سے ابھی نموداری ہی دور نکلے تھے کہ چلے میں آپؓ نے بہت تعزیری کی۔ ربیعہ بن عامر نے اعتراض کیا اور کہا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آپؓ کو آجستہ بہت چلے گا عمرو باقراؤد کہا تھا کہ چلے میں زیادہ سختی نہ کرنا اس کے جواب میں ربیعہ بن ابی سفیان نے کہا کہ یہ صحیح ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ہمیں سچی حکم دیا تھا مگر حبیبہ کے حضور وانا اس ہمیں جنگ کی طرف روانہ فرمایا ہے اسی طرح آپؓ کے چچہ اور قوی بھی بھیجئے گا ارادہ رکھتے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ میں شام میں پہنچ کر سب سے پہلے سہقت کر دوں۔ مغلبن ہے کہ دوسرے لشکر کے سامنے اور نکلے لیکن جو کچھ ہی حاصل کر لیں جس سے ہمیں میں طرح کے منافع

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یا سر میں جھینسا کا بیان ہے کہ حضرت زید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ سے تھیں دو شخص مع اپنی فوج کے مقام تبرک پہنچ چکے تھے۔ پوچھے روز صاحب رسول کا کارواں تھا کہ آتے یا نہیں کہ دور سے انہیں گروہ زنی دکھائی دئی۔ یہ کہو کہ سلطان بہ شہار ہو گئے۔ حضرت زید بن ابی سفیان نے ایک بار لشکر و بیہ بن عاصی کی سرکردگی میں دے کر ایک کین کا دھنک چھا یا اور ایک ہزار کو لے کر سامنے ہو گئے۔ لڑائی کے لئے پیش مرتبہ کیں۔ چند نسلان بیان کیں، خداوند تعالیٰ کی نعمت کا ذکر کیا اور فرمایا اے خداوند تعالیٰ اس جلاہل قوم سے مدد کا وعدہ کیا ہے۔ اگرچہ چند فوجوں کی فوج بھیج کر تیار ہو دی۔ قرآن شریف میں فرمایا:

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ -

”اکثر مرتبہ کچھ کمزوری اور چھوٹی جماعت بہت بڑی جماعت پر خدا کے حکم سے غالب آجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہے۔“

ہمارے آقا و ملا جناب رسول اللہ فرماتے ہیں کہ العدة تحت ظلال السيف کو تلواریں کے سایہ تلے بنت ہے۔ بزار و ابن اسلام سب سے پہلا لشکر حوثام میں جہاد کے لئے بنی امیہ کے مقابل پر آیا اور تیار رہا ہے۔ اب جو مسلمانوں کے لشکر قمر سے آکر ملیں گے اس کے اصل قمر ہی شمار ہو گئے۔ دوسرے لشکر کھنضلے والے یا مرمو معان ہوں گے۔ تیسری بھی چاہئے کہ قمر دی کر کے دکھلاؤ جو تہارنی طرف سے مسلمانوں کا گمان ہے۔ چوتھی تہار سے مقابلہ پر ہے اس لئے اعتقاد رکھو کہ وہ تہار سے قتل کی امید نہ رہے۔ قمر خداوند تعالیٰ کی مدد کرو۔ اسی تعالیٰ تہار کی مدد فرمائیں گے۔“

حضرت زید بن ابی سفیان ابھی یہ نصائح نہ کرے رہے تھے کہ سامنے سے دو سو سال کی فوج کے پیش رو اور اس کے پیچھے خود فوج پہنچی تھی۔ غروں کو کہہ کر کچھ کہیں اتنی فوج تھی ہے۔ اپنی زبان میں نہایت گرفت آواز کے ساتھ اہل میں کہنے لگے جو تہار سے ملک پر قبضہ نہ کرے مرمت کی پردہ دہی اور تہار سے ہاتھ ہوں گے قتل کا وارہ ہے آئے ہیں کچھ رو مسلیم سے مدد چاہتا ہوں کہ وہ جھیں مدد۔ اور ایک دم حملہ کر دیا۔

اسحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی بڑی ہمت و جرأت کے ساتھ حملہ جواب یا پڑائی شروع ہو گئی۔ ہر ایک لڑائی و جہاد میں اپنی کھات کی وجہ سے غالب ہو گئے اور جنہوں نے سمجھ لیا کہ ہم نے مسلمانوں پر قبضہ کر لیا۔ اچانک رہے بن عاصی اپنی فوج کے کھیر کے نعرے لگاتے اور اپنے آقا و ملا سید البشر جناب رسول اللہ پر زور زور سے درود پڑھتے غریب غمزدوں پر سوار ہو کر طرٹ کر رہے ہوئے صومدار ہو گئے۔ آپ نے اس زور سے حملہ کیا کہ تو حید کا ظہر پرانے لگا۔ رومیوں نے جس وقت اس کھیں گا وہ آئے والے لشکر کو دیکھا ان کی ہتھیں فوت کھیں اور ان کے دلوں میں خداوند تعالیٰ نے اس عصب ذال و پاکوں کے کچھ اکڑ لئے اور بھاگ پڑے۔ رہے بن عاصی۔ سر کی ٹھکر باطلیق پر پڑی جو اپنے لشکر و لڑائی کی ترتیب و تکرار میں دلا کر انہیں جنگ پر تیار کر رہا تھا۔ آپ نے قیاد سے معلوم کیا کہ سالار لشکر معلوم ہوا ہے۔ یہ سوچی کر آپ نے نہایت بہادری اور لہری کے ساتھ ایک ایسا نیزہ مارا کہ اس کے تمام پہلو توجہ سے اور دوسری طرف ٹھل گیا۔ باطلیق نے ہوش ہو کر لڑا۔ رومیوں نے جب اس کی یہ حالت دیکھی ہے تماشا بھاگے اور میدان نکامان۔ رسول اللہ کے ہاتھ رہا۔

اللہ تعالیٰ عید اللہ سن حکم سے روایت کرتے ہیں کہ اس لڑائی میں ہمارے ہاتھ سے خداوند تعالیٰ نے اور ہزار دوسرا میں کو تہ تیغ

کر آیا اور ایک سو بیس مسلمان جو اکثریت قبیلہ کا سرکٹ لے گئے تھے خیرہ ہو گئے۔

قریبیت خود دروہیوں سے ملنے طلب ہو کر آئے تھے۔ ہمیں پوچھا کہ میں کس حد سے بادشاہ، ہرقل کے پاس نہ ضرر پہنکا؟ اعلیٰ آسمان کی بات ہے کہ مسلمانوں کی قہوڑی سی فوج نے کس دھیری اور پیادوں کے ساتھ عداوت سے بڑے بڑے سور، دیوں کو تلوار کے ٹکڑے، چھریاں اور بے خون سے زمین پر ٹپک دی۔ لاشوں کے ٹوکے لگا دیئے۔ میں اس وقت تک نہیں موت سکتا جب تک کہ بوٹی کا دل نہ لے لوں یا میں بھی ماری سے جا لوں۔ روٹی پی کر ایک اور سے کمرہ لٹا اور ملامت کرنے لگے۔ شرمندگی کو دور کرنے کے لئے پھر نوئے۔ ایک جگہ خیرہ نصب کر کے سامان درست کیا۔ لڑائی کا نہایت دور کے ساتھ اہتمام کیا۔ جب سب سامان درست ہو گیا اور پڑاؤ کو نہایت منظم و منبہر لاکر پہنچے تو ایک نصرانی عرب کو جس کا نام قدح بن وائلہ تھا ایک کریم کہ تو مسلمانوں کے لشکر میں اس سے جا کر کہہ کہ وہاں پہنچے لشکر میں سے ایک ذریعہ قصہ اور غریبہ کہ ہمارے پاس بھی دین تاکہ ہم اس سے دریافت کریں کہ وہاں آئے سے کیا مقصد رکھتے ہیں۔

قدح بن وائلہ ایک تیز سبک درگھوڑ پر سوار ہو کر مسلمانوں کے لشکر میں آیا۔ قبیلہ اوس کے چند شخصوں نے اپنے لشکر کی طرف ایک آہنی کوتاہ دیکھ کر یہ بات کیا کہ یہاں آنے سے کیا غرض ہے۔ قدح نے جواب دیا کہ مغل، حاکم اور آپ کے یہاں آنے کا مقصد دریافت کرنے سے خوش ہے تاہم سرور لشکر آپ کے ایک عقلمند اور تجو بہ کار شخص کو کہتے ہیں۔ حضرت رہید بنہ نے فرمے کہ کیا کہیں جو اس کا حضرت بنو ہاشم اہل بنیانیان نے فرمایا کہ یہ تہذیب زاجا ناما سب نہیں ہے۔ کیونکہ قرآن کی لڑائی میں اس کا ایک بڑا حربہ یہ کہ تو قتل کیا تھا۔ آپ نے کہا یا ربی تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں: فصل لسان یسعیت الا ما کتب اللہ لہا و لا ما لا یعنی اسے رسول آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں کوئی مصیبت نہیں آئے گی مگر وہی جو خداوند تعالیٰ نے ہمارے لئے لکھ دی ہے اور خداوند تعالیٰ ہمارے ساتھ ہیں۔ نیز میں آپ اور تمام مسلمانوں کو اس کی نصیحت کرتا ہوں کہ آپ حضرات کی تمام تہذیبی طرف دے۔ اگر وہی میرے ساتھ کوئی بے وفائی یا غریب کاری کریں اور میں یہ سے میں نے پرمناؤں وہوں تو تم بھی ان پر صاف حملہ کرو۔

یہ کہہ کر آپ گھوڑے پر سوار ہوئے اور تمام مسلمانوں کو سلام کر کے دشمن کی طرف چل دیئے۔ جس وقت آپ حریف کے خیموں کے قریب پہنچے تو قدح بن وائلہ نے کہا کہ بادشاہ کے لشکر کی قطعیت کیجئے اور گھوڑے سے اتار لیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ شاہیر شخص نہیں ہوں کہ عزت چھوڑ کر ذلت اختیار کروں۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ میں اپنا گھوڑا دوسرے کے سپرد کر دوں۔ میں سوائے خیر کے اور دائرہ کے اور کسی جگہ نہیں آؤں گا مگر آپ کو یہ منظور نہیں ہے تو میں لوٹ جاتا ہوں، لیکن آپ لوگوں نے تمہیں بلایا ہے مگر آپ کے پاس کسی خیرت پہنچ نہیں سکتا۔

قدح بن وائلہ نے یہ تمام قصہ دروہیوں سے جا کر بیان کیا۔ نبیوں نے آپس میں مشورت کی اور کہا کہ یہ عربی لوگ توں کے بہت کچے اور بات کے سچے ہوتے ہیں۔ جس طرف او آنا چاہتے آئے۔ چنانچہ آپ اسی طرف گھڑے پر سوار خیر تک تشریف لے گئے اور خیر کے قریب پہنچ کر گھوڑے سے اترے اور گھوڑے کی باگ باجھ میں مقامات دے دئے زمین پر دوڑاؤں پہنچ گئے۔ جو ہمیں نے کہا اور عربی و تم ہمارے نزدیک بہت سی کھڑے تھے، ہمارے دل میں کبھی اس کا شبہ بھی نہیں گذرتا تھا کہ خرم سے

کسی وقت لڑو گے اور ہم پر بھی چڑھ بھی آؤ گے۔ اب تم ہم سے کیا چاہتے ہو؟ آپ نے فرمایا، ہمارے یہ خواہش ہے کہ تم ہمارا دین قبول کرو اور جو کچھ ہم چاہتے ہیں تم بھی دینی چھو اور اگر یہ منظور نہیں ہے تو ہمیں جڑ پھینک دو یا کرو اور اگر اس میں بھی کسی طرح کا پس و پیش ہے تو یاد رکھو کہ لوگ آپ سے چھینا فیصلہ کرتی ہے۔ ”جو ہمیں نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے، اور اس میں کوئی امر یا مفسد ہے کہ تم ملک فارس پر چڑھ کر اور ہم سے صلح اور دوستی رکھو۔ آپ نے فرمایا، ملک فارس کی نسبت جو کچھ تمہارا ملک ہم سے قریب ہے اور خداوند تعالیٰ انھیں ہمیں نے ہمیں حکم دیا ہے کہ:

فَاتْلُوا الدِّينَ يَلُوكُمْ مِنَ الْكُفَّارِ وَلِيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً.

ترجمہ: ”یعنی جو کفار تم سے قریب ہیں ان سے لڑو اور چاہئے کہ وہ تمہیں زیادہ قوی پائیں۔“

جو ہمیں نے کہا کہ کیا تم پر کوئی کتاب بھی نازل ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں جیسے تمہارے نبی پر انجیل مقدس نازل ہوئی تھی، اس نے کہا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تم ہم سے اس شرط پر صلح کرو کہ ہم تمہارے ہر ایک آدمی کو ایک دیندار اور ایک اذیت خیز لاد تمہارے سرور اور کورینا اور وہی موت خلد اور تمہارے غلیظہ کو ایک جزا دینا اور سوا اذیت خلد دے دیں اور ہمارے آپ کے درمیان ایک صلح نامہ۔ میں مضمون مرعوب ہو جائے کہ نہ تم ہم سے کبھی لڑو اور نہ ہم تم سے کبھی جنگ جو ہوں۔ آپ نے فرمایا ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ دل تو اسلام دوسرے جز پناہ تیرے توار ہے۔ اور میں اس نے کہا کہ ہم سے یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ مذہب تبدیل کر کے مسلمان ہو جائیں۔ کیونکہ ہم اپنے دین سے ہٹ کر کسی مذہب کو نہیں دیکھتے اور یہ ہے کہ ہٹ کر ہوتا ہے۔ اس ہٹ کر ہے کہ ہم مرد ہیں، تم ہم سے زیادہ جنگ جو نہیں ہو کیونکہ ہماری فوج میں اولاد جبار اور اوقاف مرد میدان تیار اور نیزہ کے ماہرین موجود ہیں۔ اس کے بعد جو ہمیں نے دربان کو حکم دیا کہ مقلید نامی پادری کو بلانے تاکہ اس بدی کے ساتھ معطر کیا جائے۔

حضرت ربیعہ بن عامرؓ سے ایک پادری کا مناظرہ

وادی کہتے ہیں کہ برٹش بادشاہ دوم نے اس فوج کے ساتھ ایک پادری روانہ کیا تھا چاہے دین کا عالم ہونے کے ساتھ ساتھ مناظرہ میں بھی بہت مشاق تھا۔ چنانچہ وہ آیا اور جو ہمیں نے اس سے کہا کہ اسے بولی گاؤ (بڑے باپ) آپ اس شخص سے ان کے دین کے متعلق کچھ دریافت کر کے ہمیں بتائیے۔ صیقل نے حضرت ربیعہ بن عامر سے دریافت کیا کہ اسے عربی بھائی! ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک نبی مرئی بھی فرمائی ہے اور اسے گامی کی علامت اور شافیت یہ ہوگی کہ اس کو اللہ تعالیٰ آسمانوں پر بلا دے گا کیا تمہارے نبی کے ساتھ آیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ہاں ہمارے حضور سرور کائنات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو باری تعالیٰ جل شانہ نے آسمانوں پر بلا دیا اور خود اپنی کتاب مجید میں اس کے متعلق فرمایا کہ:

سُبْحَانَ الَّذِي أَسْرَىٰ بِعَبْدِهِ لَيْلًا مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى الَّذِي بَارَكْنَا حَوْلَهُ۔

”پاک ہے وہ ذات جس نے میری کرائی اپنے بندے کو رات رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس میں ہم نے فرمایا

رکھی ہیں تاکہ ہم اپنی نشانوں میں سے نکلا دیں۔“ (پارہ ۱۵ سورہ بقرہ اسرار تک آیت)

پادری نے کہا ہماری کتابوں میں یہ بھی موجود ہے کہ اس نبی اور اس کی امت پر ایک، دو کے روزے فرض ہوں گے اور اس میں ہیند کا

نہ مریضان ہوگا؟ آپ نے فرمایا یہ بھی ٹھیک ہے۔ ہم یہ قید مسجد کے رہے۔ مگر داخل کئے گئے ہیں وہاں تو قرآن شریف میں اس طرح بیان کیا ہے: **وَمُصَافِحِ الْقَدِی الْقَوْلِ** یہ، لغوی لکھی، مصافحہ وہ جو میسر ہے جس میں قرآن شریف نازل کیا گیا۔ دوسرے تفسیر میں ہے: **کُتِبَ عَلَیْکُمُ الْبِصَافُ** کسا کتب علی الدین من فہلکم یعنی تمہارے، پرہیزگارے فرض کئے گئے ہیں جیسے کہ تمہارے سے پہلے لوگوں پر کئے گئے تھے۔

اس کے بعد پوری نے پوچھا کہ تم نے اپنی کتاب میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ قرآن کی آیت میں ہے: **وَلَوْ تَحْسَبُوهُ شَرًّا لَمَلَأْنَا بِهِ الدِّیْنَ** تو اس نے امر اٹھایا میں اس میں بھیجوں گا وہاں کتاب لکھا ہے کہ اگر اگر ایک بتی کہ ہے کہ تو اس کے، مافصلا میں آیا ہے یہی کہی گئی ہے۔ آج آپ نے فرمایا یہی کتاب میں اس واقعہ طرح بیان کیا گیا ہے۔

"ان شاء باللہ ولا غشیر امتنا ولا من حواء والنسبہ فلا یجوز الامتیاز جس کا ترجمہ یہ ہے۔
پوری نے پوچھا سوال کیا کہ پورے یہاں لکھا ہے کہ نہ تبارک وتعالیٰ ان کی امت کو ان پر درجہ پہنچے گا مگر یہ کہ آج نے فرمایا اس کے مطلق خداوند تعالیٰ نے اس طرح فرمایا ہے۔

ان ظللہ و ملکہ یصلون علی اسی بابہ الذین تموا اصلوا علیہ وسفوا فسلما

"اللہ اور اس کے فرشتے کی پادروں پہنچتے ہیں۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو تم بھی درجہ اور مسافروں پہنچتے۔"

پوری جس حالت یہ جوابات میں چکا تو بہت متعجب ہوا اور وہاں شکر سے کہنے لگا کہ حق اسی قسم کے ساتھ ہے۔ اگر تھکے بعد ایک درجہ ان نے پرچھنے سے کہا کہ وہی پوری ہے جس نے کہی ہے کہ یہاں تو کئی کئی تہہ پہنچتی ہیں تو پوری نے کہا کہ مجھے دیکھا، ہاتھ فصد کے آگے سرش کو تھکیر۔ چاہے کہ آپ نے ہرگز نہ، مگر آپ نے فرمایا ہے کہ یہی کی طرح اٹھے، ششیر فصد میں نے فرمایا جس کے اس دور سے آپ باوجود مارا کہ وہ زمین پر گرا، وہی آپ پر حملہ آور ہوا۔ آپ ٹھوڑے پر حواہ و توفیق کی سبوتا کا مہر جالے سے مراد متاثر ہو گئے۔

حضرت پیر بن الپا عقیان نے جب اس طرح ان پر تیار کیا تو آپ نے یاد کر کہا مسلمانہ امتہاء۔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کے ساتھ احمد، دین کے خدا کی کی تم بھی فوراً فصد کرو۔ یہ سنتے ہی مسلمانوں نے حلا کر کہا ایک فوج اور دوسری فوج کے ساتھ باگلوں میں تھی۔ وہی ہائی ہائی کے استعمال کے ساتھ ہرے تھے کہ جو تک مسلمانوں کی قیادت اور دوسری فوج جو ہر گز کی ششیر میں نہ تھکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آ رہی تھی، بکلی دینی۔ مسلمانوں نے جس وقت میں لڑائی میں اپنے بھائیوں کو آتے دیکھ تو غصہ ہو گیا اور اس دور سے متاثر کیا کہ وہیں میں نہیں کر تمام کے سرداروں کا توفیق میں نہ تھکا۔

والدی کہتے ہیں کہ اس لڑائی میں آنجو ہوا، وہیں میں سے ایک شخص بھی زندہ نہیں تھا تھا تھوڑے تھوڑے شمار سے زیادہ فصد پر تھا ان لئے عربوں نے تعاقب کر کے سب قتل کر دیا تھا۔ اس کے بعد مسلمانوں نے ان کا ہائی تازہ دینی ٹھوڑے، لیجے، دوسرے اور تمام قرآن فصد میں کیا۔ ششیر میں صحت سے صحت کے صحابیان کے کلمات کی، سلامہ ہزار کے بعد فصد بلکہ چاہا کریں۔

حضرت شمس نے فصد کے، اس کے مطلق حضرت پیر اور حضرت راجہ سے مشورہ کیا۔ رسول حضرت کے متفق اختلاف ہوا فرمایا کہ فصد کا تمام بلکہ جو ہم نے دوسروں سے حاصل کیا ہے حضرت صدیق اکبر علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کر دیا جائے کہ اس مال کو کچھ کر مسلمانوں کے دل میں بہہ دگا شوق پیر ہوا اور مسلمانوں پر جی اور جی اس طرف آدیں۔ چنانچہ یہی بات

بہت بھی گئی اور سوائے اطہار و مسلمان جنگ کے شہداء بن گئے اور کچھ سوسا اور ان کے ساتھ تمام ہائی و اسباب دے کر غلیظہ سوس کے حضور میں پہنچا دیا گیا کہ اس سے مسلمانوں کو تقویت حاصل ہو اور باقی شہداء ارضِ شہداء میں خیر کیا جائے کہ مسلمانوں کا آنے والا لشکر ان سے یہاں مل جائے۔

واقعہ کی کہتے ہیں کہ شہداء بن گئے اور یہ اسباب لے کر مدینہ طیبہ پہنچا تو جس وقت مسلمانوں نے انہیں دیکھا پھر پہلی کی آوازیں بلند کیں۔ اللہ تعالیٰ کی کربخے والی آواز حضرت ابو بکر صدیقؓ کی گونجی تو آپ نے اس کا سبب دریافت فرمایا۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! شہداء بن گئے اور ان کی نصیحت نے گرائے ہیں۔ ابھی یہ ذکر ہو ہی رہا تھا کہ شہداء بن گئے اور ان کے سر جیروں کے آچھتے اور سواروں سے اتر کر لوہے مسجد میں جا کر تحریک مسجد کی نواہل وائیں۔ پھر سردار و جرنیل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر سلام پڑھا۔ اس کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام کے بعد مٹی کی خوشخبری سنائی۔ وہ سیدوں کے متعلق تمام قصہ بیان کیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عہد و شہداء دیکھا اور ان کو فالِ نیک تصور فرما کر ان کی مالِ نصیحت سے مسلمانوں کا ایک دوسرا لشکر جمع فرمایا۔ اس کے بعد آپ نے ایک خطِ اعلیٰ سے معتزہ کے نام ارسال فرمایا جس میں بیاد کی ترغیب دی گئی تھی جو حسبِ ذیل ہے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا اعلیٰ مکہ معتزہ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط ابو بکر صدیقؓ کی ذاتی طرف سے تمام اعلیٰ مکہ محمدیہ اور اس کے مضافات والوں کے نام ہے۔

”اللہ علیکم مرح و صلوات کے بعد! میں نے مسلمانوں کی طرف سے ان کے دشمنوں پر جہاد کرنے اور ملک شام فتح کرنے کا تہیہ کر لیا ہے، میں نے آپ کو احلاع و پناہوں کے آپ باری تعالیٰ جل مجدہ کے فرمان و احباب الازعان کے پورا کرنے کی طرف فوری توجہ کیجئے۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں ”تم (مجاہدین) جلیا کرو (غزوات) تمہارے سامان سے (جو) خود اپنا دھرم سامان سے (جو) اور اپنے مال اور جانوں کے ساتھ خداوند تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو۔ یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم وثیق ہو۔“ یہ آیت تمہارے پیار سی نازل ہوئی تھی، اس لئے تم ہی پر نازل ہوئی ہے۔ جو شخص اس کو چھ کر دکھائے اور اس کے حکم کو نافذ نہ کرے وہ اپنی سب سے زیادہ بھرتہ ہے۔ پس جو شخص اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرے گا اللہ جزاک و تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے اور جو شخص اس کام سے اپنے آپ کو علیحدہ رکھے گا اللہ جزاک و تعالیٰ اس کی کوئی پروا نہیں، تم جنتِ عالیہ کی طرف جس سے خوشتر و گھور مغرب ملے والے ہیں اور جس کو وہ نعمت و اللہ تعالیٰ سے مجاہدین دھارین اور نصراء وغیرہ کے لئے تیار ہے و زور۔ حسب اللہ و نعم المومنین“

آپ نے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میراثی اور محمد بن عبد اللہ بن عبد اللہ کو دے کر روانہ کیا۔ یہوں نے مکہ مکرمہ پہنچ کر ایک کرخت آواز سے کاروانگ ان کے پاس آئے اور انہوں نے دو خط لکھ کر سب کے سامنے پڑھا۔ اس کو سن کر عثمان بن عفانؓ حضرت بنی شام اور محمد بن ابی جہل کھڑے ہوئے اور ایک زبان ہونے کہتے گئے ہم نے اللہ جزاک و تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جانے والے کی رحمت کو قبول کر لیا اور رسول اللہ کے قول کو چکی مان لیا۔ حضرت بنی شام اور محمد بن ابی جہل

نے کہا ”تمہارے خداوند تعالیٰ کی ہمہ دین خدا کی مدد و اعانت سے کبھی پیچھے نہیں رہ سکتے۔ آخر اب تک ہم لوگوں سے جو ہم سے پہلے سخت کر چکے پیچھے پڑے ہیں۔ یہ سمجھ کر ہے کہ جو اشخاص ہم سے قبل بکلی کر چکے وہ اپنی منزل تصور کو پہنچ گئے اور ہم ان سے اس نعمت غلطی میں سوا فر ہے کہ ہم اگر ہمہ ہمارا کام ان سے لئے والوں کی غیرت میں تو لکھا جانا چاہئے۔“

آخر عمر میں ہی پہلی اپنی قوم کی غزوہ سے چوداؤ دی کے کر تھے اور سکول میں عمر کی عامر کے چالیس جوانوں کے ساتھ جن میں عامر بن ہشام بھی شامل تھے زیور ہو کر آئے۔ ان کے علاوہ کہ معظمہ کے بہت سے آئی ان کے سردار ہوئے اور یہ پانچ سوا فر کی ایک جماعت تیار ہو کر مدینہ طیبہ کی طرف چل دی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ایک دن قوم ہوازن اور ثقیف کے نام بھی تحریر فرمایا تھا اس قوم نے بھی پادرسوادی مدینہ طیبہ کی طرف چلے۔

والہی وحش اللہ علیہ عبد اللہ بن سعید سے روایت کرتے ہیں ”ابو عامر کا بیان ہے کہ ہم طائفہ میں تھے کہ ہمارے پاس حضرت صدیقؓ کا رازہ پہنچا کہ کمان سے پڑھتے تھے، دونوں وثقیف کے پادرسوادیوں نے بلک کہا۔ راستہ میں اسی سے معظمہ بھی عمر سے بن گئے اور بعض نو سوار دشمن میں سے ہر ایک شخص کا نول بھی تھا کہ میں نے جو نو سوار ان دی کا مقابلہ کر سکتا ہوں، مدینہ طیبہ کی طرف چلے جس وقت مدینہ طیبہ میں پہنچے، شہر نے میں پڑاؤ لیا۔ حضرت عذیرؓ کی اکبر کو طاع بچکی۔ آپ نے حکم بھیجا کہ جس جہاد آپ لوگوں نے پڑاؤ لیا ہے وہاں سے جس جگہ تمہارے دوسرے بھائی یعنی شہر حائل بن حنظلہ اور یزید بن ابی سفیان اور ابو جہش۔ مہر خیر سے روئے ہیں چلے جاؤ۔ اس وقت یہ تمام حضرات طرف میں قیام پا کر تھے اور نے وہاں پہنچ کر تین روز قیام کیا۔ دوسرے روز دوسرے آ کر جمع ہوئے تھے۔“

شہادین اس فرماتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ”خلیفہ اول مع پندہ ہر دین و الفار کے ایک روزہ تحریف لانے اور کہنے سے ہو کر آپ نے ایک ہر دستہ تقریر فرمائی خداوند تعالیٰ کی مدد اور دوسروں کی خدمت کے بعد آپ نے فرمایا

”کوہم اخذہ اللہ علی حمل جہاد نے مسلمانوں پر جہاں اور فروکش مقرر فرمائے ہیں وہاں جہاد بھی ایک فرض ہے جس کا ثواب بھی خداوند تعالیٰ سے زیادہ ایک بہت بڑا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنی خیتوں کو پاک و صاف اور اپنے رب اعزات کے فریضہ کی داغ بیل پادری رحمت کی سنت کے اتباع میں جلدی کریں۔ آپ جس جگہ کام کی طرف ہمارے ہیں اس میں دوی ہائیں ہیں، انجیا شہادت ہو کر آپ کو شہادت خوب ہوئی جو حضرت آپ سے پہلے اقبال کر چکے ہیں آپ ان سے چالیس لاکھ اور ہر شخص کو آپ میں سے مروجے کا تو اس کا اجر ہائی تعالیٰ جس جلال پر ہے۔“

عبداللہ بن سعید کہتے ہیں کہ میں نے ازہر سے کہہ کر آپ کو کہ خراف حضرت ابو بکر صدیقؓ کی بھی فرمادیں۔ آپ نے کہا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ”معدی دیکھ و مہریرے بدلہ درازہ سے آوی تھے اور آپ کی دیش مبارک زیادہ معنی نہیں تھی۔“

فتح لکھا کہ کہتے ہیں کہ ہم نے ازہر سے کہہ کر حضرت ابو بکر صدیقؓ کی دیش مبارک زیادہ معنی نہیں تھی۔“

ابن مر کبے جیسا کہ آری مغیر موت ۱ سے بھی آئے تھے۔

حضرت کو کہنے لگے ایک خط اسے بن کر لکھا جائے اور اپنی کتاب کے نام میں اور اس کتاب میں جہاد کے لئے دعوت دینی لکھی جائے۔ یہ لوگ جمع ہوئے اور سوچا کہ بنی حنفیہ کے لئے جو کہ ایک تقریر کی اور دو کتابوں کا جو کہ اب کر رہے ہوئے فرمایا۔
 ”اے حضرات بنی حنفیہ! تمہاری کتابیں اور ائمہ ہدایت کے اقوال پر ایک کتاب لکھو جس میں دعوت دینی کے لئے تیار ہو جائے۔“

یہی کر یک ہزار شخص جو چند مرتبہ تک شہابی سیر گراؤ تھا گھرا ہوا اور گناہگار و قویس ایک ایسی قوم سے ملنے کی ترغیب دیا۔ ان کے ہر عزت و قوت نیز سامان و مہیا اور خاشاک گھوڑے موجود ہیں۔ اہل عرب میں اسی طرح کہیں ہے کہ وہ وجود و قوت تعداد اور کثرت اور مصنف کے ان کا متہ بلکہ کرشمے۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ کی مخلصات فوج کی زیادتی اور سامان حرب کی کثرت پر تھی یہاں علامہ دکنہ پرتھی جس کے لئے آپ مجبوت فرمائے گئے تھے۔ ملاحظہ آپ معمرات کو دیکھو کہ جنگ بدر میں (جبری) میں آپ کے ساتھ کون تھے جو حیرہ آدمی تھے جنہوں نے ان قریشیوں کے ساتھ کرمن کے پاس بہت سے لشکر، سامان حرب گھوڑے اور بہت زیادہ اسلحے سے متہ مل گیا اور اسی پر کیا انصر ہے۔ اب تک آپ دنیا میں خطر بلکہ فرما رہے تھے اور آپ نے ہر چہ جتنی دلی اور شہرت بہت سے بدکار بدہی تھی۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

نیز آپ کے فیضِ حضرت ابوذر صدیقؓ کو دیکھتے۔ جس وقت آپ فیضِ مقرر ہوئے تو آپ نے خواجہ اچھے آگاہ تھے دیکھا کہ مریدین کو کس طرح تکرار سے مطلوب کر دیتے۔ آپ بار بار کہتے جب تک قیامِ حق اور فیضِ طریقی طریقہ میں اضافہ نہیں کر دے اور وقت تک غلطی نہ ہو اور تمام مسلمانوں کی آگاہی ہو جائے۔ میں نہیں خداوند تعالیٰ کی قسم دعا میں یہ عرب میں اپنی قوم کو تکمیل دے کر انہیں ہر پاس پہنچا دے اور ہر عربیوں کے لئے وہ دیکھوئے اور دولت موجود ہے، نیز خود دیکھو اور طریقی میں بھی تم ان سے بڑے ہو۔ یہ برفروغ دعا قابلِ عمل بخدا ہے اور دعا غلطی نہ ہونے کے حکم کے ساتھ خود تسلیم نہ کرو۔

و قد فرغنا من هذا الكتاب في رجب سنة ١٢٨٠ هـ. و قد فرغنا من هذا الكتاب في رجب سنة ١٢٨٠ هـ. و قد فرغنا من هذا الكتاب في رجب سنة ١٢٨٠ هـ.

مفتی محمد رفیع الدین: ایک شیعہ ایک تہیلہ ۱۱۲۷ھ

۱۔ جبرائیل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل مکہ کو بلایا کہ جو زمینیں حقانہ طور پر تھیں ان میں سے جو حصہ تمہاری ہے اسے لے لو اور باقی حصہ ہمیں دے دو۔

[illegible]

روم میں کاما نکلیں۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے جب ان گھوڑوں کو دیکھا تو چونکہ تمام گھوڑے لڑے تھے۔ آپ بہت زیادہ خوش ہوئے اور فرمایا کہ میں نے رسول اللہؐ سے نہ ہے، آپ فرماتے تھے ”نیل اسین بجلد طلع“ یعنی یمن کے گھوڑے پچھلیاں تیز ہوتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ لشکر کے جمع ہونے سے ایک ہنگامہ اور شور مچا، دو گیارہ سالہ دھار جرنی، اللہ و ما کر شامل ہوئے اور جرف میں ایک بڑا بھاری لشکر جمع ہو گیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمادہ کہ ”یا کاس تمام لشکر پر حضرت امین الامۃؑ ابو سعید وہی جرن کو ٹانگا دیا (خلف (قائم فوج کا، لیسر) اور ان کے طلسمات، لڑائی پر اس پر سعید وہی نہ وہی سعید وہی حاضر کو جو ایک شریف اور جوان شخص تھے سردار مقرر کریں۔ لیکن سعید بن خالد نے حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے حضور میں عرض کی کہ جس وقت آپ کا وہ وہاں واقعہ کو میرے والد خالد کو جو جناب کی فوج کے لیسر تھے انہیں براہی کا سردار مقرر کریں وہ مسلمانوں نے اس کی مخالفت کی تھی اور آپ نے ان کو معزول کر دیا تھا مالا کلا کہ نہیں۔ نے اپنے آپ پر اور خدا امی وقف کر دیا تھا۔ اسی طرح میں نے اپنے آپ کو خدا اعلیٰ تعالیٰ کے راست میں وقف کر رکھا ہے۔ اور میں نے نبیؐ آپ کی دعوت اور بیعت کو قبول کیا ہے، کبھی سر موافقت نہیں کیا اور اس وقت آج جناب اس براہی کو میرے زیرِ کمان کر دیں تو مجھے سعید ہے کہ خدا ہادی تعالیٰ مجھے بھی مایہ ناز نہ دیکھیں گے۔“

چونکہ سعید اپنے آپ سے لڑائی میں زیادہ توجہ بکھار اور اچھے شہداء تھے اس سے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انہیں ایک نشانِ مرہمت فرما کر دیا، اور وہی پر مقرر کر دیا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے جس وقت یہاں کو سعید بن خالد سے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے اسکو خواہش ظاہر کی تھی اور آپ نے ان کو ہزار سواروں پر مقرر کر دیا ہے۔ تو آپ کو بہت برا معلوم ہوا۔ آپ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ خلیفہ رسول اللہؐ آپ نے یہاں سعید بن خالد کے واسطے تیار کر دیا ہے۔ تاکہ دوسرے اشخاص ان سے بہتر تھے ان پر سعید کو ترجیح دی گئی۔ نشان بتاتے وقت جو لشکر سعید بن خالد نے دشمنوں کے خلاف کی، اللہ آپ اس بات کو چاہے کہ میرے سوا کسی کے متعلق نہیں تھے۔ تم سے خدا کی قسم میں نے کبھی اس کے واسطے کوئی بات نہیں کی اور نہ کبھی کسی فرما میں سے دشمنی کی۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ سے یہی کہ بہت مشت و خلیج میں لڑ گئے۔ کہ نہ آپ کو یہ بھی برا معلوم ہوا کہ سعید کو معزول کریں اور یہ بھی کہ اگر ابو بکر حضرت عمر فاروقؓ کے خلاف کریں۔ اولیٰ تو حضرت عمر فاروقؓ کی محبت آپ کے دل میں، نیز ان کا خیر خواہان مشہور و مشہور۔ رسول اللہؐ کے نزدیک ان کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ آپ تجھ کو ان کے واسطے اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس تشریف لے کر تمام تھا۔ یہ فرمایا۔

اسیوں نے عرض کیا، حضرت جان! آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ ہمیشہ بنی فلاں و بیہود پر نظر رکھتے ہیں اور اپنی گفتگو میں ہمیشہ ضائع فرماتے ہیں۔ بن کے دل میں کسی مصلحت کی طرف سے کسی جسم یا نفس نہیں ہے۔ یہ سن کر آپ نے اپنی اردی ابد آنی کو دیکر غصہ کیا کہ سعید بن خالد کے پاس جا کر کہو کہ جو نشان تمہیں دیا تھا اس کو میرے پاس واپس بھیجتا دو۔

۱۔ یہ اشارہ کیا ہے کہ اعلان میں اقرار اس گھوڑے کے کھسارے میں سعید بن ابی وقاصؓ کی بیوی اور وہی اس گھوڑے کو کھاتا ہے اور اگر کسی اور

سعید کی کھانا دیکھ دیا اس کو اور اس میں کوئی ہمتی نہیں ہے۔ ۲۔

۳۔ طلسمات میں اس کو کبھی نہ ہو جس کی خبر کوئی اور اس کی نفس و حرکت کو معلوم کر کے اعلان دیا ہے۔ ۴۔ میں اس کو یہ انی کہتے ہیں۔ ۵۔

چینا اگر آپ غلیظہ رسول خدا سے میری سازش کر رہی کہ وہ مجھے ابو عبیدہؓ پر امیر مقرر کر دین تو بہت بہتر ہے۔ رسول اللہ کے نزدیک جو کچھ میرا مرتبہ تھا اس سے بھی آپ بخوبی واقف ہیں اور مجھے خداوند تعالیٰ سے امید بھی ہے کہ وہ میرے ہاتھ پر نازل ہوگا اور دشمنانِ دین کو ہلاک کر دے گا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا جو کچھ تم کہہ رہے ہو سچ ہے، اس تمہیں جھوٹا نہیں سمجھتا، مگر میری یہ غوثی نہیں ہے کہ تم ابو عبیدہؓ پر حاکم ہو کر یا نہ۔ میرے نزدیک ابو عبیدہؓ کا مرتبہ تم سے بڑھا ہوا ہے۔ نیز سبقت، سلام بھی انہوں نے تم سے پہلی کی تھی۔ نبی ان کے تحقیق فرماتے تھے ابو عبیدہؓ اسلئے اللہ تعالیٰ نے ابو عبیدہؓ اس لئے کہ ان میں ہیں۔ عمرو بن عامر کہنے لگے اگر میں ان کا انصرہ یا چوہا نہ تو اس سے ان کی تقریریں نہ مل سکتیں، جو ان کے مرتبہ میں کوئی فرق آتا ہے۔ آپ نے کہا انہوں نے عمروؓ کو دینا کا شرف اور مرتبہ چاہتے ہیں، خدا سے اذیت تو فی اختیار کر اور آفرات آفرات کا شرف چاہو۔ خداوند تعالیٰ کی طرف لو لگاؤ، عمرو بن عامر کہنے لگا، اے آپ! ہاتھ تو یہی ہے جو آپ نے فرمایا۔

فرض مردیوں میں سے نبیؐ کو کوئی ناگھم، نبیؐ آپ کے زیرِ نگاہ تھے، ان کے منظر کے باشندوں کا دستہ آگے آگے تھا اور ان کے پیچھے ہو کر آپ، انسانی، دواؤں اور عقوبت کے علی الترتیب، سامنے تھے۔ جب جہین انصار کا لشکر ان کے لئے طے کر گیا تھا کہ وہ ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کی سرکردگی میں جاتے ہیں، عمرو بن عامر نے اپنے لشکر برادری کا سردار سمیدہ بن زید کو مقرر کیا تھا۔ ابو عبیدہؓ کہتے ہیں کہ عمرو بن عامر کے لشکر میں بھی موجود تھا درالحقی کے وقت یہ نصیبیں اور فرائض حضرت ابو بکرؓ نے بیان فرمائے تھے میں نے نبیؐ کو خوب ناشتہ آپ نے فرمایا تھا:

”خداوند تعالیٰ نے ظاہر و باطن میں ہمارے رعب و عظمت میں اللہ سے شرم کرتا کچھ کچھ دیر سے اہل بیت پر کھینچتے دیکھتے رہتے ہیں۔ تم یہ خود جانتے ہو کہ میں نے تمہیں تم سے بڑھ کر اور بزرگ دو عزت و گور پر قائم مقرر کیا ہے۔ آخرت کے لئے کام کرو، اپنے اہل بیت سے اپنے مومنوں کی باری تعالیٰ کو خوش رکھو۔ اپنے ساتھیوں پر باپ جیسی شفقت کرو، بیٹے میں جلدی نہ کرو، ہمارا گھر از دستہ کر دو، ساتھیوں کے خیر گویاں راہوں میں جو طرح کے لوگ موجود ہیں صلیف و نا تو اس بھی ہیں، اور تم کو دور کا سفر درپیش ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے ارادے کے ناصر ہیں اس کو تمام ادا یاں پر قوت دے گا کہ اگر چند شرکین کو یہ تاؤ وار معلوم ہو۔ جس وقت تم اپنے اس لشکر کو لئے چلو گے جس راستہ سے چلو گے بنی ہاشمیان، رجبہ بن عامر اور خرمیہ بن عبد رمن، اللہ تعالیٰ تمہارے گھم گئے ہیں اس راستہ کو مست جاؤ، ہمدردی کے راستہ سے جاؤ۔ اے اللہ تعالیٰ! اللہ تعالیٰ کے لطفین کو فتح دے گا۔ وہاں پہنچ کر خبر پڑے اور جاسوس مقرر کر کے ابو عبیدہؓ کے مقام حالات معلوم کرتے رہنا۔ اگر وہ اپنے دشمنوں پر ظفر یا ب اور فتح مند ہوں تو تم غلطیوں میں ہی دشمنوں سے لڑو اور اگر انہیں تمہاری امداد اور کمک کی ضرورت ہو تو ان کی کمک کے واسطے کیے جو دیگرے کیس میں بن کر عمرو بن ابی جہل، حارث بن ہشام اور سعید بن خدیجہ کے زیرِ کنٹ لشکر روانہ کرتے رہنا اور جس کام پر میں تمہیں مقرر کرتا ہوں اس میں کسی طرح کی سستی اور تغافل نہ کرنا، کھلی سے جس قدر ممکن ہو چاہے دشمن کی زیادتی ہو، دیکھ کر یہ کہنا کہ میں ان کو کچھ قاتلے دشمن کے اپنے کرنے میں پھر نہیں، یا اور اتنی بڑی فوج کے مقابلہ میں بھیج دیا کہ جس سے لڑنا ہمارا ہی قوت سے بڑھ رہا ہے۔ کہ کچھ مردانہ بہت بڑے کچھ بچے ہو کہ لہذا وہاں ہم باوجود قلت تعداد کے دشمنوں کی بے شمار فوجوں سے لڑ رہے ہیں۔ ہاتھ رنگ خیر بھی نہیں یا دھوکا اور مسلمانوں کی خوشحالی انکھوں کے سامنے پھرتی ہوگی۔

اے محمد! مہاجرین و انصار داخل بدر تہما دی محبت میں ہیں ان کی تعلیم و تکریم کرنا ان کے حقوق کو بھی بنا، ان پر اپنی حکومت کے سمندر سے کسی طرح کی تعدی نہ کرنا۔ نہ اپنے دل میں کسی طرح کا تکبر کرنا کہ مجھے ابو بکر نے چونکہ ان پر حاکم مقرر کر دیا ہے لہذا میں ان سے بہتر ہوں۔ نفس کے فریبوں سے بچنا، اپنے آپ کو کوشش میں نہ لے کر ایک سپاہی سمجھنا۔ جس وقت کوئی کام درپیش ہو ان سے مشورہ کیا کرنا۔ نماز سب سے بڑی چیز ہے اس کا غامض انتظام رکھنا۔ جس وقت نماز کا وقت ہو تو روزانہ نکلا، ان کوئی نماز بغیر اذان کے نہ پڑھنا۔ جس وقت تمام لشکر اذان کو سن چکے تب آ کر نماز پڑھنا۔ لشکر میں سے جو حضرات تہما سے ساتھ باجماعت نماز ادا کریں گے تو بہت نفع ہوگا اور جو شخص اپنی قیام گاہ پر نیچے میں ہی پڑھ لے گا اس کو بھی نماز کا پورا ثواب ہوگا۔

انبیوں کی بات خود دشمن اور سرے پر نہ لانا اور دشمن سے ہمیشہ ڈرتے رہنا۔ اپنے ساتھیوں کو قرآن شریف کی تلاوت کی تاکید کرتے رہنا، کافک اور نگہبان باری باری سے مقرر کرنا، پھر تم ہیچ میں نہ پھانسا رہنا، بات کو اپنے ہر ماہیوں کے ساتھ زیادہ دیکھنا۔ جب کسی کو کوئی سزا دو تو زیادہ سختی نہ کرنا۔ اتنی مصلحت اور ذہیل بھی نہ دینا کہ خود تجھ پر ہی دلیر اور خیر ہو جو دیں۔ جب تک ممکن ہو کسی کے ورے نہ لگانا کیونکہ خوف ہے کہ وہ بھاگ کر دشمن سے جا ملے اور تہما سے مقابلے پر اس کو کمک پہنچا دے۔ کسی شخص کے راز کی پردہ داری نہ کرنا اور کھلی ظاہری باتوں پر انکشاف کرنا۔ اپنے کام میں کوشش کرنا۔ دشمن سے مقابلے کے وقت خداوند تعالیٰ کی تصدیق کرنا، بات میں ہمیشہ وصیت کو مقدم رکھنا۔

ساتھیوں کو اس بات کی تاکید رکھنا کہ وہ کسی کام میں غلو اور زیادتی نہ کریں اور اگر کریں تو انہیں اس کی سزا دینا جس وقت اپنے ساتھیوں کو نصیحت کر دو تو مختصر نصیحت کرنا۔ اپنے نفس کی اصلاح کرنا تاکہ قرباری دے یا کسی اصلاح رہے۔ وصیت کی بابت بادشاہ اپنے فضل و اہل میں باری تعالیٰ سے زیادہ مغرب دیتا ہے۔ میں نے تمہیں تہما سے اہل عرب ساتھیوں پر حاکم مقرر کیا ہے لہذا وہ ایک قبیلہ اور ہر گروہ کی تہ و منزلت پہچانتا میرا باپ کی طرح ان سے سلوک کرنا کہ کبھی کے وقت تمام لشکر کی خبر رکھنا۔ ہر لشکر ہر اول کے حضور ہر مقرر کر کے گئے گئے آگے رکھنا اور دشمن پر زیادہ اعتماد ہون کو اپنے پیچھے غاصت کے لئے رکھنا۔ جس وقت دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرنا، اشتغال رکھنا، پیچھے نہ ہٹنا تاکہ تہما کی بڑی اور ضعف و عاجزی نہ ظاہر ہو۔ قرآن شریف کے پڑھنے کی ساتھیوں کو تاکید رکھنا کہ بالا احترام پڑھیں۔ زمانہ جاہلیت و فحشہ کے ذکر و اذکار سے ساتھیوں کو روکنا کیونکہ اس سے آئینہ میں غشی پیدا ہوتی ہے۔

دنیا کی زیب و زینت سے اعراض کرنا حتیٰ کہ تم ان لوگوں سے جو تم پہلے حالت گرفتاری میں اشتغال کر چکے ہیں، جان کی مدد و تحریف قرآن شریف میں موجود ہے۔ ایسے لوگوں میں اپنے آپ کو شریک کرنا۔ باری تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَجَعَلْنَا هُمْ أَتَمَّ يَهُودٍ يَصُومُوا وَاحِدًا يَتَّبِعُهُمْ فَعَلَّ الْبُخْرَاءُ وَالْأَمَّ الصَّلَاةَ وَابْتِغَاءَ الرِّكَاتِ وَكَانُوا لَنَا عَاهِدِينَ -

"اور ہم نے ان کو بیشواہ یا پاکر دہا دے حکم کی بدست کرتے ہیں اور ہم نے ان کے دلوں میں نیک کام ڈال دیے اور نماز پڑھنے اور کو قودینے کے اور دہا دے لئے عاجزی کرنے والے ہیں۔"

"میں اب خداوند تعالیٰ کی برکت اور مدد کے ساتھ رخصت ہو جاؤ، میں تمہیں خداوند تعالیٰ سے ڈرتے رہنے کی نصیحت کرتا ہوں۔ اللہ کے راست میں جہاد کرو، کافروں سے خود، جو شخص خداوند تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہے اس کی باری تعالیٰ ضرور مدد فرماتے ہیں۔"

حضرت عمرو بن عامرؓ کی سرکردگی میں جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں یہ نو بڑا لشکر ظہریں کی طرف چل آیا۔ محلے روز حضرت صدیق کبر صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ اور جناب حبیبؓ کی طرف مدد مانگے اور ان کو تمام افواج اسلام کا سپہ سالار مقرر کر کے حکم دیا کہ اپنے لشکر کو لے کر جاپہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔ اور فرمایا یا امین الاست جو نصائش میں نے عمرو بن عامرؓ کو کہی ہیں انہیں نہیں من کیجئے ہو، میں اب تمہیں رخصت کرتا ہوں۔ ابوبکرؓ نے یہ سن کر رخصت ہوئے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ جنس وقت انہیں رخصت کر کے واپس شریف لائے تو آپؓ نے خالد بن ولیدؓ کو بلا کر واپس کر لیا۔ تم جہاد پر حاکم مقرر فرمایا اور ایک لشکر نصف (چار) جو سو سواروں پر مشتمل تھا آپؓ سے ساتھ لیا اور یہ نصف کا ایک نشان جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا آپؓ کو دے دیا۔ یہ سو سوار دوسرے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ واکھڑے تھیں میں اپنی جان بازی کا ثبوت دے کر خراج تحسین وصول کرتے تھے۔

اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:

"اے ابولہب! ان میں نے تمہیں اس تمام لشکر پر حاکم مقرر کیا ہے تم ملک الیہ اور غزہ کی طرف یہ لشکر لے جاؤ مجھے خداوند تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ وہ ان کو ملک کو تمہارے ہاتھ سے فتح کر لیں گے اور انکا اللہ تعالیٰ عزیز تمہاری نصرت و اعانت کریں گے۔"

یہ کہہ کر آپؓ نے انہیں رخصت فرمایا اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے عراق کی طرف رخ کیا۔

روم میں، مہر کہتے ہیں کہ اقصیٰ بن سیف مونیہ بن قیسؓ کے لشکر کی کاپیاں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جو لشکر الیہ اور غزہ میں بہرہ رور کی حضرت عمرو بن عامرؓ روانہ فرمایا تھا وہ قیسؓ کے طبیب دار سعید بن خالد بن سعیدؓ تھے میں اس میں موجود تھا۔ حضرت سعید بن خالدؓ کو قیسؓ نے دیکھا کہ آپؓ کے ہاتھ میں نشان تھا۔ آپ اس کو بخش دیتے جاتے تھے اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

(ترجمہ اشعار) ہم ایک بھونے سے لشکر کے ساتھ جو بجز قوم سے ہے چلے ہیں، اہل شام کے، انہیں یعنی کافروں کی طرف، جو صلیب کے بندے اور بے لاکھ ہیں، میں بہت جلد ان کو زمین پر بیچ بران سے گردوں گا۔ میں ان سے خوب اچھی طرح فیرو بائی کروں گا اور میدان کارروائی میں کسی چیز سے نہیں ڈروں گا۔ اسی جنگ سے میرا مقصد ہوا ہے اپنے رب کی بھنٹوں کے کچھ بکس اور تاکہ قیامت کے روز میں بھی بیکوں کی صف میں کھڑا ہو جاؤں۔"

روم کے عاصر کہتے ہیں کہ میں نے، درگ من جب سے سنا ہے اور قیام شام کے شام، رومیوں کے حوالے سے فرماتے تھے کہ انہیں اشعار لکھ کر، بالاکوٹ صلیبیوں سے کہنے کا حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس روز چڑھا تھا جس روز طلحہ رسول اللہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انہیں یہ سنائی سنایاں اور بعد میں عاصر کے چچے چچے روایت کیا تھا۔

واللہ اعلم کہ میں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو شام اور عراق کی طرف لشکران اسلام کو روانہ کر کے یہ یہ طریقہ شریف لائے تو آپؓ خداوند تعالیٰ سے شکر و نصرت کی دعا مانگ رہے تھے۔ مسلمانوں کی طرف سے آپؓ کے دل میں اب حد فتن اور اضطراب تھا۔ حضرت عثمانؓ ذوالنورینؓ نے اس رنج و الم کے دوران آپؓ کے حیر و مبارک سے معلوم کر کے عرض کیا کہ جنابؓ کو کس چیز کا رنج ہے؟

۱۔ عربی میں نصف و اشتر ہے جو عربی کی طرف چلنے کے لئے تھا۔ اس کو اب میں جس لشکر نصف کہتا ہوں۔ اس کو اب بھی لشکر ابوبکرؓ کہتے

آپ نے فرمایا مجھے مسلمانوں کی افواج کا کم ہے۔ مجھے خداوند تعالیٰ کی ذات سے قوی امید ہے کہ وہ ان کو دشمنوں پر فتح دینے کے لئے اور خدا کے لئے کہ مجھے ان کی وجہ سے کوئی غم اٹھاتا ہے۔

حضرت عثمانؓ نے عرض کیا کہ اللہ! مجھے کسی لشکر کے فروغ سے آج تک اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی کہ اس لشکر کے جانے سے ہوئی جو ملک شام کی طرف گیا ہے۔ کیونکہ اللہ عزوجل نے اپنے نبی حضرت محمدؐ سے اس کی فتح اور تسخیر کا وعدہ فرمایا ہے اور اللہ عزوجل کا قول اس کا قریب اور وعدہ بھی خلاف نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا واللہ! مجھے یہ بھی طرح معلوم ہے کہ رسول اللہ کا قول بالکل حق اور سچا ہے اس میں کسی طرح شک و شبہ نہیں ہم ضرور ہاتھ دروہ اور غور سے اس پر غور کیا ہے: ہاں اسے مجھ جیسے یہ معلوم نہیں کہ وہ کتنی اسی جنگ میں ہو گیا یا کسی دوسرے موقع پر حاصل ہوئی اور کسی لشکر کے ہاتھ سے ہوئی۔

حضرت عثمانؓ کو انور بنی نے کہا یہ صحیح ہے لیکن باری تعالیٰ جل مجدہ سے ہمیں ہماری ٹانہ اور نیک سی توقع رکھنی چاہئے۔

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا خواب

کہتے ہیں کہ یہ روایت حضرت ابو بکر صدیقؓ نے خواب دیکھا کہ مرد بن حاشؓ اپنے ساتھیوں کے ایک ایک ٹکڑا کر ایک ٹکڑی کوئی کے اندر رخت پر پڑتی کی حالت میں ہیں۔ انہوں نے ارادہ کیا کہ میں اس سے لگوں۔ آپ نے گھوڑے کو تیز کیا اور آپ کی فوج نے بھی آپ کا اتباع کیا۔ آپ یہاں سے نکلے اور اچانک ایک ایسے سرسبز و شاداب مقام پر پہنچے جہاں جو بہت زیادہ وسیع اور دروازہ مقاصد تھا۔ آپ نے یہاں چڑا دیا اور وہاں ایک بہت بڑا دروازہ ملا۔ اس خواب کو سنا کر حضرت ابو بکر صدیقؓ بہت خوش ہوئے اور حضرت عثمانؓ نے تعبیر دی کہ مسلمانوں کو انشاء اللہ فتح ہوگی۔ مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شروع میں مرد بن حاشؓ اور ان کی فوج کو بہت دقت کا سامنا ہوگا اور بعد میں کامیابی ہوگی۔

واللہ ہی کہتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت سے زمانہ اسلام میں بیٹے سے معمول تھا کہ تجارت پر لوگ (تجار) ملک شام سے یہودیوں، رومیوں، نصیریوں، مکی، حبیب، اہل انصاف اور دیگر ملک فروداشت کیا کرتے تھے۔ اس زمانہ میں حضرت ابو بکر صدیقؓ لشکر اسلام کی ترقیب اور فوج کی روانگی کا سامان فرما رہے تھے اس وقت بھی یہ تجارت بڑے ہوئے تھے۔ ایلہ و فلسطین کے متعلق حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرو بن حاشؓ کو جو حکام فرما رہے تھے انہوں نے بھی سنے تھے۔ برقل بادشاہ روم سے جا کر انہوں نے یہ خبر سنا کہ حالات جنگ ہوئے جس میں شریکین کو بڑی ہمت ہوئی تھی سب جان کر گئے۔ برقل نے تمام ارکان دولت مابین فوجی حرب اور پاروں کو جمع کر کے انہیں اس خبر سے مطلع کیا اور کہا۔

”اے نبی اموی! وہی معاملہ اور قصہ ہے جس کی خبر میں مدت سے تم کو دیا کرتا تھا۔ اس نبی کے اصحاب یقیناً یہ ہر امن و وقت و جہنم میں اس کے اور بد وقت بہت قریب ہے جب کہ وہ اس ملک کے مالک ہو جائیں گے۔ جو کہ میں جو تمہاری فوجی اہل و کات زالی کی۔ مگر (صلی اللہ علیہ وسلم) کے خلیفہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے تمہاری طرف لشکر روانہ کر دیا ہے اسے مقرر یہ پہنچایا سمجھو۔ اس وقت سب یہی ہے کہ تم خود دار میں جاؤ۔ اپنے دین اور شریعت اہل مہمل اور جان و مال کی حفاظت کے واسطے دل کھول کر لڑو۔ اگر اس وقت تم سستی کر گئے تو یار کو کھڑی حرب تم تمہارے ملک کی مالک اور مال پر قابض ہو جائے گی۔“

یہ خواب کا ترجمہ ہے جبکہ اہل شام میں سے ہونا ہے اس لئے جب یہ ترجمہ کر دیا گیا۔ ۱۱۱

یہی فرقہ کے تمام تہذیب کے معنی کا پیمانہ ہے۔ برقی نے ان پر ہر ذرا کچھ کر دیا، مرد و عورتوں کو چھوڑ دیا، مردوں کا کام ہے، عیسویوں کو جتنے جتنے کے مقام پر اپنی جماعت کو لے کر رہا، برقی کے وزیر نے کچھ، انسانی خواہش ہے کہ آپ جادو سے سامنے ان غولوں کو دلا کر بیٹھوں گے آپ کو ان بات کی خبر ہی ہے، ہر بات کریں۔ برقی نے سچا دیا اور ایک پہاڑی ایک نمرائی کو جو تم نظم، یہ فرقے کو حاضر ہوا۔ برقی نے، نہ وقت کیا،۔ تجھے مدد (عجب) چھوڑتے ہوئے کچھ دن ہوئے؟ اس نے کہا جیسی روز۔ برقی نے کہا مسلمانوں کا مردوں ٹھکانے ہے؟ نمرائی نے جواب دیا کہ اگر ادھر آپ کا کام ہے تو (میں اللہ سے) ہے۔ انہوں نے ایک لشکر عرب کر کے تہذیب کے ایک طرف رو کر دیا ہے۔ میں نے ان لوگوں کو انہی طریقوں کو دیکھا ہے یہ ہے ہمت و جلال مستعد و مضبوط آدمی میں۔ برقی نے کہا تو نے ان کو اور ماضی اللہ تعالیٰ میں دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں دیکھا ہے انہوں نے تو خود انھیں سے ایک چار چار دھڑا کر رہے تھے انہوں نے ان میں دو ایک معمولی آدمی کی طرح بدکسی اور غرق کے معاملہ دیکھے وہاں کے اندر بازاروں میں پھرتے رہتے ہیں۔ لوگوں کے حقوق کی قربانی کر کے کمزور شخصوں کا حق قوی لوگوں سے داتا رہتے ہیں۔ یہ معاملہ میں غلامی اور غنیف ان کی نگاہوں کیساں ہیں۔

اس کے بعد برقی نے کہا جہان کا علیہ بن کر وہ کیا کرنا کا قہار بن کر وہ کف و خوار بن گئے اور پتے ہیں۔ انہیں کے جوڑ کر تاد اور آپ کے گلے وقت نہایت خوبصورت ہیں۔ برقی نے یہ سن کر اس پر اور کہہ کر یہ تو ہی جو (مصلی اللہ علیہ وسلم) کے عقیدہ ہیں جو کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ آپ کے بعد امر خلافت آپ پر ہی ہے نہیں، کچھ پہاڑیوں کی کتابوں میں یہ بھی موجود ہے کہ کسی شخص کے بعد جو دوسرے شخص منصب خلافت پر قائم ہو گا وہ یہ جو نظم اور مذکر اللہ کی ایک شریعت کے ہاتھ دگا دگا اس شخص کے ہاتھ میں ہے تو یہ شخص کی ہر وہی ہوگی۔ نمرائی نے کہا کہ آپ نے شخص کو بھی نہیں لے ان کے ہر دیکھا ہے اور وہی وقت ان سے جدا ہو گیا ہے۔

برقی نے کہا کہ مجھے کامل نہیں ہوا۔ میں نے پہلی دوسری کو سمجھا تھا اور انہوں نے اس کی دعوت دینی بھی بھر رہی تھی۔

میں اور اطاعت سے انکار کر رہا ہوں۔ اب وہی بہت سے سوچتے ہیں کہ ان کے لیے ہر شے ہے۔ اس کے بعد برقی نے اس نے ایک سلیب سوا کر سردار شہر میں بنائی کہ اس نے تمام لکھ کر تجھے حاکم مقرر کرنا ہے تو بہت سے افراد اسلام تک پہنچ کر ان کے قبضہ اور تصرف سے اس کے ساتھ ساتھ ایک بہت خوبصورت فرات شہر ہے بلکہ جہاں ان کے اثر خلافت ان کی رہا ہے۔ اور انہیں ایسی روڈ لکھ کر عرب کر کے انہوں کی طرف روانہ ہو گیا۔

وادی فرما رہے ہیں کہ اس وقت حضرت مروان عامل ایک ہو رہے ہیں۔ اس نے سلیب پہنچے۔ آپ کے قیام پانچ روزہ اور دوسرے گئے تھے۔ آپ نے ایک کہانت ہر ہر مقام دیکھ کر ہر ذرا انہوں کو انہوں کے محوڑوں کو چنے چھوڑ دیں جس کی وجہ سے ان کی تحسین اور ان کی جانی رہی۔ ایک روز انہوں نے یہاں دیکھا کہ انہوں نے اس کے متعلق مشورہ شروع کیا تھا کہ کیا میں عامل میں مدنی ہو ایک روز وہ اس کے سامنے تھے پہنچے اور چونکہ انہوں نے ان کے غریب و غارب شاہ میں رہتے تھے جن کے پاس یہ اکثر آویزا کرتے تھے۔ اس نے یہ شرم کے شیروں اور اس شخصوں سے خوب واقف تھے اور اس وقت بھی آپ وہیں سے شریف لاد رہے تھے۔ مسلمانوں نے آپ کو لے کر حضرت مروان عامل کی خدمت میں پہنچایا۔ حضرت مروان عامل نے ان کا چہرہ دیکھا تو فرمایا۔ عامل کیا بات ہے؟ کیوں گھبراتے ہوئے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ میرے پیچھے پیچھے راہیں کا ایک لشکر جو نہایت کمزوروں پر حاکم ہے کہنے

اور دشمنوں کو کھینچنا اور کاٹنا چلنا آ رہا ہے۔

حضرت عمرو بن عامر نے فرمایا: تم سے تو مسلمانوں کے دلوں میں کفار کا رعب بھرا ہوا ہے، ہم اللہ تعالیٰ جل جلالہ سے ان کے مقابلہ میں مدد مانگتے ہیں۔ یہ بتاؤ کہ تم نے ان کی کس قدر فوج کا اندازہ لگایا ہے؟ عامر نے جواب دیا کہ یا امیر! میں نے ایک بہت بلند پر زبر چڑھ کر ان کے لشکر کا اندازہ کیا تھا۔ وادی الہاجر دو غلٹھیں میں ایک بہت بڑا مقام ہے ان کے کٹانوں، خیلوں اور سلیوں سے پڑ پڑا تھا۔ میری رائے میں ایک لاکھ آدمیوں سے وہ کسی طرح کم نہیں۔ مجھے اسی قدر مطمئن ہو سکا ہے کہ اور میں۔ اس کے بعد انہوں نے اس کی معافی چاہی، جس سے مسلمانوں کے گھبراہٹ نے کا اندر مٹا دیا۔

حضرت عمرو بن عامر کا لشکر اسلام سے خطاب اور مشاورت

حضرت عمرو بن عامر نے یہ سن کر مسلمانوں سے کہا ”ہم اللہ اور اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں۔ کیونکہ طاقت و قوت سب اسی بزرگ و بزرگ کے قبضہ میں ہے۔“ پھر آپ یہ سنا بہ رسول اللہ کی طرف ہی طلب ہوئے اور فرمایا:

”لوگو! میں اور آپ امر جہ و میں برابر ہیں، اللہ اس کے دشمنوں کے مقابلہ میں اللہ جبارک و تعالیٰ سے استعانت چاہو اور اپنی شریعت اور دین کے واسطے دلی کھولی کر دو۔ جو شخص ہم میں سے قتل ہو گیا وہ شہید ہو گیا اور جو باقی رہا وہ معید ہو گیا۔ جو کچھ تمہاری رائے ہو اس سے بھی مجھے اطلاع دو۔“

یہ سن کر جو شخص نے اپنی منزل کے مسافری جواز سے منسوب حق بیان کی۔ یا یہ عرب کے ایک سردار نے کہا اے امیر! بہتر یہ ہے کہ آپ ہمیں ایک جنگل میں لے کر چلیں اور وسط جنگل میں پڑ کر کریں۔ ان لوگوں کو اس جگہ حلقہ کر کے قتل کر دیتے ہیں تو کتنی فائدہ دار اپنے قلعے اور گاؤں کو چھوڑ سکتے ہیں۔ جس وقت ان کو حارے متعلق یہ خبر پہنچی کہ ان کا پڑاؤ زمین جنگل کے بیچ میں ہے تو ان کی حیثیت مشرقی ہو جانے لگی۔ اس وقت ہمیں یہ غفلت کی حالت میں صدمہ کر دینا گئے اور اگر خدا نے چاہا تو کامیاب ہوں گے۔

سید بن عامر نے کہا کہ یہ ضرور تو بہ زوروں کا ہے۔ مگر بریز و انصار میں سے بعض حضرات نے کہا کہ ہم نے رسول اللہ کے ساتھ بہت تعزیری حیثیت سے لڑتے ہوئے لشکروں کو بڑبڑتے دے دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تم سے نصرت اور مدد کا وعدہ فرمایا، یا یہ بھڑکا تھا وہ ہے، اور اللہ اللہ تعالیٰ کا مدد دینا۔ گئے ساتھ اچھا ہی وعدہ ہوتا ہے۔ خود قرآن شریف میں فرمایا ہے

فَاَنْتَلُوا الدِّينَ بِمِلْحَمَتِهِ مِنَ الْكُفَّارِ وَ لِيُجِدُوا فِيكُمْ غُلَظَةً۔

”جو کچھ دشمن سے لڑا ایک ہوا ان سے لڑو اور وہ تمہارے اندر شدت اور سختی پادریں۔“

اور یہ تم خود جانتے ہو کہ ہم آسمان کے پاس موجود ہیں اور دشمن ہمارے قتل کے درپے ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا: قسم ہے خدا کی! اس ان کے مقابلہ اور کھڑکے قتل سے کبھی باز نہیں آ سکتا اور نہ میری کون جہان میں جا سکتی ہے جس کا دل چاہے میدان جنگ میں ٹھہرے اور جس کا دل چاہے لوٹ جائے مگر بار ہے کہ جو شخص نیک کام سے بھاگے گا اللہ تعالیٰ سے بھاگ کر نہیں نہیں پاسکتا۔“

حضرت عمرو بن عامرؓ مسلمانان مدینہ معظمہ کا قول اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی یہ تقریر سن کر نہایت خوش ہوئے اور فرمایا اے ابن ذراریؓ! جو میری خواہش تھی وہ تم نے پوری کر دی اور جو میرے دل میں تھا وہ گویا تم نے اپنی زبان سے ادا کر دیا۔ میں چاہتا ہوں

کر تہہ رہی سرزدئی جس کچھ جہان سے نہ اور جو انہی کے اپنے لشکر سے آتے روانہ کر دیں تاکہ قرعہ حریف کے لشکر کی ذلت اور اس کے سکون کی اطلاع کو اس بات کی خبر دیتے ہو کہ ہمیں کس طرح ان دونوں سے لڑنا ہے دشمن کے ساتھ نہ کھینچتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے کہا آپ کا ہوا ارادہ ہے آپ پر ان کو یہاں سے لے کر اپنے لشکر کے متعلق خیال نہیں ہوں کہ اس کو وہ اندھنی بنی رہا میں صرف نہ کر سکوں۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے ایک شخص کا کو انہیں حرکت فرمایا اور ایک ہزار سوار بغداد کو قوم بنی کلاب و طائف اور اقیاف سے ان کی قوتی میں لے کر راہی کا حکم دیا۔

صلوات عبداللہ بن عمرؓ باقی دن اور تمام رات بیٹھے رہے جس کے وقت چاہت آپ کو ایک غبارِ رعدہ ہوا دھلائی دیا۔ آپ نے اپنے لشکر سے فرمایا کہ یہ غبار اور گردِ شکر بھی معلوم ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ دویموں کا ہوا ہوا ہے۔ یہ بہتر کر آپ نے وقت گزارا تمام لشکر روانہ ہو گیا۔ بادِ اعراب کی ایک قوم نے کہا کہ آپ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم جا کر دیکھ آئیں کہ یہ گرد و غبار کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جب تک ہمیں چوری تحقیق نہ ہو جائے کہ کیا معاملہ ہے اس وقت تک ایک کا دوسرے سے جدا ہونا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ یہ گفتگو دہری رہتی تھی کہ وہ غبار قریب پہنچ گیا اور اس کے پہنچنے پر معلوم ہوا کہ وہ جس نے اپنے لشکر کے آگے اس پر دو سو ہزاروں کے طور پر ایک بطریق اپنے ہمراہی کے سرزدئی میں روانہ کئے ہیں تاکہ لشکرِ اسلام کی فہر میں اس تک پہنچیں۔ عبداللہ بن عمرؓ نے یہ دیکھ کر اپنے لشکریوں سے فرمایا:

”تم انہیں سہل نہ دلو بلکہ ان کو فوت پر ڈالو فرجہا سے ہی مقابلے کے لئے تو آئے ہیں اللہ تعالیٰ ان پر تہمیداری دے۔“

فرمایا میں نے یہ اور کچھ بخت تو ابراہیم سے کیا یہ میں ہے۔“

یہ سن کر یہ بہادرِ اسلام نے اس زور سے کھیرا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہؐ کی کثرتِ وفاء اور چہارِ پارسوں نے اس کا جواب دیا اور عکبر کے بعد خود حملہ کر دیا سب سے پہلے غزوہ کرنے والے عکبرہ بن ابی جہل تھے پھر اس کے بعد سہیل بن عمروؓ پھر ضحاک بن ابی سفیانؓ نے حملہ کیا اور آپؐ نے لڑا کہ کچھ دنوں کے بعد محمد بن ابی سفیانؓ و عکبرہؓ نے اور خود دونوں لشکروں کے کھلم کھلا اور غزوں کے اندر کا مکر و خدوش کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ اثناء جنگ میں میں نے ایک دہری سوار کو جو بہت چست و چالاک تھا دیکھا کہ وہ لشکر سے کہیں دیکھا میں غزوہ اور اسے بھرتہ تھا میں نے دل میں خیال کیا کہ یہ سالارِ افروہنؓ روم بھی نفسِ معلوم ہوتا ہے حالانکہ زانی کی وجہ سے اس کے حیرے پر ٹھوہرہ اور بڑی چھڑا تھی اور وہ اپنے بھائی بکر کہ جسم ہونے کی وجہ سے است اور غصہ بیک اہل کی طرح بھڑکا تھا۔ میں نے اس پر حملہ کر دیا اور اپنے نیزے کو اس کی طرف دوایا۔ نیزے کی وجہ سے اس کا گھوڑا ایٹھ پڑا۔ میں نے فوراً نیزہ و دوک بیا۔ یہ دیکھ کر اس پر میرے متعلق یہ وہم سوار ہوا کہ یہ بھائی چاہتا ہے۔ یہ سوچ کر مجھ پر حملہ کر دیا۔ میں نے نیزہ و نیزہ کر کے کھارہوت کر اس کے نیزے پر دوئی جس کی وجہ سے اس کے نیزے کا پھل کس کر گیا اور اس کے ہاتھ میں گھس ایک لالچی بھی چڑھ گئی۔ میں نے ایک اور اہلکار کا ہاتھ مارا۔ خدا کی قسم! مجھے خیال ہیچ ہوا کہ میں نے اپنی تلوار ایک چتر پر زوئی ہے اور اس کے بھٹکا کی آواز میرے کانوں میں گونجی اور مجھے یہ زور ہوا کہ میں تلوار نہ ہوتی تھی ہر گز دستور بالی تھی اور وہ اکاؤنٹ شدت ضرب سے نہ زور تھا۔ میں نے ایک اور ہاتھ مارا اور اس کے شانہ کی دھک کا کات کر دو کر دیا۔ آخر حریف نے زور اور میں نے اس کی زور نہ ہوا۔ مشرکین نے جس وقت اپنے سپہ سالار کو زور مارا ہوا دیکھا گھبرا گئے اور مسلمان وحشی اور چالاک کے ساتھ ان کو قتل کرنے لگے۔

تھانک بنی اور عثمان اور عمارت بن ہشام کو شایاں ہے جو کھنڈن فرشتہ حق خدا کے لئے لڑ رہے تھے۔ ثناء جنگ میں ایک محنت مصیبت میں گرفتار ہو گئے مگر تھوڑی سی دیر میں خداوند تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ بہت سے مشرکین قتل ہوئے اور اکثر گرفتار لئے گئے۔ ہزاروں اسیر بھیجے ہوئے اور مال غنیمت لکھا کر کے آپس میں کئے گئے کہ عہد ان بن عمر کا حال نہ معلوم ہوا کہ خداوند تعالیٰ نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا (یعنی قیامت میں یا شیعہ نہ رہے گئے) بعض نے کہا کہ قتل ہو گئے۔ ایک نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ گرفتار ہو گئے۔ بعض نے کہا اللہ تبارک و تعالیٰ نے جو کچھ بھی کیا ہوگا مہربانہ بن عمر کے ساتھ ان کے زہر اور عبادت کی وجہ سے اچھا بنی کیا ہوگا۔ ایک نے کہا کہ اگر عہد اللہ بن عمر سے ہوا ہے تو یہ تمام نعمت ان کے ایک ہال کے برابر بھی نہیں ہے۔

حضرت عہد ان بن عمر فرماتے ہیں کہ میں ان کی یہ سب خدمت ایک نیلے کے چھپے کھڑا ابن رباح تھا جس وقت تمام گفتگوں چکا تو میں نے زور سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا اور اپنے ظہر کو بلا ہوا ان کے سامنے آیا جس وقت مسلمانوں نے میرا علم بھیجے ہوئے دیکھا تو میری طرف متوجہ ہوئے اور دریافت کیا کہنا میرا آپ کہاں تھے؟ میں نے جواب دیا کہ میں سپہ سالار کفار کے ساتھ تھے جس وقت پہلے میں مشغول تھا۔ تمام لوگوں نے مجھے دعا کی اور کہا کہ یہ فتح اور نصرت تمام آپ کی برکت کا نتیجہ ہیں اور خداوند تعالیٰ نے آپ کی ہی جلالت یہ فتح عطاہت کی ہے میں نے جواب میں کہا کہ میں بلکہ آپ حضرات کی ہی خوش قسمتی ہے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے تمام ہال غنیمت جس میں تمہارے اسلحہ اور مال تمام قیاد اور چھ سو قیدی گرفتار کئے گئے۔ مسلمانوں کی طرف سے کل حسب ذیل سات آدمی شہید ہوئے:

- (۱) سراق بن عدی (۲) نزل بن عاص (۳) عید بن قیس (۴) سالم بن مویق مامون بن جدر لیر اوی (۵) عبد اللہ بن خویلد المازنی (۶) ہار بن راشد المصری (۷) اس میں سلسلہ الہدائی۔
- مسلمانوں نے ان کی نعشوں کو کبر و خاک کر دیا اور حضرت عہد ان بن عمر کے لئے نماز جنازہ پڑھا لی۔ (انا للہ وانا الیہ واجعون۔ صحر جہ)

یہ لشکر شاہان و فرماں حضرت عمر و ابن عباس کی فوج کی طرف لیا اور پہنچ کر آپ سے تمام ہر گزشت بیان کی۔ آپ میں کر رہے وہ فرس دے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی نعت و نصرت پڑھ کر یہ ادا کیا۔ پھر آپ نے قیدیوں کو باہر روایات کراہا کہ آقام میں سے کوئی شخص عربی جو تمہارے؟ شام کے قین آدمی عربی زبان جانتے تھے انہوں نے اقرار کیا۔ آپ نے ان سے ان کے لشکر اور سپہ سالار کے متعلق پتہ پتا پتہ دریافت کیس۔ انہوں نے کہا سے گرد و غبار اور دھواں کو برفل نے ایک لاکھ نوے دس کر آپ کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا ہے اور جو اہمیت کی ہے کہ کسی شخص کو ایسا بھی داخل نہ ہوئے دس۔ دس دس نے اس شخص کو جس سے آپ حضرات کا مقابلہ ہوا ہوا دل نہ کر آپ کی طرف سبب بخود دس کی فوج بہت بلند راتوں رات پہنچا جاتی ہے اور چونکہ وہیں محنت دم میں اہل عرب کے مقابلہ کے لئے فر دواہد ہے اس سے ہر فوجوں آپ میں اور کوئی دوسرا شخص نہیں ہے نیز وہ ہمیں سب کو بڑا دکھ کر دے گا۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا کھٹے سید ہے کہ باری تعالیٰ میں عہد اس کے مہر حق کی طرح اس بھی قتل کر دیں گے۔

اس کے بعد آپ نے ان پر اسلام چھڑا کہا مگر کوئی شخص اسلام نہ لایا۔ آپ نے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا وہی لشکر بدل لینے کے لئے چل دیا ہے اور مغرب شام تک پہنچا جاتا ہے۔ ان قیدیوں کو چھوڑا تو گویا اپنے سر پہ بلائے ہوئے بلند ان سب کو قتل کر دیا جاتے۔

آپ نے مسلمانوں کو راز دے کر یہ تیار ہو جاؤ۔ میرا گمان غالب ہے کہ دشمن تمہاری طرف حملہ کرے گا اور تمہیں اپنے گھر و خیمہ جنگ میں (انشاء اللہ تعالیٰ) بہت جلد ان پر مسعت میدان جنگ کر دیں گے اگر نہ آیا تو ان کی قوت ٹھٹ جائے گی اور اگر ہم خود پیش قدمی کر کے ان کی طرف چلے تو تمہیں کامل میدان ملے گا اور اللہ تعالیٰ ہمیں دشمن پر جیسا کہ اچھی نیت ہے فتح فرمائیں گے اور اللہ جبار و تعالیٰ سے بہتر اور اچھے ہی کام کی امید رکھنی چاہئے۔

ابو اللہ دار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس رات ہم نے اسی جگہ پر دو کھانچے کو کوئی کیا تو تھوڑی ہی دور چلے گئے کہ سامنے سے لشکر آیا اور کھانچے یا نہ تو چلیں نہیں۔ ہر صلیب کے ماتحت دس ہزار سوڑے تھے۔ جس وقت دونوں لشکر قریب ہوئے تو ہم نے دو جہیں کو دیکھ کر ایک سمت لے۔ باقی کی طرف اپنی فوج کی ترتیب سے کر اپنے لشکر کو جنگ پر تیار کر رہا ہے۔

حضرت عمر بن عامر بھی فوج کی ترتیب کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے اس طرح ترتیب دی کہ سینہ پر شمشیر بنایا اور ہر سید بن عاصد کو تھوڑا سا فاصلہ پر حضرت ابو اللہ روانہ کو کھڑا کیا اور آپ خود کھڑے رہا جو بنی اللہ کے ساتھ رہے اور آپ نے تمام مسلمانوں کو قرآن شریف کی تلاوت کے لئے فرمایا اور کہا یاد رکھو کہ ہر جگہ ہمیں ایک نیک کام میں آواز دے جس جہیں چاہئے کہ تیرے بلاؤں پر میرا اور توہم کی طرف دہشت اور جنت کی خواہش کرو۔ اسی کے بعد آپ نے طریقہ حرب پر مصنف ہندی کی۔ روہین نے دور سے ہمارے لشکر پر ایک نگاہ ڈالی اور دیکھا کہ ایسے طریقہ سے ترتیب اور مصنف ہندی کی گئی ہے کہ باگ سے باگ اور کاب سے کاب کی ہوئی ہے اور گویا کہ تاہم فوج ایک مضبوط قلعہ ہے ہر فکری قرآن شریف پڑھتا ہے۔ ان کے گھوڑوں کی پیشانی سے نور چمکتا ہے۔ یہ دیکھ کر اس نے مسلمانوں کی فتح اور اپنی ہزیمت اور خراج پناہ لگا کر اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا کہ میرے تمام لشکر کے دل میری طرف سے مسلمانوں کا رہے بیٹھ گیا ہے۔ یہ سوچ کر اس نے مسلمانوں کے لشکر کا انتظار کیا کہ یہ کیا کرتا ہے اور خدا کا شکر جاتا رہا۔

ابو اللہ دار کہتے ہیں کہ لشکر اسلام میں سے سب سے اولیٰ جہتیں ان کی تھیں کہ لکھنا اور مسعود بن عاصد بنی حضرت عمر بن عامر کے پیچھے تھے۔ انہوں نے نکل کر مل میں جہاد کا نعرہ لگایا اور اس سے چار گز بھاگ کر آئی ہے جو خرمین میں سے میرے ساتھ ہے کے لئے آئے پھر خود ہی دشمن کے سینہ اور سینہ پر حملہ کر دیا۔ بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور بڑے جڑے بہادری کو بچا کر دیا، پھر دوبارہ حملہ کیا، مصلیٰ جی ڈالیں تاکہ لشکر میں خلل پڑا۔ آخر دشمنوں نے مجتہد ہو کر آپ پر ہل بول دیا اور آپ شہید کر دیئے گئے جس سے مسلمانوں کو سخت رنج پہنچا اور خصوصاً حضرت عمر بن عامر کو بہت بڑا ملال ہوا۔ آپ نے کہا انہوں خدا انہوں اللہ تعالیٰ نے ہمارے خدا کی نیت جان فرمادی رکھائی۔ مسلمانوں سے مخاطب ہو کر آپ نے فرمایا:

"بہادور! تم سب سے کون سا بہادور ہے جو میرے ساتھ اس حملہ میں جو شہید اب کرنے والا ہو کر شریک ہو، تاکہ میں اپنی قسمت آزمائی کر سکوں اور مسعود بن عاصد کا حال (جہاں) وہ گئے ہیں جاکر اتر سکوں۔" ضحاک بن ابی یوسف اور انکسیر بن عکرمہ بن ابی بلال حارث بن ہشام و معاذ بن جبل، ابو اللہ دار و عبد اللہ بن عمر و مسعود بن عامر و عوف بن عوف و عاصد بن عاصد و عبد اللہ بن عمر بن ابی ہریرہ و غیرہم و بنی ہشام بنی ہشام نے فوراً جواب دیا کہ ہم حاضر ہیں۔"

ایک سال کا عرصہ گزرا جس میں قتل و مارتا کرتے تھے، دو دن میں تیرہ ہزار آدمی مارے گئے اور دس ایسے وقت سے باقی ہی رہ گئے ہیں۔ ۱۲ھ

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ہم ستر جوان تھے، ہم نے اس زور سے حملہ کیا کہ ہم دشمن کے بالکل قریب پہنچ گئے مگر چونکہ وہ ایک لوہے کے پہاڑی صدمہ میں تھے۔ انہوں نے ہمارے اس حملے کی کچھ پروا نہ لی۔ جس وقت ہم نے ان کے اس استقبال کو دیکھا تو ایک نے دوسرے سے چیخ کر کہا ان کی سواروں کو کاٹ ڈالو کیونکہ ان کے سواروں کی بلاست کی کوئی دوسری تدبیر نہیں معلوم ہوئی۔ چنانچہ ہم نے ان کے گھوڑوں کے ہیئت میں نیرے بھونک دیئے جس کی وجہ سے ان کے گھوڑے گرے اور انہوں نے ہم پر حملہ کیا۔ ہم نے بھی حصہ کا جواب دیا بلکہ تمام افواج اسلام بل پڑی۔ ہمدانی فوج ان کے لشکر میں ایسا معلوم ہوتی تھی جیسے سیاہ اونٹ پر سفید نشان ہمارا شعار تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جابر انصراۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم (اس سب آپ امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم پر فرمائیے)

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ ہم لڑائی میں اس قدر متنبہ ہوئے کہ اشعار جڑ پکڑ بھی نہ پڑھ سکتے۔ اس قدر محسوس کی لڑائی تھی کہ ہم مل کر رہے تھے مگر ایسی چیز نہیں تھی کہ ہماری ضرب کسی مسلمان پر پڑتی ہے کسی کا سر پر مسلمان پر رہ رہتے رہے ہو اور ہلاکت ان کی فوج بہت تھوڑی تھی مگر بڑی ثابت قدمی سے لڑے۔ انہوں نے اپنا کام خدا کے بھروسہ اور اس کی قدرت کے سپرد کر دیا تھا۔ مسلمانوں کا ہر ایک سپاہی اچھے سے کوار مارا تھا اور دل سے اللھم انصراۃ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم علی من یتخذ معک مشرکاً (اے اللہ امت محمدؐ کو ان لوگوں پر جو آپ کے ساتھ دوسروں کا شریک کرتے ہیں فتح دے) پڑھتا تھا۔

حضرت عبد بن عمرؓ کہتے ہیں کہ زوال کے وقت تک ہر اور لڑائی ہوتی رہی، اچھل رہی تھی اور فوجیں لڑ رہی تھیں۔ مجھے جو دعاء رسول اللہؐ نے سکھائی تھی میں اسے پڑھ رہا تھا چنانچہ میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی دیکھ کر اس میں چند دروازے کھلے ہوئے ہوئے ان میں سے بہت سے سوار سفید لباس پہن لڑ رہے تھے ان کے طرف سے تیرہاے پاس نہ پہنچ سکتے تھے۔ میں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے فتح ہوگی۔ ختم ہے اب کبھی کہ تھوڑی سی دیر ہوئی تھی کہ دشمن نے دیکھا کہ روٹی سر پر پاؤں رکھ کر ہمارے ہر مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا۔ مٹا دی نے فتح کی آواز دی مسلمانوں کے گھوڑے چونکہ دشمن کے گھوڑوں سے زیادہ تیز و تندرست اور چویر کرنے والے تھے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی لڑائی میں ہم نے وہی بیڑا دیکھا اس سے بھی زیادہ تیز کر دیئے۔ رات تک ہم نے ان کا پیچھا کیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ کو اس فتح سے بہت خوشی حاصل ہوئی اور چونکہ مسلمانوں نے دشمن کا تعاقب کیا تھا (اور اب تک مسلمان ہوا نہیں ہوئے تھے) اس لئے آپ کا دل ہمارے ساتھ ساتھ تھا۔

حضرت عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو دیکھا کہ علم آپ کے ہاتھ میں تھا اور نیزہ اٹھانے پر ڈال رکھا تھا۔ آپ ہاتھ ملتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے جو شخص میرے پاس لوگوں کو لالائے گا مٹھ جل شانہ اس کے گمشدہ کو اس کے پاس لوٹاؤں گے۔ آپ یہ فرمائی رہے تھے کہ اہل عرب واپس آئے۔ آپ نے ان کا استقبال کیا، اس وقت آپ کہتے جاتے تھے جنہوں نے باری تعالیٰ کی رضا کی طلب میں محنت و مشقت اٹھائی ہے۔ انہوں نے اللہ جبارک و تعالیٰ کو راضی کر لیا۔ کیا آپ لوگوں کو یہ فتح جو باری تعالیٰ نے علامت فرمائی تھی کافی نہیں تھی جو آپ نے دشمنوں کا تعاقب کیا۔ مسلمانوں نے جواب دیا ہمارا مقصد اس فتح و قبضے میں تھا بلکہ یہ تھا۔

بہر حال جب مسلمان واپس آئے تو انہیں کوئی ٹکر نہ ہوئی، کسی قسم کا غم نہیں تھا مگر جس وقت ایک نے دوسرے کو دیکھا شروع کی تو

ایک سو تیس آری مفتوحہ المکرمہ معلوم ہوئے ہیں میں سینف بن عمار الحصری انوفل بن زام عامر بن زوام اصعب بن شعور ورضیض
یعنی اور بادیہ بنہ عصبہ کے کچھ لوگ شامل تھے

حضرت عمرو بن عاصؓ کے مفتوحہ المکرمہ کے ساتھ کچھ روئے کا تخت وریغ ہوا۔ پھر آپ نے کجھول میں غور کر کے فرمایا اللہ عز و جل تعالیٰ
ن کے ساتھ کوئی بھلائی کرنا چاہتے ہیں اور اسے عمرو ان اس کا نکاح کرتا ہے۔ اس کے بعد کرائی کی عہد سے جہاز نہ لیں تھا ہوگی تھیں۔
اذان اور گجیر کے ساتھ آپ نے ان کو اور انہیں ہیبیا کہ حضرت ابو ترصہ یث نے آپؓ کو انعم دیا تھا۔

حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! آپؓ کے پیچھے جماعت سے بہت کم لوگوں نے نماز پڑھی مگر وہ آپؓ کے چوکے تک رہے
تھے اس لئے اکثر نے بی بی امی قیسہ کا پراد کیا۔ اس قیمت بھی بہت کم قیمت ہوا۔ ان فریضوں میں پڑھنا سونے۔ صبح ہوئی تو حضرت عمرؓ
بن العاصؓ نے اذان پڑھی۔ اس کے بعد غزہ پڑھائی اور غزہ کا مال قیمت بیع کیا جاتا اور شیعہوں کے لاشہ میدان جنگ میں
سے اکٹھے کئے جاتے۔ چنانچہ لوگوں نے لاشوں کو صحنہ و صحنہ کر بیع کر شروع کیا۔ ایک مائیں شیعہ بیع کئے گئے۔ حضرت سعید
بن خالدؓ کی لاش بھی تلاش کی گئی مگر باوجود تلاش کے نہ ملے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے خود کاشا کر شروع کیا۔ ایک جگہ سے
دستہب ہوئی جو گھوڑوں کے سوس سے زیادہ روئے کی قیمتی مرقم بنیاں پڑھیں اور اس پر چرواہے اور چرواہے پائے پائے خود تمہ۔ آپؓ دیکھ کر
بہت روئے اور فرمایا:

"اے معبد اللہ اور ارحم الراحمین تم پر دم فرما۔ میں اسی نے اللہ جل جلالہ سے وعدہ کیا تھا کہ تم نے اس وعدہ کو پورا کر دیا۔"

اس کے بعد آپؓ نے انہیں بھی شہداء کی لاشوں میں شریک کر دیا اور ان کے لئے کاظم دیا۔ اور تمام مسلمانوں نے شہداء کی عزت
جنازہ دہائی۔ یہ تمام کچھ قبل از جمع کرنے اس قیمت کے ہوا۔ پھر آپؓ نے قیمت کے متعلق حکم دیا۔ تو ہم مال آپؓ کے پاس حاضر
کیا۔ کیا آپؓ نے حق جنگ کی غیر حضرت ابو جہرہ بن جراحؓ کے پاس نکلی

حضرت عمرو بن عاصؓ کا مکتوب حضرت ابوعبیدہؓ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناہب عمرو بن عاصؓ بخند مت شریف امین الامت حضرت ابوعبیدہؓ

میں اس حد کی تعریف کرتا ہوں کہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ابوبھجنا ہوں۔
میں فلسطین، یحجاز، مدینہ کے ایک لاکھ فاکٹر سے جو درمیں مائی سردار کے ہانت تھا مقابلہ ہوا۔ میں اللہ تعالیٰ نے اس
پر فتح بخشی۔ میرا و ہزاروں کی جنگ میں کھیت رہے۔ اللہ جل جلالہ نے فلسطین کے ایک موشوں کی خرید ہونے سے بعد
جن کو اللہ جل جلالہ نے شہادت کے باعث اکرام بخشا۔ میرے ہاتھ پر فتح کرنے میں شائیں بھی فلسطین میں مقیم ہوں، اور
آپؓ کو ضرورت ہو تو میں حاضر خدمت ہوں تمام مسلمانوں سے سلام فرما دیجئے۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ابو عامر روایت کے ہاتھ آپؓ نے اس خط کو روانہ کیا، وہ لے کر چلے۔ حضرت ابوعبیدہؓ بن جراحؓ اس وقت تک حدود شام میں
تشریف فرما تھے۔ مگر شام میں داخل نہیں ہو سکے تھے البتہ انہوں نے حضرت ابو ترصہ یثؓ کے حکم کے بموجب اپنے لشکر کو حترق کر
دیا تھا۔ ابو عامر روایت جس وقت آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپؓ نے مجھ کو انہیں حضرت ابو ترصہ یثؓ نے بھیجا ہے۔

چنانچہ یہ سمجھ کر آپ نے ان سے دریافت کیا حاصر ملک کی کیا حالت چھوڑی؟ انہوں نے کہا خیریت ہے اور ساتھ ہی مبارک بار دی۔ یہ خط جب آپ حضرت عمرو بن عاصؓ نے دیا ہے۔ اللہ علیہ السلام نے جو شیطان کے ہاتھ سے بخشی اس میں اس کی خبر مندرج ہے۔ آپ نے خط پڑھا اور فراموشی و غفلت کو یاد دلایا۔

اس کے بعد ابو حاصرؓ نے کہا واللہ! اس شخص اچھے نیک لوگ شہید کر دیئے گئے۔ ان میں سعید بن خالد بن سعید بھی ہیں۔ سعید مرحوم کے والد ہونگے یہاں موجود تھے جس وقت آپ نے اپنے لڑکے سے متعلق ناگھبراگھے لکھوائی گھبراہٹ میں آپ کی بیخ کنش ٹٹی اور بہت فحشوی کیا۔ آپ کا رد ہوا تو کچھ کر تمام مسلمان روٹھے۔ حضرت خالد (والد سعید مرحوم) نے فوراً ٹھوڑا تیار کیا اور سوار ہو کر غسطنیہ جانے کا ارادہ کیا تاکہ اپنے بیٹے سعید کی قبر کی زیارت کریں۔ حضرت ابوسعیدؓ نے فرمایا خالد کہاں چلے گئے حال ترقیم مسلمانوں کے ایک رکن ہو۔ خالد نے جواب دیا۔ میرا ارادہ ہے کہ میں سعید کی قبر کی زیارت کروں اور میری بیوا سعیدہ ہے کہ میں بھی اس سے باطلوں۔ یہ سن کر حضرت ابوسعیدؓ نے جرائع فحاشی ہو گئے اور آپ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو جواب لکھا۔

حضرت ابوسعیدؓ کا جواب حضرت عمرو بن عاصؓ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

چونکہ قرآن مجید ہوا اگرچہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہمارے ساتھ رہنے کا حکم دیا تھا تو یہاں آ جاؤ اور نہ دیں رہے گا کہ ہم پر کیا تھا تو ہیں رہے۔ تمام مسلمانوں کو سلام کہہ دیا۔ والسلام علیک وعلیٰ عورتہ واولادک۔

آپ نے یہ خط لکھنا میں نہ کر کے حضرت خالد بن سعیدؓ کو دیا۔ خالد ابو حاصرؓ کے ساتھ حضرت عمرو بن عاصؓ کے لشکر میں آئے۔ حضرت خالدؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو سلام عرض کر کے روتے روتے دیکھ دیا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ ان کی طرف بڑھے اور ان سے مصافحہ کیا۔ غزات سے بھلا یا ان کے لڑکے کی تعزیت کی، مہر دلا یا۔ اس مہر بعد خالد بن سعیدؓ نے لوگوں سے دریافت کیا کہ آیا ہم نے دیکھا تھا کہ سعیدؓ نے اپنے بڑے اور کھوار کو کھار کے خون سے سرخ کیا تھا؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ ہاں سعیدؓ بڑی بہادری سے لڑے اور خوب جہاد کیا۔ انہوں نے کسی طرف کی کمی نہیں اٹھائی۔ پھر آپ نے ان کی قبر اور یاخت کی۔ قبر کے پاس کھڑے ہو کر کہا۔ بڑا خداوند تعالیٰ تمہارے متعلق مجھے مہر عبادت کریں اور مجھے تم سے ملا دیں۔ اے خداوند الہیہ! انہوں! واللہ! اگر مجھے خداوند تعالیٰ نے طاقت و ہمت بخشی تو میں تمہارا بدلہ ضرور لوں گا۔ مجھے باہمی تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ تمہیں اجر و ثواب عطا کرے گا۔ پھر آپ نے حضرت عمرو بن عاصؓ سے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں سر یہ (ایکے باز) کے طہر پر کافروں کی تلاش میں نکلوں۔ شاید کچھ غنیمت ہاتھ آئے یا دشمن کے کچھ پانی میں جا نہیں سکن تو میں تمہاری طرف سے کہہ دوں گا۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے فرمایا ہاں جائے بھائی! اگر تیری ضرورت ہو تو میں دقت ایسا اطلاق ہو کر دشمن سامنے آ جاؤں تو خوب دل کھول کر لڑوں اور دشمن کے کسی فرعون کو نہ چھوڑنا خالدؓ نے کہا میں قصہ عرض کرتا ہوں کہ میرے ساتھ کوئی بو یا نہ ہو عرض ضرور جادوں گا۔

یہ کہہ کر آپ نے سامان حرب و دست کیے اور ارادہ کیا کہ حجاب چل دیں۔ مگر تو مہر کے تمن سو جوان گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت

۱۔ سر یہ عربی میں اونٹن کے اسی دست کو کہتے ہیں۔ ہر دست کو چھپ کر دشمن کے قتل اور دست کے نکلنے سے بچا اور وہ غیر ہوا کہ لے گا یا اور وہیں اس کو کھڑا کر کے ہیں۔ ۱۱۰

عربوں عامتہ کے پاس ہر ضرورت کے لئے تھا کہ آپ حضرت خالد کے براہ کس جاننے کی اجازت منست فرما دیا۔ آپ نے اجازت دے دی۔ یہ تمام ضرورتیں اسی روز چل کر گزرتی ہوئے ایک میدان میں پہنچ کر انہوں نے ارادہ کیا کہ یہاں چڑا کر گرنے کے بعد وہاں کوچ کرنے کے واسطے چھوڑ دی جائے اور پھر راتوں رات ہمیں تو بہتر ہو گا۔

اچانک حضرت خالد کی نگاہ ایک بلند پہاڑی کے دو چٹوڑوں رسید لوگوں پر پڑی۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا میں نے بلند تر رسید لوگوں کو اس اونچی پہاڑی کے درہ میں دیکھا ہے۔ میرا دشمن ہے کہ وہ دشمن کے ہاتھوں میں ایسا نہ ہو کہ خلیفہ ہر رات سوچا کرتے۔ مسئلوں نے جواب دیا کہ یہ لوگ پہاڑی کی چوٹی پر ہیں اور نہ کھلے میدان میں دشمنان کے پاس کسی طرح پہنچ سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: چھاپہ تک میں موت کے نہ آؤں مگر یہیں خیمہ ہے رہو۔

یہ کہہ کر آپ گھوڑے سے اترے، سینہ باندھ تلواریں کی کندھے پر ڈھال ڈالی اور فرمایا: کچھ لوگوں کو کوسوں نے ابھی تک نہیں ٹھہرا دیکھا۔ اگر کچھ چیتے تو یہاں خیمہ کرتے جو شخص اپنی جان نہد کے راستہ میں صرف کرنا چاہتا ہے اسے چاہئے کہ جس طرح میں کروں اور بھی اسی طرح کرے۔ یہ سن کر وہی آدمی آپ کے ساتھ اسے اور ہی ضرورت چارہ دار پر پہاڑی کی طرف بھاگ چلے۔ یہ لوگ (ہاسوس) اپنی جگہ ابھی موجود تھے کہ یہ فوج دشمن کے پاس پہنچ کر حضرت خالد نے بلند دائرے سے انہیں دیکھ کر انہوں کو چھوڑ دیا۔ اندوہ کی تباہی انہوں میں برکت دی۔ مسلمان بچتے اور دو تھکوں کو قتل اور چاروں کو گرفتار لیا۔ حضرت خالد نے ان کے تعلق اشتعال کیا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم دیرالتعلیٰ اور ماسدہ و کھراضرہ دھکے دیتے دانتے ہیں۔ غریب مس افقت سے ہمارے لطف پہ چڑھائے ہیں۔ ہم نہت مصیبت میں ہیں۔ اکثر آدمی بھاگ کر قلعوں میں پناہ کریں ہو سکتے ہیں۔ ہم انہیں لینے کے لئے یہاں آئے تھے۔ کیونکہ یہ پہاڑی بھی بہت زیادہ ماسوں و مسموں ہے۔ اس کی چوٹی پر ان غرض سے چڑھے تھے کہ جو حالات معلوم ہویں مگر آپ انہوں نے نہیں لڑی کر لیا۔

حضرت خالد نے دریافت کی کہ وہیں کا قلعہ کہاں تک پہنچ گیا ہے؟ انہوں نے کہا: اب دین سے عاصم تک آچکا ہے اور بادشاہ قسطنطنیہ کی طرف چلا گیا ہے تاکہ بیت المقدس کی حفاظت کرے۔ اچانک میں مشیر ترم غلام مع ضروریات نے جمعہ اور اسے اور ایک مرد و رسد لینے کے واسطے ہمارے یہاں آئے۔ تمہاں نے جو پاؤں اور غیر اہل کو درباری سے لئے اٹھا کیا ہے تمہاں سے ڈر ہے۔ انہیں اہل عرب ان پر نہ پڑیں۔ انہیں محض اتنی ہی خبر ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ انہوں نے رسد کے لئے اتنی ہی توقع کیا ہے۔ حضرت خالد نے سن کر فرمایا: اب کہہ کی قسم وہاں نصرت ہے۔ آپ نے دعا کی کہ اللہ العالمین ان لوگوں پر ہمارا مدد فرمائیے۔

پھر آپ نے ان سے سوال کیا کہ ان لوگوں سے راستہ سے جائیں گے؟ انہوں نے کہا: ہاں راستہ سے جس میں ہم موجود ہو کیونکہ کشادہ راستہ یہی ہے اور رسد انہوں نے ایک ریت کے نیچے کے قریب جس کو کھلی سیف (کی سیف کا تیل) کہتے ہیں جمع کر رکھی ہے۔

حضرت خالد نے ان سے یہ تمام باتیں سن کر فرمایا: پھر تم دین و اسلام کے متعلق کیا کہتے ہو؟ اور یہ اعتقاد رکھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم تو دین صلیب سے واقف ہیں اور کسی ہم نہ رامت پیش ہوئے ہیں، تمہارے لڑنے کے لئے آپ کو کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت خالد نے چاہا کہ ان کو چھوڑ دیا جائے مگر بعض حضرات کی رائے ہوئی کہ انہیں اس شرط پر رہائی دی جائے کہ رسد کے تمام ٹکے انہیں پہنچا دیں۔ انہوں نے اس بات کو قبول کر لیا اور امانت کے لئے گئے۔ جس وقت میں راستہ پر پہنچے تو حضرت خالد نے انہیں

کو پہنچ کر اپنی ان تمام عیبوں کو سنیں یہ ان میں چھوڑ آئے تھے بولیں: ہمیں اوستہ تمام آجی جمع ہوئے تو عرسٹ نے مانتو چلے اور وہ چال آئی اوستہ ملائے جاتے تھے۔ اس وقت رسد کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ روکی رسد کو جانوروں پر مار رہے ہیں اور ٹیلے کے درجہ سوار ہو جاتے ہیں۔ حضرت خدائے رب العزت نے ان پر کمر لیاں کہ فرمایا: ہاں تم کو خداوند تعالیٰ نے زمین پر تم سے نرسٹ کا وغیرہ ملائے اور بہانہ پر زمین کیا ہے۔ زمین تمہارے سرتے موجود ہے تمہارا ثواب کی رفعت اور کوکبش کرنا اور جو کچھ وہی تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے ان کو کوکبش کرنا ہے سنا۔ فرماتے ہیں

ان الله يحب المتطهرين في بيته صفاً كما بهم نيات مرضوم - (الصف)

”اللہ تعالیٰ ان دونوں سے نصرت کرتے ہیں جو ان کے راء میں مصافحہ کر کے مقاصد کرتے ہیں“ (ایک بار امت میں جس میں مصافحہ ہوتا ہے۔)

میں سب اٹھ کر مل کر کھانسن غم غم خیرا اپنے ساتھی۔ تم میں کوئی اٹھ نہ بڑھ پڑے۔۔۔ کہ آپ نے مل کر دیا اور آپ کے ساتھ تھیں میری بھی حسرت اور یوں تھی۔

خداوندی سجدہ کہتے ہیں کہ جس وقت ہم نے دایوں، بائیں، عقبے کے ماتھے آتے دیکھ کر ڈھونڈتے کار، اور غلام و خیرہ کے پیرو پاؤں کے ساتھ سے ٹھاکا کھڑے رہنے اور روٹی ایک ٹھکانہ تک مقابلہ میں اسلئے رہنے والا کاح جہری نے اپنی قوم کو اسلوب کر کے کہا۔ اسے آن میرا آ، خوشی کے دوہانے کھل گئے، جانتے ہو رہے اسلئے۔ اسے ہوئی خودی اسلئے اکر رہے تھیں۔"

یہ سب کچھ اپنے پاس رکھتے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ ان کے سر مبارک کے پاس پہنچ گئے۔ اس واقعہ کی زبردستی اور ساری ستم ظلمات کے باوجود اس وقت اپنی فوج کو جنگ کی ترغیب دے رہا تھا۔ آپ اس کی طرف رخ کر گئے اور اس دور سے دُعا کی کہ انھیں عذاب ہو کر بھی۔ آپ نے تم کو میں نے معیار کاہل نہ لیا۔ یہ کہہ کر ایک زار سے نچر دیا۔ جس نے جو سے وہ ایک لوہے کی دیواری کی طرح کھڑا۔ حضرت خالدؓ کا کوئی ایسا ایسا نہیں رہا۔ جس نے ایک کھاروقی سوار کو قتل نہ کیا ہو۔

خداوندی سید تھے ہیں کہ ہم نے جن سوشل سوارتھل کے باقی ٹکٹ کا حار بھاگے۔ ال واسباب فہرہ کا سکی ٹھوڑے ور
 ہا۔ ہر سب بھڑا گئے، انہی نے خداوندی کے قسم سے سب ہر قبضہ کیا۔ حضرت خاندانے ان کا شت کا رول سے اورو چورا کر
 گئے۔ ان کو بھڑا دیا۔ خاندانہ والی قیمت دے کر حضرت عمر بن عامر کے پاس وٹ کر آئے۔ آپ کو ان کی سزا حق اور مسلمانوں
 کے سبکی اور ٹھوڑے ور ال قیمت کے ملنے سے بہت زار و خوار ہوئی۔ آپ نے ایب خط حضرت ابو عبیدہ کو بھی لکھائی کہ شعلی
 اور ایک خط حضرت سعیدہ اسلمین ابو کرمہ بنی فہرہ کے خاندان میں سے تمام حالات جنگ مندرج کر کے عامر
 رول کے ہاتھ روانہ کئے۔

جس وقت عامر راجی حضرت صدیقؓ کو کہہ نہ سکتا تھا کہ میں اپنے تو حضورِ نبیؐ کے مسخین سے رو خطہ تم صلیاؤں کو پاؤں کر سنا ہے۔ مسلمان بہت خوش ہوئے۔ لڑو خوشی سے چلیں وہ کسی آواز کو نہ سنی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ کے متعلق دریافت کیا کہ یہ مرد راجی نے جواب دیا کہ وہ مجھ تک حدِ انعام میں نہ پہنچے ہوئے ہیں۔ لہذا اب تک میں اس وجہ سے دشمن نہیں ہونے دیتا کہ انہوں نے سنا ہے کہ یادِ حق ہے وہنا میں بھی بے شمار لشکرِ متبع کیا ہے اور مسلمان اس سے خوف زدہ ہیں کہ کہیں ہم پر دشمنی نہ ظاہر ہو جائے۔ یہی نہ کہ آج مجھ کو ملنے کی وجہ سے ہو کر اور نہ کہ طبیعت کے تازی ہیں۔ وہ میں کے ساتھ متعلق کی

میں بھی۔ سے اکثر کراہوں کے گل چٹوٹا ہے۔ کبھی کوہِ نوحہ تر معلوم کروں گا کیا بیڑ ہے؟ اس نے اپنا جوتہ میرے ایک انچمی جو اپنی ایک طفل میں دے دے اسے قاتل زار سے، وہی کہ سر پھٹ گیا۔ میں ایک طرف کو پلے تو اس نے جھپٹ کر زور لہرا کر دیکھ کر زور ایک دبی سے باندھ دیا اور کیا کر شاید تو محمد بن عبداللہ کے آدمیوں میں سے معلوم ہوتا ہے۔ میں تجھے نہ وقت تک نہیں چھوڑوں گا جب تک میرا قاتل شاہ کے پاس سے نہ جائے۔ میں نے کہا اہل عرب میں سے میرا قاتل، ذلک کون ہے؟ اس نے ہاتھ راجہ نکالے۔ حضرت کی میں تین روز سے ای دولت میں ہوں۔ یہ جس افسہ شراب چتا ہے تو مجھے سنے بخیر لیا ہے اور پھر بیانے کا لیکن میرے دو پچھلے دنیا ہے۔

حضرت خالد نے جس وقت مہرین طفل سے یہ سنا تو قہر کو بہت زیادہ دھندلا دیا اور اس کے سر پر زور سے کھڑکھا ہوا۔ مہرین کو وہ بے کوش ہو کر گر پڑا، مہرین نے مصافحہ کے ارادہ اور کھریوں کو کاران کردیا۔ مہرین نے کی بنیادیں کھڑکی اٹھیں اور آپ کو قید سے چھڑا لیا۔ حضرت خالد نے اس سے دریافت کیا کہ میرا وہ قاتل کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میرے قاتل کے ایک بچہ میں ہے۔ اب تمہیں اس کی نمائی کو فیر نہیں ہوگی۔ آپ نے فرمایا اس نے کہ حضرت ابو عبیدہ اور ان کے لشکر کے پاس فوراً پہنچاؤ اور دشمنی سے روکو۔ یہی کہ حضرت مہرین کو کرنا ہم کی طرف روانہ ہو گئے۔

واللہ ہی کہتے ہیں کہ حضرت خالد نے اپنے لشکر کو کوچ کا غور فرمایا۔ ارکو میرا مقام تھا کہ جو عراقی تھے تھے والے مسافروں کے واسطے خطرناک ہو گئی۔ ملکات روم کاتھوں سے نہیں وصول کرتی تھی۔ بادشاہ کی طرف سے یہاں ایک حکم، جتنا تھا جس وقت حضرت خالد کی فوج یہاں آئی تو آپ نے کثرت، ذکا حکم، اور اطراف و معائنات میں جو غزوات لیا ئیں، بادشاہ کاندار کے قصبے میں بند ہو گئے۔ یہاں تک وہ دم میں۔ یہ ایک سیمہ ہر بنا تھا جس نے علاوہ دیگر مہم کے فتنے میں بھی مہل کیا تھا جس وقت اس نے مصالحوں کے لشکر کو دیکھا، اسے فتنی ہو گیا اور کہنے لگے کہ میں کی قسم اس وقت آ گیا ہے۔ رکو اور ان نے بچھا کیا اس وقت اس نے جواب دیا کہ میں نے ظلم میں اس قوم کا کر پڑا ہے اس میں کھلا ہے کہ عراق کی طرف سے جو سب سے اول یہاں مہم آئے گا وہ فتح اور نصرت کا ظم ہوگا۔ رومیوں کی بلادت اور ہارانی کا زمانہ قریب، دو گرا اس لشکر کو تم غور سے دیکھو۔ آسمان کا نشان (مہم) سیاہ، سپہ سالار جو جزا دکھلا اور اقدار خیم اور شائیں کشادہ، قوی و بکل چروہ کس قدر بچکے۔ کے اراغ اور کدہ کون ہوتا تھا کی جنگ سے ان ان کا وہی مرد ہے، اور اسی کے ہاتھ سے شرم فتنہ ہوگا۔ انہوں نے مسلمانوں کی فوج کی طرف دیکھ کر جیسا کہ خیمہ شہان نے ان سے یہ ان کیا تھا حضرت خالد کے ہاتھ میں وہی نشان تھا۔

یہ لوگ اپنے اس حاکم نے پاس میں اور آپ آپ اس معلوم ہے کہ حکیم شعوان بغیر غفلت کے کوئی بات نہیں سمجھتا، ہم سے جو کہ نہیں سنے بیان کیا تھا، ہم نے سن لیکن اپنی آنکھ سے دیکھ لیا۔ وہی دے دے کہ میں عرب سے ہم صبح کر لیں اور اس طرف اپنے آپ مال، اولاد اور گھر، روم و سامون سے نہیں اس سے کہا کھلی صبح تک آپ حضرات مجھے سہلت دیں تاکہ میں کوئی صحیح راستہ نام کر سکوں۔ یہ واضح میں اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے اور حاکم وقت قہم دانت اس پر غور و فکر کرتا رہا۔ چونکہ وہ اپنے مدبر اور عقلمند شخص تھا اس لیے اپنے میں منشیب و فرماناء، مصلحت کی اہمیت پر نظر کر کے یہ سوچا کہ میں رعایا کے خلاف کروں تو ممکن ہے کہ مجھے ہزار اہل عرب کے مخالفے کر دیں یہ مجھے حق طریقہ سے معلوم ہو چکا ہے کہ جنرل رومی لشعین میں عرب کی بہت تھوڑی فوج سے شکست کھا چکا ہے اور اس وجہ سے رومیوں کے دل میں اہل عرب کا رعب و تاب چھائی ہے جو ان کے دلوں سے بھی اور نہیں ہوسکتا۔ تمام

غروبِ آفتاب تھا۔ اہلِ عرب حجاز اور یمن سے یہاں تجارت کے لئے آ رہے تھے۔ ایک خاص وقت اور موسم میں وہاں کے لئے لوہے کی ایک کرنی بچھائی جانا کرتی تھی جس پر یہ بیٹھ جاتا اور لوگ اس کے جسم کو دیکھتے اور اس کے علم سے مستفید ہوا کرتے تھے۔ جس وقت حضرت شریصل بن حصہ نے مصر پر فوج کشی کی تو یہی موسم تھا اور لوگ سحر سے اس کے پاس موجود تھے کہ حضرت حضرت شریصل بن حصہ کی فوج کی آمد سے پہلے وہیں ایک شوروں کا غوغا مچا رہا تھا۔ یہ جلدی سے گھڑے پر سوار ہوا تو کم از کم سے آواز دہی۔ سب نے مشتاق ہو کر اس کی آواز کا جواب دیا۔ اس نے کہا بائیں کرنا چھوڑنا کہ میں مسلمانوں کی فوج دیکھ آؤں۔ ان کی باتیں سنوں اور ان کا مطلب معلوم کروں۔

یہ کہہ کر حضرت شریصل بن حصہ نے لشکر کے پاس آ کر آواز دہی اسے قوم عرب! میں مصر کا حاکم رہا ہوں اور تمہارے مردار سے ملنا چاہتا ہوں۔ جس وقت حضرت شریصل بن حصہ شریف لائے تو ان سے کہا آپ یہ کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہم جناب محمدؐ جو نبیِ امی قریتہ و انجیل کی پیشین گوئی کے موافق مبعوث ہوئے ہیں ان کے ساتھی ہیں۔ اس نے کہا کہ انہوں نے کیا کام کیا؟ آپ نے فرمایا ہاری تعالیٰ جل مجدہ نے ان کی روح بغیر کر کے ان کے واسطے دیکھ تو بغیر کر دی۔ جو انہوں نے جو رک و تعالیٰ کے نزدیک بہترین بدعت تھی۔ اس نے کہا ان کی جگہ پر کون شخص مقرر ہوا؟ آپ نے فرمایا حضورؐ کے بعد عبداللہ بن ابی قحافہ حضرت ابو بکرؓ جانشین ہوئے ہیں۔

رومان نے کہا "مجھے اپنے زمین کی فتنہ! میں عرب جانتا ہوں کہ تم حق پر ہو اور یقیناً تم تمام اور تمام عراقی یہ قاضی ہو جائے۔ ہم تم سے یہ میرانی کاہر تاؤ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم کم آدمی ہو اور ہمدانی سمیت بیت زیا رہو۔ بہتر ہے کہ تم اپنے ملک کی طرف لوٹ جاؤ۔ ہم تم سے کسی طرح کا تعرض نہیں کریں گے۔ عربی بھٹی اور کھمیر سے دوست اور رشتہ ہیں اور وہ موجود ہوتے تو مجھ سے کبھی نہ لڑتے۔"

آپؐ نے فرمایا: دین کے مصلحت اور خود ان کے بیٹے اور بھتیجے بھی ہوں تو وہ ان کی بھی کبھی رعایت نہیں کر سکتے۔ تاہم چنگ و مسلمان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ ان کو کسی طرح کا ذاتی اختیار نہیں ہے۔ وہ خود مکلف ہیں اور کسی باہر قحافی جل مجدہ نے تم سے جہاد کا حکم فرمایا ہے۔ تمہارا دور ملک سے جب تک ایک بات بھل نہ ہو جائے اس وقت تک ہم کبھی نہیں جاسکتے۔ اول یہ کہ اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ ورنہ جزیہ دے۔ ان میں سے ایک بات بھی منظور نہ ہو تو پھر لڑائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

رومان نے جواب میں کہا: "مجھے اپنے زمین اور ایمان کی قسم! اگر میرے ہاتھ میں ہوتا تو میں تم سے کبھی نہ لڑتا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم حق پر ہو۔ مگر یہ وہی قوم جمع ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ میں ان کے پاس لوٹ کر انہیں سمجھاؤں اور ان کا علم یہ معلوم کروں۔"

حضرت شریصل نے فرمایا: بہت اچھا! راجلدی کیجئے۔ یہ کہہ کر ہم آپ سے جواب دیکھ لیا۔ یہ کہہ کر ہم نے بھی اپنی جنگ یا جزیہ یا اسلام اور ہم کر کے نہیں گئے۔

رومان اپنی قوم کے پاس گیا اور ان کو جمع کر کے کہا: "میں نے دین نصاریٰ کو اسے نبی مہم جوہر انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ تمہارے ممالک میں اہل عرب کو آنا تمہارے احوال کو لوٹنا تمہارے مرداروں اور بہاروں کو قتل کرنا جو تمہاری کتاب میں تحریر ہے اس کا وقت بھی ہے اور دوزخا خدا پر فریب دیا گیا ہے۔ تمہارے پاس نہ رہیں گے براہِ فلک اور نہ خود تم وہیں جیسے بہار ہو۔ فلسطین کے یہاں میں عرب کے ایک چھوٹے سے راستے سے اسے قتل کر دیا۔ اس کے بہاروں کو مار ڈالا اور بائیسوں کو جزیہ دے دے

کر بھاگ دیا۔ مجھے غریبی ہے کہ ایک شخص جس کا نام خالد بن ولید ہے ہم پر عراق کی طرف سے چڑھ چکا ہے۔ اور کہ۔ خالد مدح۔ اور حوران اس نے فتح کر لئے ہیں اور وہ بہت جلد یہاں پہنچ جائے گا۔ میرے نزدیک یہی بہتر اور مناسب ہے کہ ہم ان عرب قوم کو جزیہ دے کر اپنے آپ کی حفاظت میں دے دیں اور اس طرح اس بنا کو اپنے سر سے ہٹا دیں۔ "جس وقت اس کی زبان سے اس کلمہ قوم نے یہ اظہار کیے آگ بگڑا ہو گئے۔ اس کے قتل کا ارادہ کر لیا۔ مگر اس نے یہ حالت دیکھ کر فوراً کہا شروع کیا کہ میں تو مذہب کے متعلق قہراری حیثیت اور غیرت دیکھتا ہوں تو اس شخص نے ہمارے ساتھ اور ان کے مقابلے میں سب سے پہلا جانے والا شخص ہوں۔

و فتویٰ کر دیا، نے ہیں کہ وہ دینی ہیں کہ جنت کے لئے آمادہ ہو گئے۔ اپنے لشکر کا غلام کیا۔ ساری ذرہاں پہنچے اور حملہ کر دیا۔ حضرت عیسیٰ بن حسن نے دیکھ کر اپنے لشکر کو حسب ذیل تلقین کی۔ خداوند تعالیٰ آپ نصرت پر آمادہ ہو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جنت نگاروں کے ساتھ میں ہے اور خداوند تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب خوان کا وہ قطرہ ہے جو اللہ کے راست میں گرتے اور وہ آنسو ہے جو خدا کے خوف سے جاری ہو۔ دشمن سے دلی کھول کر لاؤ۔ جیروں سے چھٹی کر دو اور حیروں کو دل کر ایک ساتھ چھوڑ دو تاکہ ضائع نہ جائیں پھر یہاں جنت پر آمادہ:

بالحیاء الذین اتوا القوا اللہ حق بقلوبہ ولا تموتوا الا و انتم مسلمون۔

"اے ایمان والو! اللہ سے جیسا تم سے ڈرتے کا حق ہے اور تیرے ہر حال میں کہ تم مسلمان ہو۔"

یہ کلمہ کر آپ نے حملہ کر دیا اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے بل بوتہ پر۔

ماجد بن رویہ العسکری کہتے ہیں کہ میں بھی حضرت شریعتی کے ان لشکر میں موجود تھا۔ دشمن نے بارہ ہزار جوانوں کے ساتھ یہ کلمہ کرنا ہادی نے لیس گئے، ہم پر حملہ کر دیا۔ ہم ان کے مقابلے میں ایسے تھے جیسے سیاہ اوست کے پہلو پر تکی چھٹی سفیدی (یا جیسے اوست پر سفیدی) ہم نے اس جنگ میں اس شخص کی طرح جو صحت اور سزا آخرت کے وقت میرا لیتا ہے میرا کر لیا تھا، وہ پیر تک لڑائی دیتی رہی۔ دشمن برابر بھگتا رہا کہ وہ فتح حاصل نہ کر سکے۔ میں نے اس حالت میں حضرت شریعتی کو دیکھ کر آپ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھائے یہ بار بار کہہ رہے تھے۔

باسمی یا قیوم یا مدبّر السموات والارض یا ذو الجلال والاكرام اللهم انک قد و عدتنا علی لسان نبيک بفتح الشام و فاروق اللهم انصر من یوحسک علی من یبکفر بک اللهم انصرنا علی القوم الکافرین۔

"اے ہمیشہ زندہ، قائم رہنے والے اور اے آسمان و زمین کے بنانے والے، اے باری واکرام والے! اے اے العالمین! آپ نے فتح شام اور فارس کا وعدہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہے۔ اے اللہ! آپ اس کی مدد فرمائیے کی وحدانیت کا آئینہ ہے کافر کے اوپر کیجئے اور اے خداوند قوم کافریں پر میں نصرت بخشے۔"

خدا کی قسم! حضرت شریعتی نے وہی دعا دہرائی تھی کہ وہ دیکھی تھی۔ دشمن نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا تھا اپنے دل میں یہ طے کر چکا تھا کہ اب فتح ہوئی۔ اچانک حوران کی طرف سے ایک اندھیری رات کی طرح گرد و غبار اٹھا ہوا آگیا۔ جس وقت ہمارے قریب آیا تو اس میں جیسے دھوئیں کے اٹھانے دینے۔ پھر نشان اور جھنڈے معلوم ہونے لگے۔ ہماری طرف دو

سوار ہوا تھے لہذا آئے۔ ایک سوار زور سے فرائز دے کر رہا تھا شرمیں اللہ تعالیٰ کے دین کی نصرت مبارک ہو۔ جس مشہور شہسوار مولانا عبد یوں۔ دوسرے کی زبان پر ہونے والی شہسوار حضرت علی بن ابی بردہ رضی اللہ عنہما اور قباۃ بڑا پہنچ گئے۔ ان کے پیچھے مقلد تھے۔ ان میں کا مہر بہت گھٹا تھا اور جس کو جناب الفی بن مسیرہ اعلیٰ لے گئے تھے وہ مقلدانہ رہا۔ رضی اللہ عنہما۔

والدہ کی کہتے ہیں کہ جس وقت وہ اپنی نے حضرت خالد بن ولید کی لاکھائی تو ان کے توبہ سے پہلے پہنچے۔ مسلمانوں نے انہیں میں ایک دوسرے سے لڑا۔ شرمیں اللہ تعالیٰ میں نہ۔ نے جب وقت حضرت خالد بن ولیدؓ کو مل گیا تو آپ نے قربان کر دیں انہیں انہیں خبر نہیں تھی کہ یہ ایک خاص موسم ہے۔ اس میں اسی ماہ تھا اور ان عراقی جو تھے ہیں۔ وہ ان کے لشکر اور سردار آئے ہیں۔ پھر معلوم کیا کہ تم نے اپنے آپ کو جمع کیا ہے اس کے بعد حضرت خالدؓ نے کہا کہ حضرت ابو عبیدہؓ کے خیم کے ساتھ بنیں گے اس کا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ ابو عبیدہؓ کے ساتھ بنیں۔ خدائے مہربان میں ہیں۔ لڑائی کے بعد انہوں نے اور پہنچ کی ناکت چلا گیا ان سے واقف نہیں ہیں۔ پھر آپ نے فوج کو آمراہ کے کا خیمہ دیا فوج نے چاہا کہ اسے اور برقرار رکھیں گے ایک دوسرے کی فوجوں اور توبہ دینی۔

دوسرے روز اسے شکر نے جنگ کی تو ان کا بیٹی۔ آپ نے اپنی فوج کو ہر سو سے فرمایا ہمارے لوگ یہ کچھ لوگوں کے ٹھکانے اور ان کی ملکی منزل سے بچنا چاہیں۔ یہ وہی طرف ہے جہاں ہے ہیں۔ تم بھی خداوند تعالیٰ کی برکت و نصرت پر بھروسہ کر کے تیار ہو جاؤ۔ مسلمان مسلح ہو کر ٹھکانوں پر سوار ہو گئے۔ آپ نے میرے پاس میں حمیرہؓ اور اعلیٰ کو اور میرے پاس میں انوارؓ میں طوقی تو جو ایک شخص اور جو ایک شخص تھے اور فوجی کی ہوشیاری و حفاظت کے کورے چار شخص مشہور تھے کھڑے تھے۔ یہ وہی شخص ہیں یہ وہی کورہ دار بنایا۔ فوجی زخف کے اور گھر کے تھے۔ ایک پر صیغہ بن گیا کو کورہ کے تمام لشکر نے ایک طرف کھڑا کیا اور دوسرے لشکر پر کھڑے ہو گئے۔ کورہ دوسری جانب مقرر تھا اور لڑا گیا جس وقت میں ان کا خیمہ دیا تو فوجی فوجوں کو باطل کر دیا۔

والدہ کی کہتے ہیں کہ آپ ہر جناب حضرت عبدالرحمن بن ابی بردہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کو تیسری و چھٹی اور نصاب کرنے کے لئے دہائی رہ گئے۔ چاہا کہ مل کر لڑیں، چاہا کہ دوسروں کی فوج کی جھلک میں سے ایک فوجی بغیر خوش ہو جائے۔ جس کے ہاتھ پاس نہ چاہی اور فوجی قوت چھوڑا۔ چھٹے نکلا اور اس لشکر کے اور یہاں میں کھڑا ہو کر عربی زبان میں ایک جہاں کی طرف سے نکلے۔ ”اے کورہ“

جب اس میں ہمارے کورہ داروں اور میرے کورہ میں چھوڑا۔ کورہ کے کورہ میں نہ۔ حضرت خالدؓ بھی اللہ تعالیٰ عنہ شرف سے گئے۔ اس نے کہا کہ آپ سردار ہیں۔ آپ نے فرمایا میں مسلمان ہوں۔ حقائق یہ ہیں کہ میں اور میری سرداری اور اہل رات ان وقت تک ہے جب تک میں اللہ تعالیٰ کی احسان سے محفوظ رہوں۔ ”تمہیں ہادی قدی کی فوج کا یہاں کی کورہ چاہی تو میرا ان پر میری کورہ دات یا گل نہیں رہی۔“

انہی لشکر صرف کے کورہ نے لڑنے کے لئے دیا لیکن ایک کورہ کو دیا اور دوسرے کو کورہ دیا۔ کورہ علی علیہ السلام نے۔ جس سے اتفاق ہوا ہے۔

روا میں نے تباہی شہادت دوم میں ایک بار شروع اور عقار دوم میں ایک مسئلہ منتخب ہوں۔ حق کسی صاحب بصیرت اور فاضل علم پر چڑھتی نہیں۔ وہ لکھا۔ میں کتب سائنس اور افتادہ فہام میں پڑھا اور علم طبع میں دیکھا ہے کہ اللہ جل جلالہ ایک نبی قریشی باطنی جن کا نام محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہوگا سمجھ کر کریں۔ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ وہ ہمارے ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ان سے کہا کیا ان پر کوئی کتاب بھی نازل ہوئی۔ آپ نے فرمایا میں اس کتاب کا مرقآن (شریف) ہے۔ اس سے پوچھا کہ کیا تمہارے اوپر شراب و ام کر دینی تھی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ جو کچھ شراب پئے گا ہم اس پر حد جاری کرتے ہیں اور جو زنا کا مرتکب ہو اس کو مار دے۔ رشتے ہیں اور اگر زانی شادی شدہ ہو تو۔ تگہ و نر دینے ہیں۔ اس سے دریافت کیا کیا تمہارے اوپر پانچ نمازیں فرض کی گئی ہیں۔ آپ نے کہا۔ ہاں ان رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اس نے کہا کیا قرآن کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ آپ پر چار فرض ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر چار فرض نہ ہوں تو تمہارے سے آکر کیوں کرتے؟ اس نے کہا میں ابھی صبح جانتا ہوں کہ آج دو رکعت تھی پڑھیں۔ میں آپ حضرات سے محبت رکھتا ہوں۔ میں نے اپنی قوم کو آپ سے وعدہ کیا تھا کہ آپ سے کھولا دے میں مگر اس نے انکار کر دیا۔ میں قوم سے بہت ڈرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبده و رسولہ۔ پڑھنا کہ اس کے پڑھنے کے ساتھ ساتھ ہم تمام دونوں ایک دوسرے کے نیک اور نقصان میں شریک ہو جائیں۔

اس نے جواب دیا کہ میں مسلمان ضرور ہو جاؤں مگر مجھے خوف ہے کہ میری قوم کے لوگ مجھے قتل اور میرے عرم کو قید نہ کر دیں۔ اب میں اس کے پاس جاتا ہوں اور دھمکا کر ترغیب دیتا ہوں شاید اللہ تعالیٰ انہیں راہِ راست پر لے آئے۔ آپ نے فرمایا: اگر تم مجھ سے بغیر قول اور جنگ کے چلے گئے تو مجھے افسوس ہے کہ وہ تمہیں کسی تمہارے نقصان پہنچا دیں۔ میں نے بھیج دیا کہ میں تم پر حملہ کرتا ہوں۔ قوم بھی میرے اوپر حملہ کرے تاکہ تمہارے اوپر جہت نہ لگ سکے اور اپنی قوم کے پاس چلے جاؤ۔

تبعی میں کہ پھر ایک دن دوسرے دن مل گیا اور غلگروں کو فتنہ عرب کے غلبہ کر رہا تھا۔ حق کہہ دیا اس نے آپ سے کہ کہ غلہ پر زور سے حملہ کیجئے تاکہ میں میدان سے ہٹا کر پڑوں۔ بادشاہ نے میری مدد اور کمک کے لئے ایک ہزار ہزار عربی نامی بھیجا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ آپ کو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا دے۔ آپ نے فرمایا۔ خداوند عل و اعلیٰ اس پر مجھے غیہ اور حسد طاعت کریں گے۔ اگر آپ نے وہ دھمکے پر رشوت سے صلہ کیا۔ وہ اس منہ بولے ہے۔ ہمارا اور اپنی قوم میں جو چھپا۔ آپ نے غائب نہیں ہوا۔ جس وقت وہ میری پہنچی قوم کے پاس پہنچے تو لوگوں نے تمام حملہ اور پالٹ کیا۔

اس نے کہا ہے قوم! محراب دے چست و چراگ آؤ۔ میں تم ان کے ساتھ کی طاقت نہیں دیکھتا۔ یہ چینی امر ہے کہ وہ شرم جگہ تمام قلعہ دے دم کے مالک ہو جائیں گے۔ تم خدا سے ڈرو اور عربوں کی اطاعت قبول نہ کرو۔ اہل مکہ مدینہ اور حجاز کی طرف اتنا کہ ان میں سے ہوا۔ میں تمہاری بھلائی اور پیروی کا خواہاں ہوں۔

قوم میں سے جس وقت وہ اس کی زبان سے یہ الفاظ سنئے۔ ان کا ہر جزو تنگ کی۔ پانچ نمازیں کر دیں۔ بلکہ اگر بادشاہ کا خوف دامن

۱۔ یہاں اور کچھ قصہ اور حقائق کا ذکر ہے۔ بطور مثال میں اس سرور کو کہتے ہیں کہ جس کے تحت وہ ہزار سپاہی ہیں۔ یعنی وہ جزوی جیسے نہ لکھ کر اس کے تحت میں پانچ دوسرے ہیں اس کو کچھ جزوی کہتے ہیں۔

حضرت محمد مصطفیٰ اللہ علیہ وسلم سے اور مشکل سے اس میں یمن کی قوم کا لین پر مدعا دینے لگا۔

حضرت عمرؓ نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس سے ہے اور مسلمانوں نے یہی دعویٰ کیا ہے کہ اس سے ہے۔ یہ ایک بار کی نوبت ہوا تھا۔ یمن نے یہ دعویٰ کیا کہ محمدؐ کو پڑا جس سے دشمنی کے جو تعلق ہوئے اور جھگڑا ہوئے۔ زمین دشمنوں سے ہوتی تھی۔ عمرؓ نے جو کہ دور ان سے پہنچی کہ یہ دعویٰ جس ایک سے دوسرے وقت کرنا۔ قلعے میں جس کو اس کے دور ان سے اور یمن میں ہناولی نہ تھیں اور مسلمانوں کو بلانے اور قلعہ بند ہو گئے۔ یہ دشمنوں کا دعویٰ تھا کہ یہ دعویٰ کرنا ایک غلطی تھی۔

محمدؐ اللہ بنی رافع کیسے ہیں کہ یہ دعویٰ جس ایک سے دوسرے وقت کرنا۔ قلعے میں جس کو اس کے دور ان سے اور یمن میں ہناولی نہ تھیں اور مسلمانوں کو بلانے اور قلعہ بند ہو گئے۔ یہ دشمنوں کا دعویٰ تھا کہ یہ دعویٰ کرنا ایک غلطی تھی۔

ایک بار رات سے کہ یہ دعویٰ جس ایک سے دوسرے وقت کرنا۔ قلعے میں جس کو اس کے دور ان سے اور یمن میں ہناولی نہ تھیں اور مسلمانوں کو بلانے اور قلعہ بند ہو گئے۔ یہ دشمنوں کا دعویٰ تھا کہ یہ دعویٰ کرنا ایک غلطی تھی۔

یہ دعویٰ جس ایک سے دوسرے وقت کرنا۔ قلعے میں جس کو اس کے دور ان سے اور یمن میں ہناولی نہ تھیں اور مسلمانوں کو بلانے اور قلعہ بند ہو گئے۔ یہ دشمنوں کا دعویٰ تھا کہ یہ دعویٰ کرنا ایک غلطی تھی۔

یہ دعویٰ جس ایک سے دوسرے وقت کرنا۔ قلعے میں جس کو اس کے دور ان سے اور یمن میں ہناولی نہ تھیں اور مسلمانوں کو بلانے اور قلعہ بند ہو گئے۔ یہ دشمنوں کا دعویٰ تھا کہ یہ دعویٰ کرنا ایک غلطی تھی۔

اور بن اورھا نکوس نے مزاحمت کی۔ اور یوں نے دو پشت چا کہ قذافی کوکب ہوا۔ اس نے جواب دیا، میں ہزار روٹیاں برس۔ اور یہاں ہوا، تیرے منجھن قدم برسیاں لیں آگے دو یہ تیرے۔ تھو دوسرا ٹھکس کون ہے؟ دو ماں نے کہ کہ یہ میرے ایک دوست ہیں۔ تمہاری ملاقات کا اشتیاق رکھتے تھے۔ اس نے کہا بد بخت ایسا کر میں ان اردو میں نے جواب دیا یہ حضرت ابو ترہدہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سہرا ابو موہر میں ہیں اور اس نے تشریف لے گئے ہیں کہ تیری (عیاذ اللہ) اور تو دور گئے اور مجھے میں وہ ٹھکس دیں۔

اور یہاں نے جس وقت وہاں کی زبان سے یہ واقعہ کہتے چاہا کہ حجت کر محمد کر کے مکر کھرا لیا اور اس سے اس نے ہار لی۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے پیسے فوراً لکھو اس وقت کہ اس نے ٹھانے پر اس زور سے ماری کہ وہ یوں کہتا کہ کر گیا۔ آپ نے فوراً ہار دیا کہ تو نے زور سے غصہ کیا۔ وہ اس نے اس عجیب کا جواب دیا، دست بردار نہ رہا، عمل انوف نے جس وقت غصہ کی نواز سی، بھر دے ہاروں حرف عجیب کا غور و بلا لیا۔ جس کی کوئی نے بھروسے پر کیا، وہاں وہاں، اور حق میں اور وہاں سیدہ و مومن کو اپنے ہم آہنگ و ہم نوا بنالیا۔ حاضریں کی زبانوں پر شکر یہ کہ الفاظ جاری نہ گئے۔ انہوں نے کہا ہمارے مہربان اور اسے ہمارے کالی کی اچھا اور سبب ہے آپ کا ذکر اور حقیقت نہیں اور کر سکتے ہر آپ کا ٹکڑا یہ ہم نے اس لیا ہے تھو دوسرا دیکھتے ہیں کیا ہے اہل خدیجہ اور قحطی ہو۔

کہتے ہیں کہ جس وقت مجاہد بن جحیموں سے اطراف بھرہ کوئی افکار اور اس کی تلواریں نے، یہ وہاں کا خون چھا شروع کیا تو حضرت خاندن بن عبد بنی اللہ قحطی سے اور آپ کی فوج خضر مونی نے غصہ میں کی آواز لی، اہل اہل ہو گئے۔ جس وقت اہل بصرہ نے اپنے شیر کو توڑے زور سے فتح بھرا دیکھا، قحطی بھاشندہ ان کے شور و دوا لیا کر۔ عورتوں اور بچوں نے آواز بجاواں گئے بالہ فریاد، شروع کی زبان کی آوازیں (و غون انھوں) اور چہرہ اطراف سے آئے تھیں۔

معرے خالہ بنی اللہ قحطی کے مزے رہا ہفت فرمایا پانچا کہتے ہیں کہ وہ اس نے عرض کیا اور اہل طلب کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا فوراً تلواریں میان میں کی جائیں۔ چوتھے ہی تھو اس میں کہل جھٹکیں۔ سب تھو اہل بھرہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اہل بھرہ آپ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو اس حالت اور اسے کوئی نہ پچھتے۔ آپ نے فرمایا جو کچھ تمام اہل کے تقسیم کر دیا اور وہ بھیرے انہیں روکنا اور جو کچھ نہ میں ملو، یاد و بطریق سے نہیں مل سکتا۔ اہل بھرہ نے چھو کہ آپ نے کسی کی دیر کی اور کون سے شخص کی بھیری سے ہمارے شجر کو فتح کیا۔ آپ کہہ، میں کاہن ہوتا ہوں کہ شرم آئی، حرمہ ماں نے فوراً کھڑے ہو کر کہا تھا اور اس کے رسول کے دشمن اور جس شخص نے اللہ تبارک و تعالیٰ کی مرضی حاصل کرنے اور جس سے جو وہی نہیں اللہ کے لئے یہ کام لیا ہے وہ میں ہوں۔ انہوں نے وہ اس سے تھو کیا تو ہمارے مذہب میں نہیں۔

وہاں نے کہا، "اے اہل بھرہ صلیبہ، میں کی پرستش کرنے والوں کا منکر ہوں۔ مجھے ان میں شام نہ کرنا۔ میں نے برضا و رغبت خود اصرہ چارک و غولی کو رب بن لیا، وہی اسامہ کو قبول کر لیا، عمر رضی اللہ عنہ۔ یہ وہ علم کہی اور رسول تسلیم کر لیا۔ عہد شریف کو لنگہ۔ قرآن کریم کو نام اور مصحف کوں کو انور بن علیا۔"

۱۔ انہوں نے یہ وہی قحطی سے جس کے سنی ہوا چاہتے تھے ہیں۔

قوم یہ سن کر اُٹھ گئے، گولہ ہو گئی، اپنے شر کے شرابوں سے روماس کو بھلا بنا چکا۔ روماس اس کو نہ اڑ سکے اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تپنے لگے، یہ اورادہ ہے کہ جس کی جگہ تمام نہ کروں، جگہ جہاں آپ تشریف لے جائیں وہاں آپ کے خرواہ چلوں۔ جس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ آپ سے اٹھو اسے فتح کریں اور قوم شام پر آپ کا قہر نہ ہو جائے تو وہیں پہنچ کر ایک دفعہ چڑھیں اور ہر شخص اور دشمن کی ناخوشی میں رہنا نصرت پسند کرتے ہیں، اس لئے پھر لوٹ آؤں۔

والدہ کی بجائے ہیں کہ سحر میں امام اپنے والدہ کیجئے، بن غمران سے روایت کرتے ہیں کہ روماس ہمارے ساتھ ہر ایک معرکہ میں شریک رہے۔ غزوہ کے ساتھ شہید ہوا، قتالہ کیا اور جباری کھس اللہ میں اس کو مل کر کام کیا۔ غمی کہ ہوش خانی کے تمام ہر شخص اور بموجب درخواست ابو سعید بن جریج رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے (اپنے زمانہ خلافت میں) اس کو مصر کا گورنر (وہی)۔ حاکم یا مقرر فرمایا۔ یہ بہت عرصہ رہے، ان دنوں وہیں کی حکومت کرتے اپنے ایک لڑکے کو جو اس کی بہ و نازہ کرتے رہے بھروسہ کر رہی، ملک بٹا دیا۔ (نائدہ والدہ یا راعون، مترجم)

کہتے ہیں کہ سحر کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند شخصوں کو روہی کے اہل اسباب کے لئے کوہ و شہر میں سے اٹھا لیا کہ یہاں لئے نہیں اور اس کام میں اس کا ہاتھ نہیں مقرر کیا۔

قصہ زہیر و ماس

اس وقت وہ اس مکان میں پہنچے تو دیکھا کہ روماس کی بیوی اس کے ساتھ لڑ بھڑکرائی سے علاقہ کی خواہاں ہے۔ انہوں نے اس کی طرف مخاطب ہو کر دریافت کیا کہ تو کیا جانتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اہل افسانہ اور یہ فیضان تیار ہے مرد و لشکر کے پاس ہوگا۔ مسلمان اس کو حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ ان سے فرمایا کہ روماس کی بیوی ایک روٹی کھانے کے جوہر کی زبان جانتا تھا کہا کہ یہ اپنے خاندان روماس پر دشمنی کرنا جانتی ہے۔ آپ نے ترجمان کے ذریعہ دہائی اور اٹس کا سبب دریافت فرمایا۔ ان سے بیان کیا کہ میں آج شب سو رہی تھی اس نے خواب میں ایک نہایت خوب صورت شخص کو جس کا چہرہ مبارک چروہو میں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ یہ شہر نیز تمام شام اور عراق ان عربوں کے ہاتھ میں چھو جائے گا۔ میں نے عرض کیا آپ کون ہیں۔ انہوں نے فرمایا میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مترجم ہوں۔ اس کے بعد مجھے دولت اسلام ملی اور میں مسلمان ہو گئی۔ آپ نے مجھے قرآن شریف کی دوسو تہیں یاد کرائیں۔

رواہی کہتا ہے کہ ترجمان سے یہ قصہ سن کر سب کو تعجب ہوا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترجمان سے کہا کہ میں یہ دوروں اور دشمنی نہ سنے۔ اس نے الحمد للہ رب العالمین اور دل ہو اللہ حمد پڑھا کر سنا دی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہاتھ پر قبو یہ اسام کیا اور اپنے شوہر سے خطاب کیا کہ مسلمان ہو جائے یا مجھے ملاقہ دے دے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے اس قول سے قہقہہ اور پھر فریاد پسند حال میں وقف ہوا۔ یعنی پاک ہے، دوزات جس نے ان دونوں میں موافقت بخشی۔ پھر آپ نے ترجمان سے فرمایا کہ میں سے کہو کہ اس کا عائدہ اس سے پہلے شہر اسام ہو چکا ہے۔ یہ سن کر وہ بہت خوش ہوئی۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بعد اہل بصری سے ایک مقدمہ اصرار جو اہل بصری کو بھی تاکو رہیں تھی معاہدہ کر لی اور یہ چاہا کہ ایک شخص کو ہاتھ کاٹ دے اور ہر مقرر کردہ تاکو اہل بصری اپنے غرضی و مقاصد اس کی طرف لے چکیں۔

دیاجی آپ نے اس سے استعجاب کیا اور ان کی رائے کے مطابق ایک شخص کو اپنی طرف سے حاکم مقرر کیا۔
اس کے بعد آپ نے ایک نیک حضرت امیر، نے پسماندہ کیا اس میں کوئی خوشخبری کے بعد آپ نے ان کو اتفاق کہ میں
وہ شخص بہرہ بابوں آپ بھی مجھ سے وہاں آئیں۔ ایک روز مرے پاس آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت اقدس
میں لکھا جس میں آپ نے تادیب کے معنی میں اس کے وقت عراتی سے تمام کی طرف اپنے کوئی کا حال نصیب کے بعد فرمایا تھا۔

حضرت خالد بن ولید کا حضرت ابو بکر صدیق کے نام مکتوب

”جناب کے حکم کے مطابق میں شام کی طرف چلا۔ خداوند تعالیٰ نے تادمہ اور مدینہ، بخند اور بصری میرے ہاتھ سے
فتح کرادی۔ اس آج صبح کو آپ کو یہ عریضہ لکھ رہا ہوں، دشمن جو نے کارور رکھتے ہوں۔ خداوند تعالیٰ میں نچو۔ سے وہ
چاہتا ہوں۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام کرنا۔ والسلام علیکم وعلیٰ آئندہ برکات۔“

دوسرا خط آپ نے ساجدیہ روانہ کیا اور دشمن کی طرف کوئی کر دی۔ جس وقت آپ موضع حید میں پہنچے۔ آپ نے چار بار
دیتے لے انتحاب کو صلب فرما دی جس کی وجہ سے یہ کچھ مہینہ انتحاب لایا۔ وہاں سے آپ نے فوراً کوئی کر دیا اور غوط کے
مقام پر پہنچ کر مسلمانوں کے معبود کے قریب صلیبی کو لے کر گئے تھے چنانچہ اس جگہ کا سراج تہہ دروہہ مشہور ہے۔
دشمن کی کیفیت اس وقت بھی کہ قریب اصراف اور غائب سے لوگ یہاں بھی آئے تھے اور اسی کو تہہ دروہہ کہتے تھے کہ
جس کا تہہ دروہہ ہو سکے۔ بار بار تہہ دروہہ رہی تھی۔ شہر چلاؤ جہندہ اس کا تہہ دروہہ اور صلیبیوں سے آراستہ کر دیا تھا۔ اس وقت تہہ دروہہ
افغانی مدینہ کے مقام پر حضرت وہاب و رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے لشکر کا انتظار کرتے تھے۔

جس وقت ہر طرف کو یہ خبر پہنچی کہ حضرت خالد امیر تہہ دروہہ اور بصری کو فتح کر کے دشمن کی طرف بھاگے ہیں تو اپنے
تمام سرداروں کو جمع کر کے کہنے لگا۔ اے بی اسز ہمیں تم سے پہلے کی کیا تھا اور اہل بی اس امیر نے کھلیا تھا تو قرآن نے ایک تہہ
سوی اور انکار کرتے رہے۔ اب اہل عرب جو مدینہ تہہ دروہہ اور بصری کو فتح کر کے روہہ بھی دشمن کی طرف متوجہ ہوئے ہیں۔
اگر اس کو فتح کر لیا تو نہایت رنج و افسوس کا مقام ہے چونکہ تمام میں اس ایک جگہ ہے جو دست خامسہ کے بی مستحق ہے، دشمن کی
ضروریوں کو ان کو بھی ہے جو مسئلہ اس کے شکوکے ہے۔ اگر میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ تم میں اور کون شخص ہے جو تہہ دروہہ کے
لئے نئے دروہہ میں ہی کوئی کوڑت دے دے۔ میرے ایسے شخص کو ان مقدمات کا جو مسلمانوں کے ہتھ میں ہیں حصول اور
دیکھ انہی سے مخالف کر دوں گا اور ان مقدمات کو ہی شخص کے تصرف اور قبضہ میں دے دوں گا۔

ظہر میں منارہار نے جو شہر کے پہلوانوں اور بہادروں میں ایک مشہور بیٹا تھا اور جس کی بہادری اور شجاعت مسلمانوں
کے مقابلہ میں جب کہ قبضہ و کسری نے شام پر لشکر کشی کی تھی ظاہر ہو چکی تھی کہ میں مسلمانوں کے ساتھ۔ میں جی کافی ہوں نہیں
وہ نہ ہونگا وہاں گا۔ بادشاہ نے اسے سامنے ہی ایک صلیب دی اور دینی جزاء لشکر اس کے ساتھ کیا اور کیا صلیب کا پنے آگے دیکھا بھی
تجھے ہارے گی۔

۱۔ بہت انتحاب بخند اور غوط کے مقام پر۔

۲۔ اس کے سبب کی عریضہ لکھ رہا ہے۔

کھوس اس صیب کو لے کر اسی روز افغانیہ سے چل پڑا جس وقت حص میں پہنچ تو اس نے واسطیہ اور اصول سے چلا ہوا پایا۔ اس حص کو اس وقت میں کے آنے کی خبر پہنچی اس کی ملاقات کے لئے نکلے۔ آگئے آگئے پاروں اور پہاڑوں کو میان کے سامنے نمود مگر کی تخریبی، انجیل ان کے سینوں سے بھائی جس وقت یہ اس کے قریب پہنچے سب سے پہلے لشکر کے سامنے تقدیس بیان کی ہے۔ کھوس پر محمود کا بولی بھڑکاؤ کی دعا ہو گئی۔ کھوس ایک رات دن یہاں قیام کر کے شہر یوسف کی طرف روانہ ہوا۔ اس یوسف نے بھی باشندگان حص کی طرح اس کا استقبال کیا۔ اس کے بعد جھنگ پہنچا۔ یہاں کے سردوز جن کا چہرہ غبار اور داہلی پریشان تھے آئے۔ کھوس نے ان کی یہ حالت دیکھ کر سب پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ عربوں نے لوگوں کو تھکوا اور خون، بصر و حج کر لیا ہے اور سنتے ہیں کہ مشقی لینے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

کھوس نے کہا مجھے خبر ملی ہے کہ عرب اس وقت جاوے کے مقام پر ہیں۔ مجھے تعجب ہے کہ انہوں نے شیر اور قلعوں کو کس طرح فتح کر لیا۔ انہوں نے کہا سردار! یہ صحیح ہے کہ اہل عرب جاوید میں ہیں اور اپنی جگہ سے حرکت نہیں کی مگر ایک شخص جس کا بہ خالہ بن ولید ہے اور جس نے یہ وقعات سن رکھے ہیں وہ عراق سے آیا ہے اس نے کہا اس کے ساتھ کتنا لشکر ہوگا انہوں نے کہا ہزار۔ اس نے کہا مجھے اپنے اہل جن کی قسم اہل اس کا سرکات کے اپنے ہزارے ہر قافلوں کا۔ اس کے بعد یہاں سے درفست ہو کر دمشق کی طرف چلا۔

جوسہ دار باگور ہر ہش کی طرف سے دمشق پر محاصرہ تھا اس کا ہزار ہا اہل تھوڑے رو میں کے نذر ایک اس کی قدر و منزلت بہت زیادہ تھی۔ اس کے ماتحت تین ہزار سوار اور پیادے رہا کرتے تھے۔ جس وقت کھوس دمشق میں پہنچا تو کام اور دوسرے مشق نے اس کا استقبال کیا اور بادشاہ کا فرمان جس میں اسے مسلمانوں کے مقابلے کے واسطے مقرر کیا گیا تھا اس کے سامنے پڑھا۔ کھوس نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا میں تمہاری طرف سے ان کے ساتھ لڑوں گا تمہارا۔ شیر سے دشمنوں کو ہکا دوں گا۔ مگر اس میں یہ ایک شرط ضروری ہے کہ تم عزرائیل کو اپنے شیر سے نکال دو گا کہ میں تنی تھا اس کام کے لئے دو چوڑوں اور ایک دشمنوں کو بھاگا دوں۔ انہوں نے کہا جب ایسے وقت میں جب کہ دشمن سر پہ چڑا ہو ہم اس کا کوئی طرح کر سکتے ہیں کہ ایک سردار کو نکال دیں۔ بعد ايسے وقت میں اگر وہی سردار بھی بصرہ آ جائیں تو ہم ان کو تعجب خاطر مخلوق کر سکتے ہیں تاکہ عربوں کے ساتھ ان کی دوسرے مقابلہ کر سکیں۔

عزرائیل نے یہ کیفیت سن کر کہا جس وقت اہل عرب یہاں آ جائیں اور ان سے مقابلہ ہو تو بہتر یہ ہے کہ ہم میں ہر ایک علیحدہ علیحدہ ایک ایک روزانہ کے مقابلے کے لئے نکلے، ہر شخص ان کو ہزیمت دے دے شہر اسی کے بقدر اور تصرف میں رہے، جہاں دیر اور خبر بہ کار لوگوں نے اس رائے کو پسند کیا اور اسی بات پر فیصلہ ہو گیا۔ عزرائیل بھگوس کی طرف سے اور کھوس عزرائیل کی جانب سے بنفس و عدوات لے کر اپنی خرد و گاہ کی طرف واپس چلے گئے۔

والہدی کہتے ہیں کہ وہی روزانہ جب باہر کی طرف نکل کر حضرت ابو سعید و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے کی اطلاع لینے کے لئے نکلا تو میں بل تک جایا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب عیہ کی جانب سے صیحا کہہ مے لے اہر ذکر کیا

فرماندہ ہیں۔ آپ نے بھی حضرت عبداللہ بن ابی مرثدہ کی طرح قصہ کیا۔ دشمنوں کو قتل کیا اور غلبہ لائے۔ آپ لوگ تو سب اہل اسلام سینہ اعلیٰ کا شرف حاصل کر لیا اور لہذا کچھ دلی سے خود ایک حملہ پلا اور شہر وازی کے کوڑے بٹھکائے اور بھارتی اور شجاعت کے وہ مجاہد ہتھیار سے کھڑے ہوئے۔ وہی مسئلہ شروع ہوا۔

فلپین نے جس وقت آپ کو دیکھا آپ کے چہرہ وادب تک دیکھ کر تعجب کیا کہ یہ سارا افواج اسلام کی فوجیں ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ سارا سامان، علامت سرداری اور وہ مسلحہ جو میرے سر میں آئی ہوئی ہے انہیں دیکھ کر یہ میرے اوپر حملہ کرنے چاہتا ہے۔ یہ سوائے کچھ نہیں ہوتا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ سے اس وقت دیکھا کہ آپ سب سارا معاملہ سے پیچھے ہٹا چکا ہے۔ چاہا کہ حملہ کر دین اور چند دلی مجاہد آگئے۔ آپ کو ان کا اور جیروں کی فریبہ و شریعہ کی دلی۔ آپ نے اس کی کچھ پروا نہ کی براہ راست آئے۔ آپ کا کھنڈر ایک ایسی تھا جو معلوم میں پادریوں طرف گذری تھی۔ آپ اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹے جب تک کہ درمیان کوئی نہ کر دیا۔ آپ وہ دھرم چلنے اور زانی کے جوہر پہلے سے بھی زیادہ دکھلائے۔ اس میں سہارا دیا اور دیکھا کہ کوئی مقابلہ کوئی نہ کر دیا۔ آپ وہ دھرم چلنے اور زانی کے جوہر پہلے سے بھی زیادہ دکھلائے۔ اس میں سہارا دیا اور دیکھا کہ کوئی مقابلہ کوئی نہ کر دیا۔ آپ نے کسی سے مقابلہ میں اور آج وہ پھر بھی کوئی نہ کیا۔ آپ نے چار سے نوے کی خواہش کی۔ آخر میں ہی تک کہ یہ دیکھ کر کھسک کر گئے۔ آپ نے کہا کہ یہ ہے تو یہی اکیلا اور حق تھا کفر والوں۔

گلوں اور عزرائیل کی لڑائی کے متعلق مختصر

واقعی کہنے ہیں کہ آپ کے اس فہم و ان میں سے کوئی سمجھا تھا اور کوئی نہ سمجھا تھا کہ حرا میں گلوں میں مٹانے کے پاس جا کے کہنے لگا کہ کیا ہوا ہوا ہے تجھے یہ سارا دشمن نہیں ہوا کہ یہ سب سے لڑنے کے لئے نہیں بھیجا تھا۔ رعایا کی حفاظت اور شہر کی سیاحت اس وقت میرے ذمے ہے۔ گلوں نے کہا میرے سے اس بات کا تو زیادہ سستی ہے کہ نہ شہر کا پہلا حکم تو یہی ہے تجھے اس بات کا ذمہ ہے کہ میں اور شاہ ہرقس کے حکم کے بغیر یہاں سے نہیں نکل سکتا۔ مگر اب عربوں کے مقابلے کیلئے کیوں آیا نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میرے اور میرے سرداران یہ سوچا اور شرط ہو چکی ہے کہ ایک روز تو مقابلے کے لئے نکلے اور ایک روز میں جاؤں۔ ان تو لڑائی میں چاہا کہ وہ زمانہ کر میں کہ میں گلوں نے کہا میں یہیں کبھی پکا ہوں کہ اس شہر میں مجھ سے پہلے تو آپ ہے اسی لئے پہلے لڑائی میں بھی تھی جا۔ میں کسی کی لڑائی میں حصہ لے ہوں گا۔ آخر اس بات میں خاصیت یہ تھی کہ تو اس میں ہونے لگی۔ مختلف طرز میں لڑائی۔ لوگوں نے اس بات پر فیصلہ کر لیا کہ وہ لوگوں کے نام پر لڑنا جائے جس کا ہم قہر میں آئے۔ آج مسئلہ اس کے مقابلے کو وہی شخص نکلے گا تو گلوں نے کہا نہیں بلکہ مجھ پر ہے کہ مختلف طور پر حملہ کریں تاکہ ہماری ہیبت قائم رہے اور ہمیں میں خیریت نہ کریں۔ عزرائیل نے کہا مجھے اس سے کچھ مطلب نہیں، جس طرح چاہا کرو۔

کہتے ہیں کہ گلوں کو اس بات کا اندیشہ تھا کہ ان کو ان کے بادشاہوں معاملات کی خبر پہنچ کر ان کی پہلی مصالحت سے مجھ کو کہ قتل کا حکم اے دے گا۔ اس لئے قہر اخلاقی، دینی، ہونے والا۔ قہر میں گلوں کا نام لگا۔ عزرائیل نے کہا میں ان میں بیٹا کہ یہ سارا افواج اسلام نے شجاعت دکھائی ہے تو بھی اسی طرح دکھلائے۔ جس وقت میں مقابلے کو گلوں کا اس وقت وہ لوگ فریق یہ دیکھ کر گلوں کے کھمبوں میں سے ان سارا پارہ شہر اور بھارتیہ۔

سے تفریق کروں گا۔ یہ کہہ کر آپ پھر میدان کارزار کی طرف یہ ریزا شہداء پڑتے ہوئے چلے گئے۔

(ترجمہ اشعار نثریہ) اے مولا! آپ کے لئے بڑی نعمت و تحریف ہے اور اسے انہوں نے اپنے دلوں میں آپ نے جو غشا اس کا شکر ہے۔ غم و غلظت کے بعد آپ نے ہم پر احسان فرمایا، شک اور غم کی تاریکی سے ہم کو نکل دیا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فضل آپ نے ہمیں نجات دی اور جو کشتیاں ہم میں تھیں جدا کر دیں۔ عزت، نصرت اور ہدایت کے ساتھ ہماری تائید کی اور ہم کو یمنیہ امر کے لقب کے ساتھ شرف فرمایا۔ یہ ہمارا بھوکا دہو ہے ہر ذمہ داریاں ادا کر دیجئے ورنہ شمشیر کو جلدی عذاب کا مرکز پکھا دیجئے۔

واقعی فرما، ستے ہیں کہ جس وقت جبر میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خوف سے ہماک کر دیوں گے یہ... پہنچا ہے تو قرقر کا یہ رہا تھا لوگوں نے اس سے دریافت کیا کہ تجھے کس نے کہا اس طرح سے پیچھے اٹھ کر چلاؤ؟ وہ فرمایا کہ میں نے کہا۔ تو اس قدر پہچان ہے؟ اس نے جواب دیا کہ موت اور اس کی موت جس سے مقابلہ نہیں ہو سکتا اور ایسا شیر جس کا دھوکہ نہیں ہو سکتا۔ وہ مسخروں کا سپہ سالار اپنی قوم کا سردار و زمیندار کی طرف اپنے پروردگار کی قسم کھاتے ہوئے ہے۔ ہم جہاں اور جس جگہ بھی جاکر پھیں ہندوؤں کے قتل میں کو کھاتی نہیں کر سکتے۔ میں بہت کوشش اور روز و رات محنت کر کے جاں بچا لایا ہوں۔ بہتر یہی ہے کہ قتل میں کے کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ ہمہ جہت ملتا اور ہمیں سے صلہ کر لیں۔ دیوینوں نے یہ کہہ کر کہ جبرجت کیا یہ بات کچھ بات تھی کہ تو شکست کھا کر ہما کا کھانا کھا کر جواب تو نے ہمارے دلوں میں مصیبت و المیہ ڈال دی ہے، چاہا کہ قتل کر دیں مگر میں وقت کھوں گرتا، ہر گز تو غرور و تکبر کی طرف متوجہ نہ کر کہنے لگے کہ اب ہارنا و کامر جبر کرنا ہے، ہارنے والی طرف سے کوئی کمی نہیں کی۔ تہمیدی قتل میں سے بڑا دھوکہ ہو سکتی تھی کہ ایک روز جنگ کے لئے وہ نکلے اور تو جہذا اس بددی کے مقابلہ کے لئے اب تو ہمارے قتل کر دے۔ اس نے جواب دیا کہ تمہیں یہ بات یاد رکھی چاہئے کہ یہ شخص خالد بن ولید ہے، یہاں کوئی دوسرا عربی شخص اس کے قتل کا ہمت نہ کرے گا اور اگر میں قتل ہو گیا تو تم سب خیر نہ رہتے مگر میں کی طرح رہ جاؤ گے۔ اس نے سب سے بھی کہہ کر سب کو ایک شہید تیار کر دیا انہوں نے کہا یہ تو ہم پر موت تھی نہیں کر سکتے۔ اس لئے اس طرف تو ہزاروں ہائیں قربان اور ہزار ہا عمریں دیو ہو جائیں گی۔

ان میں ابھی باہر انگلو دوری تھی کہ لوگوں کے آئی جہاں کے مصافحین میں سے تھے چیتے چلاتے عزا رائل کے پاس آئے اور اس سے کہا کہ میرا عجز و انشاء کے نزدیک کھوں کے برابر نہیں تھا۔ میرے اور اس کے مابین یہ شرط ہو چکی تھی اس نے اپنے شرکاء کو پورا کر دیا۔ وہ چونکہ اب گرفتار ہو چکا ہے اس لئے اب ہمدار مقابلے کے لئے تجھے تیار ہو جانا چاہئے۔ روز پھر ہمدار اور عزا رائل کے عزا رائل نے جواب دیا کہ بڑے انصاف کی بات ہے کہ تم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ میں اس وادی سے ڈر گیا ہوں اور ان کے مقابلے کے لئے بھگتا ہوں اب میں میدان جنگ میں جا رہا ہوں وہوں کی طرح کے آدمی دیکھ لیں گے کہ ہمیں کون سا زہاد و بہادر اور شہید اور مرد میدان نہیں ہے۔

عزا رائل سالانہ حرب سے تیار ہوا اور وہ چٹائی اور ایک تیر محمد سے پر ہوا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے واسطے بھی جس وقت آپ کے قریب پہنچ کر کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ عربی ہمدی اور میرے نزدیک ہو جائے مجھ سے چھ ہائیں کرنی ہیں (یہ صول عربیہ)۔ بہت خوب جانتا تھا جس وقت آپ نے اس کی زبان سے یہ کلمات سنے تھے میں پھر گئے اور فرمایا خدا کے دشمن تو ہی آگے آ جا کر تیر ہر توڑ دوں۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دمشق کا محاصرہ کرنا

واللہ فی کتبہ ہیں کہ نبی زبکین، معزموت، ساحل عمان، طائف اور حوالی کی معتقلہ سے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکوبی میں جو فوج آئی تھی اس کی کل تعداد سواڑھی اور حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زبکین فلسطین کے مقام پر نو ہزار سوار اور حضرت خذافہ بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج میں پندرہ سو جوان عراق سے یہاں آئے تھے اس لئے تمام مسلمانوں کی فوج کی تعداد اسی وقت کے جو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنے زمانہ خلافت میں مہرتی کی تھی اور جس کا اثر و اتکا اللہ تعالیٰ اپنے موقع پر آئے گا کئی ماہ سے مسلسل بڑا رہی، اس میں نصف حضرت خذافہ بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہمراہ لے کر باب شرقی کا محاصرہ کیا اور نصف حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہی جس سے انہوں نے باب جالیہ پر چڑاؤ کیا۔ اہل دمشق نے اس وقت یہ حالت دیکھی نہایت دہشت گردی ہو گئی۔ پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھنوں اور ہوا کی گولیاں کران کے سامنے اسلام پیش کیا مگر کھنوں نے چونکہ انکار کر دیا تھا اس لئے آپ نے حضرت ضرار بن زکراہ کو حکم دیا کہ انہیں قتل کر دیا جائے۔ پھر چٹا پیٹھوں نے ان کو موت دے کے حوالے کر دیا۔

واللہ کی سچے ہیں۔ مجھے مستیزادوں سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت ضرار بن زکراہ کو اور داغ بن عبیدہ بن جراح نے قتل کر دیا تھا۔

جس وقت اہل دمشق کو ان کے قتل کی خبر پہنچی تو یہ بدبو برقل کے پانی ایک خندہ جو اپنی بڑبڑت اور دونوں بازوؤں کے قتل پر مشکل تھا نکلا۔ نیز اس میں بھی خبر تھا کہ اہل عرب نے باب شرقی اور جالیہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اور وہ اپنی عورتوں اور بچوں کے یہاں آئے ہوئے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ یہ خبر بھی آئی کہ شریک نے قتل کر دیے ہیں۔ یہی خبر لیجئے کہ وہ تمام اس خبر کو ان کے حوالے کرنے پر مجبور ہوں گے۔ قاصد کو یہ خبر دے کر رات کے وقت ایک رسی میں باندھ کر شہر پناہ کے دروازے پر لے آئے۔ اور قتل اس وقت ان کے کمرے میں مقیم تھا جس وقت یہ خبر پہنچا تو وہ بے لطفانہ سے کھڑے ہوئے، یاد اور ایمان ملکیت کو جمع کر کے سر پر لٹکا کر رہ گیا۔

یہاں اسلحہ اس نے جیسے پہلے ہی ان عربوں کی طرف سے متنبہ کیا تھا، ان کی ہمدردی سے شریعت میں ڈراؤ تھا اور اولیٰ خدا خبردار کیا تھا کہ ایک تنہا ایک دن یہ لوگ ضرور میرے اس تاج و تخت کے مالک ہو گئے، میں گئے ٹکڑیوں میں نے میری بات کو نہ مانا اور میری اس شکوک کو ماضی خیال کرنا اور لئے میرے قتل کے درپے ہو گئے۔ اب یہ لے پینا جزا دہو ہمارے گھر کے واسطے عربی لوگ تنگ اور قہر زمین سے نکل کر فلاحات، چھہ اور اسیر لاشا اور سرسبز و شاداب ملک تک پہنچ گئے ہیں اور ان کو گھارے سے نکال کر آج دو دروازے پر لے آئے ہیں۔ ان کو اب سوائے عمارتوں اور فتنے صحرائے آراء کے یہاں سے کوئی ٹھکانہ نہیں۔ اگر مجھے کسی قسم کی عار اور شرم نہ ہوتی تو میں ترک شام کر کے قسطنطنیہ چلا جاتا اور یا خود اپنے اہل و عیال کی حفاظت کے لئے ان کے مقابلے کے لئے نکل کر آتا۔

اور ان سلطنت اور ایمان ملکیت متفق انسان ہو کر پہنچے گئے اہل عرب کی یاد دہندہ دلت بھی اس وقت کو نہیں پہنچی کہ حضور جنس نہیں خود بدین کا زور اسے تخریف لے جائیں بلکہ والی جس اور ان کی کوئی جو ہم میں سب سے زیادہ پروردگاروں عرب

میں مجرم سے زیادہ عاجز ہے، مگر لشکرِ ظالم کے مقابلے میں جب کہ افسانہ خاں نے مجرم پر چڑھائی کی تھی، نہ بے نواہی کی شجاعت اور کچھ بچے ہیں، مقابلے کے لئے روانہ کریں۔

بادشاہ نے داخل حصص کو بلا کر مقابلے کے لئے کہا۔ دونوں والی محسوسے جواب دیا کہ اگر مجھے آپ کی طرف منتقلی اور قصہ کا خوف نہ ہو تو میں شریک ہو جاؤں گا۔ خود کو کچھ بھی نہیں سمجھتا تھا۔ آپ نے مجھے تمام اسرار اور کیم کے کیم پر پشت ڈال دیا اور ہر ایک اسرار سے آغوش رکھا۔ بادشاہ نے کہا کہ تمہارے بار خدائے اور سب سے بعد اس کام کے واسطے تجویز کر کے میں میری کسی مصیبت خفیہ کی اصل تیسری میری کوارڈر پشت بناؤں گا۔ جس میں چاہئے کہ فی الفور اس کام کے لئے تیار ہو جاؤ۔ میں بار بار اور ایسوں پر جس میں مراد مقرر کر رہا ہوں۔ میں وقت جھینڈ کے مقام پر پہنچو تو جو مختصر جہازوں کے بغیر موجود ہے اسے مرضی بناؤ اور جہاز سواری پر متعلق طور سے متعین کر کے یہ حکم دیا کہ دو خدوہیں اس کے کسی فرد کو خالد بن ولید کے لشکر میں شامل نہ ہونے دیں۔ اور وہیں کے کچھ مجھے ہر وقت منظور ہے۔ میرا آپ کو جب تک میں نہیں دیکھتا کہ جب خالد بن ولید اور اس کے ساتھیوں کا سر کے کمرے میں آئے ہیں۔ ان کے خدوہیں کے بعد وہاں سے تھوڑے فاصلے پر کھڑے ہو کر ان کو بار بار دیکھتا ہوں اور وہاں کی حالت سے اپنے دل سے ہوا کرتا ہوں۔

پارٹیاؤں نے کب جسم سے انجمن مقدس کی انکرتوں کو اپنے اس وعدہ کو بے اثر قرار دیا تو پورا کر کے دکھایا۔ باتو میں ان تمام مالک جو عربوں نے کر لئے ہیں جیسے کہ گھیر میں بخش دوں گا اور نہ خود ہی ایک دوسرے سے اس طرح کے کھوسوں کا کوئی سہ ہے بعد تجھے ہی یہاں کا بیڑا و تسمیر کر رہا ہے۔

ہر قل کا دروان کو دمشق کی طرف بھیجنا

اس کے بعد ہرقل نے جنرل دون کو اپنی خدمت سے ہٹائی اور یہاں پر باہر چلا، سونے کی ایک صیب جس کے چاروں کناروں میں پادشہیہا واقعت کے ہوئے تھے رکھی ہوئی رہا۔ جس وقت دشمن نے مقابلہ ہونا دیکھا تو اسے گھبراہٹ ہو گئی۔

والدی کی کتب میں کہ، روان صلیب (کڑکڑا) (نیرس) میں آیا، محمود نے تیر کا ہفتے اور چھڑکا۔ قصص میں حبیب اور پادروں نے کئی دفعہ نہیں کی۔ انہوں میں جو خوشی نہیں پائی جا سکتی ہیں ان کی تحریروں کی۔ سن کے بعد، روان نے انی وقت شیر کے، ہر باب فارسی پر کتبے کئے۔ روم کے پندرہویں ایچی امراس کے سے منتخب کئے۔

میں وقت تمام مسلمان درست ہوا اور تمام فوجیں جو جنگ تو بادشاہ خود میں ارکان دولت کے ہی ہر جہد پر یک نصرت کرنے کے لئے آیا اور ان میں بادشاہت و رعایت ہرگز نہ تھی ہوا جو اس کا بیٹا بیٹیاں سے اس نے ایک قاعدہ گذریا یعنی اجنادین فوج کو غنیمت یا کہ تمام ہاتھوں اور کھانوں پر بیہوش کر دیں اور اس کی فوج کو قاعدہ میں ولید تک نہ پہنچنے دیں اور اپنے تمام ماتحت افراد اور مسلمانوں کو قلعہ میں گھرا دیا اور اسے کہہ کہ میں اس امر میں اس کی غفلت میں چھاپا ہوا ہوں اور اس کو قید

عربان نے صنعت کو ترمیم سے منقطع کر لی جس ان کا تعلق دیکھتے ہیں۔ جس میں میان باغ ملے ہیں۔ اس سے اردو میں ان کو سونے نہ کھوایا ہے۔ اگر کوئی یہ دیکھتا ہے اس میں ہوتا ہے کہ اس میں ان کا کھانا ہے۔ اور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

آروں۔ اس ترکیب سے کوئی شخص جان میں سے نہیں بھاگ سکتا۔ اس رائے کو سب نے پسند کیا اور یہ باتوں بات مسلمہ اور وہابی اہلیات کے راستے سے چل پڑا۔

شہداء میں کوئی شک نہیں کہ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ رائیل اور کھن کے اُتل سے فراغت پانچے تو آپ نے ہمیں دمشق پہنچنے کے لئے قنصل راہب نظریوں کے آگے آگے میں عرب میں جن کے ہاتھوں میں چھٹی ڈھائی تھیں نکلے، مال دشمنی نے جس وقت ہمیں چلنے کے لئے بولے، لیکن تو ہم پر تیروں کا پھینکا اور پتھروں کی لہجہ شروع کر دی۔ ہمیں عرب میں ان کے تیر دور سے تھے۔ رو میں نے ضرور بچا کر آؤ اور بار بار دہرائی۔ ہم یہ نہ کہ اچھی طرح ان کا سامنا کر چکے تھے اس لئے انھیں اپنی بلاست یا میری کا فائل نہیں ہو سکی۔

شہداء میں کوئی شک نہیں کہ جس وقت ہم نے روئے جس روز تیر چکے تھے کہ: دینی ان مرد ہوا۔ سے پاس پہنچے اور ان سے معلوم ہوا کہ ابنہ ابن میں رو میں نے ایک بہت بڑی حیثیت ملنے کی ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہو کر حضرت ابو سیدہ ابن جراح کے پاس باب حارہ تشریف لے گئے اور آپ سے حضورؐ کے اہل بیتؑ کے لئے دعا مانگا اور ان کے لئے دعا مانگا اور ان کی طرف سے فکری کرا دی اور جس وقت خداوند تعالیٰ ہمیں فتح دے دی تو پھر اسی جہاد کے آئیں۔ آپ نے فرمایا اسی رائے کو بھی نہیں دے سکتے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کیوں؟ آپ نے جواب دیا: میں نے کہنے کے لئے اہل دمشق کو ناک پنے اچھی طرح چہرے میں اور سر میں پوری طرح سے سے دکھایا ہے جس کی وجہ سے ان کے انوں میں رعب چھوٹ چکا ہے۔ اگر آپ ہم یہاں سے کوچ کرتے تو یہ قسمت پاکر صوبہ کے لئے از سر نو قوت بکڑھیں گے اور پھر مشکل ہوگا کہ ہم ان جگہ آئیں۔ خدا میری رائے میں مناسبت نہیں ہے کہ ہم یہاں سے ہجرت کر چکی ہو نہیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہہ کر جواب دیا کہ میں آپ کی رائے اور حکم سے موافق ہوں لیکن آپ ٹھوکرے پر سوار ہو کر باب شرق پر تشریف لائے۔ دستوں کے افسران کو حکم دیا کہ وہ اہل دمشق پر اپنی اپنی طرف سے سختی کے ساتھ حملہ کریں اور آپ نے پادشہ خود باب شرق کی طرف سے نہ کیا۔ اہل دمشق نے آج کے لمحے میں اپنی معوش اٹھائیں اور اس قدر گفتگوں میں جو آج تک کسی پہلی ڈرائی میں نہیں دیکھی تھیں۔ یہ حال اور اعظم خالد بن ولید مسلمانوں کو دھمکی کی تشریف دینے خود قصد کرتے اور حسب ذیل رد یا شمار پڑھتے پڑھتے۔

(اگر ہمارے افسران جزیرہ ماہون شخص حضرت صدیق امیرؑ تک پہنچاں اس بات کو پہنچا سکتا ہے کہ ہم رو میں کے فکری کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ ہادی تعالیٰ علی عبدہ وسلم متعز نہ فرمایا ہے کہ یہ کہ میں کا فر کی بصیرت کو توڑ دوں اور اپنے نیرے کی پیاس رو میں کے سرداروں کے خون سے بجھاؤں۔ بہت سے متول و اہل زمین پر زائل دوں گا اور بہت سے دوست اپنے دوستوں کو روئے پھریں گے۔)

مسلمان روز کو روز بچھ کر ہزار ہزار لے کر روئے چونکہ قصد میں بندھے ہی طرح مسلمانوں کو سر سے شبہ کسی روز کر لے گئے۔ رو میں کا دل بدست پر نہ ہو گیا۔ ہمارے نے طول تمینا، بادشاہ کی طرف سے ٹک نہی جو امید تھی مطلق ہوئے تھی۔ آخر مسیح کا اور دیکھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک ہزار اٹھائے چاندی چنگ سو تیسے سو سوار سو پڑے اور بیوی کے بعض مسلح کا قصد بھیجا اور یہ کہ اگر آپ تشریف لے جائیں تو ہم آپ کو پھیریں دیں گے۔ آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا ان

خبردار! پرستش ہو سکتی۔ جلد جزیہ اسلام بنانگے تمہیں غازی ہیں جسے چاہو پکا کرلو۔ تمہارے اپنی آئینہ اس کی اطلاع دی ہے۔
شرعاً کا کرکس معلوم نہ ہو۔

مردوں کی شہادت دیکھتے ہیں کہ اہل دمشق حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف نہایت محترمہ تھے۔ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارہ اہل تھے۔ یہ ایک آپس میں صاحب شمشیر اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بن رسولہ اور بزرگ اور جتنی شخص تھے۔ یہ آپس میں ان سے صلہ کا وعدہ فرمایا تھا اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچک کی دیکھی وہ دیکھی تھی۔ اہل اسلام حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جنگ کا تصور فرمایا تھا کہ آپ نے اس دمشق کو اپنے ایک تابعین کے ہاتھ سے اور انھیں کرتے اور ان کے لشکر سے لگاتے ہوئے تھے۔ آپ نے دریا کے کنارے ایک محاصرہ اور دیوار تعمیر فرمائی۔ وہاں جو دیوار پر موجود تھے انہیں دیکھا کہ پہاڑ اور بیت حنیہ کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یہ آپ نے دور سے ایک ایسے گروہ اور ۲۰ ہزار دیکھا جس کی قیادت سے زمین و آسمان میں ایک جگہ تھا اور آپ نے کھلیا کہ اہل دمشق کی آنکھ سے جو جرح مچلی آ رہی ہے۔

جناب خاندانِ نبویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود مسلمانوں کو خوش رکھا۔ تیاری کا حکم فرمایا۔ پس پھر کیا تو جب عاقلانہ اسامیٰ نقلی تواریخ، برقیق مستنبط، و محرموں کی پہچان پر مبنی ہوئے۔ جو دستِ اپنے انسر کے پاس اور ہر حال دیکھنے پر ہمارے ذہن قلمی کھڑا تھا۔ تھیلارو نے آکر یہ سنا اور اعظم کو طعنانی کہ یہ بیڑوں کے قریب ایک لشکر اور لشکر آ رہا ہے، انطا و دو مکیوں، لشکر ہے۔ آپ نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلیٰ اعظمیٰ یعنی تم مصلحت و قوت ان حضرات کے ساتھ ہے۔

وردان کا بیت لہیا میں پہنچنا

عازلی سلام حضرت خاندان احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اب شرعی پڑھنا سفر مسلح کر کے تھوڑے کا تھوڑا کیا اور پوچھ کر تے ہوئے باب جاہلیہ پڑھنے لگے۔ انہوں نے حضرت ابو حمیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اطلاع دی اور کہا یا امین ماست۔ میرا ارادہ ہے کہ میں قرآن شریف سے متعلق آئے ہوئے ہر ذکر کرے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ نے فرمایا ہے میری رائے یہ نہیں ہے کہ ہم آج کے بوجہ کو افسوس کریں۔ یہ کہہ کر اسی وقت غالی جگہ کچھ کرے یا اس اپنا قصد کر لیں گے۔ آپ نے کہا: پھر کیا دعا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ بقیہ صورات یہ ہے کہ ہم اپنے لشکر میں سے ایک آدمی بھیج کر یہاں اور فنون حرب کے اہل فطن کو منتخب کر کے مقابلہ سے نئے روز دلا کر دیں۔ کروادان سے مقابلے کی طاقت اور قوت کی کچھ امید رکھیں تو ملامت کر دے اور نہ ہارنے کی بات آئے۔ حضرت خاندان احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر کہہ کر یا امین راست اجماعی فوج میں ٹیپ کیا جس شخص سے جو سوت سے خدا کوئی حرب کا کامیاب اور بیادوں سے ہارنے سے جاننے والا ہے اور جس کے آپ اور چچا بھی جو دہم شہید ہو چکے ہیں۔ آپ نے در وقت کہ کہ انہوں نے کہا ضرار میں ازور میں سادات بنی ہاشم۔ حضرت ابو حمیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: وہ خدا کے ایسے شخص کو منتخب کر جو واقعی ہر صفت بے صوفی تجربہ کار اور مشہور بہت سہاکی ہے۔

مجاہد اعظم حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، یہ شہر تھے اس لئے انہوں نے حضرت سمر بن ازہ کو کھلب فرمایا۔ آپ حاضر ہونے سے منع کیا گیا اور حکم سننے کے بغیر چلے گئے۔ آپ نے فرمایا: میں انہوں کو ہر ارادہ سے کہہ کہیں کہ تو پہنچا سو اسے جاننا۔ سو اس کے کہنے پر میں نے انہی کے قریب سے گزر کر ان کے ساتھ کھڑے رہے اور انہیں اس کے حال سے عوام کو آگاہ کیا۔

پر اور آخرت کو ناپا زنجار دے دی ہے دشمن کے مقابلہ کے لئے روزوں کروں۔ اگر قرآن اپنے مقابلے کی طاقت اور لڑائی کی ہمت دکھائے
مقابلہ کے لئے اٹ جائے اور نہ واپس ہٹے آئے۔ حضرت ضرار نے کو "یا ابن ولید! یا ذرعا ما توپ نے آج میرے دل کو اتنا خوش کیا
ہے کہ میں سے پہلے کبھی نہیں کیا تھا۔ بلکہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اکیلا تینوں کا سر کو اچھڑا دوں سکھائوں" آپ نے
فرمایا مجھے اپنی جان کی قسم واقعی تم اسے پست و چلاک و بیمار ہو مگر بڑی خفائی مجھ سے، نہ دید و نشست بلا کت میں پڑنے سے منع
فرمایا ہے۔ بھڑکی ہے کہ میں بیمار دوں کو میں نے تمہارے ساتھ جانے کے لئے منتخب کیا ہے ان کو اپنے ہمراہ لے جاؤ۔

حضرت ضرارؓ کا دروان کے مقابلے کو جانا

کہتے ہیں کہ حضرت ضرار ابن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیح ہو کر بچنے میں لگاتے سے کام لیا چاہا مگر حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ
عنہ نے فرمایا۔ خدا انہی چاروں پر اس کھاد اور سالے کے مرتب ہوئے تھے مہر کرو۔ حضرت ضرار نے جواب دیا واللہ میں اب نہیں
ظہر سکے۔ جو شخص جبار کو افضل جانتا، وہ مجھ سے خود میں آئے گا۔ یہ کہہ کر آپ بہت تیزی سے پہلے۔ جس وقت آپ بیت لہا میں
(یہ دو مقام ہے جہاں آذر بہت ترستا کرتا تھا) پہنچے۔ آپ نے توقف فرمایا اور سنے میں آپ کے امرا بھی پہنچ گئے۔ جس
وقت آپ کا سالہ یہاں تھل ہو چکا تو آپ نے دویوں کے لشکر کی طرف دیکھا جو لڑائی کی طرف منتشر زربوں اور لہاں سے
ملہوں پہاڑی سے اتر رہا تھا اور ان کی زاریں اور خود سون سے چنند رہے تھے۔ جس وقت اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
انہیں دیکھا حضرت ضرار ابن ازور سے کہنے لگے کہ خدا کی قسم! یہ لشکر بہت بڑا ہے، بھڑکی ہے کہ ہم لوٹ جائیں

آپ نے فرمایا۔ واللہ میں اللہ کے راست میں لڑوں گا اور جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ہے میں کو اجازت کروں گا۔
مجھے باری خدائی جل جلالہ، کبھی پشت دے کر بھگتے نہیں انہیں گے اور احکم الحاکمین بھی اس بندہ کو پیچہ پھیرنے میں متخرف نہ
پائیں گے۔ وہ خود فرماتے ہیں۔ فلا تلوا اہم الاحد بلو۔ یعنی تم پیچہ نہ پھیرو۔ پس وہ فرماتے ہیں اور میں ان کو کثرت چاہوں تو ان کی
خافری کر دوں گا اور گناہگاروں کو۔

واقع بن عبیدہ العنقی نے کہا ہے تو مجاہد ہے، یوں سے کیا کرتا۔ کیا خداوند تعالیٰ جل جلالہ نے اسے جہاد میں بھیج دیا اور کیا
ہمارے چھوٹے سے دستوں نے بڑی بڑی جمیعتوں کا مدد نہیں پھیر دیا ضرر میرے ساتھ ہے تم شیخ ہو جاؤ اسن اولمیں کے اور
تقریر و زوری کرو اور گا میں رب العالمین کے اور جبکہ کہ اسباب طاقت نے جاوت کے مقابلے کے وقت دعا مانگی تھی تم بھی
ماگورہا فرماتے تھے ہاں میں مر مر مانتے کیجئے اور اس اہمیت کو طاقت کرو۔

کم من لیسۃ قلبہ غلبت فیہ حکیمۃ ۲ ہادن اللہ واللہ مع الصابرین۔

ترجمہ: "اکثر لوگ قلیل جماعت کو کثیر برائے حکم سے غالب آگئی ہے اور اللہ تعالیٰ صابروں کے ساتھ ہیں۔"

واقع بن عبیدہ کی یہ تقریر سن کر ان کے دلوں میں حرکت پیدا ہوئی اور ان کی زبانوں پر جاری ہوا کہ باری تعالیٰ ایسے میدان
سے ہم گئے ہوئے نہ دیکھیں۔ ہم کفار کی ساتھ ضرور لڑیں گے۔ حضرت ضرار نے جس وقت ان کا یہ کلام سن تو یہ کھولیا کہ انہوں نے

۱۔ خوشی اور فرحت کے وقت اس لفظ کو لب میں لے لیتے ہیں، معنی اٹھ کھڑے سے بے حد خوشی ہوئی۔ اور

۲۔ آذر، چادر حضرت عبیدہ کا برائے علیہ السلام۔ حضرت

نے چلا چکا کہ آپ کی طرف گھوڑوں کی بائیں بھیڑیں۔ آپ اس وقت چاشعار پڑھ رہے تھے
(ترجمہ شعراء) سوٹ لای ہے میں اس سے کہاں بھاگ سکے ہوں۔ جنت تقریباً ہی چشمے سے بہتے ہوئے میری شہادت ہے جاے
حاضرین اتم گواہ بننا اور میرے قسام کا، رے رب بنی رخصت کی رضا قبولی کے لئے ہیں۔

آپ نے اشعار پڑھتے پڑھتے جو آپ کی طرف روٹی پڑھ کر آئے تھے حضور کو آپ۔ روٹی حملہ سے مشتعل ہوئے۔ آپ دروان کی
طاش میں آگے بڑھے۔ وہیں نے پیچھے سے پھر پڑھنا شروع کیا اور رفتہ رفتہ آپ کو چادروں کی طرف سے گھیر لیا۔ آپ ہر
چہار طرف سے حملہ دیکھتے تھے، جس موذی کے سینہ پر آپ کا ہمالا پڑتا رہی ہم توڑا، قتالہ موجود، آپ کے قریب جوتاؤنی ازمنہ پہ
آ رہا۔ اسی طرح آپ نے رومیوں کے اکثر بارہوں کو خاک و خون میں لوٹا لیا اور بڑے بڑے چانواروں کو موت کی غنڈہ مارا۔
آخر آپ نے مسلمانوں کو ڈانڈی۔ ان اللہ یحب الذین یقتلون فی سبیلہ صفہ کانہم صباں موصو۔ "اللہ تبارک
و تعالیٰ ان لوگوں کو دوست رکھتے ہیں جو اس سے راستے میں صفہ تھک کے گے یا دوسرے پائی ایک شہادت میں مقابلہ کرتے ہیں۔

ابھی تک مسلمان آپ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تھے کہ رومیوں کا لشکر ان کی طرف شورشیں کرتا تھا اور حال مسلمان بھی ان کی
طرف سے اور دور سے صحرائے رومی شروع ہو گئی۔ حرا بن وہاں حضرت سرادنگ بھیجا "یار آپ کو دور سے ایک تیرہ راجا آپ
کے بائیں بازو میں لگا۔ آپ کا تھوڑا ہت پر لیا اور دور کرنے لگا۔ پھر سے بونے ٹیڑھی کی طرح پھیلے، نیزہ و سنبول کے سینے پر تان
کے مارا اور ال کو چر تہ ہوا پر نکل گیا۔ جس وقت آپ نے نیزہ بھیج کر، ہر تان چاہا تو چونکہ نیزہ کا کچل پیو کی فوجی توڑتا ہوا صبروں
سے بھی تھکاؤ کر گیا تھا بغیر بھیج کے تھا۔ جس وقت وہیں نے آپ کا نیزہ دھکی دیکھ تو آہل پڑے اور چاند کی طرف سے گھر کر شیر کو
قابو میں کر لیا۔

حضرت ضرار کی گرفتاری

صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت آپ کو گرفتار دیکھ تو یہ حدیثی گزرا۔ ایک دعائی جملہ کیا کہ آپ کو پھوڑائیں
نہایت شدت کے ساتھ مٹا لیا لیکن ناکام رہے۔ اب مسلمانوں کے ہوا کھڑ پکے تھے چاہا کہ بھاگ پڑیں مگر حضرت رفیع بن
عبیدہ اللہی نے روکا اور کہا۔

"ما فکروا اور اے قرآن کے حاملہ کہیں جاتے ہو" کچھ تمہیں معلوم نہیں جو خدا کے دشمنوں سے ڈار کے بھانپا ہے وہ
خدا کے فیروہ کے قہر و غضب میں جکڑا ہوا ہے۔ جنت کے اکثر دروازے کھلم کھلا ہیں، صابریں کے، سٹے کھیلے ہوئے ہیں
دین کے حاملہ صبر کو دروان صلیب کے بندوں پر حملہ کر دیا اور کھولا اثر تہنا و سپہ سالار اور سردار گرفتار ہو گیا ہے تو خدا
و کمال جلد میں وہ زندہ ہیں جو تمہیں دیکھ رہے ہیں اور مردہ تم سے گئے ہیں چنانچہ لاہی موجود ہیں۔"

یہ سننے ہی سنسن ہوئے، آخر سے ہوئے اور آپ کے زیر کمان نہ کر حسیہ اور ہوئے، بہت سے آدمیوں کو قتل کیا اور اکثر
ہزاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب حضرت ضرار کی گرفتاری اور مسلمانوں کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ کو
بے حد صدمہ ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ وہی کہتے ہیں؟ پھر نے جواب دیا۔ ہاں ہر اہل اسرار۔ آپ نے فرمایا: اے اللہ! مجھے یہ خبر نہیں ملنی کہ

وہن کی تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ وہ میں کبھی اپنی قوم کو بلاست کی طرف روانہ نہ کرتا۔ آپ نے پھر دریافت کیا کہ وہ میں کی فوج کا جزل کون ہے؟ کہا والی صمد اور ان ہے اور حضرت ضرور میں ازور نے اس کے لڑکے جہان کو فتح بھی کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔
لا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔

اس کے بعد آپ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص کو بھیج کر مشورہ طلب کیا۔ انہوں نے مستحکم و کھلا بھیج کر جس آدمی پر تمہیں زیادہ اعتماد ہو اس کی ماتحتی میں کچھ فوج تیار کر کے روانہ کر دیں کہ وہ میں سے چاہے جہاں بھی امید ہے کہ تم انہیں بھیجی کی طرح ذل دو گے اور ہر شخص کو چنگلی میں رکھ کر لے آؤ گے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا۔ واللہ! میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو خدا کو راستہ میں اپنی جان دینے میں لگیں کرتے ہیں۔ میرے دین سرور صمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ نے ایک بڑا سوار دے کر فرمایا تم یہیں رہو۔ اپنی جگہ کو چھوڑنا، خدا سے دعا مانگا اور اس پر بھروسہ نہ کرو۔ حضرت میرے کہا مجھے ہر جہم منظور ہے۔

اس کے بعد آپ نے فوج کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا میں اب گھڑوں کی باتیں چھوڑ دو، بھالے استعمال نہ کرو، جس وقت دشمنوں کے قریب پہنچو تو ایک صفِ حمله کرو، لیکن ہے کہ ہم ضرور کو پھڑکیں گے گردہ زندہ ہیں کامیاب ہو جائیں اور اگر خدا نخواستہ دشمنوں نے ان کو کھلت کر کے شہید کر دیا ہے تو انکے والدین اور ان کا بدو ضرور بالغ ہو کر لیں گے اور مجھے ذات باری تعالیٰ سے امید و اتق ہے کہ ہمیں وہ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق صدمہ نہیں دیں گے (یعنی وہ زندہ رہائی پائیں گے) آپ سب ذیل درجہ اشعار پڑھتے ہوئے فکر کے آگے آگے چلے:

(ترجمہ اشعار) ”آج وہ دن ہے کہ چاہئے ستھم کو کھنکھ گیا۔ جس وقت موت آتی ہے تو ایہ شخص موت سے نہیں ڈرتا، میں اپنے نیزے کی پیاس آگے کے غرنا سے، بھگڑاؤں گا خود اور ہر سب کو چھڑاؤں گا۔ جو آئے چلے دلوں نے پائیں میں بھی لگیں ہوں گا۔“

کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اشعار پڑھتے ہوئے اپنے لشکر کے آگے آگے چل رہے تھے کہ چانک آپ نے کیت، جلدہ مت، کونہ، گردن گھڑے پر ایک سوار جس کے ہاتھ میں ایک پھلکارا لٹا تیز، اور جس کی وضع قطع، شکل و بنا مت سے دانی باگیں کا تے اور پھرنے سے شجاعت بھی تھی، دیکھا جو باگیں ڈھیلی چھوڑے زمین پر پھری فرار میں ہوئے اندر کے اوپر سیاہ کپڑا پہنے، سبز جامہ کا چٹکا کرتے ہاتھ سے ہارے جس کو اس نے اپنے سینے سے پشت تک اوپر رکھا تھا فرار کے آگے آگے شعلہ جوالہ کی طرح جا رہا تھا۔ جس وقت آپ نے اسے اس شان و شوکت کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تو آپ نے فرمایا۔ کاش کہ میں اس سوار سے واقف ہو تا یہ کون ہے؟ واللہ! یہ شخص نہایت دلیر اور بہادر و صلح ہوتا ہے۔ یہ سوار سب سے آگے آگے شرمین کے گردہ کی طرف چونک جا رہا تھا آپ بھی اس کے پیچھے پیچھے ہوئے۔

واللہ! کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن مسیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت مستفاد اور بہادری کا ساتھ دشمن کا مقابلہ کر رہے تھے کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی کمک کے لئے آگے دیکھا اور لشکر کے پہنچنے ہی اس سوار کو جس کی ہم ابھی تعریف دے صدمہ کر چکے ہیں، وہ میں اس طرح گرتے دیکھا جس طرح باڑی چاہے اس کا ایک ملہ تھا جس نے ان کے شہر میں تھکے ڈال دیا۔ کششوں کے پہنچنے لگا دیے اور بڑھتے بڑھتے دسا لشکر دم میں کھینچا گیا۔ وہ کوئی بولی بولی تھی کہ آغا باگیں چند

ہوانوں کے سروں پر چڑھتی ہوئی چنگی ہوا جو کدھم کدھم کر کے پانچ سات کے بدن پر چڑھ کر پھر اسی جگہ ٹھہرا رہی ہوئی، اس سوار کا بیڑہ جس وقت وسط لشکر میں سے نکلا، غزنوی آلوداہل میں قسطنطنیہ و مصر پر پیرے سے انہوں نے غلبہ کا ظہور ہی سمجھا۔ یہ جتنی جان کر چونکہ معرضہ ہلاکت میں ڈال چکا تھا اس نے دوبارہ چلا اور دھوکے کے اس بے فکر کی کے ساتھ نذر ہو کر حملہ کیا کہ لوگوں کو کالے لشکر کو پیرے ہوئے بہادری کی صفوں میں کھلی ڈال دی اور دھوکوں میں دھوکے کے اپنے لشکر میں کی غفروں سے غائب ہو گیا مگر اس کا نقل و منتظر اب ترقی ہی پر تھا۔

دافع بن حمیرہ اعلیٰ داران کے لشکر میں کھیلتا تھا کہ یہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا ایسے کون سے نہیں ہیں کون کر سکتا ہے؟ یہ اسی خیال میں تھے کہ خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ہمراہ آتے ہوئے دکھائی دیے۔۔۔ حضرت دافع بن حمیرہ اعلیٰ نے زور سے جلا کر کہا: دیر ایہ سوار جوانی جان کو کھانے کے راستہ میں بے خوف و خطر پیش کر رہا ہے اور خدا کے دشمنوں کو بے درجہ نقل کر رہا ہے کون ہے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! ایسے اس سے خود مذاق ہوں اور اس کی شجاعت ادنیٰ ہی اور جرات سے خود عقیدہ درخشاں ہوں۔ حضرت خضرؑ نے کہا: اسے امیر ایہ عجیب شخص ہے کہ دھوکوں کے لشکر میں گھس جاتا ہے اور دافعا میں بائیں نیزے مار کر لوگوں کو گر رہتا ہے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مسلمانو! جمعیت دین کے لئے ستم ہو جاؤ اور ایک لشکر قتل کر دو۔

یہ سنتے ہی بہادری اسلام نے باجوں کو درست کیا، بیڑوں کو مضبوط اور صف بندی کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صف بنے آگے بڑھے ہوئے، ارادہ تھا کہ دشمن پر حملہ کریں کہ ان کا بھگتا ہی سوار جو خون میں لٹ پڑا اور مس کا گھوڑا پیسے میں غرق تھا دھوکوں کے قلب لشکر سے شہرہ زوال کی طرح نکلا۔ دھوکوں کا ٹوکڑی یہ ہی اس کے قریب آ جاتا تو پشت اسے کھینک جاتا اور تین چار دھوکوں کے کئی کئی آدمیوں کے ساتھ لڑا، قادیہ دیکھتے ہی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جمعیت کے ساتھ حملہ کر دیا اور جردی اس سوار پر حملہ کر دے تھے ان کی تیز حرکت سے اس کو بچنا اور اس طرح یہ سوار مسلمانوں کے لشکر میں آتا۔ مسلمانوں نے اس کی طرف غور سے دیکھا۔ گویا وہ گلاب کے پھول کی ایک اور غولی، محمڑی تھی جو خون میں لگی ہوئی تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے آواز دی اور کہا: اسے قتل آج ہی جان کو خدا کی راہ میں خرچ کر دینے کا وعدہ کر اس کے دشمنوں پر صرف کیا ہے۔ جیسے ہارنی خانی میں بھڑے، بڑے بڑے خیر عایت کریں۔ بہتر ہو کہ وہ اپنی زبان بند (گلاب) کو کھول دے تاکہ معلوم ہو۔ نہ کہ کون ہے۔

کہتے ہیں کہ اس سوار نے ان کے کہنے کی کچھ پروا نہیں کی اور نقل اس کے کتاب سے غائب ہو گیا۔ میں جانتا ہوں کہ اس نے چاروں طرف سے چھوڑا اور کہنا شروع کیا کہ خدا کے بندے، میرا بیڑہ اسلامیت ہے آواز دینا اور غائب کرنا ہے مگر تو اس سے اعتراض کرتا اور جھگڑتا ہے تجھے چاہئے کہ اس کے پاس جا کر کہنے نام حسب اور حسب کا پتہ دے تاکہ تیرے بعد سے میں ترقی اور عہد میں سر بٹھائی جا سکوں مگر سوار نے ان کی بات کا کچھ جواب نہ دیا۔

جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سوار کے حلقے کچھ مضبوط ہو گا تو آپ خود گھس پھنس اس کے پاس بھر پھلے لے گئے اور فرمایا سخت انہوں کی بات ہے کہ میرا بیڑہ تمام مسلمانوں کے دین پر ہے حالات مضبوط کرنے کے لئے مجھے میں اور تو اس قدر بے پروا ہوا تو کون ہے؟ آخر آپ کے بے حد اصرار پر وہاں بندہ کے اندر سے نسوانی زبان میں اس سوار نے اس طرح کہا:

حقوقِ دریاہت کرنا شروع کیا مگر کسی فرد یا گروہ نے پیچھے ہٹا کر انہیں نے ضرور کو قیدی یا مستول رکھتا ہے۔ جب انہیں بھائی کی طرف سے بالکل غاصبانی ہو جاتی تو یہ دونوں تھیں اور نہایت اس کی حالت میں اس طرح چلے چلے کر بیان کرتے تھیں۔ "ہاں ہاں بھائی اکٹھے بھی یہ خبر ہوتی کہ یا بالکل میں تمہیں ڈانڈ دیا کرتے تھے کہ انہیں ڈانڈ دیا کرتا تھا اور انہیں بھائی کی طرف سے بھی خبر ہو جاتی کہ میں تم سے کبھی بھائی ملوں گی انہیں بھائی والا انہں نے اپنی زمین کے دلی میں ایک ایسی سٹی بنائی تھی جگہ پر جہاں سے جس کے شراب سے کبھی خنہ سے نہیں ہو سکتے۔ قرآنچے والدہ جہاں کے قاضی تھے ان سے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے جا بیٹے۔ میری طرف سے تمہیں کیا امت تک سلام پہنچ رہے۔

یہ وہ زمانہ ہی میں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام مسلمان روئے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ ہوا کہ اس وقت وہ وہاں رہ رہا جائے۔ لیکن حقائق سے آپ نے چند سو روپیہ لکھ کر کے ہند سے نکلے ہوئے دیکھے کہ غمزدوں کی باتیں سمجھو سے تو اس طرح سر ہٹ چلے آ رہے ہیں کہ تو دو غائب کرنا چاہتے ہیں۔ یہ دیکھ کر آپ نے ذرا زانی سے لئے مستعد ہو گئے۔ یہ وہ ان اسام تیار ہو کر آپ کے گرد جمع ہوئے جس وقت یہ سوار جو بدین کے قریب پہنچے تمہیں ڈانڈ دیا۔ دینے اور پیدا دیا ہو کر ان لہو لہو (امان امان) پکارنے لگے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں سے فرمایا۔ ان کے امان مان لے کر ان کو انہیں میرے پاس لاؤ۔ چنانچہ جس وقت وہ حاضر کئے گئے تو آپ نے فرمایا تم کون لوگ ہو؟

انہوں نے کہا ہم دو دن کی فوج کے سپاہی اور مس کے رہنے والے ہیں ہمیں کامل یقین ہو گیا ہے کہ ہم آپ سے جنگ میں کسی طرح آپ مقابلہ نہیں کر سکتے اور ہم اپنے اندر اپنی طاقت و قوت نہیں دیکھتے کہ آپ سے ہر چیز پکار ہو سکتی، اس لئے ہجر ہو کر آپ ہمیں تادیب اہل و اولاد کو امان بخشیں اور جن جن مساک سے آپ کی معافی لیتے اور معاف ہو چکے ہیں ہمیں بھی انہیں میں شمار کریں۔ مسئلے کے معاملہ میں ہمت نہ کی آپ غلبہ کریں گے ہم دینے کو تیار ہیں اور میں فرار ہوا اور بھولی ہو جاتی اور آپ کی صحت ہو گئی ہو رہے ملک کے دلا سے ہر شے سے بھی سر ہٹاں سے تو وہ نہیں کر سکتے۔

آپ نے فرمایا جس وقت ہم تمہارے شہر میں پہنچ جائیں گے تمہیں وہاں ہوتی یہاں نہیں ہو سکتی۔ اہل قریہ اس وقت تک ہمارے ساتھ رہو، جب تک خداوند تعالیٰ عمل مجھ و ہمارے اور دشمن کے درمیان کوئی فیصلہ نہ کر دے۔ اس کے بعد آپ نے انہیں جرات میں لے لینے کا حکم فرمایا اور ان سے دریافت کیا کہ ہمارے جس بہادر نے تمہارے سردار کے لڑکے کو قتل کیا تھا اس کے متعلق تمہیں کچھ خبر ہے یا نہیں؟ انہوں نے کہا شاید آپ انہیں دریافت کرنا چاہتے ہیں جو گھوڑے میں تھے اور انہوں نے ہمارے اکڑاؤ میں لڑائی اور ہمارے سردار کو اس کے بیٹے کے قتل کا دماغ منارت دیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں انہیں کوئی وجہ نہیں دے رہا۔ انہوں نے کہا کہ جس وقت وہ گرفتار ہوئے اور ان کے پاس پہنچے ہیں تو اس نے انہیں سواروں کی معیت میں فجر پر سوار کر کے صحر کی طرف روانہ کر دیا تھا کہ وہاں سے انہیں اپنی جماعت و گھلانے کی غرض سے برف سے پاس بھیج دیا جائے۔

یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور حضرت رفیع بن عیادؓ نے انہیں کو دیکھا کہ آپ نے فرمایا۔ رفیع بن عیادؓ نے راستوں اور گھروں سے خوب دھتک ہو۔ قیادی ہی نہ ہو اور تجر سے ہم نے ارض ہزار و خبر دیکھے بغیر میدان آسانی کے ساتھ ملے کئے تھے۔ جس وقت قرآن کو نیویں گویا سر رکھ کر پائی چاہے کھانہ کا نہ دیا۔ تھا اور ہم روز اس وقت ذبح کر کے ان کا گوشت خود کھاتے اور ان

کے پیٹ کے اندر سے جو پانی نکلتا تھا وہ ہم گھوڑوں کو پلا دیتے تھے حتیٰ کہ ہم اور ہندی فرج ارکے کے مقام تک پہنچ گئی۔ تم کو میں میں چونکہ زیادہ تجربہ کار اور اہل تدبیر میں فردا صبح ہو اور ضرور سواروں کی حراست میں حصہ کی طرف روانہ کر دے گئے ہیں اس لئے فکرمیں جن کو کون کو تم پسند کرتے ہو اور اپنے ساتھ لے لو اور اس دستے کے تعاقب میں روانہ ہو جاؤ۔ مجھے امید ہے کہ تم انہیں قریب ہی کیسے پکڑ کے ضرار کو پھردلاؤ گے۔ اگر تم سے یہ کار فرمایاں ہو گیا تو اللہ انہما سے درجہ خوشی کا تمام اور ایک بہت بڑے کم کی کثرت کا دل میں سراپا ہم با جا دے گی۔

حضرت رافعؓ کی حضرت ضرارؓ کو چھڑانے کے لئے روانگی

حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یہ خدمت اس وقت مقبوض ہو گئی کہ آپ نے چھوڑ دیا اور سوار منتخب کئے اور قریب تھا کہ آپ چھڑا دیں۔ مگر حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جس وقت اس سرست فخر خیر کی اطلاع ملی کہ حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے بھائی کی طلب اور رہائی کے لئے جا رہے ہیں تو سختی ان کے دل میں خوشی کی ایک لہریں دوڑ گئی۔ تمہارا لگاؤ، دو سوار جو کہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یہاں امیر امیں جناب کو ظاہر مطہر حضرت خیر ابشر صلی اللہ علیہ وسلم کا دامطے کر ایک سولہ کرتی ہوں کہ جو دستہ جناب روانہ کر رہے ہیں مجھے بھی اس کے ساتھ جانے کی اجازت بخشیں تاکہ میں بھی ان کی کوئی مدد کر سکوں۔ یہ سن کر آپ نے حضرت رافع بن عسیرۃ اٹھائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو طلب کر کے فرمایا۔ تم ان کی شجاعت و بہادری سے خوب واقف ہو نہیں گئی ساتھ لے لو۔

حضرت ضرارؓ کی رہائی

حضرت رافع بن عسیرۃ اٹھائے انہیں طبیب خاطر امینی ساتھ لے لیا اور چلے گئے۔ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مسلمانوں کے پیچھے پیچھے چل رہی تھیں اور دیکھتی تھیں کہ وہ کس وقت آئے گئے جلا جا رہا تھا۔ جس وقت یہ طلعہ کی مڑک پر پہنچے تو حضرت رافع نے اور مردوں کے ساتھ کسی فرج یار سے گزرنے کی کوئی ملاصحت یا گھوڑوں کے پوڑوں (سوں) کا کوئی نشان زد کیا کہ آپ نے اپنے جوانوں سے خطاب ہو کر فرمایا: دستہ! جس میں خوش ہونا چاہئے کہ دشمن ابھی یہاں تک نہیں پہنچا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے رہبر کو دلوں حیات میں چھوڑ دیا۔ یہ بھی کہیں گاہ میں چھپے ہی تھے کہ دور سے گرد و غبار اٹھ اٹھا ہوا دکھائی دیا۔ آپ نے دستہ کو تعاقب کرتے ہوئے فرمایا:

”جو انہیں اسلام اور شہادہ ہو جائے“۔ مسلمان بنادیئے گئے کہ وہ قریب پہنچ گئے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے درمیان

لے لے کر اٹھا اور یہ کلمہ حسب اہل شہادہ پڑھا جاتا تھا:-

(ترجمہ اشعار) اے بخیر امیری قوم اور خیر گوئے خیر پیچا دے کہ میں تیری اور تھیں بندھا ہوا ہوں۔ شام کے بے دین اور کافر میرے سرد ہیں اور تمام کے تمام ذرہ پہنے ہوئے ہیں۔ اسے دل تو غم و خون ہو دوسرے کے بارے میں مردود اور اسے میری خواہ میری کے آئینہ میرے رخصت پر رہے۔ کیا تو جانتا ہے کہ میں پھر ایک دفعہ اپنے اہل اور خولہ کو دیکھوں گا اور میں اس عہد کو یاد دلاؤں گا جو

جہاز سے اٹھ کر تھا۔

حضرت غلامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ شمار سننے پر کہیں گاہ سے جواب دیا اور کہا کہ خداوند تعالیٰ جل جلالہ نے تمہاری دعاؤں کو قبول کر لیا۔ تمہاری گریہ کرنا اور ہوا کو کھینچ لیا۔ میں ہوں تمہاری بہن خوالہ۔ یہ کہہ کر انہوں نے زور سے گھبرائی کہیں گاہ حضرت غلامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز دوسرے مسلمان بھی گھبرایا کہ کھینچ لیا اور ہو گئے۔

حمید بن مسلم کہتے ہیں کہ میں بھی اس وقت اس خلافت میں تھا جس وقت ہم نے تکبیر کے خربے لگائے تو الہام الہی کی بدولت ہمارے گھوڑے بھی خوشی میں آ کر نہ ہنزدہ سے ہنسانے لگے ہمارے ایک ایک سوار نے دو دو کے ایک ایک سوار کو آگے گھونکھایا اور ابھی ایک گھنٹہ بھی گزرے نہیں پایا تھا کہ ہمارا ہر سپاہی اپنے حریف کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ خداوند تعالیٰ مجھ و اے حضرت ضمراد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رہائی دلائی اور وہ دویوں کے گھوڑوں اور سامنے پر قبضہ کر لے۔

راشد بن قادم اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہم ابھی ان سو سو آدمیوں سے لڑنے میں مشغول تھے کہ حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بھائی کو پھڑپھڑایا، چٹکیں کھولیں اور سلام کیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بہن کو شاباش دی۔ مہربان کہا اور ایک خالی گھڑے پر جو دو تاجہ اور چار ہاتھسار ہو گئے۔ ہاتھوں میں ایک بڑا ہار اٹھایا اور مسبہ علی شکر کے شعر پڑھنے لگے:

(ترجمہ اشعار) یا رب اے آپ کا شکر ادا کرتا ہوں، آپ نے میری دعا قبول فرمائی، میرا رنج و مراد دیا اور میری بے چینی کو جفا دیا۔ آپ نے میری تہناتوں کو آرزو کرنے سے پہلے پوری کر دیا اور مجھے ہمیں سے باری تعالیٰ آپ نے تپے فارہ دیا۔ میں آج اپنے دل کو اپنے دشمنوں سے متحسینوں دلوں کو۔

والہدی کہتے ہیں کہ حضرت رافع بن خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پھر ان کے بعد مالِ خیمت اور گھوڑے وغیرہ مانع کرنے میں مصروف ہی تھا کہ اچانک ہی رافع رضی اللہ عنہ نے والد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جزیئت کما کر بھاگے اور ٹھہراہت میں یکدم اس طرح بھاگنے کے انگوٹھوں نے پچھلوں کی طرف سڑ کر بھیج دی۔ دیکھنا حضرت رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ دو بیویوں کو بھاگتے ہوئے آ کر دیکھ کر فوراً کھمچے اتر پئے آپ نے ایک ایک کچھڑا ہاتھ لگا کر ان کو شروع کر دیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رافع بن خدیجؓ کو روایہ کر دیا تھا اور درود ان لوگوں کی قوم پر آپ نے ایک ایسا تحت حملہ کیا تھا جیسا کہ کوئی شخص طلب شہادت اور حصوں سعادت کے لئے تعلقہ پر جان رکھ کر کیا کرتا ہے۔ مسلمانوں نے بھی جان تو ذکر و شمس کی قسم جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہی فوراً دم دیا کر بیٹھے۔ درود ان بھائیوں کے آگے آگے تھا۔ مسلمانوں نے اس کو بجا حقیقہ کیا، ہاں مٹھوڑے اور واسطیہ قبضہ میں رکھے اور حقیقہ کرنے کو داری حیات میں جہاں حضرت رافعؓ کو عمرہ اٹھائی اور حضرت ضرار ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف رکھتے تھے لڑکے۔ حضرت ضرار کو مبارک باد دی اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت رافعؓ کی تعریف اور عجب بڑا کیا۔ یہاں سے شادیاں و فرحان دمشق کی طرف لوٹے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتح کی خوشخبری ملی تو فوراً دمشق کی فتح کا کالیہ پتھر ہوا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت دروان کی عزیمت اور اس کے لڑکے کے قتل کی خبر شد اور قتل کو پہنچی ہے تو اسے اپنی نرواں مملکت کا یقین ہو گیا اور اس نے دروان کو حسب ذیل خط لکھا:

جنگ ہوئی ہے اور اس کا ارادہ ہے کہ خدا کا نور بجھا دیں حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو پورا کرنے والے ہیں خواہ وہ کافر کو کیے ہی برا معلوم ہو جمادی طرف بڑھا اس سے جس وقت میرا یہ خط چھپیں گے اپنے تمام ساتھیوں کو لے کر اپنا دین کی طرف فوراً چلے پورا دین کا رشتہ اللہ چھپیں وہیں ملیں گے۔ تم مسلمانوں کو سامنے بچا دو۔ واسطہ سفید۔

لشکر اسلام کی اجنبیوں کی طرف روانگی

اس کے بعد آپ نے وہی مضمون کے چند خطوط ہر ایک سردار کے پاس جن کا ہم ابھی ذکر کر چکے ہیں روانہ کئے اور کوئی کاظم دے دیا۔ جنہوں کو وہ خطوں پر لاوا، بلی قیمت اور برکریوں کو چھٹا کیا اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں ساقی لشکر میں لکریوں، جو قوت اور مالی ثبات کے ساتھ رہوں اور آپ صاحب غم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلم کے ساتھ ساتھ فوج کے برادل پر رہیں۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ میں ساقی پر رہوں گا اور تم خدمتِ محض (برادل) میں رہو گے۔ اگر وہ دین لشکر لے کر آئے تو تم سے مل جائے تو وہ تم سے بہت زدہ ہو گا۔ اس لئے تم سے عورتوں، مال اور اسباب تک نہیں آئے دو گے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا بہت بہتر ہے۔ میں آپ کی تجویز سے سرخرو اور جنس کر سکتا۔ چلے سے قتل مسلمانوں کو جو طلب کر کے حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو کوئی تم تک لشکر تیز اور جم غفیر کی طرف جا رہے ہو وہی بہتر ہے کہ وہ راہی اہل اور سست سے بہت پیڑ کر لو جو باہمی تعالیٰ عید سے تمہارے لئے مفید کر دیا ہے اس پر عمل کرو جو اللہ تعالیٰ نے تم سے لے کر دیکھا وہ فخر و باج ہے اور قرآن شریف میں یوں فرمایا ہے:

لکم من فتنۃ غلبۃ غلبت فتنۃ کثیرۃ یا ذن اللہ والہ مع الصابرین

ترجمہ: "اگر کثیر جگہ چھوٹی سی شامت برائی خالی کے حکم سے بڑی شامت پر غالب آگئی اور اللہ تعالیٰ صابروں سے ساتھ دیتا ہے۔"

اس فقرے کے بعد آپ لشکر کو حرا لے کر روانہ ہوئے اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک ہزار سوار کے ساتھ پیش قدمی رہے۔

کہتے ہیں کہ اہل و عشق نے جب جاہدین کو جانتے ہوئے دیکھا تو خوش ہو کر غلٹیں جھانے لگے اور یہ سمجھے کہ شاید یہ نہیں اجنادین شہادہ دی جیت کی خبر ہوئی ہے اس لئے یہ ہو گا۔ ہے ہیں۔ بعض حمل مندوں کی یہ رائے ہوئی اگر یہ جنگ کی سرحد کا رخ کریں تو بھٹک جائیں گے اور ارادہ رکھنے ہیں اور اگر مرج۔ شہار اور ریل کی شاہروں کی طرف قدم بڑھائیں تو سمجھ لو کہ بھانسنے کا ارادہ ہے اور پھر جا کر کام میں آئے۔ بلکہ جو بلاد انہوں نے فتح کر لئے ہیں، انہیں چھوڑ کر دو جاگ چاکیں گے۔

واللہ ہی کہتے ہیں کہ مشق میں بولیں بن بد و نامی ایک بہت بڑا جزل تھا۔ فرائض میں اس کی بہت زیادہ توجہ و منزلت ہوتی تھی حتیٰ کہ بادشاہ ہرقل کے پاس جب کسی سلطنت کے اچھے یا سیر آئے تھے اور ہرقل ان کے کسی پیام اور جواب میں عاجز ہوتا تو بادشاہ سے بلا کر جواب دیا کرتا تھا۔ یہ شخص تیرا اعلازی میں یگانہ دروزگار سمجھا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کے گھر میں ایک بہت بڑا درخت تھا اس نے اس درخت سے درخت میں کھینچ کر تیرہ بار تھا کہ یہ تیرا اس درخت میں گھس کر اس کے اندر رو گیا تھا اور اس نے اس درخت پر لکھ دیا تھا کہ اگر کسی کو شامت کا دعویٰ ہو تو وہ درخت کے دوسری طرف تیرا درخت کھسا دے۔ اور اس درخت اور تیرے

حقیق اس کی یہ بات زبانِ زحماں ہو گئی تھی۔

اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب سے شام پر چڑھائی کی تھی، جو بس آج تک ان سے لانے کے لئے نہیں نکلا تھا، جس وقت اسی دشمن نے مسلمانوں کو جانتے ہوئے دیکھا تو پولیس کے پاس آئے ان سے آئے کا سبب دریافت کیا، انہوں نے کہا اہل حرب جا رہے ہیں۔ اب اگر تو چاہے تو تیرے لئے موقع ہے کہ بادشاہ اور اہل شام کی آنکھوں میں اپنی وقعت اور مرتبہ پیش کے لئے کام کرے۔ بہتر ہو کہ مارے ساتھ چلا اور جو شخص ان میں سے رکے یا پیچھے رہ جائے اسے گرفتار کر لے۔ لاکھ لاکھ اپنے اندر ان سے لانے کی خواہش اور طاقت دیکھتے تو ہم سب تیرے ساتھ ہو کر ان سے لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ پولیس نے کہا میری نہیں عدوت ہے، یہ کام مکمل عربوں کے مقابلے میں قید رہی ہو رہی اور کم محنتی ہے۔ میں نے انہیں ان کے مقابلے میں اسی لئے دیکھ دی ہو کہ انہیں مجھے ضرورت ہے کہ میں ان سے لڑوں۔ انہوں نے کہا میں مسیح اور انجیل کی قسم اترتو کہ وہ سے ساتھ چلے تو میری خدمت تک تیرے ساتھ رہیں گے۔ کوئی شخص نہیں بھاگ سکتا۔ بلکہ اترتو کسی کو بھانسا ہوا دیکھتے تو تجھے اختیار ہے کہ بارہ روگے۔ تو کہ اس کو قتل کر دے۔ تجھے کوئی شخص من نہیں کر سکتا۔

جس وقت سب مجددین ہو چکے تو یہ واقعہ کٹر ہو گیا تھا۔ زور دینی اور چاہتا تھا کہ باہر آئے مگر اس کی بیوی نے پوچھا کہ کس جات ہو؟ اس نے کہا مجھے اہل دشمن نے اپنا حکم مقرر کر دیا ہے میں ان کے ساتھ چلاؤں سے لڑنے جا رہا ہوں۔ اس کی بیوی نے کہا اب جہیز نہ کرنا گھر میں بیٹھ رہو اور جس چیز کے مقابلے کی طاقت نہیں ہے اس سے خواہ مخواہ انکارو۔ میں نے آج ہی رات خواب میں دیکھا ہے کہ تیار ہوں۔ ہاتھ میں تان ہے اور ہوا میں چڑیوں کا شکار کر رہے ہو۔ بعض چڑیاں دھبی ہو کر گر رہیں۔ مگر انہوں نے انہیں نہیں دیکھا ہے کہ وہ اڑنے پر مستحکم ہی تھی کہ اپنا کچھ نہ بگاڑتا تھا۔ یہ حالت دیکھ کر تم اور تمہارے ساتھی بھاگے۔ مگر میں نے دیکھا کہ جو عقاب جس شخص کے منہ پر بیٹھا تھا وہی بے ہوش ہو کر گر پڑا تھا۔ یہ کچھ کر میں چونک پڑی اور تیار ہوا۔ وہ سے ٹھہرا کے اٹھ بیٹھی۔ پولیس نے کہا کیا تو نے مجھے بھی خواب میں بے ہوش دیکھا تھا؟ اس نے کہا ہاں! خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ ایک عقاب نے زور سے ایک ٹھونک (صندل) مار دی اور تم بے ہوش ہو کر گر گئے۔ یہ سن کر پولیس نے اپنی بیوی کے منہ پر زور سے ایک طمانچہ کھینچ کر مارا اور کہا کہ مجھے کوئی شک ظالم نہ رہی۔ انہوں نے کہ میں اس کا ادب تیرے دل میں اتنا گھر کر رہا ہوں کہ خواب میں مگر انہیں عداوت کھینچ گئی ہو۔ ان سے کچھ خوف نہ کر۔ میں ان کے امیر کو حیران اداں اور اس کے ساتھیوں کو کٹری اور خزیروں کو چھوڑ دیا ہوں گا۔ اس کی بیوی نے کہا تمہیں اختیار ہے میں سخت کر سکتی۔

پولیس نے اس کی بات کی طرف توجہ نہ کی اور لڑائی کے لئے تیار ہو کر گھر سے نکل کر گھوڑے پر سوار ہو کر اہل دشمن کے ساتھ جو چھ بڑا سوار اور دس بڑا پیدائیں اور سب کے سب نہایت آزمودہ اور تجربہ کار تھے چل دیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر کو لے کر آئے نکل گئے۔ عربوں، یونان اور انصاف کے ساتھ چونکہ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اس لئے پولیس اور اہل دشمن نے انہی کا تعاقب کیا۔ آپ سب اپنے ساتھیوں کے اونٹوں پر سوار چلے جا رہے تھے کہ اچانک آپ کے ساتھیوں میں سے ایک شخص نے دور سے غبار اڑا دیا کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر کی اور کہ بڑا گمان جہاں تک رسائی کرتا ہے کہ یہ گروہ خدا کے دشمنوں کا ہے۔ آپ نے فرما دیا اب تک اہل دشمن معصوم ہوتے ہیں اور میں قتل دیکھ کر ملے کر چاہتے ہیں۔ یہ کہ آپ کو خبر گئے۔

طرف سے چھوٹ گیا۔ بہادرانِ اسلام نے اس زور سے چلا کیا کہ صلیبیں جھٹک گئیں۔ رومیوں کو اپنی ذلت و خوارگی کا یقین ہو گیا۔ حضرت سرارِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگ کے شعلہ کی طرح بولیں کہ طرفِ برے جس وقت خدا کے دشمن نے آپ کی طرف دیکھا ہوش اڑ گئے گا پتہ لگا دے اور چونکہ ان کی بہادری، شجاعت اور پہ گہری کے جوہر گلوں اور زور راجل کے لشکر کے منہ پہلے میں نیزیت لپکا کے میدان میں شیرِ پلائی اور اس سے چھٹم خود کچھ چلا تھا اس لئے انہیں یہ خوف و رعب چون کیا اور حضرت ابوسعید دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگا۔ اے مرنے والے! تجھ پر اپنے دین کی قسم کہ اس شیطان کو مجھ سے ملے گا اور کھو، میرے پاس نہ آئے۔ دو حضرت سرارِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ میں شیطان ہی وقت تو ظہروں کا جس وقت میری طسب پر حیرت پائی آئے میں کوئی تصور کر دیا گا۔ یہ کہہ کر آپ نے اچانک اس کے ایک نیزہ مارا۔ بولیں نے جس وقت اپنی طرف تھوڑا سا ہوا دیکھا اور نہ گھڑے سے گر پڑا اور پیا چلا اپنے لشکر کی طرف بڑھا۔ آپ بھی گھڑے سے کود کر اس کے مقابلہ میں دوڑے اور فرمایا تو کہیں جو تارے حالانکہ شیطان حیرت چپکے چپکے میری طسب میں ہے۔ اس نے جواب دیا۔ ہاں وہی مجھے خدا دے ہے۔ میری زندگی کے ساتھ ساتھ شہادی جودوں اور باب بچوں کہ بھی زندگی وابستہ ہے۔ یہ سن کر آپ نے نقل سے اٹھ کر دوڑا اور زندہ گرفتار کر لیا۔ احرارِ مسلمانوں نے دل نبھوں کر رومیوں پر ایک حملہ کر کے ان کا حق بند کر دیا۔

واقعی کہتے ہیں کہ مہدیین دوم جتنی فراموش ہیں کہ میں بھی جنگِ خوار کے روز حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں موجود تھا۔ دینی چوہزار کے قریب تھے، ہم نے انہیں چاروں طرف سے گھیر کر ان پر غلبہ بھاری کی۔ رفاہ بن قیس کہتے ہیں کہ جب تک اسیر طم ہے نہ چوہزار میں سے سواروں میں نے زیادہ بھڑک کر ابلیس نکال دیے۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت سرارِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی بہن کی گرفتاری کے متعلق علم ہوا تو آپ کو نہایت شاق و مژرا۔ آپ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پاس میں تھے اور انہیں بھی اس کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا مگر فوج ہم نے اس کے سردار و فوجی قوم کو گرفتار کر رکھا ہے۔ میں اپنی عورتوں کی رہائی کے لئے دشمنی سرور چلتا ہے۔ ان قیدیوں کے عوض میں ہم اپنی عورتوں کو بھڑا لیں گے۔

اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوسعید دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ عورتوں کو بہتر آہستہ لے کر چلیں۔ میں خواتین کی رہائی کے لئے جاؤں گا۔ آپ نے دو ہزار سوار پیدا و پیدا منتخب کر کے اپنے ساتھ لئے اور اپنی تمام کھڑاں خوف سے کہ کہیں دروان اور اس کے لشکر سے راستہ میں نہ پھرنے ہو جائے حضرت ابوسعید دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ روانہ کر دیا۔ آپ قیدیوں کی رہائی کے لئے چلے۔ حضرت رافع بن خدیجؓ اٹھائی بیس مردیں مسلح العسکری۔ سرارِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ہندو سرے کو آپ کے آگے گئے چل رہے تھے۔ راستہ بخیری کے ساتھ چلے ہو رہا تھا۔ حضرت سرارِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ شعور پڑھتے جاتے تھے

(ترجمہ اشعار) اے وہب آپ ہماری جہنم میں مصیبتوں کو دیکھ رہے ہیں ان کو اور دیکھتے اور مجھے بھڑی ہے حسرت کی سوت نہ دیتے۔ ہاں قبیلہ میں اپنی بہن کو نہ دیکھوں گا۔ میری بیگم خواہش اور نہ تنہا ہے۔ میرے دوست ابصرے ساتھ دشمن کی طرف بھاگا میں اپنی سزا اور قصہ کو نہ کہ جلدی سے پہنچا جاؤں۔ مجھ ان میں نہروں تو میری ازگی منڈوا دیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر کہیں۔ یہ حضرات بہادر اور استلے کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے جس وقت

یہ سب طریق کے قریب پہنچنے کے لئے ایک ایسا نمبر، القہہ کو ملحوظ رکھ کر جس کے اندر انسانی ذہن کے ارتقا میں چھٹی سو فی صدی تک جو روحانی تھیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، یہ غریب غریب کی بات ہے۔ حضرت قیس بن مسیح نے فرمایا کہ جو عورت کے لئے یہ طریقہ اختیار کرے، وہ ہائی، نامہ رسد اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ ہے کہ ان کو حیا و عفت پر تیار کر دے یہ معلوم ہے جو عامے کو یہ معلوم ہے؟ آپ کے فراموشی کے لئے یہ غریب غریب کی بات ہے کہ وہ صحت کو اور اس کے چل رہے۔

کہتے ہیں کہ جس وقت رولیں کا بھائی بھرن خواہیں عجب ذوق رکھ کر کے نیر استریاتی پر پہنچا تو اپنے بھائی کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے غصہ کیا۔ وہاں سے اپنے سامنے ان حوروں کو بٹا کر کھڑا کیا۔ حضرت خرمہ بنت ازارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے زیادہ خوبصورت چہرہ والی عورت تھیں۔ آتی اس لئے اس نے اپنے ساتھیوں سے کہہ کر یہ یہی ہے اور میں اس کا ہوں۔ اس کے بارے میں ولی نہیں سمجھتے معاذ اللہ کہ۔۔۔ ان لوگوں نے اس کی من بات و مفہوم نہ کیا۔ اسی طرح ہر ایک و دشقی ایک ایک عورت کی طرف متوجہ ہو اٹھا کر کہنے لگا کہ یہ عورت میرے لئے ہے اس کے بعد انہوں نے بکریوں اور اس ولی کا جو دھن۔۔۔ مٹے ختم ختم کر دیا اور رولیں کا ہاتھ مارنے لگے۔

ان کو تمام شہر و محروقی میں آگ آگ و تہ تیہ، فہیلہ و لٹ اور تباہی کی بڑی لڑ میں بھی نہیں جو گھوڑے کی کھمبہ کی دھڑکیوں سے مفر کرتے اور اوقات پرانی کی حرب سے مقابلہ کرنے کی خاطر اور غالی نہیں۔ کہتے ہیں کہ خواتین و لڑکیوں میں جمع ہوئیں اور حضرت خولہ بنت ادریس رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں سب کھانے کی چیزیں اور وہ فیصلہ کی یادگار و آئینہ قدس بات پر رہنا مندوب اور یہ چاقو بھونک رہی کہ اگر آپ دین محمد پر یہ صلیب لگائیں تو قرآن کی دھڑکیوں میں گڑبڑ ہو جائے گی، انہیں اور شجاعت اور دنیا دہی توڑ دی و نہایت جس کا بیچ چاہے گی کی دھڑکیوں اور جس کا نہ حرب کی مجلسوں میں بول کر جھکا۔ انہوں نے انہیں غیبت سے وحییت سے غالی اور شجاعت پر راحت سے مسجد و مسجد کی دھڑکیوں سے نہ لگائیں اور ان کے والی مسیبت سے تہہ راقل ہو جائے اور اور وہیں کی خدمت کرنے سے مراد ہوتا افضل ہے۔

[illegible]

یہ سن کر حضرت خولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا قیدِ جاہلوں کی جلاوطنیِ اجماعیِ حققتوں کا چکر کھانا ہے۔ غصوں کی چوکیں اور حقوں کی جودھیں۔ جسکی پونہ کے کمرائیں اٹھتی تھیں کہ یہ بچوں پر برسرِ آرزوئیں۔ ممکن ہے کہ عمرِ اربعین۔ جسکی ان چہرہ دوں اور ہم غالب آج نہیں۔ ورنہ مازِ قید ہی جو جانیس۔ تاکہ یہ خشک کا ٹیلوں کو تازی پیش کشوں پر تکتے پائے۔ عظیم دولتِ عقائد نے کہا اللہ صبر۔ تروک بھی صاب کی رائے بہت زیادہ نہ ہے اور حسبِ ہے۔

اس کے بعد ہر ایک جوتے نے فیر کی قیاد یکدہاں بھائی۔ مقررے خول دت ازور وشی اللہ تعالیٰ عنہ کمر بند کر آیت
 یوب کا تھے پر انکی کرتا شے ہوئیں۔ ان کے پیچھے فیض دت اقلاد، امروین دت قبا، مسرت دت نوان بن الفرمودو کیجی مور تیس
 چلیں۔

خواتین اسلام کی بہادری

میں میں مبارک نغمہ بردار، جنگ کی منتظر ہوئیں اور اپنی نسوانی فوج کو مخاطب کر کے کہا حضرت خولہ بنت اذہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس طرف تھیں اور فوج کا حسن دیکھیں۔ دلچسپی کی کڑیوں کی طرف ایک دوسری سے ملی رہنا۔ متفرق ہرگز نہ ہونا۔ اگر فوج اٹھتے تھے منتشر اور متفرق تو اپنا دھننا کو تھمارے سینوں کو پیڑے توڑ دینے کے تہیاری کروں و تھوار کاٹ دے گی۔ تہذیب کی کوہ پیماں اڑھائی گئی اور تم سب کو جی ڈھیر ہو کر رو جانے کا۔

یہ کہہ کر آپ نے قدم بوجھا اور ایک رونی کے سر پر اس زور سے چوب لاری کو دوڑا کہ پر آ رہا اور گر گیا۔ رومیوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ ایک نے دوسرے سے پوچھا شروع کیا کہ کیا ہوا؟ آپ تک چوڑیاں اٹھائے عورتوں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ بھڑکے نچا کر عورتوں سے کہا۔ بد بختوں یہ کی کر رہی ہو؟ حضرت صفیرہ بنت ظہار انگریز سے جواب دینے کہ آت ہم نے ارادہ کر لیا ہے کہ ان چوبوں کے ذریعے تھمارے امانوں کو روکے اور تہذیبی عہدوں کو مستحکم کر کے اپنے اسلاف کے چہروں سے شک و عار کا سب ستارہ دین۔ بھڑکے میں کہنا اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہنے لگا۔ تم پر تک ہے، تمہیں چاہئے کہ تم انہیں متفرق کرنے نہ دے وہی پکڑو۔ تم میرے جو قصے خولہ کو پکڑے اسے چاہئے کہ کسی امر کو روک دیاں بلکہ نہ لائے۔

کہتے ہیں کہ رومیوں نے انہیں چاروں طرف سے غیر کر مائدہ نہ کھوایا۔ چاہتے تھے کہ ان تک پہنچیں مگر یہ تھکے جو شخص ان کے قریب پہنچتا تو یہ پہلے چوب سے اس کے ٹھوکرے کے ہاتھ پر توڑ دیتی تھیں اور جس وقت سوار لائے سوار کا تھمارے ضربوں کے اس کار توڑ دیتی تھیں اس نے اس تک کوئی نہ بچھا سکا۔

اللہ ہی کہتا ہے ہیں کہ عورتوں نے اپنی ضربیں سواروں کے گھاٹ اتر دے۔ بھڑکے پر دیکھ کر آگئی جو وہ پکڑے تھوڑے سے پہلے تو اور اس کے ہاتھوں کے ہر ایک بھی پھیل ہو گئے۔ جتنی قبضہ اور تھوار میں لے کر ان کی طرف پر تھے۔ عورتیں آہیں میں قہقہہ دوسرے کی طرف نکلتیں اور آہیں میں کہتے تھیں۔ ذلت کی زندگی سے عزت کے ساتھ مرنا یا موت، یاد و فضل ہے۔

بھڑکے نے عورتوں کے مقابلے میں اگرچہ بہت ہاتھ چڑھا۔ مگر ان کی بہادری اور شجاعت کے سامنے تک بھڑکے اٹنے کے سوا اور کچھ نہ کر سکا۔ حضرت خولہ بنت اذہر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف اس نے دیکھا جو ایک غریبہ کی طرح از روک کر رہی تھیں اور اس کی زبان پر بہادری نے کیا شعاعیں پھینک رہی تھیں۔

(زبد اشعار) "ہم قبیلہ قریش اور دیگر قبائل میں ہیں، ہمارا قصہ قتل کرنا کوئی کام نہیں ہے۔ کیونکہ ہم لڑائی میں داخل ہوتی آئیں۔ آج تم ختم خدا آپ میں شہید ہو گئے۔"

بھڑکے نے جس وقت آپ کی زبان سے یہ اشعار سنے۔ آپ کا حسن اجمال و کھلا اور قد عظاما اعلیٰ تو آپ کے قریب آ کر کھٹے لگا۔ عربیہ انم اپنے ان کاموں سے باز ہو گئیں تھہری قد رتہ ہوں اور تھمارے متعلق اپنے دل میں ایک ایسا راز رکھنا ہوں جس کوئی کر تم نہ دوش ہوگی۔ کیا تمہیں یہ عرف نہیں ہے کہ میں تمہارا ایک ہو جاؤں۔ یہ لڑکھانہ گفتگوں میں کی تھیں بھڑکے نے عورتوں کو روک رکھی ہیں۔ نیز میں نہ راجی نہ میں، باغات اور مال و اسباب اور اکثر سوسائٹیوں کا مالک اور بادشاہوں کے نزدیک ذاتی مرتبت اور صاحب مرتبہ تھیں ہوں۔ اور یہ سب کچھ تمہارے لئے ہے۔ تمہیں چاہئے کہ خود بھڑکے بلاکت میں نہ پڑا اور اپنی جان کو ٹھوکرے

انہوں نے نہ ٹوٹا۔ آپ نے فرمایا: کافر بہت باہر کے پہنچ نہ اکی قسم اور میرا میں جے تو میں ابھی میں ہوں سے تیرا سرو قہڑ کے بھیجا نکال ڈالوں۔ واللہ! میں امانت اور نگرہاں بھی تھو سے نہ جے انوں چہ جائیکہ تو میری برادری اور مسدئی کا دعویٰ کرے۔" نظر میں یہ سن کر خند میں پھر گیا اور ساتھیوں سے کہنے لگا۔ تمام ملک شام اور گرد و حطب میں اس سے زیادہ اور کیا تیرم کی بات ہوئی کہ عورتیں تم پر غالب آ جائیں۔ یہو معراج کور بادشاہ قتل کے خوف سے ڈر اور انہیں قتل کراد۔

اللہ کی کہتے ہیں کہ کفار یہ سن کر جش میں آئے اور ایک لخت حملہ کر دیا۔ خواہ میں اس حملہ کور مسلمان سے پر داشت کر دی تھیں کور انہوں نے اسی حالت میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کا جو لشکر قریب آ گیا تھا اس کا گرد و غبار اڑاتا ہوا تو اسی چٹکی ہوئی۔ ویسے۔ ادھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہتھو کا سلع پر کھڑے رہے جان بازوں کو کابلہ کر کے فرمایا تم میں کون سا شخص ہے جو مجھے اس معاملہ کی خبر داکر آئے۔ حضرت رافع بن خیرہ رضی اللہ عنہ نے آئے بڑے خود کو پیش کیا اور تھوڑے کی راس چھوڑ دی۔ موروث کے قریب پہنچ کر لوٹے اور جناب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خیرین اسلام کی یہ افغان جنگ کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کیا بات خوب کی بات ہے وہ عورتیں نہ ایمان والہ اور قبیلہ جاہلی کی ہیں بعض ان میں سے قح بن اقرن کی اور بعض قح بن ابی کر ب کی بعض ذی ریحہ بعض عبد الکلال اللہ عور بعض قح بن حسن بن حسن بن قح بن قح بن حسن بن قح بن قح بن جنہوں نے قبل از غزوہ جناب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ان کی کافت۔ قبل ہشت آپ کی موت کی شہادت دی تھی۔ بخیر آپ کی شان میں حسب ذیل اشعار مرتب کئے تھے۔

(ترجمہ اشعار) میں حضرت امیرؐ کی کراہی دیتا ہوں کہ آپ باری تعالیٰ جل جلالہ کے رسول ہیں۔ آپ ہی ایک امت ہوئی جس کا نام زبور میں امت امیرؐ خیر الام ہے۔ کور میری عمر نے آپ کے زمانے تک وفا کی تو میں ان کا خادمہ اور ان کے اون ہم کا وزیر ہوں گا۔

رافع ابن خدیج کی خوب و ضرب اکثر جاگ مشہور ہے یہاں تہ ذکر کرتے ہو انہ واقعی انہوں نے ایسی ہی بہادری اور شجاعت دکھائی ہے جو تو یاد رکھو انہوں نے سردوں اور حربوں کی لڑکھوں پر قیامت تک اپنا سہم کھراپے سر سہا یاد رکھو اور خود توں کی چٹاٹھوں سے ٹکے دے کا وہمہ دھویا۔

کہتے ہیں کہ موروث کی بہادری سن کر خوشی کے مارے سلسلوں کے چرواہوں پر سرئی دہڑنے لگی۔ حضرت رافع بن خیرہ رضی اللہ عنہ سے یہ سن کر حضرت خرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک الجھڑ جوش کے ساتھ ایک جھست لگائی۔ آپ جو پروری کی کالی قحی ہمار بھی بخیر ہوا جو میں لپاوا یہ باراد کر کے میں سب سے پہلے دھوکے لئے بچوں گا۔ گھوڑے کی راس پھروں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خرارہ اور خرارہ جلدی نہ کرو۔ جو شخص کسی کام کو سرہ استقال کے ساتھ کرتا ہے وہ بیش خوشی کے ساتھ اس کو پورا کر دیتا ہے۔ لیکن جو کہ جلد بازی کو اپنے شعار بنالیتے ہیں انہیں راس عورہ میر نے کی بھی تو قحی نہیں ہوتی۔ حضرت خرارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ایسا لا میرا بھیجی اپنی اس کی نصرت اور مدد ہی میں میر نہیں آج۔ آپ نے فرمایا اللہ العزیز فرج اور صلح قریب ہے۔

اس کے بعد آپ نے لشکر کے قریب گھوڑوں کو اور راور سے لڑ کر کھڑا کیا۔ غنائوں کو اور چا کیا اور خود سب لشکر میں پہنچ کر حسب ذیل تقریر کی۔

"معاشرہ! اسلین! جس وقت تم حریف قوم کے قریب پہنچ جاؤ متفرق ہو کر فوراً پادوں طرف سے کھیر چڑ۔ اللہ تعالیٰ کی

بھی منجیس دیکھا۔ اوس مسلمانوں نے روسیوں پر حملہ کیا اور ٹھہر ٹھہر کر تین ہزار دویوں کو قتل کر ڈالا۔

علاء بن مومن الربیع کہتے ہیں کہ میں نے غازی بن قحطاط حضرت شہزادے نے اس جنگ میں تیس روپیہ نقد سے لئے اور آپ نے یہ سب حضرت خولانہ نے اپنی چوب سے عیادت سے روپیوں کو کسرت کے ٹکٹات اتار دیا تھا۔ میں نے حضرت صغیر، بنت عطار الخیر و کور کیا کر آپ اس شدت کے ساتھ لڑیں کہ ان سے پہلے بھی میں نے آپ کو اس باغاجی کے ساتھ لڑنے نہیں دیکھا تھا۔

رومی جو بڑے سنیف تھے، وہ بھانجے۔ مسلمانوں نے اس شخص تک ان کا تعاقب کیا۔ شہر میں سے ان کا کوئی لواحق ان کی مدد نہ کر سکا۔ بلکہ ان پر اور بے رحمی اور پھیس سے زیادہ ٹانکے ہو گئے۔ مسلمان لوگوں نے ان کی نصیحت سمجھ کر اور واسطیٰ جمع کیے۔ حضرت خالدؓ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا: "مردو! حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس جس کی چیخنی کی وٹھیں کرو۔ وہ ان پر کہہ دو، ان آپ تک پہنچ جائے۔ حضرت خنیزؓ نے انھیں اس طرح سے پر لٹکایا اور مسلمانوں نے کوئی کہہ دیا۔ مرنے والے کے چاچا پر جہاں حضرت ابو عبیدہؓ نے توقف فرمایا تھا پہنچے تو حضرت ابو عبیدہؓ کی زوجہ نے انھیں روک کر کہا: "حضرت خالدؓ! آپ کے ساتھیوں نے بھی دور سے انھیں کے خیراں کے ساتھ جواب دیا۔ قریب آئے تو ان کے لئے دوسرے پر سلام بھیجا۔ عورتوں کو ان کے گھر پر فحش ہوئے، ان کے کارنامے میں کر بے حد مسرت کی۔ مدد اور نصرت انہی کو ایسے ساتھ سمجھا اور شام سے فتح ہونے کا دل میں یقین کر لیا۔

اس کے بعد حضرت خالدؓ نے پوچھا کہ کیا فرمایا؟ اس کے سامنے اسلام پیش کیا اور فرمایا: اسام لے آؤ ورنہ تیرے ساتھ بھی وہی سلوک ہوگا جو میرے بھائی کے ساتھ ہوا ہے۔ اس نے کہا: اس کے ساتھ کیا ادا آپ نے فرمایا؟ وہی جواب دیا: اس کا سر سوجھ رہا ہے۔ یہ کہہ کر آپ نے اس کا سر ہٹا کر اس کے سامنے ڈال دیا۔ بھائی کا سر دیکھ کر پوچھیں: وہ نے کیا دیکھا بھائی کے سر نے کے بعد زندگی کا کچھ لطف نہیں رہا، مجھے بھی کسی کے ساتھ لاؤ۔ چند عرصے تک حضرت حنیف بن خثعمؓ نے ان کے گھر سے کھڑے ہوئے اور غصہ کرتے ہی اسی فی کرہ اور اڑی۔ اور مسلمان یہاں سے قتل کئے ہوئے۔

اسلامی لشکروں کی اجنادین کی طرف روائی

والقدی کہتے ہیں کہ غزنی اسلام حضرت خاندن بن وید نے جو غزوہ اور اسلام لائی حضرت عمر صلی بن مسہ حضرت معاذ بن جیس، حضرت جابر بن ابی سفیان اور حضرت عمرو بن عاص کے نام ارسال فرمائے تھے۔ کسی وقت ان حضرات کے پاس پہنچے ہیں تو انہیں نے فوراً اپنے بھائی مسلمانوں کی اعانت اور مدد کے لئے اپنی اچھے بھائیوں اور جمیعت کو اجازت کی طرف کوچ کا حکم دے دیا اور ہر دم واد اپنے ماتحت لشکر کے ہمراہ اپنا بی بی بیچ گیا۔

حضرت حفصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام کہتے ہیں کہ میں حضرت حواہ بن خنیس کے عمارتوں میں قہر ہم جاتوں میں کچھ ایسے وقت اور اس طریقے سے پہنچے کہ تمام جمعیتوں اور لوگوں کی آمد ایک ہی وقت یعنی جمادی الاول ۳۱ھ کی کسی شروعات کی ایک ہی تاریخ میں ہو گئی۔ مسلمانوں نے فل کر آئیں جس میں اسلام تسلیم کی۔ میں نے رومیوں کا بے شمار لشکر پارہ نکھا۔ جس وقت ہم ان کے اتے خرب ہو گئے کہ وہ ہمیں دیکھیں تو انہوں نے ہمیں دیکھ کے اپنا ساز و سامان اور لشکر کا شمار کرنا شروع کیا۔ سوار اور پیادوں کی صف بندی کی اور ہمارے دکھانے کے واسطے اجازت کے میدان میں اپنی صفوں کو دو رنگ بچھلا دیا۔ حریف کی اس وقت یہاں نوے صفیں تھیں اور ہر صف میں ایک ہزار جوان موجود تھے۔

حضرت شاہ کبیرؒ نے جو روایتی اندھ تعالیٰ سے منسوب ہیں کہ میں عراق بھی گیا، ہاں سرب کی گرفتار اور جرنیہ کی فوجیں بھی دیکھیں۔ مگر اللہ میں نے وہ پس کا مسافر علیہم السلام کی تعداد اور اس قدر داخل نہیں دیکھے تھے۔ ہم نے ان کے مقابلے کے لئے نہیں ماریے ڈال دیئے۔ اگلے روز بھی پوری طرح جن بھی نہیں نکلتا تھا کہ وہ میں نے ہند کی طرف بڑھنا شروع کیا۔ جس وقت ہم نے انہیں سوار ہوئے دیکھے تو ہم بھی ہوشیار ہو گئے اور تیرہ ہی شروع کر دیں۔ حضرت خدہ کھڑے ہر سارہا کو ہرلی صفوں میں تشریف لائے اور فرما: مسافر! یاد رکھو کہ تیرہ دن سے پہلے کے سنے آئے موجود ہے کہ اس کے بعد کسی نہیں دیکھئے۔ مگر وہی تعالیٰ جس عہد دے اسے سنبھالے گا۔ ہمارے ہاتھ سے شکست دے دی تو پھر کسی بھی کوئی قیامت تک ان کے خلاف تجربے سے متاثر نہیں ہو سکتا۔ تمہیں یہ بتائے کہ جہاد میں جان توڑنے کو کشش کر۔ خدا کے دین کی آبرورکھ اور کسی کی دھوکہ نہ دے۔ شکست سے ہمت نہ کر۔ ہم کہنا وہ نہیں کرنا ہے اس لئے اس سے احتیاط رکھو۔ ٹرانڈ کا نہ نہات شہداء کو نہایت بہادری سے جہاد میں توجہ دیتے ہو اور اب تک جس حکمران میں سہرت کر رہے تھے ان کو قتل کرنا اور ان کو مضبوط رکھنا۔

واقعہ کی کہتے ہیں کہ مجھے فقیر دارائی سے معلوم ہوا ہے کہ جس وقت انہوں نے اس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنگامے کے لئے بھیج دیا تھا کہ وہ اور چار ساتھی اپنے اہمیت لڑنے اور ہندوؤں کو جمع کرنے کے لئے نکلیں۔ یعنی اصفہان، یار، کھو، بادشاہ برقیل، کتبہ بہت نزدیکیوں سے آئے تو پھر کوئی شخص تہذیبی جگہ پر نہیں پہنچ سکا۔ انہوں نے انہیں قتل کر دیے۔ سب تہذیبوں پر قبضہ کر کے انہوں کو قتل کر دیں تھے۔ عورتوں کو قتل کر دیں تھے۔ تمہیں چاہئے کہ پاموشی سے متاثر نہ ہو اور ایک متعلقہ نہ ہو۔ یاد رکھنا کہ اس وقت کے سوائے کہ انہوں نے مقابلے میں ان کو کھلے آہستہ قتل ہی ہے۔ یہ سب سے بد چارہ ہے جس کا

تکلیف ہے کہ حضرت خاندانِ نبویہؑ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرما: بہادری اور اسلام اور اہل حق کو ان میں سے جو وہ ہیں ان کے پاس جا کر معلوم کرنے ان کی تعداد، چال و حال اور ساز و سامان کی کہیں اطلاع ہے۔ حضرت خضر بن اوزاعؓ نے کہا میں کام کرنے آئے اس امر میں تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا: اللہ ان کام کے لئے قریب موزوں ہو گا۔ پھر فرمایا: جس وقت تم لوگوں کے پاس پہنچ جاؤ تو احتیاط رکھو اور غصے پر مضبوط رہو۔ کراچی جان کو فوج اور غلطی نہ ہو۔ یہ صلا، کیونکہ وہی خدا کی طرف سے ہیں۔ ولا تفسقوا بالصیغہ العلیٰ الصیغہ (کہ انہوں نے اپنے ناقص کو بلا کثرت میں نہ ڈالو۔ حضرت خاندان نے کھڑے کی بات بھیجی اور آپ نے وہاں پہنچ کر نہایت محصن اور ساز و سامان رکھے خود ہی اور بیڑوں کی چمک دیکھ کر فرمائی اور یہ تعداد کے پروں کی طرح ان کے نکالوں کے گھر سے اڑتے دیکھے۔ اور ان کو مسدود کرنا تو ان کے طور طریقہ کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس کی نظر چاکہ حضرت خاندان پر پڑی۔ اپنے چند سرداروں سے کہہ کہ میں نے ایک سوار کو آتے ہوئے دیکھا ہے۔ وہ مجھے غالب نہیں ہے کہ وہ اپنی قوم میں کوئی عزم نہ رکھتا ہے۔ مگر تم میں کوئی ہے جو اسے گرتا کر ڈالے۔ یہی کرونا ہے میں سے نہیں جوں اٹھے اور حضرت خاندان کی طرف چلے۔

جس وقت آپ نے انہیں اپنی طرف آتے دیکھا تو آپ نے پشت دے کر چلنا شروع کیا۔ یہ آپ کے پیچھے بطور حاکم کے چلے اور یہ بھیج کر یہ مطالبے سے بھاگ گیا۔ مگر آپ کا پیارا دیکھا کہ ان کی جمیٹ سے دور کرنے کے لئے مقابلہ کیا۔ آپ نے یہ اپنی فوج سے اور چلائے تو آپ نے کھڑے ان کی طرف پھرتی۔ یہ یہی سنبھالا اور اس زار سے ایک سوار پر گرنے کو وہ برہنہ کھڑے ہی جان کر نہ نظر آیا۔ فرمایا: اس سے یہ پٹنے اور شیریں کی طرف ملنا اور ہونہر میں تھکے چلے گئے اور ان کے اندر پہنچ

دو تہذیبی مدد فرمائیں تھے۔ جنگ میں ثابت قدم رہو۔ جرم، دلاور اور اپنے دین کی حفاظت و صیانت کے لئے جانیں دے دو اور دل کھول کر بڑو۔ یاد رکھو! یہاں دشمنارے لئے کوئی جایا قصہ ہے کہ اس کی طرف بھاگ پڑو نہ کوئی گھمن گا اور خندق میں کہ ان میں چھپ رہے تھے۔ تم نشانے سے ٹانہ مالو، شمشیر دن کو سامان سے ٹھنچا لو اور جب تک میں حکم میں نہیں حمل نہ کرو۔ جیروں کے چلانے میں اس قاعدے کو ٹوٹا رکھو کہ جس وقت دو تہذیبی کانٹوں سے ٹکس تو ایک کمان سے نکلے ہوئے معلوم ہوں۔ اگر اس طرح اٹھنے اور ایک ساتھ تلے دل کی طرح تیر چلانے جائیں گے تو ممکن ہے کہ کوئی حیرت سے پڑے جو بے (قرآن شریف میں ہے)

واصر واد صابر واد رابط واد فاعل واد الله لعلک فاعل واد۔

” ثابت قدم رہو، رابطہ میں رہو، فاعل اور فاعل سے مدد ہو اللہ تعالیٰ سے ذرا شایہ تم فلاح و نجات پاؤ۔“

یہ یاد رکھو کہ تہذیبی جنگی جماعت کے سن تین اور دلاوروں اور امراء سے بغیر کسی نہیں ہوگا۔

کہتے ہیں کہ مسلمان آپ کی پانچویں کر بہت خوش ہوئے۔ تھوڑی سی تکی کر لیں۔ کانوں کا چل چلایا، تیروں کو سیدھا کیا اور جب دھڑبھڑ کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت فدا قلب لشکر میں پہنچے اور وہیں حضرت مردان عامل، عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق، قیس بن مسیرہ، رائی بن مہرقہ، اٹھائے، سب میں ٹکھتہ ڈالاکار، ربیعہ بن عروہ، پٹھان ایسے ہی حضرات۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ آپ نے یہاں وقت فرمایا۔ اس کے بعد آجستہ آجستہ فوج کو لے کر دشمن کی طرف بڑھے۔

جس وقت دروہن نے مسلمانوں کا لشکر دوران کی آمد آنکھی تو خود بھی اپنی فوج کو لے کر آگے بڑھا۔ اس کے سپاہیوں سے تمام طول و عرض میں زمین پی جی جی سب طرف سے آ کر جمع ہوئے اور صلحیں، جھڑوں اور کفر کی آڈوں سے پٹے لشکر کا خیمہ کیا۔ جس وقت دروہن لشکر میں ایک جنگ میں پہنچ گئے تو دروہن کی صفوں سے ایک بڑھاپا زور دینے جس کے آگے چند گھڑی تھے کھلا دو مسلمانوں کی فوج کے قریب آ کر عمری زبان میں کہنے لگا تم میں سردار کون سا ہے جو میرے پاس آ کر مجھ سے چند باتیں کر لے۔ حضرت فدا قرطیب لے گئے۔ پادری نے دریافت کیا ایمر القوا آپ ہی ہیں؟

آپ نے فرمایا جس وقت تک میں اطاعت خدا اور سنت رسول پر قائم ہوں اس وقت تک یہ لوگ مجھے ہی اپنا امیر سمجھے ہوں۔ لیکن اگر میں ایک گھڑی کے لئے بھی ان باتوں سے منحرف ہو جاؤں تو مجھ پر میری اپنی اطاعت ہے نہ حکومت و لادرت۔“

پادری نے کہا اسی وجہ سے تم ہم پر فخر اور غالب ہو۔ اگر تم اس طریقے سے ذرا بھی بہت جاؤ اور اس راستے سے سرسوی تجاؤ کر دو پھر فتح کبھی نہیں پائیتے۔ اس کے بعد کہنے لگا۔ تم نے ایسے ممالک کی طرف رخ کیا ہے جن کی طرف کبھی کسی بادشاہ کو آنے تک کی بھی جرأت نہیں ہوئی تھی چ جائیکہ کوئی انیس فتح کرتا۔ اہل قاز آئے اور سب کی کھا کر لوٹے۔ جلد سے لشکر کھینچی کی اور رخ پانے کے لئے بڑا ہرقہاں کہیں مگر کام گئے۔ اب تم آئے ملو حاکم بھی فرنے ضرور کہیں مگر بیخود نہیں ہوا کرتی۔ ہمارے سردار دروہن نے مجھے ازراہ شفقت دیکھو وہی قہار ہے پاس روانہ کیا ہے اور کہا ہے کہ میں تمہارے ہر عسکری (لشکر) کو ایک ایک کپڑا، ایک ایک عمامہ اور ایک ایک بٹا اور آپ کو سواروں کی کینزے اور آپ کے خلیفہ (حضرت ابو بکر صدیق) کو ایک بڑا اور بڑا مور کو کینزے دینے کے لئے تیار ہوں۔ اگر تم اپنے لشکر کو یہاں سے لے کر چلے جاؤ۔ ہمارے لشکر کی تعداد چھ تیس کے دل سے کچھ کم نہیں ہے اور تہذیب کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ ہمارا ہی فوج بھی اسی فوج کی مانند ہے جس سے آپ کا مقابلہ ہو چکا ہے بلکہ بادشاہ برقی نے اس میں بڑے بڑے بہادر جنرل اور تجرپ کا پادری روانہ کئے ہیں۔

فرماتی رہیں، ایمان ہو کہ خدا کے رحمن یہ گمان کر لیں کہ ہمارے سے ذرا کم بول ہوئے یا سستی چھائی تو آپ ہمیں ہندی مملکت بھڑائی۔
 اور وقت کا انکار ہے آتے ہم جس سے چند جوان نکل کر ان کے مقابلے کے لئے چلے جائیں اور جسے اس وقت تک لڑائی و حمل
 دیتے رہیں، پھر وقت آنے پر ہم مملکت کریں۔ آپ نے فرمایا ہمارا اس کام کے لئے بھی قہر ہی مولوں ہو۔ آپ نے کہا اے خدا!
 میرے دل میں اس سے زیادہ کسی چیز کی محبت نہیں۔ یہ کہ تو آپ نے بطرس کے بھائی بلطیس کی زود بختی دے اور وہ غلاب سہ پر
 ۵۱۱ھ باقی کے کمال کا برس ۱۱۱ھ (پاکمر یا قمر یا مہدی) کی طرحوں کے گھوڑے کا تھا اپنے گھوڑے پر باندھا۔ ردیوں
 جیسا لباس اس قوم سے نکل رہے تھے لے کر زیب تن فرمایا اور گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی شان کو دشمن کی طرف بھجور دیا۔ وہاں پہنچتے تو
 نہ چھا سنبھال سکے ردیوں کی غصوں میں غصے اور حملہ کر دیا۔ دشمنوں نے تیر برسائے اور پھر جیتنے شروع کئے تو خدا کے اس
 بندے تک ایک نہ چھپا۔ یہ براہِ معصوم پھانے اور دیر میں آگ لگنے پڑے جا رہے تھے۔ اور یہ ایک ایسا جان توڑ مملکت تھا کہ تیس جوان
 پیدل اور سو گات کر چھٹکے۔

حسان بن عوف کہتے ہیں کہ میں حضرت خضراء کے مکتوبین نوٹوں پر ہاتھ جس وقت آپ کی پیدل یا سوار ہو کر لے کر تھے تو میں
 ٹھار کر لیا اور تھا۔ اس مکتوبین کی تعداد تیس تھی۔ طرف بن طاووق بنی کہتے ہیں کہ آپ نے اس مکتوبین کو فتح میں مصلی
 بھائی۔ آپ کی شجاعت بہادری اور مردانگی نے انہیں حیرت میں ڈال دیا۔ اس کے بعد آپ نے سر سے خود اتار کے بھینٹ دیا اور
 فرمایا دینی ہمارا میں سوار ہوں اور ہر کس تمہارا دین حق قادور آج مخالف ہوں۔ میں ہی کامل مران میں رہا ہوں۔ یاد ہو کہ میں
 نے دشمن کے ساتھ لکڑیا ہے اس سے لے ایک بار سے بے ہوش ہوں اور حیرت زما کرنے والا ہر جگہ اور ہر آن ہوں۔ فوجیوں نے
 آپ کی یہ نشکونیاں کر آپ کو بچھون لیا اور لے پانوں بھاگے۔ آپ کا جوش ترقی بر تھا آپ ان کے پیچھے چلے۔ اور اسے توڑ دیا۔
 اور اسے بڑھایا اور حیرت کے یکے بعد دیگرے پے در پے آپ کی طرف بڑھا شروع کیا۔ یہ کچھ تو آپ مجھے بت گئے۔ دوران نے
 دریافت کیا وہ کون سا ہادی ہے؟ انہوں نے جواب دیا پوچھی ہے جو کچھ ننگے بدن نیزے لے کر چلا آتا ہے کبھی نیزے بغیر آوارہ ہوا
 ہے کبھی نیزے لے کر آج موجود ہوتا ہے۔ دوران نے حضرت خضراء کا ذکر میں کر ایک غلطی سانس بھینکی اور کہا میرے کیز کا کم کرنے
 والا اور میرے بڑے کے کا کالہ بھی شخص ہے۔ میری دلی خواہش ہے کہ میں جاکر کہوں کہ جو شخص میرا لادو میرا لودو اس سے لے گا
 جو کچھ دے گا۔ اسے دوں گا۔ اور امید کے ایک بہادر نے یہ سن کر جلدی سے کہا اس خدمت کے لئے میں موجود ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ
 یہ راوی طبر پر تھا جال بن مرہ کہتے ہیں کہ میں فوج کے سینہ میں تھا۔ میرے بائیں طرف دو ماں والی بھرہ تھے۔ ان کی زبانی سنا
 کہتے تھے کہ اگرچہ میں اس کے نام سے واقف نہیں مگر وہاں میں جڑ بھی براہ کا ہے۔

بہر حال یہ شخص دوران سے کہنے لگا کہ آپ کا بدلہ میں لوں گا اور گھوڑے پر سوار ہو کر چلا۔ حضرت خضراء پر حملہ کیا نہیں تھے
 تو ایک دنوں پہلے ہی جب کے جوڑو نکلتے رہے۔ آخر حضرت خضراء نے نیزے کا ایک ایسا چھاپا تھا اور مارا کہ زور ہو چڑھا
 لپٹا کام کر گیا اور دشمن اندھے ت آ رہا۔ دوران یہ دیکھ کر کہنے لگا یہ کبھی اسے بچے نہ لایا اگر لے لے گی آتا اور میں خود اپنی آنکھ سے
 ۱۔ یہ زور کا ہم سے زور ایک زور کی قسم ہے جو نہ ہوا لے ہیں۔

۲۔ مختلف کا ترجمہ ہے جسے غلامی میں برکت میں کہتے ہیں۔ یہ راوی کے وقت شجاعت اور بہادری کے گھوڑے پر ڈال دیا ہے۔ ہندی میں اسے
 پاکر تھا جس کے چند ترجمے کر کے ہیں اللہ اعلم۔

دیکھی۔ اس وقت بھی انہی کی خطی علامات اور بھی یقین نہ رہتا اور بغیر بھی اس حرکت کیوں نہیں انسان بھی جس کے ساتھ نہ سکتا ہے۔ آپ میں اپنے سوا کسی اور کے نہیں دیکھ کر اس پر مسرت ہے۔

یہ کہ اگر آدمی کھڑے سے اتر کر اپنی فانیہ اور دوسری اور جسم میں سوئی گئے ہوئے بدن پر ڈالے۔ حضرت خضراء کے محبوب کرنے کے لئے جان سر پر رکھا۔ حریفی کھڑے پر سوار ہوا اور قریب تھا کہ چل پڑے۔ غوراً والی کان بڑی درمیان جو قوم اور جو ہے۔ یہ تھا اور جس کا نام مصطفیٰ تھا۔ آپ اور کو یہ کو جو رہے کہ کنبہ کا وہاں صاحب اس بد بخت سے آپ کا جو لئے کے لئے جس چیز میں۔ اگر میں اسے آتی کروں یا کوئی نہ کرنا۔ آپ اس کے حریف میں بیٹھتی کا کھانا میرے ساتھ کر دیں گے۔ اور ان کے کہہ ضرور ایسی صورتیں میں اسے یہی نظر کروں گا اور اتنی ہی ہو کر رہے۔ میں اپنے اس قول پر اسرار و طرہ اور خاصان ملک پر تھی کہ وہاں کرتا ہوں۔ ان سے زیادہ دانا تھا مجھے کسی اور معترف وہاں کی ضرورت نہیں ہوئی۔ مصطفیٰ پر نہ کرنا کہ گوسے کی طرح نکلا اور حضرت خضراء پر صدارت کے کنبہ کا یہ بخت ایسے لے (یعنی صرب کی طرف اپنے اٹھ کر گئے) جس کے انصاف کی بجھ میں حاکمیت میں ہے۔ حضرت خضراء کوئی زبان نہ بنے کی جدت سے اس نے چونکہ کچھ سکے کہ ہو شہر ہو جائیں۔ چنانچہ آپ نے بھی جو ہو سکے ایک جماعتی مصنفہ مصطفیٰ ایک سونے کی صلیب پر غنی کی زنجیر میں نردن میں ڈال کر نکلتا تھا اسے دوسرے دیکھ لگا۔ آپ فرما کچھ گئے کہ یہ صلیب سے استغاثت ہو جاتا ہے۔ آپ نے فرما دیا کہ صلیب سے میرے مقابلے میں اہل بیت اور حلیب کرتا ہے تو میں اس ذات اور سعادت سے جو قریب قریب ہے۔ وہ جو دانا کرنے والے کے کھو قریب آ جاتی ہے، تج سے مقابلے میں مدد و اعانت چاہتا ہوں۔

جنگ خضراء و مصطفیٰ

یہ کہ آپ کے مسئلہ کو یاد۔ انہوں نے نئے حرب کے اور اسے خوب دیکھے تھے کہ لوگ یہ فرما رہے تھے۔ حضرت خالد نے چار کر فرمایا ابن ابی مرثدہ بن سنانی کہ یہ لڑائی میں مولیٰ کا سبھی کا ناکہ دوان نہ ہوا کہ حریف کے انتظار میں ہے اور اسے غراہی نہیں رکھ رہے ہیں۔ دونوں سے بچ کر اور سوائے وہاں نہ رہا۔ یہی کہ آپ کے اس میں ترقی دیا اور اس پر بیٹھے بیٹھے کپٹنگ لگے اور دشمن پر حملہ کر دیا۔ کہتے ہیں کہ روٹی پٹا پٹا کر مصطفیٰ کو بچا روٹی کی انگلی مارا ہے تھے اور یہ آؤں کہ حریف پر روٹی حرب و ضرب کے ساتھ کاردار میں مشغول تھے تھی کہ سورج میں بھی آگئی تھی اور وہ بھی آگے بڑھتا تھا۔ انہوں نے حریف پیٹے پیٹے ہوئے گھوڑوں میں دم ٹھکراتی رہا۔ مصطفیٰ نے آپ کی طرف اشارہ کیا کہ گھوڑوں کو چھوڑ دوں اور یہیل نہ کر لیں۔ آپ نے کھڑے ہو کر دم نہ اترنے کا قصد کیا لیکن تھا کہ انہوں نے ایک سواری جو مصطفیٰ کا کام توڑی بیٹھتی تھی سواری ایک کھڑا تھا تو لے آ کر نکلا اسے دیکھتے ہی آپ نے کھڑے سے چا کر فرمایا جس کو کوئی نے بھی نہ کہو تو کھڑی ہی اور میرے پیٹے اور چست و چالاک۔ وہ نہ نہ سرور و جہان بگڑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کہیں جا کر تیری شکایت کروں گا۔

گھوڑے پر سوار ہو کر چلنے لہرنے لگا۔ حضرت خضراء اس نام کی طرف پہنچے اور اس کے پاس پہنچے کہ یہ ہے اس کا کام تمام کر دیا اور اسے غازی زمین کھڑے سے خود سوار ہو گئے۔ اپنے گھوڑے کو مسلمانوں کی طرف چھوڑ دیا جو ان میں جا رہا۔ آپ مصطفیٰ کی طرف لپے۔ اس وقت اس نے دیکھا کہ انہوں نے کام توڑی کر دیا اور اس گھوڑے پر سوار ہو گئے تو وہی ہلکتا کا یقین کریں اور یہ کچھ

ٹھوڑے سے اتر کر پیچھے بولے اور چوکو درجہ کر حسبِ قریب رہے تو تمھارے پیچھے ایک ایک دونوں میں کٹھنی ہونے لگی۔ آپ نے دوسرے کے ساتھ جھپکھپکھ کر کے شروع ہوئی۔ خدا کو نہیں معلوم تھا کہ پھر کی چٹان کی طرف نہایت بھاری بھرمار آئی تھا اور حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ پیچھے اکھسید اور پتلے اپنے ٹھٹھکے تھے۔ پھر باہر تھوٹی اچھل کود سے آپ کے اندر قوت والا کافی کٹ کٹ کر چھوڑی تھی۔

اور تیسرے قوت آزمائی ہوئی رہی، آخر نے آپ کو بندہ چڑھا دیا اور ناف کے قریب سے کمر بندہ بکڑے زمین سے اٹھا کر دے پٹکا۔ معلوم ہے کہ وہاں سے بھی کھینچ کر لے دیا تھا اور وہاں سے زبان میں کھینچ کر لے دیا تھا۔ انھیں اس مصیبت میں جس میں جس شخص گمیا ہوں نہایت راز و گھڑی میں ہلاک ہوا۔

دوران سے دیکھیں گے کہ جواب دہا بد بخت اور بھینچاں دونوں سے کون بھارت لائے، ان دونوں کی یہ بارہ گونی اور بکواس کو جو یہ دونوں قہقہے میں کر رہے تھے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی سنا یہ سن کر آپ اور زیادہ مصلے سے ملے مصلوب ہوئے اور اور ان پر حملہ کر دیا۔ اور حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے معقبہ طرف کا ارادہ کیا۔ ان دونوں کا تھوڑا دھوکا صرف کے لشکر کی طرف سے کچھ رہے تھے۔ وہیں سے یہ کچھ کر شرور و ہولناکیاں شروع کیا۔ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعرہ بکھیر کر لیا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ جہنم کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ مصعب بن آپ سے پوری طرح دور باقا اور امانت کی طرف بڑھا رہا تھا۔ برائے پایا دوسرے کی حدود و اجازت کرنے سے بالکل مجبور تھا۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اور تمھیں میں لی اور دشمن خدا کے سینے پر رکھا کہ غلطی کی طرف سے بھٹکائی۔ اس وقت میں نے اتنا شور مچایا کہ آسمان سر پر اٹھ گیا۔ دونوں طرف کے لشکر اس کی شور و فغان کو سن رہا تھا۔ آخر اس کی کھینچ و پکڑ سے تمھیں ہولی لشکر و سپاہ۔

جس وقت حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف اٹھ کر آئے دیکھا اور خود کو خود کو مصیبت میں پھنسے معلوم کیا تو آپ نے سوچا کہ اگر میں یہاں ٹھہر دوں تو سوائے اس کے کہ ٹھوڑے سے سسوں اور پوڑوں سے روکنا نہ ہو سکیں اور کیا نہ ہوے۔ یہ سوچ کر آپ نے بکھیر کھی اور دشمن کا سر کاٹ کر اس کے سینے سے اتر آئے، آپ تمام کے تمام خون سے مگرے ہوئے تھے زور سے بکھیر کھی اور مسلمانوں نے نعرہ بکھیر کر دھمکا کر دھمکا کرنے کے لئے ہلے۔

اور رومی جیسا کہ ہم نے ابھی ذکر کیا ہے حملی فطرت سے آگے بڑھے اور ان کے سینے نے حضرت معاذ بن جبل پر ہار بھرا۔ حضرت سعید بن عامر پر تل کر دیا۔ اور اسی قوم کو ہاروں کے فریقین کی طرف سے تیروں کاہنہ برسا، شروع کر دیا اور اس قدر تیر برسا کہ کمان کی کھڑکت سے سورج کا رخ چھپ دیا۔ حضرت سعید بن زید بن عامر (عزہ ابن نضیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مسلمانوں کو طلب کرنے فرمایا معاشرہ اس امر پر آمنا ہو گیا کہ وہاں سے خدا کے جبار کے اور جنت سے پیچھے نہ گئے مستوجبِ عذاب نہ کہے۔ دین کی حمایت و حفاظت کرنے والا اور اسے قرآن کی تلاوت کرنے والا میرے کام و جہ سے آپ کے ان الفاظ نے لوگوں میں بڑی حیرت کی روانہ ہو چکا کہ وہی خوشی حیرت اور چٹائی تھی کے لئے پہلے سے زیادہ بھگت کر دیا۔

کہتے ہیں کہ وہاں فریقِ خوب تمھارا کی لڑائی لڑے تھی کہ مگر امانت آؤ۔ اب دونوں فریق چڑھا ہو گئے۔ دونوں طرف سے سپاہی کاہنہ سے مگر شترکین کے متعلقین کی تعداد بہت زیادہ رہی۔ انجاریوں کی پہلی جنگ میں جو مسلمان شہید ہوئے وہ سب ذیل ہیں۔

تھیں بھی موجود ہے لڑائی کو برقرار رکھیں گے۔ عرب قوم سے یہ بہادری اور شجاعت کبھی نہیں، دیکھتی جمہورائیں سواروں سے قتل کر دیں گے۔ نیران سے چند دلیس گئے۔ عربوں سے بچان دیں گے اور جن باتوں کا آپ نے ذکر کیا ہے برگزیدہ نے اسی کے۔ اور ان میں کئی بڑے سرد خوش ہوں تو اور دوسرے بخارہ (یعنی بڑے بڑے بہادروں) کو مشورہ دے گئے کہ ضرورت آواری اور کہا، دشمن برقی کی فوج نے میری تقریر کا جو کچھ جواب دیا ہے وہ آپ حضرات نے سنا تو ہمیں سے ایک شخص نے جو بے دیا ہے اور ان باتوں کو اس لوگوں کی بات پر غور سے کرنا ہے کچھ کو تو ایسی قوم کے ساتھ الجھ رہے کہ جن سے کسی طرح مہرہ نہیں ہو سکتے۔ کیا تو نے اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا کہ ان کا ایک شخص ہمارے نظر پر حملہ آور ہو جاتا ہے اور ہماری حیثیت اور عزت سے کسی طرح نہیں ٹھہرا سکتا۔ جب تک ہم میں سے چند آدمیوں کو قتل نہیں کر دیتے وہ ہمیں جانتا، ان کے نبی نے جو تم کو ان سے کہہ دیا ہے وہ ان کے دل میں ایک راسخ عقیدہ کی طرح اتر گیا ہے کہ انہیں نے ہم میں سے کسی کو قتل کر دیا تو وہ دوزخ میں چلا گیا اور ان میں سے کوئی قتل ہو گیا تو کھلا جنت میں پہنچ گیا۔ موت اور حیات و زندگی قوم کے نزدیک برابر ہے۔ ہم میں سے سب ایک ایک عقلی تیز قتل ہو چکی ہے اور ان کی حدود و پیمانہ اولیٰ کام آئے ہیں وہیں تیرے واسطے ایسی قوم سے کوئی امید کی صورت نہیں دیکھتا البتہ اگر تو کسی ترکیب سے ان کی سردار تک پہنچ جائے اور اس کو قتل کر دے تو پھر یہ سب کے سب خود ہی بڑھتے کھٹکے بھاگ جائیں گے مگر ان کے سردار تک پہنچنا کبھی کسی حیدر اور کریم کا کام ہے

مسلمانوں کے سردار کو دھوکہ سے قتل کرنے کی سازش

دوران یہ سن کر کہنے لگان میں کون سا حیلہ چل سکتا ہے؟ حیلہ اور ترب تو دوران کے ساتھ تھوڑے سے یہ سردار بھڑا اور کتنے بچ کر کسی کی ایک ترکیب ہے کہ تو باہم گفتگو اور سوال و جواب کے لئے اسے بلا دے وقت تو دونوں بھڑا ایک جگہ میں تیار ہو جاؤ تو بھڑا کر کے اس کا کوا بولے اور اپنے آدمیوں کو چھپیں پہلے ہی سے اس کام کے لئے کھات میں تیار کیا گیا ہو آواز دے۔ دوران نے کہا میں کبھی ترکیب اور طریقہ سے اس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس لئے کہ وہ نہایت بہرہ ور اور سخت آدمی ہیں ان تک پہنچنا بہت مشکل امر ہے۔

دوسرے یہ کہہ میں ان سے ہمت کر سکتا ہوں نہ ان کا شمار کچھ سے ہو سکتا ہے لہذا یہی (سردار) بھڑا اور کہا، چھاپ میں ایک ایسی بات چلا جاؤ جس کو اگر تو نے رو کر لی تو دوران کے سردار تک پہنچ جائے گا اور تجھے کوئی ضرر نہیں پہنچے گا۔ وہ یہ کہ تو اپنے دس نہایت بہادر فوجی جانے کے قتل ایک ایک کھینچ گاہ میں پھپھ کے خمد دے پھر اسے باہر راہی مگر کے فریبہ جوں وہ وہی پانی چھپے ہوں بات چیت اور گفتگو کے یہ نہ سے اسے لے کر بیٹھا اور باتوں میں منہمک کر لے۔ جب تیری طرف سے اسے چوراہا ملے گا تو ایک دم اس کے اوپر حملہ کر دے۔ دوران تو میری کوئی گنج گراؤ نہ دے لے گا کہ وہ جلدی سے تیرے پاس آئے گا اس کا بھائی کر کے ہاتھ میں اور دوران کی تکلیف دہی سے فارغ اقبال ہو جائے اور باقی ساتھی بھڑا خود ہی مختار ہو جائیں گے تو کسی کے دھوکہ کبھی ایک جھج جھج ہو سکیں گے۔

دوران یہ ترکیب سن کر بہت خوش ہوا اس کے چہرے پر فرحت و شہدائے ایک سردار مژدی درگتے لگا یہ ترکیب واقعی بہت اچھی ہے اور میری بھی سہی۔ اے ہے مگر یہ کام ہاتھ کو نہ ملتا ہے۔ بھڑا وہ ہے کہ گن ہوئے تک ہم اپنے کام سے فارغ ہو کر بیٹھ رہے ہیں۔ یہ

کہ اگر وہ ان سے شرعی مسائل میں کسی ایک شخص کے پاس سے استفادہ فرمائی تو کیا یہ صحیح معلوم ہے کہ تم ان سے جہنم کے فیصلے کی بنیادیں اٹھایا کرو گی اور وہ سب پر ایمان رکھیں تو تمہاری نیت اور یہاں تک ایمان کو بچھانے والی اور حریفانہ نیت سے جان کو نکالو؟ یہی تو وہی ہے جس میں چاہتا ہوں کہ تم ان کے پاس جہاد اور ان سے کہہ کر کفر کفر شدہ وہ جنگ جوفی نہیں۔ نیز یہ بھی کیا فیصلہ بہت سہمے ان کا سردار سے پاس آئے تاکہ میں خود انہیں نہیں اس کے پاس چاؤں دراصل یہ متعلق ہجو نظموں میں ممکن ہے کہ ہمارے ان کے بین صلح ہو جائے اور جو کچھ وہاں استار کا اور اور کتب میں ہیں انہیں اس سے۔

والدہ نے کہا تک ہے تھیں یہ دشوار نے لڑائی کا علم دیا ہے اور تو اس کے خلاف کرتا ہے تو نے عموں سے مصالحت کی تو دنیا تجھے
نی ذرا چوک اور ہر دلی کے لقب سے ملقب نہ کرے گی۔ مجھ سے قیامت تک یہ بھی ہو سکتا کہ میں عموں سے صلح سے متعلق گفتگو
کروں۔ مگر بادشاہ نے اسے پایا کہ سلطنت کی کشمکش میں عروسی فیصلے میں تھوڑا غور و فکر کرے گا۔۔۔ وہ ان کے کہا تھا پر یہ انہیں پس ہے۔
ہم نے دراصل ایک غریب کا انتخاب اور میں اس طریقے سے اس میں نہ کہ سردار تک پہنچا چاہتا ہوں کہ مگر اسے قتل کر دیں تو
قیوم مضطرب ہو جائے۔ چنانچہ اس تموار کے ساتھ اندرونی۔ وہ کے بعد حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں جو فریب کا اظہار
تھا اس سے بے تابانہ تھا۔

راؤ دوست کن گرتے تھے، وہ ان اچھے کار اور فریق بیٹے اور یکساں دل سے اور خواہ وہ کتنا ہی بڑے نہ ہوں، تو ہم دیکھ کر ان کو گرجہ دیتے تھے اور ساتھ ساتھ وہ جو ادا کر دیتے تھے اس کے ساتھ کہ وہ دونوں ہی میں سے کسی کو بھی گرجا دیتے تھے اور ان کو یہ بھی کہتے تھے کہ اس کام میں مشورہ نہیں لینے، لیکن پھر یہاں پر کہ میرا کام یہ تھا کہ وہ اپنے انوشی کچا ہوں، وہ ان کو رونا دھونا کی لڑائی چھوڑ دے۔

الفاظ کے گہر بہت بڑھ کر رہا۔ یہ خبر کمرل دیا۔ کمرل نے اس کی اس بات کو قبول نہ کیا۔ اور خود بخود کہنے لگا کہ دروان نے شاید اپنے بیٹے کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا ہے۔ جو اب اس کی بات نہ کرتا ہے۔ یہ چلنے والے مسلمانوں نے انھیں کے قریب جا کر کھانا کھانا اور دوا دے کر رست آ کر دیں۔ اسے کہنا یا معاشرہ امپ کیا خون رچی اور قتل پر بس نہیں کرتے اللہ تعالیٰ تم سے اس کے متعلق سوال کریں گے ہم ایک امر پر متفق ہوئے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ اس کی بدولت مسئلہ ہو جائے گی۔ تمہارے مرد اور کو بیٹے کے دوسرے پاس آئے تاکہ کمر جس غرض سے آیا ہوں اس کے ساتھ بیان کرو اور اپنے جانے کی بجائے کسی ایسے دوسرے شخص کو بھیجے کہ جو کچھ میں اس سے کہوں وہ اس تک پہنچا دے۔ یہ ابھی کہنا بات چوری بھی نہیں کرنے دیا تھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ منقطعہ جلال کی طرح زور دینے ہاتھ میں نیزہ لے کر جس کو ایک نہایت اعلیٰ درجے کے گھوڑے کے دونوں کانوں کے درمیان رکھا تھا۔ پورے اور دوا دھرائی لے ہاتھ میں نیزہ لے کر جس کو ایک نہایت اعلیٰ درجے کے گھوڑے کے دونوں کانوں کے درمیان رکھا تھا۔ پورے اور دوا دھرائی لے ہاتھ میں نیزہ لے کر جس کو ایک نہایت اعلیٰ درجے کے گھوڑے کے دونوں کانوں کے درمیان رکھا تھا۔ پورے اور دوا دھرائی لے

داؤد نصرانی اور حضرت خالدؓ کی گفتگو

آپ نے نیز ہٹایا اور زمین کی ۔ قبروں (کو پ) میں دھکے لگائے اور فرمایا تو اپنا کام چھوڑ کر دو جو پیغام الیا

۱۔ قرآنِ مجید میں اس سورت کو کہتے ہیں جوڑ بن جس میں ۱۰۰ آیتیں ہیں۔ اس کی فرض سے بتایا جاتا ہے۔ ۲۴۔

کے لئے کوئی ہی جگہ تجویز ہوئی ہے۔ وہ نے کہا مگر سید انیس صرف ایک کے قریب (نیسے) کے قریب۔

پھر جس نے اجازت چاہی اور چلا گیا تو وہ ان کے پاس پہنچ کر اس نے حضرت خالد بن اید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لاپ بیان کیا۔ اور ان میں نہ بہت خوشی ہوا اور نہ کہا کہ مجھے اب سب سے امید ہے کہ وہ مجھے منظور تصور کرے گی۔ وہی بھلا اور یہ شخصوں کو بلا کر اس نے قہر دیا کہ وہ عیدوں کو نہ کر سکیں اور کہیں کا دے اور حسبِ اہل۔ اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ عزاوت کر چلے آئے آپ کی ملاقات حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔ انہوں نے آپ کو بہت جوار کیا کہ فرمایا: اب طلحہ بن! (کہیت حضرت خالد) خداوند تعالیٰ حل و غلی بیخ تمہیں بشتا! (یعنی خوش) رکھیں کیا بات ہے؟ آپ نے دو تہم قہر سے غصہ ہوا۔ سے خاتما بیان کیا۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا پھر خدا کا ارادہ ہے؟ آپ نے کہا ہاں (انشاء اللہ) تن قبلہ و دل بحمد حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ابا سیدان! مجھے اپنی باتوں کی قدر اتنا کہ سب کو کوئی ہر گز باری تعالیٰ نے یہ نہیں حکم نہیں دیا کہ چوں کہ جو کہ عرضِ پاکت میں چڑھاؤ بلکہ باری تعالیٰ خود دہرائے ہیں۔

واعوذ الیہم من قوۃ ومن رماط الخیل ترهبون بہ عذو اللہ وعذو کلمہ۔

”یعنی قوت اور گھوڑے ان کے مقابلے کے اسے میرا کر سکتے ہو کہ تا کہ اس سے اللہ کے اور تمہارے دشمنوں پر قہر دے اور حاکم بندھے۔“

دشمن نے تمہارے مقابلے کے لئے وہی آدمی تیار رکھے ہیں یہ طریقہ سے وہ تمہاراں نہیں ہے۔ مجھے اب یمن سے تمہارا متعلق اس وقت تک طمینان نہیں ہو سکتا جب تک تم بھی اس کی طرح وہی آدمی دشمن نہ کر کے ان کی کین گاہ کے قریب نہ چھاؤ۔ کہ کنگ بھرے ان کی کین گاہ کو چھو جس ضرورت ہو جائے۔ آپ نے کہا دیا ہے۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تو میں نے وہی سبازوں کو کھرا دے دو کہ قریب ہی کہیں حسبِ مزیدہ جائیں جس وقت وہ یمن اپنے دشمنوں کو آواز دے تو تم بھی آواز دے نیز انشاء اللہ تو وہی دشمن کوئی ہوں گے۔ اور ہم اپنے گھوڑوں پر تیار ہیں گے۔ جس وقت تم خدا کے دشمن سے فارغ ہو جاؤ گے تو ہم اپنی جمیعت کے ساتھ اس کی فوج پر حملہ کر دیں گے۔ پس باری تعالیٰ عملِ عیدہ کی ذات و ملاقات سے کامل یہ ہے کہ وہ تمہاری مدد فرمائیں گے۔ حضرت خاتمہ نے کہا بہت بھری جناب کے خلاف بھی نہیں کر سکتا۔

اس کے بعد آپ نے (۱) حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ (۲) سید بن سعد القرظی (۳) مود بن جبل (۴) ضرار بن زارہ (۵) عید بن زید بن عمرو بن نہیں احدی (۶) سعید بن جابر بن جریج (۷) ابان بن عثمان بن سعید (۸) قیس بن مسیرہ (۹) زفر بن سعید بن ضی اور (۱۰) عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بلا دیا۔ جس وقت یہ حضرات حاضر ہوئے تو آپ نے روہوں کے حیر اور نر کے متعلق ان کو ان کو اطلاع دی اور فرمایا کہ تم سب دینے لے گی یہ عرب خبیث ہیں جو کہ حسبِ ہمارا اور جس وقت میں تمہیں آواز دےں میری آواز کے ساتھ فوراً نکل کے ایک ایک گھنٹہ میں کو پہنچنا۔ اور دشمن خدا اور ان کو میرے لئے چھوڑ دینا۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں اسے فانی و فانی ہوں گا۔

حضرت مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا یا میرے حاضرانہ وہ مالک اور مجید و عظیم ہوتا ہے۔ شرع سے تجاوز نہ کرنا ہے۔ پس دوسرے کو کہیں یہ تمہاراں کو آپ کے لئے میں جانے سے منع کروے اور تمہاراں کے تمام آپ پر پڑیں اور خدا کو استغاثہ آپ کو کسی طرح کا نقصان پہنچ جائے۔ اس لئے میں سب بھتا ہوں کہ میری وقت دشمن کی کین گاہ کی طرف چل پڑیں اور اگر ہم

انہیں اہل سدا ہوا کہیں تو میں سے پہلے ہی ان سے فارغ ہو گئیں اور ان کی جگہ پھر بھر چھپ کر بیٹھ جائیں۔ صبح جس وقت وہ ان اور آپؐ نے جن معاملات کریں تو ہمہ طبع کرائی اور وقت نماز کے نکل آئے۔ آپؐ یہ سن کر غصے اور غم پانگہ یہ نہیں ہوتا ایسا ہی کر دیا۔ ان دنوں آپؐ کو جو اس وقت تھمارے مہر شکن ہیں ساتھ لوہیں جمیں ان پر سردار مقرر کرنا ہوا اور باری تعالیٰ بھروئی ذات والہ صفات سے امید کرتا ہوں کہ وہ جیسے تھمارے ارادوں میں کامیاب کریں گے اور ثمر یہ کام ہو گا تو نہایت خوشی کا مقام اور نال شک ہے۔

حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہہ کر کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ ان تک پہنچنے کی قوی امید رکھتا ہوں۔ لکھنے سے جدا ہوئے ان سب حضرات نے غمی حواریں ہاتھ میں لیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور تمام مسلمانوں کو اس اہم حکم لیا۔ دماغ کی اوجھ کی اور اس وقت ایک تہائی رات گزرنے لگی تھی کہ چل دیے۔ حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ جڑا شاعر بن گئے ہوئے ان کے آگے گئے چلے۔ (جبر اشعار) اندھیرے میں انھوں سے جن بھی ٹھہراتے تھے اور میں اس کام میں کوئی نیا نہیں ہوں۔ افسوس ہے اس شخص پر جس نے ہمیں دھوکہ دینے کو حکیم کا دیا حالانکہ ہم کمر اللہ کی خود ڈھریں۔ میں ان کے جہاں میں اپنے مولانا کو راضی کروں گا۔ لیر آدمی خوف کے مقابلے میں ڈر نہیں کرتا۔

دھوکہ باز نصرانیوں کا انجام

یہ حضرات جس وقت اسی قبیلے کے قریب پہنچے تو حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں غم کرنے کو کہا اور فرمایا: ہاتھ لگائیں میں روٹیوں کی کوئی چیز تھمارے پاس نہ لاؤں یہی کھڑے رہا۔ آپؐ نے کپڑے اتارے تلوار ہاتھ میں لی اور آہستہ آہستہ پہاڑ اور دیت کے پٹیوں کی آڑ میں ہوتے ہوئے چلے۔ جس وقت آپؐ صبح پر پہنچے تو چونکہ وہی دن کے تھکے ہارے تھے نیز کسی دشمن کے حملہ کرنے اور کسی حشاش سے مقابلہ کرنے سے بھی بالکل مطمئن تھے اس لئے غصے کی نیند لے رہے تھے۔ آپؐ کا ارادہ ہوا کہ انہیں سوت کی بند سلا دیں۔ مگر پھر آپؐ نے سوچا کہ میں نے کتنے کے وقت اضطراب کی حالت میں ایک اور سرے کو جگا دیں۔ یہ سوچنے کے آپؐ اپنے ساتھیوں کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تمہیں خوش خبری ہو کہ جس کام کے ارادے سے تم یہاں آئے تھے وہ موجود ہے اور جس کا تمہیں وعدہ تھا وہ مستقر ہے۔ تلوار میں رہے نہ تلوار اور ان کے پاس پہنچ کر جس طرح چاہو آگ لگو۔ ایک ایک شخص ایک ایک کو ہاتھ لے اور اپنی تمام ضربات کو ایک کر کے سب ایک دم مارنا اور قوی مقدمہ اپنی آوازوں کو بلند کر دینا۔ انہوں نے کہا بہت بہتر۔ یہ کہہ کے انہوں نے زوروں کو اتار دیا۔ تلواریں حیاں سے باہر کیں۔ حضرت ضرار ان کے آگے ہوئے اور یہ سب آپؐ کے پیچھے پیچھے چل دیے۔

جس وقت یہ روٹیوں کے قریب پہنچے تو ان کے ہر ایک کے اسلحہ ان کے سر ہانے لگے ہوئے تھے۔ مسلمان متفرق ہوئے اور ایک ایک آگے آگے ایک کے پاس ٹکرا کر ہوا کیا۔ تلواروں کو بلند کر کے ان کی گردنوں میں اور پنجوں پر اس زور سے مارا کہ تلواروں کی ضربوں نے دگائے کی بجائے ان کا کلاہوٹی کر کے رکھ دیا۔ پھر ان کے ہتھیار دور سماں کو اپنے قبضہ میں کیا اور حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تمہیں مبارک ہو یہ پہلی فتح ہے اور باری تعالیٰ سے ہمیں امید ہے کہ وہ اپنا وعدہ تمام کام پر افرمائیں گے اور ہماری فتح ہو کر رہے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ العزیز۔

تمام حضرت نے اپنے رب کی مدد پر تعریف کی اور تمام رات اس کا شکر یہ ادا کرتے رہے اور نصرت و اعانت مانگتے رہے۔ غنی

لئے اس سے قتل کروانا آپ نے فرمایا صحابہ کرام بھی ہے دروان اور حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ شخصہ بھی رہی تھی کہ آپ تھوڑا کچھ دینے پر شہر کی طرح ڈکارنے اور زلی سے ہرجا یا اشعار پڑھنے اس کے پاس پہنچ گئے۔

(ترجمہ اشعار) میں ابھی ابھی دروان کو اس کے بیٹے عمران سے مل رہا تھا کہ اور اس کے بھروسہ کو بہت جلدی سرت کے ٹھٹھٹ ۱۲۰۰۰ گاہے اس کام سے اپنے مولانا کو راضی کر دوں گا اور میں کام کی بدولت میں اپنے کتابوں کی حفاظت اور تحفظ میں ہوں گا۔

اس کے قریب پہنچ گئے آپ نے فرمایا خدا کے دشمن! جو کہ تو نے مصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا تھا خدا دیکھا ہوا ہے یہ کہہ کر آپ نے اس کی طرف تلووار چمکائی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ دیکھ کر آپ کو منہ نہ کیا اور فرمایا ضرور تلووار تلخ وار ہوا خشک میں نہیں غمزدہ ہوں جلدی نہ کرو۔ اس وقت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو حضرت خالد کے پیچھے پیچھے تھے وہ بھی اپنی تلواروں کو ہلاتے اور جنم دینے ہوئے تھے مگر وہ یہاں تک کہ اس کے قتل میں باوجود کے جلدی کرنا چاہی۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں بھی روکا اور فرمایا اپنی جہاد میں ان سے کھڑے ہو اور جب تک میں نہ غمزدہ ہوں اسے ہمت دے۔

قتل دروان از دست حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دروان نے جب یہ پتہ پڑا تھا کہ وہ کھانا اس کے دل میں اس قدر ہشت ہوئی کہ کرب کے زمین پر نہ پڑا اور بالکل سے اشتہاد کے کمان لگان پکارنے لگا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ امان کا دی شخص مستحق ہے۔ یہ کہ اس شخص کو ہمارا دین چاہی ہے جو اس کا لٹی ہوا اور ایک ایسا شخص ہے کہ تو نے ہم سے رشتہ اور صیغہ خیر کیا اور دل میں غمزدہ نہیں رہا۔ حالانکہ واللہ خیر الما کون۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں صلیتیں جانے والے ہیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ اتفاق اس کر کہ واللہ خیر الما کون، حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اب بالکل ہمت نہ دی اور اس کے مٹانے کی پٹی پڑا دی۔ ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے سر پر سے آٹھ ۱۲۰۰۰ گاہے تلووار کیا جو ٹھٹھٹ کی چیز کو جلدی نہ دے گا۔ خالد اس کی حکمت کا وہی شخص زیادہ مستحق ہے۔ یہ کہ وہ کچھ کے مجاہدین کی تلواروں پر جھیں اور ٹکڑے ٹکڑے کر کے سر پہاڑوں کو بھیجے اور حضرات محمدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اس کے کپڑوں کو مال قیمت تصور کر کے قبضہ میں لے لیا۔

حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ یوں کا لشکر چونکہ اپنے سپہ سالار کا مستحق اور انعام و راہ ہو گا اس لئے مجھے خوف ہے کہ وہ انہیں تم پر ہمت پڑے جتنا بہتر ہے کہ دروان کا فوجیہ کاتہ والو۔ ان دو یوں کا جو پڑا، لباس نہما ہے۔ اس موجود ہے اس کے مقابلے کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ جب تم ان کے قریب پہنچ جاؤ تو تکبیر کے ضرب لگا کر حملہ کرنا جہاد کی تکبیروں کو تم مسلمان حملہ کر دینے۔

تھے ہیں یہ کہ ہر شخص اپنے منتقل کا باں دین کر انہی کی زد و پیکیں سمجھتا ہے کہ اسے وہاں کی طرف حمل دینے۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے آئے ہوئے۔ دروان کا ہر حضرت خالد کی تلوار ٹک پر حملہ جس وقت یہ نیلے کی زد سے دونوں لشکروں کے سامنے سے توڑ دیوں کے شہر کی طرف چلے۔ ان کے اصرار سے اور چلے سے دونوں کا مقابلہ ہوا اور انہوں نے دروان کے سر کو حضرت خالد کا سر اور مسلمانوں کو اپنے ساتھی کچھ کو خوشی کے فخر سے دے کر شہر سے لے کر اور

تاریخیں (تاریخ جہان) مسلمانوں کا ازراہ مختار الخبار کرنا شروع کیا اور شروع سے آسمان سر پر اٹھایا۔ مسلمانوں نے جب یہ حالت دیکھی تو خیرا گئے۔ اور یہ خوف ہوا کہ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاید کسی مصیبت میں پھنس گئے۔ بعض نے دعا مانگی شروع کی۔ بعض نے خوف کہا، بعض روئے گئے اور بعضوں نے چٹنا شروع کر دیا۔ جس وقت حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ درجوں کی صفوں کے قریب پہنچے تو آپ نے دروان کا سر ہاتھ میں لے کر اونچا کیا اور نکلا کے زور کی آواز کے ساتھ فرمایا خدا کے دشمنو! یہ تمہارے سپہ سالار دروان کا سر ہے اور میں خالد بن ولید اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہوں۔ یہ کہہ گئے آپ نے اسے ہاتھ سے پکڑ لیا اور پھینک دیا اور پھینک کر روایتیں کی صفوں پر حملہ کر دیا۔ آپ کے بعد حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھیگر چڑھ کر حملہ کیا اور مسلمان بھی قبیلوں کی آواز میں بلند کر کے حملہ آور ہو گئے۔

اور ان کا حملہ اچھے کے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے لشکر کو مخاطب کر کے آواز دی حفاظت اور حمایت دین کے طہرہ اور اہم کر دو۔ یہ کہہ گئے آپ نے حملہ کر دیا اور آپ کے حملہ کے ساتھ ہی تمام لشکر نے بدل بول دیا۔ درجوں نے جب اپنے سردار سپہ سالار کا سر دیکھا تو انہیں یقین ہو گیا کہ مسلمانوں نے اسے قتل کر دیا تو وہ دم دبا کر بھاگے مگر کھوار نے انہیں چاروں طرف سے گھیر کر قتل کرنا شروع کر دیا۔ پھر ایسٹ اور اسیلے کے پچھلے جہاں بھی پایا جائے تو پھانسا بغیر کسی نہ چھوڑا۔ عہر کے اولی وقت سے عصر کے وقت تک تلوار مار مار کر قتل کر دی۔ رومی پریشان افغانوں کی طرح بالکل حشر ہو گئے۔

حضرت حاکم بن طفیل دوی کہتے ہیں کہ میں حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تھا اس وقت میری ساری میں مشق کے گھوڑوں میں سے ایک گھوڑا تھا۔ ہم نے مشرکین کا تعاقب کیا جس وقت ہم تعاقب میں دھڑکی سڑک تک پہنچے تو ہمیں دور سے آہ خبر اٹھنا ہوا، نکلائی دیا۔ ہم سمجھ کر ہر قتل بادشاہ نے شاید درجوں کی مدد کے لئے کوئی لشکر روانہ کیا۔ یہ سمجھ کر ہم ہوشیار ہو گئے۔ جس وقت وہ غبار ہمارے قریب پہنچا تو فتنہ میں معلوم ہوا کہ حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غلیظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری مدد اور کمک کے لئے یہ لشکر روانہ کیا۔ چونکہ ہمیں کے شیرازہ کے پریشان اجڑا ہی طرف کھینچے ہوئے تھے بعدھر سے یہ لشکر آ رہا تھا اس لئے درجوں کا جو سپاہی ان سے ہمارا ہاتھ سے قتل اور اس کے بل کر ہل چیمت میں شمار کرتے رہے۔

فتح اجنادین

تفصیل رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت حاکم بن عبدالمہدی نے مسجد حرام میں بیان کیا تھا کہ یہ فوج جو مشرکین کی ہزیمت اور شکست کے روز اجنادین کے مقام میں مسلمانوں کے لئے آئی تھی حضرت عمر ابن خطاب بن وائل لکھی کی سرکردگی میں تھی۔ یہ فوج یا اس کا کمان افرہاں پہلے سے موجود نہیں تھا بلکہ ہزیمت دوم کے روز حق یہ لشکر وہاں پہنچا تھا۔

واللہ کی رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اجنادین کے مقام میں درجوں کی فوج ہزاروں تھی اس روز کے صبح کے میں بھی کچھ بڑا سے زائد ہی قتل ہوئی تھی کہ کسی صورت سے نہیں ہو سکتی۔ لڑائی کے گرو غبار میں بعض نے غواہ بنی میں ہی دوسروں کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ سفر ہو گئے جس میں سے بعض نے قتل گاہ پر کارواں کیا اور بعض نے مشق کی طرف چلے گئے۔ مسلمانوں کو اتنا بل چیمت ہاتھ آ کر آج تک اس سے پہلے بھی کسی اور سری لڑائی میں ہاتھ نہیں آیا تھا اس نے چاندی کی مصلیوں اور زنجیریں بے حد بے حساب ہاتھ آئیں۔ حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس تمام ہال کو مع اس تاج کے جو دروان کے سر سے ہاتھ آیا تھا فتح کر کے تقسیم کے وقت انکار کیا

تھا، دربار میں ابھی اس میں سے اب ہزار بھی تقسیم نہیں کرتے مگر حق امتیاز کے بعد ان کا باندہ تقسیم کر دیا۔

والہدی دستہ اللہ مایہ کہتے ہیں کہ اجنادین کی فتح کا واقعہ سیکڑ (ہجرت) کے روز ان کا کھن جہاد الیہ السلام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دوست سے نہیں روز قتل ظہور میں آیا تھا۔

ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتح اجنادین کی خبر پر بار خلافت میں حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حسب ذیل اہل ظالمی تحریر کی۔

حضرت خالدؓ کا حضرت ابو بکر صدیقؓ کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اذا خالد بن ولید بخدست خیرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اسلام طلسم میں اللہ عزوجل کی جن کے باکوئی میوہ نہیں جو کہ کتابوں میں کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہوں۔ اس سے بعد میں باری تعالیٰ جل مجدہ کی ہر شکر جو لانے میں اس امر پر کہ مسلمان صحابہ و مسلمان رہے اور کفار ہلاک، انہی ان کی خیراتوں کے شعلے مشتعل اور ان کے نور شکست ہوئے۔ روز دینی کرتے ہوں میں اجنادین کے میدان میں روٹیوں کی جمعیت سے جن میں اردوان والی حصص بھی شامل تھا طوقی ہوا انہوں نے باوجود اس کے کہ اپنے نظروں کو راستہ و جہ راستہ کر کے خوب پیپ تو کے ساتھ ظاہر کر رکھا تھا، مجلسیں اٹھ دگی تھیں اور اپنے دین کی تسخیر کہہ کہ کر خوب جدوجہد میں کر رکھا تھا، و لڑائی سے کسی مرتبہ کسی حالت میں ابھی ہاتھ پھیر نہ بھی تھیں تھے۔ مگر میں نے انھیں نہ اسے پاک کی وقت پر مجھوسہ کر کے ان کی طرف خروج کیا، باری تعالیٰ جل مجدہ نے جو کچھ مجھ سے خوب میں سمجھتا ہوں کو معلوم کر کے اس میں صبر بظاہر و باطن و صبر سے ہادی تائید فرمائی۔ قبرے دشمنان خدا کا گھیر لیا اور میں نے ان کو بربک پر ایک گھائی اور ہر ایک میدان میں قتل کر، شروع کر دیا، حتیٰ کہ جس وقت ہم نے ان کی غنیمتوں کی تعداد معلوم کی تو چھاس ہزار تھی، چار سو پچھتر مسلمان بھی اس جنگ میں کام آئے ہیں جن میں سے میں نے پچیس انصار اور قبیلہ حار کے دو تھیں کہ معظفہ کے تھے اور باقی دوسرے لوگ تھے۔ وہاں کے کہ خداوند تعالیٰ جل مجدہ وان سب قور مشہد، میں داخل فرمائیں۔

میں یہ بعد بروز جمعرات ۲ جمادی الاخریٰ کو دیکھ رہا ہوں، ہم و غنل چارے ہیں آپ ہمارے لئے، باری تعالیٰ مجھ سے فتح و نصرت کی دعا کریں۔ تمام مسلمانوں سے میری طرف سے سلام عرض کروئیے۔ والسلام علیک!

یہ خط آپ نے ملوث کر کے حضرت عبدالرحمن بن عید الجہمی کے پر و کیا اور فرمایا کہ اسے مدینہ منورہ میں لے جائیں۔ اور خود دمشق کی طرف کوچ فرمایا۔

والہدی دستہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ روزانہ فجر کی نماز کے بعد ملک شام کے حالات معلوم کرنے کے لئے مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایک روز حسب معمول جس وقت آپ مدینہ منورہ سے باہر نکلے تو اچانک آپ نے حضرت عبدالرحمن بن عید کو آتے دیکھا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے جلدی سے آپ کو روک دیا کہ کیا کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے کہا شام سے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح بخشی ہے۔ یہ لفظ سننے ہی خلیفہ اسلام حضرت

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شکر کے لئے سراہا دیا ہو سکے۔ عبد الرحمن بن مسعودؓ آپ کی طرف بڑھے اور خدمتِ انبیا میں پہنچ کر عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ! ارمیہ سے سے راہیں بنائے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی آنکھوں کو کھلایا، تو ان کی آنکھ کے سپ بھرا رہا، آپ نے رات دن ان آسمانی ہتھیاروں پر دعا۔ جب آپ میں کافی طرف سے آپ نے کچھ دیکھا تو پھر سب کو آواز دے گا۔ مدینہ منورہ میں فریاد بھگتی کی طرف، دہلی، نواب چاروں طرف، یہ خطائے کئے گئے تھے شتائیں کئے، اور آپ نے پھر دیا، اس سب کے سامنے اس کا علاج۔

کہتے ہیں کہ مکہ، نجد، دارالمنیٰ میں نے جہاں مسلمانوں کی فوجاات تھیں وہاں سے جو رستہ تھے، ان تمام کی فریادوں انہوں نے بھی قریب و جری، بغایت میں شام کی طرف خروج کیا۔ اور نزدیک باشندگان کہ "مغیرہ" دیکھا، اور ہر گھوڑے، واسطے سے اور اونٹیاں صحرا میں رہ کر اور غیر قریبی مقامات میں رہ کر انہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شہر میں فروغ کرنے کی اجازت حاصل کرنے کی فرمائش ہے آئے۔ حضرت عربین خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام کی طرف ان کو جانا، بلکہ اور علاقہ مصلحت معلوم ہوا، آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا چونکہ ان کے ہاں میں مسلمانوں کی طرف سے دراصل کین اور انقض و حدات موجود ہے اس سے آپ انہیں پر اجازت نہ دیں۔ اللہ تعالیٰ جانک اللہ تعالیٰ کا قولی انقض و حدات ہے اور ان کا اصل و بدتر یہ آپ تک اپنے کھڑے موجود ہیں، اور چاہتے ہیں کہ نہ اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی چیز ہو، اور اگر بھلائیوں، مانتے ہیں تو ان کی خواہش کے خلاف اس کو پورا کرنا، تم کر کے رہیں گے، تیار انوں اور انہیں یہ کہ باقی اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی سیوا نہیں اور ان کو اس کے خلاف دراصل میں وقت نہ اور اللہ تعالیٰ نے ہر سے میں کوئی چیز نہیں اور وہی شریعت سے نہ اور حضرت فرمائی یہ لوگ تیار کے خوف سے ممانعت ہو گئے اور آپ جب کہ انہوں نے یہ چاہا کہ نہ انی لنگر کے زمینوں پر چلی پالی تو یہ ہر سے پاس آئے کہ ہم انہیں دشمنوں کی طرف بھیج دیں، مگر وہیں انہیں لیٹا ہوا رہ کر جہاں کے ہاں ہو چکے۔ یہی کہتے ہیں، انہوں نے اس سے کہ آپ انہیں ہر گھوڑوں جانے کی اجازت نہ دیں۔ آپ نے فرمایا میں تمہارے خوف کسی طرح نہیں کر سکتا اور نہ تمہارے کسی خوف کو نہ کر سکتا ہوں کہتے ہیں کہ حضرت عربین خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ کھٹکواں نہ ایک بیٹی اور انہیں معلوم ہو کہ وہاں سے وہاں جانے کی حقارت ہے، یہ چاہتے ہیں۔ یہ تو جمع ہو کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے۔ آپ صلہ فوج کی ایک جماعت کے ساتھ مدینہ منورہ کوئی بھی شریف فرماتے تھے، حضرت عربین خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس آئے اور حضرت عربی کہ اللہ وہ آپ کے وائیں شریف رکھتے تھے اور مسلمانوں کو جو فوجاات باقی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکایت فرمائی تھیں ان کا ذکر ہر وقت، قرآن میں یہ جماعت جس وقت یہاں پہنچی تو آپ کو سلام کرنے کے سبب سے ہر گھوڑی اور انہیں میں حضور، اور نہ کسی کی سب سے پسے ہوئے سہ

آخر میں ان میں عرب حضرت عربین خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خطاب کر کے کہنے لگے یا عمر! یہی ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ہونے اور آپ کے پاس میں انقض و حدات کا سلسلہ چلا رہا تھا، مگر جس وقت اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیں ہدایت بخشی تو چونکہ ہم ان حرکت کو مٹا دیتا ہے، اس لئے ہم نے آپ کی طرف سے اپنے دل کو بالکل صاف کر لیا۔ لیکن آپ اب اللہ تعالیٰ سے کہتے چلے آ رہے ہیں۔ آخر اس پر انی حدات رکھنے اور انی دشمنی کرنے کا ایسا اور ان ماسب ہے جو جہاں سے کسی خطا کیا، ہم اب آپ سے یہ امید رکھیں کہ آپ کے دل، اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو شخص اور انہیں ہو، آپ اس کو آپ دیکھ لیں گے۔ یہی معلوم ہے کہ آپ ہم سے

افضل اور زبان و جوارح اسحق (ع) بہت پس کرنے والے تھے۔ ہم آپ سے مراتب کو جانتے ہیں سحر نہیں ہوتے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بکلام میں کراچی کی وجہ سے اول عاشق رہے اور قرآن کے باعث جناب کے جن میں ہر ایک پر بیرون کے چتر فقر سے نمودار ہوئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اور اب میرا یہ مطلب نہ تھا جو آپ حضرات کو مجھے جیسا ملے جیسا ملے ہر مقدمہ خوش فہمی اور خدشات و راز کا تھا اور میں۔ چونکہ آپ لوگوں میں زمانہ بہریت کی خواہش و غیرت آپ تک باقی بنا اور سب و سب جناب تک لوگوں پر ظاہر کر کے اپنی برائی کرتے رہتے ہو۔ اولا خیال نہ کیا میں آپ کو کثیر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کوہ کر کے کہتا ہوں کہ میں اپنے نفس کو خدا کے واسطے پیش کر رہا ہوں۔

اس کے بعد اسی طرح تمام رسالت کے متعلق نے بھی کہا آخر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی تقریر پر افسوس سے بہت غصہ ہوئے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے لئے حسب ذیل دعا کی۔ اے ایمان کی تواناؤں اور امیدیں! تم میرا اور افضل ان کو مدد دیا کیجئے۔ ان کے ملوک اور غلاموں کو اچھی اور احسن جزا دیجئے انہیں ان کے لئے ان کے پروردگار تعالیٰ ان کے دشمنوں کو ان پر عذاب دیکھئے آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

اللہ کی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ چند ہی روز کے بعد حضرت مروان صدیق کرب زیدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرگ ہوئی میں ایک ہر حالت میں سے بھی شرم سے دلوں سے آگے اور ابھی انہوں نے یہ مانگو بھی نہیں کیا تھا کہ وہی اور اور مقدمہ سے حضرت واکہ بن ابی اسحق جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بہت زیادہ انس و محبت کرتے تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مہاراج میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہمراہ چند عمر میں میں شریعت بھی ہو چکے تھے تقریباً لے آئے اور ان اہل ایمان کے جناب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے یہاں فروغ ہوئے۔

میں عرض کیا یہ صحیح میں مسلمانوں کی ایک بڑی ہماری طبیعت تھی جو تھی اور قوم جو ہم کو مل کر فریب و بھاری کا لشکر فرمایا ہم کو کیا جس وقت لشکر کا قیام سارا و سامان درست ہو چکا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت خدیجہ بن ولید اور آپ کے افسر کے نام سب دیں نہ لکھا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا حضرت خالدؓ کے نام خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فی حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطرف خالد بن ولید و دیگر مسلمان

باجہ میں اس ذات پاک کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ پر درود بھیجتا ہوں۔ میں تمہیں ہر حالت میں خواہ وہ چٹھہ یا کاٹھا برضہ اللہ تعالیٰ سے ذمہ سے مسلمانوں سے نفی کرنے کی ہر قسم کے موافقت نام ہے ان کی خطاؤں سے دور کرنے اور ہر ایک کام میں ان سے مدد کرنے کا حکم دیتا ہوں۔ خداوند تعالیٰ نے جو نہیں خواہات تمہاری مدد فرمائی اور کفار کو ہر بہت وہی سے نفی کر میں بہت خوش ہوں ہم اپنے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو جانتے ہیں یا جانتی کہ تم کفار کے مقابلہ میں کرتے کرتے شام کے باغات تک پہنچ جاؤ اور خداوند تعالیٰ اس کو تمہارا ساتھ سے فتح کرادیں اس کے بعد جس اور مسلمان کی طرف ہر صدارت پھر اٹھ کیے گی جانتے ہو اور تمہارا ساتھ سے مسلمانوں پر سلام

رہتے تھے۔ یہ گاتے کہ تمہارا رب ہاں بہ دران کی شیعہ ان بھی اور مردان خدا کو بھی رہا ہوں۔ مردان سے کہہ کر اب دور مانگے
اشتر شہداء سے کاموں میں زیادہ گوارہ اور معافان ہمت ہوں گے جس وقت قرابت سے غیر بیجا دوسرا لے لینی
تھاکے۔ یہ بخیر و ایشا اور قلینہ کہیں مقیم ہے انہوہو سے مصالحت چاہے تو تم سب کو لینا اور اگر لڑائی کے لئے تو اور جو
بلکہ تم بھی جنگ کرنا اور جو تھکیل لگئے تو کھم پیروں کے دروں میں نہ ہار لگئے۔ طلوع ہوئے کہ ہرقی کی موت قریب ہے
اس کے بعد آپ نے تمہارا کی نفس ذالغہ الموت کہ یہ بے انداموت کچھ دھپلے والا ہے۔ والسلام۔

آپ نے اس کو قبول کر کے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ثبت فرمائی کہ حضرت عبدالرحمن بن عبدالمجلی کے پیرو
کر کے فرمایا کہ تم ہی شام کے قاصد تھے۔ تم ہی اس جواب کو بھی شام تک پہنچاؤ۔ حضرت عبدالرحمن یہ لفظ لے کر اپنی اونٹنی پر سوار
ہوئے اور منزل قطع کرتے کرتے شام تک پہنچ گئے۔

دافع بن عمر کہتے ہیں کہ جس اوقات حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت
میں اپنا عہدہ روانہ کیا تھا۔ اس کے بعد ہی آپ نے فرما دیا جس کی طرف کوئی کہو یہ تھا۔ اس وقت نے جس وقت اپنے والدین
اور شاموں کے لڑکے اپنے منکر اور قریبی نے اپنا دین سے روانہ کیا تھا اس کی ہزیمت کی خبر سن کر خوف کے دے قلعہ بند ہو گئے۔ جو وہاں
اور قریب کے باشندے نے اپنے اپنے دیہات اور سینوں کو چھوڑ کر دمشق میں پناہ گزین ہوئے۔ قلعہ کا سامان اور دست کیا۔ تو اسی
ما حال اور غارت اور تحقیق شہر پناہ کی دیواروں پر نصب کیس۔ نشانات اور صلیبوں کو گاڑا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ
عنہ یہاں میں وقت پہنچے جب یہ بالکل محظوظ ہو چکے تھے۔ آپ کے لشکر کے ساتھ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور
حضرت زید بن ابیہ کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بزرگ لشکر اور حضرت شریح بن حصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت ہارث بن
ربیعہ ایک بڑا فوج نے پہنچ گئے ان کے بعد حضرت معاذ بن جبل بھی اور بزرگی جمعیت نے آ کر آدھ ہوئے۔ اہل دمشق
نے جس وقت مسلمانوں کی فوج غلاموں کو سزا دے ہوئے اور بانی قرآن پنی طرف آئے دیکھ تو انہیں اپنی ہلاکت کا آپ کافی
بے چین ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے مقام میں جو دمشق سے نصف میل کے فاصلے پر تھا پڑاؤ کیا جس اوقات آپ
یہاں فرود کش ہوئے تو آپ نے امر اور سرداروں لشکر کو بلا کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ کو معلوم ہے
کہ اسی غلاموں کی فوج نے ہمارے چکر میں اور دوسری طرف چلے جانے کے بعد کسی نہ اسی اور کس طرح کا ہم پر خروار کیا ہے۔
بندہ پہنچے کہ آپ اپنے لشکر کو لے کر باپ چاہے پڑاؤ کریں اور ان قوسوں کی طرف منہ نہ کریں۔ کہ وہ آپ کو کسی قسم کا
کھراڑیہ نہ دے سکے۔ آپ کی حالت اور اس اوقات میں بچے مقام کو نہ چھوڑیں۔ باب جلیب سے قراۃ صلا پڑھیں اور
اگر ہار ایک دوسرے کے بعد ان کی طرف تھوڑا تھوڑا لشکر بھیجے رہیں تاکہ وہ بیوقوفی بھولی معرکہ آئی کر کے ان کو ہلاکت نہ لے سکیں۔
ان کا میں فوج ہادی باری اور فوج کے ساتھ روانہ کرتے رہیں۔ اسی مقام پر زیادہ دنوں ٹھہرے اور ان کے قعدہ بند ہوئے
دل شک ہوئے اور ہندی کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ذرا صبر کریں۔ یہ صبر کے بعد ہی فتح ہو کر آتی ہے۔ اللہ اپنی حکمت اور مقام کو

۱۔ ۱۰۰ کا ذکر ہے جو وہاں کو چھڑا ڈھکیلی جی تپکے تھا۔ بخیر سے چھوڑا ہے بخیر اور اگر یہاں ۱۰۰

۲۔ ایک سو نو تھوڑا ہے۔

کسی حالت میں نہ چھوڑیں اور اس قوم کے گمراہوں سے بچتے رہیں۔ آپ نے کہا بہت جلد ہی ماضی میں وہاں پر کرا آپ نے
پہلے ہی منظر میں تھیں اور وہ جابجا پر ڈال دیے۔ آپ کے واسطے دروازے سے ذرا فاصلے پر طائفی چم کا ایک ٹھکانہ نصب
کر دیا گیا۔

ابو محمد عبداللہ بن جابر اللہ بن ابی سہب نے اپنے دادا حضرت رفاعہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جو دمشق کی اس لڑائی
میں حضرت ابو سعید بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج میں شامل تھے پوچھا کہ اس وقت بنی ہاشم حضرت ابوسعید بن جابر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے پاس وہیں کے اہل شہر میں سے جو انہیں ابن دین بھری تھے اور فوج حوران سے حاصل ہوا عقاربڑوں جیسے
سلاح ہوتے تھے ان کی کیا وجہ کاٹنے کی تھی کہ انہیں ان کے لئے نصب کیا گیا اور وہ انہیں یہی سببوں کے قتل ان کے پاس رکھے رہے۔
آپ نے فرمایا کہ بنی ہاشم حضرت ابوسعید بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج تھی، مابین ان اور کس شخص تھی تاکہ وہ نہ دیکھا اور اس کی
بہت ہی ممانعت ہو جائیں۔ یہ کہ وہی اس بات کو بھی طرح سمجھیں کہ مسلمان کسی دینی فرائض اور ملک گیری کی باتوں کے لئے
نہیں لڑتے بلکہ وہ اپنے خدا کی عظمت اور آخرت اور دین کی نصرت کے لئے یہ کام کرتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کی یہ حالت تھی
کہ جس وقت وہ وہیں کے کسی شہر میں خبر آکر تے تھے وہ اپنے قریبی لیے مسجد قائم کر کے ان سے فاصلے پر ان ٹھکانوں کو نصب کیا
کرتے تھے ان ٹھکانوں کے پاس محسوس ہوتا تھا کہ وہ اسلحہ رکھتے تھے، قلعے رکھتے تھے، یا ایک کئی ٹھکانے اور اس کے پاس کوئی شخص
پر کھینچ پھرتا تھا۔ اگر کبھی اتفاقاً ہم میں سے کوئی شخص بادشہ میں بھیج دیا جاتا تو وہ وہاں سے بھی خلاص ہوا تاکہ ان ٹھکانوں کو
جہاں سے ان ٹھکانوں میں کبھی نہ پڑا، پس لیتا تھا۔ یہی حال ہندوؤں کا تھا کہ جسے دشمن کے سامنے چاہتے تھے مگر انہیں استعمال
نہیں کرتے تھے حتیٰ کہ بعض مسلمان غزوے کی تحفوں کو اٹھا کر میں پروردگار سے زور کے کام لے لیتے تھے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا دمشق پر اپنے لشکر کو ترتیب دینا

واللہ فی ہمتہ ندلیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابو سعید بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب جابجا پہنچ گئے تو آپ نے اپنی فوج کو
لڑائی کا نظم فرمایا۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زبیر بن ابی سفیان کو بلا کر ہدایت کی تم اپنے
ساتھیوں کو لے کر باب البصرہ پہنچے جانا۔ اپنی قوم اور وہیں کی حفاظت رکھنا۔ اگر شہر میں سے کوئی تمہارے مقابلے کو نکلے اور تم
وہیں اندر تب مقابلہ نہ پاؤ تو فوراً مجھے اطلاع دے دینا۔ میں دمشق والہ تعالیٰ تمہاری مدد کو پہنچوں گا۔ اس کے بعد حضرت خرصیل بن
سنان کو بلا کر فرمایا تمہارا قبو پر تھیں جو جادو اور احتیاط رکھو۔ اس دروازے کا محافظ بنائی جاوے بہت ہو لیا اور لاوارہ دی ہے۔ اپنی
قوم کو ہمارا ارادہ بادشاہ عراق کے نزدیک اپنی شجاعت اور لہری کی وجہ سے بہت محبوب ہے اور اسی وجہ سے عراق نے اس سے اپنی بیٹی
کی شادی کی تھی۔ اگر وہ تم پر مسلہ آوے تو مجھے خبر کر دینا۔ میں انشا اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کو پہنچوں گا۔

حضرت خرصیل بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے بے باکیوں کے امور اور ان کی شخص نہیں ہے جس پر کسی کا میل
چل سکے۔ بعد وہ آپ نے حضرت عمرو بن عامر کو بلا کر حکم دیا کہ تم باب فرادیس پر فزادیں کہ وہاں سے کسی طرح جوکت نہ کرنا۔
کیونکہ میں نے نہ سیکہ کہ وہیں ازادان قوم جمع ہیں۔ حضرت عمرو بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس بحر صفا لے گئے۔ پھر آپ نے

حضرت قیس بن مسیح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد فرمایا کہ تم اپنے لشکر کے ساتھ باب (۱) الفریں جیتے جاؤ آپ وہاں پہنچے تھے۔
واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ بتاتے ہیں کہ مشرق کا باب (۱) مشرق کا تھا لیکن اس پر لڑائی نہیں ہو سکی تھی اسی وجہ سے اس کو عربہ میں
باب السلاطین کہا جاتا تھا۔

اس نظام کے بعد آپ کو غنائم بھیجی باقی ماندہ لشکر کے سر باب شرقی یا مصر سے اور حضرت ضار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد
فرمایا کہ لشکر کو اور فرمایا کہ تم بھاؤ۔ (یعنی غلاموں کے ساتھ کرو۔ اپنے لشکر کے ہمراہ شہر کے چاروں طرف نہایت سخت رکھو۔
اکثر مٹی کی مشینیں آگیاں بنا کر مٹیوں کے گھنٹوں یا سونے کی گھنٹوں کو جو گھنٹے تو گھنٹے ہی رہا ہے اور جو اس وقت تک سب گھنٹوں کا
کروں گا۔ آپ نے جواب دیا کہ مگر یہ شہر کے خلاف ہے کہ میں لڑائی اور جنگ کو چھوڑ کر ہٹاؤ اور خود آدائی میں مشغول ہو
ن کرو۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اچھا تمی ہمت اور ہمت کے مواقع دیا۔ حضرت نے نہ ارضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے کہا اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کا نام نہ تھا۔ یہ بتاتے ہیں کہ آپ حسب اہل بیت یا اشعار پڑھتے ہوئے نہ ہوں ہو گئے۔

(۱) زید اشعار (۲) اس کے مشق آتی تھی۔ یہ بتاتے ہیں کہ یہ اپنے گھنٹوں کے ساتھ آجاتے جو شہر سے پاؤں نہ جاتی تھی کہ نہ تھکتے کہ میں
ابھی ابھی نہیں کروں گا لیکن شہر کے اندر اس کو جو نہایت تیرا کھائے اور پھینکے والی ہے۔ میں بہت جلد تیرے پاس آگے رہاں کروں گا اور
قوم کو بہت جلد کام بزرگ کے چپ بہ کاموں گا۔

حضرت نے ارضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اشعار پڑھتے ہوئے ایک گھڑ سے ہوئے شہر اور غلبہ تاکہ پہنچنے کی طرح منزل مقصد کو
طرف سے۔ حضرت خالد بن ولید باب شرقی پر پہنچے۔ آپ کی فوج نے مٹیوں یا گھنٹوں یا گھنٹوں کے ساتھ آجاتے کہ حسب غلبہ
اور میں ایک بار بھی جاتی ہے فوج کو جاسور کی گھنٹوں کے۔ جو فوجی اور ان کے ہاتھوں آتے ہیں گئے۔ یہ مٹیوں یا گھنٹوں کے
بھی تیرے چلائے شروع کے اور طرفین سے تھکتے تھے اور پھر ان کی اس قدر ہار تھی کہ طرفین کے ان کا آدائی بھی ہو گئے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اشعار فرمان غلبہ ان میں یہ تھی۔ یہ غلبہ سے
لے کر ان وقت یہاں پہنچے جب کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضی اللہ عنہ کے ہمراہ باب شرقی پر جنگ و جدال
میں مشغول تھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میں نے باب شرقی کا رخ کیا اور یہاں پہنچے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
فرمان دیا۔ آپ اسے چاہو کہ بہت خوش ہوئے۔ مسلمانوں کو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ یہاں پہنچے کہ یہاں اور ان کے لشکر
کھانے کی خوش خبری سنائی۔

کہتے ہیں کہ یہ خبر بھی لشکر میں پھیل گئی۔ ان پر مسلمان لڑتے رہے۔ بہت دہلی دہلی ہوئی تھی یہاں سے تو مسلمانوں کا ہر مرد اور
اپنے اپنے دور اور اس دور کا مقام پر تھکے۔ باب (۱) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خط
جو دور ان کے پاس بھیجا اور یہ کہ وہ لڑتے یا یہ مسلمان غلبہ میں نہ رہے وہ خوش ہوئے۔ اس خط کی لڑائی کے لئے نہایت مستعد تھی
اور ان کے ساتھ گزرائی۔ باری باری سبائی اپنی فوج کی تعیناتی کرتے رہے۔ حضرت ضار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام رات
چاہے لشکر کے آگے اور ان کے ساتھ رہے کہ ان کا تک نہ پڑے اور شب خون کرو۔

۱۔ بعض فوجوں میں باب کہیں آگیا۔

۲۔ غلاموں کو جو نہایت تیرا کھائے اور ان کے ساتھ تھی کہ یہ خبر بھی دور دور میں رہے۔

واللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رات کو مسلمانوں کی تکبیروں کی آوازیں بہت زیادہ بلند ہوتی رہیں۔ روتی بھی رات کو غصہ میں کلمات کے ساتھ جھپٹے اور چلاتے رہے۔ شہر ہاؤ کی دیواروں پر ٹکانات آؤ پڑیں رکھے۔ آتھے بجاتے رہے اور مشعلیں اس قدر روشن رہیں کہ گویا دن نکل رہا ہے۔

واللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اہل دمشق آتھے جو کرشمہ کے دروازہ کا ہر قوم کے پاس آتھے اور شہر دیکھا کہ اس میں ہمیں کیا کرنا چاہیے۔ بعض نے کہا مصافحہ بجز ہے جتنی مقدار پر مسلمان مسلح کر لیں جتنی رقم ہمیں دے کر مسلح کر لینی چاہیے۔ بعض نے یہی کی تاکید کی اور کہا اپنی اہلاد میں کی جنگ میں جن فوجوں نے جن میں ہر قبیلہ، عہدہ، اور ایسے اور قیام، اور سب سے قبیلے آتھے ان کا مقابلہ کیا تھا۔ جب ہمارے ہم تعداد میں زیادہ ہوتے۔ کہ ان کا مقابلہ نہ کر سکے بلکہ مسلمانوں نے انہیں کھڑی طرح قہقہے سے کچھ دیا تو ہم جب کہ ان سے تعداد کے اعتبار سے زیادہ ہیں دشمنانیت کے اعتبار سے کسی طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ بعض کی رائے یہ تھی کہ بادشاہ کے دلا کو، سے ہمیں اس کام میں مدد اور مشورہ لینا چاہیے۔ یا اس میں اس کی کیا رائے ہے؟ ہمیں اس کے پاس جا کر اپنی کہنی اور اس کی منہی چاہیے۔ نیز اس سے درخواست کرنی چاہیے کہ وہ اس کا کام میں امداد ہاتھ بٹائے۔ اگر اس کی رائے مسلح کی ہوگی تو مسلح کر لیں گے یا اس کو ساتھ لے کر اس کی حمایت میں ہم مقابلہ کر لیں گے۔

دلاوی کہتا ہے کہ یہ تمام بیخ بن کر تو ما کے دورے پر پہنچے۔ اس میں چند سنا سپاہی ہیں۔ یہ سترہ تھے انہوں نے دریافت کیا تم کو کیسے آئے؟ انہوں نے کہا کہ بادشاہ کے دلا سے مناجا ہے۔ جہیز۔ انہوں نے کہا کہ بجز ہے ہم اندر سے چلاؤت لے آئیں۔ جہیز کے بعد یوں کہ دلا افسر ہوئے اور اس میں یوں ہو کر سامنے کھڑے ہو گئے۔ یہ دیکھ کر وہ بہت خوش ہوا۔ جھپٹنے کی جہیز تھی یہ چند تھے مگر ان کے چہروں سے خوف اور دہشت معلوم ہو رہا تھا۔ وہ ان کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اپنی اندھیری رات میں آپ لوگ یہاں کیسے آئے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اسے سردار انا کے شہر میں پر جہیز آفت اور بربادی نازل ہوئی ہے اور اس کی طرف توجہ کیجئے اور ہم پر آنے والی جہاد اور بلاؤ نازل ہو رہی ہے جس کے دفع کرنے کی ہمارے اندر طاقت نہیں ہے اس کا جو کما جائے کیجئے۔ ہمیں آپ پر بہت زیادہ اعتماد اور محبت ہے۔ ہم اہل عربوں کے ساتھ مصافحہ کر سیں اور جو کما آئیں انہیں دے دیں۔ آپ بادشاہ کو لکھ دیجیے کہ وہ ہماری مدد اور کمک کرے یا آپ ہی ان مسلمانوں کو ہم سے کسی طرف دفع کریں وہ نہ ہمارے ہلاک ہونے میں اب ہم کچھ کر سکتے ہیں۔ تو ما یہ سن کر کھل کھڑکھڑا اور کہنے لگا۔ نف ہے تم پر دشمن کو خوف کرنے ہی مدت اور تہ اور زخیم دانی ہے۔ اسے جہیز زخیم ہونے ہی تھی۔ مجھے اپنے بادشاہ کے سر کی قسم اسی تہ مسلمانوں کو لڑائی کے تہلی اور اس کا اہل بھی نہیں سمجھتا اور اس بات کے قائل جاننا ہیں کہ وہ تیروں کی جو چوڑی شمشیر بھی تھکتے ہوں گے۔ اگر کبھی وہ میرے قریب آئے تو میں ان کے انگوٹھوں کو چھیلوں کے ساتھ ملا دوں گا اور اپنی قوم کو چھوڑا دوں گا اور اپنا راہ۔ لوں گا۔ تجا ہے شہر میں اطمینان سے رہو اور کسی طرح کا خوف دل میں نہ آئے۔ کیونکہ ان کے واسطے شہر کا روز و رات کو ہول بھی نہ آئے تو آئی کسی کی نصت ہے کہ شہر میں کھسک آئے۔

اہل دمشق کا تو ما کو لڑائی کے لئے آمادہ کرنا

اہل دمشق یہ سن کر کہنے لگے۔ سردار! مسلمان بہت سخت ہیں اور جو آپ نے بیان کیا ہے وہ ان صفات سے نہیں بڑھ جاتا۔

کہ ہیں۔ ان میں کائنات چھوٹے ماحیوں اور روزے سے بڑھاؤنی میں سے لگا کر اسے ساتھ کا مقابلہ کر سکتا ہے اور ان کا سردار تو خدا جلالت آتی ہے کہ اس کا مقابلہ ہی نہیں ہو سکتا۔ آپ انہیں شہر اور اسواہل کا محظوظ کرتا اور کھانا پیتے ہیں، آپ ہادی پوری پوری نہایت کرنا، انہوں نے کہتے ہیں تو آپ یہ تو ان سے صلح کر لیں باہر سے ساتھ چل کر ان کا ساتھ لے لیں۔

قرآن نے جواب دیا کہ باقوم انوں تو تم میں سے زیادہ ہوا۔ اور تم تمہارا شہر، مومن مسلمان اور کعبہ بند ہے اور تمہارے اس شہر کے علاوہ تمہارے پاس ایسے ایسے شہر اور شہریں ہیں۔ چوتھے تمہارے پاس کافی اعلیٰ اور سائنس موجود ہے۔ پھر یہ لوگ کھائے پئے ان کے پاس کا سامان دوسراں کیوں انہوں نے کہا کہ سردار ان کے پاس جو دانی سامان دوسراں اور بے شمار اشیاء موجود ہیں جو انہوں نے جنگ لڑنے اور پھرتی میں حاصل کیا۔ نیز بزرگوں اور عوامیوں سے یہ لیا میں مقابلہ ہوا تو خود ہم مقابلہ میں تھے وہ چھینا، خود ان کے مقام میں پائس اور ان کے وہی انہوں سے یہ۔ انہوں نے کہا کہ ان کے علاوہ ان کے ہاتھ آئے۔ ان کے پاس سامان دوسراں اور انہوں نے ہم سے بھی حاصل کیا تھا۔ یہ ہے مگر لاہور اسی کے سب سے کام نہیں لیجئے۔ علاوہ انہوں ان کے لیے خدا کی طرف سے انہیں ایک خبر دی ہے کہ جو مسلمان جہاد میں لڑا جائے گا وہ بیٹے کے لئے جنت میں داخل ہو جائے گا اور جو کافر کفر میں داخل ہو جائے گا۔ اسی واسطے یہ لوگ کھائے پئے اور کھاتے جو بے عزت ہو کر ہم سے مقابلہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے لیے کے قول کے موافق جنت میں پہنچ جائیں۔

تم یہ کہ تمہارا کہنے والا کعبہ کی سی مادیوں نے انہیں زیادہ دیر بنا دیا ہے۔ ان کی ہمت باقی تھا کہ انہوں نے ان کی ہمت میں کئی ہیں اور ان کی جو ستان فروزا اور غلاموں کے لئے نہیں آتے۔ اور تمہارے اس کے ساتھ ان سے لڑتے تو چونکہ تم ان سے کئی گنا زیادہ تھے سو ان کو قتل کر دیتے۔ انہوں نے کہا سردار آپ بھی طرح چاہیں یہ واسطے سے دور کر دیں اور آپ یہ یاد رکھیں کہ اگر آپ ہمارے دواؤں سے نہ کریں گے تو ہم جس چیز پر جو مصالحت چاہیں گے ان سے کر کے ان کے واسطے دواؤں کو قبول کریں گے۔ تو ان کی یہ گفتگوں کر، یہ کہہ کر فرار کرنا، ہمارا اس کے بدلے میں یہ خوف ہے اور کیا کو اتنی پہلک ایسا ہی کر دیں گے۔

پھر خوب سوچ کے کہنے کا تم کو اب بالکل غور کرو۔ میں کل تمہارے ساتھ ہو کر ان سے لڑائی کے لئے نکلاں گا۔ ان کے سرداروں کو بھی جن کو قتل کرناں کا دواؤں سے نہ کرناں کا۔ تمہیں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ ہو کر ان کی ہمت کی لڑائی لڑو اور میرے قوت بازو بولناں جان تو کہ کوشش کرو کہ جہاد میں پہنچ کر ان اور تم کا سب ہو جائے۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم آپ کے ساتھ جاکر آپ سے قہر میں ملے اور سب تہہ ہمیں سے یہ فراموشی نہ رہے اس وقت تک رہا کرتے رہیں گے۔ اسی نے کہا پھر میرے لڑائی میں ہر کوئی۔ اب ان میں اسی طرح ہر ایک طرف نصیحت آنے لگی۔ یہ وہ ان کا شکر پاؤں کر کے رخصت ہوئے۔ تمام بات ٹھنکی نہایت اچھی۔ یہ جو اس اور دواؤں کا یہ کہ روایت کی اور اس کے حق میں ہوا۔

آخر اس کا یہ ہوا کہ علی نے علی بن ابی طالب کو ان میں سے جو اب انی اللہ کے بھیجے اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے مقام میں حاضر ہوئے، انہوں نے انہیں نصیحت کے پاس رہے۔ حضرت رضی بن کعبہ رضی اللہ عنہ اب شرفی پر لشکر کوفہ میں تھے قمارات اسی طرح یہ دواؤں کا کھانا میں لڑائی۔ صبح سویرا ہونے پر ہر ایک سردار نے اپنی اپنی جماعت کو ہمارے ہائی، حضرت ابوجہد بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی باب جاب یہ پراپی فرج کو ہر

پر حاضر ہوا الٰہی پرچم نے کاحضر، یاد فرمایا کہ قصید لڑائی سے دل نہ ڈرا جائے۔ جو شخص آج محنت و مشقت کرے گا۔ کل بقیہ اور راحت اور آرام پاوے گا۔ یہ چاہئے کہ زیادہ احتیاط سے کام لے۔ یہ نہ بھائی کرتے ہیں اور کٹنے پر بھی کھینچتے ہیں۔ گھوڑوں پر مطلق سوار نہ آج تاکہ خدا کے دشمن قسم سے کھو نہ پر ہیں جنہیں حیر چلے۔ نے کا اچھا موقع ہے۔ ایک دوسرے کو دلا۔ پندرہ اور انہیں کے متعلق میں ثابت قوی رکھنا۔

دراں کرتا ہے کہ یہ سب پہنے ہمسوں کو نہ حالوں سے محفوظ کر کے پایا۔ وہی حق کی طرف ہے۔ اور حضرت پرید بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب سفیرت تھیں۔ میں میرے رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب کیان سے رفیع میں میرے اظہار رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب شرعی سے شریعی میں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب تو اس اور حضرت عمر بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ باب الفرائض سے ہے۔

واللہ کی رحمت اللعالمین نے مسند روایت کے ساتھ حضرت زکریا رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں تھیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں میں نے اپنے والد حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جرح و مشق میں سوچا تھا۔ اور وقت کیا کہ مشق کے کامروہ کے روز آپ حضرت سوار ہو کر رہے تھے یا بیدار؟ آپ نے فرمایا سوائے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اور سواروں کو جو اس کامروہ میں کہنگاہ میں تمام لشکارہ و شہر نے زور چلے گئے پھر رہے تھے جانی تمام لشکارہ بیرون تھا حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہر کے گزرنے کے لئے مجھ رہے تھے کہ آپ کب دشمن کسی جگہ سے مسلمانوں پر حملہ نہ کرے۔ آپ میں وقت گئی اور باز سے کے پاس خفیہ خوف تھوڑے فرار کو گولہ جنگ کی طرف دینے اور نیچے کے دشمنان خدا کے مقابلہ میں بہ کر رہے۔ کل یعنی قیامت کے روز تم اللہ تعالیٰ علی شانہ کے سایہ عاطفت میں اٹھ سناؤ گے۔ اگر خدا کے دشمن شہر نہ ہوئی وہاں سے تم پر خروج نہ کریں تو یہی تعالیٰ علی پر کار میں کہ میں بیان کے لہری سے یہی دونوں کے نیچے سے خراب بھیجیں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ علی شانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

کہتے ہیں کہ اب ایک نے دوسرے کو قرآنی کے لئے پکارا۔ میرے اندازوں نے جرح چلے۔ خود دونوں کی طرف سے جرح سے شروع ہو گئے نتیجے سے اٹھائے گئے کہ مسلمان اس بلا پر جو کلمہ اوسوں کی طرف سے نمودار ہوئی نہایت میرے استقلال سے اٹھنے رہے۔ ہاشم کا راز ادا کیا ہے ہمام اور اس سے نکلا۔ یہ شخص تمام دشمنی میں نہایت عالم مذاہم، انجیل اور انجیل حضرت عیسیٰ کا لڑوں کے شعروں میں اس سے زیادہ مایہ اور اپنے دین کا کوئی دوسرا نہ ادا اس کے برابر نہیں تھا۔ اس سے زیادہ کوئی دوسرے بزرگ قوم سمجھا جاتا تھا۔ آج یہ اپنے نکل سے اس نہایت اور شانہ کے ساتھ تھا کہ سب سے بڑی صلیب اس کے ہاتھ میں تھی اس نے صلیب کو راجع پر کوڑے یا ہٹاؤ اور ادا یہ نیز سے بڑے۔ نہ عمر کی اس کے گرد بیٹھ جو سب انجیل ایک اور شخص کے ہاتھ میں تھی اس نے بھی اسے صلیب کے پاس رکھ دیا۔ نعرانوں نے اس وقت چلا شروع کیا۔ تفتش و تفتش کی آوازیں آنے لگیں۔ تو سامنے اپنا ہاتھ انجیل کی ایک سطر پر رکھ دیا اس طرح دعا پڑھتی شروع کی۔

”اللہ العظیم سے اس شخص کو دے جو حق پر ہو میں نے لب تراشوں کے ہاتھ میں نہ دے دیا میں کو یہ یاد کرتا ہوں کہ جانا ہے۔ اسے اللہ میرے ہم صلیب کے دانے اور اس شخص نے سینہ سے جو کوئی دیا تھا۔ جس نے آیت دے کو خیر اور اللہ تعالیٰ لاہوں کو کوڑا کرنا تھا۔ سے نزدیک اور قرب چاہتے ہیں۔ اور شخص بیٹھ تیرے ساتھ ہے۔ یہ نہیں آیا اور مجھ کو گنہ گار سے پاس سے انجیل ناپ۔ پس میں ان نہ لوں کے متعلق میں مدد سے اور جو شخص راہ راست پر ہے اس کو لب تراش کی اس سے پر سب نے کی رات میں تھی۔

واقعہ بن قیس کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت شرمیل بن حسنہؓ کا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح بیان کیا تھا اور ان سے روایاں حاکم بھری جواس وقت ان کے پاس باب تو ماس تھا۔ وہ دسویں سے یہی کرتا رہا کہ کہتا جاتے تھے۔ کیونکہ ہر ایک کلام ان کا وہی ہم کو ہماری زبان میں بتلایا کرتے تھے۔ حضرت واقعہ کہتے ہیں کہ وہ دسویں کی یہ کھڑکی تھیں اور حضرت صفی بن مریم علیہ السلام پر ہمت نہ کر حضرت شرمیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز دیگر مسلمانوں نے خدا سے پناہ مانگی اور دوازہ کی طرف چلے کی غیبت سے بڑھے اور چونکہ حضرت شرمیل بن حسنہؓ کو تو ماس کا یہ قول سخت ناگوار لگا رہا تھا اس لئے آپ نے فرمایا کہ وہ دو آدمی نے جھوٹ بکا ہے۔ حضرت صفی بن علیہ السلام خداوند تعالیٰ کے نزدیک حضرت آدم علیہ السلام کی مثل ہے۔ ان کو ہادی تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا ان کو جب تک پاؤں نہ رکھا اور جس وقت غوثی ہوئی اٹھا لیا۔ یہ کہہ کر آپ نے اس پر ایک سخت حملہ کیا۔

دمشق میں تو ماس کی لڑائی اور حضرت ابان بن سعید کی شہادت

مسلمان اس قدر سختی اور جھگڑا کے ساتھ لڑے کہ اس سے پہلے کبھی کی لڑائی میں اس دور کے ساتھ نہیں لڑے تھے۔ عبید بن جراح نے بھی غیبت سے بے گھر کی کہ ساتھ مقابل کیا۔ اس کے آدمیوں نے ہجرا اور تیروں کا ٹوکا دیا۔ یہ برسات شروع کر دیا جس سے بہت سے مسلمان مجروح ہو گئے۔ ہجرو میں حضرت ابن بن سعید بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے کہ ان کے ایک مسودہ (نور میں بچھا ہوا) آ کر لگا۔ انہوں نے اگرچہ اسے نکال لیا اور زخم پر اپنا ہمارے خدا کا نام پڑھا تو انہوں نے اس سے تر کا ٹاپا اپنے بدن میں محسوس کیا اور یہ لے کر بڑے۔ ان کے بھائیوں نے انہیں سنبھال کر ان کے گھر لے آئے اور انہیں کیا کرنا سکھایا کہ ان کے گھر لے آئے۔ مگر حضرت ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھولنے سے منع کیا اور فرمایا کہ اس کو کھول دیا گیا تو میرا دم ہی وقت کھولنے کے ساتھ ہی نکس جائے گا۔ خدا کی قسم! جو کچھ میں ہادی تعالیٰ سے مانگا اور امید کرتا تھا وہ مجھے مل گیا (یعنی شہادت۔ ترجمہ) مسلمانوں نے ان کی خواہش کے خلاف اس زخم کو کھولنا شروع کر دیا۔ ابھی یہ کھولنے میں نہ پاسے تھے کہ حضرت ابان نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھائی انگلی سے اشارہ کیا انشاء اللہ لا الہ الا اللہ وان محمد رسول اللہ هذا ما وعد الرحمن وحديث الصالحون (انکس) ہے کوئی مجبور اگر خدا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، یہ وہ ہے جس کا وعدہ رحمن نے کیا تھا اور رسولوں نے سچ کہا تھا) آپ کے منہ سے ابھی یہ جملہ پورا ابھی نہیں نکلا تھا کہ روح اس شخص غصہ کی کوجھوڑ کر عالم بلائیں جی گئی۔ خداوند تعالیٰ ان پر رحم کریں (امام احمد والیہ رحمہ اللہ)۔

آپ کی شہادت ابھی اجساد میں کے مقام میں چنا چاہا ابان بہت شب بھر سے ہوئی تھی جن کے ہاتھ اور سر سے سب عروہ کی پہنڈی اور خطر تک کاٹا ابھی تک زائل نہیں ہوا تھا یہ ایک عجیب اور لیر مانند ان کی خانوں اور پانچواں لڑنے والی عورتوں میں سے تھیں جس وقت انہوں نے اپنے شوہر کی شہادت کے متعلق سنا تو غیبت گھبراہٹ کے ساتھ لٹکے ہوئے دامنوں میں الجھتی ہوئی ٹھوکریں کھاتی ہوئی ان کی لاش کے پاس آ کر کھڑی ہو گئیں۔ انہیں دیکھ کر ثواب کی امید میں مہر کے سوائے اس جملہ کے اور کچھ جان سے نہیں بچھے دیکھا کہ آپ کو جسطرح ہمارا مبارک ہو۔ آپ رب العالمین کے جوار رحمت اور بڑی بڑی آنکھوں والی عورتوں کے پاس چلے گئے۔ اس خداوند عالم کے پاس جس نے ہمیں ہدایت فرمادیا ہماری ہمت کی چونکہ مشاق ہوں خدا کی قسم اس قدر جہاد کروں گی کہ تم سے مل جاؤں۔ کیونکہ میں نے تمہیں ابھی طرح دیکھا اور آرام برتا اور تم نے۔ خدا کو یہی منظور تھا کہ میں ہمارا

ہوں۔ میں نے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے کہ تمہارے بعد مجھے کوئی مس کرے۔ میں نے اپنی جان کو خداوند تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر دیا ہے۔ میں تم سے بہت جلد ملوں گی اور مجھے امید ہے کہ چکام بہت ہی جلد ہی ہو جائے گا۔

کہتے ہیں کہ ان سے زیادہ صبر کرنے والی عورت کوئی دیکھے میں نہیں آئی۔ اس کے بعد ان کی تجسیم دھنیں ہی گئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز چٹاڑہ پڑھائی اور ان کو ہر دعا کرا دیا گیان کی قبر مشہور ہے۔ حضرت ام ابان رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبر کے پاس بالکل نہیں غمخیزیں بلکہ مسجد میں خیر میں آنی اس طرح سے مسلح ہوئیں۔ اپنا ہاتھ کھوار ہاتھ میں لی اور بیت بدل کے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بغیر خبر کے مسلمانوں کے ساتھ لشکر میں شامل ہو گئیں۔ لوگوں سے در یافت کیا گیا میرے شوہر کون سے دروازے پر شہید ہوئے؟ انہوں نے کہا تو مائمی دروازے پر جو ہر قتل ہاشمہ کے والدہ کے نام سے مشہور ہے اور اسی نے خبردارے شوہر کو قتل کیا ہے۔ آپ حضرت شرمیل بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کی طرف روانہ ہوئیں اور اس میں مل کر نہایت سختی سے لڑیں۔ آپ نہایت اچھی تیرو تھان گئیں۔

حضرت شرمیل بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس دروازے کو مائمی ایک شخص کو صلیب اٹھائے اور اپنے لشکر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دیکھا اور دیکھا چلا کر کبیر ہاتھ کھارے خداوند تعالیٰ صلیب کو اور اس شخص کو صلیب کی طرف پھانسی ہے دودے۔ اسے اللہ ان پر اس کا غلبہ ظاہر کرانہ اس کو بلند مرتبہ کر۔ حضرت شرمیل بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اچھی اس کی طرف دیکھی رہا تھا کہ حضرت ام ابان نے ایک ایسا تیر چلا کر نکلا کے بغیر نکلتے پر جاگا۔ اسی وقت وہ صلیب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گئی۔ میں نے خود اس کے پٹیکے ہوئے جواہر دیکھے۔ مسلمانوں میں کاہر شخص اس کے مخاطب لینے کے لئے اپنے بدن کو زخموں سے چھڑا کر دوڑا۔ پھر وہ کی پادشہ ہوئے تھے۔ ہمارے آدمیوں نے صلیب کے اٹھانے کے لئے اس قدر سہکتے کی کہ ایک دوسرے پر گرتا چڑچڑا چلا جا رہا تھا کہ پہلے میں ہی الفاظ۔ خدا کے دشمن تو انے جب صلیب کے مخاطب لینے کے لئے مسلمانوں کی اس قدر کثرت اور قلت دیکھی تو اسے اپنی ذلت و خواری کا احساس ہوا اور کھول کر اب جلاکت قریب ہے اسی کا آخر اس وقت اور نیز دروازہ اسے سخت، گوارا کرنا کہ ان سے دل میں غم کیا کہ بادشاہ کو اس کی خبر ضرور ہوگی کہ صلیب اٹھم گھ سے جھینسا لی گئی اور کچھ دن کے لئے اس کے ہاتھ سلطان ہو گئے۔ یہ سوچ کر اس نے کمر کھینچا۔ تلوار اور ہر ہاتھ میں لی اور اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا جسے میرا ساتھ دیا ہو وہ میرے ساتھ چلے اور مجھے بیٹھنا ہے بیٹھ جائے۔ میں اب ضرور مقابلہ کو لگوں گا اور دشمن کو ہلکے کر کے اپنے دل کو زخمی دلا دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ بہت بھرتی سے پیچھے ہٹا۔ دروازہ کھول دیئے کاظم دیا اور دروازہ کھلتے ہی سب سے پہلے میدان میں نکلا۔ وہی چنگ اس کی شجاعت اور داہگی و دانش مندی اور شدت حملہ سے خوب واقف تھے اس لئے بعض تیرکان اور بعض زحالیانہ کو مار لئے ہوئے ٹوٹی دل کی طرح اس کے پیچھے پیچھے نکل پڑے۔

کہتے ہیں کہ مسلمان صلیب کے کونے میں مشغول تھے کہ وہی پیچھے چلائے دروازہ سے باہر آئے۔ خود خود غما بخند ہوا۔ مسلمانوں میں سے ایک نے دوسرے کو متنبہ کیا کہ جب وہیوں کو اپنی طرف آتے دیکھ تو صلیب حضرت شرمیل بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہر درگزی اور خود ان کے مقابلے میں ڈٹ گئے۔ دشمن کی طرف بڑھے اور اگر چہ دروازہ کے اوپر سے تیر اور پتھر کافی مقدار میں برس رہے تھے مگر بھر بھی وہیوں پر لی پڑے۔

حضرت شرمیل بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے آواز سے کہا یا معاشر المسلمین! دروازہ کے

ماننے سے پیچھے ہٹ کر لڑو گا کہ دشمن کے ہتھوڑوں سے محفوظ ہو رہا ہے۔ یہ سن کر مسلمان پیچھے ہٹے اور اس طرح دشمن کے شر سے محفوظ رہے جس وقت یہ پیچھے ہٹے تو خدا کے دشمن کو ماننے والے نہیں لڑتے اور مارنے ان وقت قابل کیا۔ یہاں سے روٹی اس کا حلقہ کئے ہوئے تھے اور یہ ایک سست لڑائی کی طرح مبہوم رہا تھا۔ حضرت شریعت بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی یہ حالت اور شر کوں کا خدا دیکھا تو اپنی قوم کو فکرا رہ کر کہہ کیجئے گئے۔ معاشرہ اناسی ایشیہ کے حلقہ کرنے کے لئے اپنی موت کو بھول رہا ہے۔ اپنے خالق کو رہی کر اور یاد رکھو وہ جسے یا پیدا دکھانے سے انہی نہیں بہتا ہر موم کہ اور ان میں تمہیں ہلاک خدا اللہ تعالیٰ رست دہی ہے۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے یہ سنتے ہی اس نے یحییٰ کے ساتھ مل کر ایک بڑی عورت دوسری جماعت میں گھس گئی۔ تو دونوں نے اپنا کام شروع کر پھر اسی عورت نے شہداء پر پڑائی۔ اور وہ دونوں و شہید میں خیر چھٹی کوتاہی میں دونوں کے شہداء سے لئے گا۔ ہے۔ صلیب عظیم اس کے ہاتھ سے مسلمانوں کے جتنہ میں چلی گئی۔ یہ سنتے ہی لڑے۔ لکھنؤ سے ہونے والے مسلمانوں کی بدامانت بڑھ گئی۔ خدا کا دشمن تو، دانیس ہا کی دیکھا اور اپنی قوم کو صلیب کی لٹاؤں اور اس کے حصول کی ترغیب دیتا جاتا تھا کہ وہ خدا اس نے اسے حضرت شریعت بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسری گھس گئے۔ دیکھئے وہ بے مہربانی کے عالم میں لگا کر لال کر آپ کی طرف بدعنوان چار کتبے لگا کر اس اب صلیب ان دانیس کی وجہ سے ہی پر ہلاک نہ ہوئی ہے۔

تو ما کا حضرت ام ابیابؓ کے تیر سے زخمی ہو کر گرنا

کہتے ہیں کہ حضرت شریعت بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت پہ تک اپنی طرف آئے دیکھا تو صلیب کو دھڑ سے پھینک کر لوہا ہاتھ میں لے کر سیرین کے برابر کی اور متبادل میں ڈنکے گئے۔ تو نے آپ پر پوری طرح حملہ کیا مگر جس وقت صلیب کو زمین پر چڑے دیکھ کر اپنے آدمیوں کو آواز دی اور وہ اس کی تک کے لئے آجودہ ہوئے۔ اور حضرت ام ابیابؓ نے جس وقت حضرت شریعت بن حسنہؓ پر تو کو کھڑے کرتے ہوئے دیکھا تو آپ نے ہر ہفت کیا کہ یہ اپنے نفس کو دین میں کرنے والا وہ نہیں ہے۔ مسلمانوں نے کہا کہ یہ ہے وہ ایشیہ کا دارالہدایہ آپ کے شر پر کا قافلہ۔ ام ابیابؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سنتے ہی اس کی طرف پھینچیں اور جس وقت اس کے قریب پہنچیں تو یہ کہ چہرہ پر جہاد کر چاہا تھا کہ چھوڑ دیں روٹی میں کے قریب پہنچ گئے۔ ارادہ کیا کہ انہیں گزرتے پہنچا کر مگر آپ نے اس کی ہتھوڑی دانیس کی اور سبب اللہ و علی ہو کلا رسول اللہ کہہ کر لڑائی پر تیر چھوڑا تو قریب تھا کہ حضرت شریعت بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ جائے گا کہ اسے یہ خبر آیا کہ اس کی دانیس آکھ میں اتر چکا ہے۔ تیر کھاتے ہی یہ چلا ہوا پیچھے ہڑا اور حضرت ام ابیابؓ نے دوسرے تیر کا ارادہ ہی اپنا تھا کہ تیر کو ان کی طرف لپکے اور دانیس نے خدا کے دشمن تو کو فوج والوں کی ہتھوڑی سے مارا۔ مسلمان بھی یہ دیکھ کر حضرت ام ابیابؓ کی حفاظت کے لئے اس طرف بڑھے اور جس وقت یہ دشمنوں کے شر سے محفوظ ہو گئے تیر بھر سب دانیس دانیس ہتھوڑی چھوڑ کر تیر مارا۔ انہیں (تیر حشرات)۔ ام ابیابؓ تو اپنا بدلہ لے اور ایک چٹکنے والا مذکر تیر سے تیروں سے دانیس میں شور مچا رہا ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اب تیر انہوں سے ہی بات کروں گی۔ صحابہ میں پھر دیکھیں کہ اس کی۔

اللہ کی رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ اشعار پڑھتے پڑھتے پھر ایک تیر اور دانیس روٹی کے سینے پر لگا۔ وہ پھر دانیس

زمین پر لڑا تو ایک ہزار اس کی گردن پر چڑھا۔ وہی لڑا فتح ہوا اور مر گیا۔ خدا کا دشمن تو یہاں تیرے کھاتے ہی اونٹ کی طرح لہلہاتا اور چلاتا ہوا جھانکا۔ روزانہ کے قریب آیا اور اس میں مفس کیا۔ حضرت شریعتی بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ ایک کڑا پتے ساتویں سے چلا کر کیا تو ہر سخت دشمنوں سے کہہ دی کہ جھانک۔ انہوں نے طرف دلوں کو گھسیٹ کر کہہ دیا کہ تم ان تک پہنچ جاؤ۔

یہ کہہ کر آپ بخیر واپس کی جماعت ان کی طرف دوڑی اور ان کو مارتے رہتے دو دن تک بھٹائی بھی لگی مسلمان جس وقت دوڑنے کے قریب ہوئے تو ان پر دھوپ سے پتھر اور حجرے سے گئے۔ مسلمان پیچھے ہٹے اور عداوت کچھ اور صلیبیں لوٹ لینے کے حق میں سواریوں کو گوارے نکالتے اور دبا دبا کر دشمن آگے بھی اسی طرح حیر لے دے اور ان سے جس دامن ہو گیا اور جس وقت پانچ اور آٹھ بھائی ہوا تو فوراً اور دھند کر لیا گیا۔ معززین اور درویشوں نے قوم میں کے گڑبغ دھوئے۔ حکماء نے حیر نکالنے کے نہ دیر سوچیں اور چاہا کہ اسے چکر کھینچ لیں مگر وہ کسی حدیر سے نہ نکل سکے۔ تو شہادت درود سے چچا بڑا تھا اور ان کی حدیر اس کے نکلنے کی بجھ میں نہ آئی۔ "خیر کا گڑبغ جو کئی کا تھا کٹ دیا گیا اور پیکان آگے میں رہنے لگا۔ پانی نہ صحنے کے بعد گھر چھنے کے لئے کہا مگر یہ دروازے کے اندر ہی جکڑ پڑا۔ پتھر دوسرے کے بعد دوسری سکن بھائی قوم نے پھر مکان پر جانے کا امر دیا اور وہ کہہ کر جس قیدوں میں گرا آپ گھر میں آؤم کریں تو بہت بہتر ہے۔ افسوس! "یہ ہم پر دو مہینہیں نازل ہوئی ہیں۔ پہلی مصیبت صلیب و عظم کا ہاتھ سے نکل جانا اور دوسری مصیبت آپ کی آگ میں جھرن لگنا اور یہ دونوں مہینہیں اس قوم کے ہاتھ سے ہمیں پہنچیں۔ اب ہم ابھی طرح جان گئے ہیں کہ اس قوم کا کوئی متولدہ نہ رہتا۔ کوئی ذبیحہ ان کی اس آتشِ حرب میں قدم نہ رکھتا ہے۔ ہم نے آپ سے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ جو کچھ یہ ہم سے آئیں انہیں دے دلا کر ان سے مسیح کر لینی چاہئے۔ تو یہ نہ کر آگے ٹھہرا ہوا میرا اور کہنے لگا اسے بد بختوں کا سوچو کہ صلیب و عظم جاتی رہی۔ میری آنکھوں کو دھند پھانپنا مزہ و اقبال دے گئے پھر بھی میں ان غلاموں کی طرف سے غفلت کروں اور اسے طور پر بے خبری بدلتوں۔ کیا میری اس غفلت کی اطلاع سستی اور غمگینی خبر بادشاہ تک نہیں پہنچے گی۔ مجھے ہر حال میں ان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔ میں یقیناً ان سے اپنی صلیب و دامن لوں گا اور اپنی ایک آنکھ کے عوض ان کی ہزار آنکھیں چھوڑ کر رہوں گا تاکہ بادشاہ کو معلوم ہو جائے کہ میں نے ان سے اپنا جان لے لیا ہے۔ میں جاں ہی میں ان کے ساتھ ایک ایسا مکر اور ایک ایسی چال چلوں گا کہ کسی طرح ان کے سر و رنک پہنچ جائیں اس کے بعد ان کی جماعت کو مار کر بچا دوں گا۔ جو کچھ انہوں نے ہم سے لیا ہے وہ سب لوہے میں گا اور رکھا کر کے بادشاہ کے پاس چلا کر دوں گا۔ اس کے بعد پھر بھی میری آتشِ انتقام فرو نہیں ہوگی بلکہ میں ایک لشکر تیار کر کے بارہ ہزار فانی کا سامان اور تیرہ ہزار ساتھ لے کر قازان اور بادشاہ کو مار کر (خاکستہ دکن۔ مترجم) پر چڑھائی کروں گا وہاں پہنچ کر ان کے آجرو کو سداہنوں کو تیار ہر باد گھروں کو کھنڈ اور مسجدوں کی اہانت سے اہانت عبادوں کا اور ان کے شہروں کو اس قاتل مردوں کا کھنڈ میں گواہ گھنٹش اور دوسرے وحشی جانوروں سے نکلیں۔

یہ کہ کر یہ اور اترے کے اوپر چڑھا آ نکھہ پئی باندھے تاکہ اس کے لوگوں کے دلوں میں سے سسلاؤں کا عرب نکل جائے
انہیں جنگ کی ترغیب دینے کا وہ تباہ کنہرا دستہ اہل عرب سے جو تھیں تکلیف پہنچی ہے اس کی چنداں پروا مت کرو صلیب ضرور
انہیں جھکا کے رہے گی۔ اگر تھیں اس کا یقین نہ ہو تو میں امداد اور ہتھیار نہیں دے گا۔ لوگوں کا اس کے کہنے سے وہ عمارتیں بندھی اور وہ
پھر ایک فوج کو بل کر لانے لگے۔

اور مسلمانوں نے بھی خوب امت کے ان کا مقابلہ کیا۔ حضرت عمر فاروقؓ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو

اللہ تعالیٰ عو کے پاس آئیک۔ اُنی بھیجا اور کہی کہ تم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہاں کا قرض نقد بیان کرو اور دو کو رو توبہ بادشاہ کے داماد کے، تم سے کہیں بے حد حساب نقصان اٹھانے چاہتے۔ خیر ان ہمارے مور یہ پر سب سے زیادہ ہنگامہ آرائی ہے۔ اس لئے ہماری کمک کے لئے کچھ آدمی روانہ کیجئے۔ قصہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرض نقد و شتر تین سے لڑائی حضرت اسدیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے تو کا زخمی ہوئے۔ صلیب کا گرنا اس کا مسافروں کے قدم میں آ جانا اور جس شخص کے ہاتھ میں صلیب تھی اس کا مارا جانا سب بیان کر دیں۔ آپ میں کر بے حد خوش ہوئے و بھر و شکر ادا کیا اور فرمایا یہ مسلمان تو مای جو بادشاہ کے نزدیک بہت زیادہ محترم ہے، لوگوں کو سب سے زیادہ عزت ہے۔ مجھے باری تعالیٰ مل چکا ہے۔ تو ان امید ہے۔ وہ دعا ہے اس کا جس میں ہمیں کفایت کریں گے اور ان کی بدی برائی اعلیٰ انکس پڑا لیں گے۔

اس کے بعد وہ نے فرمایا کہ تم حضرت شرمیل بن صدیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہو کہ تم اپنے دور چہ چہاں میں سے تمہیں تمہیں کر رکھا ہے بہ دستور کام کرتے رہو۔ مسخوں کا بڑا گروہ لڑو اور تجارت اپنے اپنے کام میں ہو چکے مشغول ہے۔ اب تم مجھے اپنے نزدیک سمجھو۔ نیز حاضر چشم کے چاروں طرف گشت لگا رہے ہیں۔ اب بھی تم سے ہر وقت قریب ہیں۔ اللہ اللہ تعالیٰ ان کے ہونے والے تہار و کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ دینی رنجیدہ دست بردار رہا کرتے رہو۔

کہتے ہیں یہی سن کر کا حد سے حضرت شرمیل بن صدیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ پیغام پہنچا۔ آپ نے نہایت باحری اور اشتغال کے ساتھ کام کرنا شروع کر دیا اور اس قرض میں اسی طرح لڑتے رہے۔ صلیب، غلام کے ہاتھ آئے اور قو کے زخمی ہونے کی خبر حضرت ابو عبیدہ میں جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز تمام سرداران افواج اسلام پہنچی تو وہ نہایت خوش ہوئے۔ مسلمانوں نے اور ہایت قدری دھمکائی۔ حتیٰ کہ بعد کا وقت گزرنے کے بعد مصر کا وقت آگیا۔ دونوں لشکر جدا ہوئے۔ مسلمان اپنی اپنی قوموں کو جس آئے ملتا ہوئی تو ان کی کہی گئی۔ ہر ایک سردار نے اپنی اپنی جماعت کو ہتھیار کی تیار کر دیا۔ آگ روشن کی گئی اور ان مسافر مسلمانوں کے نہیںوں میں خدا کا کلمہ پڑھنے کی آواز سنائی گئی۔

اللہ کی رحمت اللہ تعالیٰ عید کہتے ہیں کہ جب رات کی تاریکی نے برپا ہوا حساب اب تو طلوع قومانے کا ہر قوم اور پیران و مشرک جمع کر کے ان کے سامنے حسب اہل تفریق کی۔ دین نصاریٰ کے معاملہ تمہیں اس قوم نے گھیرا ہے اور تمہارے مقابلہ ایک ایسے مرد سے ہوا ہے جس میں نہ غلی نہ دین نہ تو تار واری نہ زور وری اور نہ کسی قسم کا پاس عہد ہے۔ اگر ان صورت میں تم نے ان سے صلح بھی کر لی تو وہ تم سے کسی طرح ادا نہیں کر سکتے۔ اپنی اولاد اور مردوں کو وہ اسی واسطے ساتھ لائے ہیں کہ وہ قور وراضی ہو یا ہر امر ہو وہ انہیں تمہارے مشرور میں آکر رہیں۔ یہ تم اس کو برداشت کر سکتے ہو کہ تمہاری عورتیں بے خانقاہ ہو کر قید ہوں ان کی بہنیاں نہیں۔ تمہاری اولاد ان کی غلام ہو اور گھبراہٹ ہاتھ سے نکل جائے اور تمہاری پوری پوری بے حرکت ہو۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم نے اس کو کسی طرح برداشت کیا ہو گا؟ صلیب تمہارے باحقوں سے کہی دے سے جاتی رہی اور وہ اس لئے آتم سے ہار میں اور فتنگیں جوگی کہ تم نے خود اپنے دلوں میں اس دین نصاریٰ کے منہ جانے اور مسلمانوں سے مصالحت کی اتفاق لی ہے۔ وہ نہیں وجہ ہے کہ صلیب نے تمہیں مزا دی اور تمہاری احسانت کی۔ میں جڑا آج ان کے مقابلہ کو لکھا تھا۔ گر میری آنکھ میں صدمہ نہ پہنچتا تو میں آج ان سے فارغ ہو کر می واپس و تیار ہب میں بھی ان سے بدلہ لوں گا اور جس طرح ہو گا اس اپنی ہر کو دور کروں گا۔ میں رجیم بادشاہ کی عزت کی قسم کھاتے کہ ہوں کہ مجھے بدہ لینا ضروری ہے۔ میں آنکھ سے بدہ لینا میں عرب کی دوجہ رہا نہیں نکال کر میں لوں گا اور انہیں بادشاہ

کے پاس روانہ کروں گا۔ اس کے بعد اپنی صلیب لوں گا۔ انہیں نے ان امور میں غفلت کی تو مجھے، دشماؤں کے خوف سے بے خوف نہ رہنا پڑا ہے۔

تو، کی پے لٹھکوں کے قہار سرداروں نے مختلف دروازے کھالے اور داخل ہات یہ ہے کہ مسلمانوں کا لشکر بہت بڑا ہے اور آپ کا مطلب زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی ایک طرف اور ایک دروازے سے مسلمانوں پر فوج پڑنا چاہئے۔ مگر یہ بھی ضروری ہے کہ ہم پہلے سے یہ سوچ لیں کہ اگر مسلمان نموداروں کی باتیں پیچھے کر لی صرف سے کسی آواز کے اور سب طرف سے مست مست اگر وہی دروازے کو اپنی جگہ لگا دے میں کے۔ سب سے بڑا سردار اگر شرقی دروازے سے آئے گا تو اور باب بندی ہے۔ چرن کا تمام مشکل ہو جائے گا اور ایسی مصیبت آکر پڑے گی جس کا برداشت کرنا میری طاقت سے نہیں باہر ہو گا پانی ہم پر طرح سے حاضر ہیں۔ اگر میری خوشی شہر باندہ سے باہر نکل کر لانے کی ہے تو ہم اس پر بھی راضی ہیں اور اگر تھکے ہوئے ہو کر چار دیواری سے لائے گا اور وہ ہے تو اس طرح بھی ہم موجود ہیں۔

تمہاریں کہ بولنا خون حرب میں جو شخص ممتاز ہو غور کرتا ہے اس سے کوئی بات بھی نہیں رہتی۔ میری کچھ میں اس وقت لڑائی کے لئے ایک خاص تدبیر آ رہی ہے مگر پہلے تمام افراد پر خاص و عام کو جمع کر لیا جائے۔ چند نچوڑ کچھ لوگ مسلمانوں کے خوف اور دروازوں کی حفاظت کی فوج سے موجود ہیں پر وہ مجھے اور اپنی تمام آدمی جمع ہو گئے۔ قرآن نے سب کو مخاطب کرتے ہوئے کیا کیا ارادہ ہے کہ میں مسلمانوں پر شب خون باروں اور ان کے فردوگا ہوں اور انھیں پر اچانک جاؤں۔ رات زیادہ صیبا اور اندھیری ہے۔ انہیں راستہ ان کو کچھ نہیں ہے۔ بے خبر ہے اور انھیں یہاں کے لگی کوچوں سے غیب واقفیت ہے۔ ہند ابتر ہے کہ ہر شخص ہمیں سے متوجہ ہو کر اپنے اپنے دروازے سے باہر نکلے۔ اور ہر کسی سا قیوں سمیت اپنے دروازے سے باہر نکلے گا اور اس طرح مجھے میدان ہے کہ ہم کامیاب اور خوش خوش اپنے گھر اس میں داخل ہوں گے۔

میں مسلمانوں پر مل کر کرنا اور ان کی قوم کو جو وہ باز کرتا ہوں کے سردار تک پہنچ جاؤں گا اور اسے قید کر کے، دشماؤں کی خدمت میں بھیج دوں گا۔ بادشاہ اس کے لئے جو چاہے حکم کرے۔ قرمیں سے جو شخص اپنے دروازے سے نکلے تو اپنی جگہ اور مقام کو کسی طرح نہ چھوڑے۔ میں لڑنا اور فتح تک پہنچ جاؤں گا۔ یہ سن کر سب نے خوشی اس کو بڑا خوش ہو کر لیا۔

تو ما کا شب خون کرنے کی نیت سے اپنے لشکر کو ترغیب دینا

اس کے بعد قرآن نے کچھ آدمی باب جاییہ پر متعین کئے اور کچھ باب شرقی پر اور ان سے کہہ دیا کہ تمہارے ان کوئی بات نہیں۔ مسلمانوں کا سردار مذکورہ بالا کے دروازوں سے بہت دور ہے۔ ان دروازوں پر شخص نہ پڑے گا اور اس کا نام نہیں ہے۔ انہیں تم غلبہ کی طرح اور کھانے کی طرح پیچھے کر دینا۔ یک دہر اگر وہاں نے باب فراد میں پر جہاں حضرت عمر بن عبدالمطلب متعین تھے روانہ کیا اور ایک جماعت باب کسوں پر جہاں حضرت عبید بن جراح بن عمرو بن عبدالمطلب کے تھے بھیجا اور خود تمام بہادروں، دلیروں اور چاہوں و ملش کے ساتھ اپنے دروازے پر پہنچے۔ جس شخص نے ان کی شجاعت اور بہادری سے یہ واقف تھا سب کو اپنے ساتھ یا اور اپنی قوم سے کہنے لگا میں اپنے دروازے پر ایک ایسے شخص کو متعین کرتا ہوں جو خود میں بھاڑے گا۔ یہ تو میری سرے اور تمہارے درمیان میں کو ایک علامت ہوئی اور میں ہاتھوں کے نیچے ہی اور دروازے سے نکلے گا۔ تم بھی اسی وقت فوراً نکل جاؤ اور

انہیں پر ایک دم ٹوٹ پڑا۔ اس وقت مسلمان سوتے ہوں گے یا بعض بیٹھے ہوں گے تم انہیں اتنی صہلت ہی دینا کہ وہ اپنے جھیلاروں تک پہنچ سکیں، بلکہ کھولنے کے چاروں طرف سے عزت کے رکھ دینا اور جس کو جس حالت میں پاؤں تلخ کرنا، اگر تم نے یہ کام سچائی، راستہ باندھ کر صدق دل سے کر لیا تو مجھے امیدوار کامل یقین ہے کہ وہ آج ہی رات سحر ہو جائیں گے اور ان کا شیرازہ ایسا منتشر ہوگا کہ پھر قیامت تک نہیں بندھ سکتا۔ قوم یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور اپنے اپنے دروازے کی طرف چل دی۔ یہاں جو شخص شہین کیا گیا تو پہنچا اور اس انتظار میں بیٹھ گیا کہ کب تا قوس بیچے اور میں مسلمانوں کی طرف دوڑوں۔

کہتے ہیں کہ تو بالمعین نے ایک غمرانی شخص کو تا قوس پر متعین کیا اور کہا تو ایک تا قوس لے کر اس دروازے پر چڑھ جا جس وقت دیکھے کہ یہ دروازہ کھلا ہے وہی وقت آہستہ آہستہ اس طرح کہ بیماری ہی تو مہن سے نکلے تا قوس بھاتا شروع کر دے اس نے اسے منظور کیا اور ایک بڑا سا تا قوس لے کر دروازے پر چڑھ بیٹھا۔ تو اسے ہندی تلوار (چوڑی گویا ہندی تلوار غالباً چوڑی ہوا کرتی ہوگی) مزاحم کہا تو میں جی، جرحہ کی سپر کنڈ سے پرکھی۔ لوہے کے جوڑن پہنے کر دیہ خود جو بر قتل نے اسے تھکے میں بھیجا تھا اور جس پر سونے چاندی کا کام تھا اور تھوڑی سی تک جس پر اڑھیس کئی غمی سر پر تھا اپنے لشکر کے ایک تھکے کو جوڑ رہی خود مرداروں کو اردوں سے مسلح تھا ساتھ لیا اور دروازے پر آ کر ٹھہر گیا۔ جس وقت یہاں تمام فوج جمع ہو گئی تو اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ یا قوم! دروازہ کھلے ہی پھرتی چلائی اور سرعت کے ساتھ دشمن تک پہنچ جاؤ اور جس قدر جند ممکن ہو حملہ کر دو۔ اگر کوئی شخص تم سے امان طلب کرے تو سوائے امن کے سوا دوسرے اور کسی آدمی کو امن مت دو۔ اگر کسی کے پاس صلیب اٹھم دو کھڑو فوراً اس کے پاس پہنچ کر اس سے بھیج لو۔ اور اگر کسی بھی ایسے شخص کے پاس نظر آئے جو تم سے دور ہو تو مجھے آواز دے لو گا کہ میں اس تک پہنچ کر اسے لے سکوں۔ سب نے خوشی سے منظور کر لیا۔

اس کے بعد اس نے ایک آدمی کو بلایا اور اس سے کہا کہ لوہے جا کر تا قوس والے سے کہہ دے کہ وہ تا قوس کو بھاڑے۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھولا سا تھا ہی تا قوس بھاڑا اور اس زور سے بھاگ اس کی آواز کے مقابلے میں کوئی دوسری آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ فوراً تمام دروازے کھلے اور چاروں طرف سے لوگ مسلمانوں کی طرف دوڑ پڑے۔ طہون تو ابھی لڑکا۔ اسباب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چمکے تو م کے گرد غریب سے بے خبر تھے اس لئے سو رہے تھے ان کا انتقال ہو چکا تھا۔ بعض مسلمانوں نے تا قوس کی آواز سنی۔ ایک نے دوسرے کو بیدار کیا آوازیں دیں اور یہ سوائے ہوائے شیر پھر سے ہوائے شیر کی طرح چلا گئیں مادے کے کڑے ہوئے اور جب تک ان کے پاس دشمن پہنچنے پر حملہ کے لئے تیار تھے۔ آخر دشمن ان تک پہنچا۔ یہاں تک حملہ آور ہوئے مگر بہ ترتیب تھے اور اس پر طرہ یہ کہ اذہب جری لکھو اردوں نے اپنا کام شروع کیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود دو غلام اور فریادیں کر نہایت بدحواسی اور گھبراہٹ کے عالم میں اور چلا کر فرمایا "اے مددگار خدا! اے اسلام اور اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ جب کبھی میری قوم کے ساتھ کرنا کیا گیا۔ اٹھنی آپ اپنی آنکھ سے جو کسی وقت نہیں سوتی مسلمانوں کی طرف دیکھیں ان کی مدد بھیجے اور انہیں ان کے دشمن کے برابر نہ فرمائیے۔"

اس کے بعد آپ نے حضرت فحان بن زید طائی و حضرت ہادی بن زید طائی کے بھائی کو بلا کر فرمایا کہ تم یہیں بھرتی جگہ حرم اور بال بچوں کے پاس رہو اور احتیاط رکھو کہ اگر تمہارے سامنے کوئی نہ آ سکے۔ میں نے جو یہ کہنا ہے بغیر جانے مجھے خبر نہیں آتا۔ یہ کہہ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار سو سوار اپنے ساتھ لئے اور بگلت کی وجہ سے بغیر زور اور خود کے نکلے سری جھلی

آپ کی طرف سے ۱۶ روئے لکھے گئے تھے جو آپ پر ہوتا تھا اور تمہاری خواہش رکھتا تھا۔ یہ کہہ کر کھڑے آپ ہی نے مقابلے کے لئے سب سے اہلک ہو گیا اور آپ پر حملہ کرنے لگا۔ آپ بھی اٹھ اٹھے۔ دونوں طرف سے زور و جوش اور مہم کی آواز آتی رہی اور ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ کبھی نے ایسی مدت بالے مدت سے ٹھیک نہ تھی۔ حضرت شعیب بن حسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی بہادری کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ لڑائی کے طعن کھینچا اور یہ دونوں ایک نصف بائیں طرف برابر اسی زور آواز میں لگے رہے۔ یہ مسلمان اپنے مقابلے سے مقابلہ کر رہا تھا۔ حضرت ام ایمن بنت عبد بن حبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ساتھ تھیں اور نہیں ہوتی تھی۔ اس رات آپ نے مردوں سے زیادہ سیر و استقامت اظہار کیا۔ آپ نے اہل حیر چار تھیں اور حیر اپنے لٹکانے پر کھڑا تھا حتیٰ کہ آپ نے بہت سے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ دو چوہے مردوں کی فوج حیر چار تھیں تھیں اس لئے رومی انھیں بھی مرد کجور تھے۔ آپ نے اس قدر حیر چارے لڑا کہ آپ کے پاس سوائے ایک تیرے اور کوئی حیر باقی نہ رہا۔ آپ اس تیر کو لے ہوئے دایم بائیں دونوں کو کچل دی تھیں۔ رومی حیر کے خوف کے جب آپ سے اور اور رہتے تھے۔ مگر ایک رومی آپ کے پاس آیا اور آپ نے چار سار لٹکانے کر کے حیر چار تو حیر اس کے سینے میں لگا۔ موت آ کر چار اس کے سر چمکنا لاری تھی مگر اس نے اپنی قوم کو دعا کے لئے پکارا اور دعا بھی مندا اور لاوار رومی اس کی اعانت کے لئے اڑے۔ آپ پہنچے انکی پہنچ گئی تھیں اس لئے آپ رومیوں کے ہاتھوں کو قتل کر دیا اور رومی اس کے سینے میں تیر لگا تھا ملک عدم کو روانہ ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر وقت پیش آئی کہ کئی اور بڑے مسلمان اس قدر نہیں آئی تھی مگر آپ نے نہایت سیر اور بہادری کے ساتھ دشمن کا مقابلہ کیا اور موقع کے ساتھ نہایت زور کے ساتھ تھار کا ایک ہاتھ مارا مگر وہ اسے زحمت پر لیا۔ شدت ضرب کی وجہ سے آپ کی جوارب ٹوٹی۔ دشمن غلبہ اور وسیلے سے اس پر کچل کر ایک ہاتھ اور مار کر لے لگا۔ اپنا تھمسلمانوں کے دو سوار جن کے پیچھے مسلمان سواروں کا ایک دستہ چلا آ رہا تھا اسی طرف بڑھے۔ انہوں نے حضرت ام ایمن کو دیکھا کہ آپ فریاد کر رہی ہیں اور ایک رومی سوار آپ کے دونوں ہاتھ پکڑے ہوئے لے چلا جا رہا ہے۔ یہ دونوں سوار جن میں ایک حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا تھیں جن کی کمر بند سے حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی منی اٹھ گئی حیر چاروں طرف پہنچے راستے پر کہ حضرت ام ایمن کو چھڑ دیا۔ پھر شعیب رضی اللہ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں ہاتھ پکڑے۔ تو انھیں پھونک کر شہر کی طرف کو بھاگ گیا۔

رومیوں کے مقابلے میں امیران اسلام کی بہادری

واللہ فی وجہ اللہ علیہ حضرت حمزہ بن عبدی سے بڑا اس وقت فوجات شام میں نمودار تھے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں تھا مسلمانوں کے سرداروں میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ اس معرکہ میں کوئی سردار نہیں تھا۔ اس وقت حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حیر میں تھا۔ آپ حیر میں نماز پڑھ رہے تھے اور مسلمانوں سے یہ قیصرہ پڑھ رہا تھا اچانک آپ نے چپکے اور چلتے ہی آواز دی کہ اڑو اور تمہارے مسلمانوں کی طرف دوڑیں اور دڑتے دیکھا۔ آپ نے ناز و کھنکھایا اور فرمایا ہالا حسوں ولا قسوة الا ماللہ العلی العلی۔ اس کے بعد مسلح

جو نے توحید کو مرتب کیا۔ اس اہانت تمام مسلمان زور میں اور واسطے سے پہلے ہر گھمے تو آپ میدان کی طرف چلے۔ مسلمانوں کو آپ نے لٹا کر تے اور ہلی من مبارک کا خرونگاٹے ہوئے دیکھا۔ آپ ان کے دائیں بائیں کو ہوتے ہوئے آگے بڑھے۔ دروازہ کی طرف رخ کیا اباں پٹھو تو آپ نے بیڑا آپ کے ساتھیوں نے بغیر کی آواز میں بلند کی۔

مشرکین کے سپاہداروں کو چپے چھوٹ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ مسلمان ٹک کے لئے ایک بڑی بھاری جماعت کے زور میں ہر گھر سے۔ یہ سوچتے ہی دروازے کی طرف بھاگے ان کا سر دار جرنی میں کالا ان کے آٹے کے تمام مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور تلواروں کے دوہرہ ہر کھلانے کو انہیں بانگتے بانگتے دروازے کے نزدیک نہ دیا۔ دروازے کے قریب پہنچے ہی تیرہ اور پتھروں کی بارش ہوئے تھی مگر مسلمانوں نے باوجود تیروں کی چھاڑ اور پتھروں کی ہمارا کے ان کا تعاقب نہ چھوڑا اور برابر بڑھتے چلے گئے۔ آخر درمیوں کو احساس ہوا کہ یہاں سے یہ پتھر اور تیرہ دسیوں ہی پر نہ پڑیں کہ وہ بھی دمار کے قریب ہیں۔ اس لئے ان کی بارش متوقف ہوئی۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ موقع اچھا دیکھا اور آپ کے ساتھیوں نے بھرے دایہ نقل کرنا شروع کر دیا۔

اللہ کی رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اس واقعہ کے متعلق تحقیق کی تو مجھے معلوم ہوا کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں جس قدر وہی تھے خواہ وہ بچی تھا یا بڑا تمام تلوار کے بھینٹ چڑھ گئے تھے اور آپ نے تمام میں سے کوئی نفس زندہ نہ کر سکیں تھے۔ حتیٰ کہ ان کا سر دار جرنی میں کالا بھی کام آ گیا۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اب یہ بھاری کے ساتھ لڑے تھے کہ اس سے پہلے کسی شہر کے راہی میں دیکھتے ہیں نہیں آئی تھی۔ آپ ان طرح جنگ آزمائی کر رہے تھے کہ خون میں بہت حضرت فرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ آتے ہوئے دکھائی دئے۔ آپ نے پوچھا کیا حال ہے کسی طرح گندوی؟

انہوں نے جواب دیا یہاں لاہر آپ کو بتات ہو کہ میں جناب کی خدمت میں اسی وقت حاضر ہوا ہوں جس وقت میں نے یہ شہاد کر لیا کہ جو تھو تھو شخص نے ناز ہو سوا دسیوں کو قتل کر دیا ہے۔ میرے آدھوں اور سپاہیوں نے تو ہی قدرہ شیخ کے ہیں جن کا کوئی شہر نہیں ہو سکا۔ میں نے ان کو ان لوگوں کی تخی کو برداشت کیا جو باب صغیر سے حضرت جریہ بن خنیان کی طرف نکلے تھے۔ اس کے بعد اپنے گھوڑے کو بکھڑا کر تھو تمام ہزاروں کی امانت کرنا رہا۔ میں نے ان کو دسیوں کو قتل کر ڈالا اور اپنی قوم کی تخی و تقدیر خوب خدمت کی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ پھر تمام جمع ہو کر حضرت خرمیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور آپ کے کاموں کا شکر ادا کیا۔

توما کا ہرقل بادشاہ کو خط لکھنا

واللہ دی رحمت اللہ علیہ جان کرے ہیں کہ یہ رات ایک ہادی شہر کی کی رات تھی۔ لوگوں نے ایسی رات اس سے پہلے بہت کم دیکھی ہوگی۔ اس رات میں ہزار ہادی گنت گئے۔ دوسرے مشرکین اور کیا فراموش نہ کرنا کہ ایک جڑ جمع ہوئے اور توہ کے پاس جا کر کہنے لگے اے سردار! ہم نے آپ کو پہلے بھی نصیحت کی تھی مگر آپ نے ایک نہ سنی۔ جو یہ ہم پر نازل ہوئی وہ آپ پر بھی آئی ہزاروں آدمی مار ڈالے گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ مسلمانوں کا یہ سردار اسی انا طاقت ور ہے کہ اس کا مقابلہ نہیں ہو سکا۔ بہتر یہ ہے کہ آپ صل کر لیں۔ ہادی رات کے میں تھو سے اور آپ کے لئے صل ہی سب سے بہتر ہوگی۔ اگر آپ کو صل کرنے میں تامل ہے تو آپ بائیں اور آپ کا

کام۔ ہم آپ کو آپ کے حال پر چھوڑ کر خود سچ کر رہتے ہیں۔ قرآن نے جواب دیا ہے تو اچھے چندوں کو مہلت دو۔ میں بادشاہ کی خدمت میں ایک خط لکھتا ہوں اس میں سب حال لکھوں گا۔ اگر بادشاہ نے یہودی امانت کے لئے کمک بھیجی تو قہراً وہ نہ پھر سچ کر لیں گے۔ یہ کہہ کر اس نے بادشاہ کے نام حسب ذیل خط لکھا۔

”ہم بادشاہ کو اس کے داماد کو مکی طرف سے“

میں اہل عرب نے اس طرح ٹھیکہ لیا ہے جس طرح آنکھی مفیدی نے اس کی سیاحت کو۔ اول انہوں نے ہماری قوم کو اپنا دین میں مارا۔ اس کے بعد وہ ہم پر چڑھ گئے۔ لوگوں کو قتل کیا اور ایک بڑا قتل بڑا دیا۔ میں ان کے مقابلے کو کھانا مکر رہی ہوں۔ حرمی قوم اور اہل شام نے تجھ اب چھوڑ دیا ہے۔ میری ایک آنکھ بالکل جاتی رہی۔ قوم نے عرب سے صلح کرنے اور جزیرہ دینے کا تہیہ کر لیا ہے۔ ابھی صورت میں یا تو آپ خود شخص شخص تکریم یا میں یا ہماری کمک کے لئے نظر روانہ کریں اور باہمی صلح کرنے کی اجازت بخشیں معاملہ مد سے گزر گیا ہے۔

اس خط کو غلوں کر کے اپنی ہر لگائی اور صحیح ہونے سے پہلے روانہ کر دیا۔ دوسرے نے غلطی کی چارواجر کر سیکھی۔ اور مسلمان لڑنے کے لئے پھر مستعد ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام افراد کے نام انعام ہادی کے کئے ہر سردار اپنی جگہ سے حرکت کر کے میدان میں پہنچ جائے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھوڑے پر سوار ہوئے اور لڑائی شروع ہو گئی۔ اہل دشمن کی تاب مقابلہ نہ تھی۔ آخر ٹھیکہ لکھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سات کی درخواست کی اور کہا کہ میں سوچنے کا موقع دے دیا جائے تو آپ نے انکار کر دیا۔ لڑائی بدستور جاری رہی حتیٰ کہ اہل دشمن حاصرہ سے نکل آ گئے۔ بادشاہ کے جواب کا انتظار تھا مگر اہل دشمن ایک جگہ جمع ہوئے اور اس میں مشورہ کیا کہ اب ہم میں اس مصیبت کے برداشت کرنے کی طاقت نہیں رہی ہے۔ اگر ہم اس قوم سے لڑتے ہیں تو یہ ہم پر غالب آ جاتی ہے اور اگر لڑائی کے ترک کر کے ہمیں بھیجتے ہیں تو حاصرہ کی وجہ سے ناک میں دم آ جاتا ہے۔ بہر کیف ہے کہ یہ کچھ باتیں وہی دے کر صلح کر لی جائے اور اس خصوصیت اور ٹھیکہ سے جو صلحہ کرو دیا جائے۔ یہ میں کہ ایک بڑا شخص جو کتب سابقہ کا عالم تھا کہنے کا خدا کی قسم مجھے معلوم ہے اگر خود بادشاہ بھی تمام لشکر لے کر قہر ہادی کمک کو چلا آئے تو وہ بھی انہیں تم سے صلحہ نہیں کر سکتا۔ میں نے کتب سابقہ میں پڑھا ہے کہ ان کا سردار بنو غنم خانہ العین اور سید المرثیہ ہے (مسئلہ الیاء علیہ السلام)۔ حرم میں اس کا دین تمام دنیا کے بادشاہ پر غالب آ کر رہے گا۔ لہذا تمہیں یہ صلحہ جونی ترک کر کے محال کاموں میں مشغول ہونے کی بجائے اس قوم کی اطاعت کر لی جائے اور جو کچھ ان کا مطالبہ ہے اس کو پورا کر کے ان سے صلح کر لینی چاہئے۔ تمہارے حق میں میں یہی کہتا ہوں۔

قوم شیخ کا یہ کلام سن کر اس کی طرف متوجہ ہوئے اور چونکہ اس کی بزرگی کتب سابقہ سے اس کی واقعیت کا انہیں پہلے ہی علم تھا اس لئے اس سے کہنے لگی ہماری رائے میں مسلمانوں کا جو امیر باب شرقی پر موجود ہے (یعنی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور نہایت فہم و براہ آوی ہے نرم آوی نہیں ہے اس کے متعلق آپ کی کہاں رائے ہے؟ شیخ نے کہا اگر تم نے صلح کا ارادہ ہی کر لیا ہے تو جو امیر باب جابیہ پر مشتمل ہے (یعنی حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کے پاس چلے جاؤ۔ تو ہم اس کی رائے کو مناسب سمجھ کر باب جابیہ پر آئی اور ایک شخص جو عربی زبان تھا اس نے پندرہ واہت چار کربا یا سوا سوا عرب لکھا کہ تمہارے پاس ناکم تھا کہ سردار کے پاس آئیں اور صلح کے متعلق گفتگو کر لیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شبہ کزشتہ کے خیال کے خوف سے کچھ مسلمان روادانے کے قریب متعین کر رکھے تھے جن مسلمانوں کا اس وقت رات کے دروازے کے قریب گھنٹہ قیادہ دینی ہو سکتا وہی تھے مگر ان پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت مامر بن ملجم رضی اللہ عنہ کو رواد مقرر کر رکھا تھا، مگر اپنی مقررہ جگہ پر پہنچے تھے کہ ایسوں کو پکارتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے میں کہیں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پانی دوز گھیا آپ کو خوش خبری دینی اور کہہ کر شاید اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو اس مشقت سے راحت دے۔

آپ نے جواب دیا کہ قرآن تو کہے ہاں جاؤ اور ان سے کہو کہ ہم کوئی طرف سے تمہیں جب تمہارے قریب میں لوٹ کر چاؤ انان ہے۔ میرا ہی کہے ہاں گیا اور ان سے ان کے متعلق کہہ۔ انہوں نے دریافت کی کہ تم اس جواب کو صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کون شخص دوتا کہ تم تمہاری بات پر اعتماد کر نہیں۔ میں نے کہا میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سنی ہوں۔ اگر تمہیں سے کوئی ادنیٰ نہ ہو بھی اور وہ یہ کہ تو تم مسلمانوں پر اس عہد کا پورا کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ ہمارا فریقہ خود اور کسی کو ذکر و تبلیغ دین نہیں۔ دینی حقانی فرماتے ہیں و تو ظہر بالعہد ان ان العہد کان مسئلو لا یغنی تم اپنے عہد کا پورا کرنا واجب ہے رات یہ جانتے کا۔ یہاں ہمارے وقت کے قریب اور اب دانی زمانہ بالیقین میں بھی مشابہتیں اور اب جب کہ وہی دعویٰ میں کہہ دینے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے جواریت بخشی ہو اور دوست بھائی ہو پھر اس طرح ہم یہ عہد کی کر سکتے ہیں۔

میں نے کہہ دیا یہ وقت۔ روزانہ کھانا اور سواری میں دوسرا وقت اور فقہاء بھی شامل تھے۔ ہر ایک نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی رضائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نظریاتی موقف سے وقت آئے تو مسلمانوں نے راؤ کر ان مسلمانوں کو کھانا دیا۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہہ دیا کہ میں نے اپنے قریب آپ سے نہیں مرچا ہوا کہ یہ بتیے کہ اسے اللہ عز و جل نے کہہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ادا کا حکم تحریرہ قوم لا حکم دہ۔ کہ جس وقت تمہارا۔ ہاں کسی قوم کا ہر دم آئے تو تمہاری تعلیم کرو۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا دمشق میں بغیر اطلاع حضرت خالدؓ کے معاہدہ کے ذریعہ سے

داخل ہونا

میں نے بعد میں نے متعلقہ شخصوں سے ہوا تو دیکھا کہ یہ شہرہ پیش کی کہ ہمارے کیمپ (خرچا) کھنڈا کر کے ہے میں اور وہ کسی طرح تمہارے قریب نہ جائیں۔ وہ انکار کیا۔ باطل ہیں

(۱) نیرہ کی جواب دشمنی کی وجہ سے۔ (۲) نیرہ مریم۔ (۳) نیرہ حمزہ۔ (۴) نیرہ دہش۔ (۵) نیرہ مصلح۔ (۶) نیرہ مانی بن علی۔ (۷) نیرہ المدویہ۔ (۸) نیرہ تہذیبی۔

حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے صلی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح کو منظور کیا اور فرمایا کہ کیسے بہ دستور کہے جا رہے ہیں۔ یہ جو امری شہرہ انہوں نے چھی نہیں آپ۔ نہ وہ بھی منظور فرمائیں اور ایک صبح ہم کو کھانا نہیں دے دیا گیا۔ غرض کہ آپ نے اپنے دستخط کئے ہوئے کسی کو ان کی رائے کی تاکہ غلطی اول وقت اس امر کو صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت سے آپ کو معزول کر دیا تھا

وقت سے آپ مسلمانوں کے معاملات میں مداخلت نہ کرنا پسند نہیں فرماتے تھے۔ مجددان لوگوں کے جب پروردگار پاتوقہوں نے آپ سے شریعت میں چلنے کے لئے عرض کیا آپ چلے گا تیار ہوئے اور آپ کے سرور یہ شخص حضرات بھی جو احیاء صحابہ میں سے تھے کھڑوں پر سوار ہوئے۔

(۱) حضرت ابو ہریرہؓ (۲) معاذ بن جبلؓ (۳) سلمہ بن ہشام ہخزومیؓ (۴) شمیم بن عزیؓ (۵) ہشام بن عاصمؓ (۶) وہبان بن منیرؓ (۷) عبداللہ بن عمروؓ (۸) عاصم بن ظہیرؓ (۹) سعید بن جبیرؓ (۱۰) ذوالکلاعؓ (۱۱) حسان بن نعمان طائیؓ (۱۲) جریر بن غفلؓ (۱۳) سالم بن فرقہؓ (۱۴) مہیف بن اسلم طائیؓ (۱۵) سمع بن خولہؓ (۱۶) حسان بن اوسؓ (۱۷) قتادہ بن عوفؓ (۱۸) ربیعہ بن مالکؓ (۱۹) حکم بن ہدیؓ (۲۰) خبیرہ بن شعبہؓ (۲۱) یحییٰ بن عبد اللہؓ (۲۲) راشد بن سعدؓ (۲۳) قیس بن سعیدؓ (۲۴) مسع بن کرقونیؓ (۲۵) رافع بن سلمؓ (۲۶) یزید بن عامرؓ (۲۷) حیدر بن اوسؓ (۲۸) مالک بن مرثؓ (۲۹) عبداللہ بن ضیلؓ (۳۰) ابیہاب بن منذرؓ (۳۱) عوف بن ماعودؓ (۳۲) عباس بن قیسؓ (۳۳) عباد بن عبد البرہانیؓ (۳۴) صبرہ بن عامرؓ (۳۵) عبداللہ بن قرقطانیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

ان کے علاوہ بیٹھ دوسرے سات مسلمان ساتھ ہوئے۔ جس وقت آپ سوار ہو کر تشریف لے جائے تھے تو آپ نے ان سے فرمایا: مجھے اس بات کی انتہت دی جائے کہ وہاں جا کر بدھدی ٹیک کر جائے گی۔ پتا چ نہیں پڑا آپ کا احسان کرو۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا حضورؐ کو خواب میں دیکھنا اور فتح دمشق کی بشارت دینا

بعض کہتے ہیں کہ چونکہ حضرت ابو عبیدہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس رات معصومت کی تھی اس روز آپ نے بعد از اذانے عرض فرمایا: یہ خواب دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں: تفتح المدینۃ انشاء اللہ تعالیٰ فی هذا المہلبۃ۔ کہ انشاء اللہ تعالیٰ اسی رات کو یہ شریعت ہو جائے گا۔ آپ نے دریافت کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اسی آپ کو بہت غلت میں دیکھ رہا ہوں اس کا کیا سبب ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ میں شریک ہونا ہے۔ یاد رکھ کر اصرار آپ پر کر رہے تھے اور اصرار حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صلح کی بدولت آ کر دی تھی اور چونکہ آپ نے یہ خواب دیکھا تھا اس لئے ان سے باوجود ارشاد خبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم کی شہادت نہیں لی تھی۔

واقعہ یہ کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے آپ کو اپنی مرضی میں پروردگار کی طرف سے دعوت الی اللہ کے لئے لے کر آپ کی راہ میں شہادت دی اور وہاں لوگ بھی تھے جو صلح کے لئے آئے ہوئے تھے انہوں نے یہ باتوں کا ناپاؤ اور اس بات پر کہ انہوں نے انہوں میں نہیں اور ان میں کوئی دوسری خوشہوار چیزوں کی دعوت دیتے جاتے تھے۔

واقعہ یہ کہ حضرت ابو عبیدہؓ نے اپنے آپ کو اپنی مرضی میں پروردگار کی طرف سے دعوت الی اللہ کے لئے لے کر آپ کی راہ میں شہادت دی اور وہاں لوگ بھی تھے جو صلح کے لئے آئے ہوئے تھے انہوں نے یہ باتوں کا ناپاؤ اور اس بات پر کہ انہوں نے انہوں میں نہیں اور ان میں کوئی دوسری خوشہوار چیزوں کی دعوت دیتے جاتے تھے۔

کرنے اٹھیں جس پر عیدنی لڑائی کا سب سے کوئی شے قطع نہیں ہو سکتا۔ بڑا ہی۔ میں نے اس میں لے لیا ہی ان کے قتل سے تمہارے لئے بہتر ہو گا۔

اس کے بعد ان سب حضرات نے خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درخواست کی کہ آپ نے شیر کا جو حملہ سوار کے ذریعہ سے کیا تو آپ اس کو آپ اپنی حرمت میں دھکیلا۔ بہت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے تھے کہ خالد بن ولید سے اپنے فضل میں لے کر اس کو اپنے وقت تک اس پر وہاں حضرت ابو تمام عباس دوم، عذرت میں کھڑا بھیجے۔ آپ۔ جناب سفیدہ بن ابی سلمیٰ رضی اللہ علیہ وسلم کے بار سے تھے اور ان میں تم کو ختم کرنے پر آپ وہاں حضرت کا رہنا ہو جائیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے وہ بہت بہتر ہے میں اس دے کو پسند کرتا ہوں اور تم اس میں، مثل کو سونے تو لھون اور ہر قس اور ان دونوں کے لشکروں کو سب کو مارنا، بتاؤں۔

کہتے ہیں کہ جس وقت تو انکو دشمن کی طرف سے اٹھنے کی راستہ پر دوئی گئی تو اس نے نصف شیر کی حکومت پر ہمیں کو اختیار کیا تھا اس لئے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ یہ دونوں سب سے پہلے میری سزا میں آ چکے ہیں اگر تم میں کے لئے ایسی ذمہ داری نہیں کرتے تو کیا تمہیں یقین ہے کہ میں اس تمہاری ذمہ داری کو سزا دے کر پھر تمہاری میری ذمہ داری کو نہ کر پر تم کو سزا دے کر انہیں خود معلوم ہے کہ وہاں میری شیر میں تھے۔ خان لاشرہ ان کے دونوں شیر میں تھے تو وہ بھی ذمہ داری میں آئے اور اگر شیر میں نہیں تھے تو ان پر ذمہ داری نہیں ملتا ہوتی۔ آپ نے کہا کہ ان کے جسم اور ذمہ داری میں ان میں نہ ہونے تو میں انوں کو قتل کرتا۔ اب وہ شہر پر چڑھاؤں اور جہاں ان کی کھو جس سے وہاں دشمنی بیٹھ جائے۔ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان میں سے ہی آ کر پر ان کے ساتھ ملنے کی بھی۔

تو کا کی طرف سے شیر برداری کی درخواست

کہتے ہیں کہ جس وقت یہ دونوں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے اس وقت آئے اور وہیں کی ضرورت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی ہوئی تھیں۔ اور ان دونوں کو اپنی راستہ کا یقین ہو گیا تھا۔ یہ ایک نہ جان کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کے ذریعے کہنے لگے کہ آپ اور آپ کے ساتھی میں جو حضور ہوا اس کے متعلق آپ کو اپنا کہتے ہیں! اگر آپ کے ساتھی یعنی خالد بن ولید جو اسے ساتھ لے کر گھر کا بارہ تھے ہیں وہ سب میں ہم اور شیر کے تمام ذمہ داری ہوا ہیں اور اگر آپ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہیں تو ان کے ذمہ داری کے طرف سے کہ میں اپنے مستحقین کے خون کا مطالبہ آپ سے نہیں کر رہا ہوں۔ میری یہ خواہش ہے کہ آپ مجھے اور میرے ساتھیوں کو اس شیر سے جس طرف ہم چاہیں چلنے نہ دیں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کہ وہ سب جمادی اماری میں ہے جہاں جہ سے دل میں آئے چلا جائے لیکن جس وقت تو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم (یعنی سربراہ میں میں یہاں آئے تمہاری سلاطین کے لئے) چلے گا تو وہاں میرے ساتھی جمادی میں سے ہیں اور ان میں سے تو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے آپ ہوں ان میں ایک ذمہ داری ہے جس اور اپنے مان میں شہر کریں۔ جب تک میں ان کو چاہیں کہ تو آپ کی ذمہ داری ہم سے ملے ہو چاہئے اور ان میں دن کے بعد اگر آپ کا کوئی آدمی ہم تک پہنچ جائے گا تو

مردمان یہاں نہیں سمجھتے کہ سب اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ حرا آپ کی رائے میں آئے آپ ہو کام کریں تمام آپ کے ساتھ ہیں خلاف نہیں کر سکتے۔ یہ کہہ کر مسلمان اپنے اپنے کاموں اور عہدوں کی عہدہ دہشت میں مصروف ہو گئے۔ تو وہ برسوں نے یہ بات میں مانکر مال بیع کیا اور اس کو اکٹھا کر کے جو رقم حضرت ابوسعیدؓ وہیں لڑوں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دینی نعمتیان کے پاس مانے۔ آپ اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا: یہ کلمہ تم نے ایسا عہد کیا ہے اس لئے قرآن میں دن کے نام اور اندر جہاں ہمدانی طبعیت چاہے چلے جاؤ کوئی عزت نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر میں دن کے بعد تمہیں کوئی مسلمان چکے تو وہ قاتل عزت نہ ہوگا۔

حضرت زید بن طریف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رومیؒ جن وقت حضرت ابوسعیدؓ وہیں جڑا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماری دے کر روانہ ہوئے تو چونکہ ان کے ساتھ اہل مشرق کے یہ شہر آؤں میں اپنے اہل و عیال کے سلسلوں کی ہمسائیگی کی نسبت کے باعث چلنے کے لئے آوارہ ہو گئے تھے اس لئے یہ ایک بہت بڑا مجمع ہو گیا تھا اور ایسا معصوم ہو تھا کہ ایک غبار آلود اور غلٹت جی جہاں ہے۔ وہ قدری رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ رضی اللہ عنہ نے عبداللہؓ کا قہقہہ کرنے سے اس لئے مجبور ہوئے کہ مسلمانوں اور باقی اعداء و دشمنوں کے درمیان میں یہ ٹھکانہ بنائی کہ وہ ٹھکانوں میں وقت بھر میں موجود ہے۔ دوسری عہدیت ہے؟ مسلمانوں کو دہلی قہقہہ کر کے مالک ہم ہیں اور اہل مشرق کہتے تھے کہ یہ ماں جہاں ہے۔ حضرت ابوسعیدؓ وہیں جڑا رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے کہ یہ اہل مشرق کی اہل ملک سے ہے کیونکہ یہ دلوں بھی ملتا ہے۔ میں موجود تھی قریب تھا کہ حضرت خالدؓ اور حضرت ابوسعیدؓ وہیں جڑا کے قادیانوں میں محراب ہو جائے۔ مگر ایسا اس پر ہوا کہ یہ قہقہہ سر بھی حضرت صدیق اکبرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پاس لے جاؤ جائے۔ اور کسی کو قادیان پر نہ گئے تو مشرق کے روزنی آپ کو سال پہ چکا ہے۔

عبد بن عامر سلمیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس دن توہ اور ہر میں مشرق سے جلا وطن گئے تھے ہیں ہر قادیان کی بیانی ان کے ساتھ تھی۔ میں باب جہاں پر پہنچا اور اتنا۔ حضرت خالدؓ اور اہل مشرق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی طرف حضرت علیؓ کی حالت میں آگئے کہ ایک کونے سے دیکھتے جاتے اور جو چیزیں یہ لے گئے تھے ان سے باتوں سے نقل پڑنے کے باعث حضرت زیدوں کی صراحت انتہائی جری کر رہے تھے۔ میں نے یہ دیکھ کر آپ نے کہا: ان ازار اور میں آئی آپ کو تحیر و کجواہوں۔ کیا باری تعالیٰ کے رسول سے نہ وہ اہل موجود نہیں ہے۔ آپ نے کہا: خدا کی قسم مجھے اہل کی یہ دونوں سے بلکہ مجھے انہوں سے اس امر ہے کہ وہ اسے باتوں سے نہ وہ بے گناہ تھے۔ حضرت ابوسعیدؓ وہیں جڑا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کے ساتھ یہ کچھ اجماع حاصل نہیں کیا۔ میں نے کہا: ایسا نہ ہوا۔ حضرت دینارؓ است سے یہ کہ بعض مسلمانوں نے عیوانی جنوں کی خدمت اور انہیں زانی کی مشقت سے جو نے کے لئے کیا ہے۔ باری تعالیٰ کے نزدیک ایک شخص کی حرمت آفتاب کے طلوع کی قدر و منزلت سے کہیں زیادہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تعالیٰ شانہ نے مسلمانوں کے طلب میں رحمت کا بیج بویا ہے۔ وہ خود اپنے ہاضمہ میں رٹا دھرتے ہیں۔

انما نرب الو جہم فلا رحم من لاسو جہم۔

”میں میری رائے کرنے والا ہے۔ میں جہاد میں اپنی جان پر قربانی کرتا ہوں اور تمہیں کرتا۔“

نیز قرآن شریف میں فرماتے ہیں: والصالح جہاد صلیٰ علیہ وسلم ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کی قربانی کرتے ہو۔ لیکن انہوں نے باری تعالیٰ کے رسولی پہنچنے سے کچھ نہیں کیا اور یہاں تک کہ میں اسے نقص پر بھی رہا نہیں کروں گا۔

نکھر نکھر آئی تھی اور ہم نہایت خطر کی لہر وقت کے ساتھ ان بھروسوں پر چل رہے تھے۔ ٹھوڑوں کے سوس میں ٹھس ٹھس کر خون اتر آیا تھا۔ بعض سیدھے ظاہر ہونے لگے تھے۔ ہمارے پیروں کے ٹھوڑوں کے ٹکڑے ٹکڑے اڑ گئے تھے اور سوائے ان کے باقی کے ہڈیوں کے حصہ کے اور کچھ باقی نہیں رہا تھا۔

مہاراجن سعید جعفری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں کسی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ کاب تو نہیں ہواری و بہرہ گیری کر رہا تھا اور ہم اس کے نقش قدم پر چلے جا رہے تھے۔ خدا کی قسم میرے پاس چڑے کے دو ٹھوڑے تھے جن میں بھائی فضل لگے ہوئے تھے۔ میں نے ان کی منصوبہ دیکھتے ہوئے قہقہے کیا تھا کہ یہ میرے پس برسوں میں لگے ٹھوڑے کی قسم ان کے ایک ہی رات میں پرچے اڑ گئے اور سوائے ان کی ہڈیوں کے حصہ کے اور کچھ نہ رہا۔ میں پہاڑی رستے کے خوف اور اس کی کمینوں اور شدت سے ڈر رہا تھا کہ میں نے تمام اہل عرب کو ایک اور سے سے یہی حکایت کرتے سنا کہ کاش! ہمیں یہ دیر پھر کھلی اور فراخ چلتی ہوئی مرکز سے لے چڑا تو بہت بہتر تھا۔ اس رات ہم نے یہ راستہ بڑی مشکل سے طے کیا۔ خدا خدا کر کے جب ہم ان گھاٹیوں سے باہر چلے تو قوم کے چلنے کے نشانات معلوم ہوئے جن سے معلوم ہوا تھا کہ تو مہارت چلت اور سٹ پٹائی چلی جا رہی ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ روٹی ختم ہو گئی اور پانی جانوں کو پچالے گئے۔ انیس نے کہا مجھے خدا تعالیٰ جل جلالہ کی ذات سے کافی امید ہے کہ ہم انہیں بیکارگی میں سے لے کر جندی کرنا زیادہ مناسب ہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں سے جلدی چلنے کے لئے فرمایا۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ یا امیر اراستہ کی عقلی اور دماغی سب سے ہم بہت قہقہے لگے ہیں۔ انہوں نے دیکھنے کی مہلت ہمیں آرام کرنے اور ٹھوڑوں کو دانا اور چارہ کھانا کے لئے مرحمت ہو جائے تو بہت بہتر ہے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تم اللہ عزوجل کا نام لے کر چلے چلو وہی سیر کرانے والے اور آرام دینے والے ہیں۔ تم شخص اپنے دشمن کی طلب میں ان کا تعاقب کئے جاؤ۔ مسلمان ہر ایک پڑھنے چلے جا رہے تھے۔ راہبر آگے آگے تھا اور کہتا جاتا تھا کہ دو دوسروں کے ہم جس شیر میں سے نرہ تے ہیں وہ ہمیں بھی کھیتے ہیں کہ یہ قبیلہ فسان، قحط اور جذام کے عربی بھائی ہیں۔ حتیٰ کہ ہم جلد اور لادینہ کو طے کر کے وہاں تک پہنچے۔ انیس یہاں پہنچ کر قوم کے قدم کے نشانات دھونے لگا۔ حالانکہ قوم نے ہر جگہ کے خوف سے اٹھا کر کامت چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیا تھا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا شہر گھرونا

کہتے ہیں کہ انیس جب اپنی مراد میں ناکام رہا تو حیرت زدوں کی طرح کھڑا ہو گیا۔ جو گاؤں یہاں قریب تھا اس میں جا کر رو ڈھنٹ کیا تو معلوم ہوا کہ جس وقت ہر جگہ کو یہ خبر پہنچی کہ تو ماہر ہریش دشمن کو مسلمانوں کے سپرد کر کے یہاں آ رہے ہیں تو وہ نہایت غضب ناک ہو کر چونک اس کا اور وہ ایک لشکر کو جمع کر کے یو سوک کی طرف روانہ کرنے کا ہے اسے اور یہ کہ تو ماہر ہریش مسلمانوں کی شجاعت اور بہادری کے کارناموں سے فوج کے سامنے نہ جان کر وہی اور وہ ان کے مقابلے میں بزدل ہو جائے اس لئے اس نے یہ حکم بھیجا کہ وہ ادھر آئیں جگہ قطعہ چلے جائیں۔ اب وہ خطا کیے سے مخرب ہو کر کلام کے راستے سے قطعہ پہنچیں گے۔ انیس یہ سن کر ہنسنے لگا اور مسلمانوں کی تکلیف کا بے بہت احساس ہوا اور آئے والی مصیبت کا خیال کر کے

اور جس اور پانی سے تھیں وہ نہر پر بھی چڑھ چکے۔ جس نے جس وقت ان کی طرف سے دیکھا وہ جھٹکھٹکھٹا اور اپنے اپنے گھوڑوں سے نکلی۔ بے چین قومیں نے مسلمانوں کو دھارائی اور ان کے خداوند تعالیٰ سے انکار کیا۔ ان کی دہریں سواروں پر چڑھ کر مسلمان گھوڑوں پر سوار ہو گئے۔ جس بھی ان کے ساتھ ہو اور وہ ان کے دشمنوں کے غلبہ میں پڑ جائے تو ان کے ایمان پر ہلکا اور وہ لے اور جس نے ان سے اس اہانت کا جو ان کے سب سے اعلیٰ کے لئے تھا وہ بھلا کر دیکھا اور ان کے لئے مسلمانوں کو ہتھیار کاڑھ کر دیا۔ یہ جتنی کہ ان میں سے بہت کمزور تھے۔ ان کے مشران کا کارنامہ ان کے اور بھائیوں سے بہت نفرت پیدا کر دیا اور ان کے بھائیوں نے مسلمانوں کو لے کر ان کی طرف روانہ ہو جانے کا اہتمام کیا۔ مجھے خبر ہے کہ ان کے انکار پر یہ اقدام پہلے ان کے اور میں ان کو اہانت کی وکھٹکھٹکی سے روکا تھا کہ خبر اگر میری آخر حاصل تھی۔ یہ ہے میرا خواب۔ کچھ کوئی شخص اس کی تعبیر سے کہتا ہے۔ میرے اور یہ کہ اس کی تعبیر یہی ہے کہ جس مصیبت میں آپ ہمہ گامی رہتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو اس مصیبت کا ایمان نہ تھا اور ان کے یہ بات شاق قرار دینا حضرت علیؓ نے دیکھا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دل میں پہلے کا درد بھرا دیا تھا۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے گھوڑے گھوڑے گھوڑے اور غل غل گھوڑے بھی ہیں جن کے غلبہ میں ہماریوں جملہ آئے ہیں۔ حکام معظمہ نے ان کو ان کی لے سب مصیبت میں چھیننے اور نکلیں ان میں۔ آپ کا گھوڑا لے کر آیا یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ اپنے گھوڑے لے کر آیا کہ ان کی طرف سے سختی کی طرف سے ان کے اور کسی سے کہ ان کے ہونے اور اس کے اس کے سروں کے ساتھ ہیں ان کے گناہ کی تکلیف اور مصیبت سے روکا جائے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں باری تعالیٰ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ خواب اور اس کی تعبیر بھی جو حق ہے تو اس کا اور صورت دینی سے متعلق کروں اور امور آخرت سے نہ کریں۔ میں اللہ تعالیٰ کا یہ کہ وہ استقامت کا بتاؤں اور اس کا تمام کاموں میں توکل کرتا ہوں۔

اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو خطاب کرنے فرمایا چھوڑا ان کو اور مجھے شخص اپنے دل کا بتا رہا ہے۔ میں نے اپنی جان خدا کی راہ میں پہنچا دی ہے تو یہ بات بھی ارادہ ہے کہ اس کے اور وہ غلبہ میں چلو۔ وہی یہ کہ میں قیام و امور اور ہشت۔ مسلمانوں نے جواب دیا۔ آپ کے اختیار میں ہمیں بھی اس کے غائی ہونا چاہیے اور ہم چاہیں تو ہمیں مسلمانوں کو بہت زیادہ شکست ملے ہو گئے تھے یہ کہہ کر ان کو معلوم ہوئی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے اپنے گناہ کا نام آپ نے تجلیب دیا اور اہانت آئے اور فرمایا یا نہیں اگر ہم اب قوم کا غلبہ کر رہے تو کیا ان سے کچھ ہوتا ہے؟ اس نے کہا اب خدا آپ ان سے بڑھتا ہے۔ مگر مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں وہ میں کو آپ اور آپ ان کے متعلق غمزدگی تو وہ چاہوں طرف سے آپ ان کی طرف سے وہاں ہیں۔ آپ نے فرمایا یا نہیں میں صرف باری تعالیٰ میں حمد ہی ذات گردانی پر مجھ رہا ہوں۔ مجھے یاب میں ہے میری تقدیر سے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صداقت کی قسم میں نے اپنی طرف سے ان کی اتنا اور خطاب میں کوئی کسر نہیں ادا کی۔

یہ کہہ کر آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے اور مسلمانوں کو ہمہ اہل کی روٹی میں بھیج دیا۔ اس واقعہ کے بعد فرستے آپ نے فضل کا کوئی بھی پشت چھوڑا اور قوم کے کھانا تھکانے ان سے اُٹکے رہے۔ جس بات کی خبر دیکھی تھی کہ

حضرت خالد بن ولید کا مرنے کا بیان میں اپنے لشکر کو ترتیب دینا اور توہما پر حملہ کرنا

اس کے بعد آپ نے اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا۔ ایک ہزار سوار کو علیحدہ کر کے اس کی کمان حضرت ضرار بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دے دی۔ ایک ہزار دست پر حضرت رافع بن مہرۃ الطائی کو کمان افسر بنایا۔ ایک ہزار جوانوں پر حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو افسر مقرر فرمایا اور ایک ہزار غزوہ ایچی نامھی میں رکھ کر وہ ان قبائل افسروں کو وادیت کر دی کہ دشمن پر سب افسر ایک حق و فائدہ گزریں بلکہ ہر سردار کو کچھ تو وقف کے بعد دشمن کی طرف بڑھے۔ پہلے علیحدہ علیحدہ حقائق ہو جائیں اور میں جس وقت حملہ کر دوں تو پھر علی الترتیب دیکھی دشمن پر چڑھتے دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ اپنے کمان پر ہاتھ رکھا اور خداوند تعالیٰ کے توکل اور اس کے کام پر بڑھے چلو۔ سب سے پہلے حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے بڑھے اور پہاڑ کے دو سے سے ہوتے ہوئے قوم کی طرف چلے۔ قوم نہایت اطمینان کے ساتھ تھی۔ ان کے پیچھے حضرت رافع بن مہرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کے بعد حضرت عبدالرحمن بن ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سب کے آخروں میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چلتا شروع کیا حتیٰ کہ چراگاہ میں پہنچ گئے۔

مید بن معین بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرداروں میں تھا آپ جس وقت مجھ کو دیکھتے اور ہم نے جنگ کی تو حکام کی اہمائی ہوئی بڑی بہتا ہوا پانی اور مٹھی دشمن پکڑوں کا دھنکا ہوا دھکی دھکے جس پر نظر پڑتے ہی خیرہ ہو جائے دیکھا تو خدا کی قسم اگر قریب تھا کہ اس بوجھ کا پوند ہو جائے والی نگاہیں ایسے خالصتہ جہا سے منحرف کر کے ایک نئے خستہ اور جدید آرائش میں جھکا کر دیں کہ معاین جسم کے ایک شخص نے زور سے چلا کر کہا اللہ تعالیٰ برا کر میں اس دنیا کا کیا اس سے زیادہ اہم پھر کھانے دہنی اور جلدی جلدی ایک سے دوسرے کے پاس جانے والی گئی کوئی چیز موجود ہے یہاں کی رویت سے ذرا دیر نہایت دکھ اور بڑی آفت کی پروا رہے۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ آواز سننے ہی رونے لگے اور فرمایا: واللہ تمہی کا قول بالکل سچا ہے۔ اس کے بعد آپ نے پکار کر فرمایا: خدائے مہتمم کی طرف ہر دو طرف سے شرب شروع کرو اور ان کے بل کی طرف بالکل دہشت نہ کرو۔ اثناء اللہ تعالیٰ یہ یقین تھا کہ اب ہی خدائے بزرگ کے دہرے کے نام میں قوت و طاقت ہے۔ یہ کہہ کر فوج لگے ہوئے آپ فیر کی طرح نکلا کر کی طرف بیٹھے۔

راہبوں نے انہیں دیکھا اور آپ کے ہاتھ میں علم دیکھ کر یہ سمجھ گیا کہ مسلمان ان پر تاج ہے۔ خود وغریبا کی آواز بلند ہوئی اور ہر ایک نے چیخا چلا شرمندہ کر دیا۔ تو سامنے اپنے سر رو اور ہر جس نے اپنے جانوں کو آواز دی۔ فوج اپنے وسط کی طرف چلی گھڑوں پر سوار ہوئی اور ایک نے دوسرے سے کہا شرمندہ کیا کہ یہ بہت تھوڑے آدمی ہیں جنہیں سب کے ہماری طرف بیعت بنا کر بھیجا ہے۔ قیادان کی طرف بلا حاد و صلیب کی استقامت سے آگے دھرو۔ روٹی مسیح گھڑوں پر سوار ہو کر تاکہ مسلمان مال و اسباب نہ لوٹ لیں اپنے اسباب کے پاس کھڑے ہو گئے اور یہ سمجھا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ یہ کھڑے ہی ہوئے تھے کہ انہیں ایک ہزار جوانوں کے ساتھ حضرت مراد بن ازد رضی اللہ تعالیٰ عنہ آتے ہوئے دکھائی دیئے۔ اور کچھ وقت کے بعد حضرت رافع بن جبرہ اطالائی بھی آ بیچھے اور ابھی بہت کم عرصہ ہوا تھا کہ جناب حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر

معدنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آئے۔ ہر ایک اللہ نے اپنی طرف سے ہر اسمیت کریم تم نے واسطے ہر خوش و غصہ کی طرف ان پر بلائے شرارت کیا اور ان کے دلوں کی آوازوں کے ساتھ ساتھ چاروں طرف سے انہیں گھیر کر جو کچھ ان کے پاس تھا لیے گا اور لوٹ کر لے گا۔

تو کا قتل

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے گھوڑے ٹیپ کی طرف بچتے ہوئے پل کی طرف دوڑیں گی صرف چلے اور انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ مومن بیڑ میں نے اپنے دو بیڑوں کو پکڑ کر لیا تو اپنے ہاں واسطے کی حفاظت کے لئے جان بکھ ہو جاؤ اور سمجھو کہ یہ تم سے بڑی کوشش جاسکتے ہیں ان کا کوئی کفر نہیں چل سکتا ہے۔ وہی یہ کہ تقسیم ہوئے اور انہوں نے وہی سرکاری میں اور محکومتی لڑائی کے لئے تیار ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلے کے لئے تو ہمارے ہزار سو اترے کر آئے جو حجازیوں اور انہوں نے اس میں ایک سو تین سو تیس ہزار جو اترتے۔ سے سرسختی بند کی۔ آپ نے بھی گھوڑے کو سمجھ کر اس کا رخ کیا۔ اپنے ساتھیوں کو ساتھ لیا۔ بلکہ ڈال دیا۔ پھر فرمایا تو اللہ ان کے دشمنوں کو انہوں نے سمجھا دیا کہ ہم بھائی بن گئے اور بھائی بنے۔ محمد و آلہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمارے لئے زمین کی طاریں کھینچ دیں۔

یہ کہہ کر آپ نے حضرت رادہ فرمایا اور حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسے ایک آنکھ سے کا: کہ تو رادہ اپنا ہاتھ آپ نے دوسری آنکھ پر تان کر ان زور سے نکل دیا کہ آنکھ کو پھوٹا ہوا گھٹن سے پڑ گیا اور یہ پکار کر نہ تھیں پڑا۔ سب لڑی اور ساتھ ان آپ کے ساتھیوں نے اس کے غصوں کو کھینچ کر: شروع کر دیا۔ سب سے بڑھ کر حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوج لے کر ساتھ لیا کہ آپ کو تھامے اور اسے ہر کسی کی طرف بڑھے اور فوراً اس کے سینے پر چڑھا تو اس کا سر قلم کر لیا۔ اس کے بعد آپ نے سر کو نیزے کی نوک پر رکھ کر بلایا۔ مسلمانوں کو تو لاؤ وہی اور فرمایا کہ خدا کا فضل ملوں تو قتل ہو چکا اب ہر کسی کو تلاش کر کہ کہاں ہے مسلمان یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔

حضرت راشد بن ہبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج کے میں میں تھا۔ میں اپنے دستہ کے ساتھ دو بیڑوں کے اعلیٰ و سفلے کے بیڑوں کی طرف چلا۔ دو بیڑوں کی عورتیں نہایت شہدہ سے لڑ کر مسلمانوں کو اپنے پاس نہیں آئے اپنی قمیضیں۔ میں نے ایک عجمی کو چاروی میں جس نے اپنے ہاتھ گھوڑے سے اتر کر ایک عورت سے لڑتے ہوئے دیکھا۔ کبھی عورت اس پر غالب آ جاتی اور کبھی وہ عورت کو غلبہ کر جاتی تھی۔

لوٹنے کا اپنی عورت کے ساتھ لڑنا

میں اس واقعے سے کہ اسے انہوں کو نہیں ہے اس کے پاس میری تو معلوم ہوا کہ وہ ہزار بیڑوں سے زیادہ اعلیٰ اپنی بیوی سے لڑا ہوا تھا اور جس طرح خیر اپنی ۱۰۰۰ کشتی کرتا ہے تو اس کے ساتھ اس طرح کشتی کر رہا تھا۔ میں نے چاہا کہ بڑھ کر اس کی اعانت کروں کہ وہی عورت میری طرف چلیں اور میرے گھوڑے کو پھر دے تو شروع کر دے۔ ایک خوب صورت عورت کے ہاتھ سے جو دشمن ہاں میں ہوں کسی ایک بہت بڑا عجمی میرے گھوڑے کی پیٹائی پر جس پر میں سب سے پہلے حضرت خالد بن ولید کے

ساتھ جھک کر اس کے لئے کھڑا ہوا۔ اگر کھڑے نہ ہوتا تو چہرہ پر اداوار کر کے کھڑے ہوتے جس پر اداوار کھڑے کی زبان سے کوا کر اس عورت کے چہرے پر پڑا۔ اور بھی زبان کی طرح پتہ نہیں پڑتی ہوئی آگے آگے بھاگی۔ اور یہی عورت بھی اس کے ساتھ بھاگے گاڑیوں میں سے ان کا پیچھا کیا اور جس وقت ان کے باطنی قریب پہنچ گیا تو اس نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ مگر قتل سے تو اس رازگ کیا۔ اب اس نے ایک امانت چاہی اور اس کو دیا۔ یہاں سے اداوار کھڑے ہوئے جس نے کھڑے کو مار ڈالا تھا اور عورت نے قتل کا بھی نہیں تھا۔ جس ہی کی طرف وہ چلا اور اس کے قریب ہو کے جس وقت اس نے سر پہنچا اور اٹھ لی تو اس نے اپنے اچھہ پر رکھ لئے اور لفون لفون (امان امان) کہنا شروع کیا۔

میں نے یہ سن کر ہاتھ کھینچ لیا۔ وہ نہایت قیمتی درمیں نہیں لپاس پہنے ہوئی تھی۔ مگر تین کی ٹو پاؤں پر پانچ ہی نہیں میں نے اسے لے کر ان سب عورتوں کو اپنی حراست میں لے لیا۔ مگر میں اور اپنے فوج کی طرف ان کے کراہنے کی وجہ سے راستہ میں روکیں کا ایک نالی زمین کھول کر کھائی۔ یہاں اس پر سوار ہو گیا اور اس میں ڈھال بے اندازہ کی۔ وہ کمال معلوم کرتے چلے گئے۔ یہ خیال کر کے میں اس کی تعقیب میں ہوا اس جگہ جہاں میں نے اسے شکاری کرتے دیکھا تھا میں اسے ہاتھ کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس کی بیوی تو قریب آ کر وہ اس کے سامنے رہتے ہوئے بیٹھ گیا۔ میں نے اپنا پیٹھ کا لپکا ہوا مال بے اندازہ سے ڈھال دیا کہ یہ میری بیوی ہے جس کی عیب اور امان میں میں رہاں تک آؤ تھا اور مجھے اس کے ساتھ اپنی چڑی کی خواہش نہیں تھی۔ یہاں خدا کی قسم مجھے اس کے ساتھ بہت زیادہ محبت تھی اس وقت میں نے اسے وہاں دیکھا تھا میں نے اس سے کہا کہ وہ جو دیکھتا مجھ سے ہوئی اور غرت کرتی ہے مگر میں یہی محبت میں یہاں تک کرتی کیا ہوں۔ اب اسے کوا کر میں لے ساتھ چلیں۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے حق سچ کی قسم چھوڑ دینا ہے میں سچ چھوڑ کر دے دینا نہیں تھا۔ یہاں سے میں نے اس کی قسمت لکھ کر رکھ دی۔ میں نے اس کی لپٹی میں سے اس کی لپٹی چاہا تو اس نے اپنے آپ کو مجھ سے لڑائی سے ڈرے بیٹھ کر دھکا دیا۔ مگر میں اس کے ہاتھ میں لپٹی اور شمشیر نکلی دیا کہ اس پر قابض آئیے۔ جس وقت اس نے میرے چلوں سے کسی طرح منفرتہ دیکھا تو اپنے پاؤں میں سے ایک ٹکڑ نکال کر بیٹھنے میں بھول گیا۔ مجھ پر سے ہی پیچھا کر رہی تھی اس کے پتے کا پتہ نہ تھا۔ اس کی طرف سے اس نے اس کے لئے ایک بیٹھا دیا۔

دیا ہوا۔

حضرت عمیرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہر قل کی بیٹی کو گرفتار کرنا

مذہبے واقع بن میرۃ الطائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں یروشلم کی یہ باتیں سن کر اس نے کہا اور اس سے کہا کہ خدا تعالیٰ مجھ کو اپنے حق پر ادا کرے اور اس سے حق اور خوب صورت عورت جو اس میں ہے اپنے عورتوں کے لڑکیاں نکالے گا۔ میں نے اس کے قریب گیا اور پانچ سو روپیہ چاہا۔ اور پھر وہ حق ہے۔ یہاں سے اس نے اس کو دیکھا کہ اس نے کہا یہ میرے ساتھ ہے۔ یروشلم نے اس وقت اس کی طرف دیکھا اور اس کے زور اور اس کے دھمکے اور اس سے اس کی زبان میں کھٹکائی۔ گھڑی چلے اس کا حال یہ پختہ کر دیا۔ وہ دیکھ رہی تھی آخر اس کی میری طرف سے پوچھا کہ اس نے کہا کہ آپ نے سمجھا بھی کہ یہ وہ عورت ہے اس نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ کون عورت ہے اس نے کہا یہ وہی ہے جس کی اور قادیانی وہی ہے۔ یہاں سے

آؤی اس کی ملاحیت اور قابضیت کیسے رکھتا۔ برقی اسے فہرہ ہے کہ ضرور پانی دلائے گا۔

میں نے کہا اب قریہ میرے لئے ہے اور تو اس کے واسطے۔ یہ سن کر یس نے اسے لے لیا۔ معری اس وقت نہایت شدت کی لڑائی کر رہے تھے اور اس فہرہ معروف تھے کہ اس سے زیادہ نہیں ٹر سکتے تھے۔ بعض دشمنیں کپڑے اور بولہ واسطہ کو جمع کر رہے تھے۔

مرج الدیرانج کی وجہ تسمیہ

والہدی و مہر اللہ تعالیٰ تھے ہیں کہ مرج الدیرانج کی وجہ تسمیہ اور اس جنگل کا نام مرج الدیرانج کے نام سے مشہور ہونا اور اب تک اسی نام سے مشہور چاہا تاہی وجہ سے بے کمال عرب میں سے جس وقت کوئی کسی کے پاس دیرانج یعنی ریشم کا پنڈ اور تھن تھا تو دریافت کرنا تھا کہ آپ کے پاس پنڈا کہاں سے آیا تو انھیں جواب دیتا تھا کہ یہ مرج الدیرانج کے مال تھے۔ میں کاہے۔

والہدی و مہر اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت اتر داسام لڑائی سے فارغ ہوئے تو اپنے سردار حضرت خالد بن ولیدؓ کوٹ دیکھ کر ان کی تفتیش میں گئے۔ مگر جس وقت آپ کا کھیں پتہ ہو دکھائی نہ معلوم ہوا تو سخت مضطرب اور پریشان ہوئے اور اچھا سے زیادہ نقل ہوا۔

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ وجہ یہ ہوئی تھی کہ جس وقت مرج الدیرانج کے میدان میں آپ نے قوما کو قتل کر دیا تو آپ کو برہمن کی عداوت ہوئی۔ آپ نے تمام میدان میں اسے ڈھونڈا۔ مگر جستجو کے بعد بھی آپ کا کام رہا۔ آپ براہ جنگ میں مشغول تھے اور ہتھیاروں میں ٹھس ٹھس کر رہے ہوں کہ ہانہ اور ان کی طرف سے قتل کر رہے تھے کہ اٹھا آپ نے ایک قوی البدن سردار ریشم جی راہی دالے اور وہی کو جہازیت فہمی، دشمنیں کپڑے پہنے ہوئے تھا اور ان کے اوپر دیا ہوا فہرہ کے لئے لگا رکھا تھا۔ دیکھو۔ آپ نے دعا کہا کہ یا کرب ربیب یہی ہے۔ آپ نے بے سمجھہ اس کی طرف گھوڑا چاہ کر دیا اور اپنی قوی اور شدت کے ساتھ اس کی طرف بڑھے کہ فرار ہوا کرتے ہی نہ تھک کر اس کی طرف گئے۔ آپ کو دیکھ کر بھاگا۔ آپ نے تعاقب کیا اس نے میدان میں گھوم کر پکڑ لکھا کہ اپنے آپ کو بھاگا جو بلا۔ آپ نے دور سے اس کی پشت پر نیزہ مارا۔ یہ گھوڑے سے سرکے میں زمین پر آ رہا۔ آپ یہ کہتے ہوئے کہ تم بہت جڑ میں تو نے کھنسا سو کا کہ میں چچ کر لکھ آیا اس پر حملہ آور ہوئے۔ یہ فہمیں عربی زبان سمجھتا تھا اس نے عربی میں فریاد کیا اور کہ میں یہ جیس نہیں ہوں۔ آپ مجھے چھوڑ دینے اور قتل نہ کیجئے۔ میں آپ کا اپنے فہرہ اور دھنیں اس آپ کو کسی چیز دوں گا کہ آپ خوش ہو جائیں گے۔ پھر جو کچھ آپ مجھ سے طلب کریں گے وہی دوں گا۔

آپ نے فرمایا کہ بہت اتر میرے ہاتھ سے اس وقت تک نہیں چھوٹ سکا جب تک ہر میں کا پتہ نہ ملتا رہے۔ مجھے اس کے سوا کسی چیز کی خواہش نہیں ہے۔ ہارن خالی مل جائے دے میرے ہاتھ سے قوما کو قتل کر دیا ہے اور مجھے ہر میں نے اس کے لئے کی بھی تمنا ہے۔ اگر تو نے مجھے ہر میں کا پتہ دے دیا تو میں تجھے میری سی معافہ کے چھوڑ دوں گا۔ یہ سن کر وہ کا فر نے کہا کہ آپ کو کوئی ہونا چاہئے کہ آپ اپنی مراکتہ پہنچ جائیں گے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس کا پتہ ملتا ہے تو قتل اس بات کا بعد کے لوگوں کو آپ مجھے چھوڑ دیں گے۔ آپ نے فرمایا اگر تو نے مجھے اس کا پتہ ملا دیا اور ہر میں میرے قبضہ میں آ گیا تو مکتہ اللہ اعظم راہا ہی ہوگا۔

اس نے کہا ہے عربی بھائی: آپ کی بات بہ عمدہ کی اور بے وفائی کی ہی معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ آپ نے ہمیں امان دے دی تھی مگر باوجود اس کے ہمارے پیچھے یہاں تک پہنچا کہ لاکھوں مسکین و گناہگار بھی نہیں تھا کہ آپ ہمارا حلقہ یہاں تک کریں گے۔ آپ نے تو قب کا اور جو کچھ ہم دشمنی سے نہ کر سکتے تھے ان کو تو کیا اور اسی وجہ سے آپ کے ہاسوں و مشن میں گئے ہوئے تھے، اس وقت آپ پھر کہتے ہیں کہ وکر بریں کاوش آگیا تو میں تجھے بیخود دوس گا۔ نیز میری ایک بڑا بہادر اور جریوں کو زیر کرنے والا شخص ہے، میں اس کی گرفتاری کا کسی طرح ضامن ہو سکتا ہوں اور پھر جب کہ آپ کا کلام بھی بہ عمدہ کی اور بے وفائی پر مشتمل ہو۔

آپ کو یہ من کر نہایت غصہ پایا اور فرمانے لگے کہ مصلحتیں ہمیں عمدہ دشمنی کی طرف منسوب کرتا ہے حالانکہ بہ عمدہ کی عمدہ دشمنی اور بے وفائی اور ہی قطعیتوں سے بیکہ و ہتھوڑی باتوں سے دور اور ہمارے افعال سے بالکل ناگزیر ہے۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور وہ آپ نبی الرحمت اور شفیع الامت تھے۔ پھر ہم اس طرح خلاف کر سکتے ہیں۔ پھر جو کہتے ہیں وہ پورا کرتے ہیں، جو امانت رکھتے ہیں وہ ادا کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اہم نہادے تھا قب میں چار روز سے پہلے نہیں نکلے۔ اللہ بڑا بڑا دیر نے ہمارے لئے راستہ کی اور لی کو دور کر دیا ہے اور زمین کی مٹی میں کھینچ کر رکھ دیں۔ میں نے تجھے مصلحتیں ہی کہا تھا کہ تجھے ہر میں کی طرف جاننے کا راستہ بتا دے میں جس وقت اسے دیکھوں گا تو انشاء اللہ اس پر خدا کی مدد حضرت سے اسے اسی وقت لے لوں گا۔ میری خواہش مصلحت ہی ہے کہ مجھے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بیعت کی قسم ادا کرنے لگے اس کا یہ خوار یا غلامی ہوں کسی عوض کے تجھے چھوڑ دوں گا۔

کافر یہ بھلاہن کر کہنے لگا کہ عرب کے جو افراد آپ میرے بیٹے سے اتر جائیں گے کہ میں اس کا پتہ تلا کھوں۔ آپ اس کے بیٹے سے اترے۔ دو دائیں بائیں ایک ایک اور ابھر کر دیکھنے لگا۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد کہنے لگا۔ یہ کرو جو بلادی ہے جو حجاز رہا ہے اسے آپ دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں اوکھو رہا ہوں۔ اس نے کہا ہر میں اس کو روکے آگے آگے جا رہا ہے آپ اس کو روکا تھا قب تک پہنچے ہر میں کی خدمت پہ ہے کہ اس کے سر پر جو ابھر کی ایک صلیب آویزاں ہے۔ آپ نے قوم پر ہم پر بیہوش کیا یہ شخص اسد بن ہانہ کو اس پر مسلط کیا اور فرمایا اسہ القباۃ اپنی تمباکوی میں رکھو۔ اگر میں اس کے قول کے موافق ہر میں تک پہنچ جاؤں تو اسے چھوڑ دیا اور فوراً قتل کر دیا۔ یہ کہہ کر آپ نے اس کو روکی طرف گھڑے کی باگ چھوڑ دی۔ نیز اسے گورست کیا اور جس وقت میں جماعت کے قریب پہنچے تو پھر آواز دی کہ بدعتو! مجھ سے بھاگ کر کہاں جا سکتے ہو؟ جس وقت ہر میں نے آپ کی آواز سنی اور آپ کے طرز کا کام سے متاثر کیا کہ وہ اس عرب میں سے ہیں تو وہ آپ کا قتل کا ارادہ کر کے کھڑا ہو گیا۔ اس کے سامنے اس کے روبرو بیٹے ہوئے۔ یہ لوگ تھوڑوں، موموں اور قرآن و احادیث سے سنبھلے اور اہمیت پر غماز، شیعہ اور بہادر آدمی تھے۔ آپ نے انہیں آباد اور جریہ کر دیا کہ فرمایا بدعتو! تم نے یہ سمجھ تھا کہ اللہ عز و جل ہمیں اب تم سے نہیں بچائے گا اور جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو ادا کر لیکن تم میں نہیں رہیں گے۔ اس پر خرداد ہو جاؤ میں ہوں شمس و سواد قاتل پلیدہ اور میں ہوں خاتمہ بن ولید۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کیا اور ایک ہی نیزے سے میں ایک روٹی کو اڑا لیا۔ پھر دوسرے کی طرف بلائے اور اسے بھی قتل کر دیا۔

کر اس کی زوجہ کے متعلق وہ یافث کیا۔ اس نے تمام اہل بیان کیا۔ آپ بن کر نہایت محبوب ہوئے۔ حضرت رافع بن مسرہ الطائی نے کہا: یہ اللہ میرا میں نے ہر قلب اور لہجہ کی بیٹی کو نذر کر کے اس کی زوجہ کے عوض اسے پر کر رکھی ہے۔ آپ نے وہ یافث فرمایا وہ کہاں ہے؟ جس وقت وہ ضرور ہوئی تو آپ نے اس کا حسن و جمال جو خالق عزوجل نے اسے عطا کیا تھا دیکھ کر اس کی طرف سے منہ پھیر لیا اور فرمایا: ”سحانک اللہم و محمدک بخلق ما شاء و بخلق ما یحب“ یعنی انہا پاک ہے آپ کی ذات گرامی۔ آپ جو چاہتے ہیں پیدا کرتے ہیں اور جسے چاہتے ہیں قبول فرماتے ہیں۔“

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی ”و ربک یخلق ما یشاء ویصلط ما یشاء“ یعنی تیرا رب جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے اور جو چاہتا ہے بھگا دیتا ہے۔

پھر آپ نے جنس سے فرمایا کہ آؤ ہم اسے اپنی زوجہ کے بدلہ میں قبول کرتے ہو؟ اس نے کہاں قبول کرتا ہوں مگر میری رائے میں ہر قلب اس کے عوض میں فیہ ہے کہ ضرور اس کی رہائی کا خواہشگاہ ہو گا یا لا کر اسے چھوڑنے کی کوشش کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ تم اسے دیکھ لو، اگر وہ رہائی چاہے گا تو اس کا غمزدہ دل بھی باری تعالیٰ تمہیں عطا کرے گا۔ وہ نہ تھا کہ اسے لئے ہے ہی۔ جنس نے عرض کیا سرور! آپ بھگ جکو اور سخت کھن مقام میں ہیں اگر آپ راہیوں کے لنگر آنے سے قتل چلے گا سانہاں کر دیں تو زیادہ مناسب ہے۔

آپ نے فرمایا: اللہ جلالتہ باریک بینی سے نئے برائت اور بر جہ ہمارے ساتھ ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے چلے کا حکم دیا۔ لشکر نہایت تیزی کے ساتھ چل نکلا۔ اہل قیامت آگے آگے تھوڑا دیر لشکر اسلام آپ کے پیچھے پیچھے نہایت خوشی، خیمت، سلامت اور نصرت کے ساتھ نرا لے کر نکلا ہوا چلا جا رہا تھا۔

روح بن علی کہتے ہیں کہ ہم راستہ قطع کرتے ہوئے نہایت جگت کے ساتھ چلے جا رہے تھے۔ راستہ میں دو دیہاتوں کے شہر آئے تھے ترکوئی۔ یہی شہر ہے حضرت علیؓ نہیں جانتے تھے۔ جس وقت ہم معرکہ مغیر میں اور یکدیگر کے ہنس کے قریب پہنچے تو ہاتھ ہم نے اپنے پیچھے سے ایک تھار اٹھ ہوا دیکھ جو ہمیں سخت ہنگامہ معلوم ہوا۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں ہنر ہو کر اس کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا تم میں سے کوئی ایسا شخص ہے جو مجھے اس کی خبر لے کر دے۔ تو ہم فقار سے ایک صفحہ بن بڑی فطامی نامی شخص فوراً آگے بڑھا اور عرض کی کہ اس خدمت کے لئے میں تیار ہوں۔ اس شخص کو دشمن کے مقابلہ میں ٹھوڑا دیر لڑنے اور بہتقت لے جانے میں ایک خاص حکم تھا۔ یہ اس گروہ کے پاس پہنچا اور وہ ہفت حال کر کے پھر اٹھے پاؤں لٹا اور دور سے پکار کر کہا شروع کیا کہ یا امیر! صلیب کے پرستاروں نے ہمیں پکڑ لیا یہ لوگ ادرس تپاؤ ہے میں فرقی ہیں اور رات کی آنکھوں کے سوا کچھ دکھائی نہیں دیتا جس وقت یہ گروہ ہلکے قریب آگیا تو آپ نے یوں ہی راہبر ہو کر فرمایا کہ اس گروہ کے پاس جا کر اس کا ارادہ معلوم کرو۔ یہ گروہ اور آ کر کہنے لگے کہ سردار! میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا کہ ہر جس اپنی بی بی کی طرف سے غافل نہیں ہو سکتا۔ اس نے اس گروہ کو اس لئے روانہ کیا ہے کہ وہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے مال قیمت کو واپس لے لے۔ جس وقت یہ لوگ اسی شخص میں آپ سے معرکہ سے ملے تو آپ کے ساتھ اچھی کے ذریعے گفت و شنید کر کے ہر قلب کی بیٹی کو بیچ یا دہ کے ذریعے جس طرح بھی ممکن ہو گا رہائی دلانے کی کوشش کریں گے۔

یونسؑ راہبہر کی شہادت

حضرت داؤد بن یونسؑ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یونسؑ جہاد میں ہمارے ساتھ جنت برومک تک شامل رہے۔ آپ نہایت زیادتی اور جان بازی کے ساتھ لڑا کرتے تھے۔ برومک کے روز آپ ایک آزمائش میں جھکا ہوئے۔ یعنی آپ کے سینے میں ایک تیرہ کرکھا کسی کی جہ سے آپ زمین پر گرتے ہی جاں بحق ہو گئے۔ خداوند تعالیٰ آپ پر رحم فرمادیں۔ مجھے آپ کا بہت صدمہ ہوا۔ باری تعالیٰ سے آپ کے واسطے رحمت کی دعا کی کرتا رہا۔

میں نے ان کو ایک روز خواب میں دیکھا کہ آپ کا لباس چمکتا ہے اور آپ طلائی زنجیریں زیب پا کئے ہوئے ایک ہنر بانہ میں سر کر رہے ہیں۔ میں نے دریافت کیا کہ خداوند مالک انکے محلِ دلی سے تمہارے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟ انہوں نے کہا کہ مجھے بخش دیا اور میری جہ کی عفو مجھے سزا دی۔ اتنی خوب صورت معافیت فرمائی کہ اگر میں سے دنیا میں ایک بھی ذرہ آئے تو اس کے چھوٹنے کی روشنی سورج اور چاند کو شرمادے۔ اللہ جل جلالہ تعالیٰ تمہیں بھی جزائے خیر معاف فرمائیں۔

میں نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنا خواب بیان کیا تو آپ نے فرمایا ”خدا کی قسم یہ سرتپہ سوائے شہادت پانے والے سکھ اور کسی کو نہیں ملے۔ بہت خوش خصلت ہے۔ انھیں جو اس سزے کو چھوٹے۔“

واللہ! رسول اللہ علیہ السلام کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ سے باہر تھمتے کر والیں ہوئے تو آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق کچھ نہیں ہوا اور حضرت ابو سعید بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے وصال اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے کے متعلق ہی ان سے کچھ نہ کیا۔ آپ نے دعائے ہرگز کاغذ منگوا کر دربار خلافت میں سب ذیل خط لکھا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکتوب حضرت ابو بکرؓ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزیر علی بن ابی عبد اللہ علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

از جانب خالد بن ولید غزوہ حرا کی حاکم شام۔

واللہ! السلام علیکم۔ میں اسی ذاتِ گرامی کی حمد کرتا ہوں جس کے سرور کو نبی و رسول اور ان کے نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پروردار بھیجتا ہوں، ہمیں جنگ و شفق میں برابر دشمن کی طرف سے بہت زیادہ تکلیف اٹھانی پڑی تھی کہ باری تعالیٰ علی ہر دے ہماری نصرت اور مدد فرمائی دشمن کو مغرور کیا۔ میں نے باپ شرقی کی طرف سے شہر کو آواز کے زور سے فتح کیا۔ ابو سعید بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ باپِ حلیہ پر متعین تھے ان کے ساتھ دشمن نے فریب کر کے دوزخ سے پہنچ کر لی اس لئے مجھے ابو سعید بن جراح نے صلح کر دیا کہ میں کسی کو قید یا قتل نہ کروں۔ میں ابو سعید بن جراح سے کہنے پر آمں کہ پاسِ خالد بن ولید کے ساتھ اس وقت وہیں پابری اور وہاں موجود تھے اور صلح نامہ ان دونوں کے پاس تھا۔ بادشاہ کا دوا کرتا اور ایک شخص ہر جس کی شہرت بہت مہاں ہے کہ چلے تو میں نے ان کا تعاقب کیا اور ان دونوں

لعینوں کو قتل کر کے ان سے دہلیاں حاصل کر لیا۔ ہر قتل بادشاہ کی بیٹی کو بھی مرنے دے کر لیا تھا مگر پھر بطور دیہ کے اسے چھوڑ دیا اور حج و سلامت واپس آ گیا۔ میں آپ کے حکم کا شکر ہوں۔ والسلام!

حضرت خالدؓ کا حضرت ابو بکر صدیقؓ کو فتح دمشق کی خبر دینا

اسے صوف کر کے اس پر اپنی ہر لگائی اور ایک شخص عبداللہ بن قرقہ عربی کو بلا کر ہمدان سے گردانہ ہو گیا۔ یہ مدینہ طیبہ میں پہنچ کر بارگاہ خلافت میں پہنچے۔ یہاں مسند خلافت پر جناب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونق افروز تھے۔ آپ نے سر ہار اور عتوان خط جس میں از طرف خالد بن ولید جناب خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا تھا پڑھ کر فرمایا کیا اب تک مسلمانوں کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے متعلق علم نہیں ہوا۔ یہ اللہ بن قرقہ نے عرض کیا یا امیر المومنین! مسلمانوں کو اب تک اس کے متعلق کچھ علم نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا میں نے ایک خط حضرت ابوسعیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام روانہ کیا تھا جس میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معزوری اور حضرت ابوسعیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرور کی کامیابی کی خبری سامنے میں انہیں کوئی خواہش نہیں تھی۔ یہ کہہ کر آپ نے سکت فرمادیا اور تمام خط کو پڑھا۔

خلافت فاروق کی مجمل سی کیفیت

صحاب میرے ثقات و اویوں سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت ابو بکر صدیق خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دھال ہو گیا تو آپ کے بعد حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر اس وقت باذن سال کی تھی مسند آرائے خلافت ہوئے۔ تمام مسلمانوں نے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے بیعت کی اور آپ کی بیعت سے کسی شخص نے بھی خواہ وہ امتیاز چھوٹا انحراف نہیں کیا۔ آپ کے زمانہ خلافت میں دشمنی و بغاوت اور انشقاق تمام جاہل باطن نیست اور ظنی قہم ہو گیا۔ آپ کی مارت میں سہل و قوی ہو گئی۔ شیطان کے کٹر میں ضعف آ گیا۔ خدا کی قسم حالانکہ کافروں کو شاق تھا۔ مگر ظاہر ہو گیا۔ آپ اپنے زمانہ خلافت و امارت میں فقراء کے ساتھ پیوستے تھے۔ عام آدمیوں اور مسلمانوں کے ساتھ تعلق سے پیش آتے تھے۔ چھوٹوں سے رحم اور بڑوں کی توقیر فرماتے تھے۔ خیموں پر مہربانی اور مظلوموں کے ساتھ دینا اللہ تعالیٰ کرتے تھے کہ حق ظاہر ہو جائے تھا اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے کسی کام میں آپ کی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے تھے۔

آپ اپنی خلافت کے زمانے میں مدینہ طیبہ کے بازاروں کے اندر اپنی گزری اپنے اور ہاتھ میں درہ لئے ہوئے پھرا کرتے تھے۔ آپ کے درہ کا خوف بادشاہوں کی حکومتوں اور فیروں کی دکانوں سے زیادہ تھا۔ آپ کی غذا اور دوا اندرون کی روٹی اور سالن آپ کا پابا ہوا تنگ تھا۔

بسا اوقات آپ کی روٹی زبرد و اٹھاد اور مسلمانوں پر نظر حمایت اور مہربانی کی چیز سے بغیر تنگ کے ہی رہ جاتی تھی اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس سے مقصود بعض اللہ تعالیٰ جل مجدہ سے ثواب تھا اور اس سے نیز کوئی شغل آپ کو ادا نہ فرماتا تھا اور اجار سنت نبوی ہر حق صلی اللہ علیہ وسلم سے باز نہیں رکھتا تھا۔

خلافت فاروقی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قرہ قی میں کریمہ انی تسمی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت غلبہ ہو گئے تو آپ اپنے انوس صباہوں یعنی جنہ رب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدم بہ قدم میں گئے کہ اس میں بیٹھ کر رہا اور چارہ ہے۔ تھرا اور غرور لو پاس تک نہیں پہنچتا تھا۔

آپ کو جوئی رانی اور تک نے ہمارا تھرا یا تھا (یعنی آپ بہت زیادہ متعجب ہو گئے تھے) اور غلبہ چوہاروں نے آپ کو بہت نڈھال دیا۔ قذح بھی لگی آپ تھرا نہ لگی بھی کیا لیتے تھے اور فرمایا کہ: تھے کہ وہ تک اور زیت کا تھرا اور مجھ کا رہا میں سے زیادہ آسان ہے کہ کل کچھ ٹھٹھ میں اور جانے گا۔ جس شہر نہ لگی آدی مرے کا اور نہ داس پانے گا اور جس کی کھانسی بہت زیادہ اور آپ سخت اور پانی پیپ ہے۔

آپ کو ایک طلب بھی کرتے تھے اور نہ زیت ہی دیتے تھے مگر نظر کے افکار کو آپ نے پس آپ کے ذہن فرات میں چلا آئے تھے آپ نے لشکر میں کو بھیجی فوجات کہیں شہر میں قوا بہ فرمایا اور خدا اب دہرائے آپ بہت زیادہ دہرائے تھے۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(مصر اولی فوج الشام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

واللہ تعالیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ہرقل مشاہیر کو یہ معلوم ہوا کہ یہ مہمانت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں آگئی تو اس نے اپنے تمام مسلمانان ملک اور کچھ مملکت اور مقرران فوج کو انھیں قسمیں مانگی کہ پہلے سے ایک مہر نصب کر دیا جائے اور ان کے ان کے سامنے مہر پر چڑھ کر حسب ذیل تقریر کی۔

ہرقل کا اپنے رؤسا کے سامنے تقریر کرنا

”یہ بنی اسرائیل کا شخص ہے جس سے میں تمہیں ڈرایا کرتا تھا۔ مگر تم نے میری ایک نہ بنی۔ اب اس مجھے رنگ اور سیاہ چٹبہ سے شخص کی خدمت اور وہ بچی وجہ سے معاملہ پادشاہ کا ملک اور نظریہ کہ صورت اختیار کر گیا ہے اور وہ وقت اب زیادہ دور نہیں جب اس صاحب امر سے مشابہ پنوں شخص کی واپس کے وعدہ ان کی قسم اور ان کی قسم امیر سے پابندی تک پہنچ جائیں گے اور وہ میرے تاج و تخت کے مالک ہو کر رہیں گے۔ مگر تمہیں وقت آنے سے نہیں بڑا کرنا ہونے لگا۔ اور ان کے ظلوں کے دوران میں وہ لوگوں کے نفرت اور تو سوں کے بے کار اور بند ہونے سے پہلے ڈرنا اور بہت زیادہ ڈرنا چاہیے۔ یہ شخص جب مضرب کا ہوا اور وہم و فہم کو زیر کرنے والا شخص ہے، اپنے وحشیانہ کاموں اور دوسری باتوں کے ہمیشہ پر تہمت خست۔ اگر وہ بھی تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے پابند ہو چکا ہو، تو اچھا ہے، ورنہ اسے مضبوطی اور طاعت کی حد اسلام کی اتباع کرو، زیادہ اور تمام ہے جو وہ باتوں سے تو بہ کرنا تو مجھے امید ہے کہ نہ اختیار کرے گا۔ لیکن تم نے اس کا انکار کیا اور وہی طرح نفس و خود میں مبتلا اور خودی و شہوات دنیا میں پھنسے رہے تو بارگاہ کبریا سے دشمنوں کو خدا پر مسلہ کر دے گا اور ان میں سے تم کو فدا ہو جائے جس کے اعلان کی طاقت تک تم میں نہیں ہوگی۔ یہ میں جان بھوس کر اس تو تم کا دین و دنیا کے تمام دین پر غالب آ کر ہے گا اور اب تک اس مذہب کے حامل خواہنے اس دین میں ٹھہر جہل نہیں کریں گے اس وقت تک وہ عیسائیوں کی اور بھلائی کے ساتھ رہیں گے اس وقت تمہارے سامنے دوسری صورت نہیں ہیں اول یہ کہ تم اس دین میں داخل ہو جاؤ یا جزیرہ پر مصافحت کر لو۔“

روایہ یہ تقریر ہی کہ اس کی طرف چھپے اور چاہا کہ اسے لکریں مگر ہرقل نے نرم آواز میں ان کے سخت نصیحتوں کو غلط کیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ میرا مطلب اس کہنے سے بعض آپ لوگوں کی آزمائش اور معذرت کرنا تھا کہ آپ حضرات کو اپنے دین کی غیرت اور حیرت کہاں تک ہے اور آیا آپ کے دلوں میں عربوں کا خوف تو جگہ نہیں کر گیا۔

ہرقل کا ایک نصرانی کو حضرت عمرؓ کے شہید کرنے کو روانہ کرنا

اس کے بعد ہرقل نے ایک نصرانی عرب کو جس کا نام اعلیٰ علیہ السلام ہے، بھیجا کہ اس کے واسطے کہ ختم مقرر کیا اور کہہ کہ تو ان وقت عرب (مدینہ منورہ) کی طرف روانہ ہو جاؤ اور وہاں پہنچ کر حضرت عمرؓ سے خط کے غلطی کوئی نہ ہو سزا کرنا نہیں تو لکھ کر اسے۔

اس نے اسی کا وعدہ کیا اور اس میں حضرت کے مدینہ رسول کی بیٹی کو آپ کے قتل کی گھر میں یہ طہیر کی حویلی میں چھپ گیا حضرت فرمایا قیام کے اس وقت اور یہ وہی کے اعانت کی حالت اور اگر کسی کے لیے یہ طہیر سے اور کثیف لائے تو یہ ضروری ایک گھوڑا اور اس پر چڑھ کر تھیں کی آزمائش بیٹھ گیا۔ آپ اتفاق سے اسی درخت کے قریب آ کر بیٹھ پڑے تھیں کہ ایک گھوڑا آگیا، جس کے بعد آپ سوئے اور اسی شخص نے چار گھنٹے اتر کر اپنا کام پورا کر لیا تو وہاں تک جنگل سے ایک دھواں آ رہا تھا کہ آپ کے چہروں طرف گھومنے لگا اور آپ کے قدموں کو اپنی زبان سے چبنے لگا اور ایک جی باقیہ نے آواز دی اور کہی: مرا اعدائے خلافت یعنی اسے مر چو کہ آپ نے عدل و انصاف کیا ہے اس لیے آپ۔ میں ہو گئے۔ جس وقت آپ کی آنکھ کھلی دھندہ چلا گیا۔ یہ سمرانی درخت سے اتر اور حضرت عمر کے پاس آ کر آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دے کر کہنے لگا میرے ماں باپ اسی پر توبہ میں اس کی خدمت کا نجات کے وعدے، جس کی صفات آسمان کے فرشتے اور جس کی تقریریں جہنم کے من کرتے ہیں۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا شہام آنے کا قصد اور ارادہ بیان کیا اور آپ کے ہاتھ پر اعلیٰ وقت اور شرف باسلام ہو گیا۔

واللہ کی رحمت اللہ علیہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام سے صلب
 زخمی کھانے کا:

”میں نے تھیں شہ کا کہ تم اور انور اسی امیہ کا گناہ رہے رہا اور خالد تو معزول۔ وہ اسلام۔“

یہ خط آپ نے حضرت عبداللہ بن قرقا کے چہرہ کیا اور مسلمانوں کے سعادت کی طرف رجوع کرنے کی ہجرت سے پہلے انہیں پیش فرما دیا۔ مگر کیا روزِ مظلومت واسطے انھوں کو جیتنے ہی اپنی تمام توجہ کا سامان کی طرف بھیر دیا۔

و اللہ کی رحمت اللطیفہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے اس طرح روایت کرتے ہیں کہ جس شب
 میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اس جہاں کو دینی سے عالم بنادینی کی طرف کوچ کیا، اسی رات کو حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے ہجرت کے
 لیے ہی خواب دیکھا جو اسی رات حضرت عمر فاروقؓ نے دیکھا تھا صحیح کو آپ نے حضرت حذیفہؓ کے سامنے کسی وقت آپ سے بیعت
 کی جا رہی تھی یہ ان لیا تمہیک کے وہاں دمشق کو ذکر پھر پانچویں مسلمان اس کے چاروں طرف ہیں مسلمانوں کی تعبیروں کی آواز میرے
 کانوں میں آ رہی ہے۔ جس وقت مسلمانوں نے تعبیروں کے نعرے لگا کر حذیفہؓ کو سننے دیکھا کہ کلمہ اور شہادہ کی دہراؤ میں
 جھلس رہی تھیں اور ان کا نشانہ کھنکھانہ تھا۔ اللہ نے محمد بن ابی ذرؓ کو بھی اس پر از شہید بخش دیئے اور آپ کے سامنے
 جو تمہ کو روشن تھی اس پر پانی پڑا اور وہ بجھ گئی۔ حضرت علیؓ عرض فرماتے تھے کہ اللہ وہ ہے جس نے خواب سننے کی فرمایا جیسے مہاراجہ کہ وہ دمشق اسی
 رات فتح ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ۔

چند روز کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرضی سے حج اور قربانی کا خط لے کر مدینہ منورہ میں آئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں دیکھ کر فرمایا کہ میں نے تم کو یہاں تک شام سے چلنے کے لئے کئے دن ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ میں جو کہ روز چلا تھا، وہ اب بھی جمعیت میں اسی روز سے براہِ جہاد رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے سنت پر عمل کیا۔ غلامانِ گنہگار! انہوں نے کہا نہایت عمدہ اور مبارک خبر ہے، اس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں بیان کروں گا۔ آپ نے فرمایا واللہ آپ اس حالت میں کہ دنیا و پ کی تعریف کرتی تھی اس عام فانی سے انتقال کرے کہ رب کریم کے دامنِ رحمت میں داخل ہو جائے اور ضعیف و ناتوان بن کر اس ظلالِ کوئی گردن میں ڈال لیا۔ اگر میں نے اس کام میں بدلہ یا اضافہ کیا تو حق سے بددعا و نجات یافتگی

اور کوئی بھی یا قصور نہ ہو گیا تاہم ہر ایک حضرت عقبہ بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں یہ خبر سن کر رويا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کے لئے دعا مانگتے رہا، اور وہ خدا تعالیٰ کی خدمت میں آپؐ کے پروردگار کے لئے اسے براہِ کرم کے وقت تک نکلے گا۔ غلبہ اور غماز کے وقت آپؐ مہر پر تشریف لے گئے مسلمان سمجھتے تھے۔ آپؐ نے غلغلا کا خط لکھا کہ ہر کھانا سب سے زیادہ خیر ہے اور خیر ہر کھانے میں ہے اور اس کا شور بلند ہو گیا آپؐ بہت تشریف فرما ہوئے تو آپؐ نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے ذمہ ایک خطا جو ان کی قیادت اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی پر مشتمل تھا لکھ کر ان کے سپرد کر کے شام کی طرف روانہ ہوئے۔

پھر جس وقت دمشق میں آیا ہوا تو حضرت خالد بن ولیدؓ فرمایا اور ہر کھانے کے عقاب میں گئے ہوئے تھے میں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں دو کھانے پیش کر دیے۔ آپؐ نے اسے پیچھے پیچھے براہِ کرم کیا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کے متعلق یہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے فراموشی اور اپنی قیادت کے بارے میں بھی کسی سے ذکر نہ فرمایا۔ حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ تشریف لے آئے اور انہوں نے دمشق مسلمانوں کے ذمہ آئے ہر کھانے میں مال نیست حاصل ہونے اور ہر کھانے میں چھوٹی چھوٹی چیزیں کی اطلاع ایک خط میں لکھ کر عبد اللہ بن قریظ کے ہاتھ پر عفو و غنیمت میں روانہ کر دیا۔

حضرت عبد اللہ بن قریظؓ نے جس وقت یہ خط حضرت امیر المومنینؓ میں خطبہ کی خدمت میں پیش کیا تو آپؓ کو ہر بار کے یہ الفاظ پڑھ کر ہر طرف خالد بن ولیدؓ کو خدشہ تھا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نہایت ناگوار قرار اور جناب کا گندم کھانے تک سفید ہو گیا۔ آپؓ نے اس پر فرمایا کہ خطبہ کے لئے یہاں فرمایا گیا مسئلہ تو اس کو حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے حکم شام ہونے کی اطلاع کہ میں نے انہیں وہاں کا حکم مقرر کر دیا ہے، کیسے پہنچا؟ انہوں نے کہا میں یا امیر المومنین! آپؓ یہ سن کر نہایت غصہ ہوئے تو ان کو قتل کیا اور پھر برکت سے ہر کھانے میں دمشق اور ہر کھانے میں مال نیست کی اطلاع دی۔ مسلمانوں کی آوازیں ٹپکتی اور گھبراہٹ کے ساتھ بلند ہوئیں اور زور اور اہمیت کے لئے دعا سے فیرا گیا گی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ مخزومی کی معزولی

اس کے بعد آپؐ نے فرمایا مساعراہ المسلمین ابوعبیدہ بن جراحؓ کو ایک مرد امین اور جنس میں نے سرداری کے لاکھ پایا ہے اور انہیں میں نے قہر کا حکم مقرر کر کے خالد بن ولیدؓ کو معزول کر دیا ہے۔ یہ سن کر بڑی مخزوم کے ایک شخص نے کہا کہ آپؓ ایسے شخص کو معزول کرنا چاہتے ہیں جس کو اللہ جل جلالہ نے سیف قاطع کے لقب سے مقرب کر کے خالد بن ولیدؓ اور ان کو سرخروں کے لئے قاتل اور دفع بنایا ہے۔ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ سے عرض کی کہ ان کی معزولی کی تحقیق کیا فرماتا ہے۔ آپؓ نے اسے حضور نہیں کیا تھا اور فرمایا تھا کہ میں اس کو اور کبھی یہاں میں نہیں کروں گا جسے ہادی تعالیٰ علیہ السلام نے خود بھیجا ہے اور اس کی وجہ سے اپنے دین کی مدد فرمائی ہے۔ اللہ جل جلالہ، انہر مسلمان آپؐ کے اس کار سے کبھی اٹھا نہیں سکتے تھے اور اس امر میں آپؐ کو مصدق دیکھتے سکتے ہیں۔ آپؐ نے خدا کی کو آؤ مومنان میں کر دیا اور ایک ایسے امیرؓ کو خود خدا تعالیٰ علیہ السلام نے مقرر فرمایا تھا معزول کر دیا۔ نیز آپؐ نے عزیز و اقارب کی پاسداری کو قطع کر کے خود چچہ زاد بھائی کی برائی چاہی۔ یہ کہہ کر وہ شخص خاموش ہو گیا۔ آپؐ نے اس کی طرف دیکھا۔ چونکہ یہ ایک کم سن اور نوجوان تھا اس لئے آپؐ نے اسے دیکھ کر فرمایا کہ جو ان کو من اپنے بچہ زاد بھائی کی حمایت میں غصہ

ہو گیا۔ اس کے بعد آپ میر کے اوپر سے شریف لئے آئے اور اس خط کو سر ہانے دیکھ کر ریت گئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی معزولی کے متعلق فوراً عرض فرماتے گئے۔

میں سمجھتا ہوں کہ جناب نے نماز پڑھائی میر پر کھڑے ہوئے اللہ چاہے کہ وہ نے کی حمد و ثناء کی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر غیر فرمایا اور دوسرے صحیحؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہنے سے روک دیا۔ حضرت نبیؐ اور اس کے بعد مسلمانوں کو مخاطب کر کے فرمایا حاضر اسمعین! میں نے دیکھا کہ نبیؐ کی بھاری امانت کا جو اچھا پھانپنے سہ پر اٹھایا ہے۔ میں اور اس میں ایک چند ابابوں اور پر ایک چھوٹے اور زانی سے اس کی رعایا کی نسبت سوال کیا جاتا ہے۔ باری تعالیٰ علی نبیہ و آلہ و سلم نے تیراری نیران تمام لوگوں کی جو اس شیر میں قیاد ہیں اصناف انحراف و غی، اسراف و معصیت میں تمہداشت اور وہ تمام چیزیں جو تمہیں تیار ہے پر اور وہ سے عطا ہوئیں مجھے تو ان میں سے اس میں نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے خود کہ ہے ”پہ فرماتے تھے میں جس سے عیسٰی صلاھا و صلوات اللہ علیہ وسلم نے شہید ابو عبیدہؓ یوم النقیصہ میں جو شخص مرید حبیبیؓ آئے، میں اور جنہیں میر کے گھمیں اس کے لئے تیراٹ کے روز کو اور دفعہ ہوں گا۔ اور یہ نہیں خود معلوم ہے کہ تیار ہے اس شیر میں سو۔ میں ان چیزوں کے جنہیں اومت ایک میں کا رستہ قطع کر کے تم سے کچلا دیتے ہیں۔ خدا رحمت ہے اور نہ وہ وہ ہاں اللہ رک و تعالیٰ نے ہم سے تمام کثیر (نسبت زیادہ) مل عینت کا وعدہ فرمایا ہے اس لئے میں اسے امانت میر خاص، دھام میں غیر خواہی کو کھانا چاہتا ہوں اور جو شخص اس امانت کا کلمہ نہیں کہتا اس پر مقرر کرنا نہیں چاہتا بلکہ ایسے شخص کو اس کے لئے منتخب کرنا چاہتا ہوں جس کے اس میں اسے امانت کی خواہش ہو اور وہ مسلمانوں کے حقوق اس کے پس پوری حفاظت کے ساتھ پکڑا ہے۔ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی امانت کو شخص اس لئے لاپتہ کرتا ہوں کہ وہ اسراف کے خوگر اور عادی ہیں۔ میں اس پر ان کی تعریف کرتا ہے تو وہ سے انہی میں مل دے دیتے ہیں اور جب کوئی سوار اس کے سامنے جہاد میں زیادہ کوشش کرتا ہے تو وہ اس کو اس کے انحقاق سے زیادہ بخش دیتے ہیں اور ضیف و غریب مسلمانوں کے سامنے کھو جاتی نہیں دیکھتے اس لئے میں انہیں معزولی کر کے ان کے جگہ حضرت ابو عبیدہؓ میں جراح کو مقرر کرتا ہوں۔ دلوں کا مجید و دلی تعالیٰ جانتے ہیں۔ میں نے اپنی امانت میں ایک امین شخص کو سمجھیں نہ وہ ہے۔ اب تم میں سے کوئی شخص یہ نہ کہے ایک قوی اور حق آدمی کو مجید و کر کے اس کی جگہ امین، مطلع اور نرم فکر مسلمانوں پر کہ تم مقرر کر دیا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ علی جلال اس کی امانت اور مدد کے لئے اس کے ساتھ ہیں۔

حضرت ابو عبیدہؓ کے نام حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان

اس کی بعد آپ میر کے اوپر سے شریف لئے آئے اور ایک صاف جڑے کا کھڑا نے حضرت ابو عبیدہؓ میں جراح کے نام حسب اہل فرمان لکھا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

و اطرف خدا کے بندے امیر المؤمنین مسلمانوں کے تمام عمر میں خطاب کے

بغیر حضرت ابو عبیدہؓ میں جراحؓ

السلام بیگم! میں اس ذات باری تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے نبی جناب محمد رسول اللہؐ پر

اور دیکھنا ہوں۔ میں نے تمہیں مسلمانوں کے امور پر مامور کیا ہے تمہارا میں کچھ شرم نہ کرو خدا کے بزرگ و بڑا مہربان میں کسی چیز سے شرم نہیں کرتے۔ میں تمہیں اس ذات واحد سے جو ہمیشہ رہنے اور جس کے ماسوا پر تیرا حق ہو جانے والی ہے نیز جس نے تمہیں کفر سے نکال کر ایمان تک اور عدالت سے مجدد کر کے دولت تک پہنچایا ہے اس سے ڈرنے کی وصیت اور ہریت کر رہا ہوں۔ میں نے تمہیں حضرت خالد کے لشکر کا مامور کر دیا ہے۔ تم انہیں امارت سے بھروسہ کر کے ان کا لشکر اپنے قبضہ میں لے لو۔ مسلمانوں کو، ان کی نصرت کی امید میں بدلتے کے خلاف اہل بدعت زیادہ لشکر کی طرف مسلمانوں کو یہ کہہ کر بھیجے کہ یہی مدد اور غلبہ کی امید ہے سرت بھیجہ اور نصرت و صلہ تدبیر یحییٰ اور خداوند تعالیٰ کے احکام پر ہے۔ تو نیز مسلمانوں کو بدلتے میں ڈالنے سے احتیاط رکھو دنیا کی طرف سے جلی دونوں آگ کیسی بندہ اور اپنے دلی کو اس کی رحمت سے پاک رکھو تم سے پہلی اشیاء جن میں طریقوں کی وجہ سے بلائیت کے ٹکڑوں میں کر چکی ہیں اور جن کا تم نے خود وہ کار کردہ کیا اور ان کی غلبہ اور پوشیدہ باتوں سے آگاہ ہو گئے وہ ان میں طریقوں سے بچ۔ تمہارے مورخہ فرست کے مابین ایک بہت بڑا ایک پروا کا ہے۔ تمہارے سلف دباں پہنچ چکے ہیں اور تم بھی اس گھر سے جس کی بازیگری اور محبت مرجھا چکی ہے تقریب کو بچ کر رہنے والے رہو۔ اس لئے تم لوگوں کو اس گھر سے اس سفر کی طرف پہنچا دیا اور تعویذ کی زیادہ اس کے ساتھ دینے کو اور وہاں تک ممکن ہو سکے مسئلوں کی حفاظت اور نگہداشت رکھو۔ یہیوں اور وہ جو جو تمہیں دشمن سے ہاتھ لگے ہیں اور جن کے متعلق تہہ را آج میں زیادہ دیکھنا چاہتا ہوں وہ مسلمانوں کا حق ہے۔ سو اور چاندی جو تمہیں وہاں سے دستیاب ہوئی ہیں اس میں تمہیں (یا نچو اس حصہ) نکال کر باقی کی تقسیم ہو سکتی ہے۔ رہا تمہارا اور خالد کا مشترک حق اور صلح کے متعلق جھگڑا ہو چکا وہاں کے حاکم و امیر تم ہی ہوں گے صلح کے ساتھ ہوئی ہے نہ کوئی کے زور سے۔ اگر تم نے سزا باندھ کر کرنے کے وقت غلام کے بارے میں روپیوں کا حق تسلیم کر لیا تھا تو تمہیں انہیں پاد سے دینا چاہئے۔ والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ علیک دلی صبح السلمین۔

حضرت خالد کا دشمنوں کے تعاقب میں مرہ و ہار تک جانا تمہیں کی مکاری ہے کہ ان نے اپنے مسلمانوں کے باقی خون بہانے کی جرات دلی۔ خالد بن ولید مسلمانوں کے خون بہانے میں حمایت ہے وہک تمہیں ہیں۔ برقی کی بنی کار فرماؤں کے بعد جو نہ دے دینا کام کی حد سے تمہارے کہ جانا ہے۔ چاہئے تھا کہ اس کے عوض میں بہت سالانہ کے کر غریب اور ضعیف مسلمانوں پر تقسیم کر دیا جاتا۔ والسلام۔

اسے ملوث کر کے آپ نے اسی پر ہر فرمائی اور حضرت عامر بن ابی جحاف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو حضرت سعد بن ابی وقاص کے بھائی تھے ہمارے ان کے وہ خطا پر دے کے انہیں ہدایت فرمائی کہ تم دشمن پہنچ کر حضرت خالد بن ولید کو یہ وعدے دینا اور میری طرف سے انہیں تمہارے دینے کے دو تمام مسلمانوں کو اپنے پاس جمع کر لیں اور جس وقت تم مسلمان اکٹھے نہ جاؤ گے تو تم خود اسے مر یہ خط پڑھ کر سناؤ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی وفات کی خبر سے سب کو اطلاع دے دینا اس کے بعد آپ نے حضرت عثمانؓ بن ابی اسدؓ کو ہمارے ان سے صلح کیا اور فرمایا کہ تم حضرت عامر کے مراد شام کی طرف چلے جاؤ۔ جس وقت یہ خط پڑھا تمہیں فرما

اور کے قریب دویوں کے باوجود ایک عید منایا کرتا تھا جس میں روشی نسائی وغیرہ اطراف و انکاف اور مسلمانوں سے اور قبیلہ مصر سے آ کر اس کے گرد جمع ہوا کرتے تھے۔ یہ اپنی چلنی جگہ سے اٹھ کر اس کے پاس آ کے انہیں انجیل اور اس کے احکام کی تعلیم دیتا اور وہ وقت نصرت کیا کرتا تھا جنی ایام میں ہر سال یکھسائے ساتھ ایک نہایت عظیم الشان بازار (نمائش میل) بھی لگا کرتا تھا جس میں لوگ مال و مصالح اور چاندی سے لے کر ۱۵۰ کے خرید و فروخت کیا کرتے تھے اور تین یا سات دن تک خوب چل چل پھل پھل اور گرم بازار رہا کرتی تھی۔ مسلمانوں کو اس کے متعلق کچھ علم نہیں تھا۔ انہیں ایک معاہدہ نصرانی نے جس کے اہل و عیال بچہ خود اسے بھی حضرت ابراہیم و بن جراح نے امان دئی تھی اس کی اطلاع کی۔

جس وقت حکم عسکری اور شام کی حکومت جناب کے ہاتھ میں آئی تو اس معاہدہ نصرانی نے دل میں خیال کیا کہ کسی طرح آپ کی بارگاہ میں تقرب اور آپ سے شرف ہزار حاصل کیا جائے۔ ممکن ہے کہ جناب کا نظروں سے بازار کو فتح کر لے۔ آپ کو نام حکومت ہاتھ میں لینے ہی یہ فکر ہو اور وہی مشق و کوشش میں تھے کہ وہیں کے کسی شہر کی طرف اقدام کیا جائے اور وہیں وقت ہمیں کیا کرنا چاہئے کئی دل میں خیال آتا تھا کہ بیت المقدس چونکہ شام کا بہترین شہر وہیں کا دارالسلطنت اور ان کے مذہب کا مادی دہی ہے اس لئے سب سے پہلے اسی کی طرف فوج بھیجی کی جائے اور کئی سوچتے تھے کہ کھانہ کیے میں خود بادشاہ موجود ہے اس لئے سب سے اول اسی سے فراغت پاویں۔ آپ اسی سوچ میں تھے مسلمانوں کو آپ نے مشورے کے لئے بلادھا تھا کہ کیا چاہئے آپ کے پاس دو شاہی نصرانی بھی آگیا اور عرض کی "ایہا الامیر! آپ نے پندرہ سو ساٹھ یا سبستک کیا ہے جس سے بااقتدار زندگی بھی فراوانی نہیں آسکتا۔ اس لئے میں آپ کی خدمت میں ایک شہادت اور مال غنیمت کے اٹھارہ ہجری عرضداشت لے کر حاضر ہوا ہوں۔ اگر مسلمانوں نے اس مال غنیمت کو جتنے پارسی تھائی لے کر ہمدانی طرف روانہ کیا ہے حاصل کر لیا اور مسلمانوں کو خداوند نے اس پر فتح بخش دی تو مجھے امید ہے کہ مسلمان اس کی بھلائی لے کر تھر تو تھر ہو جائیں گے کہ انہیں کسی طرح کی حاجت باقی نہیں رہے گی۔"

آپ نے فرمایا وہ مال غنیمت کس قسم کا اور کہاں ہے متعلق بیان کر۔ میں تو تجھ اپنا تیر خواہی بکھت ہوں۔ اس نے کہا "تم ہمارے آپ کے لئے یہ عداوت میں لب و لہجہ ایک عظیم قلعہ ہے جسے نصرت ہوا القدس کہتے ہیں۔ اس کے سامنے نصرانیوں کا ایک گرجا یا کلیسا ہے۔ یہاں ہوا ہے جس میں ایک راجہ یا راجہ کی رہتا ہے۔ عیسائی اس کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرتے ہیں اس کی دعاؤں سے برکتیں حاصل کرتے اور اس کے علم سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ اس راجہ یا راجہ نے سال بھر میں ایک عید کا دن منظم کر رکھا ہے جس میں لوگ اطراف و انکاف کے دیہات و شہروں مختلف ملکوں اور دیہاتوں سے آ کر جمع ہوتے ہیں۔ اسی کے قریب ایک بازار لگتا ہے جس میں لوگ نہایت لذت اور تھاکہ کا سامان مودا پکڑے۔ دشمنی مطلقا مذہب میں نہیں کرتے ہیں اور یہ بازار بھی باسنت و رزق کے ہزار لگا رہتا ہے۔ اسے اس عید اور بازار کے قائم ہونے کے دن قریب ہیں۔ اگر آپ عہدوں کا ایک نظر اس طرف دوں کہ یہ اور یہ لوگ چاہتے ہیں بازار پر جا کر یہی تو خداوند لوگ خدائی الدینی اور عیسیٰ ہوں گے اس لئے امید ہے کہ مسلمان اس تمام مال و ہزار میں ہر گز وہیں کوئی اور دوزخ اور دوزخوں کو لے کر حاصل کر لیں گے اور یہ انہیں کی ایک تھرو دی کا باعث ہوگا کہ وہ آگے کو زیادہ ہر نفس امارت کے گام۔

آپ یہ سن کر ان قیمت کی امید میں جو عراقی نے دینی تھی بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہمارے اور کھساکے بائیں کس قدر فائدہ ہوگا؟ اس نے کیا بیان سے قریب تیس محل کے ہے اور کوئی شخص دھشش کر کے چلا تو ایک دن میں بیچ سکتا ہے۔ آپ نے دریافت کیا کہ اس کے کتنے دن باقی ہیں؟ اس نے کہ بہت غموزے دن باقی رہ گئے ہیں۔ آپ نے پوچھا اس کاروبار میں کوئی جوتی اور جوتہ بھی ہے جو آرت وقت میں ان کے کام آسکے۔ اس نے جواب دیا چونکہ برقل سے بڑا ایک ڈانچہ نامہ تھ ہے اور اس کی قیمت اس کے دل میں بہت زیادہ چٹکی ہوئی ہے اس لئے اس کے شہر میں کوہ تک اس عید اور بازار کی خبر نہیں پہنچی ہے۔ آپ نے سوال کیا کہ یہ کون سا شہر ہے؟ اس نے کہا کہ شام کا کوئی اور شہر بھی ہے یا نہیں؟ اس نے کہا ہر روز اس کے قریب ایک شہر ہے جس کا نام طرابلس ہے۔ یہ شہر حکم شام کی بندرگاہ ہے جس پر صدارت طرف سے کشتیاں اور جہاز آتے رہتے ہیں۔ پھر اس شہر میں ایک نہایت منظر بھر پی (سر دار) بھی رہتا ہے بادشاہ نے اس کے نگہبان اور غور کی وجہ سے دوا میں اور اماک بطور جاگیر کے اسے ہی معاف کر رکھا ہے۔ یہ شخص البتہ اس بازار میں آتا رہتا ہے مگر درمیان میں سے کسی شخص کے حلقے میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ بھی اس بازار کا حامی یا مددگار ہے۔ اس اگر آپ کے ارادہ خوف کی وجہ سے یہ سب یک ہو جائیں اور یہ دوسرے کی مدد کرنے نہیں تو دوسری بات ہے۔ مگر مجھے امید ہے کہ اگر مسلمانوں پر بظاہر لال دینی تو قیام اور قیمت ضرور ان کے ہاتھ آ کر رہے گی۔ آپ نے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا لوگوں! ہم میں سے کون شخص خدا کے راستہ میں جی جان کرے کہ اس کے لشکر کے ساتھ جیسے میں اس بازار کی طرف بھیج رہا ہوں روانہ ہو جائے لیکن اس کے بانی خانی میں عید اس شخص کی مدد فرمائیں اور مسلمانوں کو فتح ہو جائے۔

ذکر قلعہ ابو القدر

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس کا تھوڑا سا حصہ آبادی خاوش رہے۔ آپ نے پھر دوبارہ دوا کوئی ڈوا میں قریب۔ آپ کا مقصود حضرت خالد بن ولیدؓ کو دراصل سرب کرنا تھا۔ مگر آپ نے ان کی معزولی کی وجہ سے صاف انھوں میں کہتے ہوئے شرم و حیا کے سبب اعتراض کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ بھی نا موثر رہے۔ دوسرے لشکر میں سے ایک نو عمر سزاوار آزاد کا آپ کے سامنے کھڑا ہوا۔ یہ نو جوان شخص حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے تھے جس وقت ان کے والد، جد جعفرؓ نے وفات میں شہید ہو گئے تھے تو ان کی عمر بہت تھوڑی تھی ان کی والدہ ویدہ حضرت امیر بنت حمیرؓ کے تھیں۔ جب حضرت ابو بکر صدیقؓ نے نکاح کر لیا تھا اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی نکاحات اور پرورش آپ نے ہی فرمائی تھی۔ جس وقت یہ سن بلوائے قریب پہنچے تو اپنی والدہ ویدہ سے دریافت فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد کا رواد کیا ہے؟ ان کی والدہ جواب دی کہ تھی کہ انھیں رومیوں نے شہید کر دیا تھا۔ آپ کی کہہ تھے اگر میں زندہ رہا تو اپنے والد کا ضرور بدل لوں گا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی جس وقت وفات ہوئی اور حضرت عمرؓ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور آپ نے عبداللہ بن جعفرؓ کی بیوی کو بھی لے کر رکھی میں ایک افکار شام کی طرف روانہ کیا تو اس میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ بھی شریک تھے۔ یہ صحابہ میں بہت ہی اور صورت و سیرت میں آقاؐ کے وہاں محمد رسول اللہؐ کے مشابہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار کا قلعہ ابوالقدس کی طرف روانہ ہونا

جس وقت حضرت ابوسعید دہلی جراح نے مسلمانوں کی طرف گھاٹ بھر کر فرمایا کہ عیسائی کی طرف جانے کے لئے تم میں کون شخص اپنی خدمت میں کر سکتا ہے تو حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کو ذکر کھڑے ہوئے اور کہا یا امین ماسمت آپ جس نظر کو مرتبہ کر کے روانہ کرنے والے ہیں اسی میں کا میں سب سے پہلا سیاق ہوں آپ ان کی اس آمادگی اور اہم ابوہزلی سے نہایت فوجی ہوتے اور ان کے ساتھ جانے کے لئے شہسوارانِ موہرین کا ایک دستہ جو پانچ سو سواروں پر مشتمل تھا منتخب کر کے ایک سیارہ نگ کا فوجی طہان کے سپرد کیا اور فرمایا میں عمر رسول اللہؐ (رسول اللہؐ کے بچا زاد کے بیٹے) میں جنہیں اس دستہ کا سردار مقرر کرنا ہوں۔ اس مرد اور دستہ میں بعض اہل بدر بھی شامل تھے اور جنگ دیگر دشمن کے حسب ذیل حضرات بھی شرفِ شمولیت رکھتے تھے۔

(۱) حضرت ابوہزرقاری۔ (۲) مہدائ بن ابی اوفی۔ (۳) عامر بن ربیع۔ (۴) مہدائ بن انیس جھمی۔ (۵) مہدائ بن ثعلبہ۔ (۶) حذیفہ بن یدرہ السلمی۔ (۷) واصل بن اشیع۔ (۸) سہل بن سعید۔ (۹) سعد بن مالک سہمی۔ (۱۰) مہدائ بن بشر سلمی۔ (۱۱) سائب بن زید۔ (۱۲) فیض بن مصعب۔ (۱۳) محمد بن رجیع مرقا۔ (۱۴) عمرو بن نضمان الحضر یہ بدری تھے۔ سالم بن قاصح یہ بھی بدری تھے۔ (۱۶) جابر بن سراقہ بدری تھے۔ (۱۷) قارہ بن قریظ بدری تھے۔ (۱۸) نامی بن معاذ سلمی بدری تھے۔ ان کے علاوہ اور حضرات سوائے ابھی موجود تھے۔ وہی اللہ تعالیٰ عنہم و عنہم۔

واللہی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جس وقت آپ کے ہنڈے کے نیچے پانچ سو ایسے سوار جو غزوہ بدر کے دوسرے سواروں اور سخت لڑائیوں میں شامل ہوئے تھے اور جن سے سحر کا راز ادا میں نہ بیٹھ سکیں کہ جہان کے کادھ اور ہزار ہوں کا کمان ہو سکتا تھا جمع ہو گئے اور آپ نے چلنے کا قصد کر لیا تو حضرت ابوسعید دہلی جراحؓ نے فرمایا میں عمر رسول اللہؐ بازار کا کام ہونے کے پہلے ہی روز رو میں لیا تھا اور فوج کٹھی کر دی تھی اس کے بعد آپ نے انہیں رخصت کیا اور یہ حضرات روانہ ہو گئے۔

واللہی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس دستہ میں واصل بن اشیع بھی شامل تھے ان کا بیان ہے کہ بدشمن سے کسی کی طرف ہماری روانگی شعبان المعظم کی چند راتوں میں شب میں نصف رات کے قریب ہوئی تھی۔ چاندنی خوب تھی رسی تھی اور میں حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے پہلو میں چلا جا رہا تھا۔ آپ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: یا امین الاشیع! آج چاند کی گھاٹ خوب صورت نکل رہا ہے اور کیا عمدہ روشنی دے رہا ہے۔ میں نے کہا یا امین عمر رسول اللہؐ! یہ نصف شعبان کی رات ہے اور یہ رات نہایت سودگرم رات ہے آپ نے فرمایا آج ہے۔ اسی رات میں رزق اور موت کھٹی جاتی ہے اور گناہ بخشے جاتے ہیں۔ میرا ارادہ آج شب بیداری کا تھا۔ میں نے کہا شب بیداری اور رات بھر کی فوجوں سے یہ ہوا چلا بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ بہت زیادہ جوہر کم دالے ہیں۔ آپ نے کہا کچھ کہتے ہو؟ ہم رات بھر بیٹھے رہے فوجی کمرے لے آفتاب کے ساتھ مشرق سے منہ نکلتا اور ہم اس معاہدہ کی راہبر کے ساتھ ایک بہت بڑے پہاڑ کے پاس پہنچے۔ ہم ابھی چل رہے تھے کہ میں اپنی دائیں طرف ایک راہب کا موصوہ نظر آیا۔ حضرت عہدہ تھے حضرت جعفرؓ اس کی طرف بھرے۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ہوئے موصوہ میں سے ایک راہب نکل کے جو بادلوں کی ایک ٹوپی لگائے ہوئے تھا ہماری طرف آیا جا رہا تھا۔ قریب آئے کہ میں غلط چل دیکھنے لگا اور دریافت کیا کہ تم کون لوگ ہو؟ ہم نے کہا ہم اہل عرب ہیں۔ اس نے کہا تمہاری قوم نے کہا ہاں میں یہ کہہ رہا تھا کہ ایک ایک کو اہل نظروں سے دیکھتے لگا۔ عمرو بنک حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کی طرف نکلتا

ربا۔ اور کہتے گا کیا یہ جان تمہارے نبی کے ذمے ہیں؟ ہم نے کہا نہیں اس نے تمہاں کی روٹوں آنکھوں سے نور نہت نکلتا ہے۔ کیا ان کو تمہارے نبی سے کوئی قرابت ہے؟ ہم نے کہا یہ ہمارے نبی کریم کے بچا زاد بیٹے ہیں۔ اس نے کہا۔ ایک بچا ہیں اور بچے درخت کے ہی ہوتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن جعفر طیار نے فرمایا ہے: راویب انکما نور رسول اللہؐ کو جانا اور پہچانا ہے۔ اس نے کہا۔ آپ کا نام اور آپ کی فصاحت و باریک بینی اور زور میں موجود ہے کہ آپ سرخ خونت اور برہنہ شمشیر کے مالک ہوں گے۔ پھر میں آپ کو کسی طرح نہیں جان سکتا؟ آپ نے فرمایا۔ بھرتوان پر ایمان کر لئے نہیں لاتا اور ان کی خدمت میں کیوں نہیں کرتا؟ راویب نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا یہ اس وقت ہوگا جب اس ہر گنہگار کا تک جائے گا۔

ہم اس کے کلام سے تعجب کرتے ہوئے آئے ہوئے۔ راویب ہمارے آگے آئے جل رہا تھا کہ ایک ہم ایک پر ہفتا انگلی میں جیسے پتی اور درختوں کی بہت سی تھیں۔ راویب نے وہاں پہنچ کر ہمیں مٹھو۔ دو پاؤں آپ حضرات تکسٹا میسے ہوئے بیٹھے رہیں۔ ہم وہاں پہنچ کر۔ میوں کی خبر لے آؤں۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار نے فرمایا تجھے جدی دانسی آتا ہے۔ راویب سرت کے ساتھ روانہ ہوا اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیار اپنی جمعیت کو لے کر ایک پوشیدہ مقام میں چھپ رہے۔ یہاں سے کھانا کھایا۔ مسلمان درست کیا اور جس وقت کھانا کھاتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار نے خود اپنے گیسٹس مسلمانوں کی حفاظت اور نگہداشت اپنے ذمہ لی۔

قاسم شب آپ پیر ہوئے رہے صحیح سادق کے طور پر بارگاہِ اہلِ بدی میں مسلمانوں نے انھوں کو جاری دی۔ نماز کے بعد راویب کے انتظام میں بیٹھے اور جب اس کے آگے میں دیر ہوئی تو سطرچ کے تکان اس کی طرف جانے لگے اس کے وہاں دیکھ جانے سے حلق اور کمر فریب کرنے سے خوف پیدا ہوا۔ شیطان نے ان کے دل میں دوسرے والد راویب کی نسبت بدگمان ہوئے تو قاسم مسلمان سوات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ان کو کسی آئے والے شکر کا پیش خیمہ کھینچے لگے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں راویب کی طرف نیک نمان رکھنا چاہئے اور اس کی طرف سے کسی کمر اور بے ملاحظہ نہ کرنا چاہئے۔ راویب نے کوئی خاموشی نہ کی جو ہمیں بہت جلد معلوم ہو جائے گی۔ یہ سن کر مسلمانوں کی تسکین ہوئی۔ اسے میں راویب بھی کھنگلیا۔ ہم اسے کچھ بہت خوش ہوئے، سمجھے کہ یہ ہمیں چنے کے لئے ہے گا مگر وہ مسلمانوں کے وسط میں کھڑا ہوا اور ہمیں مخاطب کر کے کہنے لگا ہے: تمہارے صحابہ! مجھے نیک علیہ السلام کی قسم! میں نے جو تمھارا آپ حضرات سے بیان کیا تھا وہ بالکل صداقت پر مبنی اور خیانت سے دور تھا مگر ہر گز حصول نصیحت کی مجھے بالکل توقع اور امید ہے مگر میں نصیحت اور آپ حضرات کے مابین ایک مانع حائل ہو گیا۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیار نے فرمایا کیا کون سا مانع خوش ہو گیا ہے۔ اس نے کہا ایک عروہ خارجی جس کی سوجھ بوجھ میں وہاں اور درجہ جاتی ہیں وہ یہ ہے کہ میں جس وقت بازار میں دھوئیں کے قریب پہنچتا ہوں وہاں شریعت اور بھٹی بھٹی دھول دین نہ دیتی تھیں مگر تیرا زاد اور لوگ بیزار داری مراہب۔ امر اور سرادار ان شکر قلند اور اللہ کے گرد جمع تھیں اس لئے میں بھی باک ان کی فیک جگہ جمع ہونے کا جب معلوم کر سکاں انھی کے پاس چنا گیا۔ اور ہفتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ وہی خرافات نے اپنی غی کا کلاچ دھوئیں کے کسی شہزادے کے ساتھ کر دیا ہے اور اس لڑکی کو یہاں اس غرض سے لائے ہیں کہ اپنے دین کی دم کے بموجب اس راویب کے سامنے اس کی طرف سے قربانی کر دی جائے۔ اس فری کے گرد ہر دو دن روزہ اور نصرانی عربوں سے مسلح سوار محض آپ حضرات کے خوف کے ذریعہ کچھ دھپانتے ہیں کہ ارضی شام

میں مسلمان موجود ہیں، ان قدر جمع ہیں کہ معاشرہ المسلمین پھرتی دانستہ میں آپ حضرات کا حق کی طرف توجہ دینی کرنا کسی خطرے سے خالی اور فزین مصلحت نہیں ہے، نیز جب کہ وہاں ایک غلط کثیر، جم غفیر اور ہر شریفہ و یرسب ہی موجود ہیں، ایسا کرنا بالکل مفید از صواب ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا تمہاری رائے میں وہ کہتے لوگ ہوں گے کہ اس نے تبارہ کی ماری، دھڑکے قلعی، ایہودی، شامی، مالکی، سنی، اہل حق اور مشرک کے تمام لباس جو بازار میں ہیں ہیں ہزاروں سے زائد اور جو فزینی مسلمان کرب و غم سے مستعد ہیں ان کی تعداد پانچ ہزاروں سے قریب ہوئی جن کے ساتھ ہی طاقت آپ حضرت اسی طرح نہیں رکھ سکتے، کیونکہ اول تو ان کے بغیر قریب ہیں ان کو واقعی ملک طلب کریں گے تو فوراً پہنچ جانے کی دوسرے آپ کی بعیت کمر اور طرح (سنگ) بہت اور ہے۔

واللہ فی رحمۃ اللہ علیہ نتیجہ ہیں کہ یہ سن کر مسلمان مذہب اب ہر گھنے معاملہ نہایت اہم معلوم ہوا، ارادہ و مشورہ کر کے لوٹ چلنے کا توجہ کر لیا۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا معاشرہ المسلمین آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ مسلمانوں نے جواب دیا قرآن مزید میں ہے کہ تم اپنے آپ کو محض بلائ میں ڈالو۔ اس لئے بغیر یہ ہے کہ ہم حضرت ابو عبیدہؓ کی حوائج کی خدمت اللہ میں دیکھیں چلے جائیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے اور ثواب کو کسی طرح ضائع نہیں فرمائیں گے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے مسلمانوں کی یہ گفتگو سن کر فرمایا: لیکن مجھے خوف ہے کہ میں ایسا سزا کا قادی خالی محل مجدد مجھے جواب دے گا کہ میں اس میں غور کروں گے۔ میں اخیر کسی مزارعہ کے بارگاہِ اہل حق میں پیش نہ کئے گی نہیں لوے سکتا، جو شخص میری مدد کرے گا اور مجھے طاقت پہنچائے گا اس کا اجر و ثواب باری تعالیٰ مل جائے گا اس کے پاس ہے اور جو شخص لوٹ جائے گا اس سے کوئی باز نہ آئے گا، یہی اللہ کی عاقبت کا حقیقی ہے۔ مسلمان حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ الفاظ سن کر اور آپ کی خداوند تعالیٰ کے راستہ میں یہ جہاں دینی دیکھ کر شرمائے، آپ کی رائے سے اتفاق کیا اور آپ شفقاً اواز سے کہنے لگے آپ کا جواب دہ ہے آپ دیکھیں، کھیرے ساتھ تیرا حق فائدہ کس پہنچا سکتی۔

یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور وہی دوسرے پر کھاکر منہ ڈبا دیا، اسی واقعہ ماجدہ کی تلوار نکالی گئی، گھوڑے پر سوار ہوئے، جھنڈا ہاتھ میں لیا اور جاتی ذریعہ سلام کو تیار کی کا قسم فرمایا۔ یہاں ان کے زور میں تیرپن تیرپن ہتھیار دکھائے اور اپنے اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر دربار سے کہنے لگے کہ تو ہمیں دشمن نہ کہتا۔ (اللہ تعالیٰ اعز و اکریم) تو بہت بددی رسول اللہ کے خدا کا اس سے عجب میں؟ اہل بے امانے کا راستہ بلا خط کرنے کا۔

واللہ بن امتیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ دیکھ کر ابراہیم کا جی خوشی اور جھڑپا چڑکنا کہنے لگا کہ اب آپ حضرات اپنی رائے سے چل رہے ہیں۔ میرے اچھے کسی طرح کا احترام جانے نہیں ہو سکتا، حضرت ابو ذرؓ غفاریؓ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو دیکھا کہ آپ نہایت ہرانی اور شفقت سے راہ پر کے ساتھ پیش آئے اور قریب ایک گھنٹہ کے اس کے ساتھ چلے رہے، اس کے بعد اس نے کہا کہ اب آپ اس قوم سے بالکل قریب ہیں، کچھ دیکھو ای جگہ ٹھہر رہے ہیں اور صبح ہونے کی راحت و تازگی شروع کر دیں۔

واللہ بن امتیہؓ کہتے ہیں کہ ہم راستہ بھرا جگہ باری تعالیٰ مل جائے، حضرت و امانت کی دعائیں مانگتے رہے، صبح ہوئی

خبریں کر کے میں حضرت ابو عبیدہ دین جراحؓ کی طرف چلا اور نکلی کی تیاری کیا تو آج آپ نے پاس پہنچا۔ آپ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا: انھیں یہاں کی خوش خبریوں سے۔ میں نے کہا: آپ بہت جلدی حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی مدد کے لئے مکہ روانہ کیجئے۔ اس کے بعد میں نے قوم اہل یمن کی۔ آپ نے فرمایا: انا فلفہ ولسا لہ و ارجعون۔ اس کے بعد اپنے آپ کو مخاطب کر کے کہا: ابو عبیدہ! امیر عبد اللہ بن عمرؓ اور ان کے ساتھی حج سے ملے۔ آتے ہو تو بلا کہ ہو گئے تو تربیت دینا و اہل یمن کا مقام ہے اور ہجر حبشہ کی تہذیبی اہمیت میں یہ سب سے پہلی جگہ ہے۔

واقعہ یہ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ابوسلمہ بن اسلمؓ نصیبیں خداوند تعالیٰ کا واسطہ لے کر کہیں ہوں کہ تم حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کی مدد کے لئے جے جاؤ۔ میں اس کام کے واسطے تمہیں ہی سب سے زیادہ لائق تیار اور اس کا مافیہ بہت ہوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا: خدا کی قسم! میں اس کے لئے بالکل تیار ہوں، لیکن آپ کے حکم کا منتظر تھا۔ ابی عبد اللہ! سزا بہت جلد ان سے جاملو گا۔ آپ نے فرمایا: میں تم سے کتاب و اثراں لے گا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا: واللہ! اگر حضرت عمرؓ کسی کو ملے کہ بھی میرے اوپر سزا و عقوبت کر دیتے تو میں اس کی اطاعت سے بھی کبھی انحراف نہیں کر سکتا تھا۔ چاہے آپ مجھ سے تہمید و ثناء کر لیاں اور سابق الاسلام ہیں اور آپ نے اسلام لانے والوں کے ساتھ ساتھ سبقت اور ایمان لانے والوں کے دوش پر دش مروت سے کام لیا ہے۔ ہجر کس طرح ممکن ہے کہ میں آپ کی طاعت کروں اور معاہدہ قدم لے کر آگے دوں۔ نیز رسول مقبولؐ نے آپ کا: مومن، رکھا تھا۔ پھر کیسے ہوتا ہے کہ میں آپ سے سبقت لے جاؤں اور کس طرح آپ کے سر پر جب تک پہنچ جاؤں، خدا کی قسم! میں نے مسلمانوں کے سر اوپر کمر بستہ نہیں کرتی تھی۔ اب میں آپ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اپنے آپ کو بات باری تعالیٰ جل مجدہ کے راستہ میں قید اور قنق کر دیا ہے۔ میں بہت جلدی انشاء اللہ! حوزہ حضرت امیر المومنین عمارؓ کی کے سامنے اپنی جان بازی کا ثبوت پیش کر دوں گا۔ انہوں نے میرے متعلق فرمایا ہے کہ جہاں سے اس کا متعلق ہم پیدا کر رہے ہیں۔ خدا کی قسم! میں نے کبھی امارت کی خواہش اور سرداری کی پروا نہیں کی۔ حضرت ابو عبیدہ دین جراحؓ اور تمام مسلمانوں کو آپ کی یہ نقشہ بہ حد پسند آئی۔ حضرت ابو عبیدہ دین جراحؓ نے فرمایا: ابوسلمہ بن اسلمؓ! اب تم فوراً چلے جاؤ اور اپنے مسلمان بھائیوں سے جا ملو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ شہر ہجر کی طرح اچھے۔ اسباب کے پاس تھے۔ جنگ یرموک میں سلسلہ کذاب کی جو روئے آپ کو بھی قریب بن کی، وہاں خود سر پر بگایا بلکہ مرنے والی تھی۔ مگھڑے کی بیٹہ یرم کو لے گئے اور لشکر کعبہ کی طرف ہٹ کر فرمایا۔ شہرہ زنی کی طرف چلے گئے جو نے جلدی جلدی عملی جواب دیا شروع کیا اور ان مقامات کی طرح جو بازو، گزہ میں پر ایک دم اثر آگیا تہذیبی کے ساتھ اطاعت کے لئے دڑے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے نشان کا ہتھ میں لینا۔ حرمت وہی تھی کہ اس کی رکاب میں سر کوڑی اور جس وقت نظر تیار ہو کے آپ کے گرد جمع ہو گیا تو آپ مسلمانوں کو سلام کرتے ہوئے اللہ بن اسلمؓ کی راہبری میں رخصت ہو گئے۔

واقعہ یہ ہے کہ ابی عبد اللہؓ کہتے ہیں کہ میں بھی اسی روز حضرت خالد بن ولیدؓ کے لشکر میں موجود تھا۔ ہم نے پہلے میں ہے اجتہاد کثرت کی اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے واسطے زمین کی مٹی میں بھیج کر رکھ دیں۔ خوب آفتاب کے قریب ہم نے دوسرا پر طبع کیا۔ کافر نے ان کی طرح چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ مسلمانوں کو درمیان میں لے لیا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا: اے ابن اسلمؓ! رسول اللہؐ کے چپا کے بیٹے کو کہاں اور کس طرح تلاش کروں۔ ابی انھیں نے کہا: انہوں نے اپنے ساتھیوں اور لشکریوں سے

وہ دہرایا تھا کہ سب راہب کے لیے۔ کے پاس پہنچا، وہ بے اور یا بہشت میں ملیں گے۔

یہ سن کر آپ نے کھینا کی طرف ٹھہر دیا، اسلامی نشان جو حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کے ہاتھ میں دیکھا مسلمان اس وقت غلبہ حالت میں تھے۔ کوئی شخص ایسا موجود نہیں تھا جو زنجی نہ ہو۔ ہر شخص حیاتِ قیام سے ناامید ہو کر حیاتِ جاودانی کے شوق میں ہر شہر و نگر تاراج دہی چڑھاں طرف سے ان پر بڑھ چڑھ کر نیزہ بازی اور شمشیر بازی کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہے تھے مسلمانوں پر حملہ اور ان شریکین کو لو۔ اس زلیل کر دو۔ کے مقابلے میں استقبال اور ہجر سے کام نہ۔ یاد رکھو اللہ جل و جلال و عظمیٰ انھیں دیکھ رہے ہیں اور ارحم الراحمین تم پر غلی فرما رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت کو تلاوت کیا:

كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيرَةً بِإِذْنِ اللَّهِ وَاللَّهُ مَعَ الصَّابِرِينَ۔

"اک کھڑے تھو گھوڑی جو اللہ کے حکم سے بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے اور اللہ میرے کرنے والوں کے ساتھ ہے۔"

حضرت خالد بن ولیدؓ کو مسلمانوں کا یہ سرور دشمنوں کی جگہ میں ان کا یا استقبال و کچھ کہہ رہے تھے۔ اسلامی پرچم و کثرت دی اور اپنی فوج سے مخاطب ہو کر فرمایا: اس بد بخت اور قبیح قوم کو آگے رکھو۔ اس کے خون سے اپنی تلواروں کی پیاس بجھا کر انہیں سرخ رو کر دو اور اسے فتح اور علاج کی طرف پیش قدمی کرنے والو حاجت برآری کی خوش خبری میں لو۔

واللہ! رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ خیاز کے سپاہی اس قدر زنجی اور سمیٹے میں جھلٹے کہ اہل کک مسلمانوں کی فوجیں اور سواروں کا لشکر جو تمام میں سے غرق تھا۔ نیز چنگل مقاموں اور حجاز اور شہروں کی طرح نکلا۔ آوازوں کا شور بلند ہوا۔ گھوڑوں کی تباہی سے میدان میں گونج پیدا کر دی۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ طیار اور ان کے آدمی یہ دیکھ کر بہت گھبرائے۔ انہوں نے کھینچا کو دشمن کا ۲۰ آدم لشکر آگیا۔ یہ سمجھ کر اب انہیں اپنی ہلاکت اور بیزاری کا کامل یقین ہو گیا۔ یہ آنے والی ہجرت کی طرف دیکھنے لگے جس وقت اسے اپنی ہی طرف آنے دیکھا تو گھبراہٹ اور بہشت زیادہ ہو گئی۔ خیال کیا کہ دشمن کا یہ لشکر کہیں گاہ میں محفوظ ہو گا۔ جواب نکل آیا ہے۔ یہ سمجھ کر اب انہیں اور شائق گزارا قریب تھا کہ مہر کا اعلان ہاتھ سے چھوٹ جائے اور ہلاکت کا پند اس کی جگہ آئے۔ شریکین برابر چڑھ رہے تھے یہ ان آگ کا شعلہ بن رہا تھا، تلوار چمک رہی تھی سرور اور گھر گھر رہے تھے زمین لاشوں سے پھرتی تھی مسلمانوں ان کے ہاتھوں میں گویا نڈھے تھے۔ جنگ پورے شام پر تھی، شمشیر بجلی کی طرح اوجھر ہو رہی تھی چمکتی تھی کس ایک مٹا دی نے غازی اور باغی نے ایک مہم اللہ کی۔ غائب مظلوم اور مظلوم غالب ہو گئے۔ اے عالمِ قرآن! تمہارے پاس صلیب کے بندوں کے مقابلے میں رحمان کی طرف سے مدد و نصرت آگئی ہے۔ مسلمانوں کے کیلئے اس وقت من کو آ رہے تھے۔ تیغ بران بندہ بڑھ کر اپنا کام کر رہی تھی کہ آنے والی فوج کے بیروں میں سے شیر کی طرح اڑا کر اور ہجر سے ہونے پھر کی طرح گونجنا، ایک سوار جس کے ہاتھ میں ہلال کی طرح چمکانا ایک نشان تھا۔ اے بڑے مسلمانوں کو مخاطب کیا اور خدا آواز سے کہا قرآن کے عالم! تمہیں کافروں کو ہلاک کرنے والی مدد مبارک ہو، میں خالد بن ولید ہوں۔ مسلمانوں نے جواس وقت گویا دریا کی موجوں میں ڈوب کر جنگ کے سہارے کھینچے تھے۔ اس آواز کو سن کر گھبراہٹ و قہقہوں کے نعروں کے ساتھ اس آواز کا استقبال کیا۔ ان کی سخت آوازوں کی گونج گلی کی نرگس اور پرواز پر زور کر دینے والی آواز تھی کی طرح میدانِ جنگ کی فضا دوڑ گئی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے لشکرِ دفع کے ساتھ جڑ آپ سے کسی وقت جدا نہیں ہوتا تھا قیام خیز کیا اور گوارہ و میدان

کے سر پر رکھ دیا۔

عمر بن مرثدہؓ کہایاں بنے کہ ان کا یہ بلایا تھا جیسے شیر کا تیر یوں پر حصہ، نہیں نے روایوں کو رد کر دیا کہیں ہائیں متفرق کر کے رکھ دیا۔ روایوں نے بھی نہایت ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کیا اور اپنے جان و مال کی حفاظت برابر کرتے رہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ جانتے تھے کہ کسی طرف میں حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کے پاس تک پہنچ جاؤں۔ مسلمان اس آنے والی مدد اور لشکر سے بالکل بے خبر تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی آواز جس میں وہ اپنے حسب و نسب کی بڑائی اور فخر کا اظہار کر رہے تھے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے بھی اس آواز کو سنا تو آپ نے اپنے چاہیوں سے فرمایا کہ دشمن کو لے لو۔ اب آسمان سے تمہاری مدد پہنچ گئی۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کیا اور آپ کے ساتھ ہی آپ کے ساتھیوں نے بھی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی ملاقات

واقعہ ننا اسٹح کہتے ہیں کہ کم و بیش جانوں سے ماچیں اور اسید ہو چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ رک و تعالیٰ کی طرف سے مدد و نصرت نازل ہوئی۔ اسی رات نے انہی تاریکی اور گھٹ کے ساتھ تھلا نہیں جہا تھا کہ کم نے حضرت خالدؓ کو دیکھا۔ کھان آپ کے ہاتھ میں تھا۔ مشروں کو بھیج کر یوں کی طرف بھاگتے چلے آ رہے تھے۔ مسلمان رو میں کو قتل اور قید کرتے آئے جڑا رہے تھے۔ خداوند تعالیٰ جل مجدہ حضرت ابوذرؓ و غفاریؓ بھرا ریں اور اسید و سبب بن کچھ ملرازی و سوان اللہ تعالیٰ شہیم انھیں کو جڑا لے کر عمارت کریں کہ ان کی تمام ساری محض خوشنودی و باری تعالیٰ کی وجہ سے تھیں جنہوں نے شانوں سے شانہ مار کر کھاروں کو بخش دی اور رو میں کو چاروں طرف سے قتل کر کے رکھ دیا۔ حضرت خرار بن اذرہؓ عبداللہ بن جعفر بن طیار تک پہنچ گئے آپ نے ان کی طرف دیکھا تو حضرت عبداللہ کی آنکھوں میں آنسو آپ کے تمام بدن پر اتر گئی جیسے فون کے قطرے سے جھکے ہوئے تھے۔ حضرت خرارؓ نے انہیں کو دیکھ کر کہا کہ انہی ہم رسول اللہؐ خداوند تعالیٰ جل مجدہ آپ کو جڑا لے کر عمارت فرمائیں۔ شکر ہے کہ آپ نے اپنے والد ماجد کا بدلہ لے کر اپنے دشمنوں پر تھلی کے سر ہم کا کسی قدر چھایا رکھا ہے۔ چونکہ اندھیرا ہو چکا تھا نیز حضرت خرارؓ نے اپنے منہ پر حجاب باندھ رکھا تھا اس لئے آپ نے انہیں نہیں پہچانے اور فرمایا مجھ سے مخاطب کون صاحب ہیں؟ انہوں نے کہا میں ہوں خرار بھائی رسول اللہؐ۔ آپ نے فرمایا تم ہماری مدد و نصرت کو آئے ہو عمارت اک اللہ۔

عبداللہ بن انیسؓ کہتے ہیں کہ یہ دونوں حضرات بات کر رہے تھے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ مع لشکر خلاف آپ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت عبداللہ بن جعفرؓ نے انہیں شہر سے باہر کیا اور جڑا لے کر ان کی رہائی کی۔ اس کے بعد آپ نے حضرت خرارؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا خرارؓ جو کہ والی طراہی کی لڑائی اور اس کا مال و متاع اس کیسے کے قریب ہے۔ اس لئے اس کی حفاظت کرنے والے روٹی اور بڑے بڑے بہادر جرنل جو لوگوں کو اس کے پاس جانے سے روکتے اور باز رکھتے ہیں اس کے گرد جمع ہیں آیتم اس طرف چل کر میرے ساتھ مل کر سکتے ہو؟ حضرت خرارؓ نے وہ وقت کیا کہ دو لوگ کہاں ہیں آپ نے فرمایا کہاں تمہیں وہ اس طرف نظر نہیں آئے؟ انہوں نے ابھر کر نظر اٹھ کے دیکھا تو دیروان روٹی مسیح نیز حاتم طراہی کی لڑائی کو چاروں طرف سے محاصرہ میں لئے ہوئے حفاظت کر رہا تھا۔ اُس وقت بھی یہی مسیحین آگ کے شعلوں کی طرف چمک رہی تھیں اور وہ لوگ دیوار آہنی کی خراج اس کے چاروں طرف مدد مستعد رہی بیٹے ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر حضرت خرارؓ نے ان سے کہا خداوند تعالیٰ آپ

کوفہ راستہ کی توفیق ملے فرمائیں۔ آپ رحمہ اللہ بہت اچھے باری اور دانش ہیں۔ آپ پہلے مسجد تشریف لے کر میں بھی آپ کے حملہ کے ساتھ حملہ کروں۔

کہتے ہیں کہ ایک طرف سے حضرت خالد بن ولیدؓ نے اور دوسری جانب سے حضرت عبداللہ بن ابی طلحہؓ نے اور تیسری طرف سے حضرت ضرارؓ نے حملہ کیا۔ مسلمان بھی ان کی مدد میں رہ دیوں کی طرف بچھٹے۔ راہبوں اور شرکین کی جماعتوں کو پالی کرنا شروع کیا۔ یہ بھی اپنی مخالفت میں مشغول تھے۔ ان میں سب سے زیادہ بھاری کے ساتھ لڑنے والا ایک اہل طعن و تلبیہ طرابلس تھا۔ یہ قوم سے آگے جو عداوت اور انتقام کی طرف کھلتا کھڑے بڑا ذات اور شریک طعن اعزاز کھلتے کرتے۔ یہ حضرت ضرارؓ کی طرف چلا اور سبے دھڑک آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ اس لمحہ سے زلزلہ و حساست مٹھوئے کہ زمین سواری شدت ضرب جست اور لڑائی میں اس کا جسم واقعہ ہو کچک کر مستحکم ہوئے۔ آپ نے بھی اپنے بچاؤ کے لیے طرف دینی اور یہ بھی اپنے بچاؤ میں کوشش کرنے لگا۔ دونوں پہنچے اپنے اپنے مقابل اور حریف کے ذریعہ کرنے کی فرمائش تھی۔ کافر کھینچتا تھا آپ پر مٹے کر رہا تھا اور اس نے اپنے مقابلے کے لیے صرف آپ ہی کو پیش کیا۔ آپ لڑتے لڑتے اپنی نصیحت سے دور ہونے اور ان کے سامنے سے بہت دور پہلے مٹے تاکہ انہیں لڑائی اور حربہ کا ایک پلاندہ نہ کر دے کہ نہیں۔ بھرتی مع اپنے ساتھیوں کے آپ کی طرف بڑھا اور چاہا کہ حملہ کر دے۔ مگر آپ نے یہ کچھ کر ایک فراخ اور کشادہ جسد کی طرف جھانک کر دیکھنا شروع کیا اور دیکھنے کا اوجھڑا کر دیا۔ یہ کچھ مٹھوئے کی باگ موڑ دینی اور اس کے عرض میں جا کر تھکے ہوئے مگر خلعت شب (راستہ کی) اوڑھ کر لیا۔ یہ مٹھوئے نے خود کو کھانی اور نہ کے بلایا۔ آپ بھی زمین سے زمین نہ کرے۔ کھڑے ہو کر چاہا کہ مٹھوئے کو پکڑ لیں مگر فرصت نے ہاتھ نہ دیا اور کوئی صورت اس کے پکڑنے کی نہیں مل سکی۔ آپ اس جگہ پر بے پروا ہوئے ہوئے۔ مگر اور اداں ہاتھ میں تھی جیسا میں پوری کوشش صرف کرنے لگے۔ نہایت ہانڈاؤں کی طرف اشتغال اور سب سے کام لیا۔ بطریق گزراہی لے کر آپ کی طرف بڑھا حریف ہوئے تو مٹھوئے نے اس کا وار خانہ دیکھا اور پیچھے سے ہونے پھر کی فرج اس کی طرف پیچھے ہٹا اور سے حملہ کیا۔ اور اس کا مٹھوئے انھری کرنے لگے۔ الف ہو کر اس سے مٹھوئے پر ٹکرا۔ آپ نے مٹھوئے دوسرا دیکھا جو مٹھوئے کی آنکھ پر مٹھوئے اس کی سران تک پہنچا۔ بطریق زمین سے زمین پر آیا۔ دکاہوں میں ہونگے جو مٹھوئے اس لئے ملدی سے کھڑا نہ ہو سکا۔ آپ نے اس کے کوئی اس کا تھانی پیچھے بہت جلدی اور سرعت کے ساتھ اس کے پاس پہنچے۔ شرمگ ہو کر اس کی گھبراہٹ میں نہ کی جہ سے نہ کھڑی اسے لڑنے لگی جیسا کہ اس کا مقصد نہ ہو چکا تھا۔ اس نے اٹھنا چاہا۔ آپ فوراً اس کی طرف پیچھے ہٹے۔ ہادیو دیکھ دیکھتے نہ دیکھو اور پیچھے مٹھوئے آپ نے ایک دم اٹھا کر زمین پر پڑا۔ ہادیو سے چڑھ بیٹھا۔ لیکن کچھ باخبر جہ آپ کے پاس موجود تھا اور جس کو بھی آپ اپنے سے ٹکھہ نہیں کیا کرتے تھے یہاں سے نکلا اور اس کے پیچھے میں بھونک دیا جو سنے سے ناف تک جھٹکا۔ اچھا لگی۔ دشمنی آپ کر تھکا۔ اس کے اوڑنی کی طرف ہمدردانہ آپ اچھے چھپتے کر اس کے مٹھوئے کو جو سنے اور نہ چاندی کے پیشیہ ریت زچہ درں سے آراستہ تھا بڑا اور سوار ہو گئے۔ کچھ کا خود مارا اور روہوں پر نفا کر کے انہیں اور دوسرے مٹھوئے کر دیا۔ آپ اور اس کام سے فارغ ہوئے اور حضرت عبداللہ بن ابی طلحہؓ کی طرف پہنچے کر کے اس پر نیز اس کی تمام چیزوں پر قابض ہو گئے۔ مگر ابھی حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کے تعاقب میں سے وٹ کرنا آئے اس وقت تک کہ کسی کی کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگاوا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی جھکا یہ لہجہ تھا کہ آپؐ دونوں کے تعاقب میں اس لیے ماوراء طرس کے پہاڑ جو ایک بہت بڑا اور پامائل تھا اور جس کے راستے میں عربی و اقوام تھے اس تک پہنچ گئے۔ دونوں اس جہر کر کے پار چلے گئے۔ آپؐ اس وقت لوٹ کر قبیلہ ساکہ کی طرف تشریف لائے تو طبرستان پہنچے اور پھر ساسانیوں کا قتل گاہوں کے مال میں سے کو ایک جگہ پہنچ کر شہر داخل کیا۔ بازار میں جو کچھ مال و دولت اور تحفہ پیش در پیش کیے تھے، ہر چہ حالت اور دعاء و لہجہ دیکھ کر انھیں ناروا لیا۔

والدہ بن اشعث کہتے ہیں کہ ہم نے بھی اس کو فتح کر کے پاؤںوں میں بھرا ہوا دھندھا عمامہ کی بیڑی پہنائیں۔ سونے پاندی کے خرواق اور جانور وغیرہ جو پھر ساسانیوں کو تھے، اکٹھے۔ والی طرف میں جہنم طبرستان کی لڑائی اور اس کی چالیس ہزاروں مسلمانوں میں کے پاس بہت زیادہ دولت اور کچھ اقدار میں تھیں۔ اچانک ہی کھڑوں اور غریبوں پر بارش کے اس مال قیمت کے ساتھ محمد رسول اللہؐ کے صحابی روانہ ہوئے۔

والدہ بن رستم اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے آپؐ اور جنگ میں حضورؐ حضرت عبداللہ بن مظفرؓ کی سرکردگی اور واقعی حضرت عبداللہ بن انیسؓ کی خبر دہی اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی مدد کی طرف منسوب کی تھی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو اس جنگ میں بہت زیادہ محنت اور مشقت کا سامان کرنا پڑا تھی کہ آپؐ کے بدن پر ایک کیراڑ بھی آئی تھی۔ آپؐ اس وقت تشریف لے جانے لگے تو وہ آپؐ جس صدمہ میں مبتلا تھا اس کے پاس آ کر آپؐ نے اسے آواز دی۔ مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ آپؐ نے دوبارہ زہانت کر آواز دی۔ یہ باہر نکلا اور کہنے لگا کہ آپؐ کو تیرہ سو کھانا جو کھانے کی چیز کی تمام آپؐ نے جس میں لوگوں کو کھانا دیا ہے اس سب آذان کا مالک ان کے خون کا آپؐ سے ضرور مطالبہ کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا اب یہ کہیں تمہارا ہے کہ تم جہاد سے ساتھ تھا۔ اور جہاد کریں اور اس پر ہم سے ثواب کا بھی وعدہ کیا ہے تو پھر ہم سے مطالبہ کیسے کریں اور ان کی تمام اگر رسول اللہؐ تم کو ان کے قرض سے نہیں معاف فرماتے تو میں تجھے بھی حیراں۔ اس صدمہ سے بچے اگر تجھے بہت سختی کے ساتھ یاد آئے۔ راسب یہ سن کر پہنچا کہ کیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ مال میں سے کے ہمراہ اشعث کی طرف جہاں حضرت ابو عبیدہؓ دین جرح آپؐ کے لشکر تھے روانہ ہوئے۔

جس وقت یہ حضرات و خلق میں پہنچے تو حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ نے ان کا استقبال کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت عبداللہ بن مظفرؓ نیز تمام مسلمانوں کو سلام کیا۔ ان کے کام کا شکریہ ادا کیا۔ مسلمان نیز حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کی نصرت و کچھ کر بہت خوش ہوئے۔ انہی چھ پانچ کمانڈر تھے جس (پانچواں حصہ) قبیلہ کر کے باقی مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ حضرت عمرو بن ازد کو طبرستان کا گورنر اس کی زمین جو اس پر سونے پاندی جو اوقات اور قبیلے وغیرہ جرح سے تھے دے دیے۔ حضرت سمرقند سے کراچی، مگر حضرت سیدہ خولہؓ کے پاس آئے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت خولہؓ نے اس کے جوہر اور قیمتی ہداہد کے لئے مسلمانوں کی تمام زمینیں پر انہیں تقسیم کر دیا۔ ایک ایک گیتہ بڑی بڑی قیمت کا تھا۔

کچھ ہیں کہ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کی خدمت میں تباہی کی خبر ملی اور طبرستان کی لڑائی میں جو جو بھی پیش کئے گئے۔ حضرت عبداللہ بن مظفرؓ نے اس لڑائی کے لیے کے لئے درخواست کی آپؐ نے فرمایا میں پہلے جناب امیر المومنینؓ کی طرف خطاب کرتا ہوں۔ اس کے متعلق اشتہار کر لیں چنانچہ آپؐ نے ہر بار ملافت میں اس کے متعلق لکھا۔ ہر بار ملافت سے حکم نافذ ہوا

کہ: اے نبی! آپ نے اس لئے اس خدمتِ عہد میں جعفرؓ کے چہ اکر دی گئی۔

کہتے ہیں کہ وہ آپ کے پاس مدت تک رہی۔ فارسی اور روم کے حکمرانوں اور اسی کے کلاں چلی گئی۔ آپ نے عرب کے حکمرانوں کو بھی اسے سکھا دیا ہے۔ یہ یہ کہنے والے تک کہ وہ آپ کی خدمت میں رہے۔ یہ یہ کہنے والے لوگوں نے اس کی تحریف کی تو اس نے حضرت عہدِ مدنی جعفرؓ کو اسے یہ یہ کہنے والے طور پر طلب کی۔ آپ نے اسے یہ یہ کہنے کے پاس بھیج دیا۔

مالِ غنیمت کے متعلق حضرت عمر فاروقؓ کا فرمان

عامر بن دینارؓ کہتے ہیں کہ مالِ غنیمت میں سے میرے حصہ میں دشمنوں کے گزے اس میں دایسوں کی تصویروں بھی ہوتی تھیں آئے تھے۔ بطل اور سنی تصویروں کے ایک کپڑے میں حضرت عمرؓ اور حضرت یحییٰؓ مالِ اللہ کی تائید و تصدیق کی صورت تصویریں کی ہوئی تھیں میں وہ کپڑے لے کر میں تباہ و الہ کو مالِ بہت زیادہ قیمت سے بیچ کر لوٹا تھا میں آئے اس کے وقت سے اسباب خرید لیا۔ میں حضرت یوسفؓ کے جناح کے نشتر میں تھا کہ حضرت ضیاء المسلمینؓ عمر بن خطابؓ کا میرے ہم سب قابلِ فخر بن جاوا۔

”ایہا انبی! اس قسم کے کپڑے میرے پاس بھیج دیا کرو کہ وہ مسلمان غرباء کے خرچ اخراجات میں کام آئیں۔“
واللہ فی رستہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت مسلمانوں کو لشکرِ مالِ غنیمت لے کر آئیں۔ ”ایہا تو حضرت یوسفؓ کے جناح کے وقت سے ان کی فتح کی خوشی میں اور جھولنے کی طرح اور ہر بلاؤں میں رہا۔ ان کی خدمت سے خدائیں دینے کی توفیق و نصیب ان کا شکر یہ ہے کہ اللہ ان کے حق میں جواب دہ کی کے وقت جو غنیمتوں نے غنیمتوں کی تحریروں کی اور ساتھ ہی حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں درخواست کی کہ اس جناب حضرت خدیجہؓ کو چند ہفتہ ظہریاتی اور بیارات کے طور پر کر دیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت یوسفؓ کے جناح کے وقت سے ان کی فتح کی خوشی میں اور جھولنے کی طرح اور ہر بلاؤں میں رہا۔ ان کی خدمت سے خدائیں دینے کی توفیق و نصیب ان کا شکر یہ ہے کہ اللہ ان کے حق میں جواب دہ کی کے وقت جو غنیمتوں نے غنیمتوں کی تحریروں کی اور ساتھ ہی حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں درخواست کی کہ اس جناب حضرت خدیجہؓ کو چند ہفتہ ظہریاتی اور بیارات کے طور پر کر دیں۔

عامر بن دینارؓ کہتے ہیں کہ شام کی بیات اور فتح اُفق میں میں بھی دو جو تھا۔ میں نے کہ جو عرب آئے وہ نے غنیمتوں نے شرب کو پانی سمجھ کر پینا شروع کیا۔ حضرت یوسفؓ کے جناح کے وقت سے ان کی فتح کی خوشی میں اور جھولنے کی طرح اور ہر بلاؤں میں رہا۔ ان کی خدمت سے خدائیں دینے کی توفیق و نصیب ان کا شکر یہ ہے کہ اللہ ان کے حق میں جواب دہ کی کے وقت جو غنیمتوں نے غنیمتوں کی تحریروں کی اور ساتھ ہی حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں درخواست کی کہ اس جناب حضرت خدیجہؓ کو چند ہفتہ ظہریاتی اور بیارات کے طور پر کر دیں۔

امام ابنِ جریرؓ نے یہ ہے۔ روایت حضرت حمید بن عبد الرحمن بن حوف غسانی سے روایت کی ہے کہ میں حضرت یوسفؓ کے جناح کے وقت سے ان کی فتح کی خوشی میں اور جھولنے کی طرح اور ہر بلاؤں میں رہا۔ ان کی خدمت سے خدائیں دینے کی توفیق و نصیب ان کا شکر یہ ہے کہ اللہ ان کے حق میں جواب دہ کی کے وقت جو غنیمتوں نے غنیمتوں کی تحریروں کی اور ساتھ ہی حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں درخواست کی کہ اس جناب حضرت خدیجہؓ کو چند ہفتہ ظہریاتی اور بیارات کے طور پر کر دیں۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا دمشق سے بعبلک کی طرف روانہ ہونا

والفقری دستِ افتخاری کیسے ہیں کہ حضرت ابوبہد بن جراحؓ نے حج اور یلہ کے راستہ سے واپس جانے کا امر دیا، فقر یا فخر، چنانچہ آپؐ جس وقت بنجارہ کے دربار کے مقام میں پہنچے تو آپؐ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو ان کے معصق حکم دیا اور فرمایا ابوسیان اقم خدا کے گھر سے اور اس کی دعا سے قوم پر جاندار ارض حواصم و مہر میں بر تاخت امارت کرو وہیں ہفتکے تک رہو۔ خداوند تعالیٰ کی ذات پاک سے امید ہے کہ وہ اس کی فتح کو ہم پر آملان کر دیں گے۔

یہ کہہ کر آپ نے انہیں مجلس کی طرف روانہ کیا اور خود وہیں کی طرف تشریف لے گئے۔ کاروان فرمایا تو کہ اچانک وہی جو یہ جس کے ساتھ کچھ ہوا اور مخالف بھی تھے وہی اور عرض کی کہ اگر آپ حضرات نے مجلس اور جلسہ کو فتح کر لیا تو ہم بھی آپ کے زیر فرمان ہو جائیں گے۔ اسی طرح کی مخالفت نہیں کریں گے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اس سے چار ہزار درہم اور بیچاں و شیشیں کپڑوں پر ایک سال کے لئے صلہ کر لی۔ صلہ مقرر ہوئے کے بعد آپ عہد کی طرف روانہ ہو گئے۔ ابھی کہ لوہے بہت ٹھونڈی اور لٹکے تھے کہ ایک ساتھی نے سوار جو نہایت تیزی کے ساتھ چلا آ رہا تھا آپ کو کھائی دیا۔ آپ نے ٹھہر گئے جس وقت وہ قریب آیا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت عباسؓ بن زیدؓ خالی ہیں۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ وہاں کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے اپنی بھلائی حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کے لئے غلام مسلمانوں کو سلام کیا اور کہا کہ میں مدینہ شریف سے آ رہا ہوں۔ یہ کہہ کر حضرت مرقاؓ دوقیؓ کا ایک خط نکال کر پیش کیا۔ آپ نے یہ خبر قریبی کھول اور حسب ذیل مضمون جو اس خط اندازہ فرما کر شروع کیا۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بسم الله الرحمن الرحيم

عبداللہ میر السوینی محرمین خطاب کی طرف سے بطرف ائین الہدیہ

الزغبية ومن خرج - السلام عليكم

الماجد۔ میں اس باری تعالیٰ جل مجدہ کی حمد کرتا ہوں جن سے ہر انوکھی سہو و سبک اور ان کے نبی باری محمد رسول اللہ پر اور ابھیچت ہوں۔ اس طرح کہ اللہ جب کہ اعلیٰ کے عزم کو اپنی شخص پر نہیں کر سکتا۔ جو شخص لوگوں کے خلاف میں کہ فرشتہ نبیاد و کلمی ایمان نہیں دے سکتا۔ یہاں ایک شخص جلد بن اسم خدا صبح اپنے قبیلا اور قوم کے سر سے پاتا۔ یہاں نے انہیں غمرا کر اس کے سر خود تکی اور حسن سلوک سے کام لیا انہوں نے بڑے ہاتھ پر اسرار مقرر کیا یا جس کی وجہ سے مجھے بہت خوش ہوئی کہ اللہ میں حالہ و غم نہ دالنے، اسلام کے بڑے و حکیم اور مہربان کیا۔ پر وہ غیب کا مجھے نہیں تھا۔ میں نا کے لئے کہ معتبر کیا۔ جلد بن اسم نے وہاں پہنچ کر کھنڈ اللہ کا سات بار طواف کیا۔ اللہ کے طواف میں بنی فرارہ کے ایک شخص کے پاؤں سے لڑکی جو دوا کی اور لڑکھو اس کے کاٹھوں سے نیچے کر پڑی جلد بن اسم فرادی شخص کی حرف سچ ہو اور کہنے کا کہ کرم بخت تو نے خدا کے مقرر میں مجھے بہت اور کچھ کر دیا فرادی نے کہا خدا کی قسم! میں نے دانستہ ایسا نہیں کیا مگر اس نے اس کے ایک ایسے غماز مارا کہ اس کی ناک نوٹ چنی اور اگلے جا رہی اور لڑت کر پڑی فرادی میرے پاس

فرادی بن کر آئے۔ میں نے جس کی طرف دیکھا وہاں وہ کہا کہ تجھے اپنے مسلمان بھائی کو ملنے دے، مگر میں نے اس کی ناک اور اذیت ٹوٹ گئے تھے کہ میں نے کہا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ اس نے میری چادر کو میرے پیچھے باندھا تھا، مگر خدا کی قسم حرمت بیت اللہ کا خوف نہ ہوتا تو میں سے اسی وقت قتل کر دیتا۔ میں نے کہا کہ تو نے خود اہم کا احترام کرنے سے بازو تجھے، وہ وصف کر کے اور نہ میں اس کے واسطے میرے سے ضرور قسمیں لوں گا۔ اس نے کہا کہ مجھ سے آپ قصاص لیں گے، حالانکہ میں بادشاہ اور راجا ایک، فرادی آئی ہے۔ میں نے کہا کہ تو درود و ناسی اسماء میں دھنیں ہاتھ فرقی نہیں۔ سلام کے حکم میں تشریف نہیں ہو سکتی ہے؟ اور میں۔ اس نے کہا بھلا آپ مجھے کل تک مہلت دیجئے اور کل قصاص ادا دیجئے۔ میں نے فرادی سے دریافت کیا کیا تھیں تھیں مہلت دیجئے ہو؟ میں نے کہا کہ بیت بہتر ہے۔ چنانچہ صبح اٹھ کر جس وقت رات ہوئی تو درود و ناسی رات اپنے قبیلہ کو لے کر شام کی طرف کھب اللہ کی طرف ہو کر آیا۔ مجھے سید سے کہا کہ میں جلا وطن و غم و غم میں اپنا پرہیز بخشیں گے۔ تو میں نے فرادی کو کہا کہ وہاں سے دور مت جانا۔ اگر اپنی مصیبت سے کہنا چاہیں تو تم صبح کرنا اگر انکار کریں تو ان سے عتاب کرو اور اللہ کی طرف اپنے جاسوس روانہ کرو۔ نصرانی مروجوں سے وہ شہر ہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کی قسم یہ اور تمہارے ساتھیوں پر رستہ درود رہے۔ مسلمانوں سے سلام کہہ کر اللہ السلام دیکھ۔

عواصم اور معمرات میں تاخت و تاراج

اللہ کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت بلعیدہ بن جراحؓ نے پہلے اسے آہستہ آہستہ چارہ۔ اس کے بعد بلند آواز سے تمام مسلمانوں کو سنا دیا۔ پھر آپؐ نے بھی حصوں کی طرف کوچ کر دیا۔ حضرت نہ بن ولید اپنے بیوی بچہ نکلتے لشکر لے کر وہاں آئے۔ روز بادشاہ اس میں پہنچ گئے تھے۔ بادشاہ کی طرف سے حصوں میں تقیاض کر کے اپنی گورنر مقرر تھے۔ مگر جس روز حضرت فاطمہ بن ولید رضی اللہ عنہا یہاں پہنچے تو انی، درود و ناسی پڑھا۔ اہل حصوں آپ کا لشکر دیکھ کر ایک برس تک میں منع ہوئے۔ ایک سردار انہیں کاغذ کر کے کہتے تھے۔ بادشاہ کی طرف سے جو یہاں گورنر مقرر تھا اس کا اقبال ہو چکا ہے۔ بادشاہ وہاں عربوں کی خبر تک نہیں کہ وہ ہم پر حملہ آئے ہیں اور ہمیں خود اس کا کوئی تم تھا کہ وہ جو یہاں اور یہاں کو بغیر حق کے ہم پر حملہ آئے ہیں۔ یہ بات بالکل خلاف واقعہ کے طے ہو رہی ہے۔ ایسی صورت میں اگر ہم نے انے کا ارادہ کیا اور بادشاہ کو لکھ کر لشکر اور افسر پائی تک کے لئے طلب کیے تو اول تو اہل عرب بادشاہ کے کسی سپاہی تک کو تمہارے پاس نہیں آئے۔ میں نے۔ اور میرے قبیلہ سے پاس کھانے پینے کا کوئی ایسا ذخیرہ موجود نہیں ہے کہ نہ بد و زخم ہوئے کے وقت کام آئے۔ لوگوں نے جواب دیا کہ پھر ایسی صورت میں تمہاری کیا دوائی ہے؟

اس نے کہا میری دوائی تو تم مسلمانوں سے جس شہر نہ یہ وہاں چلے صحیح کر داور جو کچھ وہ طلب کریں دے دو اور کہہ دو کہ ہم تمہارے تابع ہیں۔ اگر تم نے طلب و غنیمتیں کو جمع کر کے، بادشاہ کی طرف کو جزیرت دے دی تو ہم بھی تمہارے قبیلہ میں خود بخود آجودہ دی گئے۔ میں فراد و ناسی کے بعد جس وقت مسلمان یہاں سے چلے جو وہاں کے تو میرے بادشاہ کو اطلاع دے کر اس کی جوار فوجیں اور ان کے بڑے لوگوں یا جو جیوں میں سے کسی ایک سردار کو طلب کر لیں گے۔ نیز اس وقت خدا اور مسلمان بھی کافی فراہم ہو

مومن و مومن ہو جائیں۔

قرآن نے ان لوگوں سے اسی طرح کہا: انہوں نے جواب دیا: ہم یقیناً ایمان لائے ہیں۔ آپ حضرات کی خبریں ہمیں پہنچی کہ انہیں کبھی نہیں مگر ہم یہ سمجھتے تھے کہ آپ ہم تک نہیں آ سکتے۔ ہم اس بے خبری کے عالم میں تھے کہ آپ کے یہ آدمی ہم تک پہنچ سکتے اور ہماری مال و اولاد کو ان کے ہمیں قید کر لیا۔

بلاد عواصم کے قیدیوں سے اسلام کا حسن سلوک

والدہ فی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ قیدیوں کی قید چار سو آدمیوں کے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ دین جراحؓ نے ان سے فرمایا کہ اگر تم تمہارے ساتھ اسلام سے جیسی آج بھی تمہیں قید سے چھوڑ دیں، مال و مساب و دھن کی اور اولاد اور ہاتھ کے تمہارے ساتھ کرو میں تو کیا تمہارے مصلحت اور راحت اور جزیرہ اور خزانہ دینے پر رضا مند ہو جاؤ گے؟ انہوں نے کہا: آپ کہیں۔ ہا کر میں ہم آپ کی تمام شرائط قبول کر لینے کے لئے تیار ہیں۔

حضرت ابو عبیدہ دین جراحؓ نے دس اور مردان افواج اسلام کے پاس بکثرت لائے اور ان سے مشورہ کی غرض سے فرمایا میری رائے یہ ہے کہ میں انہیں قتل سے بچاؤں۔ ان کے مال و اولاد ان کے سپرد کر دوں۔ اس صورت میں وہ کچھ سے زیادہ فرماں اور راحت ہو جائیں گے۔ لیکن کوکشت اور شہر والی عداوت کریں گے اور ہم ان سے جزیرہ اور خزانہ وصول کرتے رہیں گے۔ چنانچہ میں تمہارے مشورہ کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔ ان نے آپ سے دریافت کیا کہ اس بارے میں آپ حضرت کی کیا رائے ہے؟ ان تمام افسروں نے مختلف آراء سے جواب دیا۔ ایسا اجماع آپ کی رائے زیادہ مستحب ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں کی طاعت و سبوح آپ جس کام میں سمجھیں وہ کریں۔ اگر ان کام میں مسلمانوں کو کوئی نفع پہنچ سکتا ہے تو آپ ہر معاملہ میں ہی سمجھیں۔

آپ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معاملے کو مباحیہ پر نہیں چاہا۔ یہ مقرر کر لیا کہ اس کے تمام مال و مساب اور ان کے اہل و عیال کو انہیں دے کر ان کے وطن کی طرف روانہ کر دیں۔ اس وقت یہ اپنے وطن کی طرف لوٹے اور وہاں پہنچ کر تمیز نہ تو اپنے قبیلہ و جوہر کے لوگوں سے ملوان کے حسن معاملات، حسن سلوک اور ان کی بیعت و امان کی تعریف کی اور کہا کہ ہم کچھ بولے تھے کہ عرب میں لڑنے کے بارے میں اہل و عیال کو تمام بنائیں گے۔ مگر وہ جوہر سے ساتھ نہایت لائق و پیشانی اور رحم سے جیسی ہے اور ہم یہ جزیرہ اور خزانہ مقرر کے نہیں چھوڑ دیا۔ قبیلہ و جوہر کے وہی بھی یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ دین جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی پوری اور جزیرہ کا اقرار کیا۔ آپ نے ان کی درخواست بھی قبول کی اور ان کے قتل اور دہشت کے کام کھلے۔

فتح قسمرین

یہ پہلا قسمرین اور عواصم بھی پہنچی کہ ہر شخص حضرت ابو عبیدہ دین جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے اس کو قہر و ان کے اپنے ہیں۔ انہیں یہ بات پہنچاؤں کہ وہی قسمرین سے پہنچے اپنے اور خیر طریقے ہیں ان لوگوں کے قتل و ان کے ہاتھ پر فیصلہ کیا کہ یہاں سے گورنر کو بھیجے تو اسے نہ لے لیا۔ قسمرین اور ان کے ہاتھ پر چاہئے۔

اہل عرب میں کس نام پر اور نشان سے مشہور ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ آپ حضرت کے ساتھ بعض ایسے لوگ بھی تہجد میں جو قیامت و نبوت میں دوسروں سے زیادہ توفیق رکھتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں ایک بہادر جنگجو سپاہی کفر و ضلالت کے مٹانے والی برہنہ شمشیر یعنی خدا کی تلوار خالد بن ولید بخیر ہوں۔ اسلحہ نے کہا یہ مجھے پہلی سی معلوم ہو رہی تھا کہ آپ صاحب شجاعت لوگوں میں سے ہیں۔ مسیح کی قمرائیں آپ کو کیجھتی ہیں اور آپ کا کام سنتے ہی باز مٹیا تھا کہ وہ اب مل جل رہے ہیں۔ آپ کے حلق ہر دے پاس اس قسم کی خبریں پہنچ کر آپ کی تعظیم کا ایک مضبوطی والا ہے۔ مہربان اور ہر وقت جو شخص ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم بھی سنا کرتے تھے کہ آپ کی قوم اور اولی نہایت شریف اور انصاف پرست تھے۔ دلت کے ایک قول کے سچے اور وہی قصص اور بصیرت سے جو ان پر چڑھتے تھے نہایت بہادر ہیں۔ بڑے لگجی تھے سچے سچے اور نبی رحیم کی ایک ست سرور ہیں۔ تحریف میں ان سب باتوں کے خلاف دیکھ رہا ہوں۔ چونکہ ہم ہمہ وقت چاہتے ہیں آپ انکار کرتے ہیں۔ ہم طالب کن ہیں لیکن آپ ہماری درخواست سے مستزاد دیتے ہیں۔

آپ نے فرمایا دشمنی ہم آپ سے یوں لوگ ہیں کہ کسی کے تکررہ فریب میں نہیں آتے اور اس نے اہل تحریف و کفر کی کلام سے معذور کر دیتے ہیں۔ ہم نے خود غور کیا ہے کہ یہ آپ کی حالت میں اور بادشاہ کا لشکر ہم پر غالب آ گیا تو ہم سب مہربان تو ان کے سب سے پیسے ہمارے مقابلے میں تو ہار گئے اور اگر ہماری قوت زیادہ ہو گئی تو غیر فراموش اور با دستوں کی طرف بھاگ جاؤ گے۔ اس لئے ان کو جتنی چاہتا ہے تو ہم اس صورت سے چہ سے ساتھ مل کر بیٹھتے ہیں کہ ان بات کا مہر کرے کہ ۱۱ اکتوبر ایک سال کا دل دیا ہے اس وقت تک ہم کسی صورت سے ہمارے ساتھ نہیں رہیں گے۔ اگر سال کے اندر اور بیکار کا کوئی لشکر آ گیا تو چند مہینوں میں اس کے ساتھ ضروری نہ رہے۔ یہی صورت میں ہمیں ہے جو شخص شہر کے اندر رہے گا اور اس کے لشکر کے ہر فرد کو ہمارا ساتھ ملنے میں نہیں آئے گا۔ اس لئے ہماری سب سے مشورہ قائم رہے گی اور یہ ہماری صورت میں اس سے جو کوئی فرق کریں گے۔ مسئلہ نے کہا بہت بڑھ چکے ہیں آپ نے یہ شرط منظور ہے۔ آپ ایک عہدہ ترک کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے حضرت ابوبکر و بنی حرام سے کہا کہ آپ ایک عہدہ ہمیں کی دینا چاہتے ہیں۔ ان کی درخواست سے ہر ایک سال کے واسطے لکھ جائے۔ چنانچہ آپ نے یہ عہدہ نامہ کر لیا۔

میں اہل حضرت ابوبکر و بنی حرام سے فرات پانچے تو مسئلہ نے عرض کیا کہ ہمارا ہمارا ریاست کے ہر ملک خراسان کی ایک حد تک ہے ہمدانی ریاست کے قریب ہی چونکہ ریاست حسب بھی واقع ہے اس کے حدود بھی ممکن ہیں مگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر آپ ریاست طلب اور ہماری ریاست کے حدود میں ایک نشان یا علامت ضرور کریں تو اس سے بہت بڑا فائدہ ہوگا کہ جس وقت آپ کے اہل غارت اور غنیمت کے لئے اور حجابیں کے تو انہیں ہماری ریاست کی حد معلوم ہو جائے گی اور وہیں مر رہا ہمارا ریاست میں دست بردوش کریں گے۔ آپ نے فرمایا واقعی تو یہ ایک بہت ہی عمدہ تجویز چلتی ہے۔ میں آپ کی آدنی تمہارے یہی سمجھ رہا ہوں گا کہ مقررہ کرنا ہے کہ مسئلہ نے کہا آپ کو کہا ہے ساتھ کسی نے چھپنے کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ ہر قسم بددعا کا ایک لمحہ ہو کر ہم سرحد پر ضرب کریں گے جس وقت آپ کے اہل اسے دیکھیں تو اس سے آگے نہ بڑھیں گے۔ آپ نے فرمایا بہت بڑھ چکے ہیں اس کی کیا کہہ کر آپ نے وہ مسئلہ ہماری دے دیا اور تمام شہر اور قلعے آباد کر کے والے آدمیوں

میں مٹادی کرادی کہ جو شخص ادھر جائے وہ اس جگہ سے آگے نہ بڑھے۔ بلکہ راستہ طلب اور اس کے فرائض میں تاخیر و تداراج کرے۔ اس خبر کو جو لوگ حاضر ہیں وہ غصہ تک پہنچادیں۔ امیر نے لوٹ کر یہ عبد اللہ والی شخص کو کیا وہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ جو اس کی گفتگو ہوئی تھی اس کی اطلاع دی۔ والی عمرین بہت خوش ہوا اور ہر قس کی صورت کا ایک بت جا کر کوہ کہ ہر قس ہے تخت حکومت پر بیٹھا ہوا ہے نصب کرادیا۔

والدی رحمتہ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مسلمان طلب و حق اور اٹھ کے کے ٹکڑوں میں تاخیر و تداراج براہ کرتے رہے مگر قمر بن وہبؓ اور عوام کے کہ اس کے پاس نہیں جاتے تھے۔ مروان عبد اللہ لکڑی سالم بن قیس اور یہ اپنے والد ماجد جب سعد بن حواریہ سے رایت کرتے ہیں کہ اہل قمرین اور عوام کے ساتھ مسلمانوں کی صلح پارہیز اور اور شاہی ایک سوا قیہ چاندی، صلب کے ایک بزار کپڑوں اور ایک بزار حق ملے پر ہوئی تھی۔ عامر دغا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت حواریہ بنی سے بھی اسی طرح سنا ہے مگر آپ چور و حق غلام کو نہ لڑتے تھے۔

مسلمانوں کا ہر قس کی تصویر کی آنکھ پھوڑ ڈالنا

والدی رحمتہ اللہ علیہ حضرت عقیس بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک روز دوسرے کے لئے عمارت میں گئے تو دے گئے۔ ولید بن عبد اللہ نے ایک ستون جس پر ہر قس کی تصویر بنی ہوئی تھی صلب دیکھا ہم اسے دیکھ کر بہت غصہ ہوئے اور اس کے گرد گھومنے کو کارے مکھانے کی لئے یہ دینے لگے۔ ہر قس ہم گھومے اور لاڈلہ کر میدان میں بازی کرے۔ یہ تھے اور حضرت ابو جندل کے ہاتھ میں ایک بڑا تیرہ تھا آپ بھی پکڑ دینے کے لئے آگے بڑھے۔ مگر جس وقت آپ کا ٹھوڑا محمدؐ کے قریب پہنچا تو اٹھا قیہ صر سے آپ کا نیزہ بکسر کی آنکھ میں جالفا جس کی وجہ سے اس کی آنکھ پھوٹ گئی۔ قمرین کے دہلی چاہی، راست کی طرف سے اس کی مخالفت کے لئے، سرور تھے۔ جنہوں نے والی راست سے چاکر اس کی اطلاع کر دی۔ یہ سن کر وہ قمرین آگ بگولا ہوئے اور سواروں کا ایک دستہ جو تمام دیوار کے کپڑے پہنے اور بیک کمر میں باندھے ہوئے تھا تیار کر کے ایک صاحب کے ہر ایک سوئے کی صلیب دی اور اسطر کو ساتھ کر کے غم دیا کہ حاکم عرب کے پاس جا کر کہے کہ آپ نے ہم سے خدا اور بدعتی کی اور اس وقت داری کو جو آپ پر عائد ہوئی تھی بالائے طاق رکھا، یا اور دقتیں جو بدعتی شخص اس کر رہے وہ وہ دلیل و دلائل دیتا ہے۔ امیر صلیب اور دستہ لئے ہوئے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مسلمان صلیب کو بٹھارے کچھ کر اس کی طرف دوڑے اور اسے سرنگوں کر دیے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اٹھے ان کے پاس حریف لائے اور فرمایا تم کون لوگ ہو کیسے آئے؟ امیر نے کہا میں والی قمرین کا لاٹھی دون اور اس لئے ہر ضرورتوں کہ آپ حضرت سے بعض عہد کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے تو زائد و کسر حراج تو لاٹھی لائے کہا اس شخص نے تو زائد ہے جس نے ہمارے ہاں اٹھا کے جس کی آنکھ پھوڑ کر اس کو اللہ کا روپ ہے۔ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جن کی قسم مجھے اس نے بعض کچھ نہیں میں ابھی اس کی تحقیقات کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے لشکر میں مٹادی کرادی کہ اسے اہل عرب کے جس شخص نے اس قسم کی آنکھ پھوڑی ہو مجھے اس کی اطلاع دے دینا چاہئے۔ حضرت ابو جندل بن کل نے کہا یہ قصور مجھ سے ہوا ہے۔ مگر میں نے دانستہ ایسا نہیں کیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے امیر سے فرمایا۔

[illegible][illegible][illegible]

کہتے ہیں کہ حضرت ابوسعید وہابیؓ نے اپنے ہمراہیوں کو اپنے ساتھ لے کر مدینہ منورہ پہنچا دیا۔ وہاں ان کے لئے ایک مکان بنا دیا گیا۔ ان کے لئے ایک خادمہ بھی مقرر کی گئی۔ ان کے لئے ایک کھانا بھی مقرر کیا گیا۔ ان کے لئے ایک کھانا بھی مقرر کیا گیا۔ ان کے لئے ایک کھانا بھی مقرر کیا گیا۔

علم فرمایا اور اُنے کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے بتلایا کہ درخواست پیش کر کے خود زنی چنے کی خواہش نہ جری اور کہا کہ آپ ہمیں ولی قوم سے زیادہ محبوب ہیں۔ آپ نے ان سے صلہ کر کے ایک عبد نامہ اور سہ داری کی دستاویز لکھ کر ان کے حوالے کر دی اور ان کی درخواست کے سوا کسی ایک شخص کو یہاں اپنا نائب مقرر کر کے شیرز کی طرف کوچ کر دیا۔ یہاں کے لوگوں نے آپ کا استقبال کیا اور صلہ کر دی۔ آپ نے ان سے دریافت کیا کہ تم لوگوں کو پرکھنے کے متعلق حکم ہے؟ انہوں نے کہہ دیں کہ ہاں۔ آپ کا استقبال کیا ولی قسریں نے یا دشمنوں کو لکھ کر آپ حضرات کے مقابلے کے لئے تلک طلب کی ہے اور بادشاہ نے اس کی درخواست پر غنی فہمان اور نصرانی عربوں پر جیل، من حکم سنانی کو سپہ سالار بنا کر اور جنرل محمود کو سربراہی سمیت دے کر اور دروازہ کر دیا ہے۔ یہ تمام لشکر مصر حدیہ (لوہے کا ٹیپ) پر پڑا ہوا ہے۔ یہاں الہ میرا آپ کو اس سے ہوشیار رہنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا بحسبنا اللہ ومعہ الوکیل صلی اللہ تعالیٰ وآلہٖ وسلم۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ شیرز میں ہی غمخیز ہو گئے۔ اب آپ نہایت شش و شب میں تھے۔ کبھی کہتے تھے کہ سائب پر فوجی تھی کروں اور کبھی فرماتے تھے کہ کھانا یہ پلانڈ کر دوں۔ آخر آپ نے ہمارے مسلمانوں کو فتح کر کے روانے طلب کی اور فرمایا معاشر المسلمین! سنا ہے کہ اب کی ہتھیریں نے ملک برفوں سے مدد طلب کی ہے۔ جوں تک خیال ہے اس نے جہادی اور قتل کا ارادہ کر کے کیا ہے کیا ہوگا۔ آپ حضرات کی اس میں اب کیا رائے ہے؟ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا یا امیر! میں نے آپ سے پہلے ہی عرض نہیں کیا تھا کہ اس کے کام سے مکر و خریب نکلے گا۔ آپ نے فرمایا ابو عیسیٰ! انتا لہ العزیز ان کا مکر و خریب الہ انہیں پڑے گا۔ مسلمانوں نے جواب دیا کہ سرور! ہتھیریں اور عوام کو آپ ان کی حالت پر چھوڑ دیجئے۔ صلب اور لٹا کر ہی لشکر کشی کروں گے۔ آپ نے فرمایا انتا لہ العزیز! میں مجاہد آپ کو جسے خیر میں بت فرمائیں۔ اب آپ حضرات تشریف لے جاتے ہیں۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ سے سال بھر کے لئے جو معاہدہ ہوا تھا اس کے پورا ہونے میں ابھی ایک ماہ سے کچھ آتی تھا آپ نے ہمدانی کو برا بھلا کہہ کر اسے پورا ہونے کا انتظار نہ کرنا شروع کر دیا اور ولی میں روانہ کر دیا کہ انتا لہ العزیز! مدت کے بعد جہاد کی ابتداء ہتھیریں سے ہی کرنی چاہئے۔

کہتے ہیں کہ عربوں کے غلام زینون، ادا اور جلد اور فتوں کی جڑیں کاٹ کاٹ کر لاتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو یہ بات، گوارہ نہ دی۔ آپ نے غلاموں کو ہلا کر فرمایا یہ قتل و قتل کی طرف تھیں کیوں کی جاتی ہیں؟ انہوں نے عرض کیا حضور! بات دراصل یہ ہے کہ کھانا یا زینون ہمارے پڑاؤ سے بہت دور ہے اور یہ درخت قریب ہیں۔ آپ نے فرمایا جن درختوں میں ذائقہ، بالان میں پھل لگتا ہو ایسے درختوں کو قطع و برہ سے میں ہر شخص کو خواہ وہ غلام ہو یا زینون یا کھانے کرتا ہو۔ اگر آج سے پیچھے لیا گیا تھا تو وہ شخص محنت سزا کا مستوجب ہوگا۔ غلام یہ سن کر سزا کی وجہ سے ڈر گئے اور دور دور سے جا کر ٹکڑیاں لاسنے لگے۔

عبید بن عامرؓ فرماتے ہیں کہ میرے پاس اس وقت ایک نہایت شریف شخص نامی غلام تھا جو میرے ساتھ کی سربہ لڑائیوں میں شامل ہوا تھا۔ یہ نہایت جری اور بہادر شخص تھا۔ لڑائی میں دل کھول کر لڑتا تھا۔ جس وقت کو کسی معرکہ یا جنگ و زبانی میں جا لگتا تھا چلنے چلایا کرتا تھا تو تنہا اور اپنے ساتھیوں سے دور دورہ ہا کہ تھا۔ اور وہ لڑائی کی نہایت عمدہ لڑا کرتا تھا۔ اس شیرز

کے پڑاؤ میں بھی دو ملاحوں کی ایک جماعت کے ساتھ ایک روز نکلا ہوں کو کیا ہوا تھا مھسوں کے خلاف اس نے اس روز اور عمروں میں (حضرت سعید بن جابر) حضورؐ سے چار روہتے اس کی کٹاؤں میں نکلا۔ اس کو احمد بن حنبلہ ر ہا تھا۔ آپ تک ایک شخص دکھائی دیا میں اس کی طرف براہِ حق میری ہادی نام تھا اس کا سر نہی تھا چہرے پر خون بہہ ہا تھا میں بہن خون سے شرمی ہوا تھا اور ہر پردہ پر مگر پڑا تھا۔ میں نے اس کے پاس پہنچی کہ چہ در یافت کی اور کیا مجمعِ قحط آئی یہ کیا ہوا اور (عزیز کیا) اس نے کہا حضور ہلاکت اور برائی میں نے دارا افت کر دیافت کیا کر آخر کیا ہوا؟ بجائے اس کے کہ وہ تجو جواب دے اور مجھے متروک پڑا اور غور نہی دی وہ بھی نہ کفر نہ ہو کر۔ میں نے اس کے چہرے پر پانی پھیرا کہ جس سے اسے ہوش آیا اور کہنے لگا حضور آپ اپنے بھائی کی فریختی اور نہ آپ بھی میری طرف آنے والی قوم کے بچہ ظلم میں گرفتار ہو جائیں گے۔ میں نے کہا تو قوم نہ کہی قوم کہاں سے لیا میرے آقا و اہل بیتؑ کہ میں ملاحوں کی ایک جماعت کے ساتھ مکر میں پھنس گیا تھا۔ ہر جنگل میں دور نکل مجھے تھے کھوٹے کا اور وہی تھا کہ چ کھ بزار سواروں کا ایک رسالہ جس کے تمام سپاہی عرب تھے اور جن کی کمرلوں میں سونے چاندی کی تسلیس لگی ہوئی اور نیزے دکاہوں میں تھے دکھائی دے۔ جس وقت ان سواروں نے ہمیں دیکھا تو باری طرف جھپٹے اور لڑنے کے ارادے سے ہمیں ٹھہرایا۔ میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ قرعہ بھی ان کی طرف براہِ قحط نہ کرو۔ مگر انہوں نے مجھے یہ جواب دیا کہ بے وقوف! ہمیں ایسوں کے ساتھ لڑنے سے لے کرنا ہے کہ جن کا ہم کو بھی پکا نہیں تھے اور نہ ان سے مقابلہ کی طاقت رکھتے ہیں۔ بہتر یہی ہے کہ لڑنے سے ہم جن کے ہاتھ میں قید ہو جائیں۔ میں نے کہا خدا کی قسم! میں تو بخیر لڑنے لڑے اور چونی طرف دروازائی کے بھی کی قید میں نہیں جا سکتا۔ میری یہ کوشش اور مردائی دیکھ کر آخروہ بھی بکے ہوئے اور ہم ان کے ساتھ لڑنے لگے۔ ہم نے بھی ان انہیں قتل کیا اور ہمارے بھی دس آدمی شہید ہو گئے اس زندہ گرفتار کر لے گئے۔ میرے زخم چونکہ کاری دکھ میں گر پڑا اور میں وقت وہ پہنچے میں اٹھ کر ادرجھا یا جیسا کہ آپ صلا خدا فرما رہے ہیں۔

حضرت سعید بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ! مجھے اس غلام کی یہ مصیبت سن کر ہزار بے ہوا اور اپنے پیچھے اسے سوار کر کے اپنے پڑاؤ کی طرف چل دیا۔ اچانک باہر صحر کی طرح خراٹے بکھرا ہوا ہمارے تیزی کے ساتھ گرتے ہوئے پانی کی خراج سواروں کا ایک دستہ پیچھے سے نمودار ہوا اور بے جے نیزوں کے ساتھ یہ کہتے ہوئے کہ ہم بنی عدنان ہیں ہم لشکر صلیب اور گردور بہان ہیں مجھے تعجب یہ۔ میں نے زور سے جوابی آواز دی اور کہا میں صحابی محمد بن حنفیہ (سلی اللہ علیہ وسلم) ان میں سے بعض میری طرف براہِ حق اور اردو کیا کہ کچھ پر کھو اٹھا میں مگر میں نے کھوار اٹھائے اسے کی طرف غلبہ ہو کر زور کے ساتھ کہا بد بخت! اپنے حق قوم کے آدمی کو قتل کر رہا ہے۔ یہ کیا کر اس نے دریافت کیا تو میں لوگوں میں ہو میں نے کہا کہ سحر قوم ہمزور سے ہوں یہ میں کر اس نے کھوار کو دوک یا اور ہر کج کی قسم! انہیں ہمارے سردار بیلہ سے بلایا ہے۔ میں نے کہا بیلہ مجھے کہاں سے جانتا ہے؟ جواب یہ ہے؟ میں نے کہا وہ دراصل ایک بھی شخص کو جو محمد بن عبداللہ کا صحابی ہو جاتا ہے۔ مگر کہنے لگا تو خرابی خوشی سے بھرا ورنہ بزدلی کے پتوں گا۔ میں ان کے ساتھ ہو گیا۔ میرے ساتھ میرا خاتم بھی تھا۔ ایک بہت بڑے لشکر کے پاس پہنچے جہاں بہت بڑا سامان تھا۔ جھڈے نصب تھے مسیبتیں لڑ رہی تھیں۔ میں ان سواروں کے ساتھ براہِ حق جہد ان اسم کے خیمے تک پہنچ گیا۔

یہ ایک سونے کی گھڑی پر بیٹھ ہوا تھا وہی دشمنی کہاں میں رکھا تھا۔ میرے ساتھیوں کی لڑائی پڑی ہوئی تھی اور گے میں واقف نہی

کچھ دیکھیں۔ ان کے بعد آپ نے حضرت سعید بن مسروقؓ سے فرمایا سعید بن جبیرؓ نے تم سے یہ کہا تھا کہ کچھ سے والی قسریں مٹے گا۔ انہوں نے جواب دیا کہ جاتا تھا۔ آپ نے فرمایا تو پھر تم میں اس راستہ پر سے چلو جو جبیرؓ نے انگریزوں کے خلاف جاناتا تھا کہ جھکی لیکن یہ وہیں چھپ کر بیٹھ رہیں اور جس وقت دلی قسریں دھرے گا۔ تو ہم اہل اس کے سامنے ہوں مسیت وہیں موت کے گھاٹ اتار دیں اور اسے اس کے قریبی چوری چوری مڑا دیں۔

یہ سن کر سعید بن حارثؓ نے جلد ہی عمر کے لشکر کی طرف رخ کر کے آگے آگے تیزی کے ساتھ چلے گئے۔ چونکہ ان کا یہ سفر رات کے وقت تھا جس وقت یہ حضرات قوم کے قریب پہنچے تھے تو رات کو تاریکی میں آگے کی روشنی دکھائی دی اور ساتھ ہی لشکر کی آواز کانوں میں آنے لگی۔ حضرت سعید بن حارثؓ انسانی اپنے ساتھیوں کو لے کر دلی قسریں کی آگے راستے میں کی مخلوق جگہ کے اندر چھپ گئے۔ رات عمراس کے قریب کا انھار دھار ہو کر گولی گولی آتی کہ رات کی ظلمت کو کچھ اور سپید کرنے لگی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے وہیں کین کاٹھ میں اپنے ساتھیوں کو گناہ پڑھا۔ اسی گناہ سے کہہ رہے تھے کہ خالد بن مسلم کا نام محمد یہ اور عمرؓ کی طرف ہمارا تھا اس کے سامنے سے گزر کر شروع ہوا مسلمانوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے کہا آپ ان قسریں کو جو یہ دھپلوں گا انہوں اور انہوں کی تعداد میں ہماری طرف آ رہا ہے۔ بعد سے آپ نے فرمایا جب باہر جاتی ہوں مجھ کی عمرت ہمارے ساتھ ہوگی تو ان کی یہ کثرت اور ان کثرت خداوند ہمارے کچھ نہیں کر سکتی۔ خداوند دنیوی ہمارے ساتھ ہیں۔ تم ان قسریں کو مل جاؤ اور اس طریقہ سے لوگوں کو ای کے لشکر کی ہوجاتی کہ تم والی قسریں تک پہنچ جائیں۔ جہاں تک وہ حالت ہو تو جو منظور ہو گا وہ کر رہے گا۔ یہ سن کر یہ حضرات اس نظر میں شامل ہو گئے اور اس طریقہ سے کہ یہ بھی ختم ہوا اسی لشکر کے ہیں۔ یہ باطل پیادہ نہ مٹتی تھے کسی کے ساتھ بات چیت نہیں کرتے تھے۔

والی قسریں کی گرفتاری

حضرت رافع بن مہرہؓ نے کہا ہے کہ جس وقت ہم قسریں کی حدود میں پہنچے ہمیں عوام اور قسریں کے شہر دکھائی دے رہے تھے۔ پھر اچانک والی قسریں استقامت سے آتا ہوا اٹھ لی اور جس کے آگے آگے مسیب تھی اور باری اور ہشپ اٹھل پڑھتے ہوئے چلے رہے تھے۔ کل کھڑے ان کے آواز میں بندھ گئے۔ ایک دوسرے سے ماہر اتحاد والی خبریں اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھاتا کہ جلد ہی ہم اور ہمارے کھواریہ کو سامنے آئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور عمرؓ سے بڑھ کر اس کے سامنے ہوئے۔ آپ کے رفیق آپ کے گرد حلقہ بکھڑے ہوئے تھے۔ اسی وقت آپ اس کے بالکل حوالہ میں ہو گئے تو والی قسریں نے سلام کیا کہ کھنچا جھیں سلامت اور صلیب جھیں دتی رکے۔ آپ نے فرمایا تم بہت اہم بندگان صلیب نہیں ہیں بلکہ محمد حبیب رسول مقبولؐ کے صحابہ ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے ہاتھ پٹا کھنچا اور فرمایا لا الہ الا اللہ وحده لا شریک لہ وان محمد عبده ورسوله۔ خدا کے دشمن میں ہوں نہ میں اور نہ میں ہوں بخدا رسول اللہؐ کا صحابی۔ یہ کہہ کر فرمایا آپ نے اس پر ہاتھ ڈالا اور تیرہ گز زمین سے اٹھایا۔ آپ کے ساتھی ٹھوکر لے کر کھڑے ہوئے۔ شہر افراہی کی آوازیں سنائی دے لگیں۔ دشمنوں نے کل کھڑے آسمان پر ٹھوکر۔ مسلمانوں نے کل کو تیرہ کی آواز میں بلند کیں۔ جلد ہی ہم دورہ کم ہوئے۔ مسلمانوں کی کجیر و قلیل کی آوازیں سنیں تو دھجک جھنڈ میں آئے۔ انہوں نے جس وقت مسلمانوں کی گواہوں کو بڑھاد اور تیروں کو راستہ دیکھا تو اپنی

فوجوں کو لے کر رسول اللہؐ کے جاں نثاروں کی طرف بڑھے اور انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ نے جس وقت اس بلا کو جو ان پر نازل ہوئی تھی دیکھا اور دینی قسریں ان کے قبضہ میں تھیں جس کی قسمت کی باگدوڑ ان کے ہاتھ میں تھی تو ان کو اس بات کا خوف لاحق ہوا کہ کہیں یہ میرے ہاتھ سے نہ نکل جائے یا اس کے نکل کرنے سے نکل مجھ پر کوئی حادثہ نہ ہو جائے۔

یہ سوچ کر آپؐ اس کے نکل کرنے کے لئے تلواریں اٹھائی۔ دینی قسریں یہ دیکھ کر بڑا آپؐ کو اس کی اس قت کی فطری سے بہت تعجب ہوا۔ فرمایا: ”کچھ فحشی کس نے دلائی؟“ اس نے کہا میں اس لئے ہنستا ہوں کہ تم اور تمہارے ساتھی تو اب قتل کر دی دیئے جائیں گے تم میرے ہار ڈانے کا ارادہ کرتے ہو۔ اگر تم مجھے چھوڑ دو تو یہ بھڑے کہ میں تمہیں قتل کرنے دوں۔ آپؐ نے یہ سن کر ہاتھ روک لیا اور اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے زور سے چلا کر فرمایا۔ ”رسول اللہؐ کے صحابہ میرے چاروں طرف رہو، میری حمایت کرتے رہو میں تمہاری مدد کرتا رہوں گا اور اس جا پر جو تم قتل ہو رہی ہے میرے کون لوگوں نے تمہیں گھیر رکھا ہے انہیں زیادہ مت سمجھو۔ کیونکہ سب سے دہشت ناک چیز جس سے تم ڈرتے ہو قتل اور موت ہے اور میں دونوں چیزیں خداوند تعالیٰ کی راہ میں میری اور تمہاری فراہمی اور آرزو ہیں۔ واللہ! میں نے کئی مرتبہ شوق شہادت میں اپنی جان کو خداوند تعالیٰ کے راستہ میں پیش کیا ہے تاکہ میں جام شہادت کا حورہ پچھ سکوں۔ تم اس بات کو یاد رکھو کہ خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا راستہ صاف اور نکلا ہوا ہے گو یہ کہ تم اس تک پہنچنے کی گئے ہو اور اپنے رب کے دربار میں شرف پار پائی حاصل کر چکے ہو اور ایسے گھر میں پہنچ گئے ہو کہ جہاں کا رہنے والا نہ بڑھا ہوتا ہے اور نہ اس کے پاس کبھی فرشتہ داخل ہوتا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا:

لَا يَسْتَهْجِئُهَا الْعِصَابُ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ

”جان کو ہر کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ ان کو وہاں سے کوئی نکلے گا۔“

واقعی یہ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ صحابہ رسول اللہؐ آپؐ کی یہ تقریریں کر آپؐ کے گرد جمع ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ آپؐ کے دائیں جانب اور حضرت دافع بن عیصرۃ اللہؓ آپؐ کے بائیں سمت اور آپؐ کا غلام امام آپؐ کی پشت پر اور باقی تمام مسلمان آپؐ کے گرد ہوئے۔ دینی قسریں کو آپؐ نے اپنے غلام کے ہاتھ میں دیا اور ناکید کیا اسے مضبوط پکڑے رہے اور دینی جگہ سے نہ ہٹے۔

کہتے ہیں کہ جلد میں عجم جس کی گردن میں سونے کا طوق تھا اور جس میں جوہرات کی صلیب لگی ہوئی تھی۔ دشمنیں، بکڑے پہنے ہوئے تھے ان پر زور و زبنتی کے سر پر خود لگائے اور اسی پر خود سونے کا خود لگے جوہری صلیب اس پر آویزاں کئے گئے ہاتھ میں ایک بہت بڑا نیزہ سنبھالے جس کا چھل سورج کی طرح چمکتا تھا۔ قوم حسبان کے نصرانی عربوں کا لشکر لائے ہوئے مسافروں کی طرف بڑھا۔ حاکم حمویہ ایک مضبوط چٹان (یا برج) کی طرح اس کے ساتھ تھا جس کے چاروں طرف قوم مدلی کے بدلی سپاہی تھے اور ان تمام کے گرد گردان کا لشکر چھلایا ہوا تھا۔ حاکم حمویہ نے جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ کو دیکھا کہ آپؐ نے دینی قسریں کو زین سے اٹھا کر اپنے ہاتھ میں سے لیا ہے اور اسے کسی طرح نہیں چھوڑتے تو اسے اس بات کا خوف ہوا کہ کہیں آپؐ جلد میں اسے قتل نہ کریں۔ یہ سوچ کر یہ جلد بنی عجم کے پاس آیا اور کہنے لگا یہ عرب لوگ تو آدمی کیا شیطان (دیو) معلوم ہوتے ہیں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اس عربی اور اس کے گیارہ ساتھیوں کو ہر دینی فوج کے ٹکڑوں اور اسے بڑے لشکر کے سواروں نے چاروں

طرف سے نچر رہا ہے مگر انہیں کوئی پروا نہیں اور باوجود ان سب باتوں کے وہ جہرے ایک سماجی کو چڑا کر دے جس کو ان کے پاس قید ہے اور اپنے ہاتھوں سے کسی طرح نہیں چھوڑتے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اسے نہیں گل نہ کریں۔ بادشاہ وہ بہت زیادہ جڑی ہے اس لئے انھیں اس طرحی کے پاس جا کر استغاثہ کرنی چاہیے کہ تم ہمارے اس سماجی کو چھوڑ دو تاکہ کبھی بھی تیرا ہی چائوں کو چھوڑ دیں۔ جس وقت وہ ہمارے سماجی کو یہ سن کر چھوڑ دیں گے تو پھر ہم ان پر حملہ کر کے ان سب کو تہ تیغ کر دیں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور جلیلہ بن اسلم کی باہم گفتگو

حکومت بنو امیہؓ نے اٹھارہ برس پہلے جبر کے نام پر مدین اور نجران غریبوں کے گھر کے اندر حضرت خالد بن ولیدؓ کے چاروں طرف کھڑے کر دیے تھے۔ انہیں چار کھڑے ہادی تعالیٰ میں جبر پر پورا پورا مجاہدہ کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کی فوج نے کسی قسم کی نفوذ دیا اس میں کسی تھا جگہ جلیلہ بن اسلم بن ہادی طرف آیا اور چیخ کر کہنے لگا کہ تم کو تو کوئی ہوا یا تمہارے شہور صحابہ میں سے ہو یا جو یمن میں ہو یہاں میں سے اس سے پہلے کہ تمہیں نشانہ بنا کر ہلاک نہ کیا جائے مجھاس بات کا جواب دے دو۔ ہمارے طرف سے جواب اسے اور گفتگو کرنے والے حضرت خالد بن ولیدؓ تھے۔ آپ فرما رہے تھے کہ میں نے اللہ کے رسول اللہؐ کے شہور صحابہ میں سے ہے ہم اہل قبلہ ہیں ہم اہل اسلام ہیں ہم صاحب کرام اور انعام ہیں۔ انہو خیر مراد ہمارے نسب اور قبیلہ کو معلوم کرنے ہیں تو ہم چند مشرقی قبیلوں میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل جبر کو ہار دے گا وہاں کو ایک کرو یا ہے اور ہمارے سب کے واسطے ایک مکر مقرر کر دیا ہے جس پر ہم سب مجتمع ہیں وہ مکر یہ ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔

جلیلہ آپ کا یہ کام سن کر بے حد غصہ ہوا اور کہنے لگا کہ عرب کے جوان ایسا تم ان عربوں کے سر ہاں ہو۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ ان کا اسلامی بھائی ہوں اور یہ میرے ایمانی بھائی ہیں۔ جلیلہ نے کہا کہ تم کہہ رہے ہو کہ اللہ کے صحابہ میں سے ہوں سے صحابی ہو یعنی کیا نام ہے؟ آپ نے فرمایا میں بنی خزاعہ کا مشہور سردار خود بنی ولید رسول اللہؐ کا صحابی ہوں اور یہ شخص دو بھری دائیں طرف ہیں یہ عبدالرحمن بن ابی بکرؓ ہیں اور میرے دائیں طرف یہ یمن کے بزرگ اور بلند قبیلہ کے فروز حضرت رافع بن خدیجؓ ہیں۔ میں نے ہر ایک قبیلہ سے اس قبیلہ کا سب سے زیادہ بزرگ اور شیخ آدمی ایک ایک اپنے ساتھ لے لیا ہے۔ اس لئے تو ہمارے قتل و غارتگری میں حقیر مت سمجھو اور اپنی کھڑت پر خوش اور تازاں مت ہو۔ لڑائی میں تم ہمارے سامنے چڑھو جسکی قسمت دیکھتے ہو جو اپنے اپنے آئینوں اور کھولوں میں رہی ہوئی پہنچی ہوں۔ شکاری آکر ان پر جالی ڈال دے اور سب وہ چار کے ساتھ دو راہی بنی اور تیر ہوں چالی میں پھنس جائیں۔

واقعہ یہی ہوتا ہے کہ جلیلہ آپ سے یہ سن کر اور زیادہ ڈر گیا اور سب سے لگا خالدؓ ابھی ابھی جس وقت انھیں ہمارے تیروں کے چال چاروں طرف سے گھیر رہے تھے انہیں کے اور تم اور تمہارے ساتھی وہی میدان میں دو خیموں کے درمیان چاہتے اور میں سے شام تک وہ انہیں جبر سے چھڑنے دے رہے تھے تو انھیں خود معلوم ہو جائے گا کہ تمہارا یہ کام تمہارے حق لئے قال و نہ ہو۔ آپ نے فرمایا ہمارے تو یہ ہیں جو خفیہ ہے۔ جس ایک باتوں سے رنج نہیں ہے۔ اب تو بیان کر کہ صلیب کے عربی بندوں میں سے تو کون ہے؟ اس نے کہا میں بنی فہان کا سردار اور ہم ان کا بادشاہ جلیلہ بن اسلم ہوں۔ آپ نے فرمایا تو میں سے اسلام سے بھرنے والا (مرہ) گراہی امداد اور کئی کی طرف جانے والا۔ اس نے کہا نہیں بلکہ دولت اور رسوائی پر غارت کو کرنا چاہتے

سارے حجے جو آپ کے حصہ میں دنگ آجاء، میں نے خدا کو شکر سے آیا۔ یہ گھوڑا انصاریوں کی توہمیں گھر اور جڑاہ کے گھوڑوں میں سے تھا جو آپ میں پڑا گھوڑا تھا۔ حضرت مہاجرین میں اپنی فکر مصروف تھی، اس لیے میں غریب اور دہریہ اور بڑی زرہ و مہین رہے تھے۔ انھوں میں ایک پورا نیز و خانہ آپ نے گھوڑے کی تیزی کی تم کرنے کے لئے اول رات اور صبح میں میری کھانسی کے اندر رہے گھوڑے کو کاد دیا۔ اس وقت میں کی تیزی کی کہ ہوئی تو میدان کا زرہ میں پہنچ کر محل میں مہار کا فر و گایا اور باؤ اور بلند یعنی ماضی اور آؤ اسٹیل کے قوت میں مسد تین گایا جانوں۔ اس کے بعد آپ نے رجزیہ اشعار پڑھنے شروع کیے۔

(ترجمہ اشعار) (اسی پر) مہاجرین کے اہل بیت کا جو ہوں جو گھاریت بزرگی اور محال کے آدمی تھے میرے دل و نہایت آؤ زار و صاف حق اقبال تھے جنہوں نے اس دین کو اپنے کاموں سے قربت آؤ مست کر دیا۔

رافع بن عمر یہ روایت کرتے ہیں کہ آپ کے مقام کے لئے رومی مہاروں کے اندر سے نئی اتر تیب تے بعد و گھر سے پانچ سو رٹھے۔ آپ نے محض تیب ایک حصہ کے اندر پانچوں کی محبت کے لئے تات و دہریوں کے محض وقت پانچ سو زکام آؤ گئے تو پھر جن کے ساتھ بل کے لئے نکلا، کوئی ہوئے۔ آپ نے دہریوں کے طلب نظر پر محض کرنا پڑا مگر جلد ہی دہریہ میں کھانا ہوا آؤ کے بر حادہ آپ کے قریب آؤ کر کہنے لگا! کوئی تے و نہایت زیادہ مدت سے بڑھ گیا ہے۔ لڑائی کے بعد وہ سے تھوڑا کرتا چلا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا: ہاں، وہ ہے و نہ کی باری مائوں میں داخل نہیں ہے۔ جلد ہی دہریہ نے کہا کہ میں نہیں، حالانکہ تو نے ہماری آؤش سے میدان کو پوت دیا، میں اس دھڑے نہیں آؤ کہ حیرت ساقیوں کو تیری معافیت اور مدت باز رکھوں۔ کیونکہ وہ و کوئی دہریہ جب حیرت سے تے لیے نکلتا ہے تو میرے ساقیوں میں کوئی نہ کوئی تیری مدد کو پہنچ جاتا ہے۔ اور یہ شریف اور مصنف حرات کو توں کی مدت سے بہت زیادہ حید ہے۔

حضرت مہاجرین میں اپنی فکر مصروف تھی یہی کہتے اور فرمایا میں اس میں کیا کچھ سمجھ سکتا ہوں کہ چاہتا ہے؟ حالانکہ میں حضرت نبی کریم کے چچا تے، میرے حضرت علی کریمؑ تے، جبکہ کا تعلیم یافتہ اور (خون سپرشی) میں میں آؤ شہر گرد ہوں، میں بہت سی لڑائیوں اور آؤطر میدان کا زرہ میں ان کے گھر اور بابوں۔ چند سے نہ میں سمجھ سکتا ہوں کہ چاہتا ہے؟ حق بات نہ دہریہ ہوں۔ آپ نے فرمایا آؤ کر چھاپے تو خود اور جیروں سے ساتھ تیر کوئی اور ساتھی آؤش آؤشے، میرا مت بلو و گھوڑا آؤش آؤشے ساتھ مجھ پر ملو کر وں (انشاء اللہ صریحاً بہت دیرنی۔ آؤش کا ساتھ نہ کر وں گا۔

واقعی مدت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب جلد ہی ہم نے دیکھ کہ یہ کسی طرف سے نہ کر وں کہ میں تے آؤشے انھیں ہیں تو ان کی جرات و نیز و بازی و الجھتی و پالائی اور پھر اس پر ان کی کم ہمتی سے بہت زیادہ تعجب ہوا اور بلند آؤش سے کہنے لگا تے کہ ابھی تک ہے کہ تو ہماری طرف مفیدت کا نحوہ بلا حاکم اور میں تجھے مصلوب کے پانی کے اندر غوطہ دس لوں گا۔ ہاں۔ تے اس طرف نہ ہوں سے ہاں کہ ہو کر۔ بلکہ میں حرات چاہتی ہوں کہ چپ سے نکلتا ہے پھر تو مصلوب اور انھیں کے گرد میں داخل ہو کر دین کی عبادت اسلام میں شامل ہو جائے۔ ہاں، بلکہ کا مقرب ہے تے اس سے کہ انھوں نے آؤش سے ملا لیا ہے۔ میں اپنی ذکی نہ تھے۔ تے شادی کروں۔ پھر تو میرے لڑنے کی بات نہ ہوا کے اپنی اور رات تجھے تسلیم کروں اور بہت زور و دوشی مدد آؤش میرے ساتھ کرنا ہوں۔ میں دھمکیوں میں کو میری مدد اور تحریک میں تیار۔ نبی کے سامنے یہ اشعار کہے ہیں۔

۱۔ یہاں دوسرے بہرہ کو مدت صفر فوجی نے یہاں نظر کیا۔

میں اس طرف تھے جیسے ان کے ہاتھ میں قیدی تحلیٹ کے بندے سخت جان قوز کو کشش کر رہے تھے۔ شمشیریں دھو دھو کر اپنا کام کر رہی تھیں کہ چاکل آئین سڑائی نے غداروں اور ایک ہاتھ نے پکار کر کہا ہے ڈرو بل ہو گیا اور خوف کرنے والا مدہ پا گیا۔ اسے حالانہ قرآن انہما را مقصد زمین کی طرف ہے تمہارا مدہ پاس آ گیا اور صلیب کے بعد ان کے مقابلے میں تمہاری نصرت و اعانت کی گئی۔ اس وقت دل لہ لہیوں میں جھل رہے تھے۔ نیچے منہ کو آ رہے تھے۔ تلخ برقع چاروں طرف اپنا کام کر رہی تھیں۔ ہر شخص اپنے مقابلے میں استقامت لکھا رہا تھا۔ مسلمان ہر طرف سے گھرے ہوئے تھے اور اگرچہ ان پر چاس کی شدت تھی مگر ہر ایک نے اپنے حریف کو کتے کے خشک رہے میں پانی پلا رکھا تھا۔

حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کا خواب

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ بسطلہ رات حضرت علیؓ اسحاق بن عبد اللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جنابین وغیرہ کی ہر لڑائی میں حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کے ساتھ رہا ہوں۔ قمرین اور صلیب کے میدانوں میں بھی آپ کے لشکر میں موجود تھا میں نے جہاد میں ہر جگہ وہ حضرت علیؓ اور ہجرت کی بھیجی ہے۔ شیراز کے پڑاؤ میں ہم ایک روز چڑھنے لگے۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کہنے لگے اپنے نیچے میں رونق اٹھائے جسے کہہ دو آپ مسلمانوں کو آواز دیتے ہوئے اپنے نیچے سے ابھرا۔ آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری تھے۔ یہ ظفر الظفر میا سواہر المسلمین تقدیر علیہ بفرسان الموصدین یعنی چلو اسے مسلمانو چلو یاد رہیں اسلام تمہارے۔ مسلمان لبیک کہتے ہوئے ہر جہاد طرف سے آپ کی طرف دوڑ دوڑ اور راکٹ کرنے لگے کہ حضرت کیا ہو؟ آپ نے کہا میں ابھی ابھی سو رہا تھا کہ رسول اللہؐ نے مجھے جھڑک کر دیکھا اور سختی کے سہو میں فرمانے لگے۔

يا ابن الجراح انت اعم عن نصرة الفروج الکرام فقم و الحق بخالد فقد احاط به اللہام لانک تلعق به
اشاء اللہ تعالیٰ بعشیرہ و اب الغالعين۔

”اے ابن جراح! کیا تم بڑا دم توڑ کی نصرت سے نہ پڑے سو رہے ہو؟ اور خالدؓ سے جاو کیونکہ مرد درویش نے انہیں گھیر لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بعشیرہ اور ذی آم ان سے چاہو گے۔“

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مسلمان یہ سنتے ہی (بے جا نہ) اپنے ہتھیاروں کی طرف دوڑے۔ زبیرؓ مکن کہ اسلو کا بے زبیر کے گھوڑوں پر سو رہا حضرت خالدؓ کو آپ کے ساتھیوں کی طرف جلدی جلدی دوڑنے لگے۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر کے آگے آگے چلے جا رہے تھے کہ ایسا تھا۔ آپ کی ٹانگ ایک سوار پر پڑی جو گھوڑا سر پہن دوڑائے تمام لشکر سے آگے آگے چلا جا رہا تھا۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ نے یہ دیکھ کر چند سواروں کو حکم دیا کہ گھوڑے پر جا کر اس سوار سے ہاتھیں۔ مگر چونکہ یہ سوار ہوا ہے انہیں کہتا جا جا جا رہا تھا اس لئے کوئی سوار اس تک نہ پہنچ سکا جب تمام گھوڑے اس کا پیچھا کرتے تو دوتے پانچنے لگے اور ہم چھوڑ گئے تو حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ نے سمجھا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے لشکر کی رہبری کے

۱۔ محض یہاں ہے اور نہ یہاں بلکہ انہما کا۔

۲۔ ایک روایت میں ہے کہ اسحاق بن عبد اللہؓ کے ابو مسلم خضریٰ ہیں۔

۳۔ تیس درویش کی کام نہ دے سکتے تھے۔

لئے مجھ سے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب ہم نے گھوڑے اس کے پیچھے بھاگتے بھاگتے قتل گئے تو حضرت ابو جہدہ دین جرجان نے آخر اس سوار کو آواز دہی اور فریاد کیا۔ اڑنے والے اس سوار کو اسے پہاڑ پر لڑنے لگے اور انھیں لادیم الرضین تھو پر ہم فرما گئے، اُسے آہستہ آہستہ میں لا۔ ایک دن کو کام ملا۔ یہ سن کر اس سوار کو کھڑا کر دیا۔ آپ میں وقت اس کے پاس پہنچے اور انھیں سے مصعب بن اُمیر اور حضرت ابو جہدہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی زوجہ بھرتہ ہیں۔ آپ نے انھیں بچوں میں سے لے کر انھیں کیا اور انھیں کہا کہ اسے لے کر آؤ۔ اسی جلی جادق ہو۔ انھوں نے کہا ابھی امامیر اسی نے جس وقت آپ کی آواز سن کر نہ لائے انھوں نے نہ تو میں میں بھٹس گئے تو میں اپنے ال میں خلی لیا کہ ان کے پاس تو نہ پہنچے ہوں اللہ کے گیسوے معصومہ ہیں وہ بھی لگی رہتا ہوں سے کسی طرح مطلوب ہونے والے نہیں ہیں۔ پھر میری نگاہوں میں سے بچر کے آپ کے ساتھ جہاد پر جس میں روکا فتنی فتنی معصومہ ہیں پانی تو میں فوراً بھٹکی کہ آپ آجائے میں بھٹس گئے ہیں۔ میں اسے رہ گیا کہ آپ دیکھ رہے ہیں بہت نامہ آپ کے پاس پہنچا جاتے ہوں۔ آپ نے فرمایا تم میرا حق دیا کہ تمھیں فرغ ہوئی ہو۔ یہی تھی کہ لے لئے تھے۔ اب نہ جاؤ کہ احوال نہیں اس کی جڑ اسے نہیں عنایت فرما کر گئے۔

حضرت امیرؓ کہتے ہیں کہ میں تینہ مزاج کی عورتوں کی جرأت کے ساتھ بھی بہاؤ تھا کہ میرے گھوڑے بہاؤ کی طرح بہاؤ میں لڑتے تھے۔ حتیٰ کہ ہم ایک کرائی کے میدان میں جہاں شہداء باہا بچے یہاں جہاد کی کوئی اور تلواروں کی احوال ہیں چار طرف عورتوں کی طرح پلست رہی تھیں۔ غرض مسلمانوں کی کوئی آواز کان میں نہیں آتی تھی۔ ہم نے اسے رہا سمجھا اور کہا کہ تمھیں مسلمانوں پر ناپ آچکے ہیں۔ اسی وقت حضرت ابو سعیدؓ دین جرجان امیر لشکر نے انھیں کے غروں کے ساتھ منہ کر دیا تھی کہ نہ تو تم مسلمان بھی ملامت اور ہر گئے۔

حضرت رافع بن مہرۃؓ اعمانیؓ کہتے ہیں کہ ہم اپنی زندگی میں وہاں پہنچے تھے کہ ہم نے ایک عجمی اور حبشہ کی آواز میں سنیں اور کچھ میرے ہاتھ توئی میں بچہ دے رہا ہے۔ ایک بھٹی ہوئی ہے۔ ابھی توڑی ہی ہوئی تھی کہ مسلمانوں نے چاروں طرف سے انھوں کو غیر لپک کر مارا شروع کر دیا۔ تو میں باوجود کھانڈوں کے سر قوت نہ گئیں۔ آواز میں بند ہو گیا اور ایک شور مچا ہوا۔

حضرت مصعب بن عمارؓ نے غلظتی کہتے ہیں کہ میں نے مصیب بن ہشامؓ کو دیکھ کر انھوں نے (امامؓ) کے ہاتھ کا ٹروا کر ہاتھ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو کھانڈا آپ اپنے زین پہناتے تھے لڑائی کے ساتھ باہر سے طرف تھو میں اور اسے تھے کہ معلوم کر لیجئے کہ یہ آواز کی کس کی ہیں اور کس سے آ رہی ہیں؟ آپ یہ معصومہ کرنے کی خوشی نہ کری رہے تھے کہ ایک سوار نمودار ہوئے اگلے نو سو میں کو چیر چہ زخمی ہوئی طرف آدھ لپکائی اور اپنی کران تمام رو میں کو جہاد کے ساتھ رہا کہ وہ اسے پاس میدان صاف کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ فوراً اس کی طرف بڑھے اور دریافت کیا کہ یہاں اور کس کی سوار کو کون ہے؟ اس نے کہا کہ لاہمیان میں ہوں آپ کی زوجہ بچائی امامیر میں جناب کا وہ گھوڑا ہدک۔ اگر حاضر ہوئی ہوں جس سے جناب ہائی تعالیٰ محل شہد کی طرف تامل و محمل ہے اور جس کی جہاد رہا وہ حضرت سے مدد و نصرت طلب کرتے ہیں اور نہ

چرا کہ اعلیٰ آپ کی دعاؤں کو قبول کرے اور ارجاہات تک پہنچاتے ہیں اب آپ اسے بچتے۔ خدا کی قسم! ای شوقی امر کے لئے آپ اسے بھول آئے تھے مجھے آپ دیکھ رہے ہیں۔ یہ کیر کر انہوں نے اسے جھٹ کیا۔

حضرت ام خمیسؓ کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے آپ کو دعا کا شریف دے دیا تو حضور پر نور جناب محمد رسول اللہؐ کے تیسوے مبارک سے ایک کاندہ بنی بجلی کی طرح نور چمکنے لگا۔ رسول اللہؐ کی زندگی کی قسم! حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کو پی کر اپنے سر پر رکھا تھا کہ آپ نے ایک حملے کے اندر دشمنوں کے دانت کھینے کر دیے اور اہل منوں کو مار مار کر کھیل منوں میں جا لایا۔ مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ ایک نہایت جان توڑ حملہ کیا۔ ابھی تھوڑی سی دیر نہ ہوئی تھی کہ درمیان میں چھ بیچر بیچر کر بھاگ کر شرمگاہ کر دیا۔ کشتوں کے پھٹے ٹکڑے گئے۔ زمینوں اور قیدیوں کی قطاریں بندھ گئیں۔ اصحاب محمد رسول اللہؐ کے ہاتھ سے ان پر ہر طرف سے ہلاکت چھا گئی۔ سب سے پہلے بھاگنے والوں میں جلیل بن اسم تھا اور اس کے پیچھے پیچھے نصرانی عرب۔

کہتے ہیں کہ جب طبرزدان تو حیدر صلیب پر ستوں کے تعاقب سے دواہن آئے تو حضرت ابوسعیدؓ دین جراحؓ کے چمڑے کے پیچھے جمع ہوئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نیز آپ کے تمام ساتھیوں نے تمام مسلمانوں اور ابوسعیدؓ دین جراحؓ کو سلام کیا اور خدا نے ان کو تیار کر کے شکر دار کر کے کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابوسعیدؓ دین جراحؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کی طرف دیکھا تو آپ کا تمام بدن لے گلاب کا ایک پھول بن ہوا تھا۔ آپ نے ان سے مصافحہ کیا تا کہ ہارواک باوری اور فرمایا ابوسعیدؓ ان تم نے سوزش دلی کو بھجایا اور اپنے سوا کہہ کر باور دہاشی کر لیا۔ پھر مسلمانوں کی طرف سے غائب ہو کر کہا بری راستے ہے کہ ہم اسی وقت ہمسرین اور حوامہ کی طرف چلے چلیں اور لوگوں کو قتل کر کے مال قیمت حاصل کر لیں۔ مسلمانوں نے کہا یا امین! راستہ آپ کی راستے بہت زیادہ صائب اور آسان ہے۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوسعیدؓ دین جراحؓ نے یہاں وہاں اسلام میں سے کچھ قوموں کو منتخب کر کے ان پر حضرت عباسؓ بن خاتم شمری کو سردار مقرر کیا اور انہیں اپنی فوج کا ہر اول بنا کر آگے پیچھے کاظم فرمایا۔ جس وقت یہ تمام لشکر ہمسرین اور حوامہ کے حدود میں پہنچا تو حضرت ابوسعیدؓ دین جراحؓ نے حکم دیا کہ میں شہر کے دروں کو لے کر آؤں اور چھوڑوں کو قید کرو اور ان کا تمام سامان لوٹ لو۔ مگر جس وقت اہل ہمسرین نے انہیں دیکھا تو دروازے بند کر لئے اور صلح کرنے اور جزیہ دینے کے لئے راضی ہو گئے۔ حضرت ابوسعیدؓ دین جراحؓ نے بھی اسے منظور کر لیا اور ایک صلح نامہ مرتب کر کے جس میں ہر بالغ اور جوان شخص پر حضرت عمرؓ کے حکم کے بموجب چار دینار اور اگر یتیم ہو تو اڑھائی دینار مقرر تھے ان کے حوالہ کر دیا۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ سلسلہ روایت صحابہ میں علیؓ رحمت اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ہمسرین اور حاضر کے قیدیوں میں میں بھی شامل تھا۔ حضرت ابوسعیدؓ دین جراحؓ نے جب مال قیمت کا پانچواں حصہ دار خلافت میں روانہ کیا تو اس کے ساتھ قیدیوں کو بھی روانہ فرمایا۔ جس وقت ہم حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کئے گئے تو ہم نے سنا کہ آپ اپنے ساتھیوں سے فرما رہے تھے کہ میری رائے میں یہ آتا ہے کہ میں اسی قیدی کو ہمسرین میں متروک کروں تاکہ ہمارے آدمی اس سے تعلیم پاتے رہیں۔ اس کے

۱۔ یعنی خرم میں مجرم ہوا تھا

۲۔ بعض نسخہ میں حوامہ کے بجائے حاضر ہے۔ حاضر یعنی بلخی ۱۲ھ

۳۔ حوامہ کا ایک شہر ہے یہاں جگہ درمیان میں یعنی حاضر صوم ۱۲۵۰ ہے۔ ۱۳ھ

جد مجھے زیادہ اہم ثابت کے سپرد کر دیا اور فرمایا کہ غزوں قیدی کو ان کی حالت انفرادی کے ٹھیکر داخل کر دو۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور رسالت مآب کے بعد ہمارے نیز زمانہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق قیدی ہی مکان میں رکھے جاتے تھے۔

جنگ بعلبک

واللہ اعلم، حجاز اٹھانے کے لیے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے جب مصرین کے شہر یمن سے اور گرد و نواح کے لوگوں سے جمع کر لیا اور یہ قیمت حاصل کر کے اس کا ٹھکانہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا تو آپ نے صحابہ رسولؓ سے کوئی کر کے یہ فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ انتظار مت کروں کہ مشورہ کرنے والا بے خوف ہوتا ہے اور ہادی توفی میں مجھ سے اپنے نبیؐ کو مخاطب کیا ہے و شاور ہمہ فی الامر یعنی اس سے کام میں مشورہ کرو۔ اس نے شیخؓ آپ حضرات سے مشورہ کرنا ہوں کہ ہم اب آپ کا طلب ہو اور اس کے تقاضوں کا رخ کریں یا اٹھا کر اس سے بادشاہوں اور فوجوں کی طرف جڑیں یا تیسری صورت یہ ہے کہ بیچے کو لوٹ جائیں۔ مسلمانوں نے جواب دیں کہ بیٹا! میرا ہم طلب اور اٹھا کر کس طرف جا سکتے ہیں حالانکہ شیر ذہانت و سنہ و عص و جاہ کے ساتھ ناموس کی مسیحا مغرب فہم ہوتے والی ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں نے اپنے اپنے قلعوں کو خیمہ کا شہر کو سامان رسد سے محفوظ اور اپنی فوجوں کو ٹھکانے سے منسوب کر رکھا ہے۔ اگر ہم دوسری طرف بڑھ گئے تو ہمیں خوف ہے کہ جو ہماری ملک اور سے بغیر میں ہیں انہیں یہ ٹھکانہ جانت و دران کر کے نہ کو دیں۔ خصوصاً بعلبک والے جو تک دو پانچ نسبت دوسروں کے زیادہ دھت اور کثرت کے ملک ہیں۔ ہماری رائے یہ ہے کہ ہمیں ہی ان کی طرف رخ کریں اور انہیں ان کے ملک کے بعد ملنا جنگ کر دیں۔ لیکن یہ کہ نہ جاتا کہ دشمنی ان کو ہمارے ہاتھوں سے فتح کر لیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے انی رائے کو مناسب سمجھا اور انہیں شہر میں کی طرف کوچ کرایا۔ یہاں آ کر دیکھا تو دشمنی ان لوگوں نے اپنے آپ کو سامان جنگ سے مامور اور دوسرے وغیرہ کے لئے گیسوں اور برتن کر لئے ہیں حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا سب سے پہلے قصد مصر کی طرف تھا۔ یہاں آئے دیکھا تو ان لوگوں نے سب سے زیادہ قلعہ بندی کر رکھی تھی اور اپنے آپ کو بہت زیادہ مضبوط اور بخوبی بنا رکھا تھا۔ بادشاہ نے خدائے کبریٰ کو رائے کا ایک جہز سروسس کی جہازات تخت اور فوجی تھا ایک جہز افغان کے ساتھ اس شہر کی گمانت کو روانہ کر دیا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے یہ دیکھ کر حضرت خالد بن ولیدؓ کو بھیجا کہ صحابہ ہمارے لئے فرمایا اور انہیں یہاں جھوڑ کر جو بعلبک کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ جس وقت اس کے قریب پہنچے تو یہاں سارا گروں کا ایک بہت بڑا قلعہ ان کے پاس پھر نیز دوسرے پر بڑے اور تجارتی اس تھا اور جو ساحل سے اتار کر بعلبک جا رہا تھا نظر آیا۔ آپ نے اسے دیکھ کر اور رفت فرمایا یہ کون کون ہیں اور کس مجمع ہے؟ لوگوں نے کہا کہ یہ مصر میں کون کون ہیں۔ آپ نے فرمایا اس کی خبر لائی جائے۔ ہندو سارا جو اس طرف گئے اور یہ خبر اسے کہ یہ ایک دو سو سال کا قلعہ ہے جو مل و دستار لے کر رہا ہے۔

شہزاد بن عدی توفی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس قلعے کے پاس زیادہ تر غزویہ تھے جو یہاں بعلبک والوں کے لئے لائے تھے۔ یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا کہ بعلبک میرے لئے دار الحرب ہے عمارت ان کے۔ لیکن کوئی معاہدہ نہیں اس

لئے یہ مال قیمت کا بل ہے جو ہاری توہانی محل محمد نے تمہارے واسطے بھیجا ہے اسے ان سے لے لو۔

والہدیٰ رہمت اللہ نے شہزادہ بنی ہدیٰ کوئی سے روایت کی ہے کہ یہ کوثر ہم نے اس کا قلعہ کوٹھیریا۔ اس میں شکر قند۔ پتے اور انجیروں کے چار سو در سے تھے اور لے لے اور اہل قافلہ کو گرفتار کیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا کہ ان قلعے والوں کو قتل نہ کرو بلکہ یہ لے کر انہیں چھوڑ دو۔ چنانچہ ہم نے سونا، چاندی، کپڑے اور غنہ وغیرہ لے لے۔ شکر میں ہم نے بھی اور رخنہ نزعان مل کر حصید لے اور قافلوں (قافلوں) تیار کیا۔ وہیں مسلمانوں نے آپس میں (بھلا تفرغ کے) ہنر و بازی کی اور مدت بھر قافلہ کے گرد رہیں رہے۔ صبح ہوئی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے ہلک کی طرف کوئی کرنے کا حکم دیا تو قلعے کے کچھ آدمی چونک بھاگ گئے تھے انہوں نے بل حبیب کو قافلہ کے تمام حالات سے مطلع کر دیا تھا۔

یہاں جہیز کے جو ایک نہایت شیعہ اور بہادر جزائی قاصد مسلمانوں کے لشکر کی خبریں کرتا تھا وہیں کو جمع کر کے مسلح ہونے کا حکم دیا اور اپنی فوج کو ساتھ لے کر قافلے کے چھڑانے کے لئے اس سے مسلمانوں کی طرف چل پڑا اسے یہ خبر نہیں تھی کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اپنا لشکر لے کر آ رہے ہیں۔ ہلک اور ہیر کے وقت راست میں دونوں کا مقابلہ ہو گیا اور دونوں فوجوں کے آدمیوں میں سے ایک نے دوسرے کو کھٹا۔ جہیز کے ساتھ عطاوان و یثربی اور ہاروی لوگوں کے فضیوں نے اس کا ساتھ دیا تھا سات بڑا باقاعدہ فوج تھی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے ہراول نے جس وقت اسے دیکھا تو بلند آواز سے کہنا شروع کیا انھیں افریغ یعنی دشمن کی طرف چلو دشمن کی طرف چلو۔ اسی وقت شہزادہ ابن اسامہ اس طرف دوڑے، بہادران نے ہتھیار کیا نیزے سے منہالے، کنواریں سوتیلیں اور اس طرف متوجہ ہو گئے۔ جہیز نے بھی کوئی کام نہ کیا اس کے مقابلے میں عرب نہیں اور اپنے لشکر کو آراستہ کر کے کھڑا کر دیا مگر اس کی فوج کے بعض افریغوں نے اس سے دریافت کیا کہ ان عربوں کے ساتھ تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا میں ان کے ساتھ لڑوں گا مگر انہیں ہماری طرف آنکھ اٹھانے کی جرات اور ہر سے تلواروں کی طرف آنے کی ہمت ہی نہ رہے اور وہ کسی وقت اھر کا رخ ہی نہ کریں گے۔ انہوں نے کہا اب تک نہ دشمن دالے ان کا چکر کر کے نہ اجنادین کی فوجیں کچھ بکا دیکھیں اور نہ لطفین کے لشکر ان کی تاب لا سکے۔ جہیز بھی بے کراؤ ان سے خواہ مخواہ آزمائی مول نہ لے اور (چپک چپکا) پیچھے ہٹ چل جائے جو دانی عصر بن حاکم محمود بن اور نحرانی عربوں کے ساتھ معاملہ پیش آیا ہے اور ان پر جو کچھ گزری ہے اس سے تو بیاہل ہلک بے خبر نہیں ہیں کہ اس گردنے ان تمام کے اہانت کئے کر کے رکھ دیتے اور انہیں بال نواست ان کے منہ بل سے بھگتا ہی پڑا۔ مناسب یہی ہے کہ اس تکبر اور غرور کو سمجھ دیکھ کر اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان بچا کر واپس شہر میں چلا جائے اور اپنی اس پہلوئی کے ذمہ میں مت آ۔

جہیز نے کہہ میں ایسا نہیں کر سکتا کہ ان عربوں اور فقیروں سے نہ کر بھاگ جاؤں۔ نیز مجھے خبرنی ہے کہ ان کی اکثر جمعیت ان کے سابق سردار غلام بن ولید کے ساتھ حص میں پڑی ہوئی ہے۔ یہ تو بہت تھوڑے سے آدمی ہیں جنہیں حضرت سکا (علیہ السلام) نے ۱۲۷ھ کے بغیرت کر کے بھیجا ہے۔ سردار یہ سن کر کہنے لگا میں اس معاملے میں آپ کی کسی حاجت نہیں کر سکتا اور نہ اپنے ساتھیوں کو اس نکرانہ میں جھکا کر کے انہیں شایع کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کہہ کر وہ شہر کی طرف واپس ہو گیا جس وقت اس نے اپنے گھڑے کی باگ شہر کی طرف سوزنی تو بہت سے آدمی اس کے ساتھ شہر کو ٹہ گئے۔ جہیز آنا دھجک ہوا اور لڑائی کے لئے

مسلمانوں کی طرف سے ہوئے۔

یہ سچ کہ حضرت ابوسعید دین جراحؓ نے بھی اپنی فوج کی صف بندی کی اور مسلمانوں کو کھلم کھلا کرتے کہنے لگے لو کہ اللہ تعالیٰ بیوقوف پر نافرمانیت رکھیں، کچھ لو کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہر جگہ تمہاری مدد و نصرت فرما کر تمہاری تائید کی ہے اور اسی سے تم نے سب قوم کے انگوٹھوں کو شکست و ذریت دے کر ہٹا کر دیا ہے۔ یہ شہر جو اسی وقت تمہاری آماجگاہ بنا ہوا ہے اس شہروں کے درمیان میں واقع ہوا ہے جسے تم نے اپنے من میں سے صاف کیا ہے۔ نیز اس شہر کے باشندے پر نسبت دیگر شہروں کے زیادہ خوش حال اور تعداد دولت میں بہت زیادہ ہیں مگر غم و غارت جھڑ زلزلہ اور اس بات کا خیال رکھو کہ کس دین سے لڑ رہے ہو؟ خدا کے دشمنوں سے دلی کھول کر لڑو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے دین و اسلام کی مدد کرو کہ باری تعالیٰ اجل و تمہاری نصرت و اعانت فرمائیں، لا محذور و لا محذور کے دشمنوں کو لے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے ساتھ ہیں جو ہر مہرے سے تمہاری مدد فرمائیں گے۔ یہ جگہ کہ آپ نے ایک ہلہ بول دیا اور آپ کے ساتھ تمام مسلمان بھی چلے پڑے۔

حضرت عامر بن ربیعؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور آپ کی پیش کی قسم اہم نے کھڑی دوزخ اور حلاوت یا ہی تھا کہ روئی پہلے ہی جسے کی تاب نہ لا کر شہر کی طرف بھاگ پڑے۔ ہر دین کے ایک رسول اکملی ہی صحت و ختم آئے اور وہ اپنے ساتھیوں کو نے کر شیر پلائی کی طرف بھاگا۔ جس سردار نے اسے پیچھا کیا تھا وہ اس نے (یعنی حضورؐ) اور یافت کیا کہ عربوں کی دو قیمت جو لوٹ کے آیا ہے، کہاں ہے اللہ نے کہا تاج (عید السلام) آجھے غارت کریں ابھرے ساتھ ترقی (حوران) کرتا ہے، حالانکہ عربوں نے میرے آدمیوں کو مار ڈالا اور میرے ساتھ و ختم آئے ہیں۔ اس نے کہا کیا میں نے تجھے پہلے ہی پیچھا نہیں کیا تھا اور کہا تھا کہ تو اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جان کو ہر باکرے کے بچے گا۔

واللہ فی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوسعید دین جراحؓ کے ایک طرف چلے۔ جس وقت آپ شہر کے قریب پہنچے تو شیر پناہ کا دروازہ بند پایا۔ لوٹ و پشت زد ہوئے اور انہوں نے شہر کو مضبوط اور معشوق کر رکھا تھا جس کی وجہ یہ تھی کہ روئی چپا نہ کر جس وقت شہر کو لوٹے تو اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کر کے شہر کا دروازہ بند کر دیا اور مذلی دل کی مخرج شیر پناہ کی دیواروں پر چڑھ کر چاروں طرف پھیل گئے تھے۔ حضرت ابوسعید دین جراحؓ نے شہر کی یہ مضبوطی، دیواروں کی بلندی، شیر پناہ کی بندش، آدمیوں کی کثرت اور سردی کی شدت جو اس شہر میں بیٹھ گئی تھی، دینی کی لہلوں میں سردی ہی سردی رہا کرتی تھی دیکھ کر صاحب اور صاحب امرائے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو حق کر کے منظور دیا کہ مجھے ایسی صورت میں کیا کرنا چاہیے؟ تمام نے یہی رائے دی کہ شہر کو حاصروں میں رکھ کر انہیں رسد و غیر رسد واک دینا پڑے۔ اس صورت میں یہ خود دشمنی میں پڑ جائیں گے۔ مگر حضرت عاذ بن حلیؓ کی رائے اس تجربہ کے خلاف ہوئی۔ آپ نے کہا مجھے یہ معلوم ہے کہ شہر میں اس قدر آدمی ہیں کہ اگر دھرنے کو جگہ نہیں رہے مجھے یہ بھی خبر ہے کہ شہر کی آبادی اتنے ازدحام کی تحمل نہیں ہو سکتی کہ درجہ و ان کے ہتھ بندوق کے بھی اسید ہے کہ اگر جنگ ہوئی تو باری تعالیٰ اجل و ہمیں ان پر مدد دیں گے اور اس شہر کو مسلمانوں کے ہاتھ سے فتح کر دیں گے۔ کیونکہ اللہ چاہے کہ وہ دلی بیٹھ اپنے ٹیک بند اور صالح انھیں کو اپنی زمین کا وارث بنائے کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَقَدْ كَسَاهِي الْغَبُورَ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ الْاَرْضَ يَرْثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ.

ترجمہ: ”اہم نے زہر میں ڈگری کے بعد کچھ دیا ہے کہ زہن کے وارث میرے صاحبِ بندے نہیں گئے۔“

حضرت ابو سعید دین جراحؓ نے کہا میں اپنی انھیں اس طرح معلوم ہوا کہ اہل شریعت اور شیعہ میں ہیں اور وہاں ان کی تعداد اتنی ہے کہ اس میں کسی طرح نہیں جاسکتے۔ حضرت عطاء بن جہلؓ نے جواب دیا کہ امیر المومنینؑ اسب سے پہلے مسلمانوں کی فوج میں سے جس شخص نے تجھ کو دوزخ کا عقاب کیا ہے وہ میں ہوں۔ میں جس وقت شہر کی چار دیواری اور سفید قلعہ (قصد امویہ) کے پاس پہنچا تو میں نے پایا کہ میں ان کی آگے صفوں میں جاؤں تاکہ اس فوج اور ان کے شہر کے مہین حاکم ہو جاؤں مگر (انہوں نے) میرے پاس کوئی مسلمان نہ بھیج دیا۔ اس وقت میں نے دیکھا کہ روٹی پائی گئی وہ (سبیل) کی طرح شہر کے بیروں سے سے کھسکے چلے جا رہے ہیں حتیٰ کہ شہر و دیواروں کی دیواریات کے لوگوں سے کچھ بھیج دیا۔ اس کے علاوہ ان کے جو نور وادب و شیعہ پر مستور ہیں۔ انہوں نے کھڑے سے ان کی آواز میں شیعہ کی تحسین کی جس سے ہمت کی طرف غائی ہو گئی۔ آپ نے فرمایا عطاء! اگلی قسم ہے کہ کہاں خوب مشورہ دیا۔ اللہ میں تمہاری ہی رائے کو پسند کرتا ہوں اور باری تعالیٰ عملِ مجید سے مدد و نصرت طلب کر کے توفیق کی درخواست کر رہا ہوں۔

مصنفان نے ایک دوسرے کی حفاظت اور شکایت کرتے ہوئے یہ رات پوری کی۔ صبح ہوئی تو حضرت ابو سعید دین جراحؓ نے باشندگانِ بعلبک کے نام حسب ذیل خط لکھا:

باشندگانِ بعلبک کے نام حضرت ابو سعید دین جراح کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف سردارِ لشکر اسلام و خلیفہ امیر المومنین ابو سعید دین جراحؓ نا حاضر شام بکثرت باشندگانِ بعلبک! اما بعد! اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہی کے لئے ہے کہ وہ انہی کا احسان ہے کہ انہوں نے اپنے مہتممینِ بندہ کو کافران کے لشکر پر غلبہ دے کر ان کے لئے شہریوں کو فتح کر دیا اور غرہوں اور فوجوں کو ذلیل کر کے بھاگوا دیا۔ ہمارا یہ عقلا و راصل ایک معذرت ہے کہ اس لئے روانہ کیا جاتا ہے کہ ہم تمہارے مہذبوں اور بڑوں کو پہلے ہی سے اطلاع دے دیں۔ کیونکہ ہم ایک ایسی قوم ہیں کہ ہمارے دینی میں علم اور بے وفائی نہیں جتنائی گئی اور نہ ہم ان لوگوں میں سے ہیں کہ غدار اور بے وفائی کر کے تمہارے ساتھ خود کو کھراؤں میں ڈالیں۔ انہوں نے تمہارے اندر یہ بھی طرح نہ معلوم کر لیں۔ ہندوؤں، مجرموں اور اہل شریعت اور ایمان میں داخل ہونا چاہتے ہو تو ہم تم سے مصالحت کر لیں گے اور اگر تم ہماری ذمہ داری میں آنا چاہتے ہو تو تمہیں اپنی ذمہ داری میں لے میں گئے اور اگر ان باتوں سے انکار ہے تو مجھ بھار تمہارا فیصلہ عرب و فرائی کے ساتھ کر لو گے۔ اس کے بعد آپ نے اس آیت شریفہ کو لکھا

”اما فدا وحی الہام ان العذاب علی من کذب و تولی۔ یعنی تحقیق حق کی مٹی ہم پر اس امر کی کہ اس شخص پر عذاب ہے جس نے کلمہ رب کی اور پیروی نہ کی۔“ اس کا جواب بعد تحریر کیا جاتا ہے۔ والسلام علی من اتقى الصمدی۔“

سے ملوث کر کے آپ نے ایک صاحبِ دینی کے ہم دیکھا اور فرمایا کہ باشندگانِ بعلبک سے اس کا جواب لے کر آئے۔ اس کے

حادثہ میں بیت امالی سے بیس درجہ ہٹا گئے۔ پھر گئے۔ کینڈا میں کسی سے جیو شخص دیکھے کوئی کار نہیں تھی۔ یہ سب دہائی میں نہ
 گولے لڑنے پر بند ہو گئے۔ پھر تو یہ اہل ان کی زبان میں انہیں غائب کر کے کہنے لگا کہ میں ان عربوں کا قصہ نہیں جانتا۔ جہاں طرف انجا
 گیا ہوں۔ انہوں نے اوجھ سے کہہ دی کہ گاڑی اور اس نے اس کو جس وقت اپنی کمر سے ہاتھ پھینکی تو وہی وہاں پہنچ گیا۔ وہی اسے
 ہر گیس کے پاس لے گئے اس نے اسے سلام کر کے وہاں فٹ کر کیا۔ پھر میں نے اپنی فون کے تمام سرورس وہاں ہی چھپ گئے۔ انہوں کو
 مع کر کے تانا شتر لیا۔

سلمان بن خذیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنا راہ و جد حضرت خراج بن عوف بن مالک سے ہوشیار بنی لڑکھاتے دیکھا اور اسے سوجھ بوجھ میں دیکھا۔ یہاں پر ایک عربی زبان میں تھا تو میرے سامنے نے اسے نیچے لپکڑ چڑھایا۔ انھوں نے جواب دیا کہ یہاں مالک اصل یہ ہے کہ حضرت ابو سعید وہی زبان نے ایک نصرانی شخص کو اس کا نام لیا اور میں نے گویا پاشا جرجس تھا اور اسے اسے اس وقت شام سے آیا اور اسے کاتب مقرر کیا تھا۔ یہی شخص افسانہ نام کے نام اس کے نام سے لکھا اور کرتے تھے۔

بہر حال یہ کہیں نے اپنا قوم سے معاملے اس خط کو نہ کران کا حضور و حسب نذرانے اور پختہ کی، اچھی مشورہ وہیں سے فیکہ
میرا دے نہ جا میری دانت میں جس میں عربوں سے نہ لڑا نہ اپنے کیونکہ ہم ان کے متبادل کی طاقت کی نہیں رکھتے، اگر ہم نے ان سے
معصیت کرنی تو ہمارے لئے اور کہ ہم ہمارے ان، اچھی اور اسحق والوں کی طرح ہمیں کسی کوئی اور طریقہ اور طریقہ الہامی کی اندکی سر کرنے
تکلیفیں گھاہی میں طرے کا خوف ہائی نہیں رہے گا۔ لیکن اگر ہم نے ان سے لڑائی میں لے لی اور جنگ کی آگ میں ہو جائے تو پھر
ہم سے بچے ہیں آئی، روک جائے گی، اپنے لئے ہمیں ہے اور جو تمہیں فیکہ ہو جائے گی۔ اس لئے میں تمہیں خبر دے رہا ہوں کہ اس سے متعلق
ہی ہے۔

برصغیر میں یہ سن کر کہنے کا کرم صبح کا صلیب اسلام آتھو ہر دم کر گیں، میں نے میرے سے زاد و دنیا دل نہیں دیکھا۔ مجھے تو بے جا فتنے افسوس سے جلا توئے کیا سوانح کر بھیں کہہ دیا کہ ہم نے اپنے آپ کو ان ابیائش عربوں کے سپرد کر دیا۔ خصوصاً جب کہ میں کیذاست خود ان کی دور آؤ نہ کی، رنگ اور میدان میں ان کا حرب و ضرب دیکھ چکا ہوں۔ میں نے ان کے کھلے بہت پر حملہ کیا تھا، کڑھی مسرور کر دیا تو انہیں ہر کام کے چھوڑ دتا۔ اس نے کہا حق ایں ان کا میرا دار و لکھ تو آپ سے بہت باور و خفا اس وقت تو میں نے لے بعد اہل عدلیک دیکھ رہی تھی میں تمہیں یہ سمجھے۔ ایک دن صبح جا رہا تھا اور آئیں جنگ کا طالب تھا، میں نے ادا خطا پاک کر کے سوجھ بوجھ پر چھوڑ دیا اور اپنے غنا سلاسل سے کہہ کر اسے شہر کے، ہوائی طرے پہنچا دیا جس طرح میں یہ میں نے آؤ تھا۔ پہنچے نہ ہی تھی نہ جہاز سے اڑا دیا کہ اور یہ وہ دن ہے جس میں کرم مسلمانوں کے لشکر میں آئے۔ میں نے آ کے اگر نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے تو مقدمہ کہہ دیا اور یہ بھی کہہ کر قوم میں سے اس کے نہ لڑنے کے خیال کو ترک کر دیا ہے۔

آپ نے مسلمانوں کی طرف سے طلب ہو کے فرمایا آپ ان لوگوں پر فقی کر رہی چاہتے۔ یہ یاد رکھو کہ یہ شریعتاً سب سے اول شیعروں کے درمیان واقع ہے۔ اگر یہ امر کو خارج انہی لوگوں کے سمجھتے، تو ان لوگوں نے قرآن سے مسخ کر لی ہے ان کے لئے ایک دھاب بن جائے گا نیز یہ تمام دھرتے ستر کر لیتے ہوتے کوئی دوسرا کام نہ کر سکتا ہے۔

پس کرسمس پر کرائے تھے اور شہرہ کی طرف ہلے۔ فل بعضک بھی ان کی طرف متوجہ ہوئے اور تہہ دل ا
چھڑاواں سے ان کی خواہش کرنے لگے۔ پھر کمرے واسطے ایک تختہ کلو کے پر ہوا جس سے ٹھکانے کی طرف کے ایک برج کے پاس

بچایا گیا۔ اس کے دونوں پارک پٹی، لمبائی تھی۔ زرد کے اور ہتھیار کے سر پر جوہر کی ایک صلیب لگی اور اس شین و شوکت کے ساتھ اس تخت پر بیٹھ کر اس کے چاروں طرف تمام ازاد و اراحد و رعایا، نو ویر چوپے کے سر پر ہتھوڑوں میں بیوی اور اسلحہ سے لیس اور جن کی کڑوں میں سونے اور زہرات کی صلیبیں لگی تھیں، ان ہاتھوں میں تیرکمان تھے کھڑے تھے۔

حکومت عربیہ! اسباب ظلم کی کہتے ہیں کہ جنگ عسک میں میں موجود تھا مسلمان شہرہ کو تو تھیرے کھڑے تھے اور دیکھوں کی طرف سے نہ پڑنے والی کے پھیلنے کی طرف غریبوں کی بدشہوری تھی۔ عرب کے بعض لوگ بچے بھی تھے جن پر تیرا آگے پڑے تھے۔ میں نے دیکھوں کی ایک ایسی جہت بھی دیکھی جو شہر پناہ کی دیواروں سے پڑیوں کی طرح خلوت میں آگے گزری تھی۔ میں ان کے زوہلوں میں۔ ایک شخص کی طرف تھوڑے کرپکا کا اسے موت کے ٹھکانے اور ان لوگوں نے مجھے دیکھتے ہی الفنون لغز (دن امان) پر کارنا شروع کیا۔ اس ناکہ کے معنی یہ خراب سمجھ گئے تھے کہ یہ راہی لوگ کڑی میں اس خطا سے انہیں چاہتے ہیں۔ میں نے فوراً نہایت سمجھ امان ہے مگر یہ عدا کہ شہر پناہ سے تھے ہزاروں طرف کس نے پھینک دیا؟ اس نے اس ہار کی زبان میں تھوڑا جواب دیا مگر میں نے سمجھ لیا کہ اس نے حضرت ابوبکر بن جراح کے لیے شہر کی طرف سے تھوڑا اور حضرت ابوبکر بن جراح سے کہ حضرت انکی اپنے دلی گوہر سے جوان دیوار کی زبان بکھاتا۔ کیونکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ یہ قوم ان میں ہی ایک اور سے کو جہادی طرف پھینک رہی ہے۔ آپ نے اپنے مغرب (ترہان) کو بلایا اور حکم دیا کہ اس سے گفتگو کرے اور یہ معلوم کرے کہ وہ دلی ایک دوسرے کو کیوں پھینک رہے ہیں۔

چنانچہ مغرب نے نہایت کیا کہ کہ جنت میں امان دی جاتی ہے جی جی یہ نہ کر یا قصہ ہے! اس نے کہا ات اصل یہ ہے کہ میں ایک دیہاتی تھیں۔ ہم لوگوں نے جس وقت آپ کے تعلق یہ سنا کہ شہر میں سے وہاں ہار کا رنگ کرنا چاہتے ہیں تو چونکہ ہم دیہاتیوں کے لئے سوائے شہر میں پناہ لینے کے کوئی اور دوسرا موقع ایسا نہیں ہے جہاں ہم پناہ فرمیں جو ہم انہیں اس لئے ہماری ایک بہت بڑی جہت اس شہر میں چلی آئی۔ ہمیں اس کے تعلق ذرا علم تھا کہ یہاں لشکر کے زیادہ ہونے کی وجہ سے بہت زیادہ بھیڑ اور گھبراہٹ ہے۔ ہمارے بچے ہی اس قدر زور سے موم گیا کہ کہیں اس ہار کے کوکھ نہ رہی تھی کہ بچے آدمیوں سے ہٹ گئے۔ یہ دیکھ کر ہمارے کوکھ آدمی شہر پناہ کی دیواروں پر چڑھ گئے اور چونکہ کئی جگہ ایسی باتیں تھیں کہ وہ بھی جہاں آدمی نہ ہوں اور ہم وہاں میرا کر لیں۔ آخر ہم نے بڑوں اور شہر پناہ پر اپنا ہتھ لگایا اور پوچھ رہے۔ کس وقت آپ حضرات نے من پر ہلے کیا اور اس بے گناہ جواب میں نے دیا شروع کیا تو ہمان کے بچوں میں آئے رونے پانے لگے۔ جب آپ کی طرف سے ان پر سخت حملہ ہوا اور دوسرے ترہی جہانے گئے تو ان لوگوں نے ہمیں دھکیل دھکیل کر آپ کی طرف پھینکا شروع کر دیا۔

حضرت ابوبکر بن جراح آپ کی بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ یہی تو ہی مجدد کی ذات و اصلاحات سے توئی امید ہے کہ وہ ان لوگوں کو ہماری نصیحت۔ تم گئے۔

کہتے ہیں کہ لڑائی کے شے ہلنے کے لئے آپ جہاں (لڑائی کی بجائی اسے لوگوں کو بیٹا شروع کر دیا۔ تیرا دیکھائی آواز میں بند ہو گئے۔ دیواروں نے شہر پناہ کو پڑوں طرف سے پھیر لیا تیرا پھر اور چھٹی (دہائی) کی بادشہ اس قدر ہوئی کہ کوئی مسلمان شہر پناہ تک نہ پہنچ سکے۔

نبی اللہ بن عبدی طہی رحمتہ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ میں پہلے ان کی جنگ میں تبارے بارہ آدمی کام لے۔ ان میں سے کوئی ایک بہت زیادہ اچلی کڑائی کی اور جو لوگ فیس سے نواز کر عمر گئے وہ چھ دو رہے۔ آخر کار مسلمان اپنی قیام گاہ کی طرف چلے۔ سرحد کی وجہ سے کسی شخص کو اس کے گھر جانے اور اپنے (سنگ) کے ساتھ لے جانے یا اپنی پٹنوں کی فرست نہیں ہوئی تھی۔ آخر تمام رات تپتے تپتے ٹھہرا اور پھر دوپہر کو اپنے اور قبیلہ وحمیر کے ساتھ قباذہ لگاتے لگاتے صبح کی نماز کے بعد حضرت ابوسیدہ بن جراح کی طرف سے ایک شخص نے بتادیا کہ کوئی ایک مسلمان کا جسم اور کچھ لوگوں کی لاشیں اور کھجور اور تازہ کھانا تیار کر کے لے جانے کو آئی کے لئے نہ لگے کہ ہر مسلمان ان دشمنوں کے مقابلہ میں صعب نہ محسوس ہو۔

ہر یہ پہنچنے ہی کے ساتھ پانچ گنے کے انھم میں مشغول رہ گئے۔ اس جھگڑے میں اس طرف امید خوف اور دینی عاجزی اور کھردہ پن پر محمول کر کے پیش قدمی کے لئے آمادہ ہو گئے۔ ہر جس نے رومیوں سے پکار کر کہا کہ خداوند سبحان علیہ السلام تم میں برکت عنایت کریں اور حواد انھیں کے چھو لو۔ یہ پہنچنے ہی کے بعد ان کے محل کے اوپر حواد بنیاد سے ہر طرف سے جاری ہوئے۔ مسلمانوں میں سے بعض نے اسی پکارت کو بندہ راست کیا یہی تھا۔ بعض کچلے پکار رہے تھے۔ بعض پکارتے تھے کہ ایک سادہ نے پکار پکار کر بہت شرمایا کیا۔ اللہ کے شہر و قلعہ اس کے کہ یہ قوم ہم پر آ رہا ہے اور ملے ہوئے ہے۔ تم فوراً جب اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔

حروان بن سہمطی کہتے ہیں کہ میں نے انھیں (یعنی اور لشکر سے مل کر) ان کی (تو پینہ مار کر رکھیں تھا۔ کچلے ہوئے بھی پکارتی رہا تھا کہ چو چو چو اور کان میں آئی۔ میں نے صحت پت (خوار) آگ میں سے کچلے کھانے کی بنا پر بل پھینکی اور ہر کان پر۔ کچلے میں سے ایک نلکا نکلا اور وہ دھن دھن کے ساتھ ان کے سر میں سے نکلا اور فوراً ان کے گرد گھومتی تھی۔ ایک ستون یا گھوڑے کے منہ کی لنگی چھو کر وہ لوگوں کو ڈر دیا۔ یہ وہی قوم تھی جس کی خبر اس میں (مجھے) پہنچ گئی تھی۔ تھا وہ یہ خبر تھی کہ میں نے کہا کہ میں نے انھیں کے لشکر کے چاروں طرف کھسا دیا تھا۔ یہ ایک بھی بھڑکے نہ تھے اور میرا کہنے پر اسے ہی چمے آ رہے تھے۔ اب میری آنکھ کھلی تو میں نے ان خیمہ کی دیوار سے دو دیوار کے سروں کی توسیع کرتی شروں کی اور نمودار (چوب خیمہ) ادا رہے تھے۔ سر ہڈی کے دکھائے تھے۔ اب میری آنکھ کھلی تو میں نے انھیں کے گرد گھومتی تھی اور وہ ان کی طرف دیکھا تو ان کے تمام سواہر متحرک ہو رہے تھے۔ حضرت ابوسیدہ بن جراح نے اپنا نشان بند کر دیا تھا اور مسلمان اس کی طرف پروانہ مار رہے تھے۔ مترکین عداوت لشکر کے جن وعدہ تھے اور حضرت ابوسیدہ بن جراح پکار پکار کر کہہ رہے تھے جواز ان حرب انا انش کائن وہاں ہے کہ ان کے بعد چرایا دیں گے انھیں نے انھیں کو بندہ اور اس تو اس کے بعد انھیں خوف اور ڈر کی وجہ سے بھڑکے۔ انھیں کے اسیانہ ہو کر سورج کو چھائی ہوئی لگنے پڑے یہ خیمہ اور زبان زخموں سے کہ حلیف و لے اور اس پر غالب آ گئے اور ان کے اہل و عیال کو کچلے گئے۔

حروان بن عبد اللہ بھی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں بھی اس جنگ کی کڑائی میں سوجھ بوجھ نہ کر رہا تھا۔ اب قبیلے کی تمیمی کے اہل و عیال

۱۔ سہیل کوئی بھی تھا کہ ان کے لئے کوئی تھیں کہ وہاں میں ملنے والے تمام خاندان کو بچے چلے۔

۲۔ کچلے اور ان کی جگہ میں اب رومیوں کے لئے تیار نہ تھے۔

۳۔ ایک قوم میں جو ان تمام غزوات میں حصہ لے گئے۔

پیدل تھے۔ ایک پکارنے والے نے کہیں پکار کر کہا یا خیر! میرے اپنی جانوں کو۔ سب سے آگے درمیان کے مقام میں تھیں کہ، یا ہے۔ ہر ایک نے اپنے قبیلہ کو بلا کر شراعی کیا۔ جو قبیلہ اپنے سردار کی طرف سے وہاں حضرت کو بھیجا وہیں جڑواں تھے۔ وہاں کا دور شہرہ درمیانوں کا ان کے عقائد میں صبر اور اشتعال، کچھ کر دوسروں کے سرداروں پر زبرد ہوا دیا اور شجاعت و حرب کے پتہ شہرہ سرداروں کے ساتھ انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا۔ آپ کے ہمدرد اٹھ کر بہادری سے حضرت عمرو بن معدی کرباب پر بیڑی، عبدالرحمن بن ابی کرصہ بن ربیعہ بن عامر مالک اشتر غنم بنہ ارباب ان اور ذوالکلیان النخیری بن رستم انہما قاضی بلعمہ بن معصن وندا وندہ تھیں ان تمام حضرات کو چراگے غیر حمایت کریں شامل تھے۔ انہوں نے اپنی جان بچھڑا کر دہوکا کے جو کھڑی ہو کر کھڑی ہے۔ یہ حمایت انت جاننازی سے لے کر اور ایک شیکہ اخلاقی میں پاداش گئے۔ قورہ دوسروں نے ان حضرات کے مقابلے کو تاب نہ لاکر دوسری طرف رخ کیا۔ مسلمانوں کی قوم اور اراکین کے ہاتھ نہ تھی۔ بلکہ مال اسباب، گھڑے، غنہ اور کھانا، لے کر شہر کی طرف چلے۔ درود اور ان کے قریب پہنچ کر شہر میں داخل ہوئے اور دروازے بند کر دیے۔ مسلمان یہ دیکھ کر اپنے غموں کی طرف پھٹے۔ آگ، دشمن کی۔ تہیہ ان کو دینی کیا اور انہوں کی مہم پائی کرنے گئے۔ آئی کی لڑائی میں بوجہ نیاز ان اسلام کام آئے دو ٹھنڈی آوی اور سات غلام تھے۔ کچھ رات گزر جانے کے بعد سردار ان شہر اسنام اور امیر ان قبیلہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح کی خدمت اللہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت! انہی جو اس قوم پر لڑا ہوئی جو سے کہیں روز بد و لطف نصیب ہوا ہے وہ آپ کا مدد فرما سکتے۔ اب بناب نے غنہ اللہ تعالیٰ مل واپی آپ کو ہر اسے غیر حمایت کریں۔ اس کے بعد اوس کی کہ تیرا دروازہ بند ہے لے آیا لاگو مل تیرا ہے؟

آپ نے فرمایا یہ دینی تعالیٰ کی طرف سے بتا رہا ہے اور ایک جھوٹا۔ جو ہو کر دہا۔ اللہ جل جلالہ نے ان لوگوں کے جو عبیدہ بوجہ مراغب بلند کئے ہیں۔ کلی چونکہ خدمت نکل کر میری قوم نہ ہے۔ اس سے میری رائے یہ ہے کہ تم اپنے غموں، غمگاہوں اور دماغوں کو لے کر شہر سے ایک کل پیچھے رہ جاؤ تاکہ تمہو سے دروازے اور اپنے گریہوں کی گھبراہٹ کرنے کا موقع مل سکے۔ ہائی دروغت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد آپ نے سعید بن زید و بن مردانہ غنم عدوی کو بلا کر ایک شان حرمت کیہ اور ان کو پہنچا سو سرداروں اور تیرہ سو پیدل پر ہمدرد مستر کر کے یہ غنہ کہ وہ یہ ان میں یا کو، ب بھی پر اپنی خدمت انجام دیں اور اس بات کی گھبراہٹ کہیں کی کہیں مسلمان حضرت اشتر اور ہر گنہ دہا جائیں۔ دوسروں کو بھی اللہ و مسلمانوں سے خیرہ دار و زخمیں درمیانوں کی براہ خدمت کرتے رہیں۔ انہوں نے سر تسلیم خم کر کے عرض کیا انشا اللہ تعالیٰ میں ہر طرف پوشش کروں گا باقی حالت وقت اللہ تو تاویز کے بقدر خدمت میں ہے۔ اس نے بعد آپ نے حضرت عمرو بن اور ذوالکلیان بنہ جھنڈا ان کے ہاتھ میں دے کر ان کی، حقیقی میں سو سردار اور دوسریہ رائے اور فرمایا کہ تم اب باقی باقی جے بد و غنہ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں اپنی حقیقت کے جوہر دکھاؤ۔ انہوں نے بھی آپ کے حکم کو بہر و خشم قبول کیا اور رات ہو گئے۔

جہاد کے میدان میں مسلمانوں کی بہادری

صبح سویرے نور کے خوکے حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ نے اندھیرے اندھیرے مسلمانوں کو نماز پر مدائی آفتاب نے نیلے نیلے منہ سے سر نکال کر جم جم کر شروع کیا تو رو میں نے شہر کے دروازوں میں سے ۲۰ دروازہ، جس پر حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ بڑے ہونے تھے کھولا۔ لوگ باہر نکلے شراع ہوئے۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ نے بھی اپنی فوج کی صف بندی کی۔ آپ شہرت نکلے والوں کی کثرت دیکھ رہے تھے اور لڑائی کے حلقے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرتے نہ تھے۔ رومی اپنے سردار جرجیس کے گرد آئے مگر ہر جہ سے دور وہ ان سے کہہ رہا تھا: معاشرہ انصاریہ! دین انصاریہ کے ان طہر داروں نے جو تم سے پہلے تھے وہ اسلحہ ان گروہوں کی لڑائی میں بزدلی سے کام لیا تھا البتہ تم نے اب اپنی جانوں کو کسب (علیہ السلام) کے لئے وقف کر دیا ہے۔ تم علی اسلحہ میں دین کج کی نمائندگی کر رہے اور صحیح معنی میں اہل ایمان اور وطن کی حفاظت کرنے والے ہو۔ یہی تم کو اس کے بڑے بڑے سردار کہتے تھے مگر آپ اطمینان رکھیں۔ ہم جب تک ان عربوں سے نہیں فرے تھے اور ان کے ہڈیوں کو نہیں آزاد باقی رہا۔ وقت تک ان سے ڈرتے رہے۔ اب ان کی حقیقت اور ان کی بہادری کا راز میرے مختلف ہو گیا ہے اور جتنے یہ بہادر ہیں ہمیں سب معلوم ہو گیا ہے۔ لڑائی کے وقت یہ ہم سے زیادہ سابر اور سخت نہیں ہیں۔ بعض تو ان میں ایسے ہیں کہ تم دفاعیے کے جھگڑے کے دوران کے پاس کوئی ہتھیار بھی نہیں۔ بعضوں کے پاس تو خیر زباقت کے چڑے کی چٹکسی ہے۔ بعض کے چہرے کا سیستر ہنسنے ہیں جس سے ان کی ہمتاقتی کے سترے اور ذلت کے امیرون (خالفون، مضامین) کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔ ایک جم ہیں کہ وہ سہ پاس محمد عہدہ خوشی، خوش صورت زہ ہیں اور بہترین خود موجود ہیں۔ علاوہ اس کے ہم جان بازی کے نہ تھوڑے اور جان پر کھیل کے میدان جنگ میں اپنے جوہر دکھاتے ہیں اور ہم سب نے کسب (علیہ السلام) پر جانی قربان کرنے کا حیر کر رکھا ہے۔

واللہ فی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ نے جب رویوں کی اس قدر کثرت دیکھی تو بلند آواز سے مسلمانوں کی طرف مخاطب ہو کر فرمائے تھے یا معاشرہ! تسلسلین! ہمت نہ ہار بیٹھا رو نہ ہوا اکثر جائے گی۔ تمہاری ہیبت ان کے دلوں سے نکل جائے گی اور یہ تمام جگہ مشہور ہو جائے گی کہ اہل حبشہ نے عربوں کو مار مار کر بھاگ دیا۔ یہ بات شہرِ مکرر اللہ تعالیٰ صاہروں کی ساتھ ہیں۔ مسلمانوں نے جواب دیا یا امیر المؤمنین! آپ مطمئن رہیں ہم انشاء اللہ تعالیٰ اپنی جانیں لڑا دیں گے اور جہاں تک ہمارا کوشش صرف کر دیں گے۔ کہتے ہیں کہ پہلے ان کی جنگ دیکھ کر وہیں کے مسلمانوں کے بہتے بہتے ہو گئے تھے۔ اس لئے انہوں نے ایک سخت حملہ شروع کر دیا۔

حضرت سہیل بن صابرؓ بھی کہتے ہیں کہ حبشہ کی لڑائی میں بھی موجود تھا۔ دوسرے دن بہت زیادہ مضبوطی اور دلاوری کے ساتھ انہوں نے ہم پر حملہ کیا اور پہلے دن سے زیادہ تیار اور کٹھے۔ میں اس روز ڈھکی تھا۔ میرے داہنے بازو میں ضرب آگئی تھی جس کی وجہ سے میں اتھا کہ حرکت نہیں دے سکا تھا اور نہ کسی طرح کو مار کھا سکا تھا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ اگر کوئی بدین کو مار لے تیری طرف بلا حقائق کسی طرح اپنی حفاظت بھی نہیں کر سکا۔ یہ سوچ کر میں پا پیر ہوا اور گھوڑے سے اتر کر اپنے ساتھیوں سے ہمہ جہ کے بیڑی کی ایک بلندی پر چڑھ گیا یہاں چوہک میں دونوں ٹکڑوں سے اونچے بیٹھا ہوا تھا اس

لئے لڑائی کا منظر بالکل سامنے تھا۔ رومیؒ کا ہر بحر میں پر جسے کر رہے تھے۔ مسلمان چلا رہے تھے انصراعصر (مد مد) حضرت ابو سعید بن جراحؓ مدد حضرت کا وعدہ فرماتے جاتے تھے۔ مسلمانوں کے قہقہے اور گروہا پئی اپنی بڑائی اور فخر بیان کر رہے تھے۔ میں پیاز پر ایک پتھر کے پیچھے بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ تلواریں خود اور ذوالوں پر بیٹھا چمن پڑی تھیں۔ شمشیر کی ہر ضرب سے چنگاریاں (پھینکے) اڑا اڑا کے آگ بجھتی ہوئی دکھائی دے رہی تھی۔ دونوں فریق ایک دوسرے سے مل گئے تھے اور ایک ٹھکانا کاروں پر رہا تھا۔

میں نے یہ سنا تو دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ مسلمانوں کے سردار کے ساتھ جب اسی طرح دن پڑ رہا ہے اور وہ ایک ایسی جنگ میں ٹھہرا ہوا ہے تو سعید بن زید اور ضرار بن اوزار کا ان حدود و اذواں پر رہنا چند سے فائدہ بخش نہیں ہو سکتا۔ افس شام میں جارہے یہ اصول مقرر تھے کہ اگر ہم کسی وقت آپس میں اکٹھے اور جمع ہونا چاہتے تھے تو رات کو آگ اور دن کو دھواں کیا کرتے تھے اس لئے میں نوادہ مشقوں کے پاس جا کے کھڑی تو زور کو جمع کرنے لگا اور ایک دوسرے پر ٹکرائی کہہ کے چلتا تھا۔ آگ لگ کر اور چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں میں پہلے آگ لگا کہ پھر سو کی ٹکڑی پر بڑی (سبز) ٹکڑی رکھ دی جس کی وجہ سے دھواں اٹھنے لگا۔ تھوڑی دیر کے بعد دھواں اسی قدر بلند ہوا کہ آسمان سے باتیں کرنے لگا۔ حتیٰ کہ حضرت سعید بن زید ان کے ساتھیوں غرض حضرت ضرار بن اوزار اور ان کے ہمراہیوں نے بھی اسے دیکھا اور اس کے دیکھتے ہی ایک نے دوسرے کو پکار کر اشارہ کیا کہ خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں جلدی چلو اور اپنے سردار کی خبر لو۔ یہ دھواں نظیر کسی بڑی طست اور آسمان یا شان کا مٹی کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ بہتر یہی ہے کہ ہم سب گھوڑے کو رکھو اور کر ایک جگہ جمع ہو جائیں۔

چنانچہ تمام حضرات گھوڑوں پر سوار ہو کے اس وقت پہنچے جب لڑائی اپنے پورے شباب پر تھی انکواریں چمک رہی تھیں سرکت گت کر رہی تھی۔ ہار و ہزوری کی شدت کے لوگ بیٹوں میں شرابوہ ہوتے تھے، مسلمانوں پر عرصہ میدان جنگ ہو رہا تھا، اشتعال کا دامن قریب تھا کہ ہاتھ سے چھوٹ جائے آفتاب خوب بلند ہو گیا تھا ہر طرف ٹھہرا ہوا سورج جیسی ٹھیک رہی تھی۔ جیسے منہ کو آ رہے تھے۔ شمشیر برآں پڑا کر اپنا کام کر رہی تھی۔ لڑائی کے شعلے بجھ کر رہے تھے۔ ہر شخص اپنے مقابلہ کے مقابلہ میں اشتعال و دھار با تھا کہ شریکین پر بلا کے تار نمودار ہوئے اور ہاتھ فیہ نے زور سے ایک آواز لگائی۔ یا حطیة القرآن جاء حکم اللہ من الرحمن و النصر لہ علی عبدة المصلیٰ یعنی اسے طاہران قرآن انصار ہے پس دشمن کی طرف سے مدد آگئی اور مصلیٰ کے بندوں کے مقابلے میں تمہاری مدد کی گئی۔ حضرت سعید بن زید اور حضرت ضرار بن اوزار اپنے سرداروں کو آگے آگے نکلے تھے تاکہ انہیں جہان سے نکالے گھوڑوں کو سریت ڈالے جب کہ روہیوں کو اپنی فتح کا یقین ہو چکا تھا ظاہر ہوئے مسلمانوں کے ہر جم ہوا میں ہر سے سوسوں کے لشکر فرجی نشان میں ان کا زور میں اڑانے لگے تو انکس ان آئے والوں کے حالات معلوم کرنے کے لئے پیچھے ہٹ کر دیکھنا پڑا۔ اب ان کی آنکھ کھلی کہ خیمہ جارہے اور ہماری خدوشوں بچوں اور اولاد کے مابین حائل ہو گیا۔ بجائے فتح کے غمروں کے آواز دیا کی آوازیں بلند ہوئیں اور خدا کے دشمنوں کے دل میں یہ یقین ہو گیا کہ مسلمان کو لنگہ پہنچ گئی اور ہمارے سردار نے ہمارے ساتھ کرو فرمایا۔ ان کے سردار نے ان کی جب یہ سستی دیکھی تو انکس ایک ذرا مت پلا کے کہنے

۱۔ ایک نوحہ میں تھا کہ میں فرار کا فرار تھا تک یعنی کا فر پر یقین ہوئے اور دہانے والوں کی مدد کی تھی۔ ۲۔

کے ہمارے ساتھ جمع تھے یہ لوگ نہایت قوی تھے اور تمام ہر دوسرے سے زیادہ دولت کے مقابے میں ڈاٹ کرنے والے تھے۔
 واللہ انہوں نے (وقتِ تم پر) جہم کر دیا اور ہماری طرف بلائے چلے آئے حتیٰ کہ جانے اس کے کہ میرے ناکام سربراہ کی قوت
 انہیں سے ہمیں ٹھیک لیا۔ ہمارا اس دن کا شمار اور انہیں میں فیکہ اور سب کے ساتھ تشکو کرنے کی یہ مہمت تھی کہ ابصر باعقب
 نظر ملتی میرے بعد ہی فتح ہوتی ہے۔ میری بہت بے خبری سے مقابلہ کر رہے تھے۔ یہ حرب سب سے بہتر آپ کا معلوم ہو رہی تھی
 کہ میرے آپ کا ایک بلند و بالا جو پہاڑوں سے گھر رہی تھی کسی ایک کھنبے (الہیہ) تھا اور ایک مٹاؤں کی نور زہر سے ندا کر رہا
 تھا۔ احسان و جمل یہ ہے للہ تعالیٰ و لم یسلط و یستعصر العرینین فایہم بالقوت منا ولا یعلمون ما فیزل
 بسنا۔ یعنی کیا کوئی ایسا شخص نہیں ہے جو اللہ جل و تعالیٰ ارمان کے تیار رہی کہ رسول اللہ کے دشمن اپنی جان بیکار کے مسلمانوں
 سے ابھر چلے گئے کہ دے کر دوسرے سے حالانکہ ہمیں قریب ہیں مگر انہیں خبر نہیں کہ تم پہنچو پہاڑوں پہ رہی ہے۔

میرے پاس اس وقت ایک بہت مبارک و محترم تھا جو جنگی کی طرح (احمر) اور کوہ کرچا جاتا تھا۔ یہ آواز سن کر میں نے کہم
 کرنے کے لئے اسے بلایا کہ ایک (تھوڑا سیہ کیا۔) کہہ کر کہہ کر تھا کہ تمہارا ہوا ہو گیا اور ہمارا دہان کے کہیں نے دوسروں سے (وہیں
 آدمیوں کو تمہارے گھات (تارو) تھا کوئی دی میرے ٹھکانے کے گرد و بھین نہ پہنچ سکا۔ تمہارے کا اس وقت بہ حال تو کہ خبر کی
 ہوئی ہوئی چٹائیں اور تھوڑا سا جنگی کی طرح میری دروں۔ تاکہ اچھا جا رہا تھا حتیٰ کہ یہ کوہ چھاپہ زہا مسلمانوں کے لشکر تک اسی
 حرج چلا گیا۔ جس نے قریب کئی مسلمانوں کو بچا کر دیکھنا شروع کیا چنانچہ لڑنے سے وسیعہ دین جانے میری آواز سن کر
 میرے زہن کو بچا کر (عربی کان) لئے ہوئے آپ کے پاس لے جو میرا تھوڑا سا بچہ ہو گئے۔ آپ نے انہیں حضرت سعید بن زہرا کے
 سپرد کر کے فریاد کر لی۔ اس کے کہ دشمن قبضہ سے یہ قیدیوں پر دہ زہری کر کے ان میں نور ہا ملو۔ جس کے بعد آپ نے حضرت ابراہیم
 بن زہرا کو آواز دینی اور فرمایا کہ تم اپنے بھائی سعید کی مدد کے لئے نکلتے جاؤ۔ یہی پہاڑ کی طرف روانہ ہو گئے۔ جس وقت
 مسلمان یہاں پہنچے ہیں اس وقت وہاں سے کھاجہ سونے کا گچا دین مرانے سے منع کیا تھا۔

یہ زہریہ وقت میں ہر مزید کتنے ہیں کہ میں بھی ان پر زہرا نے مسلمانوں میں ترس قیاد دیاں نے ہر طرف سے ہمیں
 گھیر رکھا تھا جو بھی نہایت استقلال کے ساتھ اس کے نالے میں ڈٹ رہے تھے۔ یہ زہرا نے بہادران کی طرح جان خود دھون
 کو برداشت کرتے تھے۔ نہاد سحر آویزشی ہر شہید ہو کر زمین پر گر پڑے تھے۔ وہی زہرا ہر گھر کر رہے تھے۔ غرض
 ہمارے لئے یہ وقت نہایت تھیں اور پہاڑ اٹھتے ہیں کہ تیرا ہر دہری تھی کہ ہم نے عظیم و جلیل کی آوازیں سنیں اور انہیں انہیں کے شہید
 ہر شخص ہرے کا خون میں آئے تھے۔ حتیٰ کہ سرام کے لہراتے ہوئے پر ہم جس وقت نہادی انہیں کے سامنے ڈٹے گئے
 وہی مرد و اہلکے اسی پہاڑ کی کہہ میں چرچہ مچ گئے۔ ہمہ نہ کہے ان کے تو آپ میں ہوئے اور ان کی کچھ مصلحتوں نے آدمیوں کا
 سنبھالا اور شروع کر دیا۔ انہوں نے اسے گھنے اور بہت سے دہری ہو گئے۔ آخر یہ پہنچے چلتے ہمارے میں گھنے دہریاں میں انہوں نے
 بچنے کی جان کو چھلایا۔ ہم نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور اب ان کی آواز بھی نہ سنی تھی کہ ہرے میرے خوف سے ہر ہمار
 کر رہی ایک لکھ۔

جس وقت حضرت ابوسعید دہلی جہان کو فتح کی گئی تھی اس کے مسلمان غمید ہوئے اور اسے مشرک نہ پہچاننے لگے۔ دوسری قوم پھر اس مہم میں مصروف تھی جس کے پاس نہ کھانے کو نہ پانی پینے کو پانی تھا۔ آپ نے سن کر جیوڑی بڑھائی اور کہا: اے اللہ! یہ تمام تر غریبوں کو اللہ جل جلالہ کے لئے ہی ہیں جنہوں نے انہیں متوفی کرنے کے بعد ہجرت کر کے آئے ہیں۔ اے اللہ! یہ سب آپ نے اس آیت شریفہ کو یاد دلایا:

وَصِلَ إِلَيْهِمْ وَاِنْ مِنْكُمْ مِّنْ فَاسِقٍ كَثِيرٍ أَوْ كَانُوا أَفْكَارًا مِّنْ دُونِ ذَلِكَ فَهُوَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ عَنِ عَمَلِهِمْ قَبِيحٍ فَجُورٍ۔

”اور یہ، اے ایمان والے! اور ان کے اسی چیز کے درمیان میں جسے وہ چاہتے تھے جیسا کہ کیا تھا تو ان کے پہلوں کے ساتھ اور وہ تھے افسوسناک اور افسوسناک۔ اے اللہ! یہ سب“۔

اس کے بعد آپ مسلمانوں کے ایک بڑے شریف، اے اللہ! اور فرمایا: اے اللہ! یہ سب تم اپنے ”والا والا“ کے پاس ہائے شہر کے گرد آگے اپنے غیر گھر سے آؤ۔ اے اللہ! یہ سب اللہ جل جلالہ نے آپ تمہارے دشمنوں کو ذلیل کر کے اپنا دہوہرا کر دیا ہے۔

ذلِكَ بَانَ لِلَّهِ مَوْلَى الَّذِينَ هَمَزُوا مِنَ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَى لَهُمْ۔

”یہ سب اس سے ہے کہ اللہ جل جلالہ ان کو ان کے دہوہرا دے گا اور ان میں سے ایمان لائے ہیں اور کافروں کا کوئی معاون نہ ہو گا اور انہیں“۔

مسلمان یہ سن کر جہاں پہلے گھوڑے ہوئے تھے اسے چھوڑ کر لوٹ گئے۔ دشمن کی جڑاٹے کے لئے لشکر لے کر آیا۔ مقدسہ اُنہیں براہِ قیاس زور سے متحرک کیا۔ چھوڑ کر لوٹ گئے اور لوٹ کر اپنے گھر آئے۔ غرض کہ ان کے لئے کھانا لایا گیا۔ آگ لگ کر میں ہو، بجھ کر بھی گئی۔ خوف و ہراس کا فورا دور ہو گیا اور اس کی جگہ اطمینان اور سکون لے لے لی۔ اہلِ حاکم نے شہر پر دوبارہ چڑھ کر وہ دہلیا دہلیا کر دیا۔ رات میں پہنچ جانا شروع کیا۔ حضرت ابوسعید دہلی جہان نے ترہان سے فوری نو پخت فرمایا۔ لوگوں کو کیا کہتے ہیں ”اے اللہ! یہ سب“ اور اپنی جتنی ملک کی چاہی، گھر، دکان، دیرانی اپنے لاکھوں کی موت اور ہلاکت کو یاد کر کے کہ جیسے یہاں اہلِ مہم رہے ہیں، میرے پاس بھی رہیں۔ اے اللہ! یہ سب تمہارے کر کے ہوئے ہیں۔

واقعہ یہ کہ حضرت ابو قتادہؓ نے اپنے کہنے سے کہ جس وقت تمام ہونے کے قریب ہوئی تو حضرت ابوسعید دہلی جہان نے حضرت سعید بن زیدؓ کو کھانا بھجوا کر اور انہیں زور سے کام کرنا۔ اپنے مسلمان مہم جوؤں کی احتیاط دیکھا اور جنہیں باری تعالیٰ جل جلالہ نے خیر عاقبت فرما لی تھی اس بات کی کوشش رکھ کر دوسروں کو کوئی آبی تمہارا ہاتھ سے نہ نکل جائے اور انہیں محصورین کے لئے میدان میں باقی دست دینا کہ کوئی ان میں سے نکل کر نکلے اور ہجرت اختیار کرے۔ اے اللہ! یہ سب تمہارے کر کے ہوئے ہیں۔ حق تعالیٰ نے انہیں دیکھا اور انہیں دیکھا۔

حضرت سعید بن زیدؓ کے پاس جس وقت اپنی بی بی کا لے کر پہنچا تو آپ نے مسلمانوں کو محصورین کی حفاظت کرنے میں زیادہ تاکید کر دی اور یہ غم کو دیکھ کر دیکھ کر لینے کے لئے سوار دوسروں سے زیادہ چاہیں اور وہ بھی مسلح ہو کر زیادہ دیکھ جائے گی

ضرورت نہیں کہیں کہ یہی سے لگاری لے کر چلے آئیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ مبالغوں نے آگ روشن کر کے گھیرا اور قبیل کے سرداروں کے ساتھ حضور بن کے چھ دوں طرف محکم محکم کے رات گزار دی اور شروع کر دی۔

جس نے مسلمانوں کا جب یہ انتظام دیکھا تو وہ اپنے چند آدمیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ انہوں نے ہم نے بری تدبیر سوچ لی تھی۔ ہماری رائے نے ہر مسئلہ غلطی کی تھی، ہمارا اس وقت نہ کوئی نہ رہے نہ مددگار عربوں نے ہمیں ایک نیک مقام میں قید کر دیا ہے جنہیں وہ نہ دے پائی۔ اگر ہم ایک اور ذرا سی طرح یہاں بچیں رہے تو ہماری تو قس باطل ضلع پر جائیں گی۔ مگر وہ لوگ بھوکے مر جائیں گے اور گھوڑے بچھڑا دیں گے اور اگر ہم نے تھوڑا سا مال لے لیا تو اس کے ساتھ ہم کو باکران کے سپرد کر دیا تو اس سے آخر تک تمام آدمی موت کے گھاٹ اتار دے جائیں گے۔ یہ سن کر میں نے فریاد کی کہ یہ ہمارے گھر تو بھر آ رہا ہے اب کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ اس نے کہا میرے خیال میں عربوں کے ساتھ نہ رہو غریب سے کام لینا چاہئے۔ جس کی تکیہ یہ ہے کہ میں ان سے صلہ کی درخواست نہ کروں۔ ان کے سب مشاغل ان سے بچ کر لوں اور انہیں اس بات کی ضمانت دے دو کہ جس تعداد کے لئے شہر کو کھلوادوں مگر اس طرح جس وقت ہم ان کی مدد داری میں نہ کر سکیں وہ داخل ہو جائیں گے تو پھر شہر چھڑ جائے گا۔ ہر طرف سے لڑنے لگیں گے اور ہر طرف سے ہو تو کوئی جو سیر اور حاکم یا شیخ یا لہجہ کے پاس اپنا بیٹا بھیج کر ان سے مسامحت کی درخواست کریں گے۔ شاید اس وقت وہ دونوں ہماری مدد کو آ جائیں اور وہ شہر سے باہر اور ہم شہر کے باہر آئے اور یہ سے عربوں کا ہاتھ بندھ کر دیں اور اس لڑائی میں سچا علیہ اسلام ہوتا ہے ہمیں کافی ہوس گئے۔

انہوں نے کہا سردار! یہ تمام باتیں خیالی بات ہے زیادہ وقت نہیں رکھیں۔ آپ یا رکھیں کہ والی جو یہ فیست تک ہماری مدد کر لیں۔ آئیں وہ خود اسی مصیبت میں گرفتار ہو رہے ہیں کہ یہاں کی طرف میں جتا ہے۔ ہماری طرف وہ خود محصور ہو چکا ہے۔ عرب جب تک ہماری طرف نہیں آئے جسے ہم نے سنا ہے کہ انہوں نے جو سیر اور اس سے معاملہ کر لی تھی۔ نیز نہ ان میں اس کی طاقت و قوت ہے کہ وہ عربوں کا مقابلہ کر سکیں۔ رہا حاکم بن ابی اسود، انہیں مذہبی آدمی ہے اور وہ بھی ذرا ہم نیک شہر کے پاس لوٹے ہے۔ مگر اس پر طرہ یہ ہے کہ لڑائی کی جرأت تک نہیں۔ میں انہوں والے تجارت پیشہ لوگ ہیں جو اپنی تجارت کی وجہ سے شام کی تمام مدت وہاں پہلے ہوئے ہیں، جس کی وجہ سے وہ شب گمان ہے کہ عربوں کے ہاتھ ان کی بھی ضرور مصالحت ہوگی۔ ایسی صورت میں تجھے اپنی رائے سے وہ کام کرنا چاہئے جس میں اپنی ہمدردی یا تمام رہنمائی، بہرہ و فائدہ اور مفاد عامہ کے۔ یہ کسی طرح مخالف نہ پڑے۔

جس نے یہی کہ اپنے سرداروں کا مطلب نہ دیکھ کر وہ چپ رہا۔ مگر یہی تو اس کھانی یا جھڑپ میں وہ عربوں کے ہاتھ آؤں گے کہنے لگا یہ معاشرہ العرب! اگر تم میں کوئی ایسا شخص نہ ہو جو میری بات سمجھتا ہو، میں سردار بن جائوں۔ حضرت معین بن زید کے رسالہ میں جو ترجمان تھا، میں نے حضرت معین بن زید کے پاس دیکھا تو وہ کیا اور عرض کیا حضور! میں اپنی قوم کا سردار بننا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم ان کے پاس جا کر یہ بات کرو کہ کیا کہنا چاہتا ہے؟ ترجمان نے کہا کہ یہ بات کیا میں چاہتا ہوں کہ تمہارے سردار مجھے اپنے حیرانہ ذہنوں سے لے کر ان کے دربار میں لے جائیں اور میرے پاس آکر تم کو ان سے دیر تحریف رکھیں تاکہ میں

[illegible]

ہر بیس کا حضرت ابو عبیدہؓ کی خدمت میں جانے کا اظہار

سردار بیرس نے پس منہ حضرت امجدہ میں جرح کی خدمت میں جانے کے لئے نہ پیش کیا۔ آپ نے حضرت وقاص بن عوف مروئی کو بلا کر فرمایا تم نے جو کچھ ملے، حضرت امجدہ میں جرائی کی خدمت مقصود میں سب بیان کرو اور جو نسخہ و حکم دیں اس سے مجھے فوراً آکر مطلع کرو ان کے پس ایک نیا بیت منسوب کا کھدا تھا، عقدا یہ اس پر سوار ہو کر راستہ کو گھاتے ہوئے گئے۔ جس وقت حضرت امجدہ میں جرائی کے قریب پہنچے آپ کو سلام کیا، وہ کہہ کر نہ بول سکی۔ ہمارے سردار کی شایعہ و بازو بلند کریں۔ میں اس کے حاضر ہو رہوں کہ جناب کا اس وقت کی اطلاع دوں کہ سردار بیرس نے حضرت سعید بن زید سے امان و ننگ لی ہے اور وہ اب چاہتا ہے کہ جناب کے پس حاضر ہو کر آپ اور اپنے شریکوں کے لئے سب سے امان طلب کرے۔

آپ یہ سن کر اور مجھ دشمن کی گونج سے۔ بخیر میرے۔ جو ہے۔ سے مراعات فرماتے تھے اور شہر کی لڑائی سے نئے تیار ہو جاتے۔ تھیانوں کو استعمال اور تمام اعلیٰ آپ۔ ہاراشا کیر کے اپنے نئے بننے لوگوں دشمنوں کے دل میں عجب ہو جائیں۔ مسلمان پس کوڑے اور کھجیر کے نئے اپنے بلکہ کے کھٹرنی و دیں گاپ اٹھیں۔ اس جہاک بھی تھا۔ مجھے۔ مسلمانوں نے شہر کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ سب سے پہلے یہ کہہ کر اہل بلکہ کو ان کے سروں کے استقامت خرد دینے والے حضرت مرکان بن قریہ تھے جنہوں نے اہل شہر کو طلب کر کے بلکہ آواز سے کہہ۔

تبدیل کو استہدائے عانی و مذکور بانگہ ۱۰ چکھے اور ہم نے تہذیب و سہارا کو اپنی امن میں لے کر تعمیر چاہئے کرانی جان

محمدؐ کی زبان مبارک کے ذریعہ یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ عمارت کے لئے تمام شیروں کو فتح کر دیں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا کرنے والے ہیں۔

اہل حلیک یہ سن کر نہایت خوف زدہ ہوئے ان کے چہرے لپٹ ہو گئے۔ اہل کاپٹ گئے اور لڑائی سے باز ہو گئے۔ آدھ فریاد شروع کی اور کہنے لگے کہ اس سردار نے ہمیں بھی گھوڑا اور خر بھی بانک دیا اس کی محاصرہ کے قلعہ کی تمام عمارت کر لیتے تو یہ روز بد نکلتا۔ یہ بات مسلمانوں نے لڑائی میں سنی تھی اس لیے ان کی دلچسپی ان پر ٹوٹ گئی۔ اس سبب اہل کاپٹ نہ بچا تھا اس لئے انہوں نے چلا چلا کر لغو لغو (امان امان) کہنا شروع کیا۔

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو سعید بن جراحؓ کو جب کامل عین بن کر گیا کہ اب لڑائی کے شعلے بجڑ کر بھڑک کر اہل حلیک کے قریب پہنچ گئے تو ان کے لئے شہینک پرانی خرچ بھیج گئے تھے اس نے آپؓ نے حضرت سعید بن زیدؓ کو کہا ابھیجا کہ جس شخص کو تم نے قتل کیا ہے اس کی طرف سے بھی اسے ان سے تمہاری قربانی کو بھیج دینا۔ انہیں اور خاص عہد و جوہر تم نے اس کے ساتھ کیا ہے تو دیکھتے ہیں۔ اسے لے کر تم عمارت باں فوراً چلے آؤ گے۔

حضرت سعید بن زیدؓ نے یہ سن کر اپنی جگہ ایک دو مہرے ٹھکڑا کر لیا اور خود ہی اس کو ساتھ لے کر حضرت ابو سعید بن جراحؓ کی خدمت میں آئے۔ برہنہ آپؓ کے سامنے کھڑا ہوا اور آپؓ کی مردانگی پر آپؓ کی فوج کی ابو سعیدؓ جہاد و جہاد اور حیرت و دلہن سے مسلمانوں کی شدت ضرب کیجئے کہ روبرو رفت و رفت کے ساتھ اپنی انگلیوں کو انہوں میں ڈال دینے لگیں گئے گا۔

حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے ترہان سے اس کا سبب دریافت کیا۔ ترہان نے برہنہ سے اس کا سبب پوچھا تو ہمیں ترہان کی طرف سے جواب دیا کہ میں نے مسیح (علیہ السلام) اور اس کی بیعت اور مذہب کی قسم اٹھائی ہے یہ خیال تھا کہ آپؓ لوگوں کی تعداد اور انتہا سے اور میں لڑائی اور جنگ سے بے وقت معلوم ہوا کرتا تھا کہ تمہاری مقدار لشکر براہ سے بھی تجاوز ہے۔ نیز جنگ اچھل اور جب دھڑب کے وقت ہم آپؓ کے لشکر میں بڑھ کر خود کے بڑی شاہنشاہی کے لئے ہوئے اکثر دیکھا کرتے تھے اور اب جب کہ میں تمہارے پاس موجود ہوں تو انہیں کہیں نہیں دیکھتا اور نہ آپؓ لوگوں کی جتنی مقدار دیکھتا ہوں جتنی کہ خیال کیا کرتا تھا۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ وہ لوگ اس وقت کیڑ ہوئی اور وہ سوار اب کہاں چلے گئے۔ شاید آپؓ نے انہیں ہی میں ابھرا یا کسی دوسرے معرکہ کی طرف روانہ کر دیا ہے۔ حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے ترہان نے اس وقت اس کا ترجمہ بیان کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ اسے تو یہ جواب دے کہ تم بخت ہم مسلمان ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں شریکین کی آنکھوں میں ہے عمارت کو رکھ دے جے میں اور جس طرح کہ بدو کی لڑائی میں ہماری فرشتوں کے ساتھ مدد فرمائی تھی۔ اسی طرح ہر جگہ مدد کے ساتھ ہماری نصرت و اعانت فرماتے رہے ہیں اور یہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہم پر ایک احسان و احسان و احسان ہے جس کی وجہ سے ہماری فوجی حملہ جہد نے تمہارے ذمے سے لے کر خودوں اور انہوں کو جہاد سے بچ کر دیا اور اسی کی بدولت تمہارے لشکر کو بڑی عزت اور جہاد کی حمیتوں کو ہم نے مغرب اور مشرق کر کے دکھا دیا اور یہ اسی کا سبب ہے کہ ہم نے تمہارے ذمے سے لڑوں کو نصرت و اعانت کر کے صلہ حسن سے ان کا نام دیا اور یہ قلعے فتح کر لئے اور یہ شاہوں کو بڑی عزت میں سدا دیا۔

پس یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو بڑی اور بڑی شانیت کی ہے وہ غیر سمجھنے کے کوئی نہیں ہے۔ مردار برہنہ ستر ہم کی

اور کچھ بھال کے لئے شیر میں چھڑا دے۔ ہم ریڈیٹ (مستعد سیاح) کی فوج اور اس کے آدمیوں کے واسطے طہر کے باہر ایک بازار قائم کرتے ہیں جس میں من کی خرید و فروخت کے لئے شہر کی ہر چھ سو چودھویں اور اس طرح انہیں بازار شیر میں آنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہے گی۔ اس شرط سے ہمارا مقصود آئندہ کے لئے کچھ انکی اور ان بات کی روک تھام کرنا ہے کہ ان لوگوں میں سے کس سے کوئی بھی ہمارے کسی معزز شخص کی ساتھ سخت کٹاویں سے پیش آجائے اور یہ بات ہمارے اور آپ کے مابین خفا کا موجب شیر میں نہ نہداری، عہد شکنی اور نقصان کی نوبت نہ پہنچا دے۔ آپ نے فرمایا جس وقت ہم تم سے صلہ کر لیں گی تو چونکہ ہم اس وقت چٹاؤ، زہر، دواؤں میں آجائے، اسی لئے ہم تمہارے دشمنوں کا توبہ کریں گے اور ہمارا استعداد سیاحی اس وقت گویا آپ کے پاس بحال ملے گا۔ اعلیٰ کے ہوگا اور تمہارا اہم قیام کام بروہی (سوداگر) میں شمار ہوا کرے گا۔ اس نے کہا کہ آپ کا وہ آدمی یا نائب سخاوت اور تسکین دہ سے ہی نہ ہوتا ہے۔ آپ نے فرمایا ہمیں یہ بھی منظور ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ یوں نہیں ہے کہ خواجہ ابو اقلیدہ میں داخل ہو کر ہجر میں گئے چھپے شیر میں سیاحی میں اس سے کہہ تو اس آدمی کو اور قرار دیا کہ یہ صلہ کامل ہو گیا۔

سردار ہر جس سے کہہ کر شہر کی طرف چلا اور حضرت ابو سعید و ابن جراح اس کے پیچھے پیچھے ہوئے۔ جس وقت یہ شیر کے دروازے پر پہنچا تو اس نے سر سے ٹوپی اتار کے اپنے ڈھان میں بکھڑا ہوتا ہوا سناستہ کیا۔ چونکہ یہاں یہ ایک علامت تھی اس لئے اہل شہر نے اسے بکھڑا کر دروازہ کھول دیا اور کہا حیرا کیا حال ہے؟ اور سب سے ساری اور فوجی قرار دیا کہ ہوائی؟ اس نے قوم قصہ بیان کیا اور اپنے آدمیوں کے مصلحتی اور صلہ کی بات لیکن اظہار آدمی۔ شہر کی یہ سن کر رونے لگے اور کہا کہ ہم سے جان والی دواؤں میں گئے اور آدمی قتل ہوئے اور مال پونہ ہو گیا۔ اس نے کہا کہ میں نے ان سے اورچہ صلہ کر لی ہے مگر راضی صلہ سے میرا مطلب نہیں ہوا۔ کچھ اور سی ہے۔ انہوں نے کہا کہ تو کھٹکھٹ اپنے لئے صلہ کرتا مگر ہم بھی صلہ نہیں کر سکتے۔ ہمیں یہ کسی طرح گوارا نہیں ہو سکتا کہ عرب ہمارے جان و مال کے مالک ہو کر شیر میں داخل ہو جائیں۔ اور اگر شیر میں کے تمام شیروں سے زیادہ منہ پر طاؤر ذرا خیر شیر ہے۔

حضرت ابو سعید و ابن جراح نے ہر جس کی مصالحت سے مسلمانوں کو آمادہ کر کے انہیں جنگ سے روک دیا تھا اور یہ حکم تھا کہ اپنے اپنے بیٹوں اور بیویوں پر حجاب کر ٹھہر جائیں۔ جس وقت اہل حلیک اور سردار کی گفتگو سے آپ کو تر جمہاں نے مطلع کیا تو آپ ہر جس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اب کیا اردو ہے؟ بعدنی جواب دودن پھر جیسا کہ جنگ جاری تھی شروع کر دی جائے گی۔ اس نے کہا آپ کچھ دیر اور دو وقت فرمائیں۔ انجیل بھیجے اور جیسی مسیح (علیہ السلام) کی تمناؤں انہوں نے میری صلہ کو قبول نہ کیا تو میں آپ کو ان کے خفا، کے خلاف شہر میں زبردستی داخل کرادوں گا۔ پھر آپ ان میں قتل، مہم بول دیں۔ سرداروں کو قتل کر لیں۔ لڑکے اور عورتوں کو قید کر لیں اور مال و متاع سب لوٹ لیں۔ میں اس شہر کی کھلی گلی اور کوچہ کوچہ سے واقف ہوں اور یہ جاننا ہوں کہ اس میں کدھر دیکھ کر کسی طرف سے داخل ہونا چاہئے۔ آپ نے فرمایا جو باری تھوکی میں جھڑپا جے ہیں وہی ہوتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کا ہر حالت میں شکر یہ ادا کرتے ہیں۔

اہل یعلقب کو ہرمیں کا صلح نامہ سے آگاہ کرنا

کہتے ہیں کہ ہرمیں نے یہ تمام خبریں سن کر چلائی دیا۔ اس سے ہوئے میں رہے تھے۔ انہیں منہ انہوں نے اپنے سر ہاتھ پر رکھا۔ اسے توچہ سے فتنے ہوئے اور اتنا خوف غالب ہوا کہ رخت زار ہو گئی۔ باقیوں نے اس کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے لگاؤ میں ان عروں کے ہاتھ کر کے رکھ دیے۔ میرے تمام ساتھی اپنی تلواروں سے تلے اور قہبے (یعنی انعام کا ان کے جو سروں میں ہیں۔ اب صلح کے متعلق خبردار کیے گئے) پر ہاتھ کر کے رخت زار کے رخت زار کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں ہم سب قتل کر دے ہو گئے۔ پھر ہمیں موت کے ٹھکانے پر لے گئے۔ یہی طرف توجہ ہوا۔ انہوں نے کہا سر دارا ہم اس قدر مال دینے کی جہت اور استطاعت نہیں رکھتے۔ اس نے کہہ کر ہم کو خواتم ۱۲ دن تک (یعنی جس مال پر صلح ہو گئی) کی چوٹائی یعنی پانچ سو اوقیہ سونا ایک ہزار اوقیہ چاندی سو چالیس روپے کی پڑے اور ای قدر کہ وہیں تو قہبے اکیلا اور تنہا اپنے کے لئے تیار ہوا۔ یہ سن کر وہیں کی ڈھانڑیں ہندھی اور انہوں نے کہا اچھا کھنٹ تیرے لئے ہم دروازہ کھول دیتے ہیں۔ جب تک ہم اپنے شہر کا انتظام نہ کر سکیں اپنا مال و مال اٹھا کر کہیں جاکر سر نہ کھنڈیں اور اپنی عورتوں کو چھپانہ دیں اس وقت تک یہاں عروب نہ آنے پائیں۔ اس نے کہا بے وقوفو! میں نے تو پیسے ہی صلح اس بات پر کی ہے کہ کوئی عروب نہ آئے۔ شہر میں داخل نہ ہو جاتی کہ ان کا مستند سیاحی وہیں شہر سے بہرہ یاری اقامت کریں رہے گا جس کے واسطے تم وہیں ایک بازار قائم کرو گے جس سے دوا خرید و فروخت کیا کریں گے۔ روٹی یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور دروازہ کھول دیا جس کی وجہ سے ہرمیں شہر میں داخل ہو گیا۔

حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے حضرت سعید بن زیدؓ کو لکھا بھیج دیا کہ ان کھوٹے کامرین کو چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے حکم پا کر ہی حاضر و غایا ہو کر انہیں سب کو لے کر حضرت ابو سعید بن جراحؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے خود ہونے کی دفعہ کے مطابق تمام تھپڑا کر مارے اور انہیں جگہ کی ادھلی کی وقت تک انہیں بطور دین (گروہ) کے اس بات کے اندیشہ نہ ہوئے کہ کہیں رہا ہونے کے بعد شہر میں پہنچ کر مسلمانوں کے ساتھ فتنہ نہ کریں اپنے پاس رکھ لیا جنہیں مسلمانوں کی فتنہ کے پاس رہے ہوئے حضرت ابو سعید بن جراحؓ کے حکم سے ہر طرح کی مراعات حاصل تھیں۔ ہرمیں تاوان جگہ کے تیرے کرنے میں مشغول ہو گیا۔

فتح یعلقب

حضرت سہیل بن صبحؓ کہتے ہیں کہ ہرمیں معاویہ سے بارہ روز کے بعد سرمان جمع کر کے لایا۔ اسی کیساتھ مسلمانوں کے لشکر کے لئے غلہ اور چارہ بھی اس کے ساتھ تھا جس وقت قرمہ مال پہنچے اور اس میں حضرت ابو سعید بن جراحؓ کے سپرد کر دیئے اور اپنے آسمیوں کو جو رہن بنے بھڑائی تو اس نے حضرت ابو سعید بن جراحؓ سے عرض کیا کہ اب آپ اس کی بجائے (دینے یا نہ)۔ مسئلہ یہی (کوئی) ہے آپ ہم پر مقرر نہ کیا جائے یہی فتنہ کر کے یہاں بدلیں تاکہ میں آپ کے سامنے اس سے یہ جہد سے لوں کہ وہ ہم پر کسی قسم کا ظلم و تمرد نہ کرے۔ تاہم استطاعت سے باہر ہم سے کوئی مطالبہ نہ کرے اور حد سے شہر میں اندر داخل ہو۔ آپ

میں مزید کہہ دوں چھ تو ان میں سے ہر ایک کو کف کے آداب نے اس قدر اطمینان دے لے گا کہ وہ اپنے ساتھ جو کچھ وہ چاہے لے لے۔ آپ نے قلعے اور جہاز کا قتل فرما کر کچھ چھٹی کی تصویریں لے لی ہیں اور وہ ہمیں ذرا غور سے دیکھنا چاہیے۔

حضرت جہاں نواز شہر خٹک کی کاتھ ہیں کہ اہل حق مہذبہ کی کئی قومیں میں سے ایک ہی قوم نے شہر خٹک سے بنایا۔ ان کے کہنے سے اسے نیچے نصب کر کے کسی تخت سے خوب مضبوط کیا تھا۔ ان کی آبی شہر میں باغ و درخت وغیرہ فروخت کے نہیں رہا تھا۔ ہم دوسرے ماطلوں کو اس وقت دہرائی کرتے اور ان کو بہت پرہیزگار بنی مہذبہ میں داخل نہیں تھے۔ ان کے بچے ہمارے ہمارے حضرت ولی محمد آدیس کے لیے ایک خانہ بنا کر دے دیتے تھے اور وہ اسے اعلیٰ جایا کرتے تھے اور اسی طرح دوسرے سوا اس کی اور ان کا یہ کرتے تھے۔ گو یہ تارکے نہیں ہیں۔ ایک تار (سیریا) اور ان کی پانی اور نمبر ہوتا تھا۔ وقت نہ کسی سر میں جایا کرتے تو ان کی خدمت میں جھک کر دعا مانگتے تھے۔ اہل ملک کے پانچ ہزارے لیکن وہیں اور خیر و فروخت سے نفع حاصل کیا جس سے وہ بہت خوش ہوئے۔ پھر انہوں نے جب محلات و درباروں میں سب سے ایک امیر اور اس کا القاب فرمایا اور کسی وقت میں ہزار وچھوٹ اور نہایت دیکھی اور غلام و عورتیں بھی پرانے تھے۔ صحت و دینی اپنے شاعر بنایا تو ان کے اہل بہت خوش ہوئے اور انہوں نے ایک قوم کی خدمت میں بہت بڑا نفع حاصل کر لیا۔

ہمیں نے ان کی عمارت کا یہ فروغ دیکھ کر خیر کے ایک کمرے میں انھیں جمع کیا اور انھار کو یہ حکایت پیش کیا۔ آپ جانتے ہیں کہ کمرے کے آپ تھوس کے کاموں میں بھی کتنی دلچسپی کی ہیں۔ عمارت، جان و مال خیرات۔ یہ وہی اور بل بارس نے اپنے کمرے میں کس قدر دینی سے کام لیا۔ شیرازہ لذت۔ سے چھایا۔ سرگودھی ماں کی قربانی کی روایک۔ مقصد یہ ہے کہ عمارت کے لئے خرچ کر دی۔ خیرات سے یہیہ معنوں میں ثابت کیا کہ آدمی رو گیا۔ اپنے مال کے ساتھ ساتھ اپنے اسیلے بھی لے آئے۔ سب سے زیادہ دھرم۔ ہی عام ہوا وہی اور اپنے چھینے کے کچھ کھوا۔ کچھ نہ اتارا۔ اپنے گھر میں۔ میں نے شہر پر جو دواں دیکھ کر شہر ہوا تھا۔ آپ نے جو تھائی رقم دے دی اور آپ تھائی قابل ہو گئے کہ ان گروہوں۔ سے خیرات سے میں بہت متاثر ہو گیا اور ہے۔ انھوں نے جواب دے کہ کرتے ہو کچھ کھانا ہے جو سب کچھ ہے اور رست سے کمرے میں سے خیرا مطلب کیا ہے اور رست سے اب بڑا چاہتا ہے؟ اس نے کیا اس وقت تھوس تھو، رستہ اور رستہ کھرا تم بھی کیا ایک شخص ہوں۔ میں نے میں کو اپنے مال سے جو کچھ دے ہے میں چاہتا ہوں کہ تھوس کے عوض میں مجھے کچھ لوٹا سکے اور ہے۔

انہوں نے کہا سردار اہم کہیں سے مجھے لا سوریں۔ اس نے کہا میں نہیں یہ تکلیف دینا نہیں چاہتا کہ تم اپنے میں سے مجھے بھی لیتو۔ پختہ تھے وہ اور وہ یہ فضا۔ یہ کہہ کر گھبراہٹ میں۔ سے ان کا حال۔ کہ مجھے بخش دینا۔ یہ پتہ توں کہ ان حوالہ کی قیادت میں تمہیں جو کچھ لاکھ لاکھ کروا کر اس موقع میں سے اس میں حصہ لے لے۔ یہ کہہ کر وہ اٹھ اٹھ کر بہت سے پڑے۔ وہ انہیں سخت ناگوار لگا۔ ایک اور سے ان کی طرف متوجہ ہو کر ان میں میں مشورہ کرنے لگے۔ ان میں سے ایک نے اٹھی جو بچہ بہار سے

۱۔ یونین کی ترقی کا قیاس ہے۔ یہی نظم و انضباط کی کمی میں ہمارا موجودہ حال کا ترجمہ ہے۔ لیکن اگر اس کے بعد ہم اس نظم کو اپنے جہاز میں لے لیں تو اس کے لئے کوارٹر میں سے کوارٹر کو جو کچھ بھی لے لیں۔

پاس ہے وہی سردار کی بدولت ہے۔ اس کے صلے میں بہت زیادہ کوشش کی تھی اور حتیٰ المقدور ہماری حمایت کرنے میں اس نے کوئی دقیقہ فراموش نہیں کیا تھا۔ نیز اپنا ہم قوم ہونے کے ساتھ ساتھ بادشاہ کے مقررین میں سے بھی ہے۔ یہ کہہ کر انہوں نے اسے مخاطب کر کے کہا کہ ہم تیرے مطالب کو قبول کرنے میں مستانف کا دوسرا حصہ ہم تجھے دے دیا کریں گے۔ چنانچہ اس نے ایک عالم اپنی طرف سے اس کے اوپر مقرر کر دیا جو روانہ مسانف کا عطران سے وصول کر کے اسے دے دیا کرتا تھا۔ چار سو روز تک اس کا یہ عالم برقرار وصول کرتا رہا۔

اس اثنا میں بریس کے پانچویں عشر کی بدولت ایک بہت بڑی رقم جمع ہو گئی تھی۔ اس نے یہ خیال کیا کہ اس وقت تجارت کے اندر جس قدر خرچ اعلیٰ حیلہ کو ہے اتنا انہیں اس سے پہلے بھی نہیں ہو سکا۔ یہ سوچ کر اس نے پھر ہاشمہ کان شہر کو ان کیلئے میں جمع کیا اور کہا کہ ہم اس نے جس قدر مال مسانف کی بابت خرچ کیا وہ انہیں بخوبی معلوم ہے۔ تجارت کے مسانف کا مشر جو تم مجھے دے رہے ہو دو مجھے کافی نہیں۔ البتہ تم مسانف کا چھوٹی مجھے دینے لگو تو مجھے امید ہے کہ جتنی رقم میں نے خرچ کی تھی وہ جلدی سے ہٹ کر میرے پاس آ جائے اور میں بھی ایک تہارے جیسا فروشار ہونے لگوں۔ قوم نے یہ سن کر انکار کر دیا۔ آدو اوایا کی آواز میں بلند کہیں اور کو ایسی صوت صوت کے مقابلے کے لئے تیار ہو گئے۔ بہت سے آدمی اس کے خاصوں کی طرف بڑھے اور انہیں کھڑے کھڑے کر کے رکھ دیا۔ شور و فریاد کی آوازیں جب زیادہ بلند ہوئیں تو شہر سے باہر مسلمانوں تک جانے لگیں۔ مسلمان چونکہ اس واقعہ سے خدانہیں تھے آوازیں سن کر بھڑکے اور جمع ہو کر اپنے سرزاد حضرت رافع بن جبرائیل کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کیا شہر کے اندر کی آوازیں اور چیخ و پکار آپ نے بھی سنی ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں میں بھی سن رہا ہوں مگر کیا کر سکتا ہوں۔ ہمیں اندویش دافع ہونے کی ہر ذلت نہیں معاذ ہوسے ان کے مابین اسی بات پر ہے اور ہم زیادہ تر دار ہیں کہ باری تعالیٰ علیٰ ہمد و کے وعدے ایفا کریں۔ اللہ جبارک تعالیٰ فرماتے ہیں:

من اوفی وعادہ علیہ اللہ فسیزہ اجر اعظیما۔

ترجمہ: ”جو شخص اس عہد کو جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس پر مقرر کیا ہے پورا کرے گا تو اللہ تبارک و تعالیٰ اسے بہت جلد اجر عظیم دینے لگے گا۔“

اس آئندہ شہر سے باہر نکل کر میں معاملہ کی اوصیت سے مطلع کر کے دادری چاہیں تو ہم ان کے معاملہ میں غور و فکر کر کے ان کی آنکھیں مسالہ اور اتحاد کرادیں گے۔

واللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ نے بھی اپنا جملہ ہمارا بھی نہیں کیا تھا کہ شہر کے لوگ روز روز کے آپ کے پاس آنا شروع ہوئے۔ جب تمام آدمی آئے آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے تو انہوں نے اپنا شرواں سے آؤ خربک تمام قصہ یعنی پیسے بٹھا کر کے مشر مقرر کرنا پھر انھیں عہد کر کے دوبارہ چھوٹائی مانگنا فیروزہ سب بیان کر دیا اور کہا کہ ہم اللہ سے اور آپ سے اس بات کا انصاف چاہتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ میں اسے ایسا بھی نہیں کرنے دوں گا۔ انہوں نے کہا ہم تو اسے نیز اس کے تمام خاصوں کو قتل بھی کر دیا

برصاوت ہوا اور حضرت خلیفہ میں ولید نے ان تمام تلاموں کو جو اس وقت مسلمانوں کے شہر میں موجود تھے جمع کر کے یہ فرمایا کہ تم میں سے جس اور ادا حدیث لکھنے کے معنی کی شہرہ نام پر یلغار پائی دیں اور ادا حالوں پر دشمنوں کے تیرہ رنگ رنگ کر اپنی اپنی شہرہ نام لکھو ان کے جو زبان کے مقابلے میں دکھائے گئے۔

حضرت امیر ابو سعید بن ہریرہؓ نے فرمایا: "ایہا سلیمان! بعض تلاموں کی ہفتہ میں کلامت نہیں کرتی تھی۔ آپ نے جواب دیا آپ ذرا خاموشی کے ساتھ انہیں دیکھیں اور میں جڑ جو تیرہ ہزاروں میں کی ایک لکھتے نہ فرمائیں۔ میرا قصور اس سے ہے کہ میں ان پر یہ بات ثابت نہ کر سکوں کہ جہاں انہیں نظر میں نہ کی کوئی وقعت نہیں ہے اور ہم اس بار ان کی کوئی نیا اور جدید نہیں دیتے کہ خود ان کے مقابلے کے لئے انہیں۔ بلکہ ہم انہیں انہی کے ذکر دیکھتے ہیں کہ انہیں ہمارے تلام ہی کافی ہیں۔"

یہ سن کر حضرت ابو سعید بن ہریرہؓ نے فرمایا: بہت بہتر ہے خداوند تعالیٰ تمہیں تو فیہا عنایت فرمائے۔ جس طرح تمہاری کچھ حدیث آئے کہ وہ یہ کلام چار ہزار تھے۔ حضرت خلیفہ میں ولید نے ایک ہزار پیدل عرب بھی ان کے ساتھ لے کر انہیں شہر بنہا پر حملہ کرنے کے لئے نکلا۔ وہاں وہ فرما کر تیرہ ہزار کے ساتھ ساتھ تلاموں کی ضروری شہرہ نام کی اور ان پر لکائی جائیں۔ چنانچہ عربی ان تلاموں کے پیچھے کھڑے ہوئے تھے اور یہ تلام ادا حالوں میں اپنے آپ کو چھپاتے ہوئے تیرہ کی بوچھاڑ اور تلاموں کی ضروری لکھا رہے تھے جن میں بعض تلام یوں پر پڑ کر اپنی جھکا کے ساتھ بھاگتے اور بعض مرکز اور وہابی تھیں۔

واقعہ یہ تھا کہ انہی کے کہنے میں کہ میں مسلمانوں کے ساتھ ہر حال کا سرور تھا اپنے سرور اور ان کے ساتھ شہرہ نام کی اور ان پر آئے۔ اس کے گروا گروا ان کے افسران اور پادری کا راز (معاذ اللہ) موجود تھے جس کے سروں پر مسلمانوں کی ہڈی تھیں۔ یہاں آ کر یہ ان تلاموں کی فوق کی حرکات و سکنات مجدد لکھ کر لے رہے۔ سرور میں نے اپنے افسران کو کاماب کرنے کے لئے کہا میں ان عربوں کو جس طریقہ اور ہیئت میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے تمام یہ تلام یہ وہاں ہیں۔ ایسا خیال نہیں کرتا تھا کہ ان کے ان معاصروں نے جنہوں نے عربوں کو اپنا دین میں دیکھ کر اور وہاں سے بھاگ کر یہاں آئے تھے۔ اس سے کہ یہ عربی مردوں میں بے جا کہ عربوں کے تلام ہیں۔ انہی نے تیرہ فریب اور ان کے جنگ کی چالاکیوں میں سے یہ بھی ایک چالاکی اور ہر جے جس سے انہیں ہر پر یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ ہمارے یہ ایک تمہاری بھولہ روایت درستی بھی حقیقت نہیں ہے کہ ہم خود انہی کے مقابلے میں جنگ کے لئے گئے تھے۔ بلکہ ہمارے تلام ہی کافی ہیں۔ اس لئے کہ انہی (علیہ السلام) کی قسم یہ تو عربوں سے بھی نیا وقت اور بے سرے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ تیرہ لکھ کر ان کے شہرہ نام اور ان کے آ کر وہی شخص بھاگتا ہے اور وہی اس میں وہ خود کے ہاتھوں سے لکھتے ہیں جو ان کی کچھ حقیقت نہیں سمجھتا اور اس کے دور میں سے انہی کے قدم پڑنے کے لئے یہ دور بھلا رہتی ہے۔

کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں ان کے تلام یہ رہے اور ان کی دفعہ انہوں نے حجاز کے دروازوں پر بلے لگے تھے کہ سورج اس مقام سے کی تاب نہ آ کر مغرب کی طرف چلا گیا اور یہ تلام اپنے آقاؤں کے پاس حق تک اور ان کے واپس اپنے آگے۔ عربوں نے اپنا ایک اپنی اور قاصد لکھا کہ حضرت ابو سعید بن ہریرہؓ کی خدمت میں پہنچا۔ جس وقت یہ مسلمانوں کے قریب پہنچا تو رات

۱۔ یہ صاحب القرب ہوا کہ وہ یہ صاحب القرب اور اس کی خواہش کے لئے وہاں نہیں آ کر رہا ہوا کہ وہی ہو سکتا ہے۔ ہذا کی گارڈ اور دستہ جو بادشاہ کی حفاظت کے لئے مخصوص ہو۔ ۱۲۔

کی تاریکی نے یہ طرف اپنا ذریعہ بنا لیا تھا۔ مسلمانوں نے یہ معلوم کر کے کہ کوئی ہماری طرف نہ چلا آ رہا ہے اس کو گرفتار کرنا چاہا مگر اس نے کہا میں عرض کر چکا ہوں۔ میرے پاس یہ خدا ہے جس کا میں جہاد لینے کے لئے آیا ہوں۔ مسلمانوں نے اسے حضرت امیر ابو سعید دہن جراح کے سامنے پیش کر دیا۔ آپ نے اس سے وہ خط لیا اور اس طرح بڑھتا شروع کیا۔

”ایسا شرعاً عرب! ہم سمجھتے تھے کہ تمہارے پاس یہ کونکر کی عقل ہوگی جس سے حرب و ضرب، نیز دیگر امور میں استعداد ملے کہ کام کرتے ہوئے، شراب، مہلوم ہو کر اس سے کہہ سکو کہ پہلے دن کی جنگ میں تو تم علیحدہ علیحدہ اور دوزخوں پر حشر ہو گئے جس سے ہم نے سمجھا کہ ان کی تفریق کا صبر سے بھی زیادہ سخت اور مضار کی معذرتوں سے بھی کرخت ہوئی۔ مگر جب انکا دن ہوا تو تم خود اپنی ساری سے بٹ گئے اور ان سے کہیں کو ہجو و ہاروں کے لوہے کو ہاروں کا بار بار کے نہیں کہہ سکتے دانتے ہیں اور دوسرے اختیاروں کو توڑ دینے والے ہیں اسی لیے ہم نے تم سے مقابلہ پر بھیج دیا۔ انہوں نے کھانہ بھی شہر پہاڑ کی دیواروں پر پڑا کر اسے توڑ دیا اور اسلام نہ لگتی ہیں۔ اس سے لڑائی کے اندر تمہاری عقل کا خرابہ دازہ ہو گیا کہ صبر کرنا اور اس سے کیا کام لیتے ہو؟ میں تمہیں اب ایک ایسا مشورہ دیتا ہوں کہ جس میں محمد و نوح و عیسیٰ علیہ السلام کی لاشیں اور بھیڑی گھوڑے کی طرف چلے جاؤ اور جس طرح اب تک تم نے ان شالاک کو جو تمہارے پاس پشت میں رہا تھا کیا ہے اس کے مقبوضات کو فتح کر دو۔ خدا و خورجانی سے بچو۔ کیونکہ جو شخص نہیں کرتا ہے یہ اس پر کوٹ کر پڑتی ہیں۔ اگر تمہیں یہ مشورہ نہیں ہے تو ہم کل صبح شہر سے نکل کر تمہارے ساتھ لڑیں گے۔ مگر جو شخص حق پر ہو گا وہ اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائے گا۔“

حضرت امیر ابو سعید دہن جراح نے اسے اپنی خاکہ کو پڑھ کر مسلمانوں سے اس سے متعلق مشورہ کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ قبیلہ خثعم کا ایک سردار جس کا نام عطا بن نمر تھا اور جو ایک بن رسیہ و بڑا جنگ جوتے کے ساتھ ساتھ قدیم الحمر سے (یعنی پیدا ہوا) اور صحیح المرآے شخص بھی تھے اور جو اپنے قبیلے کے دسیوں کو رام کر کے ایک ہاتھ و خنجر کا کرنا نہیں اپنی قیادت میں لے آئے تھے اس وقت یہاں موجود تھے جس وقت انہوں نے یہ خط ملا تو یہ فوراً الجمل کے کفر سے ہوئے اور حضرت امیر ابو سعید دہن جراح سے کہنے لگے میں آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ آپ میری ایک بات جس میں مسلمانوں کی بھونک اور نفع مضرب ہے سن لیں۔ اپنی تعالیٰ جلیل مجدہ و کبھی مسلمانوں کی ناحیہ و فلان اور بیہودگی کی بات کہنے کی تو میں عذرت فرمائیں۔ آپ نے فرمایا تم مسلمانوں کے لئے راجح ہو کہ جو کچھ تمہارا ہے ہو؟

یہ سن کر حضرت ابو سعید دہن جراح نے ”قریب آئے اور کہا یا امیر! اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا کرے۔ ان سرداروں سے جن سے اب تک ساتھ پڑنا رہا ہے وہ یہاں کا سردار زیادہ و زیادہ اور ہوشیار معلوم ہوتا ہے۔ فتح و غلبہ کی خبر اس وقت اسے ضرور پہنچی ہوگی اور اس نے اسی وقت یہ سمجھ لیا ہوگا کہ مسلمانوں کی جولا کا وہ اب ہمارے شہر کے سوا کوئی دوسرا شہر نہیں ہو سکتا۔ یہ سوچتے ہی اس نے غلا پور، رمد کا تمام سامان اور اطلال اپنے پاس اس قدر جمع کر لیا ہے کہ شہر والوں کو سالہا سال کے لئے کافی دہنی ہے لیکن صورت میں اگر ہم نے ہمارے رخصت و خنجر کی طرح اسے فتح کر کے اس کی ایک زانوہا ہے۔ اس لئے میری رائے

۱۔ نہ کہ لڑنا ہے بلکہ جو ضرورت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع کر دی ہے اسے ہم نے نہ کرنا چاہئے۔

شہزاد کا کیا معاملہ ہے۔ اس وقت تک ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ اس لئے جہو جو کچھ خداوند تعالیٰ کو منظور ہوگا ہو رہے گا۔ آپ نے فرمایا ہم بادشاہ جو بڑی ہی کی طرف جا رہے ہیں۔ ہمارے ساتھ نوکر یہ آؤں گا کافی ہیں۔ مگر مال و اسباب اس قدر ہے کہ اس کی بار بار داری میں ہمیں وقت اٹھانی پڑتی ہے۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ جس وقت تک ہم لوٹ کے آئیں۔ اس وقت تک تمہارے پاس وہ قدرتی تاکہ ہمارے پاس سے یہ جو بیک ہو جائے۔ الٹی دستخط یہی کہ اپنے سرکار کے پاس جس کا یہ بھٹکاس تھا۔ اسے اور اس سے یہ چلانا کیا۔ اس نے کہا اس میں کچھ حرج نہیں تھا۔ بادشاہ دوسرے بادشاہوں کے پاس ہمیشہ سے اپنی امتیازی رکھتے چلے آئے ہیں۔ ان سے تہذیب کہ جس وقت آپ کو کچھ کام ہو ہم اس کے بھالانے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔ انی طرح آپ جب تک بادشاہ سے آپ کا کچھ فیض ہو تو ہم سے سرسختا نعت۔ مجھے۔ آپ نے فرمایا انا اللہ تعالیٰ اعلیٰ علی۔ دیکھ۔

فتح رستم

خیرت میں ملنے لگے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہؓ وہن جہاں کی فوج میں تھے ستر ہزار کے اندر میں بھی موجود تھا۔ جس وقت آپؐ نے یہاں سے کوئی کر کے مدینہ پر چھوڑا دی اور خیمے نصب کئے تو آپؐ نے صاحب اور صاحبہ ابراہیمؓ سنا بہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کاشعور دے لئے غلبہ کیا اور فرمایا کہ یہ شیر نہایت مضبوط اور کھنڈہ بند ہے۔ فطرت کی جیلہ اور دگر کھاس کا بچہ ہوتا بہت زیادہ مشکل مضبوط ہوتا ہے میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے کسی آدمیوں کو وہیں مسند قیام میں جن میں اندر کی طرف اٹھ گئے ہوں بندہ کے ان کی کھچیاں چھیں اور وہیں۔ بس وقت تم شیر میں بیچ بھاؤ تو اللہ کا نام لے کر شیر دالے شتر کوں پر ایک دم فوت چڑو۔ مگر تمہاری مدد اعانت کر دی جائے گی۔

حضرت حامد میں ولیدؓ نے کیا اگر آپ کا بیج ارادہ ہے تو قتل باہم ہونے چاہئیں۔ (تاکہ کسی طرح کا شبہ نہ پڑے۔) مرحوم (اور نکلے کے لئے صندوق کی کھلی میں اس قسم کی جھنجھکی) (نروائی یا چھپکا یا کٹا اور زنجیر لگا دی جائے کہ جو نہیں کھٹنے میں روک نہ سکے۔ اس ترکیب سے جس وقت جہرے آدمی دشمن کے قتلے میں پہنچ جائیں تو تمام کے تمام ایک ساتھ ہی نکل پڑیں اور غرہ بھیجہ بلند کریں۔) عجمیہ کے غروں پر ان کی اعانت موقوف ہوگی۔ جس وقت یہ غرے بلند کریں گے۔ ان کی اعانت کیلئے فوج روانہ کر دی جائے گی۔ آپ نے غرو یا یہ بالکل ٹھیک ترکیب ہے۔ ان کے بعد آپ نے دو مہینوں کے کھانے کے صندوقی منگا کر ان کے پیچھے کچھوں کو توڑ کے ان میں جھنجھکی توڑائیں اور دھب یہ ٹھیک ہوئے تو ان میں سب سے پہلے بہت کرنے والے حسب ذیل حضرات تھے۔

فخر الدین گزدر۔ مسیب بن نجف الفراءنی ازاد کاغذ حیرتی۔ عمرہ بن محمد کرب زبیدی۔ مرقال بن باثم بن ثعلبہ۔ قیس بن
ہبیرہ۔ عبد الرحمن بن ابی بکر صدیقؓ۔ عبد الرحمن بن مالک اشتر۔ عوف بن مسلمہ۔ عامر بن کاظم فراءنی۔ مازن بن عامر۔ وجیع بن
عامر۔ کرم بن ابو جہل۔ عتبہ بن عامر۔ صید بن سلمہ۔ دارم بن قاضی عجمی۔ سلمہ بن علیہ۔ ذریعہ بن حرمہ۔ وکیل بن جرجل۔
خندوب بن سیفہ ازاد۔ ابو محمد بن جعفر یازدگر جنینیں مہ نے اس سب حضرات پر مہر و مقرر فرمایا تھا۔ یہ تمام مسندتوں کو دیکھیں

۱۔ پانی کی ڈاک کا خرچہ رقیبہ محسنی کی کوئی ڈاکہ نہیں دیتی ہے۔ مصروفیت کی وجہ سے کہتے ہیں اس لئے علیٰ ترہ کر دیا گیا ہے۔ اس سے کہیں زیادہ نہیں کیا گیا۔

[illegible][illegible]

رومی چونکہ نیچے تھے مقابلہ کی تہہ نہ لائے اور شیر کے دواڑوں کی طرف بے مراسمانی کی محبت میں بھاگے گھڑے ہوئے مسلمانوں کے اس چبوتے سے اتر کر توجہ راہِ محطرت مجدد بن خضر عیان کرنے رہیں بن خضر امیر مسیحیوں میں ایک مدعو بن ابرہہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ابو اسیری و وزیر اٹکے ہوئے شیر کے دواڑوں کے جانور کھول دیا۔ مگر رستے مسلمان بھائی شیر کے چاروں طرف تھہرا کر دیکھنے لگے تیار ہیں۔ وزیر اپنی طرف سے وہ حص بھی کہتے ہیں جسے ابو جبریل (علیہ السلام) نے انعموں کے ساتھ اسے کھول دیا اور دواڑوں کے چھلنے ہی کو یہ باب بند ہوا۔ یہ حص لڑیں۔ چاروں طرف سے ان کی دواڑوں کا استقبال قلب و کاف غروں کے ساتھ ہونے لگا اور اہل انگریزی دواڑوں کے ساتھ ساتھ توحید کا فخر زہد اسلامی فونی کا قاتل اعظم یعنی حضرت خالد بن ولید اپنا لشکر لائے ہوئے شیر میں داخل ہو گئے۔ سچکے کے بعد اس نے جب توحید کے نعوسے تو کھجور، برص، صوفوں کے قبضے میں آگئے۔ حوائے قیامت میں آجائے کے کسی طرف خون آگیا تو کواڑوں کو سنانے میں آئے کی کوئی فریب کبھی میں نہ آئی تو آخر یہ واقعہ ظالم کے کہہ رہا تھا کہ ساتھ نہیں لڑتے۔ تم تھہرا رہے فیدائی ہیں ہمارے ساتھ نہ ملو، انصاف کرو یہ تم نہیں، ہماری قوم سے بھی زیادہ غریب ہو۔ اپنے آپ کو مسلم غروں کے برادر کے ان کی خواہش میں آگئے۔

حضرت علامہ ابن حجر نے ان پر اسلام پیش کیا۔ بعض ان میں سے مسلمان ہو گئے اور اکثر اپنے دین پر ہی چرچا کرتے رہے۔ منجھوٹوں نے بڑے بڑے دینے کا اہم کر لیا۔ مگر سرورِ عالم نے ان کو بھی انکار کر دیا اور کہا میں اپنے دین اور مذہب کا محض اور بدلا دینا نہیں چاہتا۔ حضرت علامہ ابن حجر نے فرمایا کہ تو مجھ کی مصدقیت میں تجھے کیا اپنے دل پر کس کے انگیں ہیں اس سے نکل جا۔ ہوا کہ۔ یہ بچہ پورست

سے منع اپنے اہل و عیال کے سیدھا حصے کی طرف چھوڑ دیا اور وہاں پہنچ کر فتح رستن کی خبر دی۔ اہل حصہ یہ خبریں کر بہت سٹ پڑے اور انہیں سخت ناگوار لگا اور یہ سمجھ گئے کہ اہل عرب بھی تمام میں اب یہاں آ کر تاخت و تاراج کیا ہی جاتے ہیں۔ حضرت ابوہریرہ بن جعفرؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو اطلاع کی۔ آپ نے من کر جہد و شکر ادا کیا اور کھن کے ایک ہزار سپاہیوں پر حضرت بلال بن مرہؓ لشکر کی کامیاب لشکر مستقر کر کے رستن کی حفاظت کے لئے روانہ کر دیا۔

لشکر اسلام کی حماۃ کی طرف روانگی

رستن پر جس وقت بلال بن مرہؓ لشکر کی اور ان کے پیادوں کا چوڑی طرح قتل ہو گیا تو حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عبداللہ بن جعفرؓ عازر حضرت ابوہریرہؓ بن جراحؓ کے لشکر میں آئے اور مسلمانوں کا یہ فائدہ اہل کفر حماۃ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اہل حماۃ نیز اہل شیرز جیسا کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ مسلمانوں کی صلح میں داخل تھے مگر ان شیرز کے جس سردار سے مسلمانوں نے صلح کی تھی اس کا انتقال ہو چکا تھا اور برقل بادشاہ نے اس کے بھائی ایک سرکش اور ظالم سردار کو جس کا ہم کس تھا باسور کے یہاں بھیجا تھا جس نے اس صلح کو فتح کر دیا اور اہل شیرز کو اپنے پیچھے علم میں لے کر تاراج کر کے انہیں کافی مڑ چھڑا دیا۔ یہ مقدمات نقل میں روشنی لیتا۔ مال حبشہ اور درپردہ کمانے پینے کی چیزوں کے خوب عطا قبول کیا کرتا تھا۔ جس وقت حضرت ابوہریرہؓ بن جراحؓ کو راستہ میں نقص صبح کی خبر پہنچی تو آپ نے سواروں کا ایک دستہ ان کی طرف بھیج دیا تاکہ ان سے پہلے وہاں پہنچ کر قتل و تاراج کر دے۔ چنانچہ اس نے وہاں پہنچ کر ان کے شیر کو مارنا شروع کر دیا جس سے شیرز اڑاؤں میں ایک بھگتا ہوا ہو گیا۔ سردار کس ان کی شور مچا دیا اور آؤ غوغا مچا کر اپنے تعلق سے باہر نکلا۔ رزماء اور سحر زینہ شیر کو جمع کیا اور ان کے وسط میں بیٹھ کر کہنے لگا ہاشدگان شیرز اتم جاتے ہو کہ ملک برقل نے مجھے تمہاری حفاظت نیز شیر اور تمہارے مال و اسباب اور ہاں انہوں کی تحبہ و شہت کے لئے تم پر باسور کیا ہے۔ اس نے میرا فرض ہے کہ میں ہر رشتہ تمہاری حفاظت و ممانعت کے فرض کو بھلاؤں۔ یہ کہہ کر اس نے اہل خانہ کا دروازہ کھولا اور اٹھیا و تقسیم کر کے لڑائی کا قہقہہ بول دیا۔

دوئی اس تقسیم میں تھے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ مع لشکر زحف کے یہاں پہنچ گئے اور ان کے مقابلے میں چھڑائیاں ڈال دیں۔ آپ کے بعد حضرت جزیہ بن ابی اسحاقؓ اپنی جماعت کے ساتھ آئے اور ان کے بعد سردار لشکر حضرت ابوہریرہؓ بن جراحؓ بھی اپنے قریب لشکر کے ہمراہ تشریف لائے۔ اہل شیرز مسلمانوں کا یہ مادہ لشکر و کچہ کر سمجھے۔ عظیمی جاتی رہیں۔ آنکھیں بند ہو گئیں اور بہت زود ہو کر رو گئے۔ حضرت ابوہریرہؓ بن جراحؓ نے اہل شیرز کے نام ایک یادداشت سب ذیل الفاظ میں دہرائی۔

حضرت ابوہریرہؓ کا مکتوب اہل شیرز کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الابعد۔ ہاشدگان شیرز۔ تمہارا غلہ حبیب اور رستن کے قلعوں سے زیادہ مضبوط نہیں ہے اور تمہاری فوج ان کی

فوجوں سے زیادہ بہادر ہے۔ اس لئے میرا یہ کھوپڑی تم میری اطاعت کر کے بروہی قیادت میں داخل ہو
 ہو گا اور مخالفت نہ کرے گا۔ نہ اور نہ یہ کھلیت اور نہ ہو کر تم پر زلزل ہوگی۔ ہمارا افسانہ اور حسن سیرت تمہیں معلوم ہو چکے
 ہیں۔ لہذا محاکمہ شام کے ان لوگوں کی طرف جہتنامی صبح میں داخل ہو کر تازہ قیادت کرنا چاہئے ہیں تم بھی داخل
 ہو جاؤ۔ والسلام

یہ بلاشبہ ایک معابدی شخص لئے کرنا ہے۔ پس کیا۔ یہ اسے لے کر سردار گنہگار کے پاس پہنچے اس نے اسے بڑھا اور اونچی
 طرح اس کا مطلب سمجھ کے اہل شیرازی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا کہ آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا، اُمّی عرب اپنے
 قول میں نہایت سچے ہیں۔ ہمارا عقیدہ حق، اعلیٰ، مہش اور بھرتی کے قلعوں سے زیادہ مستحکم اور مغیور مانجھو ہے اور اسی طرح
 آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ اس شخص کے بھارہ جرنی اور شیخ واقعہ ہوئے ہیں مگر ہمارے اس کے کہنا میں نے ان سے مسلح کر دی ہے۔
 اپنے ہی غلطیوں، ان کا شیرازہ باشندگان اور ان اور ان کا قلعہ ہے۔ مگر ان کی بھی ان کے سامنے کچھ نہ چلی۔ ان سب باتوں کو دیکھتے
 ہوئے اہل شیراز ان کا کیا باز نکلتے ہیں اور پھر جب کہ ان کا قلعہ بھی نہایت کمزور واقع ہوا ہے۔ اب اگر آپ شیخ کی کشت و شنید کے
 متعلق انکار کریں گے تو اس کے یہ معنی ہوئے کہ آپ ہمیں دانتہ ہلاکت کے رکھتے ہوئے ان میں اور حکم دے چاہتے ہیں۔ لہٰذا یہ
 شیخ ہی غصہ کی آگ میں مل گیا۔ اہل شیراز کو کاکیاں دیں اور اپنے غلاموں کو ان پر حملہ کرنے کا حکم دیں۔ اہل شیراز بھی یہ دیکھ کر آگ
 لگوا ہو گئے اور قتل گمار دیں سے کہ اس کے غلاموں پر زلزل پڑے۔ فریقین میں جنگ و جدوجہد قائم ہو گئی۔ مسلمانوں نے یہ دیکھ کر بارگاہ
 رب العزت میں دعا کی، اَللّٰہُمَّ اِنِّہِمْ اَکْبَرُ جَنَّتْ مِیْنِ بِلَکْ کَرْدَسْت۔ دیر تک یہ زلزل جاری رہی۔ آخر اہل شیراز غلبہ کر گئے اور
 انہوں نے اپنے سردار کو فتح میں کے غلاموں کے سوت کے گھاٹ اتار دیا۔

فتح شیراز

اس کے بعد ان میں سے چند آدمی غیر مسلح ہو کر حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے
 حاضر ہو کر اول آپ کو سلام کیا اور پھر اس طرح عرض کر کے گئے ایسا انا میرا ہم نے آپ حضرات کی محبت میں اپنے سردار کو قتل کر
 ڈالا ہے۔ آپ نے فرمایا خداوند علّٰی وعلّٰی تمہارے جیروں کو روشن اور شہادے روزوں میں برکت عنایت کریں۔ آپ لوگوں نے
 ہمیں حرب و ضرب کی آفات سے نہایت دے دیں۔ ان کے بعد آپ نے مسلمانوں سے فرمایا کہ ان کی حسن و اطاعت، آپ
 لوگوں کی محبت میں اپنے سردار کو قتل کیا، نیز ان کا تہاوری اطاعت و تہذیب میں داخل ہو کر آپ حضرات نے دیکھ ہی دیا ہے۔ میں
 چاہتا ہوں کہ اس قوم کے ساتھ حسن مراعات کر کے ان پر انعام و اکرام کا دروازہ کھول دوں۔ مسلمانوں نے عرض کیا۔ آپ کی
 رائے میں جوئے کیجئے۔ واقعی اگر ان کے ساتھ اعانت کی گئی تو دوسرے ممالک اور شہروں کو بھی باری تعالیٰ نکلے، اللہ اعلم بحالہ
 فتح کر دیں گے۔

واقعہ کی رحمت اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ اہل شیرازی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا حسین خوش ہونا چاہئے۔ میں تم پر کسی طرح کا جبر و
 اکروہ وادکھان نہیں چاہتا۔ جو شخص خوشی سے ہمارے دین میں داخل ہونا چاہے اس کے لئے وہی حق ہے جس جہاد سے واسطے اور ان

پوری فوجیں مکت ہوتے ہیں جو کمزور۔ نیز دوسال کا خرواق ان پر موقوف ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے ہی مذہب پر رہنا چاہتے تو اسے جزیہ دینا ہوگا۔ اور ایک سال کا خرواق اس پر موقوف ہے۔

دوبی میں نہ بڑی خوش ہوئے اور کہا کہ ہم ہر دو مضمین آپ کی احاسنت قبول کرتے ہیں۔ یہ جرات سوار کا قصہ ہمارا ہے کہ آپ چنگاں کے زیادہ حقدار ہیں اس لئے ہم بدینہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں اس کے اندر جو کچھ مال و متاع و برقیں و دروازی ہیں وہ سب آپ کی ملک ہیں۔ آپ انہیں اپنے قلعہ میں جس جس طرف چاہیں۔ لیتے ہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ نے اس کا سبب لیا۔ اسباب پنج کر کے اس کا ٹکس (پانچوں حصہ) انہوں نے دیا۔ باقی تمام سالانہ مسئلوں پر اہل اسوہ تقسیم فرمادیا اور ہر سال کی کسی یا سبباً مسلمانوں کے اہل انہوں نے دیا۔ اور آسانی کے ساتھ رب العزت نے تمہارا ہے۔ تمہارے اس شہر کو فتح کر دیا ہے۔ سب اہل مصلحتیں دے دی۔ اور یہ سب کچھ لے چکے ہیں اور ہر سو اہل حق نے ان کے ساتھ کوئی نہیں دیا۔ پوری ہو چکی ہیں اس لئے ہمیں کی طرف لوٹ چلو۔ خداوند تعالیٰ تمہیں جزائے فی عاقبت فرمائے۔

وادی رمتہ سے تھوڑی دُور تھے کہ عرب ابھی گھوڑوں پر سوار ہو کر چلنے لگا رہا تھا۔ ابھی کچھ دُور تھے کہ دو گھوڑے انہیں ٹھہر کر آپ کی طرف سے جانا کی طرف کی طرف تھی ایک گھوڑا۔ اختصاراً کھائی دیا جو ہر دو زبان کی طرف بڑھتا ہوا چلا آ رہا تھا۔ مسلمانوں کے چند سوار غشیخ جال کے لئے اس کی طرف دوڑے۔ معلوم ہوا کہ وہ کچھ کے پار دیوں میں سے کوئی ایک بہت بڑا پار دی ہے جس کے ساتھ مال و اسباب کے لئے ہوئے سوڑے گا۔ چار گھوڑے (بڑوں) ہیں اور ان کی حفاظت کے لئے سوار ہیں۔ جہاں مسلمانوں کے شیرازہ ہیں۔ داخل ہونے کا چڑھ کر اسے مٹ نہیں تھا اس لئے یہاں آ رہا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ فرماتے ہوئے اس کی طرف بڑھے۔ مسلمانوں نے ایک ساتھ ٹھہر دیں کہ حضرت بنو قریظہ کی طرف سے چاروں طرف سے گھیر کے دبی جوانوں و فیلہ و گھوڑوں کو اپنے قلعہ میں کر لیا۔ جس وقت پوری گرفتار ہو چکا تو حضرت خالد بن ولیدؓ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا بدینہ اس کو کیا ہے سے یہ سالانہ لارہا تھا؟ اس نے پھر دبی زبان میں بڑا انا شروع کیا جس کو آپ نے نہ سمجھا۔ اسٹان کان شیرازہ میں سے ایک شخص آگے بڑھا اور آپ کے پاس آئے اس طرح کہنے لگا یا رسول اللہ! یہ کہتا ہے کہ میں بڑا بادشاہ کے عزیز ہیں۔ پار دیوں میں سے ہوں۔ مجھے بادشاہ نے یہ سالانہ اسے کر لیا۔ اس کی طرف وہ نہ کہ قلعہ ان تھوڑی دُور گھوڑوں پر ہیں۔ زہد مطلق (یعنی دینی چیز)۔ اس میں سے ہونے کی عادت ہے۔ (پکڑے ہیں دبی گھوڑوں پر چڑھا دیں اور بالائی تمام پر کھڑے تھے۔ آپ نے انہیں گھولایا ان میں اس قدر مال نہ تھا کہ اس سے پہلے کبھی ہاتھ نہیں آیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے انہیں لہرا کر حضرت امیر ابوہریرہؓ نے جہاں کی طرف اشارہ کیا۔ آپ اس وقت تھوڑے قریب ہی تھے۔ فرمایا تھے۔ آپ نے اس وقت ایک سو فی فوج لے کر جہاں تھا تھا اور سوائی ہی ایک شاہین دیا۔ پانچ سو کھانہ کھانے کے ساتھ ساتھ ہو جائے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اس پار دی کو آپ کے ساتھ لے کر آ رہا تھا۔ آپ نے اس وقت لے کر لیا یا سلطان! کیا ہے؟ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جواب دیا۔ یہ اٹھائے گا ایک پار دی ہے جسے دبی نے قتل کرنے کے لئے دیا۔ اس کے پاس رہا کرتا ہے۔ وادی رمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ کے سامنے مال نہ تھا۔ چشیا یا قلعہ لے کر آپ نے جہاں تھا خوش ہوئے

اور فرما یا باطلیان! شیرز کی فتح ہمارے لئے ایک مبارک فال ہے۔ اس کے بعد آپ نے ترجمان کو جا کر غصہ کیا کہ اس پادری سے ناخرانہ رویہ کتنے ہرقش کے متعلق سوال کرنے کو آپ اس نے کچھ جمعیت جن کی ہے یا نہیں؟ ترجمان کے جواب میں پادری نے بیان کیا کہ ملک ہرقش کو دمشق، ادبک اور جوہرہ کے فتح ہو جانے کی خبر پہنچ چکی ہے مگر ابھی یہ اطلاع نہیں ملی کہ محض کے اوپر بھی رعبا ہو چکا ہے اور ایسا لاطمی کی وجہ سے اس نے مجھے ہر دے کو دالی محض کی طرف روانہ کیا تھا اور یہ دو اشٹ میں یہ اطلاع دی تھی کہ میں مقرر یہ تھا کہ یہاں مد کے لئے لشکر تیار کر کے روانہ کر رہا ہوں۔ تم عربوں سے کسی طرح جنگ میں پیچھے نہ رہنا۔ ملک ہرقش نے تمام ان لوگوں سے جو صلب کے پرستار ہیں اور انجیل کے پیروکار مد و ادبک طلب کی ہے اور ہر تہمت کے بندے نے پیچھا اس۔ عقالیہ۔ نگشتان۔ ارینہ۔ دوقس، اعطیہ، کرک (کرن) یوان، عصف، غزنی (غزنو یا غزنین) روس (روست انکبری) اور ہر حال صلب نے اس پر لبیک کہنے کے آگے غلامی کی ہے اور دو وقت بہت قریب ہے جب ہر طرف سے فوجیں امن امن کے نڈ کی دلی کی طرح ہرقش کے پاس پہنچ رہی ہیں۔ آپ ترجمان سے یہ الفاظ سن کے ذرا متحوش ہوئے اور اس پادری پر اسلام پیش کیا۔ اس نے ترجمان سے کہہ کر کم اپنے سر، اس سے یہ ان کو کہہ دیا کہ تم نے نبی کورات خواب میں دیکھا تھا۔ میں دت علی ان کے ہاتھ پر اسلام لچکا ہوں۔ اس کے بعد آپ نے ان شکرگوں سے جو اس کے ساتھ تھے اسلام لانے کو کہہ کر اور جس وقت انہوں نے انکار کر دیا تو ان کی گردنیں مار دی گئیں۔

اس کام سے فارغ ہو کر آپ نے محض کی طرف کوچ کرنے کا حکم فرمایا۔ ایک دست بطور مقدمہ انجیل کے آپ کے آگے گئے جاد ہاتھ۔ جس وقت یہ دست شہر کے قریب پہنچا تو ان محض عربوں کے آنے سے اس وقت تک بے خبر تھے۔ اس نے پہنچتے ہی تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ روی شہر کی طرف لوٹنے اور یہ کہتے ہوئے کو سچا کی قسم اٹھایا کہ یہ بد مہدی کی۔ روانہ سے بندہ کر لئے۔ مسلمانوں کا لشکر بھی پہنچ گیا اور اس نے محض کو ہاروں طرف سے گھیر کے اس کی رہنمائی کر دی اور چاروں طرف اس کے گرد بڑے ڈال دیئے۔ محض کے اکثر آدمی اس وقت ہمارے لئے گئے ہوئے تھے۔ بعض رومہ کے مسلمان اور بعض مشرقی کاموں کے واسطے دور دراز نکلے ہوئے تھے۔ حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے غلاموں کو لیا کہ بدایت کی کہ وہ مشرق راستوں، ماسٹ، ہراول اور ممچی ہوئی گھاٹیوں میں مامور ہیں اور ہر وہ شخص جو غلہ یا دال چھوڑت محض کی طرف سے کر لوتا تو اس کو گرفتار کر کے میرے پاس ڈورائے آئیں۔ غلاموں نے اسی طرح کرنا شروع کیا۔ سرسید والی محض پر یہ بات نہایت شاق گزری اور اس نے ایک مکتوب حضرت ابو سعید بن جراحؓ کے نام روانہ کیا جس میں اس نے تحریر کیا تھا کہ:

ابا سعید! معاشر العرب! میں کہتا ہوں اس غلامی اور برہمنی کی خبر نہیں تھی تم نے سامان رومہ پر صلح کی تھی تم نے اسے بھیج دیا بیع و شرائط و خواص اسی تھی اسے منظور کر لیا۔ پھر یہ معلوم کس لئے انکس عہد کر دیا گیا؟

آپ نے اس کا جواب حسب ذیل الفاظ میں دیا۔

”اے ان رومیوں اور پارسیوں کو تو نے معاف کر کے لئے بھیجا تھا انہیں میرے پاس بھیج دے تاکہ میں نے جن دغاوت پر ان سے معاف کیا تھا انہیں یہ دولاؤں اور وہ تجھے ہار کر بتلا دیں کہ ہم نے بد مہدی اور نقض عہد نہیں کیا ہے اور بد اشتراقتہ تعالیٰ ہم سے کبھی ایسا ہوگا۔“

مرہٹوں نے اسے چڑھ کر وہاں اور پاروں کو جمع کیا اور باب جس محل کو انہیں حضرت ابو عبیدہ دین جراحؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ انہوں نے پہنچ کر آپ کو سلام کیا اور سامنے بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تمہیں یہ یاد نہیں ہے کہ میں نے تم سے اس بات پر طعنے اور مہر کیا تھا کہ میں تمہارے یہاں سے چلا جاؤں گا؟ اذیت کے شہم کے کسی شہر کو خواہ وہ پہاڑی علاقہ میں ہو یا منگلی (غیر پہاڑی) فتح نہ کر لوں اور اس وقت تک دھرم کا رخ نہیں کرنے کا۔ نیز فتح کے بعد مجھے یہ بھی اختیار ہوگا کہ میں تمہاری ہی طرف آ جاؤں یا کسی اور طرف چلا جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری قسم اسی پر مصلح ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمارے ہاتھ سے شیراز اور دہلی بہت تھوڑے وقت میں فتح کر دیے اور غنیمت میں ان کے سردار و خیرہ کا مال ہمیں اس قدر عطا فرمایا کہ اس تعداد کی دہلی دہلی میں جس اس کی امید نہیں تھی۔ اس لئے نہ اب تم سے ہمارا عہد ہے اور نہ صلح۔ اب اگر وہ سرزمین فتح کر کے ہماری ذمہ داری اور امان میں آئے تو چاہے ہو تو دوسری بات ہے۔

انہوں نے کہا یا امیر! آپ نے کج فرمایا کہ آپ کی کوئی غلطی نہیں ہے۔ آپ نے اپنی ذمہ داری اور عہد کو چھوڑ دیا۔ یہ شیراز اور دہلی کی فتح کی خبر تک آپ حضرات نے نہیں فتح کر لیا ہے جس فتح تھی۔ خط اور بھول جادی ہی ہوئی کہ ہم نے بھرپور خوش و اعتماد سے ترائی۔ اب تمام کام کی بات کہ دور دراز سے سردار کے ہاتھ میں ہے اس کے دل میں جس طرح اترے کرے۔ ہم اسے ہاتھ کر یہ تمام باتیں مٹائے دیتے ہیں۔ اس کے بعد وہاں اور پاروں کو لٹ گئے۔ حضرت ابو عبیدہ دین جراحؓ نے اپنے سپہ سالاروں، نو جوانوں، و حرب کے مشاقین کو بلا کر اور شہر فرمایا کہ تم لڑائی کے تیل کا تیل سے لیں ہو جاؤ اور ہتھیاروں کو سنبھال لو۔ ان لوگوں کے پاس نہ رہا نہ خوراک ہے اور نہ کوئی کمک جو ترائی کے وقت ان کی مدد کر سکے۔ تم اللہ تبارک و تعالیٰ پر بھروسہ کر کے فوجی سے استعانت طلب کر کے میدان لڑائی میں آؤ۔ مسلمانوں نے یہ سن کر ہتھیار نگائے۔ نیز بے سنبھالے اور شیرازہ نیز اس کے دروازوں کی طرف دوڑ پڑے۔

ابھرا ہل جس اپنے سردار کے پاس جمع ہوئے اور دریافت کیا کہ ان عربوں کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے کہا میری رائے میں نہیں لڑنا چاہئے اور ان کے مقابلہ میں کسی طرح کا مصروف نہ رکھنا چاہئے۔ انہوں نے کہہ دیا کہ ہمارے شہر میں اتنا سا ان خور و نوش نہیں ہے جو لڑائی کے وقت رسد و خیرہ کے کام آسکے۔ ان عربوں نے پہلے ہی صلح کے متعلق اس کی قید لگا دی تھی کہ ہمیں پانچ روز کی خوراک دے دی جائے اور ہم نے فتح کر کے ان کے حوالے کر دی تھی۔ ہمیں ان سے اس مسئلے اور سردار پر کسی خبر نہیں تھی کہ میدان و رسد سے ہمیں خالی ہاتھ کر کے مجرم پر چڑھائی کر دی جائے گی۔

اس نے کہا اپنے دشمن سے اتنی عاجزی نہ کرنا کہ شاہانِ شان نہیں ہے اور بلکہ جب کہ ابھی تک تم میں سے کوئی قتل ہوا ہے اور نہ کسی کو زخم تک پہنچا ہے اور نہ کوئی قسم کی دوسری مصیبت آئی ہے۔ عاقبت سے تم ابھی نہیں مرے۔ ایک وقت کا خوراک نہیں ہو اور تہہ و محو کر سے چڑھ آئے ہیں۔ اگر شہر چاہیں داخل ہونا چاہیں تو یہ کہ شہر چاہی و دیوار پر تھوڑے دنوں بھی بیچے والوں کو کافی ہوتے ہیں۔ اس لئے تم بھی انہیں یہاں داخل نہیں ہونے دے سکتے۔ پھر گھبراہٹ کس بات کی ہے۔ میرے مکان میں اس قدر مسلمان رسد میں آج جمع ہے کہ اگر کوئی ان سے طعن بھی بھیجے گا تو ہمیں مدت و راز تک کوئی ہونگا۔ نیز علاوہ اس کے ہر قتل ہوا شاہی و شہزادی کی طرف سے کسی طرح کا مل نہیں ہو سکتا۔ اسے بہت جلدی تمہاری فریقیت چاہے گی اور ہمارا سختی تمہاری دھمکے کے لشکر روانہ کر دے گا۔

تھیں میں مسلمانوں کی شکست

مسلمان یہ دیکھ کر ان کی طرف بچے اور آغا خانہ میں انہیں نئی دلی کی طرف پاروں طرف سے ٹھیکر کر آج سخت محروم ہو گئے۔ مگر وہی اسی وقت پھر وہی کی شہنشاہیہ میں چاند میں جس کی طرف ملے انہیں ملتی تھیں۔ انہیں اس وقت تک نہ کسی مصیبت کا خیال تھا اور نہ آئے دانی ہوا کہ مگر۔ مسلمانوں نے کھڑے ہی سر میں نے اپنی قوم کو لڑا اور پچھلے پچھلے کر انہیں مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے براہیجے کیا اب یہ کہہ دوئی ہے کہ مسلمانوں کا ایک دم آن کرے۔ پیدل فوج نے تیروں کی جو مجاہد شروع کر دی۔ روٹی سواروں نے نہ سے اور غلاموں سے کام لیا۔ کشوں کے ہتھے لگ گئے اور اسی قدر کہ انہیں مسلمانوں پر انکو آفر مسلمانوں کو رخصت جبری کر کے بچے لانا ہوا۔

سہ ماہ را فوج اسلامہ جناب حضرت ابو سعید بن جراحؓ کے لئے مسلمانوں کا قتل کن کا دلی ہو، نیز بڑی تھ کر بچے ہو کر اب، مگر انہیں تھا جو شقی نہ لڑ رہا آپ کو سخت صدمہ ہوا اور ایک در دھری آواز میں چیخا کر پکارنا شروع کیا کہ ملائ قرآن اور زمین کی طرف ٹوٹا ہوا اور میرے ساتھ ہو کر انہیں خداوند تعالیٰ تیرے کاموں میں برکت عطایت فرما۔ انہیں لئے ایسا عادی ہوتا ہے۔ پچھلی اور انوں جیسے خداوند تعالیٰ کا ہاں ہے۔ مسلمان یہ سن کر انہیں کی طرف چلے اور ایک غضب ناک صدمہ کے دھمکی پر چڑھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اپنی فوج کی ایک جماعت نے آگے بڑھے اور بیادوں کے ساتھ چند مسلمانوں کو ماروں کے ساتھ کاخ شروع کر دیا۔ ان کے مقابلے میں پیدل فوج کی کٹ کر کرنے لگے اور ایک جلی میں لڑنے کے لئے کھڑے ہوئے کھیت کی طرح کا جڑ اور سونے ہو کر گئے۔ مسلمانوں نے لکھنویں ہاتھ میں لیں اور وہیں پر بڑھتے چلے گئے۔ حضرت میر و بن جہوقؓ میں انہیں کے ایک دستہ کو کئے حمیرہ وکیل کے لئے کھڑے ہوئے انہیں کی طرف چلے اور ایک اس ڈھک اور یاد کر دین جتنا تھا ٹھہرنا تک ہوتا چلا گیا۔ یہاں پہنچ کر اسیوں نے اپنی زبان میں کچھ بڑا بڑا شروع کیا جس کے نتیجے میں رومی دلی والی کی طرف ہر اسدا آئے اور مسلمانوں پر اس بڑی طرف سے ٹوٹے کہ انہیں پاروں طرف سے ٹھہرنا۔ سواروں کے مقابلے پر ہوئے۔ پیدل فوج نے یہ اس سے دشمنی خان کرنے شروع کئے۔ دھانی اور زہول کے اندر دونوں کو پھانچا اور اپنی لٹ بڑا پنے اپنے سرے بلاتے ہوئے سر پھوٹنے کو تیار ہو گئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور رومی سردار کی جنگ

حضرت خالد بن ولیدؓ جو اس لڑائی میں حضرت ابو سعید بن جراحؓ کے ہم کے ساتھ تھان لئے ہوئے تھے اور جن کی جاتی اور کمان میں آج کی جنگ ہو رہی تھی۔ یہ کچھ کرکشان کو کھڑے دیتے ہوئے آگے بڑھے اور اپنے ہمواریوں کو جملہ اواز سے فرمایا خداوند اجل اعلیٰ تیرے اندر برکت کریں۔ دشمن پہنچی اور شدت کے ساتھ تھکر گئے۔ خدا کی قسم یہ تو دین و دعا دونوں میں نصیرت ہے۔ آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تھے اور آپ نے اپنے جہازوں کو سست جان ستانی دینا شروع کیا جس کی وجہ سے دشمنوں کے ساتھ کا ایک بڑا سردار جو ایک نوجوت مہم جوڑ رہے تھے انہیں کی طرف رخا ہوا آپ کی طرف بڑھا اور پورے جوش و خروش کے ساتھ آپ پر حملہ کر دیا۔ آپ بھی سنبھلے اور غلی دیا ایک تھکانے کے اس دور سے مادی کہ انہیں کی خواہ پر پڑ کر اس کا کھنچا اور جا کر لڑا اور

شہادتوں کا یقین کر لیا۔

عکرمہ بن ابوجہلؓ کی شہادت

اللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جس کی لڑائی میں سب سے زیادہ فائدہ اٹھانے والے بنی خروم تھے۔
 خصوصاً حضرت عکرمہ بن ابوجہلؓ کو آپ پر چڑھ کر لڑائی میں قدم رکھتے تھے اور تیروں کی بوچھاڑ میں یہ نہ پرہیز کرتا بلکہ ہادی
 کے جوہر بکھل رہے تھے حتیٰ کہ ان سے کہہ دیا کہ وہ اسے لئے اپنی جوانی پر رحم کیجئے اور اس طرح بہت جھڑپیں شتموں میں ڈھکے پے
 جائے۔ مگر آپ نے انکار کیا اور فرمایا دوستو! میں جب اسنام (بنو) کی طرف سے اسی طرح لڑا کرتا تھا تو آج ملک اسلام کی
 طاعت میں کیوں نہ اسی طرح لڑوں اور پھر جگہ میں اپنے سامنے ایسی خوروں کو اپنا منشاں دیکھ رہا ہوں کہ اگر ان میں سے دنیا
 والوں پر کوئی اپنی ایک ساعدہ اس میں کھول دے تو اہل دنیا شمس و قمر سے بے نیاز ہو جائیں۔ نیز میں ان میں سے ایک خور کو اس
 شان سے دیکھ رہا ہوں کہ ان کے ہاتھ میں دشمنی و سترا اور زور و جواہر کا سہرا ہے اور وہ مجھ سے کہہ رہی ہے کہ تم جلد سے عقد اور
 ملنے کے لئے جلدی سے کام لو۔ ہمارے رسول اگر تمھارے ہم سے بالکل چھاد دے تو ان کے بعد آپ نے حسب ذیل شخص اور
 پڑھئے شروع کئے۔

(تیسرا شہاد) میں نے خوروں کو دیکھا کہ وہ اپنے دشمن کی تیاری میں اور خوروں کے پاس سے ٹپک رہا ہے۔ جو شخص ان کے
 لباس کو کچھ لگا دے گا وہاں کیا نہ لپکے۔ اسے وہ آپ سمجھیں ان کے ہزارے خروم نہ کیجئے۔
 یہ شہاد آپ نے پڑھ کر نکلا اور پھر حرکت دی اور سرزمین میں کھتے چلے گئے۔ آپ پر چڑھ رہے تھے کہ وہ میوں نے ان کے
 حسن ہیرا دلوائی کے خون دیکھ کر تعجب کرنا شروع کیا۔ مگر میں آپ کے متعجب نہ ہونے کے لئے آگے بڑھا اور اس کے پاس ایک چمکانہ اور حیرت
 آ لہذا اسے حرکت دی اور دوسرے آپ کے ادا کر کے آپ کا قلب چرخ ہو پشت کی طرف نقل کیا۔ آپ بیکو کے بچے ٹرے ہوئے آپ
 کی روح ہاتھوں ہاتھ جست کی طرف چلی گئی۔ (اللہ و اہل راہمون۔ مترجم)

حضرت خالد بن ولیدؓ نے جو اعرابی (خنیجر سے جوئی) کا یہ حال دیکھ کر آپ کی طرف دوڑے۔ غصے سے سر ہانے کھڑے ہو کر
 دوڑے اور فرمایا: کاش! حضرت عمرؓ میرے چپائے ڈکے کا خاک و خون میں ڈالنا دیکھ لیتے تاکہ انہیں معلوم ہو جاتا کہ جس وقت ہم
 دشمن کا مقابلہ کرتے ہیں تو خیزوں کی توپوں پر کسی چٹا بازی کے ساتھ سوار ہوجاتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ جنگ اسی ہولناک منظر کو پیش کرتی رہی تھی کہ مات کی مار لگی نے محتول کی نیشوں و چمکانے کے لئے اپنا سپاہ پر دو
 ڈاندا شروع کیا۔ دوی شریک طرف ہونے اور انہوں نے دو ڈانڈے بڑے کر کے شہر چڑھائی دیکھ کر ان سے خلافتی کام شروع کر دیا۔
 مسلمان اپنے دایرے خیموں کی طرف پھرتے اور تمام ہرات و بیروں سے گرد و گداز لے کر دیکھ رہی تھی۔ جیسی ہوتی تبار کا وہ اندیشہ کی کہ ضروری دے کر
 حضرت ابو بکرؓ و دینے جراح سے مسلمانوں کو طلب کر کے فرمایا یا احبار المسلمین! اؤکراں قوم سے تمھیں روک دیا تو کیا مرنے پڑا
 کیوں تو دویچہ۔ جزیست اگر ہوئی تو کیا ذرا رہے کیوں ان سے خوف کھایا۔ اللہ علی و جان و دھن تو انھیں ہادی پوری پوری خلافت اور کامل
 مہانت فرمائیں گے۔ اور تمھاری، جیسی تمھاری ہے کہ دوی شریکے باہر تیار نہ ہوتے۔ جسے میں آج (اللہ و اہل راہمون) ایسا ہی ہوگا۔ اللہ
 تبارک و تعالیٰ نے ہمیشہ ان کے سرداروں پر تمھیں مظہر و منصور فرمایا اور ان کے قصوں اور شہرہ آلودوں و ایک دم میں شہداء سے

ہوئے مسلمانوں کے عقاب میں یہ صحت ہوا چلا جا رہا تھا۔ جس وقت وہی اس طرح پوری طرح میدان میں نکل آئے تو یہ سالار اعظم
 جناب حضرت ابوجہید بن جراحؓ نے بلکہ آواز سے فرمایا: یہ دور چھڑانے والے درندوں اور مار مار کر آ رہے والے عقلاؤں کی
 طرح ٹپٹ پڑا۔ مسلمان یہ سنتے ہی نکلے والے ستاروں کی طرح چلتے اور چمکے ہوئے شیعہوں کی طرح غرات ہوئے ان کی
 طرف گئے۔ یہ سب اہل اور ان کی حیثیت کو سمجھ کر چاروں طرف سے ایک مستطیل شکل میں آنکھیں سیانگی کی طرح لے لیا۔ وہی ان کے
 وسط میں اتر پڑے۔ یہی وہ میدان تھا جس کے عقیدہ کی طرح تھکے آئے تھے۔ وہیں نے انہوں پر چٹ چڑھائے۔ مسلمانوں نے پھر سے
 ہاتھ میں لئے اور انہیں منہاں منہاں کر کے اس کی طرح منہ لگاتے ہوئے شیریں کی مانند ان کی طرف چھینے اور انہیں بائیں بازو
 کے ہاتھ سے اٹھا کر ان کی حیثیت کو توڑنے چیلک دیا۔

صلیبیوں نے قہر زبیدی، حضرت اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ وہی دور سے اس طرح چلتے اور میدان میں نکل کر لڑنے سے ہماری طرف
 بڑھے اور سواروں پر انہوں نے ہزاروں پوری طرح سے کرم ہو گیا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اس وقت ایک سرنگ ٹھونے پر سوار
 تھے اور سوار جو شہر اہل جو شہر کے وقت اہل شہر کے آپ کو بڑھایا تھا پتے ہوئے سرخ سرخ ہو کر آپ کو لڑائی میں بیٹھ گیا
 کرتے تھے لگاتے ہوئے وسط شہر سے آئے۔ آپ جو شہر و شہر میں مسرت باغی کی طرح چھوڑتے اور چمکے ہوئے شیر
 کی مانند کھڑے ہوئے میدان میں آئے۔ تو اس وقت کہ ہاتھ میں لی اور میدان سے چھٹ کر حرکت دی۔ یہ بھی کی طرح چمکی اور
 برقی کی مانند دھمکی۔ شہر کے اتر کو شہر میں آتی ہو کر لڑنے کے دور وہی اس کی آتش فشاں کی طرح کھڑے ہوئے پہلے پہلو سے
 لگے۔ آپ نے قہر زبیدی آواز سے لگا کر فرمایا: جس شخص نے اپنی تلوار اٹھی مری ادا کرے۔ تو مضبوطی سے اس کے قتل میں
 پوری مستعدی سے کام لیا۔ زمین و سب اس پر چمک رہی تھی۔ ان کے بعد آپ نے اپنے پیچے سے تیرہ سوار ادا کر کے یہ
 رہنما چاہا۔ چہ ہونے لگے۔

اگرچہ انہوں نے آج کا دن سوار اور شہر و شہر کا دن ہے، ہاتھوں کے مارنے اور دھوکے کے کھینچنے کا دن ہے، اس میں یہ اہل ہمارے
 ہیں۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا ہونے میں تو بائیں کی تھی۔

یہ سنتے ہی مسلمانوں نے کھار میں سہت گئی اور انہوں نے اس طرح چاروں طرف سے جیسے شکار پر پناہ ہے۔ حضرت ابوجہید بن
 جراحؓ نے زور سے ایسا آوازوں اور فریادوں کا شہر اہل اپنے دلی جذبہ سے ادا کر دیا۔ انہوں نے لگے خوب جان بازی سے لڑا
 اللہ جبارک تعالیٰ آپ کے ساتھ تھے جس آپ کو ہر جہت میں اور آپ کے دشمنوں پر آپ کو ہر جہت میں تھے۔ حضرت معاویہ بن
 جلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ چاہے کچھ سواروں کا ایک دستہ کے کمال و اسباب کی طرف متوجہ ہوئے اور ان دوسروں پر جو انہیں لوٹنے میں
 مشغول تھے نوٹ پڑے۔ وہی اس میں اس قدر متوجہ تھے کہ سب انہیں تھوڑی سی فاصلے پر چاروں طرف سے آگ کے
 شعلوں کی طرح اپنی پیرت میں لے کر انہیں مضبوط ہو کر انہیں ہیر پر آ کر اور حضرت معاویہ بن جلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
 بلکہ آواز سے فرمایا کہ ان سب سواروں کو کہ جس کا کوئی آدمی ہمارا مال و اسباب لے کر شہر میں گھس جائے۔ پہلے دروازوں پر
 چھڑ کر لے۔ یہ سنتے ہی چھ مسلمان دروازوں کی طرف دوڑے۔ وہیں نے جو مسلمانوں کا مال و اسباب اٹھائے ان کے لئے تھے۔ یہ

انہوں نے ان کی گرفت کا ایک ہاتھ ہے۔ اس سے جملہ دروازے۔ وہ مسلمانوں سے نفی ہے اور جن مسلمانوں کو لے کر اس سے جتا
 ہے۔

مال دیکھا تو دل و اسباب میں کرا لائی کہ حریف مقید ہوئے اور یہاں بھی پہنچا کہ قتل پر پابو گیا مگر دوی تاپ متاقد نہلا سکے۔
 کچھ قتل ہوئے اور کچھ بھاگے۔

فتح محض

مسیب نے بنی سیلہ کو اپنی دستاورد تعانی کہنے میں کہ وہاں ہر طرف کے پانی بڑا چاہوں میں سے ایک بڑا بھی بھاگ کر نہیں
 رہے۔ زیادہ سے زیادہ سوائی اس کے چٹا کر بھاگے ہوں گے کہ ہم نے دریاؤں تک ان کا تعاقب کرنا شروع کیا۔ اب ان پر سخت
 مسیت اڑی ہوئی تھی اور پوری طرح سخت کٹ کر رہے تھے۔ شیریں چونکہ وہاں دھرم و ظہر کے لوگ تھے اور یہاں سے وہم الناس
 اور وہاں سے باہر نکل آئے تھے۔ ان سے ان پر سخت مسیت کا پیر زونہ رہا تھا۔ میدان میں زیادہ رسی اللہ تعالیٰ مدد کئے میں کچھ
 محسوس کے روز میں بھی ہو جو وہاں سے سب سے زیادہ اس بات کا خبر میں ہو۔ ہاتھ کر کشکان کی تعداد معلوم کر سکوں۔ میں نے پانچ
 چھ ہزار متولین کا سوئے ان توں کے جوڑنی اور قیدی تھے ان کا دیکھا اور ان کی اس قدر دھواں معلوم کر کے حضرت یومیدہ بن
 جراح کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں اس بات کی خوشخبری دی۔ آپ نے فرمایا: میدان یہ کے بیٹے اتنے بڑی خوشی کی بات
 ملانی۔ مگر یہ بھی معلوم ہو۔ کہ ان کا کہہ سوا میں بھی قتل ہوا یا نہیں اس سے عرض کیا یہاں اسیہ اور دھوکا ہے۔ چنانچہ تو اس کا
 قاتل میرے سوا اور کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا: تم نے یہ کس طرح سمجھ کر وہ میرا ہی متول ہے۔ میں نے کہا: حضور! بات اس پر
 ہے کہ میں نے ایک سوار کو لہڑت لڑا اور اس نے وہیہ تک کاٹیں تو وہیں کے وسط میں دیکھ دو ایک خوبصورت زور پیسے
 ہوئے تھا اس کے کٹنی کپڑوں سے ملکہ کی برادری تھی۔ ہاتھ میں تلوار تھی اور ایک اور آہن ہاتھ میں تھا۔ مسیت اونٹ کی طرح لے
 ہوئے تھا۔ میں نے یہ دعا پڑھنے ہوئے اس پر تلوار کر دیا۔

اللھم اے اقدم فتوتک علی قدرتی وعلیتک علی غلبتک اللھم اجعل فتلہ عسی بدی وارزقی اجرو۔
 ”یعنی بارانہاں اپنی طاقت پر آپ کی قدرت کو آگے کرنا ہوں اے میرے ہاتھ سے قتل کرنا دیکھو اور اس کا اجر
 مجھے بخشی دیجئے۔“

آپ نے فرمایا: سید! تو نے اس کے کپڑے اور ملبانہ اور لیا تھا یا نہیں۔ میں نے کہ حضرت میں نے نہیں اتارا البتہ اس کے
 قعب میں میرے زخم کے تیر کا ایک ٹکڑا ہے جسے میں نے اس کے ان میں تاک کر رہا تھا اور جس وقت وہ لڑا تک کر گھڑے
 سے ٹرا اور اس کے ساتھی بھاگے تھے تو میں نے اس کے پاس پہنچ کر تلوار کی وہاں سے نہیں، دہی تھیں کو اس کے دھوکا بڑی مہر تمام
 کٹ گئی تھی اور اپنے تیر کو ہی کے دل میں دوست اس طرح چھوڑ آیا تھا آپ نے یہ سن کر مسلمانوں کو حکم دیا کہ تم اس کی نعش کے
 پاس جائے مریعہ کو اس کا سینہ دے دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

واللہ ہی دستاورد ملے کہتے ہیں کہ جس وقت قرانی کے شعلہ صاف ہوئے تو مسلمانوں نے ان نعش کے کپڑے زاریں۔
 ۲۲ دہری گھڑے دل و اسباب سے کہ حضرت یومیدہ بن جراح کی خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے بیت المال کے لئے اس کا
 پانچواں حصہ (شش انگال کے باقی تمام مسلمانوں پر تقسیم فرمایا۔

ایک نسخہ میں مذکور ہے کہ ۱۲۰

کہتے ہیں کہ قتل اور اداگیری کی وجہ سے مشرکین کے درجہ میں شیعہ کے اندر آدوداؤنا اور شور و فریاد کی بجائیں اٹھنے لگیں۔ روسیہ اور مشائخین شہر بنے، بہان اور پادریوں سے محسوس کے بارے میں مسلمانوں کے سپرد کر دینے کے تعلق گفتگو کی۔ روسیہ اور ان کے علماء دین صانع و مشرور کے بعد حضرت ابو عبیدہ دین جراح کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے شیعہ کے چارہ کر دیئے نیز آپ کی اہم و اداری اور امانت محاسبہ کے لئے درخواست کی۔ آپ نے ان سے صلح کر لی اور وعدہ فرمایا کہ تا وقتیکہ ہمارے اور ہر قتل کے بائیں تہمت یا فیصلہ کن جنگ نہ ہو جائے اس وقت تک ہم تمہارا شیعہ میں داخل نہیں ہونے کے۔ تم اب سے ہماری امان اور صلح میں ہو۔ اہل محسوس نے مسلمانوں کی تعظیم و تحریم کی غرض سے انہیں اپنے پرانے ٹھکانے اور رسداریاں چھوڑ کر حضرت ابو عبیدہ دین جراح نے ان کا انکار کیا اور کوئی مسلمان واقعہ پر سب سے پہلے نہ کر دے گا۔ ان کے دلوں میں مسلمانوں کا بدلہ اور ایک خواہش مربوط ہو جائے محسوس میں داخل نہیں ہوا۔

جریر بن عرفہ پہلسلہ روایت حضرت زہاد رحمۃ اللہ تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ مرہس کے قتل کے بعد جب اہل محسوس سے صلح ہوئی تو اہل شیعہ نے بارگاہِ ملک کو اپنے مشرکین کو فوجی کیا۔ مسلمانوں نے بھی شہداء صحابہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کی جن کی مجموعی تعداد سو ہشتاد تھی۔ یہ تمام شہداء جو مدعیہ اور ہجران سے تعلق رکھتے تھے۔ بہت ان میں سے تیس آدمی اہل مکہ مکرمہ میں سے تھے جن میں سے بعض کے ہم حسب ذیل ہیں

حضرت مکرمہ بن ابیہیل۔ صابر بن جری۔ رئیس بن عقیل مروان بن عبد۔ منہال بن عاصم علی بن عمر عباس۔ جحش بن کادم۔ جابر بن خلیلہ دینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

واقعہ یرموک

واقعہ یرموک اللہ علیہ تسبیح ہیں کہ ملک ہرقل کو خبر پہنچی کہ مسلمانوں نے محسوس اور شیعہ کو فتح کر لیا ہے نیز اہل اجداد وادی محسوس کے لئے روانہ کئے گئے تھے وہ بھی انہوں نے راستہ میں ہی وچھین لئے ہیں۔ یہ سن کر اسے سخت رنج ہوا اور وہ ان فوجوں کا جزا قصائے ہمارے درم سے اس نے اپنی مدد کے لئے طلب کی تھیں انتقاد کرنے کا تصور سے ہی دونوں کے بعد اس کے پاس اس قدر لشکر جمع ہو گیا کہ اس کا طول اتنا کہ سے کر دست و تکبری تک مسلسل چلا گیا تھا۔ اس نے اس میں سے ایک لشکر مرتب کر کے قیادریہ یعنی ساحل شام کی طرف روانہ کیا تاکہ وہ صومرا۔ عمار۔ طرابلس۔ حرات اور طبریاہ کی حفاظت کر سکیں۔ دوسرا بیت المقدس کی جانب اس کی حفاظت کی غرض سے بھیجا اور خود وہ باہان دمشق کی فوجک امرن کی قیادت میں بھی انتقاد کرنے لگا۔ والی امرن نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے اس قدر فوج جمع کی تھی کہ کسی دوسرے بادشاہ نے اتنی جابجاس کی تھی۔ آخر یکجہ دونوں کے بعد والی امرن بھی اپنی جمعیت کوئے ملک ہرقل کی طرف چلا اور جس وقت یہ قریب پہنچا کہ قتل و ملک ہرقل خود یہ نفس نفس اہ باب و انت کے ساتھ اس کے استقبال کے لئے نکلا۔ والی امرن نیز اس کی تمام فوجی بادشاہ کو کچھ کر پادری ہو گئی اور اس کے سامنے کچھ کھڑے کے عاتق کلمات کہے مسلمانوں کی فتوحات کو جہانوں نے ان کے محاکم میں کی تھیں یاد کر کے انکوں کی طرف روئے چلنے اور چلانے لگے۔ بادشاہ نے انہیں اس طرف روئے سے منع کیا اور ایک کتبہ میں ممبر پر جس کے گرداگرد ملک والیاں ملک ہرقل اور قیاسہ پیٹھے ہوئے تھے چھہ کر اس طرح تحریر کرنے لگا:

بڑا نہیں جانتے اور اگر ہم میں ہر صلہ کر دیں تو میدان سے پشت دے کر بھاگتے نہیں آج۔ ان لوگوں نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا ہے اور ان پر حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہو گئی ہے کہ دنیا دار دنیا ہے اور آخرت دار ہے۔

رومی بادشاہ کی اپنی قوم سے مایوسی

والہدیٰ دست اللہ علیہ کہتے ہیں کہ سال خور و پادری کی یہ گفتگو اور تقریریں کہ بادشاہ نیز تمام درباریوں نے کہنے لگے کہ واقعی آپ نے جو کچھ کہا اور سمجھا ہے۔ اسی وجہ سے عرب ہم پر ہار پر ہتھے چلا آ رہے ہیں۔ اس کے بعد ملک ہر قل نے کہا اگر کسی بات سے اور ہماری قوم کی بھی بد اعمالیاں ہیں تو مجھے کوئی ضرورت نہیں کہ میں ان کی مدد کروں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ تمام افواج کو جہاں جہاں سے دو آئی ہیں انہیں انہی کے مقام پر واپس کر دوں، پھر مجھے بھی یہاں ٹھہرنے کی کوئی ضرورت نہیں کہ میں ان کی مدد کروں، بلکہ اسباب کو لے کر ارض حور یہ سے استنبول (اسلواک) یعنی تھیسفون کی طرف چلا جاؤں اور وہاں پہنچ کر عربوں سے بے خوف ہو سکے زندگی بسر کرنے لگوں۔ یہ مافیہ کن جملے سن کر بادشاہ و دولت اس کے سامنے ہودے میں گر پڑے اور کہنے لگے بادشاہ! آپ کو کیا بات کہنا چاہتے۔ آپ ایں سیاح (علیہ السلام) کو ذلیل نہ کیجئے۔ ورنہ قسمت کے دن آپ سے مل کا مطالبہ ہوگا۔ دوسرا دواہاں ملک کے سامنے آپ کو ضرر مند کی اغوائی پڑے گی۔ ملت بیسوی کا صیغہ و کز و ہوجا نہ گا۔ نیز دشمنوں کو ہم پر ہٹنے کا موقع ہوگا اور اسی طرح ان کے بھی کہ چرائے بیٹھے لگیں گے۔ ساتھ ہی اگر اس شام جنت مقام سے آپ تشریف لے گئے تو ہرے بعد عرب اس پر کاغذیں بوجا نہیں گے۔ ہماری مدد کے لئے اس وقت اتنا فخر جمع ہو گیا ہے کہ دنیا کے کسی بادشاہ کے پاس اتنا بھی جمع نہیں ہوا۔ نیز خود عربوں سے فخریں گے اور کارزار جنگ میں ہرے سے استغاثہ کے ساتھ کام کریں گے۔ تمہیں بے کستی (علیہ السلام) ہماری مدد کریں اور اگر ہم مطلوب ہی ہو گئے تو ہماری نجات ہو جائے گی۔ آپ عزم بالجزم کر کے پہلے ہٹتے آپ چاہیں ہر قول کا کردار کر دیجئے۔ پھر ہمیں حکم دیجئے ہم عربوں کی طرف بڑھیں گے۔

بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوا اور ارادہ کیا کہ روم کے بادشاہ اداشاہوں کے ذریعہ ان کا یہ فتنہ روک دیا جائے چنانچہ سب سے پہلے اس نے سیر سے دشمنین آج کپڑے کا ایک نشان جس کے سر پر جواہر کی ایک سلیب لگی ہوئی تھی تیار کر کے قاطر (قاطر کا دل) رومی کے سپرد کیا اور ایک لاکھ قوم مقابلہ وغیرہ کے جوان اس کے ماتحت کر کے اسے غلبت دی اور پٹکا اس کی کمر میں باندھ کر جانے کے لئے تیار کر دیا۔ اس کے بعد وہ پہلے آج دشمنین کا ایک جھنڈا جس کے سر پر ہر زبردستی سلیب لٹائی گئی تھی اور جس میں سونے کے دو ٹمبے (یعنی آفتاب کی شکل کے دو نشان) لگے ہوئے تھے بنا کے جوہر افغانی حور۔ اور کھور (طوریہ) کے سپرد کیا اور پٹکا اور غلبہ حمایت کر کے ایک لاکھ رومی قوم فراز نیز تمام اقوام روم سے اس کے سپرد کئے گئے۔ سیر و ہر راد سوزی ج اطلون کا منہ پر

۱۔ پہلی عرب بھی اسلواک ہے اور اب استنبول ۱۲۷۰

۲۔ یعنی نذرینہ جس میں سونے کی بادشاہ ۱۲۷۰

۳۔ وہ پہلا منہ میں چاندنی کی بادشاہ ۱۲۷۰

۴۔ سوزی کے سنی نہیں گئے کہ کیا کپڑا اور جاس کے لئے بھی بھجوا دیا۔ طون بھی دھجی ۱۲۷۰

[illegible]

تمہاری فوجیں اور میٹھی نشان باہان کے مصر کے ماتحت ہوں گے تو کوئی کام بغیر اس کے صلائے دشمن کے نہیں کر سکتے بلکہ ہر کام کے لئے اس کی منظوری حاصل کر لی ہوگی۔ عرب کو جہاں نہیں اوروں کوئی کر کے نہیں بن گئے کیڑا کر دار کا مڑھ چھڑا۔ بدو کو پس نہ دئے دو اور اپنے زمین قدر اور شرم مستقیم کے لئے ان سے خوب بلی کھول کر نہو جائے گے لئے چارو راستے مشرق کر لو۔ ایک راستہ آبی رحمت نہیں رکھ لگائے تمہاری میں، تنکو۔ نیز ایک ساتھ چلنے سے زمین اور اس کے باشندے تمام ہلاک ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اس نے اہل بنو ہاشم حسد کی کھانٹ دئے زعفرانی عرب قوم خسان، کیم، جذام اور غامد اس کی کمان میں دیتے۔ اور کہا کہ تم ہر اہل (متمدنہ) گھوش راہ پر ہو کیونکہ ہر چیز اپنی جگہ سے مغلوب ہو کر رہتی ہے اور لوہے کو لوہے کا قاتل ہے۔ پھر چاروں کو تنکو۔ یا نکا نہیں سمجھو۔ یہ سبے پانی میں نہیاد، نہ پانی کر اور ان پر تراز جواز دھرمو۔ چہ نچو ایسا ہی کیا گیا۔

جس میں بن مرہی خدہ جھپٹے جس کو ہزل کی قام فون جو اس نے تمام صلیب پرستوں سے اعانت طلب کر کے پڑوگ کی طرف روانہ کی تھی وہ چور لکھی۔ ٹیٹس بن عبد اللہ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ علاوہ اہل کیہ کی فوج کے سات لاکھ لشکر تھا۔ راشد بن سعید سمیرانی بیان کرتے ہیں کہ اس فوج میں شروہ سے آخر تک۔ ہاتھوں لکھے لشکروں کی تعداد معلوم کرنے کا بہت شوق تھا جس وقت مساکرہم پڑوگ کے میدان میں ہوا۔ ہاں قریب پہنچ گئے تو اس نے ایک اونچی جگہ پر چڑھ کر ان کے کائنات شمار کئے جن کی تعداد میں نشان تھے۔ پڑوگ کے میدان میں جب روٹی پڑا کہ چھٹو حضرت ابوسعید و بن جراحؓ نے روماس دانی بصرہ کو ان کی تعداد معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ آپ اپنا ہاتھ توبل کر کے ایک دن رات بھر سے غائب رہے جس وقت آپ آئے تو ہم حضرت ابوسعید و بن جراحؓ کے پاس جمع ہو گئے۔ آپ نے سن سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا ایہا الامیر ان کے آگاہ میں ہوا کہ وہاں کہ جہادی تعداد لاکھ ہے۔ تب میں نہیں جانتا کہ یا وہ یہ تعداد اس فرض سے بیان کرتے ہیں کہ ہمارے چاسویں ان کی یہ تعدادیں کہ ہم سے اتنی بیان کریں اور ہم کثرت تعداد کو سن کر ان سے خائف ہو جائیں یا واقعی ان کی یہی تعداد ہے۔ آپ نے فرمایا: روماس! تمہیں تو سن کے متعلق ابھی طرح معلومات ہیں رومیوں کے ہر نشان کے نیچے قتل فون ہوا کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر نشان کے ماتحت جو بن جراحؓ ہوا کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ اکبر! ہم دشمنوں پر فتح مندی کی خوشخبری دے دوں اس کے بعد آپ نے بہت عداوت کی:

كعب من قلة قلبها غلبة فتنة كبرياء باذن الله والله مع الصابرين -

سے لڑنے کے لیے جاہلیہ کی طرف گئے ہیں اور یہاں حضرت ابوسعید و بنی جراحؓ نے محسوس کے ایک سال خورسہ کی طرح اور بڑے بڑے کے وصول کرنے کے لیے عامل مقرر کر دیا ہے۔

یہ سن کہ یہ جاہلیہ پہنچے اور حضرت ابوسعید و بنی جراحؓ کی خدمت اللہ کی میں حاضر ہو کر روئیں گے اس عظیم الشان فطرت کی اطلاع دی۔ آپ کو کون کر نہایت تشویش ہوئی اور فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم تم بہت قوت و طاقت اللہ جل جلالہ کے ہی دست قدرت میں ہے۔ آپ تمام ہارات بے محنت دے اور مسلمانوں کی طرف سے کہ کہیں اللہ کا بال نہ ٹپکا جائے۔ خلق و خضراب میں رات بسر کرتے رہے۔ صبح ہوئی تو اذان کے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور تمام مسلمانوں کو کھانسی کر کے فرائض کے لیے۔ آپ لوگوں کو خدا کی قسم ہے جب تک میں جو کچھ کہنا چاہتا ہوں آپ حضرات نہ سن لیں اس وقت تک نہ لوں گے۔ اس کے بعد آپ بحیثیت خلیفہ کے کمرے ہوئے اور باری تعالیٰ جل جلالہ کی عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تحریف و توصیف حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دے گئے اور حضرت ابوسعید و بنی جراحؓ کے بعد آپ نے حسب فیض خیر و شرور کی۔

”جاہل المسلمین: اللہ جل جلالہ و جمہ و مالہ آپ حضرت پر علم فرمائیں۔ یاد رکھو اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی ذرا عقل کے لئے آپ پر ایک ابتلائے حسد بھیجی ہے تاکہ وہ دیکھیں کہ آپ اس میں کسی طرح عقل کرتے ہیں؟ انہوں نے اپنے وعدہ کو بچ کر لیا اور اکثر جگہ دو حضرت کے ساتھ جہاد کی تائید کی مگر میرے مجاہدوں نے مجھے خبر دی ہے کہ خدا کے دشمن بڑی نے شرک کے چڑے چڑے مشرکوں سے تنگ طلب کر کے ہماری طرف ایک بہت بڑی حیثیت جس کے ساتھ مسلمان جنگ اور مدد کا کافی ذخیرہ ہے روانہ کی ہے تاکہ اللہ جل جلالہ کے نور کو اپنی پچھلوں سے بھاریں (مگر) اللہ جل جلالہ و تعالیٰ اسے پوری کر کے رہیں گے۔ اگرچہ کافروں کو کتنی ہی برا اور ناگوار معلوم ہو۔ آپ کو واضح رہنا چاہئے کہ وہ خلف راستوں سے چلے ہیں مگر انہوں نے آپ کی جگہ میں تہیہ کر لیا ہے کہ وہ تمام کے تمام آپ کے مقابلہ میں جمع ہو جائیں گے۔ آپ خوب سمجھ لیں کہ آپ کے ساتھ اللہ جل جلالہ و تعالیٰ ہیں اور جس کے ساتھ وہ ہوتے ہیں وہ جماعت بھی قلیل نہیں ہوتی اور جس کو وہ رسوا اور ذلیل کریں وہ مردود و کثیر بھی نہیں ہوتا اور اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے دشمنوں کو ذلیل ہی کرنا چاہتا ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ حضرات کی اس کے متعلق کیا رائے ہے؟“

اس کے بعد آپ نے خبر (جاسوسی) سے فرمایا کہ تم کھڑے ہو کر جو کچھ تم نے وہاں دیکھا ہے ان کے سامنے خود اپنی زبان سے بیان کر دو۔ یہ سننے ہی جاسوس کھڑے ہو اور اس نے جو کچھ دیکھا وہاں کالاف فطرت مسلمان اور اسی وغیرہ دیکھے تھے بیان کر دیا۔ مسلمانوں کو یہ سن کر سخت ناگوار کر رہا۔ بعض کے دل میں بہت اور خوف چھ گیا۔ بعض نے بعض کی طرف دیکھا شروع کیا۔ کئی نے ان میں سے حضرت ابوسعید و بنی جراحؓ کو کسی طرح کا جواب نہ دیا۔ آپ نے فرمایا خداوند جل و علی آپ پر رحم فرمائیں یہ سہولت کیا؟ آپ اپنے اپنے مشوروں سے مجھے مستفید کریں اور اپنی اپنی راؤں سے اطلاع دیں۔ میں بھی آپ کی طرح ایک آدمی ہی ہوں۔ اللہ عزوجل نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمایا ہے:

و مشاورہم فی الامر فاذا اعتزمت فتوکل علی اللہ۔

ترجمہ: ”ہر کام میں ان سے مشورہ کرو اور جس وقت تمہیں نصیحت ارادہ ہو جائے تو اللہ تبارک و تعالیٰ پر توکل کر لو۔“

و قد رمی رسول اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ سن کر سابق ایمان والوں میں سے ایک شخص کھڑے ہو اور کہنے لگا اے ابوسعید! آپ کی عثمان

پھیر دیں۔ اگر کسی نے غصیب بھی نہیں ہوئی تو غراب تو ضرور ملے گا۔ آپ نے فرمایا قیس بن مجبرہ اللہ جبارک وہابی اپنے فضل و کرم سے قہار کے کاموں کو منظر فرمائیں اور تمہارے کہہ ہوں کو بخشیں۔ واقعی تمہاری دستانہ بہت صاحب ہے۔ اس کے بعد بہت سے مسلمانوں نے اس دانے کو پسند کیا۔ مگر حضرت خالد بن ولیدؓ سائنات اور دشمن جیسے ہونے لگے اور کچھ نہیں سمجھتے تھے۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ اٹھ کر ان کے سامنے آئے اور فرمایا: یوسف بن اسحاقؓ اور جریؓ شہسوار اور صاحب الرائےؓ تھے، اور قیس بن مجبرہؓ کے مشورہ کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا: حضرت! میں نے قیس کا مشورہ سن لیا مگر میری رائے ان کے خلاف ہے۔ اور چونکہ مسلمانوں کی رائے اس پر مشتق ہو چکی ہے اس لئے میں اس کی مخالفت بھی نہیں کر سکتا۔ آپ نے فرمایا: اگر آپ کی رائے بھی مسلمانوں کی مسلمان اور یہودی کی ضد ہو جاتی تو آپ اسے بیان کریں، ہر مقام کے تمام سے ایسی بات منظر منظر کر کے اسی پر کاربند ہوں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی رائے

انہوں نے کہا ایسا الیہ! اگر آپ اس بات کو نہ دیکھیں، اگر آپ نہیں دیکھتے، تو آپ خود اپنے ہاتھوں کی اپنے مقابلے میں اعانت کریں گے۔ کیونکہ یہ جاب قہارؓ یہ سے قریب ہے۔ اور قہارؓ یہ میں برآں کا بیٹا قسطنطین جالیں ہزار کی جمعیت لئے پڑا ہے۔ نیز باغیہ کانہ ان آپ کی بیعت اور خوف کی وجہ سے ہماک ہماک کر دیں گے پس چاہئے، یہ ہیں اور ان کی جمعیت بھی وہیں کانی ہوئی ہے اس لئے میں آپ کو مشورہ دیتا ہوں کہ آپ یہاں سے اس طریقہ سے کوئی چیز لے کر گویا ہم دشمن کا استقبال کر رہے ہیں۔ آپ اگر اذخات کو کچھ پشت چھوڑ کر ہر حرکت کے میدان میں پڑو، لیکن وہاں میرا مومن حضرت عمرؓ خطابؓ کی کمک اور مدد بھی دارا کا خانہ کے قریب ہونے کی وجہ سے پہنچتی رہے گی اور آپ دشمن کے مقابلہ میں ایک ایسے واقعہ میدان میں بھی ہوں گے کہ جہاں کھڑے ہوں گا وہاں کو کوہ کر ہر طرح دشمن کے دندنے میں آسانی ہوگی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ جس وقت یہ فرمایا تھے تو قمر مسلمانوں نے اس کی تائید کی اور کہا کہ یہ ضرور واقعی سب سے بہتر ہے۔ حضرت ابوطحان بن حربؓ نے فرمایا: میں نے حضرت ابوعبیدہؓ بن جراحؓ کی طرف مخاطب ہو کر سنے گئے ایسا لایہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی رائے کے موافق ہی مل کر چاہئے۔ اور انہیں کوچ کرنے سے ٹھک زیادہ (اکاد) کے قریب بھیج دینا بہتر ہے۔ کیونکہ اس طرح وہاں سے اور دیوں کے لشکر کے مابین جو داراں میں شہیم ہے حائل ہو جائے اور چونکہ ہمارے لشکر کے کوچ کے وقت ان دشمنوں میں سے آؤں، یہی ہوں گی جو ہمارے دشمنوں کے کانوں تک بھی ضرور پہنچیں گی۔ لیکن یہ کہ ان کے دل میں ہادی طرف سے صبح اور غروب پیدا ہوا اور دارا دارا غارت گری لوٹ مار اور سرور قریب کے ہر پر چھاپے مارنے کو ہماری طرف پر ہمیں تو اس وقت ہمارے لشکر کو وقت اور دشواری نہ پیدا ہوگی بلکہ ان سے پیچھے ہی حضرت خالد بن ولیدؓ اپنی جمعیت کے ساتھ بہت لیں گے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا: خدا! یہ ابن حرب! تم نے میرے ہی دس کی بات کہی۔ میں بھی یہی کہتا ہوں۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا فوج کو کوچ کرنے کا حکم دینا

حضرت ابوعبیدہؓ بن جراحؓ نے اس مشورہ کے بعد فوج کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے اس لشکر کو جو واقع

سے آپ کے سر ادا ہوا یعنی لشکرِ دفع جس کی تعداد اس وقت چار ہزار تھی باہر حضرت خالد بن ولید کے سپرد کر کے آپ کو جو بیت کی رہا آپ اس لشکر کو لے کر مسلمانوں کی حفاظت و امنیت کے لئے بطور بڑا اس کے کھاتے آئے تھیں۔ حضرت خالد بن ولید نے اس لشکر کو لے کر مسلمانوں کی جمیعت سے پہلے کوچ کرنے کا حکم دیا۔ آپ کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی تمام جمیعت نے چٹنا شروع کیا۔ لشکر کی آوازیں دور دور فرخ تھیں۔ انہیں اور امین کی جو جماعت اردن میں مقیم تھی اس نے بھی ٹپکیں۔ انہیں گمان یہ ہوا کہ ملک جہاں کی فوجوں کی خبریں سن کر یہ لوگ چوڑی طرف بھاگ پڑے ہیں۔ یہ خیال کر کے انہیں حرم اس میں پہنچائی اور غارت کے ارادہ سے ان کی طرف چل پڑے۔

پہنچ کر حضرت خالد بن ولیدؓ جہاں اول دستہ میں تھے اس لئے آپ ہی سے مذہبی ہو گئی۔ آپ نے انہیں دیکھتے ہی بلند آواز سے فرمایا کہ: "یہ لوگو! یہ حضرت کی عصمت ہے انہیں لے لو۔ یہ سنتے ہی گھوڑوں میں سپان سے تڑپ تڑپ کر اٹھنے لگیں۔ بڑے بلند ہونے اور حضرت خالد بن ولیدؓ مرحومؓ کے انوارِ انوارِ اعلیٰ علیہ السلام کی نفیس عمارت میں سرینہ ٹپکیں ادا ہوئیں اسد و لعل بنی کمال الدہم ابلال بن مرہ اور ضمیر بن عامر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور نیزہ و گھڑ شہسوار عرب آگے بڑھے اور تعداد بڑھ گئی۔

اردن میں اب یہ کچھ تھا جو تاب مقابلہ لائے اور یہ قہور ہوا جو میدان میں جتنے پشت اسے نہ رہا۔ مسلمانوں نے قتل کو ہر شہداء کو دی۔ کشتیوں کے پٹے لگا دیئے۔ بہت سے گرفتار کر لئے گئے اور جو بچان کا قہقہہ کیا یا حتی کہ حضرت خالد بن ولیدؓ قہقہہ کرتے کرتے دریائے اردن تک بڑھتے بڑھتے چپے مئے جنس میں رہیں کی بہت سے عصمت و ادب کو مرنے لے۔

مسلمانوں کا یرموک میں اقامت کرنا

اس معرکہ کے بعد آپ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے لشکر کی طرف لوئے تاکوں میں شامل ہو جائیں۔ آپ اذاعتات و بیسی پشت مجبور کر یرموک کے میدان میں داخل ہو گئے تھے اور آپ نے ایک بہت بڑے لیلے پر جس کی انتہائی نیر محسوس تھی۔ مسلمانوں کی گورتوں اور چوروں کے نیچے نصب کر کے انہیں وہاں حفاظت سے رکھ کر اس کے تمام راستوں پر پھیر دیا۔ یا قاضی وقت حضرت خالد بن ولیدؓ قیدیوں اور مال غنیمت سے کر آپ کے پاس آئے تو اسے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمودہ اعلیٰ علیہ السلام تم پر رحم فرمائیں اور جزائے کثیر عاقبت کریں۔ یہ سچے انصاف کی علامت ہے خداوند تعالیٰ جنہیں مہارک کر لیں۔ یہ کہہ کر آپ نے مسلمانوں کو یرموک کے میدان میں پڑا کر کے لوگیا اور مسلمان لڑائی کے لئے اس طرح مستعد ہو گئے کہ گویا دھواں ادا دھواں کا تکرار ہے۔

فسطاطین میں ملک پر قسطنطین کو بھیج کر مسلمان یرموک سے مقام میں مقیم ہیں اور ان کے مقام اور مقابلہ کے لئے چند وادین ملک میں پڑے ہیں۔ یہ سن کر من نے باہن والی اردن کے دم ایک خط لکھا جس میں اس نے راست میں زیادہ توقف نہ کرنا کی سستی اور اس کی مشعل دے گا کہ ہر کے یہ خواہش کی تھی کہ مسلمانوں کے مقابلے میں قسطنطین جہاں جانا چاہئے۔ جس وقت کا صدر یہ خط لے کر باہن کے پاس پہنچا تو اس نے قاصد والین ملک اور خیر لوں (مرداروں) کو کوٹ کر کے ان کے سامنے دھواں پڑھا اور جلدی جلدی چلنے کی تاکید کر کے انہیں یہ ہدایت کی کہ جب شام کے کسی شہر میں سے تم کو ذوق و غرض یا پھر جرمی طرف سے ملے گا وہاں سے ہاتھ دھو کر اپنے ساتھ لے لو۔

چنانچہ اس فوج نے جلدی جلدی قسطنطین سے فرار کر شروع کیا جن میں شہداء کو مسلمانوں نے فتح کیا تھا ان میں سے جس وقت

ان کا نذر ہوتا تو یہ نہایت غنی کے ساتھ ہنس کے باشندوں کو طاقت اور جرات بخ کر کے اور یہ کہتے تھے یہ سخت قسم نے اپنے: میں کو چھوڑ کر عروں کی طرف میان کر لیا۔ وہاں کو جواب دیتے تھے کہ تم ہم سے زیادہ طاقت کے مستحق ہو کہ تم میں چھوڑ کر ان کے ذر سے بھاگ گئے۔ ہم تم بھی تمہارے چلے جانے کے بعد اپنی جانوں کی حفاظت کے لئے ان سے صلح کر لی۔ وہی چہرہ حق بات کو بچھپاتے تھے اس لئے یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے تھے۔ آخر قطع مسافرت کرتے ہوئے یہ بڑی دلی فکریہ سوچ میں پھنسے اور دراصل کے مقام میں جوتا پاد (رکاو) اور جوتان کے قریب قاسمٹوں سے تین فرخ کے قاسمٹ پر ذرے ڈال دیے ان کے لشکر کا ہول و عرض پھورخ کے قریب تھا۔ جب ان کا لشکر پر سوک کے میدان میں ذرے ڈال چکا اور تمام کا تمام بچھ گیا تو جبریل بن مسلم ضحالی کا لشکر جو ساتھ ہزار نصرانی عربوں، افسانہ نگار اور جذام پر مشتمل اور زبان کی فوج کا ہر اول تھا۔ اسحاب رسول اللہؐ کو دکھائی دیا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین دشمن کی اس قدر تعداد دیکھ کر کہنے لگے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم تمام طاقت و قوت اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ ہے

عبد بن حاتم کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم اگر وہیوں کے اس لشکر کو سوائے اس بڑی دل کے جو ان کی کثرت کی وجہ سے زمین و آسمان کے کنارے اٹھک لے اور کسی چیز کے ساتھ تھپہ نہیں دی جا سکتی اسے دیکھتے ہی مسلمانوں کی آنکھیں بدل گئیں چہرے زرد پڑ گئے اور قتل و اضطراب ان سے ظاہر ہوئے لگے۔ بروقت ان کی زبان سے یہی کلمہ جاری تھا لا حول ولا قوۃ الا باللہ اعلیٰ العظیم۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ان کی طرف دیکھتے تھے اور دعا کرتے تھے:

ربنا افرغ علينا صبراً وثبت قدمائنا ونصرنا علی القوم الکافرین۔

ترجمہ: "بارالہ! ہمیں صبر دیکھ، ثابت قدم رکھ اور اس کافروں کی قوم پر فتح بخش دیجئے۔"

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے حرم و احیاء کو کام میں لیا اور حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ نے جاسوسوں اور خبروں کا محمدؐ کا وہ دشمن کی فوج میں جا کر ان کے حالات معلوم کریں اور اس بات کی خبر دی کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کا رازہ کیا ہے؟ نیز ان کی جمعیت کتنی ہے اور ساراں حرب کیا ہے؟ چنانچہ یہ ایک دن رات غائب رہے اور اس کے بعد ان کے لاؤ لشکر، اسلحہ گھوڑے اور مال و اسباب کی آگراطلاص دی۔ آپؐ نے کہا کہ فرما دیجئے خداوند تعالیٰ! میں جلالہ کی ذات پاک سے کامل امید ہے کہ وہ ان کے اس ساز و سامان کو ہمارے لئے مال بنیعت کر دیں گے۔"

راوی کا بیان ہے کہ جس وقت ایمان مسلمانوں کے مقابلے پر نہر سوک، جلد رقا و مراض جو ان اور جلد سادہ پر آ کر پڑا تو کچھ دن تک لڑنے اور مقابلہ کرنے سے رکھا رہا۔

اللہ کی رحمت و فضل علیہ کہتے ہیں کہ اس کی تاخیر کا سبب یہ تھا کہ ہرقل نے اس کے پاس ایک ایسی بھیج کر یہ ہدایت کر دی تھی کہ تم جنگ سے پہلے کسی قاصد کو ان کے پاس بھیج کر ہادی طرف سے یہ امداد کہہ کر لو کہ ہر سال تمہارے پاس ایک مترہ و رقم بھیجتے رہے گی اور ساتھ ہی تمہارے امیر المومنین عمر بن خطابؓ اور دیگر رؤساء کے لئے تحائف اور ہدیہ بھیج کر دیں گے۔ نیز تمہارے ممالک عروسہ میں جاہلیہ سے قاز تک ملک شاہ ہوا۔ باہن تک ہرقل کا یہ پیغام میں کر کہنے لگا افسوس! عرب اور ہم اس کام کے لئے طلب کریں گے اور اگر وہ اس کو بیٹھ کے لئے قبول کریں۔ جرجیر جاس فکریہ کے سرداروں میں سے ایک سردار تھا۔ کہتے تھے کہ اگر بادشاہ کے پیغام

پہنچانے میں تیرا کیا حرج ہے اور کون سی مشقت۔ بابان نے کہا کہ ان کے پاس تو یہی چلاؤ اور ان سے عقل مند آدمی کو بلا کر جو کچھ سنا ہے بیان کر دے اور اپنی طرف سے حتیٰ المقدور کوشش کر دیتا۔

کہتے ہیں کہ جرج نے درخشین خوار پناہ پر کمر بندہ جس میں جو برنگے ہوئے تھے سر سے باندھا اور ایک عمدہ تاری کھڑے پر جس کے اوپر سونے کی درو جو امیر سے مرصع ایک زین کی ہوئی تھی سوہرہا اور اپنے ساتھ قبیلہ مذہبی لشکر کے ایک بڑا سردار لے کر مسلمانوں کے لشکر کی طرف چلے مسلمانوں کے لشکر کے قریب آئے اپنے سرداروں کو کھڑا کر دیا اور خود را آگے بڑھے مسلمانوں کے لشکر کے بائیں متصل ہو کر انہیں آواز دی یا معاشر العرب! میں بابان والی ارکن کا بیٹی ہوں۔ اگر تمہارا سردار میرے پاس آ جائے تو مجھ سے تاکہ میں صلح کے متعلق ان سے کچھ گفتگو کر سکوں۔ لیکن ہے کہ اس طرح ہمارے اور آپ کے مابین فوجوں کی بڑی بند جو کھڑا دھشتی ہو جائے۔ مسلمانوں نے اس کی آواز سن کر حضرت ابو عبیدہ من جراحؓ کو اس کی اطلاع کی۔ آپ نے شخص شخص اس کے پاس تشریف لے گئے۔ اس وقت عراق کا سلطید باجوہا کپڑا آپ کے ذریعہ بن تھا۔ سیاہ جامہ سر پر اور گلے میں کوارہا کھلی تھی۔ کھڑے کو آپ نے مجھیز کیا اور یہاں تک بڑھے کہ دونوں کے کھڑوں کی گردنیں آپس میں ملی گئیں۔ لوگ دور سے کھڑے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا کفر کے بھائی کہ کیا کہتا ہے اور پوچھ پوچھتا پتا ہے۔ اس نے کہا ہر اور عربی! تمہیں تمہارا یہ کہا کہ ہم نے دونوں کے لشکر کو کھڑا کر دیا ہے اور وہی اور مار بھگایا ان کے شیروں کو فتح کر لیا اور ان کی اکثر زمین پر قابض ہو گئے جو کہ اس میں خدا کی ہے۔ اب تمہیں اس لشکر کو کھڑا چاہئے جو اس وقت ہمارے ساتھ ہے اس میں ہر قسم کی چیز سب طرح کا لٹا اور مختلف زبانوں کے آدمی شامل ہیں۔ وہ یوں اور آدمیوں وغیرہ نے آپ میں صف کر لیا اور ان کے درمیان یہ مقام دے دیں جو چاہے کہ تا وقتیکہ ہمارا ایک آدمی بھی میدان میں رہتا رہے گا ہم اس وقت تک مقابلہ سے ہزیمت کھا کر نہیں نہیں بھاگتے گے۔ تم میں اس لشکر کے مقابلہ کرنے کی ہمت نہیں ہے اس لئے مجھ نہیں ہے کہ تم اپنی اپنے وطن کی طرف لوٹ جاؤ اور جو کچھ ملک پر قل کے شیروں سے فتح کر چکے ہو تو یہ نہیں اپنے قبضہ میں رکھو کیونکہ بادشاہ بڑا قلیل نہیں چاہتا کہ تمہارے ساتھ جو کچھ اس نے انسان کیا ہے اسے واپس لے لے بلکہ وہ یہی چاہتا ہے کہ تم نے تین سال کی مدت میں جس قدر ممالک فتح کر لئے ہیں انہیں وہ تمہیں ہی بر کر دے۔ تم جب شام میں آیا کرتے تھے تو پناہ دیا اور نیچے دیں آیا کرتے تھے۔ اب تم نے ان تین سال کے اندر سونا چاندی اور مصلحہ کافی جمع کر لئے ہیں۔ میں جو کچھ تم سے کہتا ہوں اسے منظور کر لو اور نہ یاد کرو ممالک ہو جائے۔ آپ نے فرمایا تو کہ چکا ہے یا ابھی کچھ باقی ہے۔ اس نے کہا میں آپ کے جواب کا منتظر ہوں۔

جرج اور حضرت ابو عبیدہؓ کی گفتگو

آپ نے فرمایا تو نے جو روئی اور دشمنی قوم کے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ وہ ہزیمت کھا کر نہیں ہو گئے عین تو حیرتی سخت غلطی ہے۔ ہمیں تو کھاروں سے ڈراتا ہے۔ یاد رکھا! ہم کھاروں سے ڈرنے والے نہیں۔ ہم تو شمشیر زنی کے لئے نکلے ہیں اور ہمیں جیسا کہ ہمارے آقا ہمارے نبی محمدؐ نے اس سے دھم دے فرمایا ہے کامل یقین ہے کہ ہم تمہارے بادشاہ کے دشمنوں کو جھجھک کر تم پر فتح یاب ہو جائیں گے اور ہمارے سونے کے کلمہ کلمہ کا دھوکہ دہی خلاف نہیں ہو سکتا۔ ہار دوسوں اور امینوں کا یہ حلف اور معاہدہ کہ ہم میدان سے ہٹتے دے کر نہیں بھاگ سکتے۔ سو ہماری کھاروں کی باڑیں اور بیڑوں کی تیر تیر تو نہیں انہیں خود مار مار کر لے پاؤں بھاگائیں

ٹی۔ اپنی حیا میں اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے دروازہ اس کام کی مرتبہ کر کے رکھتے ہو اور خود دیکھ چکے ہو کہ عمار کی قلت اور ضعف نے یہ دیکھتی تھی بڑی بڑی جمعیوں کا وجود ان کی کثرت تعداد اور سطح کے کسی طرح سمجھا کر دیا ہے۔ انہیں سب سے زیادہ مزید وہی دن ہوگا جس روز زمین سے آسمان پر غلبہ ہوگا۔ اور یہ دیکھ لیا جائے گا کہ میدان کارزار میں کون ثابت قدم ہیں اور کس فریق کی خواہش اور تمنا قابل سے اور کس کی قرار۔

پھر ہر آپ کا یہ کہہ سنا کر اپنے ایک ساتھی کی طرف جس کا نام ان تینوں تھا طالب ہو کے سنبھلا۔ پہلی ایک بڑی بڑی عرب قوم کے متعلق ہم سے زیادہ وضاحت کرتا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنے گھوڑے کی ہانگ بھیری اور بازن کے پاس پہنچ کر آپ کی تمام منتظر سے آگاہ کر دیا۔ بابائے کہاوت نے انہیں مصر بحث کی دعوت نہیں دی۔ اس نے کہا سچ کی قسم: صلح کے متعلق میں نے ان سے کچھ سلسلہ کام شروع نہیں کیا۔ عرب پچھتر عربوں سے زیادہ اور نسبت رکھتے ہیں اس لئے زیادہ مناسب یہ ہے کہ تو نصرانی عربوں کو اس غرض کے لئے ان کے پاس روانہ کر دے۔

کہتے ہیں کہ وہی وقت اس نے جلد میں بہیم نصرانی کو بلا کر یہ وارنت کی کہ جلد انوار بھی اس قوم کے پاس جائے اسے اپنی عزت تعداد سے زیادہ اور ان کے ہاں میں عرب و آل اور اپنے کمر فریب کے حال میں جس طرح ہو سکے چننا لے۔ جلد یہ من کے مسلمانوں کے لشکر میں گیا اور آزادی کے حاضر العرب: تم میں سے کوئی شخص مردن عامر کی اولاد سے میرے پاس آئے تاکہ میں اس کے ساتھ کچھ لشکر رکھوں۔

حضرت ابو عبیدہ دس چار لے گئے اس کی آواز سن کے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا وہ میں نے اب تمہارے لئے نہیں کھانا دیا ہے کہ تم کو سداہم اور قربت کی آڑ میں تمہارے ساتھ کوئی کمر فریب کر نہیں سکتے۔ زمین انوار میں سے کسی شخص کو جو عمار بن عامر (عامر بن ابی عامر) کی اولاد میں سے ہو اس کے پاس روانہ کر دینا چاہئے۔ نقل اس کے کہ انہر میں سے وہی شخص منتخب کیا جائے حضرت ابوہریرہ صامتؓ نے انہر کی جہد کر کے اٹھے اور آپ سے عرض کر کے کہنے لگے اے ابیہامہ! میرا اس کے پاس میں جاؤں گا اور جو کچھ دیکھوں گا اس کا جواب دے میں میں ہوں گا۔ یہ کہہ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور جلد بن اسیم کے پاس جاتے گئے۔ وہ کہے۔ جہاں تک اسے شخص کو اس کا ذیل ذیل نہایت بلند اور جس کا رشتہ میرا کہہ سنا ہو گیا کہ کوئی شخص نے قبیلہ تنووخ کا یہ دیکھ کر بہت مت پرنا اور ان کی بلندی و قامت سے اس کے دل میں رعب پڑ گیا۔ کہنے لگا تو جو ان قسم کی لوگوں میں سے ہو؟ آپ نے فرمایا میں اس قوم کا ہوں جس کو تو نے طلب کیا ہے۔ یعنی میں عمرو بن عامر کی اولاد سے ہوں۔ اس نے ابیہامہ! کہہ کر ہر طرف سے بھاؤ کسی قبیلہ سے متعلق رکھتے ہو؟ آپ نے فرمایا غزوان سے۔ میں عمرو بن صامت رسول اللہؐ کا ساتھی ہوں۔ تجھے جو سوال کرنا ہے دو کر لے۔ مگر انہر نے کہا یا ابیہامہ! (پچا کے بچے) مجھے معلوم ہے کہ تمہاری جماعت کے اکثر آدمی میرے قریب دار ہیں اس لئے میں شخص انہیں کچھ مشورہ دے رہا ہوں اور چند نصیحتیں کرنے آیا ہوں۔ باز کہو جو لشکر تمہارے سامنے ہے اس کا متہ یا تم کسی طرح نہیں کر سکتے اس کی کمک کے لئے اور بہت مانٹر قریب ہی پڑا ہوا ہے۔ یہ نہ سمجھو کہ ہم نے اسے جہد کر کے ان کے بہت سے لشکر و سوار کاٹ کے پھینک دیا ہے۔ کیونکہ ان کی راسل ایک چٹان بھرتا سار یا اصرار کرکھنے والا ذیل ہوتا ہے جو کسی طرف چھٹی نہیں کہ

۱۔ ایک نسخہ مشتمل ہے اس

۲۔ تنووخ بنی کے ایک قبیلہ کا نام ہے۔

اور ہری ظہر سے گا۔ اگر یہ قوم قرع غالب ہو گئی اور تمہیں اس نے بزمیت دے دی تو سوائے موت کے ہر قسم زنا و فحاشی نہیں ہے۔
 لیکن اگر اس قوم کو شکست ہو گئی اور یہی قوم میدان سے پشت دے کر بھاگ پڑی تو یہاں ان کی فوجیں ان کے شہر، قلعے اور نرانے
 موجود ہیں تمہیں جو کچھ یہاں سے آپ کھل چکا ہے اور جتنا کچھ حاصل کر چکے ہو اسے تو بخت سے کچھ کر چکے ہیں اپنے شہروں کی
 طرف لوٹ پڑو۔

جلیلہ بن اسلم اور حضرت عبادہ بن صامتؓ کی گفتگو

آپ نے فرمایا بھی اور کہا ہے یا کچھ بھلا۔ اس نے کہا اب جو کچھ تیرا دے دل میں ہے تم کہہ لو۔ آپ نے فرمایا جب کیا تجھے
 معلوم نہیں کہ ہم اپنے دین و غیرہ میں تہااری جماعتوں کو کس طرح پرانگو کر کے رکھ دیا اور باری تعالیٰ علیٰ عبادہ نے ہمیں ان
 نافرمانوں کے اوپر کس طرح تلخ بخش دی۔ ہمیں تیرا دانا باز و معلوم ہو گیا ہے۔ اس لئے تہااری باتی نامدو جماعتوں پر عذاب اب ہم
 پر بالکل آسان ہے۔ یہاں بات سے خوف نہیں کرنے کی تہااری فوجیں اندر سے سامنے ہیں۔ ہمارے مقابلے میں جو کچھ بھی آ جاتا
 ہے ہم اس سے کبھی نہیں گھبرائے۔ ہم دین کی مدد کے لئے ہر وقت لڑتے ہیں اور جب تک دم پہلے دے رہے ہیں گئے۔

یاد رکھو ان لوگوں کا ہم سے زیادہ جلیلہ بن اسلم کی نہیں ہے اور ہمیں سب سے زیادہ مضامخون رویوں کا ہی معلوم ہوتا ہے۔
 جلیلہ بن اسلم ہمیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں۔ تو مع اپنی قوم کے اسلام میں داخل ہو جاؤ۔ اس طرح تجھے دین اور دنیا دونوں کی
 بزرگی اور شرافت حاصل ہو جائیگی۔ ان مشرکوں کی اجازت جس میں تجھے پاکست و شفت میں اپنی جان کا فدیہ دینا پڑے گا
 چھوڑ دے تو سادات عرب اور بادشاہ اہل عرب سے ہمارا دین ظاہر ہووے گا۔ اب جو چاہے لہذا تجھے اس طریق کی اجازت کرنی چاہئے
 جو تجھے حق تک پہنچا دے۔ پس پڑھ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اللھم صل علیہ وعلیٰ آلہ و صحبہ وسلم۔

واللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جلیلہ بن اسلم آپ کا یہ کام سن کر آگے بھاگتا ہوا کہتا اور کہتے گا چپ رہو۔ میرے سامنے انکی
 باتیں نہ کرو۔ میں اپنے مذہب کو ترک کرنے والا نہیں ہوں۔ آپ نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو سب سے پہلے لڑائی میں ہمارے
 بیڑوں کی نوکیں تیری ہی طرف بھریں گی۔ یاد رکھ اپنے آپ کو ان سے بچائے رکھنا۔ ہماری جنگ قیامت منبری سے کھڑکیں ہوتی۔
 اگر ہماری کھاروں کی بازوؤں نے تجھے آگے دھکے دیا تو بھران سے بچا کھکی کے پس کی بات نہیں۔ میں اب بھی تجھ سے کہتا ہوں کہ تو
 رویوں کو ان کے حاس پر چھوڑ کر ٹھہر، ہو جا ورائیں اور ہمیں آج میں شہید لینے دے دو یہ نسبت تیرے ہم پر زیادہ آسان ہیں۔
 لیکن اگر تجھے اس میں بھی کچھ خط رہے اور ان کا کھکی طرح ساتھ چھوڑنا نہیں چاہتا تو یاد رکھ جو ہمیں ان پر نازل ہوں گی وہ تیرے
 لئے بھی تیار ہیں۔

جلیلہ بن اسلم یہ سن کر غصہ سے بے تاب ہو گیا اور کہنے لگا کیا مجھے تم اپنی قوم اور اسے ذرا سے ہر کیا میں بھی تہااری طرح عربی
 نہیں ہوں۔ ایک آدمی کو ایک آدمی کا کافی نہیں ہوتا۔ آپ نے فرمایا ہم کچھ ملے تو ہمارے پاس حکم کا کھلا تھا۔ ہمیں اس طرح
 نقصان میں پھنسا جانا تھا۔ ہم تم جیسے بے خوف نہیں ہیں بد بخت! ہم باوجود قلت تعداد کے تمہارے ساتھ ہر وقت لڑنے کو تیار اور
 اپنے رب واحد کی توحید اور اپنے آقا و مولا حضرت محمدؐ کی سنت اور کسے میں مشرا ہیں۔ ہماری کمک اور پیٹ پر ایک ایسا لشکر ہے
 جو انظار و علم میں پھیل کر زمین کے کسی سرے سے اس سرے تک سفر کے جھنڈوں کو زیر و زبر کر دے گا اور دنیا کے تمام مملکتوں کو اس

میں پہنچ کر تھکے ہوئے پریم اڑوانے لگا۔

جب نے کہ مجھے تو تمہارے حسب میں اس شکر کے سوا کوئی دوسرا ایسا شکر دکھائی نہیں دیتا اور نہ کوئی ایسا محسن دیکھ رہی نظر تو ہا
ہے جو اُن کے انت میں تھک رہی ہو نہ اُن کے آپ نے فرمایا خدا کی قسم تو جھوٹا ہے اور باطل جھوٹا ہے۔ یہ دلی پشت پر ایسے ایسے جوان
مرد صوبہ بہت ہیں اور ہاتھ پاؤں لٹکے ہوئے ہیں جو موت کو قسمت اور زندگی کو چاہتے تھے ہیں۔ ان میں کامر دلی بدلتا خود ایک لشکر
ہے جو جس کو تھکاپ دلی خود دلی فوج کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ تو اُن کی تھکاپ دلی فوج کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ یہ تو اُن کی تھکاپ دلی فوج کا مقابلہ کر سکتا ہے۔
”یہ حضرت عمر فاروقؓ اور آپ کی شدت کو فراموش نہ کر لیا۔ حضرت عمر بن ابی العاصؓ اور ان کی شجاعت اور امت کو یہ منہا نہ کر لیا۔
حضرت عباسؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت زبیر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نیز وہ مشہور اہل مہمیں جو مکر مکر طائف اور عین و غیرہ سے
آ کر ان کے پاس پہنچ ہوئے ہیں انہیں وہ ان کی اجازت کو نظر انداز نہ کر لیا۔ جیلہ میں کر لے گا یا ان میں ہم اُن کو تمہارے پاس نہیں
تھیں نہ بھٹوت کرنے کے لئے۔ یا قہار کو تمہیں پہنچنے کی اجازت نہیں ہے۔ تم اپنی قوم سے صبح کے تھکے ہوئے ہیں شراکت پر ہم ان سے
صلو کر رہے ہیں تو وہ اسے قبول نہ کریں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم تین سو عورتوں کے سوا اور سے مہم نہ رہے۔ عین بھی صلیب نہیں بہ نکل
اُس کے جزیہ اسلام یا تو اور دیکھو اور اسے تمہارے ماٹھن سب سے بہتر تمہارے۔ اللہ کر خدا اور بد بھدتی ہمارے نزدیک کوئی بری
بات نہ ہوئی تو میں بھی بھی علیؓ کی گواہی کر دیتا ہوں۔

جب حضرت عمارؓ اور عین مہم سے یہ سخت سخت جواب سن کر یہ لایو ب ہوا اُسے اپنے گھوڑے کی ہانک پھیر کر بابائے
طرف ہی بھاگتا پڑا۔ چند گھنٹے کے بعد اُن کی جد سے اس کا دلی مرعوب ہو چکا تو۔ خوف و ہشت اس کے چہرے سے جھک رہے
تھے۔ جس وقت یہ بابائے کے پاس جا کر پہنچا تو وہ بابائے نے اس کی صورت دیکھتے ہی اس سے دریافت کیا کہ جیلہ سے اوپر کیا
مذت آئی؟ اور تجھے کس نصیب سے تھک رہا ہے؟ کیا میں نے ذرا دیکھا ہے کہ مرعوب کر دیا چاہے اُن کے کانوں پر جو تک نہیں
دیکھی۔ ادا لانا دانا ان کے نزدیک کیوں درد دھکا نہ دھکا کر اور اور فدا مانا دانا دیکھ لیں یہ سوچے۔ ان کا جواب یہی اور
نکل گیا کہ کہہ دہی تو خوش تھوڑی اور ہو۔ ابھر سب سے بہتر تمہیں لگا رہی ہے۔

بابائے نے کہا تو پھر یہ خوف کیا ہے جو چہرے سے جھک رہا ہے اور اگر مرعوب ہو تو تم بھی مرعوب ہو۔ کیا تم نے مجھے عربی نہیں ہو۔ میں
نے سنا ہے کہ دو کل تیس ہزاری ہیں اور تیس ہزار ہو گیا تمہارے وہ وہ دلی ان کے ایک دلی کو مقابلہ نہیں کر سکتے؟ جہزہ دامت
کر اور اپنے نصرانی عربوں کو جو حیرت مہمائی بند ہیں اُن کے رسموں میں نکل میں تمہاری تھک چوہوں اور تم نے انہیں فتح کر لیا تو ان کا
ملک ہو رہا ہے۔ یہ وہی لشکر جو جہزہ پیرا لاشہ کے دو شیر جو انہوں نے فتح کر لے ہیں بھٹتے تھک رہے ہیں۔ دیکھ جائیں گے اور
سب سے بدیہوت ہوئے کہ ہمارے ہاتھ میں سب سے زیادہ دشمنی شراکت نے لگے۔

والدہ کی مروتانہ دیکھتے ہیں کہ بابائے اس قسم کی ترغیب دلا کر اور انہوں کو آرام کا راہی دے کر جنگ کے لئے براہِ ریز
کردم تھا حتیٰ کہ جہزہ کے لئے تیار ہو گیا اور اپنی فوج اور غرضوں لہجہ اہل ام و غیرہ دو علمبرداروں کے کہ وہ جنگ کے نکل کاٹے سے
نہیں ہو کر تیار ہو جائیں۔ حور یہ سننے پر وہ خود نیز تمام اعلیٰ سے مسلح ہو کر علم کی منظر ہوئی۔ جیلہ نے سہری (سوئے کی) درو
پہنکی۔ یہ شاہان نہیں کی تو رہتا کی۔ ہر حال نے جو انہوں نے دیکھے دیکھے تھا بھٹتے ہوئے اور اپنی ساتھ ہزار خاص عربی فوج کو

یہ سب کچھ عمل میں آ رہا ہے اور ہر ایک کو کہتے ہیں اس لئے اس کا ذکر یہی مناسب سمجھ میں آیا ہے۔

ساتھ لے کر اس نے آئے اسے مسجد نبوی کی طرف چلے دیا

حضرت محمد بن عبد اللہؐ حضرت ابو سعیدؓ وہیں تشریف لائے۔ وہ دو گھنٹہ گزار رہے تھے کہ ان کے اور چلے گئے۔ پھر دو گھنٹہ بھی گزر گیا تک مسجد نبویؐ کو یہ ساتھ چاروں کی بیعت نہ آئی۔ یہی کھڑی رہی۔ بعض نے بعض کو پکار کر شہر نکال دیا اور ایک نے دوسرے کو تاروا دی کہ وہ لوگوں کو عرب کے اندر پہنچا۔ نہ کسی نے عرب تم سے ملے گا یہ کہہ دیا۔ اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟ مسجد نبویؐ کے جامع بنیں گے اور طرہ دراز بنیں گے۔ یہ کہانیاں ہادی ثعلبی پر پڑی ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ وہ انہیں نہ پہنچا یہ ایک کافرانہ غرض تھی۔ یہ کہہ کر مسلمانوں نے ان کی طرف ہنسنا چاہا مگر حضرت خالد بن ولیدؓ انہیں آواز دی اور فرمایا یہی کوئی عمل مجدد انہیں جو انے غیر جنت لاریں بلکہ ان کو اور جہنم لگائیں میں ان کے ساتھ ایک ایسا حیدر اور شہداء کہیں کہ جو انہیں ہلاک کر دے ان وقت تک نہ میرے کام نہ ہو۔ اس کے بعد آپؐ حضرت ابو سعیدؓ وہیں تشریف لائے۔ ان کی طرف مخالف ہوئے کہ وہ پہنچا دیا اور انہیں ان کے ہمارے مقابلے میں لے کر آئے۔ ان کے ہاتھ کی ہے جو ہر مسلمان کے ہیں۔ اگر ہم نے اپنی تمام بیعت سے ان کا مقابلہ کیا تو ہمیں ہمارے لیے یہ نصف ہار بنت ہوگی۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ان سے پس منی سے قبیلہ کے چند آدمی رو نہ لائوں جو ان سے ان کے کھوت م لے کے تعلق منقطع کریں گا۔ وہ وہاں پہلے تھے تو میں نے کئی میں ان کا خط پانچواں ایک عرب کی ہدایت ہوئی اور اس طرح ان کے جمیعت میں کھوت چلے گئے۔ ان کے اور انہیں نے نکال دیا اور وہ انہوں نے نو چار تو اور صبر کیا۔ اب اسے حضرت سے آگے نہ لائے جس کے خدا کے فضل و کرم سے انہیں وہ رو کر بھاگ دیں گے۔

حضرت ابو سعیدؓ وہیں تشریف لائے۔ آپؐ کا یہ بیان کہ وہ میں کے پہلے پہنچا دیا اور فرمایا اب وہیں انہیں صبر کرنا ہادی کچھ میں آئے یہی طرح انہوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے اپنی وقت حضرت قیس بن سعدؓ اور ان سے نہ لڑی کہ جو میں میرا صاحب بنی ایک انصاری۔ معاذ بن جبلؓ اور اب بن خالد بن زیدؓ انہوں نے کوئی انہیں کوئی اور یہ ہدایت کی کہ ان دنوں میں نے ہاتھ دیا اور نہ کسی نے عرب کے چھوڑ دے۔ مقام ہے کہ سے کچھ میں خسان غم اور بڑا ہے کہ وہ میں جو حسب نسب میں تھے۔ دے نتیجے میں بدلتے ہیں تم میں کے پاس چاروں میں صبر کرنا۔ ان کی بات وہ ان سے نہ لڑی کی کوشش کرنا۔ اگر یہ ایسا بھرتے تو یہ نہ نہ بھرتا رہی کہ وہ ان کی ہدایت میں کی تو میں نے لے لئے اور وہ میں بھرتا رہا اور انہیں کافی دیر لے۔

حضرت جابر بن عبد اللہؓ اور جلیل بن سہم کی گفتگو

واقعہ فی رحمت اللہ تعالیٰ ہے کہ جب کہ رسول اللہؐ کے یہ پانچوں شہداء میں سے کسی طرف ہے اور میں وقت اس نے قریب کچھ گئے تو حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ نے اسے جواب دے ہوئے کہ ان کی تم عثمان اور عبد اللہ کے عربی تھے اب ہر ضرر سے بچو۔ یہ بھی تیرے پاس آنا ہے۔ یہ کہنے سے آواز میں انہیں اپنے پاس قہر کی اہانت تھی۔ یہ اس وقت تک رہیں جس میں میں نے انہوں کو کاروائی میں جو وہاں تھے گئے ہوئے یہ تھا۔ اس کے چاروں طرف اس کی مصلحت حاصل ہونے والی تھی۔ وہاں رہتے اور رسولؐ کی خدمت میں تھے۔ یہ وہاں تھے کہ ان افراد نے اسے یہاں پہنچا کر آداب میں ان کے

شکاف سے دو بڑیوں کو توڑا جی سے بچتے رہتا۔ ہم اسی اہل اہل کو لکھا ہوا ہے کہ ان کے لئے ہماری فوائض بھی تھی کہ ہم چاہتے تھے کہ یہ وہی قوموں کی بڑی اور بڑیوں کی کوئیں تیرے اور تیری فتنے کے سوا کسی دوسری عاقبت غریبوں کوں مگر تجھے یہ غرضی منظور نہیں۔

کہتے ہیں کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ ائہمین نے اس کے ذرائع اور دھمکانے میں کوئی وقت فراہم نہ کیا تھا جس کی بنا پر وہ کسی طرح دوسروں سے منحرف ہو جائے مگر جلد بار بار انکار کرتا رہا اور کہتا رہا کہ کیا کسی قسم کے کامیابی سے اس کو سب سے بڑے عقابے میں آجائیں تو میں دوسروں کی طرف سے ضرور بڑاؤں گا۔

آنحضرت تھیں ان حدیث نے فرمایا جبرائیل علیہ السلام نے ان کی پیشانی پر تحریر فرمائی ہے جو تجھے دوزخ میں پہنچائے بغیر تیرا اچھا کبھی نہیں چھوڑ سکے گا اور تو پاک ہو کر رہے گا۔ یاد رکھو ہم تیرے پاس تھیں اس لئے آئے تھے کہ قرابت اور صلہ کی کاغذی اور کتبہ کے تحت دین اسلام کی طرف بلائیں مگر قرآن کا انکار کرتا ہے سو تو خود ہی کچھنا کے گا اور بہت جلدی انی مانند اصرار سے دوزخ کی طرف سے آگے اس کی حرب و ضرب کی آگ مشتعل ہوتے دیکھ کر جس کے غم و غم سے ختم ہوتی کوئی نہ دیا کرتا ہے دوسرے وقت تک نہیں جائیں گے اور جس کے صدموں سے ایک آنکھ بند بھی ہو جائے تو کتنی جائے گا۔ یہ کہہ کر آپ اچھل کر کھڑے ہوئے اور اپنے ساتھیوں کی طرف مخاطب ہوئے کہنے لگے۔ اے اہل جہان کا دوسرے انکار کھڑے ہو جاؤ اور اسی کی مدد اور دامن احاطہ سے یہ مجھ سے کہہ کر کے اہل ہند۔ یہ بدھیل ہی ہو کر رہے گا۔ جلد نے کہا اے خدائی کے لئے مشہور رہا اور کہہ کر مڑھ اٹھ گئے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا صحابہ کرامؓ سے مشورہ کرنا

کہتے ہیں کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ ائہمین کھڑوں پر سوار ہو کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس آئے اور انہیں تمام واقعات سے مطلع کر دیا اور پھر کہہ دیا کہ میں نے اسے سوائے جی کا خدا تعالیٰ سے نہیں ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا کہ مجھ سے اور کون۔ رسول اللہؐ کی جی میں فی حق اعلیٰ ہم شہید ہیں بہار اور یہ حالہ دلا کھڑے تھے کہ انہیں سوائے ہدی تعالیٰ بل جہد کی فرشتہ ہوی کے دوسری ہمت کی تشائیں ہوگی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ اور کھڑے انگریزی عرب ساتھ ہزار ہیں اور تم تیس ہیں اور محمدؐ اور حبیبؓ (شیطان) انہیں اور ہم جو حب الوطنی کا اور دوسرے کہ ہم جس جی ہی ہوتی فتنے کا مقابلہ کریں گے۔ اگر ہم نے اپنی قوم نبوت کے درجہ ان کا ساتھ ملایا تو یہ ہماری فخر ہوگی اور سستی پر کھوں ہوگا۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنی جماعت سے میں چاہتا ہوں نفوس منتخب ہوں جو ان تمام ہوں کا حق مل کر رہیں۔

حضرت ابوحنیفہؓ صحابہ میں حب نے یہ ارادہ کیا کہ انہیں آپ کو ملے دیں آپ ان کے بہت صاحب ہیں آپ اسی طرح بچے اور جنی جن کو آپ منتخب کرنا چاہتے ہیں انہیں آپ جی بھیجے۔ آپ نے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے لشکر میں سے ملے ہیں آدمی جن میں سے میرا ایک آدمی کے اور دوسروں کو کافی دوا ہے ساتھ لوں اور انہیں کی قیام نبوت پر چاہوں۔ آپ کی یہ خبر اس کو کہ ہم مسلمان قویہ کرنے لگے اور پھر تجھے کہ آپ اور اہل اہل (عراق) لڑ رہے ہیں۔ سب سے پہلے حضرت ابوسفیانؓ صحابہ میں حب نے آپ سے کہا میں دیکھ رہا ہوں آپ یہ فتنہ میں فرما رہے ہیں یا اہل اہل یہاں نہ ہے میں؟ آپ نے فرمایا رسول اللہؐ کی

حضرت خالد بن ولیدؓ کا جنگ کے لئے اپنے ساتھیوں کا انتخاب

حضرت عبداللہ بن عمروؓ کہتے ہیں کہ جانا زمان اسلام میں سے سب سے پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ نے (۱) حضرت زہریؓ اصحاب واران کے بعد (۲) حضرت فضل بن عباسؓ کو منتخب فرمایا۔ پھر آپ نے فرزدادؓ اور اس طرح آواز دینی شروع کی۔ (۳) ہاشم بن سعید طائیؓ نے تمیم کے شہسوار کہاں ہیں؟ (۴) قتادہ بن عمروؓ کہاں ہیں؟ (۵) خزیمہ بن عتیبہؓ کہاں ہیں؟ (۶) خالد بن سعیدؓ کہاں ہیں؟ (۷) عمر بن عبداللہؓ کہاں ہیں؟ (۸) یزید بن ہشامؓ کہاں ہیں؟ (۹) صفوان بن امیہؓ کہاں ہیں؟ (۱۰) صفوان بن فضلؓ مظل علی کہاں ہیں؟ (۱۱) سہیل بن عمروؓ سامریؓ کہاں ہیں؟ (۱۲) ضرار بن ازد کندیؓ کہاں ہیں؟ (۱۳) ربیعہ بن عامرؓ کہاں ہیں؟ (۱۴) رافع بن عبیدہؓ الطائیؓ کہاں ہیں۔ (۱۵) عکرمہؓ بن عامرؓ کہاں ہیں؟ (۱۶) یزید انصاریؓ کہاں ہیں؟ (۱۷) مہدیہ بن یمانؓ کہاں ہیں؟ (۱۸) قیس بن یمانؓ کہاں ہیں؟ (۱۹) قیس بن سعیدؓ خمریؓ کہاں ہیں؟ (۲۰) کعب بن مالکؓ انصاریؓ کہاں ہیں؟ (۲۱) سوادہ بن عمروؓ بن غنویؓ کہاں ہیں؟ (۲۲) عبادہ بن صامتؓ کہاں ہیں؟ (۲۳) بابر بن عبد اللہؓ کہاں ہیں؟ (۲۴) ابو یوسفؓ انصاریؓ کہاں ہیں؟ (۲۵) عبد الرحمنؓ بن ابی بکرؓ صدیقیؓ کہاں ہیں؟ (۲۶) عبداللہ بن مرثدؓ بن خطابؓ کہاں ہیں؟ (۲۷) یزید بن خطابؓ کہاں ہیں؟ (۲۸) رافع بن سہیلؓ کہاں ہیں؟ (۲۹) یزید بن عامرؓ کہاں ہیں؟ (۳۰) سعید بن ابی اسدؓ کہاں ہیں؟ (۳۱) مالک بن خضرؓ کہاں ہیں؟ (۳۲) نصر بن عاصمؓ کہاں ہیں؟ (۳۳) عہدہ بن غفرؓ کہاں ہیں؟ (۳۴) ابویہؓ بن منذرؓ کہاں ہیں؟ (۳۵) نوفؓ کہاں ہیں؟ (۳۶) عاصم بن قیسؓ کہاں ہیں؟ (۳۷) عبادہ بن عبد اللہؓ انصاریؓ کہاں ہیں؟ (۳۸) رافع بن ثمرہؓ (مخبر) جن کی والدہ جدہ سوساؤوں سے لڑا کرتی تھیں کہاں ہیں؟ (۳۹) سعید بن ابی سعیدؓ کہاں ہیں؟ (۴۰) معتبؓ بن قیسؓ کہاں ہیں؟ (۴۱) بلالؓ بن سائرؓ کہاں ہیں؟ (۴۲) ابو یزیدؓ کہاں ہیں؟ (۴۳) اسیدؓ السہادیؓ کہاں ہیں؟ (۴۴) کمالؓ بن عاصمؓ کہاں ہیں؟ (۴۵) خزہؓ بن عمروؓ سلمیؓ کہاں ہیں؟ (۴۶) سعیدؓ اللہ بن یزیدؓ کہاں ہیں؟ (۴۷) یزید بن عامرؓ کہاں ہیں؟

واللہ فی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جن جن اصحاب کو منتخب کیا تھا میں نے انہیں مختصر کر کے بیان کیا ہے اور جو کسا آپ نے آواز دینے میں حضرات انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو مقدم فرمایا تھا اس لئے میں نے بھی جان کر نے میں انہیں مقدم رکھا ہے۔ جب آپ نے فرزدادؓ انصاریؓ کو پکارا شروع کیا اور اس کا آپ انتخاب کرنے لگے تو حضرات انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عکرمہؓ کی اور کہا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ اس جنگ میں نہیں آئے گئے دیکھا جائے ہیں اور مجاہدین معنی غیر دین قسطنطینی کی اولاد کو بھیجئے۔ اس سے شہر ہوتا ہے کہ وہ ہمیں یا تو اس انتخاب سے آزاد ہوتا ہے جس کو وہ میں کے مقابلے میں عبادہؓ اور سہیلؓ ملاحظہ فرمائیں یا غیر دین قسطنطینی کی اولاد پر شفقت اور ہمدردی کی نظر کرتے اور میں اس سے آگے بھیج کر بلا کت کے گڑھے میں دھکے دینا چاہتے ہیں۔ جس وقت آپ نے ان کے یہ کلمات سنے تو آپ گھڑے کو لڑائی کا کران کی طرف پلے اور ان کی جماعت کے چچ میں کھڑے ہو کر اس طرح فرمانے لگے یا اولاد عاصمؓ انہی قسم انہی سے تمہیں اس کام کی طرف سے اپنے واسطے پسند کیا ہے مگر اس لئے دعوت دینی ہے کہ تمہارے اہل میں ایمان مانج ہو چکا ہے اور تمہیں یہ خبر ہے کہ ایمان پر چڑھا ہوا خداوند اور یقین ہے۔ انصار نے کیا یا ابلیس! تو آتی آپ نے چچ فرمایا۔ اس کے بعد انہی انصار نے تاکر دل صاف ہو جائیں

کتاب لوگوں کو میرے مطلق الہا کہنے میں کوئی تکرار ہے یا نہیں؟ البتہ ان میں ضرور جہالت ہوں کہ باری تعالیٰ جس جہد و کد کی طرف سے یہ میری ایک آزمائش ہے کہ آپ جیسے حضرات کی زبان سے ایسے کلمات ہماری کمرہ میرے صبر و استقامت کو آزمانا چاہتے ہیں۔ میں ان کی بارگاہ بے نیازی میں در خواست کرتا ہوں کہ وہ مجھے ایک راستہ ہدایت اور سلاطین کی کتابت کے بعد اس جادو اور زمانہ جاہلیت کا خیر اور خلافت اور دور ہو جائے تو فی حق میرے فرما نہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا: عاقل! خدا کی قسم وہ اس گفتگو کے بعد اگر تم میرے دشمنوں پر اپنے بوجھ کی دھنچکا رہو گے تو مجھے کبھی بھی اس میں جزی اور فروقی کے باعث جو کچھ خدا نے تمہیں عطا کیا، وہ برتری و درگاہ اور عہدہ یا تعظیفی عہدہ کی اطاعت میں حاصل ہے کسی قسم کو عہدہ یا نہ ہوگا۔

تھما مسلمان آپ کا یہ قول سن کر کہ آپ کو امتداد اور باری تعالیٰ کی شکرگزاری کا ایک کلمہ سمجھتے تھے اور حضرت ابو عبیدہ میں جو اس کا دل پر درجہ کی صداقت میں سے تھے آپ نے فرمایا: آپ روانے تھے اور لڑائی اور صلح میں خدا کی قسم! اتم باری تعالیٰ میں جہد و کد کی شکرگزاری میں ایک یکتا اور شہبائے فہم ہو۔ اس کے بعد آپ نے فرمے: اے اے اور حضرت عطاء بن ابی رباحؓ کا ہاتھ پکڑ کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہاتھ میں دے دیے۔ حضرت صاحب روئے نے لکھا اور دونوں حضرات نے آپ میں معاف کر دیا۔ حضرت ابو عبیدہ میں جو اس نے فرمایا تھے میرے ہاتھ میں آپ دونوں حضرات اس آیت کے صدقہ الی جہاد چارک و تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمائی ہے جو ہر سیر کے لئے

وَبِعِزَّتِ مَا فِي صُلْبِهِ وَهَمَّ مِنْ عَلٰی -

”ترجمہ: ہم نے جو ان کے دلوں میں نفس خداوند نکالی دیا۔“

واللہ کی دست انداختہ تھی کہ جس کا جب حضرت خالد بن ولیدؓ نے مسلمانوں میں سے ساتھ اپنے ہوا منتخب کرنے میں کامیاب فرما کر ان کو جو ایک لشکر کا مشاہدہ کرے تو تمام لشکر کے اہل سنت کھینچ کر کے نکال دے۔ آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: اللہ! یہ لشکر جو تمہارے مقابلے کو آیا ہے خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں میرے ساتھ اس لشکر میں جو تمہارے کیا رائے ہے؟ آپ لوگ قسم تو جیسے کہ آپ میں تم ان کو انہی طرح جاننے اور پہچاننے دو۔ تم ان کے مقابلے میں تمہارے میر اور استقامت سے کام لیا تو یاد رکھو کہ اللہ چارک و دہائی تمہارے صبر و کد کی تمہاری تائید فرمائیں گے اور تم ان میں کو شکست دے دو گے اور جب تم نے انہیں جزی دے کر ہمدردی تو اس تمام لشکر پر تمہارا دم بچا جائے گا اور وہ پشت دے کر نامرادی کو ساتھ لے کرے یہاں سے ہو کر جائیں گے۔ انہوں نے کہا ابالینین! ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ چاہے جس طرح کرے اللہ ہم اپنے جھنڈوں سے اللہ علی جہاد کی ذات اور ان کی تائید قوت پر چھوڑ دے کہ ان لوگوں کی طرف جو اللہ تعالیٰ کے دین کی راہ کے لئے لڑتے ہیں نہایت بے فائدہ اور قوت کے ساتھ مقابلہ کریں گے اور طرب و آخرت میں اپنی جائیں تک لڑا دیں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت ابو عبیدہؓ میں حسنؓ نے انہیں یہ سن کر جزائے جہاد کی دعا کی اور یہ دو حضرات نہ مدین ولیدؓ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں اپنے سزاواران اور دست کر لیا اسلحہ ساتھ لے۔ بہتر یہ ہے کہ تمہارا دست پاس دو دو تلواریں ہوں اور یہ لڑائی شمشیر نہ رانہ کجاف حق کے ساتھ رہے۔ نیز واپس نہ آتو کوئی شخص نہ لے جائے۔ کیونکہ یہ بڑا عداوت ہے اور کبھی کبھی اپنے نکلنے سے بڑک جاتا ہے۔ اس طرح حیرکان کی بھی ضرورت نہیں۔ حیرت نے پرستار کبھی ہے اور کبھی نہ جاتا ہے۔ ہر شخص اپنے نیز اور اس غول سے پر ہوا ہر جس کے اوپر انہیں پورا پورا اعتماد ہے اور آپس میں یہ دھندہ کرنا کہ ہم حضور آقاؐ سے دو جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عوض کوڑے کے پانچ لیس سے اور ہمارا منشی (وعدہ دگاؤ) اتنی بڑی۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر یہ تمام معجزات اپنی اپنی فروگاہوں میں اپنا منہ زور مسلمان درست کرنے اور اپنے اہل و عیال سے رخصت ہونے تشریف لے گئے۔ حضرت ضرار بن ازورؓ بھی اپنے خیمے میں اپنے ساتھ مسلمان درست کرنے اور اپنی بہن کو سام کر کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ نے اپنی بہن کو خلوہ بنت ازورؓ کو پہلے سلام کیا اور اپنی زور پہنچنے تک۔ جس وقت آپ حب کا سامان زیب بدن فرما چکے تو آپ سے آپ کی بہن خلوہ بنت ازورؓ کہیں کہ بھائی جان آنی آپ مجھ اس طرح رخصت فرما رہے ہیں جس طرح سے کوئی بھتی طور سے بیڑ کے لئے کسی کی رخصت کیا کرتا ہے۔ آپ نے جو کچھ ارادہ فرمایا ہے آخر نماز تم بھی اس کی اطلاع دے دیجئے۔ آپ نے انہیں اپنے ارادہ سے مطلع کیا اور فرمایا کہ میرا ارادہ حضرت خالد بن ولیدؓ کی معیت میں یزید دشمنوں سے لڑنے کا ہے۔

آپ یہ سن کر روٹیں اور کہا بھائی جان! آپ اللہ تبارک و تعالیٰ پر پورا یقین رکھنے والے ہیں ان کے دشمنوں سے ضرور لڑو۔ دشمن نہ بھی آپ کی موت کو اگر وہاں سے نزار یک کر سکتا ہے اور نہ قریب کو جود جاسکتا ہے۔ اگر (خدا خواست) تم پر کوئی حادثہ آگیا یا دشمنوں نے کسی طرح کا آپ کا بال بیکا کر دیا تو بھائی جان خدا کی قسم! خود کو بڑا جاکا محمدؐ بڑے گا اور جب تک وہ دشمن سے آپ کا بدلہ لے کر آپ کے پاس نہیں پہنچ جائے گی اس وقت تک اسے زمین پر بھی آرام نہیں ملے گا۔ آپ یہ سن کر روئے اور اپنا سامان حرب درست کرنے لگ گئے۔

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے یہ ساتھی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنے اپنے اہل و عیال سے رخصت ہوئے اور تمام بات دو گاہ و پ گاہ میں فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے رہے اور تفرغ و زاری کرتے رہے حتیٰ کہ ان کی دعاؤں سے عروس و شہابیہ کی نظر میں سفید مسج کے ساتھ ساتھ وہ راجات پور تک دی اور اللہ اکبریٰ بخند ہانگ آواز نے بڑھ کر اس کا استقبال کیا۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ نے فرزند مسیحؓ پر دعائی پے سالار اکرمؓ اور اللہ اعظمؓ جناب حضرت خالد بن ولیدؓ نے بعد از نماز سب سے پہلے لشکر سے نکل کر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو یہ جزایا شہادہ بڑھ کر نکلنے کی ترغیب دی۔

(ترجمہ اشعار) اسے میرے تمام بھائی! جلدی چلو۔ دشمن کی طرف تاکہ خیر کثیر حاصل کر لیں ہم اس سے نیکی اور نجات کی امید رکھتے ہیں۔ کیونکہ ہم اس کے بدلے میں اپنی جانوں کو فوج کریں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ جلدی کرے اور اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ مسیح ہمارے مدد و کرتے ہیں۔

آپ نے اس طرح زیب بدن کے لیے پہلے اہل و عیال کو رخصت کیا اور یہ آخر کا شعر پڑھتے ہوئے مسلمانوں کے لشکر کے آگے آگے گئے۔ ساتھی صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایک ایک کر کے آپ کے پاس جمع ہو گئے سب سے آخر میں حضرت زید بن عوامؓ تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت ام سلمہؓ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی فتح و نصرت کی دعا کی مانگتی چلی آ رہی تھیں۔ جس وقت آپ اپنے بھائی جناب عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچیں تو آپ ان سے کہنے لگیں بھائی جان! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زادو سے علیحدہ نہ ہوئے حضرت کے وقت جو یہ کریں تم بھی کریں اور میں طرح یہ کریں تم بھی اسی طرح لڑو! اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت ہو کر نہ مسئلہ یہ کہہ کر آپ رخصت ہو گئیں۔ تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے اہل و عیال کو الوداع کہا اور دشمن کی فوجوں کی طرف گھولوں کی راہیں انھوں نے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ان شہیدوں کے سامنے شیرز کی طرح چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ لہرائی عربوں کے مقابلہ

میں جانتا ہے ہوتا ہے۔

والہی دست انداختی جیتے ہیں کہ لہرائی عجب در بخشن ان نعلی کے چند مسلمانوں کو اپنے مقابلہ میں کھڑے دیکھ کر یہ سمجھے کہ یہ جوں کے حد میں جنہیں غائبانہوں نے پہلے کے لئے روانہ کیا ہے۔ پہلے نے لہرائی عربوں اور خوشنوں کو لاکر آواز دی اور مسلمانوں کے ساتھ ملنے کے لئے لہرا کر کے پہلے لہرائی خصال اس سبب کے لئے روانہ اور جن شخصوں نے ان کے ساتھ سفر کیا ہے انہیں موت کے ٹھکانے لہرا کر روانہ ہوئے۔ خوشنوں نے یہ سنتے ہی اپنا سر زور مان در دست کیا اسی طرح کے صلیب باندی اور فوجی قادیان کے مواقع صفت بدی کر کے شہر بے ہو گئے۔ سورن بھی یہ دیکھ کر ملہ ہونے شروع ہو اس کی تیز تیز کرکے تیزوں پر ہزاروں اور ان سب کی بھی زور۔ خود اور کھڑوں پر چنگ پست کر کے ان کے شعلوں کی طرح دھنکے تھیں اور اس طرح یہ فوج کو با یک دھنک نشان لٹک رہی تھیں۔ مسلمانوں کے مقابلے میں یہ لشکر اس لشکار میں کھڑا ہوا تھا کہ تھکی کے یہ چند مسلمان کیا کرتے ہیں۔

حضرت خالد بن ولید اپنے دست کے رما میں سے آگے بڑھے اور ہند آواز سے فرما گئے۔ صلیب کے ہند اور مان کے دشمن! وہاں تیرہ دن کے کھانے والو احباب (علاء اللہ علیہ السلام) کے لئے لکھو اور عداوت قرآن کے جوہر دیکھو۔ جہاں آپ کا یہ کام سنتے ہی فوراً کھڑا کیا کہ یہ حد نہیں بلکہ عداوت و مذہب (لڑنے والے) ہیں۔ ہمارے ہاتھ میں لے کر یہ لڑا ہوا تھا۔ ہندوستان کے قلعہ لشکر سے لگا۔

(ترجمہ و تفسیر) ہم صلیب اور ہر جہز صلیب کے ساتھ تھی اس کے ہند ہیں ہمارے اٹھان پر جو شخص صلیب لگا ہے ہم اس پر حملہ کریں گے۔ ہم سچا دین کی والدہ ہند (علیہ السلام) کے جب بڑی کو کھینچ گئے اور لڑائی کو تو ہم اپنی جہاں لے گئے ہیں ہمارے مقابلے کو لگے ہیں اور ہمارے ہاتھ میں لے کر یہ لڑا ہوا تھا۔ ہندوستان کے قلعہ لشکر سے لگا۔

اس کے بعد اس نے کہا میں کوئی فتح نہیں کر رہا ہوں اور کوئی لڑائی کے لئے طلب کر رہا تھا۔ حضرت خالد بن ولید نے فرمایا میں اس میں شہر دار ہوا چاہتا ہوں کہ ہم لڑائی کا تمام میدان دست کر چکے اور ہم بھی دوسری جنگ کا خواب دیکھ رہے ہیں۔ سچا کی قسم! ہم قیامت تک صلح نہیں کر سکتے۔ تم اپنی قوم کے پس انداز لوٹ جاؤ اور ہندو کو تم سے بڑے جنگ کے کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ آپ نے اس کا یہ قول سن کر اس سے ایک عجب کے لہجہ میں فرمایا جب کیا تو ہمیں قاصد تصور کرتے ہیں؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا یہ خیال تو تو قیامت تک بھی نہ کرنا۔ خدا کی قسم! ہم بڑے جنگ کے لئے آئے ہیں۔ اگر تم یہ کہو کہ تم ایک بھونٹی سی جماعت ہو تو اللہ جل جلالہ ہمیں تم پر کھینچیں گے۔ جب نے کہا ہے تو جو ان شخصوں کو لے کر فرار میں آ کر پڑی اور اپنی قوم کے ساتھ نہایت غلطی کی کہ چند آدمیوں کو لے کر ہمارے مقابلے کے لئے نکل آیا۔ آپ نے فرمایا یہ خیال مت کر کہ ہم بہت کم ہیں۔ خدا کی قسم! ہمارا ایک آدمی خیر سے ایک ہزار لشکر کے مقابلے کے لئے نکلتا ہے اور ہمارا بیانیہ ہمارا لشکر اس چارے سے اس جنگ کے لئے دو بے چکن ہے جو حضور نے پانی کے لئے سخت مضطرب ہو۔ اس نے کہا غزوہ یوملہ میں ہمیں ہوا لکھنا تھا اور تھا ہمارا تھا۔ ہمارے مقابلے کے لئے بڑے بڑے آدمیوں کو بھیجے گا اور کر رہا تھا ہمیں تم سے یہ ایک عجیب بات سن رہا ہوں کہ تم ہمارے ساتھ ہے کے لئے حالانکہ ہم سادات بنی ہاشم ہیں اور جب ہمیں کل ساتھ آئی ہے تو نکلے ہو۔ اب اگر میں ان سرخ ہزار ہزاروں کے ساتھ تم پر حملہ کروں تو یہ زامی ہو۔ یہ تمہاری بھائی بھائی کے رکھ رکھاؤ اور تمہارے میں سے کوئی شخص بھی نہ چلے سکے۔ ہمیں جب حملہ کرنا ہو۔ یہ کہہ کر اس نے اس

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کا بیٹا فضل بن عباس۔

حضرت عمار بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قسم، حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو تھلے جو آپ حضرت خالد بن ولید کے حمصہ اور ان پر آپ کے بھانسنے کے لئے کر رہے تھے میں گن رہا تھا آپ نے میں سے کہے اور ہر حمل میں ایک ایک سوار کو گراتے رہے حتیٰ کہ آپ کے سنا اور بھاگ پڑے اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے ایک ایک گھوڑے اُنکلا کلا کر سوار ہو گئے اور پھر ایک اس زور سے حمل کیا کہ وہاں ابھی تک نہیں لڑے تھے اور اب تار دوم میں حمل کر رہے ہیں۔ تو سرانِ لڑائی نے یہی رنگ اختیار کیا اور آ کر فتنوں کے بیٹے اور خون کی سرخ سرخ نمایاں دیکھ دیکھ کے سورج بھی زور پڑنے لگا اور قریب تھا کہ یہ مغرب کے رگڑائی درپیش کو پڑے کہ حمصہ اور شیریں نے پھر ایک چان توڑ حمل کیا اور وہاں حواجِ نصرانیوں پر تپ پڑے۔ اور مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی جگہ سے قتل و اضطراب نے پھر شروع کیا۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کو زور و زور سے آوازیں دیں اور فرمایا: اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! خدا تعالیٰ تمہیں جزائے غیر عادت کریں اپنے مسلمان بھائیوں کی خبر جو میری رائے میں حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے قسام حاجی شہید ہو چکے ہیں جو جو عہد اور نصرانیوں پر حمل کر دو تمام مسلمانوں نے اس پر ایک ہوا اور حمل کے لئے تیار ہو گئے۔ مگر حضرت ابوسنیان مخرنہؓ نے آپ سے کہا: ایہا الامیر! اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح ہوگی، اور مغرب آپ انہیں خیرِ عاقبت دے گی، ۲۰ دیکھیں گے ابھی آپ جلدی نہ کریں۔ آپ نے اس پر حلقِ توبہ نہ فرمائی اور حمل کے لئے تیار ہو گئے۔ آپ کا اس وقت سخت صدمہ اور قلق ہو رہا تھا اور اپنے ان مسلمان بھائیوں کی جگہ سے جو جنگ میں شریک تھے آپ دار رہے تھے۔ قریب تھا کہ جنابِ حملہ کے متعلق احکام نافذ کریں کہ دفعتاً بغیر قبضہ کی آوازیں کو بجھ گئیں۔ اللہ اکبر کے نعروں سے نشانے آگئی کوئی اٹھ نہ سہا ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمد عبیدہ ورسولہ کی صدا گونجی اُن گئیں اور انہی کے ساتھ ساتھ نصرانی عرب کاست کھا کر بھگتے ہوئے اس طرفِ نغز آنے لگے کہ گویا آسمان سے کسی چیتے والے نے انہیں چچا چچ کر بھاگایا ہے۔ ان کا شیرازہ خستہ ہوا اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے ساتھی شہتِ حرب و شرب سے جھگے، مگے اور پیاسے دھامکے سے برہنہ تھے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کی ہواش اور شور کی توکل میں آرمی دکھائی دیئے تختِ رنج ہو اپنے منہ پر صابغ مارنے لگے ہر چے مارنے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے: ابن ولید ابائے تو نے مسلمانوں کو ہلاک کر دیا۔ کئی باری غولی دورِ زمینی اور حم اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کیا جو بد سے گنا۔ آپ سستہ شد، دھیراں یہ اٹھانا فرما دے تھے کہ حضرت ابوعبیدہؓ اور ان کے عزیز و سرے بہادرانِ اسلام آپ کے پاس پہنچ گئے۔ حضرت ابو عبیدہؓ جراحؓ نے انہیں اس مرضِ منہ پر طمانے مارے جو بے اور کافروں کے دہن میں سے آہ و کجہ کران سے فرمایا: ایہا امیر! مسلمان مسلمانوں کی فتح اور کفار کی ہزیمت پر خدا تعالیٰ کا شکر ہے۔ آپ نے کہا: ایہا امیر! پیچھے ہے کہ اتنا جاؤ کہ دعویٰ نے فتح بخشی مگر انہوں نے خوشی ماننے سے بدلہ لی۔

انہوں نے فرمایا یہ کس طرح؟ آپ نے کہا: ہمارا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس صحابہ جن میں حضرت زبیر بن عوام رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چھوٹے چچا صاحبِ زور اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل ہیں گم ہو گئے۔ یہ کہ آپ نے ایک ایک کا نام نکوا شروع کر دیا اور چالیس حضرت کے نام نکوا دیئے۔ حضرت ابو عبیدہؓ جراحؓ نے فرمایا: ابن

اسلام آتے ہوئے دیکھائی دیئے۔ آگے آگے جناب حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فاضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت مرقال بن باہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لارہے تھے اور پیچھے پیچھے تمام حضرات رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ انہیں دیکھ کر سب اٹھ کھڑے ہوئے ان کی تنظیم و تنظیم کی اور اسلام کے بعد حضرت فاضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہنے لگے یا ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا بات تھی اور آپ کہاں چلے گئے تھے؟ انہوں نے کہا یا باطلیمان! اللہ تبارک و تعالیٰ نے جب مشرکین کو ہزیمت دے دی اور وہ بھاگ پڑے تو ہم نے اپنے چہل قدمیوں کو عکس دیکھ کر یہ سمجھ لیا کہ وہ قید ہو گئے۔ یہ سوچ کر ہم نے ان کو قید کیا کہ اپنے سر دس کو چھڑائیں مگر ہم نے انہیں ان کے ہاتھوں میں جب قید نہ رکھا تو لوٹ پڑے۔ اب یقیناً وہ قید ہو گئے ہیں۔ آپ نے کہا وہ ضرور قید ہیں شیدائیں! دے۔

حضرت زبیر بن عوامؓ نے کہا آپ کو یہ کس طرح معلوم ہوا؟ آپ نے کہا کہ سوائے اس: ہمیں کسی شخص کے معرکہ کارزار میں گہرا پس کی نقش نہ جوڑیں۔ ہمیں آپ حضرات ہیں اور میں ہم اس طرح کی جگہیں بولے باقی پانچ آدمی مفقود ہیں جو یقیناً قید ہیں۔ قید ہونے والے سب ذیل حضرات تھے:-

رائے بن مسیرؓ، امیرؓ، امیرؓ بن عامرؓ، امیرؓ بن ازورؓ، عامر بن عمروؓ اور یزید بن ابی سفیانؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ مسلمانوں کو یہ سن کر سخت رنج ہوا اور وہ حضرت ابیہیدہ بن جراحؓ کی خدمت اقدس میں گئے آپ نے حضرت زبیر بن عوامؓ اور حضرت فاضل بن عباسؓ اور حضرت مرقال بن باہمؓ کو بھیہ و خافیت کو سچے دیکھ کر زمین ہی کے اوپر سید و حکمرانوں اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا۔ حاضر المسلمین! اللہ تعالیٰ نے خداوند تعالیٰ صل مجدہ کے راستہ میں شہادت کے لئے اپنی جان قربت و فداء پیش کیا۔ مگر انہوں نے کہ جس جہاد شہادت کا رونا چھو سکا۔ میں مسلمانوں کی موت قریب آگئی تھی! وہ صل جسے اور جو قید ہو گئے ہیں ان کی رہائی اللہ! اللہ میری ہاتھ سے ہوگی۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے یہ بات خوشی اور اطمینان سے سمجھ لی اور چونکہ عامیان رومیوں کو قلت فاش ہوئی تھی اس لئے وہ تمام رات پریشانی اور اضطراب میں رہے۔ وہاں نے جلد میں ہمسفر غسانی کو بلا کر جنگ کی تمام کیفیت دریافت کی اور اسی کے ساتھ شکست کی وجہات بھی دریافت کرنے لگے۔ اس نے کہا بادشاہ! ہم ہزار مسلمانوں پر غالب آتے چلے جاتے تھے حتیٰ کہ رات کی غلٹ نے قرم زمین دامن کن کھیر لیا مگر رات کے ہوتے ہی ایک شور و غلظت بند ہو ا جس نے ہزنی تمام جمعیت کو پرانہ کر کے دکھایا۔ اور ہم ہزار ہزار گتے کر گئے۔ میری رائے میں مسلمانوں کو وہ دندہ دینے والا اور ان کی جنگ میں تائید و نصرت کرنے والا کوئی دوسرا ہی ہاتھ ہے جسے زمین و آسمان کے حضور ہی کا ہاتھ کہہ سکتے ہیں۔ اگر ایمان نہ ہوتا اور ان کی پشت پر خدا کی بے پناہ مظلوم کا کہن نہ کرتی تو ہماری ساتھ ہزار جمعیت کے مقابل میں ان کے کل ساتھ آدمی نہ لگ سکتے۔ وہاں نے کہا کہ اگر میں تم لوگوں کو اپنی کر کے بھیجتا ہوں تو تمہاری امتداد کا قول نہیں ہوتی اور اگر مقابلہ کے لئے روانہ کرتا ہوں تو تم شکست کھا کر بھاگ آتے ہو۔ صلیب کی جسم کاٹنے میں ان پر خود مظلوموں کا اور انہیں بھی مل کر چھوڑ دوں گا۔ تمام رات یہ اسی منصوبہ میں رہا اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور تمام مسلمانوں کو کدے دینے کی فکر میں کر رہا۔

واللہ اعلم بالصواب کہ حضرت ابیہیدہ بن جراحؓ نے رومیوں کا ارادہ معلوم کر کے کہ وہ کل کے لئے پھر جنگ کی تیاریاں کر رہے ہیں جنگ کا چارہ ارادہ کر لیا اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی خدمت اقدس میں حسب ذیل خط لکھا:

آمرؤ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے یہ معاملہ سمجھا لیا اور چپ در کھٹ نماز و کر کے اس خط کو اپنے گرجا میں حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں ملا۔ انھوں نے خط اور بھیج دیا کہ اگر خدا نخواستہ تو اس خط کو نہ پڑھیں جس سیدہ حضرت عمر فاروقؓ کی طرف بھروسہ چلا گیا ہے۔ تاہم یہ بات اور معاملہ نہ کہ وہ خط پیش کر دیا۔ آپ نے اس وقت خاکسبکی کرأت پر حاکم جبرامہ کہ زور دیا کہ جان قرقر کا پیٹنے والا اور فرمایا : نامہ انا والہ الخون ۔ حضرت عثمان ، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عباسؓ ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ ، حضرت طلحہؓ اور دیگر حضرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عرض کیا : یا امیر المومنین ! ہمیں بھی بتادے کہ مسلمان بھائیوں کے حالات سے مطلع فرما دیجئے۔ آپ نے جواب دیا کہ جو رسول پر تکبر کیا تھا سو کے تمام مسلمانوں کو آپ نے وہ خط سنایا مسمان یہ خط ان کو پہنچے دوسرے مسلمان بھائیوں پر ترسی کراٹھا کہ وہ نے گھر اور مشرق مدّت اور مشغول حالت سے اتنے بہ خود ہوئے کہ چنگیز، رستم، سکندر، صلب سے زیادہ حضرت عیساؑ بن مریمؑ بن علیؑ راہ سے تھے۔

آپ نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں عرض کیا۔ یا امیر المومنین! آپ ہمیں ان کے پاس روانہ کر دیجئے۔ مگر ہم شام ان کے پاس پہنچے تھے کہ مسکونوں کو روک بھیجا جانے سے بہت دیر ہو چکی تھی۔ خدیجہ قسم! مجھے محسوس اپنی جان و مال ہی کا اختیار سے میں مسکونوں کی ہوس میں ان دنوں کے خرچ کرنے میں بھی روک بھیجیں کروں گا۔

حضرت امیر المومنین محمد بن علیؑ نے اپنے ہمکاروں کی اس بات پر بے حد غصہ کیا کہ انہوں نے حضرت علیؑ کی جگہ پر حضرت عثمانؓ کو بیٹھایا۔ حضرت علیؑ نے فرمایا: "اے خداوندی! میں نے اپنے لیے یہ سب کچھ کر دیا ہے، لیکن تم نے میری جگہ پر کسی اور کو بیٹھا دیا۔" حضرت علیؑ نے فرمایا: "اے خداوندی! میں نے اپنے لیے یہ سب کچھ کر دیا ہے، لیکن تم نے میری جگہ پر کسی اور کو بیٹھا دیا۔" حضرت علیؑ نے فرمایا: "اے خداوندی! میں نے اپنے لیے یہ سب کچھ کر دیا ہے، لیکن تم نے میری جگہ پر کسی اور کو بیٹھا دیا۔"

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ الْهُدَىٰ بَاقِيَ أَهْلِهِمْ وَمَا نُنَالُهُ مِنْهُ نُورُهُ ۚ وَالْكَافِرِينَ

ترجمہ: "اے خداوند کرتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاتھ میں جو کچھ ہے، وہ ہرگز بھولیں اور اللہ چاہے کہ تعالیٰ اپنے لوگوں کو پورا کرنے والے ہیں ان کی ہر بات کو کیا وہ معلوم ہوتا ہے۔"

اس کے بعد آپ لوگوں کی طرف سے جو سب سے زیادہ فائدہ نازک و توفیقی سبب حضرات پر فرمایا گئی۔ آپ مجھے اس معاملہ میں اپنے اپنے خطوط سے مستفید فرمیں۔ حضرت علی بن ابی طالب (ع) فرماتے ہیں کہ ان کو اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائی۔ آپ کو بخیر سے جو کوئی کار واصل یہ اللہ تعالیٰ کی انکساریوں میں سے ایک نشانی ہے جو انہوں نے اپنے بندوں پر اس غرض سے دہائی ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں کے اعمال اور ان کے سبب و انتقام کو دیکھ کر فراموش نہیں اور انہیں اس معصیت میں بھی ملوث نہ آجائیں۔ اب اس پر جو شخص صبر کرے گا۔ خداوند علی سے ان کی امید رکھے گا کہ وہ اللہ جل وک و تعالیٰ کے نزدیک سزاوارد میں شمار ہوگا۔ یا رکھو یہ وہی جنت ہے جس کا رسول اللہ سے بھی ہے۔ اگر فرمایا تو اس جنت کی یادگار ہمیشہ دلی رہے گی اور یہ جنت نہایت صاف اور بہشتیں ہوگا۔

حضرت مہنا کے دریاہٹ کیا وہ اس آفتی! میں کون سا فرق کیا جاک ہوگا اور یہ جانی نہیں پر یہ ہے ہی؟ حضرت قی نور علیہ

• جب نے اپنا چچا جون افسر شخص سے اللہ عزوجل کا دعویٰ مل کر بعد کے ساتھ نظر کیا اور اس کے لئے دارالاعتدال کر دی۔ دو کو رقم آمد
 اور اس کے۔ اور حضرت کو چچا پیرا راجہ اور راجہ۔ اس سے بعد آپ جناب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کچھ
 میرا مشین! معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نہایت شطرب اور بے چینی کی حالت میں ہیں۔ آپ انہیں غلط فہمی میں
 اور اس میں آپ ان بات کی تصریح کر دیں کہ دردی۔ اور حضرت باہر کی قابل عزت اور اس کی ضرورت نہیں بخیر ہے۔

یہ سن کر حضرت عمر فاروقؓ نے سبیر پر تحریف سے گئے اور انہیں بیخ فلیہ دیا جس میں جہاد کی فلیہ کا ذکر تھا اور فرمایا: افسس کے
 شے سے انہیں کے الی ہاپتے تھے اور انہوں نے آسمانوں کے بار بندھائے۔ غلبہ سے بعد آپ نے نماز پڑھائی اور نماز سے
 فارغ ہونے کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے امام مسند اہل و عیال پر فرمائیے۔

حضرت ابو عبیدہؓ کے نام حضرت عمر فاروقؓ کا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اور طرف خدا کے بندے امیر المؤمنین محمد بن خطابؓ بہ آپ اہل ایمان الامت

ابو عبیدہ بن جراحؓ اور ان کے ماتھے میں ہمارا بڑا بڑا اور اللہ کو ہماری ہے:

والسلام بختیم! میں اللہ عزوجل کا دعویٰ کی میں کے سوا کوئی مخلوق نہیں تعریف کرتا ہوں اور اس کے نبی محمدؐ پرورہا جیتے ہوں۔ اور بعد
 میں نے تمہارا بھیجی ہوئے خط کو دیکھا اور تمہارا بھیجی ہوئے خط کو دیکھا۔ بات تک دیکھ کر کہہ گا: افسس اللہ تعالیٰ علی کل افسس کے۔ اور حضرت
 عمر فاروقؓ نے غم سے بھر ہے۔ یہ دیکھ کر کہ بڑی بڑی فوجیں چھوٹے چھوٹے دستوں کو شکست دینے لگیں۔ انہیں شکست و ہزیمت
 اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے دیکھا جایا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جوارث فرماتے ہیں۔ میں نے کسی عسکر فتنہ کو شہید و فوج شکست و سن اللہ
 مع المسلمین۔ میں تمہاری مدد سے اور جس سے بڑی ہرگز کو کسی چیز کی طرف سے تمہیں ہے یہ وہ نہیں کرتی۔ اور اللہ تعالیٰ
 مہماتوں کے ساتھ ہیں۔ انہیں وقت باقی قابل ہوا۔ اس میں فوجیں۔ دستوں بڑی بڑی فوجوں کے لئے کافی کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ
 ایک ہو گئے گا۔ اور میں دیکھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: فسیحہم من فضی نحبہ ومنہم من ینظر عینی میں نے بخش دیا
 ہیں کہ جو ان کا ہوا کرتے ہیں۔ تمہارے لئے اور میں انہیں سے اسطرح ہندہ قابل ہرگز ہوا کرتے ہیں۔ بہت خوش خبری ہے۔
 بعد ازاں میں اسی فوج کے ان لوگوں کا اعلان کر کے جنہوں نے رسالت اللہ کی زندگی میں آپؐ نے مائے فوجوں کی فوجوں کو مل کر نہ گئے
 دیکھا یا تھا۔ انہیں کام کی بل کر اور لوگ اپنے انہوں سے بھی۔ ان کی جگہ بھی مقرر نہیں ہے۔ جسے حق کی خدمت اور اللہ تعالیٰ کے راستہ میں اپنی
 جانیں پیش کر دیں شہید ہو گئے اور انے والی موت سے کبھی نہیں ڈرتے۔ اسی طرح تمہارے دو بھائی جو نہ تھے بعد میں رہ گئے
 تھے انہوں نے کبھی دین کے کام میں بھی کسی کو غلط نہیں دیکھا تھا۔ تمہارے بھائی نے۔ اب اللہ جبارک دعویٰ نے ایک قوم کی اس
 کے اشتغال اور میری ہے۔ تعریف کی ہے چاہیہ اور ہے۔

وکان من سی قاتل معہ رجول کثیرا لہ و ہوا لہما اصحابہ فی سبیل اللہ و ما صنعوا و ما استکبروا

واللہ یحب الصبرین و ما کان قولہم الا ان قاتلوا اللہ اعلم لہا ذمہ و امر اللہ فی امرنا و شب

اللہنا و انصر ما علی الظوم الذکورین۔

ترجمہ: "بہت سے نبی تھے کہ ان کی ممانعت ہو کر خدا کے بہت لوگ لاپتہ تھے جو اللہ کے راستہ میں انہیں صحت و بیماری پہنچا دیں گی۔ جس سے وہ سب بوسے بن گئے اور وہ لڑکھاتے تھے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھنے میں ان کا قول مکمل نہیں تھا کہ اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

جس وقت جمعیں میرا یہ خط ملے تو مسلمانوں کو چاہ کر مٹا دیا اور یہ عقہہ گردانا کاتھولکوں کے راستہ میں دشمنوں سے دل غول کر مقابلہ کریں اور جیت مٹا دیا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا احْبِرُوا وَصَابِرُوا وَارْبِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ -

ترجمہ: ”اسے ایران والے پھر کر، اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور آپس میں ملے رہو اور اللہ جبار و تعالیٰ سے ڈرتے رہو“

وہ اسلام پر غلبہ اور حقیقت اختیار ہو چکا ہے!

پھر اس خط کو لکھ کر آپ نے اسے حضرت عبداللہ بن قرقط کے حوالے کر دیا اور فرمایا یا ابن قرقط! جس وقت تم مسلمانوں کے پاس پہنچ جاؤ تو ان کی انٹھیں مرتب ہو جائیں اور سامان جنگ بالکل تیار ہو چکے ہو مسعد بن جہل بن عمرو میں پہنچ کر ان مرداروں کے پاس جن کے ہاتھ میں تلخ مائت ہوں کھڑے ہو کر میرا پیغام پہنچا دیا کہ میں تمہارے پاس ان کا قصد کرتا ہوں۔ عمر بن خطابؓ نے انھیں سلام کیا ہے اور کہا کہ یا اہل ایمان! اس مقابلہ کے وقت صدق دل سے مقابلہ کرو۔ شیروں کی طرح حملہ کرو اور ان کے سروں کو تلواریں مار مار کر قلم کر دو ان کی حقیقت بکھریں سے بھی تم سمجھو وہ خود تباہی کے مقابلہ میں تمہیں جیسے ہوں جائیں گے اور اللہ تعالیٰ تم منصور و مفلح ہو گا ان حزب اللہ هم الغالبون۔ اور اللہ جل جلالہ انکے غالب ہوئے۔

عبدالقدوس بن قرقہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا حضرت! میرے لئے دعا کرو، تاکہ میں خیریت سے اور عجلت سے پہنچ جاؤں۔ آپ نے فرمایا اللہم! اسحٰہ و سلمہ و اطولہ البعد انک علی کل شئی قدير۔ (بارگاہِ اہلِ اُلمذہب) دیکھتے سلامت رکھئے، راستہ کی مسافت کو عجلت سے طے کروا دیجئے آپ پر چڑھ رہا وہ ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر فاروقؓ کے بارہ میں رائے

عبداللہ بن قریظ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو سلام کیا اور مسجد نبوی سے نکل کر چلا جس وقت میں بابِ جنت کے قریب پہنچا تو میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ خدا کا رحم ہمیں ہے بہت بڑی غلطی کی کہ رسول اللہ کی قبر شریف پر سلام کر کے نہ چلا۔ یہ معلوم کہ مجھ میں یہاں موت تیار تھی یا خدا کا فضل اور پھر اس کی زیارت کر سوں یا نہ کر سوں۔ یہ سوچ کر میں رسول اللہ کے حجر مبارک کی طرف چلا جس وقت یہاں پہنچا تو حضرت عائشہ صدیقہؓ، قبر شریف کے پاس بیٹھیں اور وہ شریف چادر ہی تھیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عباسؓ سر ہائے فیض ہوئے تھے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عباسؓ کی اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ٹوڈ میں روئی اتر رہے تھے۔ حضرت لہانؓ سورۃ انعام اور حضرت کرم اللہ وجہہ سورۃ ہود کی تلاوت کرتے رہے تھے۔ میں نے قبر شریف پر دو دو سلام بھیجا اور رخصت ہو نکلے گا۔

انہیک صحیح المعاد۔

ترجمہ: ”اے میرے والد اہم آپ کی طرف بلا سہلہ ان رسول بھی اور نبی مصطفیٰ کے قریب میں حاصل کر کے جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ان کے قوسل سے دعا کی تھی اور آپ نے ان کی دعا قبول کر کے ان کے گناہوں کو بخش دیا تھا یہ دعا کرتے ہیں کہ عید الفطر پر اس کا راستہ آسمان کو دو بعد رسالت و جملہ فی سلسلہ تراویح اور اپنے نبی محمد کے صحابہ کی نصرت و اعانت کے ساتھ تائید فرماؤ آپ دعاؤں کے سنتے والے ہیں۔“

اس کے بعد آپ میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا عید اللہ اب ہے جلاہاری تو لی علی عید و علی عید اللہ اہم و اللہ علی عید اللہ اس جسین اور ازواج نبی کی دعا بھی روئیں کرتے اور پھر میرے جب کہ سب سے زیادہ ہر ترجمہ اور ان کے مکلفین کا وسیلہ دے کر ان سے دعا کی ہے۔

عبداللہ بن قریظؓ کی یرموک کی طرف واپس روانگی

عبداللہ بن قریظؓ کہتے ہیں کہ میں خوش خوش مجرمہ زک سے باہر نکلا۔ اونچی پہ سوار ہوا اور بے غائب دنیا وشت میں اونچی کو ڈال دیا۔ میں یہ عید ہے جس روز آپ فاتح مصر کے بعد اسی روز چل پڑا تھا۔ حضرت علیؓ حضرت میں اور حضرت قریظؓ کی دعاؤں سے میں بہت خوش تھا اور راستہ قطع کرنا چاہا کہ یہ دعاؤں سے یہ دعا چلا جا رہا تھا جس کی شام کوئی اور راستہ کی تاریکی نے میری طرف اپنے ذریعے جھا لئے۔ میں نے اونچی کی مہار و جہیل چھوڑ دی اور اونچی نے اپنی اونچی سے چٹا شروٹ کیا۔ میں کچھ رہا کا کہ وہ مجھے اڑانے ہوئے لئے چلی جا رہی ہے۔ میں تمہیں دن تک اس طرف براہ چٹا رہا تھی کہ قیصر سے روز جس وقت مصر کا وقت ہوا تو میں یرموک کے قریب پہنچا۔ مسلمانوں کی اذان کی آواز میری آنے لگی۔ میں نے شہر کے قریب جا کے حضرت ابو عبیدہؓ میں جرات کے نیچے کارن کیا۔ اونچی بھلائی پاوان (جہاد) سے اتر آیا اور حضرت ابو عبیدہؓ میں جرات سے نکلے مسلمانوں کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا تعجب ہے کہ تم بہت جلدی آئے۔ راستہ زیادہ دور ہے پھر تمہیں گئے ہوئے آج کل اس روز ہوئے ہیں۔ میں نے حضرت عمروؓ واقع حضرت علیؓ حضرت عباسؓ حضرت حسنؓ حسینؓ وغیرہم مسلمانوں کو سلام کی کہ وہ کھڑے ہوئے۔ آپ نے فرمایا میں کرو اور ہر ایک کو کہتے ہو یہ حضرات اللہ عزوجل کے ایک ایک نہایت خرم ہستیاں ہیں ان کی دعا میں کبھی روئیں جائیں۔ اس کے بعد آپ نے تمام مسلمانوں کو دو وقت تک مسلمانوں کے لیے نہایت خوش ہوئے اور انہوں نے کہا ہوا یا ابوہریرہؓ میں سے ہر شخص جا مشاہدات پیش کے لئے تیار ہے دعا ہے کہ باری تعالیٰ اس سے ہم تمام مسلمانوں کو اسے نہایت فرمائیں۔

جابر بن خول انہی کی زیر قیادت چھ ہزار سواروں کی جہاد کے لئے حضرت عمرؓ

فاروقؓ سے اجازت طلب کرنا

واللہ فی رست اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ عمر ابن خطابؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گندرونی سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن قریظؓ جب جمعہ کے روز میری طبیعت سے رخصت ہوئے اور اگلے روز بھی ہفتہ کے دن ہم نے حضرت عمرؓ کے پیچھے پھر نماز پڑھ لی تو میر

قرآن شریف کی احادیث کو کہہ رہے تھے کہ: چاک شور و غوغا اور بیچ اپکار کی آوازیں آنے لگیں۔ جس کے سبب سے تمام دہل کاچنے لگے۔ ہم اس کی تحقیق کے لئے دوڑے تو معلوم ہوا کہ یمن کے قبیلہ عدوان (معدان) نیز ذہد حمیلہ عقبہ علی جبلہ حجازہ نجدہ وارض سہامہ حضرت سموت کے چچ بڑا آدمی جو بری غولی المرتبی کے زیر قیادت جمع ہو کر عہدہ کے لئے حاضر ہوئے۔ ان تمام قبیلوں اور شہر یوں کے سردار یا بیاہود نے لاہ حضرت عمر بن خطابؓ کو سلام کیا۔ آپ نے انہیں خیمہ کے ساتھ گھمبہ چنانچہ یہ حضرات ایک جگہ مقیم ہو گئے۔ رات کی چار بجی آئے اسی شروع کیا تھا کہ مکہ معظمہ، ماکہ وادی نجد اور شیف کے ایک بڑا آدمی حضرت سعید بن عامرؓ کے زیر قیادت آئے۔ انہوں نے بھی حضرت عمرؓ کو سلام کیا اور یہ بھی پہلے مقعر کے پاس خیمہ آدیئے گئے انوار کے روز حضرت عمرؓ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ایک سرخ نشان ہاکے حضرت سعید بن عامرؓ کے پہرا کر دیا۔

حضرت سعید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ میں نے نشان لے کر چلنے کا ارادہ کیا تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا ان عامراؤما توقف کرو کہ میں تمہیں چند نصیحتیں کروں۔ اس کے بعد آپ باغداد و فکھر کی طرف چلے۔ آپ کے ساتھ حضرت عثمان بن عفانؓ حضرت عباسؓ حضرت علی بن ابی طالبؓ کریم اللہ وجہہ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ بھی تھے۔ جس وقت آپ فکھر کے قریب پہنچے گئے تو آپ کوڑے ہو گئے۔ لوگ آپ کے چاروں طرف کھڑے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا یا سعید! میں نے تمہیں اس مقام فکھر کا یہ سالار مقرر کیا ہے تم اس فکھر میں کسی آدمی سے اٹھنا نہیں ہو۔ ہاں اگر اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور حق کو اپنا شعار بناؤ تو تم سب سے زیادہ مرید و دوستی ہو۔ جس وقت تم یہاں سے کوچ کرو تو حتی المقدور ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا سب و دشمن سے باز رہنا۔ چھوڑ کر نصیر نہ گھمنا۔ چوں کہ ان کی قوت کی وجہ سے چھوڑوں پر ترجیح نہ دینا۔ خواہش نکس کی اتباع نہ کرو، ہولناک اور خطر راستہ اور جنگل میں انہیں لے کر نہ لٹکا بلکہ آسان اور پرامن راستے سے قطع سفر نہ کھنکھو اور پر خور و استسوا سے بچتے رہو۔ ہر سے بعد تم پر تیرا متہارہ سے رقصوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ میرے غلیظ ہیں۔ میں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین! آپ نے مجھے ایسی ایسی عمدہ نصائح فرمائی ہیں کہ میں ان پر عمل کروں گا تو انکا جانتی نہایت بولوں گا۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے امیر المؤمنین کی وصیت دلی کے کانوں سے سن وادارت خوب یاد رکھی ہے وہ نصیحتیں ہیں کہ یمن کے سبب سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کی تعداد میں چالیس گروہی تھی، انہی کے سبب اس کا نام ستمین ہوا ہے اور انہی کی شان میں رسول اللہؐ فرماتے ہیں:-

ان مطيعوہ نهضوا و نرشدوا-

ترجمہ: "اُن قوم نے ان کی اطاعت کی تو ہم ہدایت پا جائائے۔"

اور سعید جہرہ اسے پڑھنے لگے۔ سعید! جس وقت تم حضرت ابوہریرہؓ اور جراح کے پاس پہنچ جاؤ اور ایسے فکھر سے تمہارا مقابلہ ہو جائے کہ اس جیسے فکھر سے تمہارا مقابلہ کبھی نہیں ہوا ہو گا اور معاملہ تم پر سخت گزرنے لگے تو حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقؓ کو لکھ

۱۔ پانچ ہفت روزہ بعد از یمن کا وزیر ہے کہ مطع ہری کھش اس کے سوا کچھ نہیں آتا چنانچہ انہیں مذکور ہے کہ آپ ایمان میں چالیسویں شخص ہیں اور ان میں مسلمانوں کے بعد اسلام لانے والے ہیں ان کے لیے قرآن کریم کی آیت ۱۲۸

۲۔ چہریت جہاں ستمین کا ذکر ہے۔ تاریخ میں ہے کہ سب سے پہلے امیر المؤمنین کا لقب آپ ہی کو ملا ہے حضرت صدیق اکبرؓ کو خلیفہ حسن مذکور کرنا مباح تھا اس لئے کہ ان کا نام ستمین ہو گیا۔ ۱۲۸

تھا نہ مرثیہ اور مسلمانوں کو اس سے بڑی تکلیف ہوئی اور وہ جیتے جیتے ہانک پکڑ چور ہو گئے اور اس قدر تکلیف کئے کہ چلنے کی تاب نہ رہی۔ بعض مسلمان چرتک پاپو دو بھی تھے اس لئے دوسرے مسلمانوں نے انہیں اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کے اوپر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ بعضوں نے بعضوں کو گود میں اٹھایا اور چلتے رہے حتیٰ کہ جس وقت مسلمانوں نے اس ہنگام کی وحشت اور اس چانگہ فزوسنت کی مصیبت دیکھی اور جاوہر بنی اور روستہ خیمہ انہیں کس کھلائی نہ دیا تو مجھ سے کہئے گئے: سعید! ہمیں معلوم ہوا کہ آپ راستہ بھول گئے ہیں۔ ہمیں چونکہ مسافت نے ہانک رکھا دیا ہے اس لئے اگر اسی ہنگام میں ٹھوڑی سی دیر آپ ہمیں آرام کر رہنے دیں تو بہتر ہے۔ میں نے ان کی استدعا کو قبول کر لیا اور اجازت دیدی۔

حضرت سعید بن عامر کہتے ہیں کہ اس ہنگام میں ایک خیرین پشترہ فتحنامہ اس کے کنارے پرانے پانی چار گھوڑوں اور اونٹوں کو پانی پلایا اور انہیں درختوں کے پتے چرے چھوڑ دیے۔ آگڑا آدی ہو گئے۔ بعض حضور اکرم پر درود شریف پڑھنے لگے۔ میں بھی ان بچکھلوں کو ان کے ساتھ بیٹھا اور قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا اور اپنے سوا کریم میں جواہر سے مسلمانوں کے لئے بخیر اور سلامتی کی دعا مانگ رہا تھا کہ اچانک مجھ پر فینڈہ علیہ ہوا اور میری آنکھ لگ گئی۔

حضرت سعیدؒ کا خواب

خواب میں میں نے دیکھا کہ میں قریب بڑے زامباغ میں بس میں بس درخت اور بے شمار پھل لگ رہے ہیں اور میں وہ پھل توڑ توڑ کر کھا رہا ہوں اور اس رخ کی شیر کا پانی پی رہا ہوں۔ نیز ان پھلوں کو جن جن کے اپنے ساتھیوں کو بھی دیتا جا تا ہوں اور وہ بھی انہیں خوب کھا رہے ہیں میں بہت خوش ہوں اور اس رخ میں نہایت شرمیلے کے ساتھ وقت گزار رہا ہوں کہ بدلتا ایک بہت بڑا خیران درختوں سے گل آبرو سے سبز ہے اور ہوا اور قریب قریب قہار کو دیکھتے چار ڈالے میں نہایت سرخوب اور خوش زود ماؤ تھا۔ اسی وقت وہ اور بڑے شرمیلے ہیں سے نکلے اور انہوں نے اس صلا اور شرمیلے کے اسی جگہ اٹھال دیا۔ میں نے اسے اسی شرمیلے کے منہ سے آکارنے اور چٹکنے کے لئے ایک میوہ آوارہ سی میں کی وجہ سے میری آنکھ کھل گئی۔ اُنچھٹنے کے بعد میرے منہ میں پھلوں کی خیر سی جو جو تھی اور شرمیلے کی خفیں میری آنکھوں کے سامنے بھر رہی تھیں۔

حضرت سعید بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے اس خواب کی تعبیر اپنے ذہن میں یہ لی کہ یہ اب غنیمت ہو کہ جسے مسلمان حاصل کر چکا ہیں اور کوئی حرام اور مانع بھی پیش نہ آئے گا اور فرکوہ مغلوب ہو گا اور مسلمانوں کو فوہات حاصل ہوں گی۔ میں بحر قرآن شریف کی تلاوت کرتے تھا۔ میں جہت ہوا اسے پڑھتی رہا تھا کہ اچانک میں نے ہنگام کے دامن میں جانب سے ایک ہاتھ بھی کو یہ اشعار پڑھتے ہوئے ملا۔

(تو جہ اشعار) اسے بھی کی طرف جانے والے گرا، ہانک کی گتھوں سے مت ڈرنا میں کوئی امن ہے اور نہ کوئی آواز نے ولا۔ اور اے اللہ کے بندو! تم بہت جلدی جان لو گے مالکی سرمانی اور لطف کو جوائی والا۔ کے ساتھ ہی جاتی ہے اور اس محبت کو جو دیوں میں اہلی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بہت جلدی راستہ نکھو دیں گے اور تم والاو کے ساتھ مال قیمت بھی حاصل کرو گے۔

جس وقت میں نے ہاتھ قریب کی زبان سے یہ اشعار اُسیر غنیمت حاصل ہونے کے متعلق اشعار سے تو میں نے جہوہ

والی عن کی اہل شاکی کی اس نے مسلمانوں کی اس خون ریزی کو کچھ ٹھنڈ کرنے کا غصہ ہے۔ وہی حملہ کا علم کر مسلمانوں کی طرف سے۔ کمانوں پر چل پڑا حلیہ پیش قہس ہاتھ میں لئے نکلا ریزہ پان سے کھینچیں اور ایک سخت حملہ کر رہا۔ مسلمان بھی ان کی طرف سے اور اس طرح ایک ٹھوسان کارن پڑ گیا۔

مسلمانوں سے لڑائی اور والی عمان کی شکست

حضرت سعید بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ مسلمان روہیوں کو کٹر ہوں کی طرف سے فتح کر رہے تھے اور عجمیوں کی طرف سے ہند کرتے جاتے تھے۔ والی عن مسلمانوں کی یہ جہاد اور اپنے ساتھیوں کو قتل و کچل کر ہزیمت کھانے کی پشت کی طرف بھاگا اور عمان کی طرف اپنے گھوڑے کی عمان منعطف کر دی۔ اس کے ساتھی ابھی دم دم دہ کے اسی کے ساتھ ساتھ بھاگ پڑے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور کچھ مال غنیمت کے لئے ان میں مشغول ہو گئے۔ بعض نے قید کر لیا کی گنجہداشت رکھی۔ والی عن کچھ دور بھاگ کے کھڑا ہو گیا تا کہ ہزیمت خورد و بھگڑاں سے پاس آ کے تیج ہو جائے۔

یہ بھی پوری طرح صبح بھی نہیں ہوتے پائے تھے کہ ان کی پشت کی طرف سے سریت گھوڑوں کا ایک دستہ بھاگے سنبھالے ہوئے اور تیرے تانے ہوئے آتا دکھائی دیا۔ یہ قریب ایک ہزار جوان تھے جن کے آگے دو جوان و شیریں کی طرف سے ہوئے پھرتے رہے تھے۔ میں نے نہیں غمرا کر کے دیکھا تو انہیں سے ایک جناب حضرت فضل بن عباسؓ اور دوسرے جناب حضرت زبیر بن عوامؓ تھے انہوں نے آتے ہی راہیوں پر ایک جلد بول دیا اور انہیں پر دوں طرف سے قتل کرنے لگے۔

حضرت زبیر بن عوامؓ تنقیا والی عمان کی طرف سے۔ یہ ایک صلیب کے بیچے کھڑا ہوا تھا آپ نے اس کے زور سے ایک نیزہ مارا جس کی وجہ سے پہلا زانی کھاتا ہوا اپنے گھوڑے سے گرا۔ قتل اس کے کواں کا ہند غمیری خاک میں ملے اس کی دونوں بازو میں پٹنے کے لئے پہنچ گئی۔ حضرت فضل بن عباسؓ اس کے شہسودوں کی طرف سے اور دوسرے سے ہزاروں کو قتل کر کے اس کے پاس پہنچانے تھے حتیٰ کہ آپ کی خون آشام تلواریں اس کے خون سے سرخ ہو کر زمین کو لاد زار بنانے لگی اور آپ نے۔ یہ غار روئی فکر کر ڈالے۔ حضرت زبیر بن عوامؓ نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہا سناشر المسلمین! خداوند تعالیٰ عمل محمد و آلہ و جہ فرمائیں انہیں بکڑ بکڑ کر قہر کرلوں نہ ان کے سب سے اپنے دشمن کے ساتھ ایک قریب اور چل چلے گئے۔

کہتے ہیں کہ حضرت سعید بن عامرؓ کے ساتھی جس وقت تعاقب کرتے تھے وہاں تک پہنچے تو انہیں یہاں سرکار کا زور گرم نغرا آیا۔ وہ دیکھے کہ وہی مخالف کھاکے ابھی میں ہی رہا ہے۔ مگر جب وہ ان کے نکل قریب ہوئے تو انہیں ٹھیل دیکھ کر وہ انہیں سائی دیں اور اس وقت انہوں نے کہا یہ تو مومن کے لئے ولعت الی الحق ہے۔ حضرت سعید بن عامرؓ بڑھتے بڑھتے سرکار تک پہنچے پلے اور وہی ایک آگے بڑھے کہ حضرت فضل بن عباسؓ نے اس پر پہنچ گئے۔ حضرت فضل بن عباسؓ نے کہا فضل! تمہاری تمام حسرت و غمناختی نفس اللہ جاگ رہا تھا دیکھے لئے ہے۔ اصحاب رسول اللہؐ میں سے آپ کے ساتھ دوسرا کون شخص ہے؟ آپ نے فرمایا حضرت زبیر بن عوامؓ ہیں۔

حضرت عید بن عامرؓ کہتے ہیں کہ خدائی قسم ان لوگوں میں سے کوئی شخص بچ کر نہیں گیا یا قتل نہ کئے اور نہ بوجھ دو گرا کر لے گئے۔ مسلمانوں کے بے انتہا بلی قیمت ہاتھ آیا۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا اور اس طرف مسلمان دوسرے مسلمانوں سے مل گئے۔ حضرت زبیر بن عوامؓ نے حضرت عید بن عامرؓ کے پاس آئے اور عرض کیا میں عید بن عامرؓ کی بیعت کر گیا تھا کہ بلی تک تم ہمارے پاس نہیں پہنچے تھے، حالانکہ تمہاری اطلاع ہمارے پاس پہنچے ہی پہنچی تھی مگر تمہی مسلم بن نوفل مددیؓ نے مجھے اور انہوں نے آ کر تمہارے متعلق کر دیا تھا کہ وہ بلی ہمارے ہیں۔ تمہارے نہ کہنے سے میں تمہارے متعلق مجب مجب گمان پیدا ہو رہا ہے جسے کر دیکھئے کیا بات ہوئی؟ حضرت زبیر عید بن عامرؓ نے جواب میں غلامان کی خدمت دہرانے کے لئے روانہ کیا تھا سدا کا فکرمے کہ مسلمان بھی کو سلام دے رہے اور مشرکین زیادہ رہے ہو گئے تو ہم سے بھی ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد حضرت زبیر بن عوامؓ نے مشرکین کے سرواں دکات اپنے کاکھم یا جوتی سے جدا کر لئے جسے اور بل عرب نے انہیں پہنے تھے ان کی ٹانگوں پر دو کاپیا تہ اشید و سر چار جزاء تھے اور قدی ایک ہزار۔

لکھتے ہیں کہ حضرت عہد میں نہ صرف ان درباریوں کو بچھڑا دیا اور مسلمان مائزہ انعام ہوئے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے لشکر کی طرف چلے اور جس وقت وہ اس کے قریب پہنچے توہ تجویز و فصل کے غزوہ کے ساتھ فضا کے آسمان کو گنجانا۔ ادھر سے بھی مسلمانوں نے انداکبر کے ٹکڑے ہونے غزوہ کے ان کا استقبال کیا اور اس طرح وہ تمام سیدان غزویں کی آوازوں سے کوشاں افغان رومیوں کے دل کا پھٹے گئے۔ انہوں نے ابھر اکر کردیکھا غزوہ کی اور جس وقت انہوں نے سلسلہ غزوں کا آٹھ بڑا لشکر اور ان کے بیڑوں کی نوکوں پر چار ہزار سر لٹکے ہوئے، دیکھے تو بے لگن شجر ہو گئے۔ حضرت عہد بن عامرؓ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو سلام کیا اور تم بعد مال قسمت اور مسلمانوں کی لڑائی کا آپ سے بیان کیا۔ آپ یہ سن کر حمد و شکر میں مگر بڑے اور اس کے بعد ان فیک بڑا قیدیوں کی گردنیں مار دینے کا حکم۔ فو غزہ لایا۔ چنانچہ اس کی گردنیں۔ ردی گئیں اور وہی انہیں قتل ہوتے ہوئے راہ برد کھیتے رہے۔

قلعہ بن سوچ رہتا تھا، تعالیٰ مایہ کیجئے ہیں کہ میں نے رام میں سے کسی لشکر کو نہیں دیکھا کہ اس میں سے ایک بھی باغی نہ ہوا ہو۔
محمدا علی عثمان کے لشکر کو اس میں سے ایک شخص بھی نہیں بچا تھا۔ اہل حضرت زبیر بن عوامؓ نے اپنے لئے ان میں سے ایک کلام رکھ لیا تھا جو آپ کے پاس کل تین دن تک صبر کر رہا ان کے لشکر کی طرف فرار ہو گیا تھا اور اس سے عثمان کے لشکر کی خرچہ کرنی تھی۔
حضرت زبیر بن عوامؓ کو اس کے چلنے سے کاجڑ اٹھانے لگا تھا۔ انھیں شک کے بعد وہ بھر گیا مسلمان کے ہاتھ آ گیا تھا اور حضرت زبیرؓ نے اسے دیکھ کر پوچھا کہ اس سے اس کا سلاطین کیا تھا اور اس شخص نے جب کاجڑ کر دیا تھا تو یہ دونوں بھگتے ہوئے حضرتؓ کو بھیڑ دیا اور جراح کے پاس آئے تھے اور آپ نے حضرت زبیر بن عوامؓ کے حلق میں فیصلہ پایا تھا اور حضرت زبیر بن عوامؓ کے پاس بھر دیا وہ پتھر کی کمر باندھتے تھے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا اپنے پانچ ساتھیوں کی رہائی کے لئے باہان

کے پاس روانہ ہونا

والتی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہؐ کے پانچ باہادور مدینوں کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے تو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اس کا بہت ملال ہوا۔ خصوصاً حضرت ابوبکرؓ و عیسیٰ بن جراحؓ کو سخت قلق ہو رہا تھا۔ آپؐ کی وجہ سے رہتے تھے اور باری تعالیٰ میں کھد کی درگاہ میں بھد عاجزی ان کی رہائی کے لئے دعا کرتے تھے۔ اگرچہ حضرت ابابکرؓ و عیسیٰ بن جراحؓ کے سامنے پیش کئے گئے اور اس نے انہیں نہایت عداوت کی غرض سے دیکھا اور جلد ہی انہیں قسم خدائی سے دریافت کرنے لگا کہ یہ کون شخص ہیں؟ اس نے کہا یہ مسلمانوں کی فوج کے آدمی ہیں ہمارے مقابلہ کے لئے یہ ساتھ شخص مل کر آئے تھے جن میں سے میں نے اکثر کو قتل کر دیا۔ ان کے بعض کو گرفتار کر کے آپؐ کے سامنے حاضر کر دیا ہے۔ اب ان میں سے ایک شخص کے اور کوئی ایسا آدمی باقی نہیں رہا کہ جس کی فریب کاری سے ہم کسی طرح کا خوف نہ لیں۔ اللہ ان میں سے کوئی ایک یہ شخص موجود ہے جو ہمیں جنگ میں ثابت قدم رکھتا اور ان کی ہر طرح مدد کرتا رہتا ہے۔ اسی نے امریکہ، قمر، حرمون، بصری اور دمشق فتح کیے۔ اسی نے عسکر اکبرائین کو شکست دی۔ اسی نے قتلارہ، جہین کا قلعہ، کر کے مرزا، پانچ میں موت کے حائل اتارا اور اسی نے ملک بڑی کی جینی کو گرفتار کیا تھا اور یہ سب باتیں احمد بن ولیدؓ کی بھرپور دیاں ہیں۔ باہان سے کہا سب سے پہلے میرے لئے جی ضروری ہے کہ میں اسے کسی بے زاد و گرد فریب سے اپنے پاس جا کے گرفتار کر لوں اور پھر اسی کے ساتھ اسے پانچوں کو بھی موت کے لئے دے دوں اس کے بعد باہان نے ایک فاضل ماہر اور زبان عربی کے فصیح اور ماہر فصیح کو جس کا نام جرج تھا دیا۔ اور کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ میں تمہیں ان عربوں کے پاس بھیجوں تم وہاں جا کر ان سے یہ کہو کہ آپؐ ہمارے پاس آجائے تاکہ صمد وہاں کریں اور وہ صمد وہ شخص جو جس کا نام خالد بن ولیدؓ ہے کوئی دوسرا شخص نہ ہو۔ جرج گھڑے پر سوار ہو کے مسلمانوں کے لشکر کی طرف چلا۔ راستہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ سے ملاقات ہوئی۔ آپؓ نے فرمایا کیا جانتا ہے؟ اس نے کہا بادشاہ نے مجھے آپؐ کے پاس روانہ کیا ہے اور کہہ ہے کہ آپؐ ہمارے پاس کسی اعلیٰ کو بھیجیں۔ لیکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے آپؐ کے مابین صلہ کر لائے۔ آپؐ نے فرمایا اس کے پاس جانے کے لئے میں خود اچھی موجود ہوں۔ یہ کہہ کر آپؐ نے اسے ٹھہرنے کا حکم دیا اور آپؓ حضرت ابوبکرؓ و عیسیٰ بن جراحؓ کے پاس تشریف لے گئے اور تمام قصہ بیان کر کے کہنے لگے بذات خود اس کے پاس جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا ابو سلیمان! باری تعالیٰ علیٰ محمد و آلہ وسلم رحمہم اجمعین ہو! وہ تو حکم ہے کہ باری تعالیٰ انہیں ان کے کسی کردہ و قصہ کی وجہ سے جاہلیت شخص دینا یا دینا صلہ اور ادا سے جزیہ پر راضی ہو جائیں اور اس طرح تمہاری بدست دینا بخوان، بڑی سے بڑی جائے۔ ایک مسلمان کا خون اللہ عزوجل کو تمام شکر گنیں سے زیادہ محبوب ہے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا میں اللہ عزوجل سے ان کی امانت اور نصرت طلب کرتا ہوں۔

یہ کہہ کر آپؐ اپنے خیمہ میں تشریف لائے وچاندی موندے (نہیں) اپنے سیاہ عمامہ باندھا چڑی نکلا جس میں چاندی کی تڑپیں تھیں کر کے سراسیمہ نہ آپؐ کی بھٹی تلوار مٹائی کی اور اپنے غلام تار کو حکم دیا کہ وہ سرخ خیمہ جو طلحی چڑے کا تھا اور جس میں

والہدیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ اور آپ کے تمام ساتھی رومیوں کے لشکر کے قریب پہنچے تو انہوں نے دشمن کے لشکر کی طرف آنکھ اٹھا کر دیکھا۔ یہ لشکر عرض میں پانچ فرسخ تک بڑا ہو کر چلا گیا تھا اور ہر طرف لوبانی لوہا ہنگام تھا۔ انہوں نے زور سے آوازیں بلند کیں اور کہا لا الہ الا اللہ وعلیہ السلام لا شریک لہ وآن محمدًا عبید ورسولہ۔ جس وقت یہ آگے بڑھے تو سب سے پہلے دشمن کے علیہ (ہرول) میں قدم رکھا چنگا اس کی کون جبریں اسیم کے ساتھ ملی تھی اس نے کہا تم کون ہو؟ اسے جواب دیا گیا کہ یہ حضرت خالد بن ولیدؓ ہیں جو باہان کے پاس بطور ایچی کے آئے ہیں تاکہ اسے ہجرت کی طرف بلا سکیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا یہ موک کے میدان میں بطور ایچی کے باہان کے پاس جانا اس نے کہا کہ اب یہیں نصر میں تاک میں ملک باہان سے آپ کے آنے کی اجازت حاصل کر لوں۔ یہ کہہ کر یہ باہان کے پاس گیا اور کہا کہ خالد بن ولیدؓ سرادھرب حوایسے آدمیوں کو ساتھ لے کر جن میں کاہر ایک ایک حملہ آور شہر معلوم ہوتا ہے آپ کے پاس آئے ہیں۔ باہان نے کہا میں نے تو نفا خالد بن ولیدؓ کو بلا دیا تھا مگر دوسرے آدمی کو نہیں بلایا تھا۔ جلد یہ سن کر مسلمانوں کے پاس آیا اور کہنے لگا یا معاشر العرب! باہان نے تو تمہارا خالد بن ولیدؓ کو بلا دیا تھا کہ شاید گنت و شہد کے بعد ان دونوں میں کوئی مصالحت کی صورت نکل آئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا تو اپنے سرادھر کے پاس جا کے کہہ دے کہ خالد بن ولیدؓ تمہارے پاس آچکے ہیں تو انہیں لے آئے گا۔ یہ کہہ کر وہ بھی نہیں آئے گا۔ یہ کہہ کر وہ بھی نہ آیا۔ اور مشورہ کے کئی بات کاچ نہ ٹھیک ہے اور ہر ایک کام میں ان کے مشورہ کا حتمی ہے۔

جلد یہ سن کر ہجر باہان کے پاس گیا اور آپ کی گفتگو سے اسے اطلاع دی۔ اس نے کہا کہ تو انہیں آنے کی اجازت دے۔ مگر جس وقت دوسرے جیسے کے پاس آئے انہیں کوٹھڑوں سے اترنے اور دھواؤں کے دھکے دینے کا حکم دے دیا۔ چونکہ جلد نے انہیں اجازت دی اور یہ حضرات کوٹھڑے بڑھا کر اس طرف چلے۔ رومیوں کے سرادھر اور ہجر باہان ان کے چاروں طرف ان کے ساتھ چل رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ سر جھکا کر بولے خاموش بڑھے چلے جا رہے تھے۔ انہیں دیکھتے تھے وہ نہ بائیں۔ اسی طرح آپ کے ساتھی نہایت بے فکری کے ساتھ آپ کے ساتھ ساتھ تھے۔ نہ انہیں رومیوں کی تعداد سے کوئی فکر تھی نہ ساز و سامان سے ڈر اور انہیں پتہ نہ تھا کہ وہ باہان کے جیسے تک اسی شوق و شوکت کے ساتھ برابر بڑھتے چلے گئے۔

جس وقت جیسے کے سامنے ہوئے تو جیسے نے زور سے ایک آواز دی اور کہا معاشر العرب! جیسے کہ ہوا شہ کے جیسے تک پہنچ گئے ہوں گے کوٹھڑوں سے اتر جاؤ اور اپنی اپنی کھادوں کو پیسے رکھ دو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا ہم کوٹھڑوں سے اتر کر بیٹوں ہو جائیں گے مگر کھادیں ہماری عزت اور زندگی کی ضمانت ہیں ہم اس عزت و کرم کو جس کے واسطے ہمارے رسول اکرمؐ مبعوث ہوئے ہیں کبھی نہیں چھوڑ سکتے۔ ترجمان نے آپ کے یہ الفاظ باہان سے دہرائے۔ اس نے کہا جس طرح یہ چاہیں اسی طرح انہیں اجازت دے دو۔ یہ سنتے ہی عاجزوں نے انہیں پکارا معاشر المسلمین! جس طرح چاہو جاؤ۔

والہدیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بنو نضل دجہ سے روایت کرتے ہیں کہ اسام کے شہداء اور رسول اللہؐ کے یہ فدائی کوٹھڑوں

دائرہ کرتے اور اپنے معبود یعنی حق کی درگاہ میں توبہ و استغفار کرتے اور اس میں تپن معبود و احد کی عبادت کرتے ہیں جس کا کوئی شریک و ہم نہیں ہے۔

کچھ ہیں کہ یہ کہہ پاؤں کا چہرہ رو بہ کیا اور وہ توحید و ذی ہی اور سکوت کر کے ہر اس طرح کہنے لگا تو بتو نہیں اللہ کے لئے ہیں جنہوں نے انیس آرزوئیں میں ڈالا اور اہل امت میں بٹھا کیا۔ ہمیں فقر و طاقت سے بچھو دو لکھا۔ تمام امتوں پر ہمیں غلبہ دیا۔ ہر صحت کی عزت دے غلے سے منع کیا جس کی وجہ سے ہم غلہ نہیں کرتے۔ ہم ان لوگوں میں ہیں جن میں کہ اگر ہمیں اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بارہا مال عقیقہ دی ہیں تو ان کوئی پرہیز و اعتدال نہیں۔ یہ معاشرہ عرب اقصیٰ کے خدا کی ایک فرستادہ بھی تھا جو ہمارے پاس آئے آپسچی گیری کی برادری سے دیا کرتا۔ انعام و اکرام کی خواہش کیا کرتا اور ہماری جود و بخشش کی تمنا رکھتا تھا۔ ہم اس سے اسباب کیا کرتے۔ تعلیم و تدریس سے جس آئے مہمانوں کی عزت کرتے۔ ان کی قدر و منزلت کو سمجھتے اور اہل عابد و عبادہ کیا کرتے تھے۔ عرب کے تمام قبائل ہماری ان باتوں کو بہانہ اور جو ہم نے اپنی نعمتوں میں سے انہیں بخشا ہے شکر گزار ہیں ہم انہی و حق کے لئے کرتے اور اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتے تھے آپ حضرات موزوں اور آسمانوں کے لئے ہمارے پاس آگئے۔ ہم نے بھگا کر آپ لوگ بھی اپنے بھائیوں کی طرح انہی سے وقت طلب کریں گے جو وہ طلب کیا کرتے تھے۔ مگر حق ان کے ہاتھ پر عکس ٹپکے اور ہمارے شہر میں وہ کھڑا تھا ہم نے مردوں کو قتل و مرنے والے مردانہ اور عورتوں کو سونا اور ہمیں ہمارے شہر میں کو مطلب کر کے ہمیں ہمارے ملک سے نکال شروع کر دیا۔ ہم نے پہلے ہمارے اس ملک کو ہم سے بہت سوں نے بیٹھا جانا ہمارے کی تعداد ہم سے زیادہ مال قیمت وافر و بھاریا ہم سے بہت زیادہ ان کے پاس تھے مگر ہم نے انہیں نبوت و امت کے ساتھ شکست دی۔ وہ ان کے بے شمار آدمیوں کو قتل اور زخمی کرتے تھے انہی کے گھروں میں اپنے پاؤں اٹھا دیا۔ سب سے پہلے ملک طلاس کو اس کا شروع چڑھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نبوت و امت کے ساتھ بھیرا دیا۔ پھر ترکوں اور ہندوؤں کے بادشاہوں کو انہی کی سوجھی اور ہم نے انہیں بھی ان کے لئے کافی سزا دے دی۔ تم تو ہمارے نزدیک بہت ہی پست اور ذلیل قوم کے خدا تھے۔ ہمارے مکتوبوں میں نہ تمہارا کوئی مرتبہ تھا اور نہ تو وہ منزلت۔ کیونکہ تم ذلیل انسان کی جگہ (انوں) اور فقر و فاقہ کی طرف سے ہمارے اس اب تم ہندوؤں میں باقوں کے ہمارے ملک پر اہانت دیکھتے اور ان پر ظم و جور کا اتحاد ادا کرتے ہو وہ انوکھا ہے۔ پاس بچھو نظر اور ہمارا سامان ہے۔ ہمارا ملک شکست و ہر نہایت شدید و عظیم اور نادار کی زمینیں اور دولتیں بے حد عظیم ہیں تم نے اپنی غرور و فتن اور ملک ملک سے جہاں بادشاہ کے کاغذ بٹکے کر کے۔ شہروں کی طرف سے دیکھو اور یہاں آ کر فساد کی آگ مشتعل کر دی اور یہ ایک غلام کے باقی ساتھی بن گئے۔ یہ جہرہ دست تمام مذمت اور ہمارے شہروں پر جھٹکتے کرتے چلے جا تا کہ ان میں چاہے کہ یہ ہیں اگر تم انہی سواروں پر سوار ہوئے جو تمہاری سواروں سے نہایت کم و قہمی۔ کچھ دیکھو سچے کے پہلے۔ وہ سب کی فوج سورت لڑکیاں بکڑ بکڑا کر انہی خدمت کے لئے رکھیں۔ کھانے کے لئے بدلتے کھائے۔ سونے، چاندی اور ستارے کا خزانہ اپنے اسی مہر بنے اور یہ سب باتیں تمہارے شہروں میں ہاتھ ملتا نہیں۔ اب تمہارا مقابلہ ہم سے ہوا ہے اور ہم تم تک پہنچنے کے ہیں اور ہر جہاں سے تمہارے پاس وہ تمام چیزیں اور مال و دولت جو تم نے ہماری قوم اور ہم مذہبوں سے وہ غنیمتوں سے وہ جو ہر طرح بھی تمہیں ان سب کو معاف کئے دیتے ہیں اور انہی چیز کا مطالبہ نہیں کرتے اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھو کہ تم سے نہ کسی چیز کے حصول

بھڑا کر دیں گے اور نہ ٹرے گا۔ ہمارے کام پر غصہ نہ کرنا۔ اب تک ہوا سو ہو اضراب تمہارا ہے شیروں سے ابر چلے جاؤ اور وہاں کو خالی کر دو۔ آخر تم نے اس کا کار کیا تو یاد رکھو ہم جہیں ملنے سکتی تھے اس طرح مزید کے جس طرح ٹرے ہوئے مکمل کو تاج کے آفتاب نے ملیا سید کر دیا ہے اور آخر تم نے سچ کی طرف دہشت کی تو ہم تمہارے ہر ایک سپاہی کو ایک ایک چڑا اور سوسا دینا اور تمہارے سردار ابو سعید کے لئے ایک جزیرہ دینا اور تمہارے ضیق مرین خطاب کے واسطے ایک جزیرہ دینا اور اسی شرط پر اپنے لئے جزیرہ جس کو تم ہم سے اس بات کا اقرار کرو اور دوسرا تمہارا کہ ہم پھر کبھی تم سے لڑائی مول نہ لیں گے۔

کہتے ہیں کہ باپ آپ کو بھی ترغیب دیتا تھا اور بھی ترہیب بھی مائیں کی رحمت اور اس کا لالچ دلاتا تھا اور بھی دزد کا ڈر اٹکے اپنا کام نکالنا چاہتا تھا۔ مگر آپ بالکل خاموش تھے اور کوئی حرف زبان پر نہیں لاتے تھے خواہ کہ باپ اپنی تمام کمر چکا اور جس وقت وہ خاموش ہو جاتا تو آپ فرمانے لگے بادشاہ نے جو کچھ کہا اچھا کیا ہم نے اسے قبول کیا۔ اب ہم کہتے ہیں چاہیے کہ بادشاہ بھی اسے منظور ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا تمام تعویضیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جن کے سوا کوئی معبود نہیں۔ زبان نے یہ بین کرنا جان لی
طرف ہاتھ اٹھاے اور کہا یا ربی! تم نے پاگل کچ کیا۔ آپ نے فرمایا میں شہادت دہ ہوں کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہیں
اور جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کان کے ہند یہ بندے اور مرگزہ بنی دور سے آئیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ زبان نے کہا خدا کی قسم!
مجھے معلوم نہیں کہ کمرؤہ کے رسول ہیں یا نہیں۔ جن میں ہے تو جو کہتے اور کون کہتے جو دوسرے اور کچ۔ آپ نے فرمایا ہر شخص کو اپنا
مذہب چن لے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا سب سے فضل اور بہتر امت وہ ہے جس میں اللہ رب العالمین کی احسان کی
جائے۔ زبان اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی زبان میں کہنے لگا: "مختص ہذا المعتقد ہے حکمت و دانش کی باتیں کرتا ہے۔ آپ نے
فرمایا تم نے اپنی قوم سے کیا کہہ۔ اس نے آپ کو بتلایا تو فرمانے لگے۔ اُمیر میرے اندر عقل کا کادہ صلا ہے لیا کیا ہے تو میں بھی اللہ
عزوجل کی تعریف و ستائش کرتے تھے ہیں۔ مرنے والے اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ آپ فرماتے تھے:

عَلَّمَكَ اللَّهُ تَعَالَى شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنَ الْعَقْلِ لِأَنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَمَّا خَلَقَ الْعَقْلَ وَصَوَّرَهُ وَفَدَّاهُ قَدْ أَفْلَحَ الْخَاقِيلَ نَمُ قُلْ لَهُ الْذِيَرُ فَادْفِرْ فَقَالَ اللَّهُ تَعَالَى وَ عَرَفْنِي وَ جَلَّالْنِي مَا خَلَقْتَ شَيْئًا أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْكَ بِكَ تَنَالِي طَاعَتِي وَ تَدَحُلِي حِسِّي -

ترجمہ ”لفظ جاہک“ دینی نے عقل سے زیادہ محبوب اپنے نزدیک کوئی چیز پیدا نہیں کی کیونکہ اللہ تعالیٰ تبارک و تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا کر کے اسے مسرور و مقدر کیا تو اس نے طرہ و پاکہ کے آدھے آدھے کی طرح طرہ و پاکہ کوٹ چھوڑا، اور اس کے بعد اسے غائب کر کے لایا، لیکن اپنی عزت اور جلال کی حتم میں نے اپنے نزدیک کچھ سے زیادہ کسی چیز کو محبوب نہیں پیدا کیا۔ حیرت کی سیب سے بری اطماعت کی طرف میں نے اس سے دور تیری کی وجہ سے منت میں غفلت ہے۔“

یاد رہے کہ جب قبہ کی مقلد فہم کا یہ حال ہے تو ہم اپنے ساتھ لوگوں کو کیوں لائے؟ آپ نے فرمایا تھا کہ میں ان سے مشورہ کر سکتوں۔ بالآخر نے کیا قرار دیا جو درست معلوم ہوا۔ حسن تدبیر، عہدہ دارانے اور کالی نصیحت سے رکھنے کے مشورہ میں وہ مرد نے

یعنی صورت الیائی کوئی در اعجاز و مقدرہ کیا چاہا منہ

کہا: آپ نے فرمایا۔ ہاں، وہی قتالی عز و عل سے تبار سے نبی جناب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا ہی تمہارے فرمایا ہے اور اپنی کتاب عز و عل میں اور شریعت میں ہے و خدا و ہم فی الامور ہمہ کام میں مشورہ کیا کرو۔ نیز یہ کہ قرآن مجید میں بھی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

فاذخا عہم، عوف لہم ولا صاع مسلہ قبل مشورۃ احبہ

ترجمہ: "تمہیں نصیحت نے اپنا سہ پہچان لیا تو خدا تعالیٰ تمہیں ہوا اور تمہیں مسلمان نے اپنے بھائی کا مشورہ قبول کر لیا وہ کف نہیں ہوا۔"

اگر میں جیسا کہ تم سمجھتے ہو اور تجھے اطلاع پہنچی ہے صاحبِ دماغ اور ذہنی شخص نہیں ہوں تو میں عقلمندوں اور اپنے دوستوں کے مشورہ سے کبھی بے نیاز نہیں ہوسکتا۔ ہاں نے یہ کہہ کر اپنے نظریے میں تم جیسے عقلمند اور ذہین آدمی کئے ہوں گے۔ آپ نے فرمایا ہمارے نقل میں ایک چراغِ نورانیوں سے کبھی زیادہ اپنے شخص موجود ہیں جن کے مشوروں سے ہمیں کبھی ہمدردی نہیں ہو سکتی۔ اس نے کہا ہمیں یہ خبر نہیں تھی کہ تم میں اپنے ایسے عقلمند بھی موجود ہیں۔ ہمیں تو یہی خبر ہے پہنچی رہی تھی کہ وہ نہایت عریض، باہاں، بے عقل اور فریادیں لوگ ہیں۔ آج میں ہی ایک دوسرے کو مارنے پھینکے اور دل و مثال پیٹنے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہمارے لکھنے آدمی کی یہی حالت تھی۔ حتیٰ کہ اللہ عز و عل نے ہمارے اندر رسالت کی کرامت صلی اللہ علیہ وسلم کو مہیوت فرمایا اور انہوں نے ہمیں رشد و ہدایت کا راستہ دکھایا کہ ایک جادہ مستقیم پر لگا دو جس کے سبب سے ہم نے غیر کو شر سے، مصلحت کو اجازت سے بچھا دیا اور اسی راستہ پر گامزن ہو گئے۔ ہاں نے کہا خلد انتہائی شخص وہ ہے جسے تجھ میں والا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ مصلحت (یعنی چار و پانچ کرکوں اور اس طرحی طرح سے) بھائی اور دوست بن جاؤ۔ آپ نے فرمایا نہایت خوشی کی بات ہے، اگر تم تیار کہ انتہائی ترقی یافتہ و چرمی کر دے۔ تیری روح سعادت کو قبول کرے اور ہم تم ایک ہو جائیں۔ ہاں نے کہا یہ کہہ کر؟ آپ نے فرمایا کہ: اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان محمد عبدہ و رسولہ قدی بشورہ عسی من مریم۔ "میری شہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم جن کی حضرت مہدی بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی تھی ان کے بندے اور رسول ہیں۔" انہوں نے کہا کہ اور اس کا اثر آپ تو میں چیرا بھائی ہوں اور قرآن میں تیرا دوست ہوں اور تیرا۔ اور جب تک کوئی خاصہ تو نہ پڑے نہیں ہوگا اس وقت تک کہ تیرا تجھ ہی میں ہے نہ تو کبھی جدا نہیں ہوں گے۔

ہاں نے کہا تم نے جو مجھ سے میرے اہل کے چھوڑنے کی رغبت اور اپنے اہل میں داخل ہونے کی دعوت دی ہے میں اس سے معذور ہوں اسے قبول کرنے کے لئے میں کوئی سبیل نہیں دیکھتا۔ آپ نے کہا میں بھی حسبِ توفیق تمہارے مذہب پر قائم ہے میرے ساتھ مصلحت کرنے اور دوست بننے کے مسئلے اپنے لئے کوئی طریقہ درنیکش نہیں رکھتا۔ اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ کے اور عبادت ماہرین کا میں میں اصحاب بن جاؤں۔ آپ نے فرمایا اللہ عز و عل حق ہو چاہیں گے وہی ہوگا۔ اس نے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں خدمتِ خدا و محض و مصلحت کو دیکھ کر میری طرف سے عقلمندوں، جنہیں بھی چاہئے کہ تم میرے اس کام کا میں سے سے میں نے تمہیں دیا ہے جواب دو کہ میں اسے چاہی طرح ہی نہ کہو کہ تم کیا کہتے ہو آپ نے فرمایا لا اجد تو نے جو اپنی قوم

کی عزت، اہمیت و شہرت پر غلبہ اور شہرہ میں ہمارے تسلط کے متعلق بیان کیا ہے ہم اسے خوب جانتے ہیں۔ اسی طرح اپنے مرنے پر مساجد میں ہمارے انعام و نعام سے ہم بخوبی واقف ہیں لیکن تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا اس لئے کہ تمہاری عقلیں تمہارے پاس باقی رہیں تم اور تمہاری اولاد کی گھنڈہ دھاموں ہوں۔ تمہارے ملک ترقی کر گیا، عزت زیادہ ہو اور اس طرح ایک کثیر جمعیت تمہارے ساتھ ہو جائے تاکہ تم جس پر چاہو اپنی شان و شوکت ڈال سکو اور جو نقص تمہارا مقابلہ کرے اسے اپنی عظمت و عظمت دکھلا کر محروم کر سکے۔ ہمارا غرض فقط یہ کہ اہمیت بھریاں چھوڑ دو ہم میں ایسا کوئی شخص نہیں جس نے اہمیت یا بھریاں نہیں چھوڑی ہوں۔ ہمارے اکثر آدمی راہی ہیں اور جس شخص نے چھوڑا ہے وہ اسے کام کیا ہے وہ شخص اس سے زیادہ افضل و بہتر ہے جس نے یہ کام نہیں کیا غرض قادیان قادیان اور فقہ رست کا ہم بھی نہیں کرتے۔ ہم واقعی ایسے ہی جاہل تھے ہمیں عربوں کو فقہ تبارک و تعالیٰ نے انکی حق سرزد میں پیدا کیا تھا جس میں نہ صرف ہمیں نہ کامل ذراعت و تدبیر میں نہ باغات۔ البتہ بہت کم ایسی زمین ہے جس میں ذراعت ہو سکتی ہے۔ ہم بہت پہلے جاہل تھے اور ایسے جاہل تھے جو اسے اپنے گھوڑے، گھوڑے، اونٹ اور بکریوں کے مالک ہونے کے کسی اور چیز کی خبر ہی نہیں تھی۔ ہمارے قویٰ ضعیفوں کو لکھا جاتے اور اس کے چاندھیوں پر حرام کے بعض آدمی بعض سے کسی وقت بھی بے خوف نہیں رہتے تھے۔ معبود مالک العالم کو تہذیب و تمدن اور امن و امان کی جوڑ سننے میں نہ دیکھتے ہیں نہ بچہ بچا سکتے ہیں نہ نقصان برداشت کیا کرتے تھے یہی نہیں سمجھنے کے سائنس دانے چلتے ہوئے انھیں افسوس پھرتے تھے اور اس طرح انکی ہولناکی ہوئی آگ کے بالکل کنارے پہنچ جاتے تھے۔ مرتے والے شریک ہو کر اس میں داخل ہو چکے تھے اور اپنی ماند جو اپنے رب کے منکر اور مسلہ رحم کے قاضی تھے قریب تھے اس الٰہ (دور) تک پہنچ جائیں کہ وہ اپنے رستے نے امتداد کر کے رہے اس آگ کو گھرا کر سے جل دیا۔

نبی عربی، بادی مہدی، رسول نبی محمد مصطفیٰ انھیں کے ہم حسب و نسب سے ہماری طرف واقف تھے۔ باری تعالیٰ جل مجدہ نے ہمارے اندر سمجھوتے کے سامنے اور ان سرور و جہان اور مہم دوسرے نے ہماری رہنمائی کی اسلام کی دعوت دی۔ زمین میں کو ظاہر کیا۔ دلائل و دہان کے ساتھ مشرکین کی جوتوں کو زور و خروش سے کھینچ کر ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہمیں صراطِ مستقیم دکھائی اور اللہ جل جلالہ وعدہ و نذرانہ کے لئے ان کی ذات گرامی کی وجہ سے دنیا بھر میں اسلام کی بکھر پھیل آ رہی کو ختم کر دیا۔ آپ نے ہمیں رب العالمین کی عبادت کا سبق دیا۔ ہم نے اسے یاد کر کے اپنا یہ خوراک منسلک بنالیا کہ ہم اللہ تبارک و تعالیٰ کی نئی مہارت کرتے ہیں۔ ان کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے نہ ان کا کچھ کہہ سکتے ہیں نہ ہم ان کے لئے بیٹا تصور کرتے ہیں نہ بیوی نہ جرم نہ جرم نہ کسی بہت کو پوجتے ہیں نہ کسی مالک و حاکم کو نہ آقا بہ کعبہ کرتے ہیں نہ مائیت بہ کو۔ نہ تو کو قابل پرستش سمجھتے ہیں نہ نہ کو نہ مصلیٰ کو معبود مقرر کرتے ہیں۔ نہ قرآن و ہم محض جہل جہل کو جس کا نہ کوئی شریک ہے نہ ہم اور جس کا نہ کوئی ضد ہے نہ ہم معبود مقرر کرتے ہیں اور اپنے نبی رحمت جناب محمدؐ کو اپنی آل و صحبہ کی نبوت کا اقرار کرتے ہیں اور اس۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے کلام پاک کو ان پر نازل فرمایا اور ہمارے ان مولا آقاؐ نے ہمیں اس کلام میں کے ذریعہ ہدایت فرمائی اور سیدھا سچے راستے کی طرف بلایا۔ ہم نے آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ آپ کی دعوت کو قبول کیا اور آپ کے عقیدوں کے سامنے ہر شے تسلیم فرما دیا۔ محمد بن ابی بکرؓ کے جو آپ نے ہمیں حکم فرماتے ہیں یہ بھی تم کہ جو شخص ہمارے زمین کو اختیار نہ کرے۔ جو ہم کہتے ہیں وہ نہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ شانہ کے ساتھ نظر کرے۔

مواخض اور تفتیشی یہ بات کہ ہم چند شہادت و قسٹ کریں اور چونکہ وہ ہم میں سے ہیں اور ہم میں سے اس لئے ہماری بھی آزمائشیں
ہے کریں کہ کتاب اعداوعات کی ذات پاک حضرت ابوالخضر صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر بن خطابؓ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے
انہیں قتل کر دیا اور اس بھی اس طور سے بھی تیرا سرخاؤں کا اور ہم راہ ایک آدمی حیرت سے بہت سے آدمیوں نے پر غیظ و کراہت کے رکھ
دے گا۔

یاد رکھ کر آپ دیکھیں کہ یہ تھیں اور اپنی نگاہوں کو زمین سے اٹھائیں۔ اللہ رب العزت نے بھی آپ کو ہتھیار کیا اور عقلی قوتیں کر کے دیں کہ انہیں کھڑی ہو کر اللہ کے ملک شفاف کے لئے جہاد کرنے شروع کر دے۔ مسرت باطنی کی طرح یہاں سے تھوڑے عرصہ اور وہ خود ہی طرف نکھٹے تھے۔ یہ ان کا راز ہے کہ ہم نے انہیں ہتھیار دیے اور انہیں جہاد کا لہر یا یہاں سے نکالنے کا انتظار ہے۔ اللہ تعالیٰ

مولف کتاب ہذا کا فتوحات کے بارے میں مستند ثبوت

شیخ محمد مہدی محمد قادری رحمت اللہ تعالیٰ علیہ مدظلہ کتاب نمونہ میں کراٹھ جل جلالہ کی قسم لینی کے سوا کوئی مجبور نہیں اور نہ عقل اور دماغ پر جبر کیا جاتا ہے، اگلے میں میں نے ان قواعد میں سوائے مستثنیات اور امدادی اور دفعہ خاص کے کسی دوسرے کی بات یا خبر پر اتنی دیکھی کیا یا نہیں سمجھ کر جو کچھ حق پہنچے اسے باتم و راستہ نقل کر دیا ہے۔ دوسرے میں اصحاب و رسول اللہ انہما کے جہاد کی شکل لکھ کر بتائے کہ اہل فتنہ و فساد میں جو کچھ کرنا ضروری ہے اور رعیت انہما کے اکر رعیت ابراہیمی ان کے شام و حال نہ ہوتی اور وہ کھانہ نہ دے نہ ہونی اور خوشنودی کے لئے یہ کام نہ کرتے اور رعیت انہما کے ساتھ نہ ہوتی تو یہ مالک مسلمانوں کی افواج میں جگہ نہ پائی نہ ہوتے۔ ورنہ اس دین کا پرچم اس طرح لہرایا اور اٹھایا دینا، ان کی قوم کو خوشنوی کہیں نہ چاہے، عثمانی کے لئے نہیں، خداوند تعالیٰ جل جلالہ انہما کے لئے غیر رعیت نہ کرے نہ انہما کے ساتھ نہ چاہے نہ اہل فتنہ میں جہاد اور خوشنوی کر کے جہاد سے نفی تو کر دے۔ اپنے دینی نصرت کی۔ دشمنوں کے مقابلہ میں حالت قدم۔ یہ خوشنوی صرف کہیں حق کی نگرانی نہ نہ ہونے کے اسے اس کے تحت سے اتر کے پھینک دیا اور ایک کا قی ضرب کا اتر سے رعیت جھڑپی پر مجبور کر دیا۔ انہی کے متعلق فرماتے ہیں اہلک المقتدر : ! مسہم من قسمی مجہد و مسہم من یستغفر

واقعی زمانہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ گتے جس کو علمین علیہ الرحمہ نے اپنے والد ارفع بن مازن سے یا ان سے یا ان کے حضرت خالد بن ولید سے یا ان کے وقت یا ان کے پاس تحریف لے گئے تو آپ کے اس چھوٹے سے دست میں میں بھی آپ کے سروافق ہم باہن سے چپکے میں تھے جس وقت ہم نے اپنی چٹکلی ہوئی کھادوں کو میان سے باہر کر کے دیوہوں سے نقل کرنے کا ارادہ کیا تو تعدادی نکلواں میں ان کے لشکر کی کچھ شہادتیں نہیں تھی ہم نے یقین کر لیا تھا کہ وہ سب گئے لشکر کے میدان میں ہیں۔ ہمارا ارادہ صحیح ہی تھا۔ اس سے اٹھنے جانے کے باہان لے جس وقت حضرت خالد بن ولید کا دربار ہوا تو اس طرح بڑھتا ہوا دیکھ اور اسے تعدادی دوام نکھادوں کی تو اس پر پہنچ کر موت اس طرح دیکھائی دی تو چلا اور کہنے لگا خالد! غصہ و جلدی نہ کرو۔ غلغلہ میں ہلاک ہو جاؤ گے۔ میں نے بھی ایسی توئی کہ جس میدان کی میں نے راستہ میں کہ نظر میں میں سے۔ میں ہوا ہے۔ نہ کوئی تھا جسے میں نظر میں کا ہمارا ہے۔ میں ہوا ہے۔

ہاں میں تم نے یہ کام اس وجہ سے کیا ہے کہ تم کو قصد ہوا کہ قاصد صلہ کر لیتا ہے مگر قاصد نہیں کیا جاتا۔ میں نے تم سے یہ باتیں ٹھیک
 تمہاری آزمائش کے لئے کی تھیں تاکہ میں تمہاری رائے اور پابند اور معصوم نہ کہوں کہ کیا ہے۔ اب میں تم سے کسی طرح کا تقاضا یا
 سواغذہ نہیں کرتا۔ تم اپنے لشکر کی طرف لوٹ جاؤ اور اگلے کے لئے جنگ کی تیاریاں نہ کرو جسے بادی تعالیٰ جل جلالہ وصایت کریں گے
 اسے فتح ہوئی۔ آپ نے یہ سن کر کھوار مہمان میں کی اور فرمایا: یہ یوں کے متعلق کیا دے؟ اس نے کہا میں نہیں تمہاری خاطر
 اور شکر بخش چیز سے بچ ہوں تاکہ دو گھنٹہ میں تمہاری دہائیوں اور مسلمان لڑائی میں مطلوب نہ ہو سکیں۔ اور ہمارا اس وقت کچھ
 نہیں بچا رہتا۔ آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور وہاں سے انہیں چھوڑ دینے کا حکم دے دیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت اصحاب رسول اللہؐ آجھڑے دے گئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے کھنڈر کر لیا تو بابائے کہا
 نہ دے میں پر ہتا ہوں کہ ہمارے کہاں سے مہینے ملے ہوں جو ہائے نوبت بہتر ہے۔ نیز میں ایک چیز کا تم سے سوال بھی کرنا چاہتا ہوں۔
 آپ نے فرمایا شوق سے جو چیز چاہتا ہوں بالکل ملے گی۔ اس نے کہ یہ میری خدمت مجھے پسند آ رہا ہے میں چاہتا ہوں کہ یہ تم مجھے
 بخش دو اور اس کے عوض میرے لشکر کے کھانے سے جو چیز تمہیں خوبصورت اور عمدہ معلوم ہو اسے دے دو۔ آپ نے فرمایا: واللہ!
 تو نے ایک ایسی چیز جو میری ملکیت میں ہے کھاتے نہ مجھے بے حد خوش کیا ہے۔ جس تجھے نہایت خوشی کے ساتھ دے دیا جس
 اور اس کے بدلے میں کوئی چیز لینا نہیں چاہتا اور نہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہے۔

بابائے کہہ کرتے انھیں انعام کر کے نہایت عمدہ کام کیا ہے میں اس کا لشکر یاد کر رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تو نے بھی ہمارے
 قیدیوں کو رہائی دے کر ہم پر احسان کیا ہے اس کے بعد آپ اپنے کھنڈر سے کسی طرف چلے اور آپ کے تمام ساتھی آپ کے چاروں
 طرف تھے۔ آپ کے سامنے آپ کا کھنڈر پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ آپ نے ہماری بھی اپنے اپنے کھنڈروں پر سوار
 ہوئے۔ بابائے اپنے اور مہاجرینوں حکم دی کہ وہ ان کو اس جگہ تک جوں کے چند میں ہے پہنچاؤں گے۔ چنانچہ یہ ان کو
 وہاں تک پہنچا کر لوٹ آئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ اپنے لشکر کی طرف ان سے رخصت ہو کر چل پڑے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا اپنے ساتھیوں کو رہائی دلانا اور اسلامی لشکر میں واپس آنا

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ اور آپ کے تمام ساتھی حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں پہنچے آپ کو سلام کیا۔
 مسلمان اپنے بھائیوں کی رہائی سے نہایت خوش ہوئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا: اے عاصم! یہاں
 کیا اور کہا صاحب منیر اور وعدہ رسول اللہؐ کے مالک کی قسم! بابائے نے انھیں ہمدانیوں سے ذکر کرنا کہ چھوڑا ہے وہ نہ دیا
 نہیں تھا کہ ان کو چھوڑ دیتا۔ آپ نے تمام قیدیوں کو فرمایا بابائے نہایت خوشیاد اور مدد عظیم معلوم ہوتا ہے۔ مگر شیطان اس کی عقل پر
 غالب ہو گیا ہے۔ اچھا تم کسی طرح اور قرار دیا کہ اس سے نصیحت ہوئے ہو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا لڑائی پر اور اس پر کہ جس
 چاہیں، وہی تعالیٰ اس امر سے فتح بخٹھیں۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ سن کر سرداران لشکر کو منع کیا اور بطور خطیب کے کھڑے ہو کر اللہ جل جلالہ کی تعریف کی۔
 رسول اللہؐ پر اور شریف بھیجا اور فرمایا کہ دشمن کا ارادہ مکمل کیا لڑائی کا ہے اس لئے تیار ہو جاؤ اور اللہ جل جلالہ پر اعتماد رکھو۔ مسلمانوں
 نے یہ سن کر سزا و سامان درست کر کے شریعت کیا۔ شہسواران اسلام نے ایک دوسرے کو جنگ کی ترغیب دینی اور ایک دوسرے

بنی ولیدؓ کے متعلق نہایت کڑی لہر اٹھا کر لے۔ انہوں نے کہا میں نے یہ لٹاؤ نہایت بھاری بین کر کے لیے ہیں مگر سچا نظری سے نہیں ہے۔ ان کی تمام باتیں اللہ جبارک واقعی ہی سے لے رہی ہیں۔ حضرت موسیٰؑ کہتے ہیں: ”میں حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت اللہ تعالیٰ میں حاضر ہو کر حضرت سعادت بن ابی اسفہانؓ کے دواغذاں پر نہیں نے ان کے متعلق فرمائے تھے اور انے تو آپؐ نے فرمایا وہ میرے بالوں دینی بھائی اور مکمل ملی محبت رکھنے والے شخص ہیں۔ بہت سے امورات مہابت میں نہیں نے دوران کے صحابہ نے مجھ سے محبت کی ہے۔ مگر انھیں بے ایمانی کی برابری کر سکے۔ میں یہ سن کر پھر حضرت سعادت بن ابی اسفہانؓ کے پاس حاضر ہوا اور آپؐ نے ان کے متعلق جو کچھ فرمایا تھا اس آواز سے بیان کیا۔ آپؐ نے فرمایا اکی تم! میں ان۔ یہ مکمل خوشامی باری تعالیٰ علی محمدؐ کے لئے محبت رکھتا ہوں اور مجھے خداوند تعالیٰ رحمہ اللہ! میں کی ذات اللہ تعالیٰ اگرائی سے امید ہے کہ وہ انھیں ان کی اس نیت اور نیک نیتی کی وجہ سے بہت اعلیٰ مراتب بخش کر اور رحمت فرمائیں گے۔

• قدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ جب حضرت شہناکؓ حضرت خالد بن ولیدؓ کے متعلق جو حضرت ابوبکرؓ نے بیان کیا ان کے علم صحابہ رات کے پہلے پہنچا ہے تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے انہوں کے درمیان میں پکڑا کر شروع کیا اور ہر ایک کھان کے پاس کھڑے ہو کر اس طرح انھیں تھیں دینی شروع کی یا علی سلام امیر و خلیفہ و شہادت و عبادت کی دلیل ہے اور بدول اور نامزدی دلت و سرور کی تکلفی۔ میرا دلے بیٹھ غائب ہوتے ہیں اور اللہ جبارک واقعی ان فریق کی جرح پر ہر دور میرا کام میں لائے بیٹھ حضرت دین انت فرماتے ہیں۔ یہاں جتنی ہوئی کھڑوں کا جو مقابلہ کرتا ہے اور تہذیب و شہرہ و ان کی نوکوں کے سامنے جو میدان پر جاتا ہے تو وہ کھڑوں کے دلت و دارم اراکین کے سامنے حاضر ہوتا ہے تو وہ جو در کرم اور کشش و انعام کی مرتبہ ہوتی ان کے سر پر کھڑوں کی عزت و توبہ اس کے فضل و کرم سے اور اس کی سعی و کوشش کرتی ہے۔ اللہ حب اللہ انہیں۔ آپؐ بھی تحریر کرتے ہوئے اور دہراتے ہوئے تمام لشکر میں کھوم گئے۔ اور ہر ایک صاحب مہم کے پاس کھائے ہوئے کھائی لٹا کر اسے انھیں نہیں کرتے رہے۔ حتیٰ کہ جس وقت آپؐ نے تمام لشکر کا اور در لیا تو آپؐ نے اپنے پر مسلمانوں میں سے ہر جہ سے ہزار اور ہزار سوار جو نہایت سخت جانہ واقع ہوئے تھے جمع کیے اور لشکر زحف کے معرکے کو بھی ان میں شامل کرنے انھیں چار حصوں پر تقسیم کیا۔ ایک حصہ پر آپؐ نے حضرت فیض بن عیمر و مرادیؓ کو مقرر کیا کہ ان سے لڑنا یہ قرطب کے طریقہ شہساز اور اسی دست پر نہیں رہا اور جو اس کو لڑنا بھی کرے وہاں دوسرے حصہ پر حضرت عیمر و مرادیؓ کو مقرر کیا۔ اور دوسرے حصہ پر حضرت عامر بن مطلقؓ کو مقرر کیا کہ انھیں بھی مہم کی ہر نیت کی کہ جو تھے حصہ جو جو تمام لشکر زحف پر مشتمل تھا خود اپنی جان میں رکھ کر اور آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے پہلے اسلام کا پرچم لٹکھ کر سامان حرب سے آراستہ ہو کر لڑائی کے لئے باطل چار ہو گیا۔

رومیوں کے سردار مظلہ کے مقابلہ میں روماس والی بھر و کا جانا

بصرہ بن رومیؓ نے اپنے لشکر کو کھمبہ کوہ جب کے سردار سامان سے بالکل طریقہ ہارم سے چنانچہ دیکھی جو رہ گئے اور انہوں نے آگے بڑھ کر عربوں کا لشکر ان کے سامنے تیار ہو چکا تھا اور دوران کے ہر کھیل کھانے سے بالکل پس ہو چکے تھے۔ رومیوں نے جس وقت آگے بڑھ کر مسلمانوں کی صف بندی اور آہنگی دیکھی کہ عجمیوں کی ہر ایک صف ایک عجمی تھانہ ہے جو

[illegible]

النبیہ مبارک فیہ وزد فی نہ۔

ترجمہ: اسی ان میں ہرگز نہ سمجھے اور ان کی ہلکے فحقی میں زیادتی فرمائی ہے۔

حضرت روماس والی بھرو کی ایک رومی کے ساتھ جنگ اور آپ کا شکست کھانا

حضرت رومہؓ دانی مصرہؓ میں وقتِ حریف کے مقابلہ میں پہنچ گئے تو آپ نے اس سے رومی زبان میں گفتگو کی۔ اس نے کہا رومہؓ میں میں نے جنہیں پہچان لیا ہے، ترجمہ: نہ بد سب جھوٹا اس قوم کا ساتھ کیوں اختیار کر لیا۔ آپ نے فرمایا: یٰ بنِ حسن! میں میں دانیس جو ہوں نہایت ہی مکمل اور شریفؓ میں ہے۔ انہیں شخص نے اس کی عزت کی وہ عید ہو گیا اور میں نے اس کی خالعت کی۔ وہ اگر ابو بکرؓ تھا۔

یہ کہہ کر آپ نے اس پر حملہ کیا۔ اس نے بھی حملے کا جواب دیا اور یہی طرح ایک گھنٹہ تک رہا کرتے رہے۔ مٹی کو، دونوں لشکر ان دونوں حریفوں کی بہادری پر غش غش کر اٹھے۔

آخر رومی نے ٹھیک ایک وقت غافل دیکھ کر ان کی غفلت سے فائدہ اٹھا دیا ایک نہایت کاری ضرب مارنے کی وجہ سے آپ نے خون جاری ہو گیا۔ حضرت ربیعہ رحمتہ اللہ علیہ نے اس ضرب کو محسوس کیا اور جب آپ کو تھلیلہ مسموم ہوئی تو مسلمانوں کی طرف گھوڑے کی باگ کر کے سر پہ گھوڑا اڑا دیا۔ حریف نے بھی نہایت تیزی کے ساتھ آپ کا قتب کیا اور قریب ہی تھا کہ وہ آپ تک پہنچ جائے مگر مسلمانوں نے میسرہ دار میسرہ سے لگا کر شروع کیا جس کی وجہ سے حضرت ربیعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ کو قہر میں نہ بھی اور حریف کے چپکے چھوٹ گئے اور وہیں دم گئی۔ آپ مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہوئے۔ خون آپ کے چہرے پر بہہ رہا تھا۔ مسلمانوں نے آپ کو ہاتھوں ہاتھ لیا مریعہ پائی کی۔ آپ کے کام کا شکر یہ ادا کیا۔ اللہ تعالیٰ اعلیٰ جلال کی بخشش والو م کا دہریہ دیا دلا یا اور آپ کی مسرتی پر مبارک باد دی۔

کہتے ہیں کہ جس وقت حضرت ربیعہ رحمتہ اللہ تعالیٰ شہید تھے کہ میدان سے ہٹے آئے تو اس کے دل میں بڑا کھیر پیدا ہوا اور سخت دشت کا مکر کر کے اپنے بعض اہل کار کو ظاہر و اپنے مقابلے کے لئے لی میں مبارز کا غور و لگنے لگا۔ حضرت میسرہ رحمتہ اللہ تعالیٰ عسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھنا چاہا مگر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں منع کیا اور فرمایا آپ ایک روز سے قلعہ میں اور مد مقابل بہادر شیعہ اور نہایت ذلیل ذوال کا آدمی ہے۔ اس سے میرے نزدیک آپ کا اپنی جگہ پر ہی قائم رہنا اس کے مقابلے میں نکلنے سے زیادہ بہتر معلوم ہے۔ روزِ محارباتی جوان اور مضبوط شخص کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور خصوصاً سبب کہ اللہ تعالیٰ نے نزدیک مسلمان کا ایک ہالی بھی تم پر مشرکین سے افضل و بہتر ہے۔ یہی کہ حضرت میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ حریف سے گئے اور حضرت عامر بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کی جگہ آگے بڑھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا عامر تم میں ہو مجھے ڈر ہے کہ تمہیں تم اس کا مقابلہ نہ کر سکو اور وہ آپ نے اس بد بخت رومی کی اتنی بہادری بیان کر دی کہ مسلمانوں کے دنوں میں اس کا دھبہ پڑ گیا اور یہ سخت بری بات ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میدان کے شہسوار غور و لگائی میں اپنے راہروں کو اپنے لیے ہیں اور اس کی بہادری و شجاعت اس کے چم سے خود کچھ رہی ہے تم اس کا مقابلہ کسی طرح نہیں کر سکتے اور پھر جبکہ وہ اچھی فوج میں سب سے بہت ترنے والے شخص ہے اور میدان میں سب سے پہلے آنے والا اس سے خود مسموم ہونے کا وہ اپنی قوم میں سب سے زیادہ بہادر شخص ہے کیونکہ سب سے پہلی بہادری نکال کرتے ہیں۔ اس نے فرمائی جگہ پر ہی خیمہ۔ عامر بن طفیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سن کر چپے رہتے تھے اور کسی حریف کی مخالفت نہ تھی۔

کہتے ہیں کہ گھیر وای فرار علی میں مبارز کا غور و لگنا، باقی کہ حارث بن عبداللہ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی جگہ سے ہٹ کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہہ کر میں اس کے مقابلہ میں نہ کی اجازت طلب کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے اپنی جان کی قسم: تم واقعی صاحبِ جہاد و بہت ہر وقت و شدت ہو۔ میں تمہیں لڑنے کا ایک پھر ڈھار چلا کہ جوان تصور کرتا ہوں۔ ہم ہتھکڑ کر رہے۔ اور دشمن کا ہاتھ نہ کر دو۔ ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سامانِ حرب درست کر کے لٹکا چام خمر پھر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا راہِ خیمہ میں تم سے ایک سہیل کر لوں۔ انہوں نے کہا ابو سلیمان! پوچھو جو پوچھا جا رہے ہو۔

حضرت عابد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس طرح بیان کیا کہ آپ کو میدان کی طرف جاتے دیکھ کر اچھے دوستوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا کوئی شخص ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھ کر قیس بن ہبیر ایک بھری یہ گواہ پہنچا ہے۔ حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ابا سلیمان میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا اللہ صمد ہے نہ کہ تم ہی سے ہوگا۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خواہش کو تسلیم کیا اور حضرت قیس بن ہبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ وہاں نے انہیں دیکھا تو یہ سمجھے کہ قیس بن ہبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انانیت و اتے ہیں اس لئے اس میں سے کچھ دیکھ اور ہمارا شکا اور یہاں آ گیا۔

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گواہ دے کر کھڑے ہو گئے اور انہیں نہ توئے۔ اُسے واسطے سرور نے کچھ باتیں کرنا شروع کیں جسے حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ متفق نہ سمجھ سکے۔ آپ نے فرمایا بد نیت کیا ہے جس پر جو قیس سمجھے۔ یہ سن کر وہاں میں سے ایک ترجمان نکلا اور اس نے ان سے کہا یہ معاذ اللہ یہ اس بات پر نہیں کہا کرتے تھے کہ ہم نہایت منصف اور عادل ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا ہم نے تو تمہارا اصل والہ صاف نہ ہو سکی نہ دیکھا۔ تم دو سوار ایک آدمی کے مقابلے میں لگے تھے۔ آپ نے فرمایا میں تو اپنے ساتھی کو مکمل گواہ دے آیا تو اور اب جاتا ہوں۔ اگر تمہارے سوا آدمی بھی ہمارے ایک شخص کے مقابلہ پر آ جائیں تو ہمیں اس وقت بھی ٹہراں نہیں گزرتا۔ دیکھو تم میں آدمی ہو اور میں خنیا چھیں کافی ہوں۔

ترجمان نے یہ اس سرور سے کہا، وہ آپ کی یہ بات سن کر قہر کر کے لگا اور انہیں آکھ کے ایک کونے سے غور گھر کر دیکھنے لگا۔ آپ نے فرمایا قیس! تم تک مجھے بوڑھا غصہ جلاؤ اور خدا کے واسطے کچھ دیر آرام کرو اور جو کچھ میں کہتا ہوں اسے دیکھتے رہو۔ یہ کہہ کر آپ نے اس شخص کے جس سے آپ مخاطب تھے اس زور سے ایک بڑھا مارا کہ اس کی پشت تو ٹوٹ کر دو باہر جا لگا اور وہ ہاروں ٹھانے چلتا آ رہا دونوں روئی سرور یہ دیکھ کر آپ کی طرف لپکتے آپ پر حملہ کر دیا۔ حضرت قیس بن ہبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ یہ کچھ آپ کی مدد کو دے گئے آپ نے انہیں منع فرمایا اور کہا قیس میں تمہیں رسول جنوں صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے والد بزرگوار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم اُسے بھڑاؤ ان سے مجھے کسی بہت نیچے دو۔ ان میں مارا گیا تو ثواب میں میرے برابر ہو گا۔ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میرا سلام کہہ دینا اور کہنا کہ تمہارا جاننا تمہارے یہ آپ اور شر سے بچنا چاہئے۔ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سن کر قہر کیا اور پیچھے ہٹ گئے۔

حضرت عبدالرحمن کا جنگ پر موک میں رومیوں کا قتل کرنا

حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بخارا میں چلے گئے اور وہاں میں سے ایک نے بیٹے سے دے مارا۔ اس کی نوک زور میں چھٹی گئی تو آپ نے اسے اچھے سے چمک دیا اور گواہ کیا کہ اسے موت کرنا اب میں کھڑے ہو کر اس زور سے ایک بھر پور ہاتھ مارا کہ جس رگ کو نے ہو کر زمین پر گر چڑھا، اس طرح یہ پہلا روئی جو ان جوت قتل ہو گیا۔ میرا ہاتھ وہ آپ کی یہ حرکات و سکنات دیکھ کے بہت سا ہوشیار ہو گیا اور حیر ہو گیا آپ کی طرف دیکھنے لگا۔ حضرت قیس بن ہبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی طرف دیکھا تو یہ مستعد ہو جیواں کھڑا ہوا تھا۔ حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا قیس! تم

کیوں یہاں کھڑے ہوئے یہ کہہ کر آپ نے اس سردار پر بھی حملہ کیا اور اس کے ایک ایسی کھوار ماری کہ اس کا سردار جاگے گرا اور دھڑ
ڑھیں پر گرتا ہوا دکھائی دیا۔ رہبروں نے اس منظر کو دیکھا تو آپس میں کہنے لگے یہ عرب شیطان معلوم ہوتے ہیں۔

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت باہان کو اس کی اطلاع کی گئی تو وہ اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہنے لگا اور شاہ کو اس قوم
کے حالات کی بہت زیادہ اطلاع تھی مگر یہ قسم و تہوارے اندر ضرور کوئی ایسی بات ہے جس کی وجہ سے تم مظلوم ہو رہے ہو اور یہ قوم
برابر حق کرتی چلی جاتی ہے۔ اگر تم نے اپنی کثرت سے انہیں نہ جیس ڈالا تو تہجاری طرف سے کوئی ان کے مقابلہ میں کھڑا نہیں
ہو سکتا۔ یہ ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ اس کی قوم کا ایک سردار اس کے پاس آیا اور دیکھا کہ اس کے کان میں کچھ کہتا ہوا اور جب وہ کہہ کر
خارج ہو گیا تو باہان کا چہرہ زرد ہو گیا۔ لوگوں نے جس وقت اس سے دریافت کیا کہ یہ آپ سے کیا کہہ گیا ہے؟ تو یہ کوئٹہ کی طرح
خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہیں دیا۔ جلد ہی بن سیم فسان کا بیان ہے کہ جس وقت اسے اس میں آج دیوں کے متعلق جن میں وہ پہلا
سردار بھی شامل تھا خبر کی گئی تو وہ کہنے لگا کہ وہ تہوارے اوپر حق پا کر رہیں گے۔ اسی وقت اس کے پاس ایک سردار آیا اور وہ اس کے
کان میں کہنے لگا میا الملک میں نے رات خواب میں دیکھا ہے کہ کچھ آدمی جو باطنی اور بزرگ موزوں پر سردار اور تمام سطح سے مسخ تھے
آسمان سے اترے اور ان عربوں کو گھیر لیا۔ ہم بھی ان کے سامنے کھڑے تھے۔ ہمارے لشکروں میں سے جو لشکر ہوا وہ ہر اس کو گل
کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ہمارے اکثر آدمیوں کا دھیر کر کے رکھ دیا۔ میں نے جو کچھ خواب میں دیکھا تھا اب وہی بیداری میں دیکھ رہا
ہوں کہ ان کے ایک آدمی نے گل کرتا رہا۔ شیخ آدمیوں کو گل کر کے رکھ دیا ہے۔ میری رائے میں یہ آسمان میں ہی مقدر ہو چکا ہے
کہ وہ ہم پر فتیاب ہوں۔

کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی باہان کا دل بیٹھ گیا اور ان کی کمزورت گئی اور اسے کوئی جواب نہیں دیا۔ یہ قوم باہان کے پاس جمع ہوئی اور
اس نے مطالبہ کار شروع کیا کہ اس نے آپ کے کان میں کیا کہا ہے اس کو ظاہر کیا جائے۔ مگر اس نے بالکل سکوت اختیار کیا۔ یہ قوم کا
جب زیادہ اصرار ہوا تو بحیثیت ایک خطیب کے کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں نصاریٰ کے معاملہ اگر تم نے دل کھول کر ان عربوں کا مقابلہ نہ
کیا تو تم نہایت ذلت و خسران میں رہو گے مسیح (علیہ السلام) تم پر فراعہ کریں گے۔ اللہ عزوجل بیٹھ چھادی مدد و اعانت فرماتے
والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تہوارے اوپر یہ جیتیں ہیں کہ انہوں نے تہوارے پاس رسول بھیجا اور کتاب نازل کی مگر تم نے دنیا میں ان کے
رسول کا اصرار نہ کیا تمہیں ان کے رسول نے حکم دیا تھا کہ تم دنیا کی بیرونی اور متابع نہ کرو اس کی کتاب میں یہ حکم تھا کہ تم علم نہ کرنا
کیونکہ علم کو وہ دوست نہیں رکھتے مگر تم نے دنیا کی اطاعت کی غلطی پر کرنا مگر اللہ ان کے احکام کے خلاف کیا تو انہوں نے تہوارے
مقابلہ پر تہوارے دشمنوں کو مدد دی۔ اب تہوارے غافل کے سامنے تہوارا کی ہڈ ہو گا؟ تم نے اپنے نبی کے حکم کو چھوڑ دیا۔ اپنے رب
کی کتاب کو کہیں پشت ڈال دیا۔ یہ عرب تہوارے مقابلہ میں آئے جو تمہیں قتل کر کے تہوارے اہل و عیال کو گرفتار کرنا چاہتے ہیں اور تم
اب تک برابر اسی طرح معاشی اور ذوق میں مبتلا ہو اور اس غلام الفیوب کی مخالفت پر کمر بستہ ایسی صورت میں اگر اللہ تبارک و تعالیٰ
نے تمہیں مظلوم کر کے تہوارے دشمنوں کو تم پر غلبہ دے دیا تو چونکہ تم نہ امر بالمعروف کرتے ہو اور نہ نہی منی لکھ کر اس لئے یہ اللہ
تبارک و تعالیٰ کا عین انصاف اور بالکل عدل ہے۔

اللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ تقریر کر کے وہاں سے اس خواب کا گویا جواب دے دیا اور اس خواب دیکھنے والے کو تنبیہ کر دی کہ وہ اپنا خواب کسی دوسرے سے بیان نہ کرے۔ ابھر حضرت قیس بن حبیہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان جیسے مستحقین کو اپنے گھوڑوں سے اتار کر سامان اور اٹل مارے اور مسلمانوں کے شکر میں پہنچ کر حضرت ابو عبیدہؓ نے جرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راہروں کو کہہ دیے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا کہ یہ تم دونوں ہی کو حق ہے۔ جس شخص نے اس راہروں کو اس کا سامان ہی مازنی کے واسطے ہے اور جسے ابھر بنو مہن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ہی قسم دیا ہے۔ ان دونوں نے دوسرا سامان لے لیا اور حضرت قیس بن حبیہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو جہاں ان کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقرر فرمایا تھا اسی جگہ جا کھڑے ہوئے مگر حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ چھ مہینہ ان کا روزاری طرف چلے گئے اور دونوں صفوں کے درمیان میں گھوڑے کو تھکوا دیئے گئے اور پہلے آپ اس سردار کے گھوڑے پر جس کو آپ نے اچھی نظر لیا تھا سوار ہو گئے تھے جس میں اصل کھیل تھا آپ نے وہاں سے گھوڑوں کو پھر پی اور پہلا اس کے ساتھ نہ لکھی تو آپ واپس آ گئے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر پھر ابھر چلے اور وہاں سے مسند پر پہنچ گئے مسند پر دیا۔

مسند کی تعمیر ان کے مسند سے مل گئی۔ انہوں نے ان کے درباروں کو مسند کا رست دکھلایا۔ اس کے بعد آپ یہاں سے چلے اور جن کے قبیلے جا کر۔ یہاں سے اٹھ کر مسند پر آئے اور مسند کرنے لگے۔ یہاں آپ پر حبشوں کی بیچوڑ ہوئے تھے تو آپ گھوڑے کو ایک ہزار چھ گھنٹہ کے مقابلہ میں میدان کے اندر آ کر کھڑے ہوئے۔ آپ اپنے نام سے دینا کوڑا سے اور انہیں مقابلہ کے لئے پڑاتے تھے۔ جن کی پہاڑی سردار آپ کے مقابلے کے لئے نکلا تو اچھی بہت گھوڑا ساری وقت لڑا تاں خاک راہی اصل کو ایک کتبہ جو اور ذبح کی طرف چلا گیا۔ دوسرا کھڑا بھی کسی مشر ہوئے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جس وقت آپ کی بیوی اور بیٹی کو دیکھا تو دعا کی

اللہم اوعده احفظه لان عبد الرحمن قد اخطى اليوم بقتال حیط الروم وحده

ترجمہ: "بار اب! عبدالرحمن کی دعا، کہے اس کی حفاظت فرم۔ کیے کیونکہ اسی نے آج رومیوں کے لشکر میں ایک لاکھ کیے۔"

اس کے بعد آپ نے انہیں پھر کر آواز دی عبدالرحمن انہیں اپنے باپ کے بڑھاپے اور ان کی بیعت کی قسم اب اس اب تم چلے آؤ اور زبانی اپنے مسلمان بھائیوں پر پھوڑا دے۔ آپ یہاں کے انہیں چلا آئے۔

خرام بن غنم رستہ تھان کہتے ہیں کہ میں نے اپنے شخص سے جو جنگ برسوک میں تھا دریافت کیا کہ آیا میدان کا روزار میں تمہارے دوش بدوش خواتین اسلام بھی دیتی تھیں۔ انہوں نے یہاں دیتی تھیں۔ اس وقت ان کی ہزار چھ سو بیویاں تھیں۔ اس وقت ہر ایک کی بیوی بدست اور اسے سیدہ بدست کہتے ہیں ان زبانی کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کو رستہ بدست حاضرین مع اپنے خاندان مسلمہ کی طرف صغریٰ رستہ بدست خطبہ زبیدی رستہ بدست کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کو رستہ بدست حاضرین مع انہیں خصوصیت کے ساتھ قبول کر رہی ہیں۔ یہاں سے ان کے بیان کو زبانی بھی مسلمانوں نے اپنے پیچھے کرنے والے کو خوش درویش کر لیا تھا۔

اللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ کھوت عبداللہ بن عبد حمید نے جو یہ سوگ کے میدان میں موجود تھے یہاں کیا ہے کہ پہلے

دن یہ جنگ ہر محک ایک ہنگامی تھی جو جنگ سے پہلے آخر میں ایک ایسی مسبب اور مصلحت آگ بن گئی کہ جس کے شر سے ادا کر خرمی سختی کو چاروں خاک سیاہ کرنے لگے۔ اس کا برآئے ولادین گزرنے والے روز سے زیادہ خطرناک اور سخت آقا تھا۔

مردین جریر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پہلے یہ بڑائی کم تھی مگر بعد میں اس نے نہایت بڑی اختیار کر لی تھی جس کا سبب یہ تھا کہ جب حضرت عبدالرحمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند ایک روہیں کو موت کے گھاٹ اتار کر اپنے لشکر میں واپس چلے آئے تو باہن نے اپنی دس صفوں کو مسلمانوں پر ٹوٹ پڑنے کا حکم دے دیا اور انہوں نے یہ حکم سنتے ہی مسلمانوں پر بول بول دیا۔ مسلمان بھی ان کی طرف بڑھے اور آیت محمدان کا نثار شروع کیا۔ حضرت ابو عبیدہ دین جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت کفر سے تھے یہ دیکھ کر کچھ گھنے کر معاملہ نزاکت کی حد تک پہنچا جاتا ہے۔ یہ سوچ کر آپ نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اس کے بعد یہ بات خلافت فرماتے گئے:

الذین قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايمانا و قالوا حسب الله و نعم
الوكل۔

ترجمہ: "و لوگ کہہ ان کے لوگوں نے کہ یہ جنگ انہوں نے تمہارے مقابلہ کے واسطے لوگ جمع ہو گئے ہیں تم ڈرو ان سے پھر اس وقت ان کا ایمان اور زیادہ ہو گیا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں اللہ کافی ہیں اور وہ کا اچھے کار ساز ہیں۔"

کہتے ہیں کہ جس وقت تک آفتاب قیامت پر کھڑا رہا اس لڑائی کا نظارہ دیکھتا رہا۔ اس وقت تک فریقین میں برابر لڑائی ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ شب کی تاریکی نے آ کر ان دونوں کو جدا کیا اور یہ اس طرح ایک دوسرے سے جدا ہوئے کہ ایک نے دوسرے کو سوائے علامات اور نشانات کے کسی طرح نہیں پہچا۔ عرب کی ہر قوم اپنے اپنے شعوت سے آواز دیتی اور ہر گروہ اپنے اپنے نسب یا دولا کر اپنی سیدائیاں کا پتہ دیتا تھا۔ اس طریقہ سے ہر جماعت اپنی اپنی فروگاہوں کو کوئی۔ مسلمانوں کا استقبال ان کی عورتوں نے کیا۔ ہر ایک خانوں اپنی اپنی کھلی سے اپنے شوہر کا چہرہ صاف کرتی جاتی اور کہتی جاتی تھیں کہ اسے اللہ کے دوست ہمیں جنت کی بشارت ہو۔ مسلمانوں نے نہایت خوشی اور فرحت کے ساتھ رات بسر کی جنہوں میں آگ جلائی اور اطمینان سے ٹھہرے رہے۔ کیونکہ اس پہلے دن کی لڑائی میں فریقین کا کچھ زیادہ اتصال نہیں ہوا تھا۔ رومی بھی بہت کم کام آئے تھے اور مسلمان بھی کل اس ہی شہید ہوئے تھے جن میں سے دو آدمی حضرت سہل کے مازن اور قادم نامی تھے اور تین یعنی رافع، بکلی اور جازم ضحان کے ایک عبد اللہ بن اعزم انصاری انصار میں سے تین قبیلہ بجلہ سے ایک قوم مراد کے جو حضرت قیس بن سیرہ و مرادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھتیجے تھے۔ حضرت قیس بن سیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان کی شہادت سے بے حد قلق ہو تھا۔ انہوں نے اول ان کو تلاش کیا تھا مگر جب وہ انہیں ملے تھے تو یقین کر لیا تھا کہ وہ شہید کر دیے گئے ہیں۔ یہ سمجھ کر انہوں نے اپنے ساتھ روٹی اور چند آدمیوں کے ہمراہ میدان کا درمیان انہیں تلاش کرنے نکلے۔ سحر میں سب جگہ تلاش کیا مگر ان کی شخص نہیں دکھائی نہ دی۔ جس وقت یہ واپس ہونے لگے تو انہوں نے دلتوں و دیوہوں کے لشکر میں سے ایک آٹھ آدمی آتی ہوئی دیکھی۔ یہ چند روٹی تھے جو اپنے ایک سردار کو جو نہایت ذی مرتبہ شخص تھا تلاش کرنے آئے تھے۔ جس وقت یہ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب ہو گئے تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم اپنی روٹی بھی کرو۔ خدا کی قسم! میں ان روٹیوں سے اپنے بھتیجے کا بدلہ لوں گا۔ انہوں نے وہ روٹی بھجادی اور متوہین کی تشویش میں مل کر جنگ کے واسطے تیار ہو کر زمین پر چڑھے۔

رومیوں کی تعداد اس کے قریب تھی اور وہ تمام اعلیٰ درجہ کے مسلمان تھے۔ حضرت قیس کے آنسوؤں کی خداوندی مسرت تھی اس لئے انہوں نے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ رومی سو ہیں اور ہم سات ہزار ہر تھکے ماندے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ سات جاؤ میں۔ تو اپنے پیچھے کابلوں لٹاؤ گے، ہمیں جان دے دوں گا۔ خدا کی قسم! میں اللہ کے راست میں جہاد کا حق ادا کر کے رہوں گا اور پیچھے کچھ نہیں ہوں گا۔ یہ سن کر یہ حضرات آپ کے ساتھ رہے اور ان کی بات پر توجہ کرنے لگے۔ رومی آئے کشتیوں کے چاروں طرف بکھرنے لگے اور اس سرداری کشتی کے پاس جو سب سے اون لڑائی کے لئے نکلا تھا اور جسے حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل کیا تھا ضمیر سے اور اسے اٹھا کر پھینکے۔ جس وقت پہلے کاروہ کر لیا تو پیچھے سے حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے ساتھی لگا کر کھڑے ہوئے۔ رومی ان کی آواز میں سننے ہی سمجھا اٹھے۔ سرداری کشتی کو چھوٹ گیا اور اس قدر بڑھکائے کہ کہیں کی انہیں کچھ خبر نہ رہی۔ مسلمانوں نے لڑکوں سے کوم لین شروع کیا اور ان کو نکلنے سے روکے کرنے لگے۔

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قتل کرتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے یہ میرے پیچھے کی طرف سے ہے۔ جاس کے بدلے میں ہے حتیٰ کہ مای طرح آپ نے سولہ آدمیوں کو قتل کر دیا۔ آپ کے ساتھیوں نے بھی اکثر دوسو کشتیوں کے گھاٹ اتارا اور باقی جو بچے وہ بھاگ گئے۔ قتل سے فارغ ہو کر حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے پیچھے حضرت سوید بن ہرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھر جاش میں ہوئے اور رومیوں کے لشکر کی طرف بڑھ گئے۔ دور سے آپ نے ایک آدمی کو آواز دینی اس کی طرف پہلے تو جانتے آپ کے پیچھے حضرت سوید بن ہرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھلائی دیئے۔ آپ انہیں دیکھ کر روئے اور فرمایا یا ابن ابی! کیا بات تھی اور کیوں روئے تھے؟ انہوں نے کہا بچا جان! میں اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھا چلا گیا تھا جس وقت میں وہاں سے بکھرنے لگا تو ایک رومی نے اپنے لشکر میں سے نکل کر میرے ایک ایسا بڑا مارا کہ اس کی ٹوک میری پشت تک چری چلی گئی۔ اب اس کی وجہ سے ایک غیب بات کا مشاہدہ کر رہا ہوں کہ یہ چند خصوصیت بڑی بڑی آنکھوں والی صورت میں میرے چاروں طرف ہیں اور اس بات کا اشتہار کر رہی ہیں کہ میری رات نکل جائے۔ آپ یہ سن کر روئے اور فرمایا یا ابن ابی! ہر کام کا وقت کبھی ہوا ہو زمین ہے کیا توجہ ہے کہ ابھی تمہاری عمر باری ہو۔ انہوں نے کہا افسوس بچا جان! خدا کی قسم وہ لوگوں پر آچکا ہے۔ کیا ممکن ہے کہ آپ مجھے اٹھا کر مسلمانوں کے لشکر میں پہنچا دیں اور میرا دم وہیں نکلے۔ آپ نے فرمایا ہاں! یہ کہہ کر آپ نے انہیں اپنی پیٹھ پر اٹھایا اور مسلمانوں کے لشکر میں لے کر اپنی فرودگاہ میں انہیں اتار دیا اور ایک کپڑا اوڑھ لیا۔

حضرت ابو حنیفہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی یہ خبر سن کر تعجب سے آئے اور ان کے پیچھے کی طرف دیکھ کر کہ یہ نہایت جواہر حق کے ساتھ جان دے رہے ہیں انہیں سلام کر کے ان کے سر اپنے پیٹھ پر رکھ دیئے۔ مسلمان بھی یہ دیکھ کر روئے لگے۔ حضرت ابو حنیفہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا یا ابن ابی! کیا حال ہے؟ اور تم کس حالت میں تھیں دیکھ رہے ہیں۔ حضرت سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ابھی مجھے اور کشتی کی حالت میں اللہ میں جہاد رومی طرف سے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے ملے اور جو اسے خبر پہنچا ہے۔ آپ اپنے قول میں بالکل بچے تھے اور آپ نے ہم سے بالکل درست اور صحیح ارشاد فرمایا تھا۔ یہ جو نیچے آؤ تو دے دی ہے اور آؤ چاہتے ہیں۔ حضرت سوید رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ کہہ رہے تھے کہ آپ کی روح اعلیٰ علیٰ علیہ کی طرف پرواز کر گئی۔ اللہ جل جلالہ انہیں اپنی جوار رحمت میں جگہ دے اس کے بعد انہیں ہر دعا کا کہہ کے ہم اپنے اپنے جہوں میں پہلے آئے۔

حضرت فہم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو حبیہ دین جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تمام قصہ بیان کیا اور وہ میں نے نقل کرنے کی خبر دی۔ آپ سن کر بے حد خوش ہوئے اور بھولا گیا کہ یہ ایک خال نیک ہے جو وہ نصرت پر محمول ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے یہ تراویحات قرآن مجید کی تلاوت میں گزادی اور تمام احکامات اللہ تبارک و تعالیٰ سے مدد نصرت طلب کرتے رہے۔

کہتے ہیں کہ بابان جب لوٹ کر اپنی فرودگاہ میں آیا تو روٹی بھارتیہ، مہرباب، عالم اور دانش مند لوگ اس کے پاس جمع ہوئے دستِ فداں بچھایا گیا کھانا کھا گیا مگر اس نے اس خواب کی اجتناب کی وجہ سے جو ایک مردار نے اس سے بیان کیا تھا اس میں سے قطعاً کچھ نہ ہلایا۔ اس کا دل چاہتا تھا کہ میں جڑ پوے کر صلیح کر لوں مگر لوگ ہر قل نیز امراء سلطنت اور اعیانِ محکمت کا خوف اسے مانع قرار دیا تھا ہے ولکن یقضی اللہ امر کان مفعولاً جو کام مقدر ہو چکا ہے اسے منہ تبارک و تعالیٰ کو کرنا ہی ہے۔

سردار بابان کی خواب کی وجہ سے پریشانی

راوی کا بیان ہے کہ جب بابان نے کھانے میں ہاتھ نہ ڈالنا تو یاد رہی اور مہرباب اس سے کہنے لگے کہ آج کیا سبب ہے جو جناب کھانا تناول نہیں فرماتے۔ اگر ذاتی کی وجہ سے کھورٹی احوال ہے یہ ملتے بھرتے سامنے کی طرح یا دلوں کی مانند ہے آج کسی کا پاس نہ زبردست ہے تو کل کسی اور کا۔ آپ یاد رکھئے اگر مسلمان مظلوم و مسموم ہوتے چلے جاتے ہیں تو اس کا علاج محض یہی ہے کہ ہم سب ان پر ایک حلقہ حملہ کر دیں اور اس طرح ان کے لشکر میں یک شخص بھی زندہ نہ چھوڑیں۔ بابان نے کہا میرے نزدیک ہمارے مظلوم ہونے کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نے اپنے دین کے احکام کو متغیر کر دیا اور اپنی حکومت میں رعایا پر ظلم و جور روا رکھا۔

یہ سن کر ایک شخص ہنسا ہوا اور کہنے لگا بادشاہ! آپ تا قیامت زندہ رہیں۔ میں ایک گاؤں کا رہنے والا اور تیرے دین کا حامل ہوں۔ میرے پاس سو بکریاں تھیں جنہیں میرا بیٹا چراغیہ کرتا تھا۔ تیرے ایک مغلز سردار نے ان بکریوں کے گلے کے پاس لٹکا دیا وہ نصب کیا اور گلے روزِ جہنم حاجت ان بکریوں سے چند بکریاں کھڑکیں۔ اس کے دوسرے آدمیوں نے یہ کچھ کر گئے تھے جس قدر بکریاں بچی تھیں وہ سب اپنے قبضہ میں کر لیں۔ بری صورت اس سردار کے پاس شکایت لے کر آئی۔ اس نے اسے دیکھ کر اپنے پاس بلا لیا وہ بولی گئی جب اسے اس کے پاس کچھ میری جو بکری تو میرا لڑکا اس سردار کے پاس پہنچا اور اس نے اسے اچانک اس کے ساتھ معارفت کرتے ہوئے دیکھ کر شور مارتا بھڑکیا۔ سردار نے اس کے قتل کرنے کا حکم دے دیا اور وہ قتل کر دیا گیا۔ میں اپنے لڑکے کو چھوڑنے آیا تو مجھے بھی موت کے گھاٹ اتار دینے کا حکم، فدا کر، پاؤں۔ جس وقت میرے نکو ارمانی تو میں نے سامنے اپنا ہاتھ کر دیا جو کت کر دیا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنا ہاتھ کھولی روک لیا جو آجی بنا ہوا تھا۔

بابان نے سن کر غصہ میں بھر گیا اور اس وقت اس کے غصہ کی کوئی انتہاء نہ رہی۔ اس سے کہنے لگا تو اس سردار کو بچھا رہا ہے اس نے کہاں ہاں یہ ہے اور ہاتھ سے ایک سردار کی طرف اشارہ کر کے تلاویں۔ بابان نے نہایت فیض و غضب کی نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ وہ سردار یہ دیکھ کر غصہ میں بھر گیا۔ نیز دوسرے سردار بھی اس کے ساتھ ہو کر جھنڈا اٹھیں اور غصہ میں بھر کے الٹا سی مستحق کو تھوڑی سی نکال نکال کر مارنے لگے اور اسے قتل کر کے اٹاں دیا۔ بابان ان کی طرف دیکھ رہا تھا اب اس کا غصہ اور تیز ہوا اور یہ کہنے کا سلیب کی قسم! تم ڈنکیں ہو کر رہو گے۔ جب تم ایسے کام کرتے ہو تو فلاح و بہبود کی امید اور مدد نصرت کی تمنا بھی

ساتھ ہی ساتھ رکھ کر رکھ لیں۔ کیا آپس میں کچھ نہیں ہے۔ اے تاجک! وہ بلی جو چھپیں انہیں نہ دے رکھنا ہے تم سے چھپیں کہ ضرور دوسروں کے ہاتھ میں جو احکام شریعت کے موافق عمل کرتے ہوں گے اسے دیں گے۔ اب تم میرے نزدیک گمراہوں اور کوس جیسی حقیقت رکھتے ہو بلکہ ان سے بھی بدتر جو بہت بعد اپنے اس ظلم کا بدلہ دیکھ لو گے۔ یہ کہہ کر اس نے انہیں اپنے پاس سے چلے جانے کا حکم دیا۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ خود ان کے پاس سے انھوں نے ابو اور ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا۔ جب تمام اہل اس سے شہدہ ہو گئے تو کھنک ایک سردار اس کے پاس رو گیا وہ کہنے لگا ہاتھ اٹھاؤ اللہ کی قسم! اصل بات یہی ہے جو آپ نے فرمائی۔ ہر اپنے ظلم کی وجہ سے مغلوب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ آپ یہ دیکھیں کہ میں نے رات میں خواب دیکھا ہے کہ کچھ عوام پر چھوڑ دیں پر انان سے اترے۔ انہوں نے عربوں کو چھوڑا۔ وہ تمام اہل سے کشتی تھے ہم انہیں برہنہ کر کے دیکھ رہے ہیں۔ ہمارا ہوسو دھکی ان کی طرف جاتا ہے وہ اسے فوراً کھینچ لیتے ہیں۔ حتیٰ کہ اسی طرف انہوں نے ہمارے کشتی وادی دروازے۔ غرض اس نے پہلے سردار کی طرف اپنا یہ قوم خواب میں دیکھی اسی طرح یہ کھینچ لیا۔

بابان تمام رات اس قمر میں رہا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آخر اس کی رائے نے کسی راہنما کی کہ وہ لڑائی کو توقف رکھے۔ کچھ عرصہ تو مسلسل نوح نے اپنے آپ کو کھنک کا منصوبہ کو ترتیب دی اور لڑائی کے خطرہ ہو گئے۔ مگر عرب راہیوں میں کچھ غارت اور ہتھیار دیکھی تو یہ سمجھا کہ ان میں کوئی نئی بات ضرور ہے۔ حضرت ابو سعید و ابن جراح نے فرمایا کہ دشمن مغلوب مطلوب ہو جائے تو ان پر کچھ زیادتی نہ کرو اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔

کہتے ہیں کہ تمام بھارتیہ چاروں بادشاہ یعنی قاضی، جج، وکیل اور قریب اور تمام سرداروں بشکر جنگ کی اجازت طلب کرنے کے لئے بابان کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ آپ ہمیں لڑائی کی اجازت دیں۔ اس نے کہا میں اپنی قوم کی طرف سے جس کا پیشہ ظلم ہے اس کو نبھانا چاہتا ہوں۔ مگر تم لوگو! وہ تو خورانی سلطنت کا بیٹا اور اپنے حرم کی خدمت کے لئے لڑو۔ انہوں نے کہ بہت اچھا آپ لڑائی جہاز سے حوالے کر دیں کچھ دن حرم کی خدمت میں رہیں۔ وہ دیکھیں ہم انہیں شام سے نہ نکالیں اس کے یا انہیں مار کر نکال دیں و غیرت کروں گے۔ اس وقت تک کبھی چھپنے نہ دیکھیں گے۔ پھر وہ بھی قتل کر دیں گے اس وقت کچھ ہو کر رہے گا۔ آپ ہمارے قتل پر اصرار کریں اور ہمارے ساتھ میدان کارزار تک نہیں۔ جس وقت آپ لڑائی کا قصد کریں تو ہمیں ہمارے لشکر کے ساتھ باری باری اجازت دیتے رہیں گے کہ ایک دن ہم میں سے ایک سردار اپنی جمیعت کو ساتھ لے کر لے گا اور دوسرے روز دوسرا تاکہ آپ کو مطلوب ہو جائے کہ ہم میں سے کون شخص زیادہ بہادر، شجاع اور فطرت ہے اور مسلمانوں کو زیادہ دیر مقابلے میں خبر نہ دے گا یا نہیں؟ ہم اپنے تمام لڑکے اور اہل دیہات کو ایک جگہ جمع کر دیں گے۔ اگر ہم نے عربوں پر غلبہ حاصل کر لیا تو ہم انہیں ان کے گھروں کی طرف لوڈ کر دیں گے اور اگر ہم عربوں کا غلبہ ہو گیا تو وہ اپنے اپنے گھروں اور دیہات کو لوٹ جائیں گے۔ لڑائی ہمارے درمیان کے۔ ہمیں ہفتہ میں پانچ دن ہوگی اور دونوں آرام کرنے کو مل جائیں گے۔ اس طرح ہمیں امید ہے کہ ایک یا دونوں میں ہمارے ان کے درمیان کوئی فیصلہ جھگڑت یا قح کا ضرور ہو جائے گا۔ بابان انہوں نے کہا ابھی یہ رائے ٹھیک ہے۔ میں بادشاہ کو بھی اس سے مطمئن رکھ دیتا ہوں یہ کہہ کر اس نے ایک ہرقل کو حسب ذیل الفاظ میں کھلکھا۔

ہر قل کے نام بہا بان ملعون کا خط

”اور بعد۔ ایسا ملک امیں آپ اور آپ کے لشکر کے واسطے اللہ تبارک و تعالیٰ سے نصرت و اعانت اور آپ کی سلطنت کے لئے عزت و حکومت کی دعا مانگتا ہوں۔ آپ نے مجھے بہ شہر لشکر کے ساتھ عراق کے مقدسے میں روانہ کیا میں میدان میں اتر آیا میں ہر طرح کی تلخ و کمر و اس طرح میں خدا نے اسلحہ کی درخواست کی وہ بھی دو گزوں۔ چند جلیوں سے چاہ کہ وہ اسی بہا بان میں عمر میں اس میں بھی کامیاب نہ ہو سکا۔ اور شہر کا لشکر اس سے مرعوب ہو گیا۔ مجھے ڈر ہے کہ تیس لشکریوں کے دل میں بدلی نہ پیدا ہو جائے۔ یہ تمام باتیں محض اس وجہ سے ہیں کہ ہماری قوم کے لوگ دے دے میں ظلم نامکین ہیں۔ میں نے اپنے ساتھیوں میں سے اقدام اور مصلحا کو منع کر کے مشورہ کیا تھا ہر دین و ایمان اس بات پر متعلق ہوئی ہیں کہ ہم اپنی تمام بصیرت کے ساتھ ان پر ایک وجہ بریل دیں اور وہ قلیل باری تعالیٰ جل مجدہ کوئی فیصلہ نہ کریں اس وقت تک برقرار رہتے ہیں۔

اگر اللہ جل جلالہ نے ہمارے دشمنوں کو ہم پر غلبہ نہ دیا تو آپ خداوند تعالیٰ کی مرضی کے تابع ہو کر میرے کچھنے۔ آپ یا رکھیں کہ دنیا آپ سے زائل ہو گئی والی ہے اس لئے جو چیز آپ کے ہاتھ سے نکل جائے اس پر فتنوں نہ کیجئے اور جو آپ کے ہتھ میں ہے اس سے علاوہ کسی دوسری چیز کو ضبط نہ کیجئے بلکہ اپنے مامن اور اسطرحہ قسطنطنیہ میں تعریف لے جائیے۔ آپ دیمت کے ساتھ کسی مرتبہ تبارک و تعالیٰ آپ کے ساتھ نکلی سے خوش آئیں گے۔ دعوت پر جمع فرمائیے آپ پر بھی تو رحم کیا جائے گا اللہ تبارک و تعالیٰ کی درگاہ میں جا بڑی کیجئے تاکہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کا مرتبہ بلند کریں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ خود کرنے والوں کو بھی دوست نہیں رکھتے۔

میں نے سرور و قدامت خالہ بن الیہ کے ساتھ باکر ترک کرنا چاہا مگر نہ کر سکا اور ان پر کسی طرح اللہ رحمت نہ پڑ سکا۔ ناخدا اور رحمت بھی وہی مگر انہوں نے اسے بھی قبول نہ لیا۔ میں نے انہیں حق پر نہایت ثابت قدم نہ رکھا۔ میں نے ان پر اپنا کھمبلہ کرنے کا ارادہ کیا تھا اور چاہا تھا کہ ان کے ساتھ کوئی ترک کر لوں مگر میں نے انجام کار سوچ کر اس سے بھی دستہ کشی کی۔ میری رائے میں وہ سبب اپنے حق و شرف اور اجازت اپنے رسول کے تعبد نے کئے ہیں اور میں۔ واسطلاح

اس نے یہ لکھ کر پھینکا اور اپنے ساتھیوں میں سے ایک سردار کے ہاتھ روانہ کر دیا۔

کہتے ہیں کہ پہلے روز کے صبح کے بعد ایک بہتہ تک باہن لڑائی سے کاہا۔ اس مرتبہ میں مسلمانوں نے بھی پیش قدمی کی اور وہ بھی لڑائی سے رکے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک جاسوس کو اس طرف روانہ کیا تاکہ معلوم کریں کہ دیمویں نے لڑائی سے کس کس نہ روٹھی اختیار کر رکھی ہے۔ چنانچہ ایک دن رات یہ غائب رہا اور اس کے بعد آکر اطلاع دی کہ باہن نے ایک محلہ ہر قل کے پاس روانہ کیا ہے اور اسے اس کے جواب کا انتظار ہے۔ حضرت سعد بن ولیدؓ نے کہا ایسا لامعرا اللہ کی قسم ہمارے خوف کے علاوہ کسی چیز نے لڑائی کو ملتوی نہیں کیا۔ آپ میں لڑائی کے لئے اس طرف روانہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا خالہ ملدی نہ کر اور جدی کرنا شیطان کا کام ہے۔

بابان کا لشکر اسلامیہ کی طرف جاسوس روانہ کرنا

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نہایت نرم طبیعت کے آدمی تھے اور بیعت نرمی کو ٹھوکر دیتے تھے۔ جس وقت انھوں نے ہونیکا کو بابان نے اپنے ساتھیوں کو لڑائی کے واسطہ پر نہایت افسوس اور ملال کرتے دیکھا۔ اس نے نعرانی عربوں میں سے ایک شخص کو بلا کر اس سے کہا کہ ان مسلمانوں کے لشکر میں جا کر ان کے حالات کو دریافت کر اور یہ معلوم کر کہ ہمارے متعلق ان کی کیا رائے ہے اور لڑائی کے بارے میں کیا ارادہ رکھتے ہیں؟ نیز ان کے کام غصائیں، عداوت بھی معلوم کر اور یہ بھی دیکھ کہ ہمارا عرب ان کے دلوں میں جا کر کین ہو گیا ہے یا نہیں؟ لہٰذا یہ سن کر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لشکر میں آیا اور ایک دن رات تمام لشکر میں غمی ہو کر حالات معلوم کرنا ہوا پھر بار بار اس سے کہا کہ مسلمان نہایت بے فکر اور اطمینان کی حالت میں ہیں نہ انہیں کسی کا ذریعہ خوف، غمازیں پڑھتے ہیں قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہیں، تسبیح کا اور ہے، نہ کوئی حدود اللہ سے تجاوز کرتا ہے نہ کوئی شخص کسی پر ظلم، ستم، رونا دھونا کرتا ہے۔

یہ شخص چونکہ عربوں کے لباس میں تھا اور اس کے ہوا ان کے لباس میں کوئی فرق نہیں تھا اس لئے یہ تمام لشکر میں براہ پھرنا بار بار۔ حتیٰ کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے خیمے کے پاس بھی آیا اور آپ کو دیکھنے لگا۔ اس نے دیکھا کہ آپ عربوں میں سب سے زیادہ لطیف اور کردار ہیں۔ کبھی زمین پر بیٹھتے ہیں اور کبھی اس پر لیٹ کر سو جاتے ہیں۔ جس وقت نماز کا وقت ہوتا آپ کھڑے ہوتے بغیر کیا سواغوں نے انہیں دینے اور آپ نے ان کو ان کو نماز پڑھائی۔ یہ نعرانی مسلمانوں کو غور سے دیکھتا ہوا کہ جس طرح آپ کرتے ہیں اسی طرح تمام مسلمان کرتے ہیں یہ دیکھ کر کہنے لگا یہ بے طاقت حنہ بے شک۔ یہ لوگ منصور ہیں۔

اس کے بعد بابان مکہ پاس آیا اور جو کچھ یہاں دیکھا مناسب بیان کر دیا اور کہنے لگا بادشاہ میں ایک ایسی قوم کے پاس سے چلا آ رہا ہوں جس کے تمام افراد قائم الخلیل اور صاعہ پشمار ہیں۔ ہر بالمعرف اور غمی من لشکر ان کا شعاع ہے۔ رات کے واسطے ہیں اور دن کے شیر۔ اگر کوئی ان میں سے چوری کر لیتا ہے تو خود کو کٹھنای بڑا اور صحرز ہواں کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں اور اگر گناہ کرتا ہے تو سنگسار کر دیتے ہیں۔ ان کی خواہشیں اس امر میں ہر غالب نہیں۔ تو جس جگہ جن ان پر غالب دیتا ہے۔ ان کا امیر اور سردار بحول ایک نہایت ہی ان کے ضعیف و کمزور کے ہے۔ ہاں ایلاتان کے نزدیک وہ بہت زیادہ مطاع ہے اور وہ اس کی یہاں تک اطاعت کرتے ہیں کہ اگر وہ کھڑا ہوتا ہے تو سب کھڑے ہو جاتے ہیں اور اگر وہ بیٹھتا ہے تو سب بیٹھ جاتے ہیں۔ ان کی تمنا اور سواغی ہے کہ وہ تم سے لڑ کر شہید ہو جائیں۔ میدان کارزار کو انہوں نے محض اس غرض سے سرزد کر رکھا ہے کہ ان کی طرف سے بھلائی شروع نہ ہو بلکہ یہ وہ بھی دو تہا رہی اسی پیشانیوں پر لگانا چاہتے ہیں کہ عداوت کی ابتدا بھی تمہاری طرف سے ہو۔

بابان نے کہا سوائے ایک جملے کے جو میں ان کے ساتھ کرنے والا ہوں وہ اور کسی طرح مطلوب نہیں ہو سکتے۔ لہٰذا یہ دیکھا کہ وہ کیا جملہ ہے؟ اس نے کہا کہ کیا تو نے ابھی یہ نہیں کہا تھا کہ تاؤ فیکہ ہم ان سے جنگ کی ابتدا کر کے ہم عداوت نہ بند کریں گے اس وقت تک وہ کبھی اپنی طرف سے جنگ کی شروعات نہیں کرنے کے تاکہ باقی بھی ایسی تمام پائیں۔ اس نے کہا ہاں۔ بابان نے کہا تو میں ان سے لڑائی نہیں لڑوں گا بلکہ معاملہ کو ان کے اور اپنے مابین طول دے کر انہیں ایک طرح کی جلاوت میں گزار دوں گا اور میں وقت وہ بالکل باطل ہوں تو ان پر چانک جاؤں گا۔ اس طرح چونکہ وہ بالکل نیچے ہوئے۔ لڑائی کے سرزد سامان اور اسلحہ سے مزین

نہیں ہونے کے اس لئے فتح کا سبب الیغنا بہر سے مراد ہے گا۔

کہتے ہیں کہ یہ کہہ کر باہن نے اپنے پاس تمام ملک اور سرداران لشکر کو جمع کیا۔ ہم نشانہات اور صفیں مرتب کیں اور ایک ساتھ صیہون کا ایک ایک صلیب کے ماتحت دس ہزار دی مقرر کئے۔ سب سے پہلی صلیب تو طر کے جوان کے ہم مرتبہ ایک بادشاہ تھا یہودی اور اسے توح کے سین پر غبر نے کے لئے حکم دیا۔ اس کے بعد ایک صلیب ہر حجر کے حوالے کی اور توہرہ مسلک اور لان کو اس کے ساتھ کر کے مسرور مقرر کیا۔ ایک صلیب ہر حجر کے ہاتھ میں دی اور توہرہ اس نے حجہ نوہ اور اسے اور مقابلہ کی عثمان حکومت اس کے سپرد کی۔ اس کے بعد ہادشاہ کے ہونے کے لئے ایک صلیب بنائی اور توہرہ (الفرخ) ہرقلیہ، قیصرہ، برغل اور دوقس پر اس کو حاکم مقرر کیا۔ پھر جنہ بن حکیم طسانی کو ایک صلیب دی اور نصرانی عربوں کے لئے حکم دیا اور اسان اور صیہون کی کمان ان کے ہاتھ میں دے راستہ ہر اول پر مقرر کیا اور کہا کہ تم عرب اور ارمن بھی عرب ہیں اور بیٹے کو یہ کولوہامی کا تھا ہے۔ اس سے فرشتہ حاصل کرنے کے بعد اس نے اپنے لشکر کے پہلو میں دو دھو جو انوں کی تین صفیں قائم کیں کہ ہر صف اپنی جھکی صف کو نہیں دیکھ سکتی تھی۔ یہ تاسدات اسی طرح اپنے لشکر کو ترتیب دیتا رہا حتیٰ کہ فجر ہونے سے تیس پچھتے سے پہلے اور صبح ظاہر ہونے سے اولیٰ اولیٰ اپنے لشکر کی ترتیب اور تنظیم سے فراغت حاصل کر چکا۔

اس کے بعد اس نے ایک نجد کے نصب کرنے کا حکم دیا اور وہ اس کے حکم کے مطابق ایک بلند ٹیلے پر جو ہر سوک کی جانب تھا اور جسے اوپر سے دونوں فخر علی فقرات تھے کھڑا کر دیا تاکہ وہ ہن کھڑا ہو کر دونوں لشکروں کو براہ دیکھا ہے۔ اس نے اپنے دائیں سمت ہمارا ان روم میں سے جو اسلحہ سے پوری حرمین سلطنت تھے ایک ہزار جوان رکھے اور اسی طرح ملک اور صاحب و بھر وقت میں سے جو شہم کا سرخ مصلحا اس سپینے ہوئے تھے دو جن کا سامنے ان کی آنکھوں کے تمام جسم چھپا ہوا تھا ایک ہزار منتخب کئے گئے اور انہیں اپنے بائیں طرف مقرر کر کے یہ جاہت کر دی گئی کہ وہ ہر طرح ہوشیار رہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں ان عربوں سے ایک کر اور جملہ کروں۔ یہ چونکہ لڑائی کے لئے تیار نہیں ہیں اور تم سب مسلح اور آراستہ ہو اس لئے جس وقت آفتاب طلوع ہو جائے اور مسلمانوں کو تم غیر مسلح دیکھو تو تم ہر طرف سے ان پر حملہ کرو۔ یہ مسلمان ہمارے لشکر کے مقابلہ میں یا دھڑکے کے خدیج کی نسبت رکھتے ہیں اور میں۔

والہی رشتہ خانی علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ہارین غالب صیہونی سے جو ایک سحر آدمی تھے اسی طرح سے ہے جو میں اسید کا کی رحمت اللہ تعالیٰ نے اپنے والدہ اسد بن غفر سے روایت کی ہے کہ باہن نے جس وقت اپنی فوج ترتیب دی تھی تو میں اپنے لشکر میں تھا اور میں اس کے شخص کو خبر نہیں تھی۔ جس وقت صبح ہوئی سوانوں نے اذانیں دیں تو حضرت ابوسعید بن جراحؓ جو باہن کے کمر سے بالکل ناواقف تھے مسلمانوں کو گناہ پڑ جانے کے لئے آگے بڑھے اور آپ نے ہلکی رکعت میں سورۃ الفجر و اہمال عشر پڑھا شروع کی۔ جس وقت آپ سوک گیا السو صا د (یعنی البتہ خبر سے اب) نکالتا تھا میں اسے پچھتاؤ تا تک نہیں نے مسلمانوں کو مخاطب کر کے حالانکہ وہ نماز میں تھے یہ کہا۔

ایک نسخہ میں لکھا ہے۔

ج۔ سرورہ راصل گزہ کا بادشاہان عالم کہتے ہیں چونکہ گزہ کو ہر پہلے ابو ہریرہ نے اگلے کو فتح کیا تھا جسے اس نے اس سے دو ہفتہ مکس رہے اور اس کے لئے مکین کا سے خبر کر رہے ہیں۔

فَضْلِهِمْ سَالِفُومُ وَ رَبُّ الْعَرْزِ وَمَا بَعَثَ كَيْلَهُمْ شَيْئًا وَمَا اجْرَى اللَّهُ هَذِهِ الْآيَةَ عَلَى لِسَانِ امِيرِ كَمَن
بِشَارَةِ لَكُمْ.

”تم قوم پر فتح پانچ ہو گئے۔ سب عزت کی قسم ان کو تران کو کسی چیز سے بے نیاز نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے اس آیت کو تمہارے امیر کی زبان پر بھیجیں بطور تہنیت دینے کے لئے جاری فرمایا ہے۔“
مسلمانوں نے جس وقت اس آواز کو سنا تو تعجب کیا۔ دوسری رات میں آپ نے دایکس و صبحا شروع کی اور جس وقت اس آیت پڑھیں۔

فَلَعَدَمُ عَلَيْهِمْ دِيْهُمُ بِذَنْبِهِمْ فَوْسًا وَلَا يَخَافُ عَذْبَاهَا.

”ان کے رب نے انہیں ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کیا اور ان سب جھوٹوں کو براہِ گردا، اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی بلائیت کے انجام سے نہیں ڈرتے۔“

تو پھر اس آیت بھی نے آواز دی اور کیا ہم نے السفال و صبح الفجر هذه علامة النصر۔ بات پوری ہوئی اور صحیح ہو گئی یہی علامتِ فتح کی ہے۔

حضرت ابو سعید بن جریجؓ جس وقت قرآن پڑھتے تو مسلمانوں سے کہتے تھے۔ ”معاشرہ! مسلمانوں کی اس قسم نے آیت بھی کی آواز دی ہے؟ انہوں نے کہا جی ہاں اور اس نے یہ یہ کہا ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم یہ آیت دو نصرت کی نشانی اور فائز الراہی کی علامت ہے اللہ عزوجل کی دوا و اعانت کی تمہیں بڑھت ہو۔ واللہ باری تعالیٰ جل جلالہ تمہاری نصرت فرمائیں گے اور قرونِ اول کے کفاروں کی طرح تمہارے دشمنوں پر عذاب مسلط کریں گے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا معاشرہ! تم میں نے مات میں ایک ایسا خواب دیکھا ہے جو دشمنوں پر نصرت اور طاہر و اعلیٰ کی طرف سے اعانت پر دلالت کرتا ہے۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے دریافت کیا اللہ تعالیٰ سے اسے میری شان دو یا نہ کریں وہ کیا خواب ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے دیکھا کہ میں گویا دوئی دشمنوں کے مقابلے میں کھڑا ہوا ہوں کہ اچانک انہیں چند ایسے آدمیوں نے جو سفید کپڑے پہن رہے تھے اور ایسے سفید کر میں نے آواز تک بھی نہیں دیکھے تھے اور جن سے ایسا نوچک رہا تھا کہ آنکھوں کو چکا چوند کے دیتے تھا اور جو سبز لباس پہن رہے تھے اور اطمینان میں لئے سبز سے گھوڑوں پر سوہرے تھے میں گھیر لیا اور جس وقت وہ میرے چاروں طرف صف بست ہو گئے تو کہنے لگے اگے بڑھو دشمن سے فوجی دہی کرو اور ان سے مطاق کی تہ ذوق غالب ہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے ناصر و مددگار ہیں۔ اس کے بعد وہ دے اندر سے انہوں نے جھٹ دایوں کو بلایا اور اپنے چالوں سے انہیں شراب پانی جو ان کے اندر موجود تھی۔ میں گویا اپنے لشکر کی طرف دیکھ رہا تھا کہ دو درویشوں کے لشکر میں داخل ہو گیا ہے اور جس وقت اس نے ہماری طرف دیکھا ہے تو وہ جڑیبت نکا کر بھاگ پڑا ہے۔

پھر خواب سن کر مسلمانوں نے کہا کیا ایسا امیر اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو بھی بخشے۔ یا ایک بڑھت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جاری آنکھوں کو اس سے خضو کہ نور نور بخشا ہے۔ قومِ قرآن سے ایک شخص حرا اور اور کہنے لگا ایسا امیر اللہ جل جلالہ آپ کو کدے بلاییں میں نے یہی مات کو ایک خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا اللہ تعالیٰ وہ مدد اور نیک بنی ہو گا۔ وہی تعالیٰ جل جلالہ تم پر

اور فرما کہ میں دو کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے دیکھا گویا مجھ دشمن کے مقابلہ کے لئے نکلتے ہیں اور میں وقت دشمن نے لڑائی شروع کی ہے تو آسمان سے سفید سفید چٹو چٹو جس کے بازو (پر) سبز اور غار (چٹیل) کرکس جیسے تھے اترے ہیں اور مقابلوں کی طرح ان کے سر فریٹے ہوئے اترنے لگے ہیں اور جس وقت ان میں سے کوئی شخص ان کا مقابلہ کرتا ہے تو ایک ہی ضرب کے ساتھ اس کے کٹارے کوڑکے کٹھکتے ہیں۔

مسلمان اس خواب سے خوش ہوئے اور انہی میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ تمہیں بتا دیتے ہوں کہ اللہ جل جلالہ نے تمہاری تائید کر کے تمہیں غلبہ یا اور وہ لڑاکو مقررین سے انشاء اللہ اظہار جنگ بدر کی طرح تمہاری نصرت و اعانت فرمائے گا اور فرشتے تمہاری طرف سے جو کہ دیویوں سے لڑیں گے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ بھی بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے یہ بہت مدد اور چار خواب ہے۔ اس کی تفسیر وہ نصرت ہے جس میں ہادی تعالیٰ کی ذات کو اسی سے مدد و اعانت کی امید ہو۔ متیقن کی فتح کی آرزو رکھنا ہوں۔

مسلمانوں میں سے ایک شخص کہنے لگا ابوالامیر ابن مسعودؓ ان گہروں کے مقابلے سے نہیں کسی چیز نے روک رکھا ہے اور آپ لڑائی میں کسی چیز کا احتیاط فرما رہے ہیں و لاکھ دشمن جنگ کے طول دینے سے ہمارے ساتھ ٹکر کرنا چاہتا ہے اور اس نے تاخیر نصیب اس وجہ سے کر رکھی ہے کہ وہ اچانک کسی رات ہم پر شب خون کے ارادے سے آئے ہوں۔ آپ نے فرمایا: واقعی یہ بات قرین قیاس سے معلوم ہوتی ہے جو تم سمجھ رہے ہو۔

حضرت سعید بن زیدؓ نے فرمایا: میں نے اپنے کسی دوست سے سنا کہ ایک چاروں طرف سے شروع کی آوازیں بلند ہوئیں۔ ہر طرف سے جی و پکار کی صدا گونجی آئے۔ ہم نے انہیں سنے دوسرے دو بار اٹھا اور تار ہونے کے لئے نکلے۔ وہی آواز کی طرف بڑھے چلے آ رہے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو گمان ہوا کہ کہیں مسلمان اب تکہ نبرد فوج کی اور جنگی میں لگ رہے ہیں۔ اس لئے آپ انہیں دیکھنے کے لئے اٹھے۔ رات مسلمانوں کی تہبائی کے لئے حضرت سعید بن زیدؓ اور حضرت عمرو بن طفیلؓ مامور تھے۔ حضرت سعید بن زیدؓ الطیر الطیر (تیار ہو جاؤ تیار ہو جاؤ) کی آوازیں لگاتے ہوئے اچانک دھکائی دیے اور بڑھتے ہوئے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس آکر کھڑے ہو گئے۔ آپ کے ساتھ چند نفرانی عرب بھی تھے۔ آپ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے کہنے لگے ابوالامیر اباباہان نے جنگ بند کر کے ہمارے ساتھ دھوکہ کیا۔ اب وہ مہوں کو مرتب اور لشکر آراستہ کر کے ہم پر اچانک حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور ہم اسی وقت بالکل بے ہوش و سامان ہیں۔ یہ چند نفرانی عرب مسلمان ہونے کی طرف سے اہل سے پاس آئے ہیں اور اباباہان کی جتنی اور کئی دھوکے کی خبر دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ ہماری طرف پہنچے ہوئے ہیں اور وہاں کوئلے کی جھل پڑا ہے اور ان کی رائے یہی ہے کہ ان کا ہر ایک بادشاہ ایک ایک روز ہم سے ٹاپائی فوج کے لڑا کرے گا اور یہ صورت نہایت خطرناک ہے۔ نیز مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ وہ دیویوں کے علم اور صلہیں برابر ہم سے قریب ہوتی چلی جاتی ہیں۔ آپ نے فرمایا لا حول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔

اس کے بعد آپ نے آواز دی ابوسمان خالد بن ولیدؓ کہاں ہیں؟ حضرت خالد بن ولیدؓ کہتے ہوئے آئے اور آپ نے فرمایا ابوسلمان! تم میرے ہر کام کے اہل اور لائق ہو۔ بہادر اور شجاع مسلمانوں کو ساتھ لے کر حرم کی حفاظت کے لئے جب تک مسلمان اپنے آلات حرب اور مغز کی ترتیب سے فارغ ہوں دشمن کے ہاتھ بے بس نہ ہوں۔ اباباہان کے ہاتھ نہ اٹنے

اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہ ہر دو قسم کی کفر آپؐ نے بہادرانِ اسلام کو ذرا بڑی شہرت کیں کہاں ہیں سوائے نبیؐ کہ کہاں ہیں زہیر بن عوام کہاں ہیں عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ کہاں ہیں فضل بن عوفؓ کہہ لی ہیں یہ سب اہلِ ایمان کہاں ہیں ابوبکر بن عامر کہاں ہیں مسعود بن مسروقؓ بھی کہاں ہیں مسعود بن قیسؓ کہاں ہیں عبداللہ بن ابی جحشؓ کہاں ہیں سحر بن حربؓ مولیٰ کہاں ہیں عمارہ صدوقیؓ کہاں ہیں عبداللہ بن مسامؓ کہاں ہیں عاصم لویؓ کہاں ہیں مقداد بن اسودؓ لندیؓ کہاں ہیں ابو ذر غفاریؓ کہاں ہیں عمرو بن معد کربؓ زبیدیؓ کہاں ہیں عمار بن ورمجیؓ کہاں ہیں ضرار بن ازدؓ کہاں ہیں عامر بن ثعلبہؓ کہاں ہیں ابان بن عثمانؓ بن عثمانؓ رسول اللہ تعالیٰ علیہم السلام؟

حضرت خالد بن ولیدؓ اسی طرح نے بعد و مگر سے صحابہ رسول اللہ تعالیٰ علیہم السلام کو ذرا بڑے جاتے تھے اور ان حضرات کو جو بڑے بڑے سخت معرکوں میں آپؐ کے ساتھ ہو کر لڑے تھے ہم بنام پکارتے جاتے تھے حتیٰ کہ بچے عوام وہل کوٹھن میں کاہر ایک بڑے نوک و کھوکھٹا آپؐ نے باہر اور میں وقت و تمام آپؐ کے پاس بیٹھ ہوئے تو آپؐ نے انہوں کے ہر مانہ صحتی روک تمام ہوا انتقام کے اشتہال کے لئے ان کی طرف نہ گئے اور انہیں اپنے عزیزوں کی نوکوں سے ان کے لئے عتاب و عجز کی تلواریں جو چند دنوں سے پامانی میں تھیں تھپ تھپ کر میان سے ٹپٹکیں اور چینی اپنی پیو بس بچھائے تھیں۔

پرموک کے میدان میں مسلمانوں پر باہان کا اچانک حملہ کر دینا اور

مسلمانوں کی ترغیب

حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ الفکر کی آراغی اور متوں کی ترتیب میں مشغول ہوئے اور فوج کو ہر طرح آمادہ کرنے لگے۔ حضرت ابوسفیانؓ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے اور کہا کیا الامیرؓ آپؐ کو توتوں کو کھڑے دیں کہ وہ اس نیل میں نہ نہ جائیں۔ آپؐ نے فرمایا اہلِ تہارہ اے ابے بہت نسب بہتر ہے۔ چنانچہ آپؐ نے انہیں قسم دے دیا اور وہ اپنے لڑکے اور بچوں کو لے کر اس نیل پر نہ نہ گئیں اور اپنی نیز لڑکے اور لڑکیوں کی جان اس طرح محفوظ کر لی۔ آپؐ نے انہیں خطاب کر کے فرمایا خانہ اسلام انہیں کی چوبوں کو ہاتھ میں لے لو۔ پھر ان کو اپنے سامنے رکھ لو اور مسلمانوں کو لڑنے کی ترغیب دے کر میں رہوں۔ اگر شہر نصرت ہمارے ساتھ رہی تو جس طرح وہ اسی طرح قبضہ کریں۔ لیکن اگر بیزیت کھائے کسی مسلمان تو بھگتے دیکھو تو چوبی دربار کراس کا منہ توڑ دو۔ پھر پھر سے میں پر ہزار کراؤں کا ذکر میں کیا وہ اپنی اولاد سے دھماکا کر کہ اس اولاد کو ہمارے اور ہمارے سام کی طرف سے لڑے اور توتوں سے کہا اب الامیرؓ آپؐ میں سامان رکھیں اپنا ہی ہوگا۔

واللہ ہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب آپؐ نے نیلے چوڑوں کو کھڑا کر دیا تو پھر آپؐ فکری ترتیب میں مصروف ہوئے اور جس وقت آپؐ نے اپنی فوج کو مسدود و سرحد و قلب اور دباؤوں پر تقسیم کر کے صاحبِ شکستہات کو لڑنے کے لئے توجہ دینا کی طرف دہانے لگا۔ مہاجرین کا نشانہ زور تھا۔ بعض سفید و سبز اور سیاہ نشان بھی موجود تھے۔ اسی طرح ہر ایک قبیلے کے شکستہات اور علمِ شرف و فخر کے تھے۔ آپؐ نے مہاجرین و انصارؓ کو قلبِ فکری میں متعین فرمایا۔ مسلمان لڑائی کے سامان اور اسلحے سے بالکل مستح ہو گئے۔ آپؐ نے تمام لشکر کو کھانوں میں پر مشرب کیا۔ یہی صف میں شہد کے تیرا ہار ہو گئے۔ دوسری دھان اور گھوارا لے

لوگوں کو اور تیسری میں سورہ نوح کو مع ان کے سلمان کے متعین فرمایا۔ پھر سواروں کو بھی جماعتوں میں تقسیم کیا اور ہر ایک جماعت پر مسلمانوں میں سے تین سوار یعنی حضرت غیاث بن حارث عامری، مسلمہ بن سیف، یزیدی اور قتیبہ بن مرثدہ بھی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو علی الترتیب مقرر فرمایا۔

تمام مسلمان اپنے اپنے مقامات کے لیے پہنچ گئے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اس علم کے نیچے جو آپ کو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ملک شام آنے کے وقت واریت فرمایا تھا کھڑے ہوئے یہ وہی رسول اللہؐ کا زور بٹکان مبارک تھا جو آنحضرتؐ نے غزو خیبر کے لئے ترتیب فرمایا تھا۔

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس رقیۃ العقب نامی سیاہ علم تھا۔ آپ نے یہ دل پر حضرت شعیب بن حسہؓ کو دائیں بازو پر حضرت یزید بن ابی سفیانؓ اور بائیں بازو پر حضرت قیس بن مسیرہؓ کو مقرر کیا اور جس وقت تمام صفیں مرتب ہوئیں تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ خود طلسم بٹھیں صفوں کے کچ بکریب لائے اور مسلمانوں کو لڑائی کی ترغیب دینے لگے فرمانے لگے اِنَّ رَحْمَۃَ اللّٰهِ تَارِكٌ وَتَعَالٰی کِی مدد کرو گے تو اللہ سبحانہ تمہاری اعانت و نصرت فرمائیں گے اور تمہارے دشمنوں کی نظر سے ثابت رکھیں گے۔ میرا استقلال کو اپنا شمار بناؤ اور ہمیشہ میرے کام لو۔ میری کرب و جا سے نجات دینے والا رب العزت کی مرضی کے مطابق اور دشمنوں کا قطع و قطع کرنے والا ہے۔ صفوں کو نہ توڑنا، بیٹوں کو سام رکھنا۔ یاد خدا کے سوا ایک قدم بھی نہ بڑھانا اور جب تک دشمن اپنی طرف سے ہلک نہ کرے اس وقت تک انھیں مارنا اٹھانا۔ نیز سے سیدھے دکھانا خود کو حالوں میں چھپائے رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کے سوا کسی بات میں زبان نہ بلاؤ اور جب تک میں کسی بات کا حکم نہ دوں اس وقت تک اپنی طرف سے کسی کام میں ہلک اور ہتھکانہ نہ کرنا۔ یہ کچھ کرنا آپ اپنے تمام یعنی قلب لشکر کی طرف واپس چلے گئے۔ اور چہرہ کھڑے ہو گئے۔

کچھ دیر بعد حضرت معاذ بن جبلؓ نکلے اور صفوں میں لوگوں کو کھڑے کر دیا اور غیب کے لئے پھر لگانے لگے۔ آپ فرمانے جاتے تھے دین کے مددگارو! اور حق ہدایت کے حامیو! یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی رحمت عمل اور نیت کے خیر کبھی شامل حال نہیں ہوتی اور جب تک ہمارا مافی، مٹا اور مصیبت میں بندہ جتنا رہتا ہے اور عہدہ اور تک کام کی خواہش نہیں کرتا اس وقت تک وہ کبھی اس تک نہیں پہنچتی۔ جنت میں انسان بدوں اعمال صالحہ کے داخل نہیں ہوتا اور وہ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت کا مد اور معزز و مددگار بن اور صاف نہیں ہی کے پاس آتی ہے۔ کیا تم نے باری تعالیٰ جل جلالہ کا یہ فرمان نہیں سنا:

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ حَتّٰی اَسْتَخْلِفَہُمُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِہُمْ وَلَنَجْعَلَنَّ لَہُمْ اَرْضًا مَّغْنٰی لَّہُمْ وَ لَنَبْذِہُنَّ اَمَّا یَوْمَئِذٍ لَا یَنْفَعُ کُفْرَہُمْ شَیْئًا وَ مَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ قَالَ لَیْسَ لَہُ الْاَرْضُ فَوْقَ ۙ﴾ (النور: ۵۵)

"اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ کی ہیں وعدہ کیا ہے کہ انھیں زمین پر غلبہ دے گا۔ ان کے جیسے کہ ان لوگوں کو جو تم سے پہلے غلبہ دیا تھا اور ثابت رکھیں گے ان کے واسطے اس دین کو جو ان کے لئے پسند کیا ہے اور ان کو ان کے خوف کے بعد امن سے بدلے کے کہ عبادت کریں گے میری اور میرے ساتھ کسی دوسری چیز کو شریک نہیں کریں گے اور جو شخص اس کے بعد کفر یا کفر سے گمراہ ہوئی فاسق ہیں۔"

اس کے بعد آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں باری تعالیٰ جل جلالہ سے شرم کرو کہ وہ ہمیں تمہارے دشمنوں سے شکست کھا

لے مستعد تھے۔ فون کے سینہ پر خدقیں نمودار تھیں، تھیں اور ہن میں فوجیں، نمودار تھیں تھیں ہتھیوں نے اپنے ہی ہاتھوں پر فوجوں سے حفاظت کی غرض سے انہیں نیت سے کوئی لڑائی سے فرار اختیار نہ کر سکتے تھے۔ ہاتھ دیا تھا اور ہر ایک زخمی کے اندر دس دس آدمی مربوط تھے۔ انہوں نے کچھ بن کر سیر (طیبا السلام) اسلیب و مغرب تقسیم میں، پہاڑ اور چاروں کیسوں کی قسمیں کھا کھا کر ملک اٹھا تھا کہ جب نکتہ ہمارا ایک بھی شخص یہاں تک میں زندہ ہو گا اس وقت تک ہم بھی یہاں سے قدم پیچھے نہ جٹائیں گے۔ آپ نے یہ کچھ کر جہانگیر خاندان کے دشمنوں میں سے آپ کے گروا گھر سے ہونے لگے۔ فرمایا اس میں شک نہیں کہ آج کا دن نہایت مسرور کا دن ہو گا۔ اس کے بعد آپ نے دعا پڑھی:

اللہم اید العسلیین بالنصر و فزع علیہم العبر۔

"بار اہلبا، انور و نہت کے ساتھ مسلمانوں کی تائید فرمائے اور انہیں ہر طاقت فرمائے۔"

اس کے بعد آپ حضرت ابوسعید بن جراحؓ کے پاس آئے اور کہا ایسا لاہور، قویم زخمی میں مسلسل اور مربوط ہو کر شمشیر ہائے بران کے ساتھ ہمدردی طرف ملے۔ آج کا روز بلا شک نہایت مہرہ استقلال کا روز ہے۔ حضرت ابوسعید بن جراحؓ یہاں کر مسلمانوں کی طرف سے ہونے والے فرمایا، وہیوں کی تعداد اور سالانہ طبع آج بہت زیادہ ہے۔ آپ کو ان کو سوائے ہر کے اور کوئی چیز بچ نہ تھیں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے فرمایا ابو طیلان، اتھار کی کیا رائے ہے۔

وہ قدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہنے لگا کہ جو تکہ ایمان نے اپنے لشکر کے ہاں ایک آٹھ آدمیوں کو حسن کی شجاعت و براہمت ہن کے دیدار و مصدومین زبان زد انوار تھی اور نہایت و استقلال میں جو شہر و آفاق جگہ ہاتھ سے اپنے لشکر کے آگے کھڑا کیا تھا اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے ان کی بے پرواہی اور جتنی ان کے چروں سے معلوم کر لی تھی اس لئے آپ نے حضرت ابوسعید بن جراحؓ سے کہا میرے نزدیک آپ اپنی جگہ حضرت سعید بن زیدؓ کو کھڑا کر دیں اور خود دو سو یا تین سو آدمی ساتھ لے کر حضرت سعید بن زیدؓ کی پشت پر ہاتھ لگا کر ان کے گھڑوں سے جا بٹیں تاکہ جس وقت مسلمانوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ آپ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے ہیں تو وہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے شکر کریں اور آپ سے نہ بھاگیں۔

حضرت ابوسعید بن جراحؓ نے آپ کے اس مشورہ کو قبول فرمایا اور حضرت سعید بن زیدؓ بن خروہ بن نخسؓ کو اپنی جگہ کھڑا کر دیا۔ یہ حضرت سعید بن زیدؓ، جملہ انہی دس حضرات کے ہیں جن کے متعلق قرآنی تعالیٰ مل مجد و نے اپنی رضا مندی کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا ہے۔ اللہ رضی اللہ عنہم و عنہم۔ حضرت ابوسعید بن جراحؓ نے انہیں اپنی جگہ کھڑا کر کے یمن کے دو سو آدمی جن میں بعض مہاجرین و انصار بھی شامل تھے منتخب فرمائے اور انہیں اپنے ساتھ لے کر تمام لشکر کے پیچھے حضرت سعید بن زیدؓ تعالیٰ کے عطا ہونے لگے۔

حضرت ورقہ بن مہمل، توفی جو جنگ پر موک میں حضرت ابوسعید بن جراحؓ کے ہم درآئے۔ کہتے ہیں کہ جس شخص نے سب سے پہلے سب حرب کی کھڑکی کھولنے کا ارادہ کیا وہ قبیلہ ازوکا کا ایک فوجیوں، فوج اور نہایت عقل مند کا کھڑا تھا۔ یہ اپنی جگہ سے آگے بڑھا اور حضرت ابوسعید بن جراحؓ کی خدمت میں آ کر کھینچ لگا۔ ایسا میرا میں چاہتا ہوں کہ میں اپنے گروہ اسلام کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کر کے اپنے دل کو تسکین اور اپنے قلب مظفر و فطادوں اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں اپنی جان پیش کر دوں۔ بہت ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جس مجاہد کو کھینچے یا مہارت خوش کرنے کے لئے بھیجے وہی۔ کیا آپ مجھے اس کی اجازت دیتے ہیں۔ اگر

رسول اللہؐ کے حضور میں آپ کی کوئی حاجت اور ضرورت ہوتی تو آپ مجھے سے پائین کر دین تاکہ میں اسے عرض کر دوں۔ آپ یہ سن کر رہے ہو کیا میرے آقا محمد رسول اللہؐ سے میرا سلام کہہ دیا اور عرض کرنا کہ ہمارے رب ذوالجلال نے ہم سے جو وعدہ فرمایا تھا ہم نے اسے بالکل چاہا۔

اللہ تعالیٰ رحمت اللہ تعالیٰ میں کہ کہیں میں کہ ازادی جو ان یہ سن کر گھوڑا کودا کے میدان میں آیا اور پہنے لئے خلیفہ کو طلب کرنے لگا۔ وہاں میں سے اس کے مقابلہ کے لئے ایک کافر لگا جو سزے قور سے پر سوار تھا ازادی تو جو ان جس نے اپنی جان کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں وقف کر دیا تھا اسے دیکھتے ہی اس کی طرف یہ حالہ راس کے قریب دے کے یہ رجز یہ اشعار پڑھنے لگا۔

ترجمہ اشعار ”یوز بازی اور شمشیر زنی، نیزے اور شمشیر بران کے ساتھ ضروری ہے۔ قریب ہے کہ میں پہنچ جاؤں گا جنت الفردوس میں اور بہت دیر سے رہے گا۔“

یہ اشعار پڑھتے ہوئے دونوں نے ایک دوسرے پر حملہ کیا پھر ازادی تو جو ان نے جدی کر کے اس کے ایک ایسے نیر و نازا کہ یہ چکر اڑ زمین پر آ رہا۔ ازادی نے اس کا گھوڑا اور اسباب اسلحہ کر پائی قوم جس سے ایک شخص کو ہیرا کر دیا اور وہاں پھر میدان میں پہنچ کر مل میں مبارک خاندان کو لایا۔ دوسرا آدمی اس کے مقابلے کو نکلا۔ اس نے اسے بھی پہلے کے پاس پہنچا دیا۔ تیسرا آدمی اس بھی چلتا کیا اور پوچھے تو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا یعنی کہ ایک پانچواں آدمی اس کے مقابلے میں آیا اور اس نے اس ازادی کو اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین میں پر دم فرمایا نہیں شیعہ کر دیا۔ قبیلہ ازادیہ دیکھ کر غصہ میں پھر گیا اور اس نے اسی شخص کو منصب کی سالت میں وہاں کی طرف یہ حالت شروع کر دی۔ وہی بھی یہ دیکھ کر غصہ کی طرح مسلمانوں کی طرف پڑھے اور ان کا اہدہ تھارہ مسلمانوں کے سینے سے نکل کر قریب ہو گیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا خدا کے دشمن تم سے بالکل قریب ہو گئے انہیں ذبح کر کے رکھ دو اور باور کو کھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ہیں میری مدد اور اللہ تعالیٰ کی مدد حضرت کے مجھ سے یہ حاجت قدر ہو اور اپنے پیروں کو اشتغال کے ساتھ ایک جگہ چالو۔

اس کے بعد آپؐ نے اپنی آنکھ کے ایک گوشہ سے آسمان کی طرف دیکھا اور دعا کی بار بار اے اللہ! آپ ہی کی حاجت کرتے ہیں آپ ہی سے اعانت چاہتے ہیں آپ ہی کی توجہ جان کرتے ہیں۔ آپ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے۔ یہ آپ کے دشمن آپ کے ساتھ کفر کرتے ہیں۔ آپ کی آیات کو جھٹلاتے ہیں۔ آپ کے لئے بیجا تجویز کرتے ہیں اے اللہ العالمین! ان کے پیروں کو جہنم دے دیجئے، ان کے قلوب میں رعب ڈال دیجئے۔ ہمیں تسکین، اطمینان بخٹئے گا کہ اللہ ہی کو ہم پر لازم فرمائیے۔ اے اللہ ذات! جو وعدہ خلافی نہیں کرتی ہمیں اپنے دشمنوں سے امن دیجئے۔ اے اللہ العالمین! اور اسے وہ سوا کریم جس نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ کو مضبوط پکڑ لو وہی تمہارے سوا ہی میں اور کیا ہی اچھے سوا ہیں اور کیا ہی اچھے مددگار ہیں۔ ہمیں ان کافروں پر غلبہ دیجئے۔

کہتے ہیں کہ آپؐ جب اللہ عزت کے حضور میں یہ دعا مانگی رہے تھے کہ وہاں میں نے مسلمانوں کے سینے پر جس میں قوم ازادی، حضرت صحت اور خزانہ کے آدمی تھے حملہ کر دیا۔ یہ منہ اگرچہ نہایت سخت تھا مگر مسلمان نہایت باہرادی کے ساتھ ثابت

تھم رہے اور غرب جان تو ذکر حمل کا جواب دیا۔ رویوں کا دوسرا دست بھی انہی کی طرف متوجہ ہوا اور انہوں نے ان کا بھی نہایت صبر جمیل کے ساتھ مقابلہ کیا اور ثابت قدمی و کھالی۔ تیسری صف بھی انکی پرآ پڑی جس نے مسلمانوں کے پاسے ثابت میں مغزوں پیدا کر دی اور کچھ دیر اپنی جگہ اور ثابت تات سے طبع و جوکر فکر کی طرف بٹنے پر مجبور ہوئے۔ انھیں نے استقلال سے کام لیا اور وہ اپنے ہم نکان اور ہم کے باقیات و برابر رویوں سے لڑتے رہے۔ چھپے بٹنے والوں میں قوم مزید بھی تھی جو اس وقت سمت میں کھڑی ہوئی تھی۔

حضرت مروین بعد کرب۔ جو اس قوم کے سردار تھے اور جن کی بہادری و شجاعت کی وجہ سے جراحہوں نے نہ نہایت اور اسلام میں کی تھی۔ ان کی قوم ان کی نہایت عزت و تکریم کرتی تھی اور جن کی عمر جنگ پر موک میں ایک سو دس برس کی ہو گئی تھی مگر ان کی شجاعت و ہرمت نے انہیں اس پیرائے سانی میں بھی جنگ پر آمادہ کر رکھا تھا یہ دیکھ کر میری قوم نے اپنا سوراہہ چھوڑ دیا ہے چلنے والے ان کی طرف ہر حصے اور فرما دے آل زبید اسے آل زبید! انھوں سے بھاگتے ہوئے موت کے پالے پینے سے گھبراتے ہوئے ذلت و خوار کو پسند کر لیا۔ ماسوں کو شیر پاؤ کہہ دیا یہ ان کا فرما تھا کہ اسے کہاں کی گھبراہٹ ہے؟ یہ کیسی بے قراری اور جلدی ہے یا قریب نہیں جانتے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ مجاہدین اور برہن کی حالت سے واقف ہیں اور جس وقت وہ ان کی طرف دیکھتے ہیں کہ انہوں نے میری مرصیات میں مہر و استقلال سے کام لیا ہے اور میرے ادا کا میں سے ثابت قدمی و کھالی ہے تو وہ انت و نصرت سے سن کی مدد کرتے اور فتح و کامرانی سے ان کی تائید فرماتے ہیں۔ میں کہاں بھاگے جاتے ہو۔ کہ قمر نے مار کو بالکل ہی پسند کر لیا اور دخول و راد و غضب جہاد کے وقتی سختی ہو گئے۔

ان کی قوم اپنے سردار حضرت مروین بعد کرب زبیدی یا جویہ بن عبد العوثؓ کی اعلیٰ اختلافی اندوایات کا یہ کلام سنتے ہی نہ تاباں اس طرح پیچھے لوٹے جس طرح لونگی (یا اور کوئی مادہ) اپنے بچے کی طرف بھاگتی ہے اور آپ کے گرد جمع ہو گئی۔ ان کی تعداد اس وقت پانچ سو آدمیوں کی تھی جن میں سوار اور پیادے، انوں ہی تھے۔ اور جمع ہوتے ہی ایک سخت حملہ کر دیا۔ میر، صحر، موت اور خولان بھی ان کے ساتھ بنے اور ایک ایسا سختہ حملہ کر دیا جیسے بٹنے پر مجبور ہو گئے اور طوع و کرہ اپنی جگہ چھوڑنی پڑی۔ قوم دوسری حضرت ابو ہریرہؓ کے ساتھ چلی اور اس نے بھی رویوں پر بند ہل دیا۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے نشان و کزکرت دلی اور اپنی قوم کو مخاطب کر کے فرمانے لگے کہ تم لو! جو احلین کے مخالف و عیب احلین کے جوہر دست اور جنت و اللہ کے پیچھے میں جلدی کرو۔ اللہ جل جلالہ کے نزدیک میدان جہاد سے زیادہ کوئی جگہ محبوب نہیں ہے۔ یاد رکھو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے سارے دنیا کو ان کے فیروں پر رکھ دیا ہے جو سے غلبت بخشی ہے کہ وہ ایسا جھجھوں میں حاضر نہیں ہوئے ہیں۔

تو دوسری آپ کے یہ الفاظ سن کر آپ کے گرد جمع ہوئی اور رویوں پر ایک جان تو حملہ کر دیا۔ انوں فریق ایک دوسرے سے دست و رویوں ہوئے اور کئی کی طرف حرب و ضرب نے انہیں متد اور نہ دیا۔ دوسری مسلمانوں کے سینہ پر ٹرے اور انہیں دھات کے ان کے قلب کی طرف دیکھتے چلے گئے۔ مسلمانوں نے اگرچہ استقلال اور نہایت استقلال سے کام لیا۔ مگر فروری رویوں کی

قبیلہ اور جمیعت انکی اور اسی نے بھی مسلمانوں کے میسر ہر جہہ نہ رہا۔ مسلمان غلامت کہا کر پیچھے ہٹے ہر کچھ دھوکے سے ان کے ٹھکانوں سے اٹھنے یا ان کا قتل کرنے کی طرف ہوتے جاتے۔ اور میدان حرب انگریزوں کی طرف سے بھیجے گئے کواثر کے سر سے جوتے پہنائے جیسے غلام کرتے جاتے ہیں کہ غلاموں نے مسلمانوں کے ٹھکانوں سے دم کے من بجے دیکھے اور انہیں نے آپس میں چیخ کر پکارا، شہوت کیا۔ عرب کی ہزار ہا مہم دوں و تھکے ہوئے مسلمانوں کے ہاتھوں سے روکوا رہے تھے لڑائی کی طرف لوٹاؤ۔

خواتین اسلام کا مسلمانوں کو لڑائی پر آمادہ کرنا

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے اپنے پیروں کو چھو کر ان کے دل کو صاف کیا۔ ان کے دل میں جو کچھ تھا، اسے صاف کر دیا۔ ان کے دل میں جو کچھ تھا، اسے صاف کر دیا۔ ان کے دل میں جو کچھ تھا، اسے صاف کر دیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کیلئے یہ سیدہ طائی کہتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت اخیوتہ نے کہا یہ سیدہ بنت ابی بنی ہاشم، طلحہ بنت ابی نضر، حضرت خولہ بنت ابی ولید، یعنی حضرت جبریل علیہ السلام نے انہیں سب کے لئے غور و فکر کے لئے آئے تھے کہ ان میں سے کون سی سیدہ خولہ بنت ابی ولید تھیں۔

(قرن ہجری ۱۰) کے والدہ محترمہ سے یہ گئے والدہ ان عورتوں سے جو خواہشات میں اور صاحبِ اولاد انہیں دشمنوں کے سپرد رکھے دیتے ہو جو جمع ہوتی لڑکیوں کے ہمارے، لگ رہا نہیں ہے۔ یہ گاہی کہی ہو کا دیکھتے تھے والے ہیں میں بہت بڑی ہو گئی تھی۔

[illegible]

آپ نے لکھا ہے: "ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: 'میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر دعا کرتے تھے۔' (مشکوٰۃ، ص ۱۰۰)۔

۱۔ ایک نوکیلی عورت نے کہیں سے ماہر لی ہے۔ "امرو"

۳۔ (۱) محمد علی شاہ کا ہے۔ (۲) محمد علی شاہ کا داماد ہے۔ (۳) محمد علی شاہ کا داماد ہے۔ (۴) محمد علی شاہ کا داماد ہے۔

۵۔ یہ نیز ایک ترمیم شدہ طرز پر واکٹرل A کے متعلق ہے جسے

سیرِ موک میں خواتین اسلام کی بہادری

کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ اشعار پڑھتے ہوئے مسلمانوں کے سینہ کا رخ کیا اور وہیں مسلمانوں کو شکست کھا کر بھاگتا ہوا دیکھا تو ان سے بڑی گنجائش کر کے لگیں اللہ پاک دعائی سے جو تمہاری حالتوں سے واقف ہیں نیز اس کی جنت سے کہاں بھاگتے ہو اور شکست کھا کر نہ مگر جانا چاہتے ہو۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے ذمہ حضرت ابراہیمؑ کو شکست کھا کر بھاگتے ہوئے دیکھا تو ان کے گھمڑے سے منہ پر ایک جوبہ یاد کر کے لگیں اے ضرر! کہیں کو؟ ملائی کی طرف تو لو اور اپنی جان دے دو کہ تم اس خیر میں و ترغیب سے پاک و صاف ہو جاؤ۔ جو تم نے پہلے رسول اللہؐ کے مقابلے میں لوگوں کو بدی قسمی۔

یہ سن کر حضرت ابراہیمؑ کی طرف پلٹے۔ آپ کے ساتھ دوسرے بھائی گئے والے بھی ہوئے اور عورتیں بھی بھراہی میں چلیں۔ میں نے دیکھا کہ عورتیں مردوں سے جدا جدا کر کے کھڑی ہیں اور وہ گھوڑے کے پیچ میں لوگوں کو دھاتی بھرتی ہیں۔ میں نے انہیں سے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ ایک بہت بڑے کافر کی طرف جو گھوڑے پر سوار تھا چلی اور جب تک اسے مار مار کر گھوڑے سے گرا نہ دیا اس وقت تک پیچھے نہ ہٹی۔ اس کے بعد اسے یہ کہتے ہوئے قتل کر دیا کہ مسلمانوں کے ساتھ افسرِ تعالیٰ کی ہمد کے بغیر کیا سکی ہیں۔

حضرت زہراؓ کو ہم کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے ایک سخت حملہ کیا اور اس حملہ سے ان کا قصور سوائے خوشنودی رب و اولیاء اللہ اور رضائے رسول اکرمؐ کے اور کچھ نہیں تھا۔ قوم اذولہ نے حضرت ابو ہریرہؓ کے ہمراہ جو کہ بہت شدیدت کے ساتھ جنگ کی اور چونکہ وہ میوں کا سب سے پہلا ریلہ انجیہ ہوا تھا اور انہوں نے ہی سب سے اول ان کے مقابلہ پر اجمعی یا جمعی جنگ کی تھیں اس لئے سب سے زیادہ شہادتیں انہی کے حصہ میں آئیں اور ان کی اکثر جماعت اس موقع پر کام آئی۔

حضرت سعید بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ لڑائی کا چور اور رسولوں کے سینہ پر ہور ہاتھ مسلمان بھی جڑیست کھاکے بھاگتے تھے اور بھی بھڑائی کی طرف لڑتے تھے بھی بکھواری کو مقابلہ کرتے تھے اور بھی پھر پیچھے ہٹ جاتے تھے حتیٰ کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے دیکھا کہ سینہ چٹا ہر قلب تک پہنچ گیا ہے۔ یہ دیکھتے ہی آپؐ نے اپنے سواروں کو آواز دی اور آپؐ اور مرہاٹن ہوئے۔ آپؐ کے ساتھی جو ہزار مسلمانوں کی ایک جمیعت تھا انکو کہہ کر شک و شکاف نہ رہے۔ پھر نبیؐ ہوئی اور حضورؐ ہوئی اور دوسروں پر حملہ کر دیا اور انہیں اس قدر شکست پہ شکست دی کہ قتل ہر قتل کی کہ مسلمانوں کا سینہ اور قلب ان دوسروں سے صاف ہو گیا اور مسلمان پھر اپنی اپنی جگہ (یعنی سینہ اور قلب پر) پہنچ گئے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کی جگہ خضرؓ ہے اور جو وہی مسلمانوں کے قریب ہوتا رہا بات و دور کرتے رہے اور اس طرح رومیوں نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے سامنے نہایت بری فحش گفت و گو کی۔ آپؓ نے رومیوں کے شر و سواروں کو مسخرہ اور چہرے پر ہنسنے والے مسلمانوں کو چکا مارا اہل اسلام والا ایمان یا صلہ القرآن! یا اصحاب محمدؐ! رومیوں میں کھلبلی پڑ گئی۔ شکستِ عظیم کا سامنا کرنے لگی۔ تو میں تم نے دیکھ ہی کیا کہ کوئی بھادر اور دلیر شخص رہا نہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی قوت اور جیوتی کو تیز کیا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جڑ سے خیر عاریت کر لیں مگر اور اور شدت و سختی کے ساتھ ان پر گر پڑا۔ اس ذاتِ پاک کی قسم جس کے بقدر قدرت میں خالد کی جان

ہے مجھے امید ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمتیں ان کے بازوؤں پر حق بخشیں گے۔

مسلمانوں نے یہ سن کر ہر چار طرف آوازیں دیں کہ آپ محمد کریں تو ہم بھی آپ کے ساتھ حمل کریں گے۔ آپ نے یہ سننے ہی کو ارادہ سنت نبی اور رسولوں میں چاہا ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن حیدرؓ بھی نے کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ اس سرزمین میں بھی شامل تھا۔ ہم نے بھی آپ کے ساتھ حمل کیا۔ خدا کی قسم! وہاں سے ہمارے سامنے میدان صاف کروا دیا وہاں دیکھ کے سن طرح بھاگنے لگے اس طرح کج رہاں غیر کو دیکھ کر بھاگتی ہیں۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور چار بار حملہ دیا وہاں کے سینہ پر ہوا۔ دینی میدان چھوڑ چھوڑ کر ہی طرح بھاگتے گئے اور چونکہ وہ زخمیوں میں بندھے ہوئے تھے اس لیے پوری طرح جکڑ چھوڑ گئے۔ قوم کی حمایت اور تمہائی میں تیرا وہ تیرے چلائے تھے اور اپنی جان بچانے کی بھی ہڑی ہوئی تھی۔

حضرت خالد بن ولیدؓ ہمارے آگے آگے تھے اور ہم پیچھے پیچھے برابر حملہ کرتے ہوئے بڑے چلے جا رہے تھے۔ ہماری زبانوں پر یہ جاری تھا اور اس وقت کا شہدہ رہنے پر قرار دے رکھا تھا کہ یا محمد یا منصور! ملک ملک (امت کی خبر لیجئے) امت کی خبر لیجئے) حتیٰ کہ اس کی طرح بڑھتے ہوئے اور جہاں تک پہنچ گئے جو اس وقت جوارہ کی ایک صلیب لے ہوئے اپنے اس سرور پر کھڑا ہوا جہاں پامان نے اسے مسلہ کیا تھا۔ اس کے ساتھ اس کی فوج بھی تھی جو اپنے سردار کے نکلے کا انتہاء کر رہی تھی کہ یہ حملہ کرے تو ہم بھی اس کے ساتھ حملہ کریں۔

در بھان کا قتل

جس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ کا لشکر در بھان کے بالکل قریب پہنچا تو اس کے سردار اس سے کہنے لگے دیا الملک! کیا آپ جیسے حملہ کرنے کا حکم نہیں دیتے کہ ہم قتل کریں یہ پیچھے کھولت جائیں۔ دیکھ کر یوں کا لشکر ہم میں ٹھس آیا ہے۔ اس نے کہا یہ ایک بہت بڑا دن ہے میں سے دیکھنا یہ نہیں کرتا اور نہ یہ جانتا ہوں کہ اس میں حاضر ہو۔ مجھے بادشاہ نے اس جگہ کھڑا کر دیا ہے میں اس کھڑے ہوئے کو بھی برا خیال کرتا ہوں۔ لوگوں کیلئے سے میرا سر اور چہرہ بانہ ہوا کہ میں اس جنگ اور حرب و ضرب کو بھی نہ دیکھ سکوں۔ انہوں نے ایک دشمنی رومال سے اس کا سر اور چہرہ ڈھانپ دیا۔ وہی برہنہ ہو رہے تھے حتیٰ کہ وہ مسلمانوں کے سامنے سے گھسٹ کر بھاگے اور مسلمان اور بھان (در بھان اور در بھان دونوں طرف مروی ہے) تک پہنچ گئے۔ یہ اس وقت اتفاق رہا (یعنی سر بند ہوا تھا) تھا۔ حضرت ضرارؓ اس کی طرف بڑھے اور ایک پارہ بونے والا نیزہ اس کے ایسٹ مارا کہ وہ پیشہ کے لئے چل بسا۔

۱۔ ایک نمونہ بھی ہے۔

۲۔ ایک نمونہ وہ بھی قتل بھیجے قتل بھیجے ہے۔

جر جیر اور قناطر کا جھگڑا

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ یہ حسن سلوک کیا کہ جر جیر اور قناطر کا جھگڑا ہو گیا اور ان میں آپس میں اختلاف پڑ گیا۔ جر جیر قوم اوس کو کہتے ہوئے روپیوں کے سونے پر کھڑا قناطر میرا ہے۔ جر جیر نے قناطر سے کہا یہ وقت غزاؤں کے کاٹنے کے لئے ہے لڑائی پر حملہ کرنا اس نے کہا تو مجھے حملہ کا قصہ بتا دیا اور خود حملہ نہیں کرتا۔ جر جیر نے کہا میں تجھے علم نہیں طرح نہ دوں میں تجھے اور پرہیزگار تم بھی ہوں اس نے کہا تو جھوٹ بکنا ہے بلکہ میں خیرے کو پرہیزگار ہوں اور تو میرا سامور اور غلام ہے۔ جر جیر اس کے اس قول سے جل گیا اور اس طرح ان دونوں میں اختلاف کی ایک طلیح وسیع ہوتی چلی گئی۔ آخر جر جیر نے مسلمانوں کو میرا در عقب کے مائین جہاں قوم کاٹنا دیکھی، چشم، جذام تھا، علماء و خسانی کھڑی ہوئی تھی حملہ کر اور مسلمانوں کے میرا کو اس کے ساتھیوں نے اس قدر دبا دیا کہ سوائے ظہر و اردوں اور چند انگوٹوں کے ہونے کے کچھ دیکھنے دیکھنے سے علم برداروں اور چند انگوٹوں نے نہایت خفی کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ مگر دوسرے مسلمان جب پیچھے ہٹنے تو روپیوں نے ہاتھ کر ان کا تعاقب کیا اور گسٹ خرد و مسلمانوں کے ساتھ اس قدر بڑھ کر کہ ان کے ساتھ ساتھ ان کے لشکر میں داخل ہو گئے۔ یہیں خواتین اسلام نے دوسری طرف سے ان مسلمانوں کو غیموں کی بندہوں اور چھروں سے استقبال کیا اور چونڈوں اور پتھر ٹھوڑوں کے سونہوں پر مار مار کر سبے نگلے باطل اسلام لیاؤں، بینوں بینوں اور بینوں کو چھوڑ کر کہاں بھاگتے ہو، کیا تمہیں ان کافروں کے سپرد کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔

منہال دہی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہ بیان ہے کہ والدہ روپیوں سے زیادہ ہم پر ہمدردی اور غمی خفی کر رہی تھیں آخر مسلمان ہریت کو خیر و کبر کا پھر میدان کی طرف بھیجے اور ایک دوسرے کو نصیحت اور ہدایت کرنے لگے کہ ایک دوسرے کی جی دلاہیت کرو اور میرے کام ہو۔ حضرت عباس بن العباسؓ کئی مسلمانوں کے آگے آئے ہوئے اور روپیوں کے سونہوں کو کھجی ٹکڑوں سے اور کھجی تیزوں سے مارنے لگے۔ خفی کہ اسی طرح آپ کے تین بیٹے فوت گئے۔ آپ حملہ کرتے جاتے تھے اور حسب ذیل جر جیر ہشتاد پڑھتے جاتے تھے۔

(جر جیر و شمار) اس مجموعے والے روپی کتوں پر بہت جلد حملہ کروں گا اور میں انہیں ٹکڑوں کی خیریاں سے مار مار کر گردوں گا۔
 بحسب رسول اللہؐ کو جو بہترین امید کاہ اور بی بی اور دین کے وسیع ہیں خوش کر لوں گا۔

قائمہ بن الشیم کی یرموک میں بہادری

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ نے پھر حملہ کیا خفی کہ آپ کی تین عوار ہیں فوت گئیں۔ جب آپ کی ٹکڑاؤں جاتی تھیں یا خیر و خرب ہو جاتا تھا تو آپ کہتے تھے کہ کوئی شخص ہے جو مجھے اللہ کے راستہ میں اپنا خیر یا تلوار مار دے گا۔ اس کا بدلہ اور اللہ تعالیٰ تک رحمت فرمائیں گے۔

اس کے بعد آپ نے خیرہ قیس کو پکار کر کہا یا مہاشر قیس! جر و میر سے اپنا حصہ لے لو۔ دنیا میں میرا بزرگی اور عزت ہے اور آخرت میں رحمت انشیت خاصہ رو او صاحب رو اور اعطوا و اتقوا اللہ لعلکم تفلحون۔ مسلمانو! میرے وسیع کارزار

میں متعلق رکھاؤ، جنگ کے لئے تیار ہو اور اللہ چاہے تو اسے اور بہت کچھ ملے گا۔

یہ سنتے ہی ان کی قوم بیک بکٹی ہوئی ان کے ساتھ ہوئی اور خوشی نہایت سرگرمی کے ساتھ ان کے ہمراہ ہو کر لڑنے لگی۔ حضرت قتادہ بن النعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے قاطر اور اس کی جمیعت کے حملے کے برہنہ کسی کا حمل نہیں دیکھا وہ ہم میں گھسے چلے آتے تھے اور ہم بھی ان میں گھس گھسے تھے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ رو بہ زور صحابہؓ کی ہمت کو لے کر ہماری طرف رجوع ہوئے اور آتے ہی درمیان کو نکھار کے گھات ۳۱ نے لگے اور اس قدر شمشیر زنی کی کہ درمیان کے پرے کے پرے کاٹ کر رکھ دیئے۔ مگر درمیان کی کثرت اس قدر تھی کہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ یہ لوگ قتل ہو رہے ہیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ جب کوشش بلخ کے بعد قوموں کی طرف متوجہ ہوئے تو لوگ آپس میں کہہ رہے تھے اللہ تبارک و تعالیٰ قتادہ بن النعمانؓ کو جزائے خیر عطا کرے گا کہ ان کو انہوں نے ہمارے واسطے اس قدر تکلیف اٹھائی۔ آپ یہ سن کر حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اور شہید کے بعد فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اسلام کی طرف سے جزائے خیر عطا فرمائیں۔ حضرت ذرہ بخت حراثؓ نے پہلے سے اذکر آپ کے پاس پہنچی ہوئی آئیں۔ خالد نے کیا کیا اور آپ کے پاس کھڑے ہو کے کہنے لگے یا امین ولیدؓ کیا تم ہی نے لوگوں کو لڑائی سے ہٹا کر سکھایا ہے۔ سپاہی اپنے سردار کے تابع ہوتے ہیں۔ اگر سردار ثابت قدمی دکھاتا ہے تو وہ بھی ثابت قدم رہتے ہیں اور اگر سردار بھاگ جاتا ہے تو سپاہی بھی فرار ہو جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ کی قسم! میں شکست اٹھانے والوں میں نہیں تھا جو شخص گروغزار میں امن دشمنوں سے لڑ رہا تھا وہ میں ہی تھا۔ یہ سن کر حضرت ذرہ بخت نے کہنے لگے جو شخص اپنے سردار کو ثابت قدم دیکھ کر بھاگ لگے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کا ربا کریں۔

حضرت عبدالرحمن بن معاذ بن جبل کی جنگ

واللہ دی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ باہان ملعون نے اپنے سینہ کی طرف دیکھا تو وہ بالکل ہپا کر دیا گیا تھا اس نے وہاں ایک آدمی بھیج کر اپنے لشکر کو ترغیب اور تحریک دی۔ اسی وقت سینہ سے ایک روٹی شہسوار جو تمام اسلحہ سے مسلح اور ذلیل ذلیل میں پہاڑ کا ایک کڑا معلوم ہوتا تھا۔ ایک جھوٹا گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اور دونوں منوں کے درمیان آ کے گھوڑے کے گرد ایک چکر دے کر اپنے حریف کو بلانے لگا۔ قوم ازو سے ایک نوجوان اس کے مقابلہ میں گیا مگر اس کا فرار اسے ایک ہی وار میں شہید کر دیا اور دوسرے حریف کا اٹھارہ کرنے لگا۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے اس کے مقابلے میں نکلنے کا ارادہ کیا۔ مگر حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ نے انہیں منع فرمایا اور کہا سدا! میں کہیں رسول اللہؐ کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ تم اپنے نشان کو لئے ہوئے یہیں کھڑے رہو۔ میرے نزدیک تمہارا نشان لئے کھڑا ہوتا تمہارے لئے اس کے واسطے لگے سے زیادہ مناسب ہے۔ حضرت معاذ بن جبلؓ نے یہ سن کر نشان لئے ہوئے کھڑے رہے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہنے لگے معاذ بن النعمانؓ! جو شخص یہ چاہے کہ میں گھوڑے پر سوار ہو کر اللہ تعالیٰ کے راستہ میں لڑوں اس کے لئے میرا گھوڑا اور ہتھیار دو دیں۔ آپ کے صاحب زادے حضرت عبدالرحمنؓ نے یہ سن کر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا حضرت! میں چاہتا ہوں یہ بھی بہت کم سن تھے تھی کہ سن بطور کو بھی نہیں پہنچے تھے، اول یہ سنا ہوئے اور پھر اپنے والد کے گھوڑے پر سوار ہو کے کہنے لگے ابا جان! میں اس کا فر کے مقابلہ میں جا رہا ہوں مگر میں نے اس کے مقابلہ میں میرا انتقال کو

ہاتھ سے نہ دیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کا مجھ پر لاکھ لاکھ احسان ہے لیکن اگر اس نے مجھے شہید کر دیا تو میرا اسلام قبول فرمایا ہے اور حضور اکرمؐ سے اگر کوئی کام ہو تو مجھ سے کہہ دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا: بیٹا! میرا اسلام کہہ دیا اور عرض کر: اللہ تبارک و تعالیٰ امت مرحومہ کی طرف سے آپؐ کو جزائے خیر عطا کرے۔ اس کے بعد فرمایا: بیٹا! اللہ جل جلالہ! ہمیں اس حج کی توفیق عطا فرمائیں جو ان کے نزدیک محبوب اور پسند ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن معاذ قسطلی شعلہ جوالہ کی طرح اس کی طرف بڑھے اور اس کے قریب پہنچ کر تلووار کا ایک ہاتھ رسید کیا مگر تلووار چھل کے بے نکل و مرام وائیں آئی اور گھٹا گھٹا کے رو گئی۔ روئی بھی آپؐ کی طرف چلا وہ آپؐ کے سر پر تلووار کا ایک ایسا ہاتھ مارا کہ تلووار ٹٹا کہ کھتی ہوئی سر کو زخمی کر گئی وہ اس سے خون بہنے لگا۔ روئی شہسوار خون بہتا ہوا رکتے رکتے یہ کچھ کہہ کر علیؓ نے جو ان قتل ہو گیا وہ یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ اپنے گھوڑے سے کس طرح گرتا ہے پیچھے ہٹا۔ آپؐ نے یہ دیکھ کر روئی پیچھے ہٹ رہا ہے غمزدہ سے کئی باگ پھیری اور مسلمانوں کے لشکر میں آ گئے۔ حضرت معاذؓ نے فرمایا: بیٹا! یہ ۹۲ انہوں نے کہا روئی نے مجھے مار ڈالا۔ آپؐ نے فرمایا: دینا سے کیا چاہتا ہو؟ یہ کہہ کر آپؐ نے ان کا دم لے لیا کہ وہ لے۔

کہتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمنؓ کے چلے آنے کے بعد روئی سردار نے ازارہ بکیر مسلمانوں پر تین حملے کئے۔ مگر قزم ازو نے اسے بھاگ دیا۔ حضرت ابو سعیدؓ بن جراحؓ نے فرمایا اس روئی کے مقابلہ کے لئے کون شخص جانا چاہتا ہے؟ یہ سن کر حضرت عامر بن طفیلؓ لدیٰ جو جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ اور اس وقت مدحیہ روایات میں سے تھے نکلے اور چانے کے لئے تیار ہو گئے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے جنگ یمامہ کے روز میلہ کذاب کی لڑائی میں خواب دیکھا تھا کہ وہ ایک عورت سے ملاتی ہوئے ہیں۔ اس عورت نے اپنی فرخ کھولی دی ہے اور آپؐ اس میں داخل ہو گئے ہیں۔ آپؐ کے بیٹے نے یہ دیکھ کر اس میں داخل ہونا چاہا مگر آپؐ کی آنکھ کھل گئی۔ مسلمانوں سے آپؐ نے اپنا یہ خواب بیان کیا مگر کوئی شخص اس کی تعبیر نہ بتا سکا۔ آپؐ نے کہا میں خود اس کی تعبیر جانتا ہوں۔ مسلمانوں نے کہا کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں شہید ہوں گا اور وہ عورت زمین ہے جس میں اس میں دفن ہو جاؤں گا۔ میرے لئے کوڑم پہنچے گا اور وہ شہید نہیں ہوگا لیکن ہے کہ وہ بھی مجھ سے آئے۔

کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ کے روز آپؐ خواب دل کھولی آؤ گے اور اطلاع حسد میں جتا ہوئے مگر آپؐ کو کوئی ایسا نہیں پہنچا اور صحیح سلامت رہے۔

حضرت عامر بن طفیلؓ کی بہادری اور شہادت

ہر حال جنگ یرموک کے دن وہ ایک شعلہ جوالہ اور کوفتی ہوئی بھلی کی طرح روئی سردار کی طرف چلے اور اس کے ایک ہتھوڑا آپؐ کے پاس پہنچا بہت سی لڑائیں اور خصو صارہ اور یمامہ کی جنگ میں ساتھ رہا تھا مگر اس وقت تکھے عیونوت گیا۔ آپؐ نے فوراً ہی اسے ہاتھ سے پھینک کر تلووار مہمان سے کھینچی اور اس کو خنجر سے بچے ہوئے اس کی طرف بڑھ کر شامے پہنکایا یہ ہاتھ مارا کہ جو اختر صحران تک پہنچا چلا گیا اور روئی سردار زمین پر آ رہا۔ آپؐ اس کی طرف دوڑے اور اس کا گھوڑا بکلا کے مسلمانوں کے لشکر

۱۔ ایک نسیمی تازیادہ ہے کہ وہ دم ہی وقت چھا گیا۔ اللہ علیہ الصواب۔ صحت

میں لے آئے اور اپنے بیٹے کے سروں کے پھر میدان کی طرف چھ اور چپٹے شیروانیوں کے منہ پر ملے آ رہے ہو گئے۔ وہاں سے مجھ کو بڑا دکھ ہوا۔ آئے اور یہاں قوت آزمائی کر کے قلب پر آ چکے۔

اس کے بعد حضورؐ کو مجیز کر کے نصرانی عربوں کی طرف ۲۷ سے اور ان کے چند سواروں کے گھاتات انار کے لیل میں مبارک خانہ لگانے گئے۔ جیل میں ہم غسانی جہاد میں غسانی کا کام کی ایک ذرا جس کے نیچے تاج کی زبوں سے ایک ذرا تھی لیکن رہا تھا اور جس کے سر پر تاج جیہا چکے، وہ ایک خود تھا جو عادی نسل کے گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے مقابلے کے لئے نکلا اور کہنے لگا تم کس قبیلہ سے تھیں؟ کہتے ہو۔ آپ نے فرمایا۔ وہی سے اس نے کہا تم اہل قرابت میں سے ہو اپنی جان پر رحم کرو اور اس موقع کو چھوڑ کر اپنی قوم کی طرف ہی لوٹ جاؤ۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھے خدا دیا کہ میں فلاں شخص اور فلاں قبیلے سے ہوں۔ اب تو مجھے تاکہ تو کس عربوں میں سے اس نے کہا میں غسانی سے ہوں اور ان تمام کا سردار ہوں میرا نام جیل میں اسم غسانی ہے تم نے جب اس سردار کو شجاعت میں جو چیز اور باہان کی نظیر تھا نقل کر دیا تو میں نے سمجھ لیا کہ تم میرے برابر ہو۔ یہ سمجھ کر وہ تمہیں دیکھ کر میں تہجد کی طرف نکلا کہ تمہیں قتل کر کے باہان اور ہرقل کے دربار میں سرخ روئی اور ہیرہ مندی حاصل کروں۔ آپ نے فرمایا حیرا اپنی قوم ان کی شدت اور ذلیل ذلیل بیان کرنا سوائے مل جانا۔ جو مخالف ہیں ان سے بھی زیادہ اشد اور ظالموں کے ظلم کا مزہ چکھانے والے ہیں۔ رہا حیرا یہ کہنا کہ میں اپنی بھی ٹھوکی کو تیرے قتل سے خوش کروں گا۔ سو میں بھی چاہتا ہوں اور میرا بھی ارادہ ہے کہ میں تجھے قتل کر کے اپنے جہاد کی سبک دہی سے اب عالمین کو خوش کرے اور وہ اب کا تھی ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے منہ کر دیا۔

اور جیل میں اسم غسانی نے بھی دیکھا مگر آپ کا ہاتھ اور چہرہ ۱۱۱۱ جیل کا دارا چاکم کر کے اور اس کی تلوار آپ کے نگوے معمر سے سوز سے نکلے کافی جلی گئی جس کی وجہ سے آپ شہید ہو کر زمین پر گر پڑے۔ جیل گھوڑا کو دیا ہوا اور دھڑلے لگا اور اپنی بہادری پر ناز اور غلبہ کرنا ہوا اور ایک جگہ گھڑے سے اٹھنے سے متعلق کو طلب کرنے لگا۔

حضرت عامر بن طفیل کے صاحب زادے حضرت جندب بن عامرؓ جو اپنے والد ماجد کا نشان لئے ہوئے گھڑے تھے۔ حضرت ابو حنیفہ بن جراحؓ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے اے ابوالاسیر! میرے والد شہید ہو گئے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ ان کا بدلہ لوں یا ان کی جگہ پاؤں۔ آپ مجھ سے یہ نشان لے کر قبیلہ دوس کے جس آدمی کو چاہیں دے دیں۔ آپ نے دو نشان لے کر دوس کے آئین اور آبی کے پیر کر دیا اور حضرت جندبؓ حسب ذیل اشعار پڑھتے ہوئے جیل میں اسم غسانی کی طرف چلے۔

(ترجمہ اشعار) میں اپنی جان کو ہمیشہ فرج کرتا رہوں گا کیونکہ میں اپنے رب کریم سے بخشش کی تمنا رکھتا ہوں۔ میں دشمنوں کو اپنی تلوار سے مارنے کی خوشی کروں گا اور جو ظالم اور مردود کو قتل کر کے دکھ دیا گا۔ جنت اور باغیخانے بہشت جنت کی رو سے ہر ایک صحیح اور صابر سے سزا ہے یہاں ہو جاتی ہیں۔

حضرت جندب بن عامرؓ کی بہادری اور شہادت

کہتے ہیں کہ جس وقت آپ یہ اشعار پڑھتے ہوئے اس کے قریب پہنچے تو آپ نے چاکر آواز دی کہ اے میرے والدہ کے قاتل! گھڑاؤ میں تجھے بھی کے عوض قتل کروں گا۔ جیل نے کہا تم اس مقتول کے کیا لگتے ہو؟ آپ نے کہا میں ان کا بیٹا ہوں اس نے کہا تمہیں اپنی اور اپنی اولاد کی جان ضائع کرنے پر کس نے ابھارا دیا ہے جو اس طرح قتل ہونے پر تے ہوئے ہو مگر لاکھ لاکھ نفوس حرام

ہے۔ آپ نے کہا اللہ تعالیٰ کے رستہ میں جان و کونوارین۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے نزدیک نہایت محبوب ہے جس کی وجہ سے غصہ انسانوں پر اسے بڑے عار و ننگ عالیہ تک پہنچ جاتا ہے۔ جب نے یہ تم نہایت کس اور بچے ہو میں تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتا۔ آپ نے فرمایا: اب اس کے پاس اپنے باپ کے غم میں مبتلا ہوں تو بھروسہ کی طرح لوٹ سکتا ہوں۔ واللہ! میں کبھی نہیں وٹ سکتا۔ میں اپنے باپ کا بدلہ لے گا یا اس کی جگہ کے پاس پہنچ جاؤں گا۔

یہ کہہ کر آپ نے غم نہ کیا۔ جیل نے بھی مل کر وہ اور اس طرف دونوں طرف ایک دوسرے کے ساتھ تھوڑا سا مڑنے لگے۔ یہاں دونوں میں کوئی اور یہی تھی اور دونوں نفسوں کی آنکھیں ان پر لگی ہوئی تھیں۔ جیل نے جب اس بچے کی شجاعت و ابرار کا یہ حال دیکھ تو سمجھ گیا کہ یہ بچہ کتنا شہرت میں جراتوں سے بدرجہا بڑھا ہوا ہے۔ یہ سوچ کر اب اقبال سے بڑے بچے کے قوم و ممالک جو اپنے سردار کو دور سے گھڑی ہوئی ان کی مدد کی تھی۔ بچے کے یہ جراتوں والے جھگڑے اور کفر و کفرانمازی کے ہمارے سردار اس بچے کے سامنے اب ہتھیار ڈالنے ہی والا ہے اور کوئی دوسری مظلوم ہو رہا ہے۔ اس لئے آپ اس میں کچھ لگی ہوئے کا جو تارے سردار سے دست و کریمان ہے نہایت شہسوار اور بہادر معلوم ہوتا ہے۔ اپنے سردار کی طرف بلاستے رہو اور جب دشمن اس پر غالب ہو جائے تو فوراً اس کی کمک اور مدد کے لئے اس کے پاس پہنچ جاؤ اور اسے زندہ و نہ چھوڑو۔

یہ کہہ کر تو مسلمانوں کے لئے آمادہ ہو گئی کہ اگر ضرورت پڑے تو ہم اپنے سردار کو بچیں گے۔ اور مسلمانوں نے حضرت ہندوب کی بہادری اور شجاعت دیکھی تو بہت خوش ہوئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ان کی یہ بہادری دیکھ کر رونے اور فریاد کرنا لوگ اللہ تبارک و تعالیٰ کے سامنے اس اپنی جان خرچ کر دیتے ہیں وہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں ایسا عالیشان اس کے اس فعل کو قبول فرمائیے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ کہتے ہیں کہ میں بھی جنگ یرموک میں حاضر تھا۔ میں نے دیکھ بن عامرؓ سے نوے دو بہادر اور شریف جنگجو جیل میں بہت شجاعت کے ساتھ لڑ رہے تھے ان کے کونٹیں دیکھا۔ دوسری بات ہے کہ جب موت آجاتی ہے تو پھر نہ بہادری کام دیتی ہے نہ کثرت اسلحہ۔ جب انہیں لڑتے لڑتے زیادہ وقت ہو گیا تو انہوں نے جیل بن اسم شجاعت کے کھار کا ایک ہاتھ مارا جس نے اسے سست کر دیا مگر جیل نے پٹ کر کھار ماری تو آپ کی دوسری اعلیٰ طاقت کی طرف پڑا اور کئی دور اس طرح حضرت یرموک میں آپ کے خواب کی تصویر پڑی اور حلق جوتی۔ جیل آپ کی لاش کے چاروں طرف گھومتے لگا اور تیسرے آدمی کے انتقال میں ہوا۔ اس کی قوم نے اسے چھ کر دیا اور کہا آپ لوٹ آئیں۔ آپ اپنا زخم انجام دے چکے۔ یہ اڑتا اور غور کرنا اور پلانا اور اپنی مصیبت کے نیچے جا کر اٹھا ہوا۔ یہاں نے اس کے پاس ایک آدمی بھیج کر اس کا شہر یہ آگیا اور اس کا بہت بخشن ہوا۔

مسلمانوں کو حضرت یرموک میں دشمنوں کے سامنے ہونے کی وجہ سے نہایت صدمہ ہوا۔ قبیلہ دوس نے آپس میں بھیج کر کہا شروع کیا ان جنتہ الجنتہ عذرا! انصار مسجد کعبہ عامر و بولہ من اعداء اللہ! لوگو! اجنتہ سامنے ہے جنت سامنے ہے۔ اپنے سردار عامر اور ان کے بیٹے کا بدلہ خدا کے دشمن سے لے لو۔ قبیلہ نزدہ جو اس قبیلے کا حلیف تھا اس کے ساتھ ہوا اور انہوں نے غسان، غم اور جہاد پر ایک ہتھکڑی کر دیا اور اشعار پڑھ پڑھ کر اپنے طریقوں کو ترجیح کرنے لگا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کو غلبہ کر کے فرمایا تو کہو: بچے رب کی مغفرت اور جنت کی طرف چلے میں جہد کرو اور جنت خیم میں جہاں خودی نہ ہمارے ملاقات کے لئے منتظر ہیں جلدی پہنچو۔ اللہ تعالیٰ نے نزدیک اس وطن سے زیادہ محبوب وطن اور کوئی نہیں ہے۔ یاد

رکھو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے صابرین کو ان کے غیر پر اسی وجہ سے تعلیلت بخشی ہے کہ وہ ان کی مخرج سرکوں میں شامل نہیں ہوتے۔
قوم اذ نے یہ نہ کر قبیلہ دوس کے افراد کو کے اور تیزی کے ساتھ حصہ کیا اور ان کا شمار اور قبیلے کی نشانی اور علامت یہی الفاظ تھے
الجنة الجنة۔

جنگ یرموک میں مسلمانوں کا شمار

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے مولا بن محمد نے عفا میں مراد سے روایت کی ہے کہ میں نے چند آدمیوں سے
ورفت کیا کہ جنگ یرموک میں سے مسلمانوں کے لشکر کا شمار کیا اور ان کی خاص بیچان کیا تھی؟ انہوں نے کہا کہ حضرت ابو عبیدہ
بن جراحؓ کا شمار غلامت امت اور قبیلہ عس کا یا آل عس یا آل عس اور اہل یمن کا جس میں ہر فرقہ کے لوگ شامل تھے ہا
انصار اللہ یا انصار اللہ اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور آپ کے لشکر کا یا حزب اللہ یا حزب اللہ اور دوس ج کا یا اہل اللہ
یا اہل اللہ اور حیر کا الفتح الفتح داعم اور مسکامسک کا الفصیر الفصیر اور بنی مروان کا یا نعم اللہ النول یا نصر اللہ النول
اور یہ تمام کے تمام جنگ یرموک میں مسلمانوں کے شمار میں تھے۔

کہتے ہیں کہ جب قبیلہ دوس نے حملہ کیا تو اس کی متابعت اذ نے بھی کی اور یہ ضرانی عربوں کی طرف بڑھے اور حمزہ اور
ہو گئے۔ چنانچہ ان سے صلیب کو چھین لیں۔ یہ سوچ کر ان کو چڑھتے چھڑتے صلیب تک پہنچ گئے اور وہیں پہنچ کر ایک مسلمان نے
اس نصرانی کو جو صلیب لے رہا تھا، یہاں بیڑ ہمارا کہ وہ کہہ کر صلیب الہ کر زمین پر آ رہی ہے۔ نصرانی عرب صلیب کو کترتے رکھ کر
مسلمانوں کی طرف تیزی سے بڑھے اور چپا کہ پھر اسے واپس لے لیں مگر وہیں اور دوسوں نے مار مار کر ان کا تاس کر کے رکھ
دیا۔ وہی اور اذلی چونکہ سیاہ شتر کے سفید گل کی قسمت رکھتے تھے ان کے بھی چند آدمی شہید ہوئے اور وہ ان کے سچ سے گل کرانگ
ہو گئے۔ خسانوں نے صلیب کے حامل کرنے کے اور وہ سے پھر تلہ بنی اور اب اس قدر تمہارا کارن پڑا کہ ایک عفت کثیر نقل
ہو گئی۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے باشم بن ماعر اور ان سے جویرث اور ان سے ناخ بن جہیر اور ان سے عبد اللہ بن
ہلالؓ نے بیان کیا ہے کہ میں جنگ یرموک میں شامل تھا۔ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد وہاں پچیس ہزار تھی۔ ابن جویرث اس تعداد کو
میں نے خاصہ ہونے اور کہ میں نے یہ روایت تم سے بیان کی اس نے غلط بیان کیا بلکہ مسلمانوں کی تعداد یرموک میں اکتالیس ہزار تھی
اور یہ میں نے معتبر راویوں سے سنا ہے۔

واقعی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے زیادہ مستر ہے کیونکہ جنگ اجداد میں مسلمانوں کی تعداد اکتالیس ہزار تھی اور اس
کے بعد پھر بھی ملک بڑی تھی۔

عبد الحمید سبیل رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہیں اور دوسوں نے مشرکین پر حملہ کیا تو ان کی صفیں
کی صفیں ہلا کر رکھ دیں اور نہایت قلت کی موت مارنے گئے۔ مشرکوں نے بھی ایک زبردست حملہ کیا جس سے مسلمانوں کے بھی

۱۔ شہداء میں شامل اور علامت کو کہتے ہیں کہ جس کے سبب ایک دوسرے کی بیچان اور تیز کر لے۔

۲۔ چھپے کہ اس کا لفظ الجنة لفظ تعالیٰ کے لئے ہے کہ وہ بھی اذ کا اور رحمت

یہ اکھڑ گئے اور اپنے مورچے کو چھوڑ کر ادھر ادھر پھرنے لگے۔ حضرت غیاث بن غم اشعریؓ کے ہاتھ میں مسلمانوں کا نشان تھا یہ نشان نے ہوئے بھاگ پڑے۔ مسلمانوں نے انہیں آواز دی اور کہا کہ فوج کا ثبات اور اس کا ثابت قدم رہنا اس کے نشان پر موقوف ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نشان لینے کے لئے ان کی طرف دوڑے اور ان دونوں نے اس کے حاصل کرنے کی مسابقت کی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ پہلے پہنچے اور انہوں نے غم لے کر لڑا شروع کر دیا۔ اور اس وقت تک برابر لڑتے رہے۔ جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کے ہاتھ سے دو میں کو شکست نہ دی۔ جنگ یرموک کا تیسرا دن مسلمانوں پر نہایت سخت آیا اور اس میں مسلمان تین دفعہ شکست کھا کے بھاگے مگر ہر مرتبہ خواتین اسلام نے جو ہیں اور پھر بار بار گراؤ لڑکوں کو دکھلا دکھلا کر انہیں لڑائی کی طرف فرمادیا۔ میدان کارزار اور اس طرح لڑائی کے فیصلے اکھڑا ہوا۔ حتیٰ کہ آفتاب نے شہیدوں کا رنگ اختیار کر لیا۔ آسمان نے خون شہداء پر تاروں کی چادر ڈال دی اور گھنہ دنیا پر ایک نیا منظر پیش ہو گیا۔ مشرکین جن کی اکثر جمعیت تھی یہ بھی کئی رات ہونے پہنچنے زبردوں کی طرف لوٹے اور اٹھیا ہر ہندی میں رات گزارنے لگے۔

مسلمان جن کا کہ نقصان ہوا تھا مگر جو تیرہوں سے البتہ زیادہ زخمی ہوئے تھے یہ بھی اپنے خیموں کی طرف چلے اور دوسروں کی طرح اسطو بندی رہے۔ انہیں سب سے پہلے لاز کا ٹکڑا ہوا چٹا ٹیچا انہوں نے سب سے اول بار گھونٹا اور اس کی حاضری دی۔ پھر زخمیوں کی مرہم پٹی کی۔ حضرت امیر مدینہ بن جراحؓ نے انہیں دو نمازیں ایک ہی ساتھ پڑھائیں اور فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائے، تمہیں اور جزائے غیر محبت فرمائے، جس وقت تم پر کوئی مصیبت نازل ہو تو رحمت کا انتظار کیا کرو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے مصیبت کے بعد ضرور نازل ہوتی ہے اب آگ روشن کر لو اپنی حفاظت رکھو اور عبیر الجلیلؓ کے خمرے کاغے رہو۔

یہ کہہ کر آپ مکرے ہوئے حضرت خالد بن ولیدؓ کا ہاتھ ہاتھ میں پکڑا اور زخموں کو کش کر کے ان کی مرہم پٹی خود اپنے ہاتھ سے کرنے لگے۔ یہ دونوں حضرات لوگوں کو تسلی دینے اور فرماتے جاتے تھے کہ لوگو! تمہارے دشمن بھی تمہاری طرح دین و دھرم اور دودھ دہل میں مبتلا ہے اور تم اللہ تبارک و تعالیٰ سے اس چیز کی امید رکھتے ہو جس کی انہیں کوئی امید نہیں ہے۔ اسی طرح یہ دونوں حضرات تمام رات لوگوں کے خیموں اور دروگاہوں میں مرہم پٹی کرتے اور دلاسا دیتے پھرتے رہے حتیٰ کہ صبح نے آ کر ان دونوں کے کھٹ کو کم کیا۔

کہتے ہیں کہ جس وقت مدنی میدان سے ہٹ کر یرموک میں پہنچے تو باہان نے تمام سرداران لشکر اور افسران فوج کو جمع کیا اور انہیں بڑے درجہ دلجوئی کے کہنے لگا میں جانتا ہوں کہ تمہارا یہ یہی حال ہو جاتا ہے اور تمہاری بزدلی خوف اور بے مہرگی میں ٹھگی مخرجوں کے مقابلہ میں اور زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ انہوں نے اس سے سختی کی کہا کل ہم ان سے دل کھول کر لڑیں گے۔ ابھی تو ہمارے بہت سے شہسواران کے مقابلے کے لئے نکلے تک بھی نہیں کل ہم ان کے چھے چھڑ دیں گے اور کل کا میدان آپ دیکھیں گے کہ ہمارے ہاتھ ہی رہے گا۔ باہان کا یہ سن کر غصہ غشا ہوا اور اس نے انہیں غم سے یاد کر دکھانے کے لئے باطل تیار ہیں۔

دونوں فریقوں نے رات بھر اپنی اپنی حفاظت کی۔ رومی چونکہ کثرت سے قتل ہوئے تھے اس لئے ان کے دل میں مسلمانوں کا رعب چھو گیا اور وہ رات بھر قریش رہے۔ مسلمان اپنے دین و قوم اور دین و وطن کی خاطر قوی دل رہے اور ان میں کسی طرح کا ضعف محسوس نہیں ہوا۔

مسلمانوں کا لڑائی کے لئے تیار ہونا

کہتے ہیں کہ جس وقت مسیح ہوئی تو حضرت ابوسعید بن جراحؓ نے نماز پڑھائی۔ ابھی چوٹی طرح مسلمانوں نے نماز سے فرست بھی نہیں حاصل نہیں کی تھی کہ صلیبیں لارو دیوں کے نکالتے جو چہرے کے کھنوں اور من کے درختوں کی تعداد میں تھے نظر آئے اور اس شان و شوکت کے ساتھ آئے پڑھے کہ گویا وہ ابھی تازہ دم ہیں اور کسی دشمن سے اب تک ان کا مقابلہ بالکل نہیں ہوا آ آ کے میدان میں مضل حرب ہوئے نکلیں اور شکر قریب سے کھڑے ہوتے تھے۔ بابائے کائنات اسی نینے پر جہاں کل تھا آج بھی نصب کیا گیا۔ جاگ و چڑائی کے منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھتا رہے۔ اس نے حکم دیا کہ لشکر بالکل تیار ہو جائے اور تاکہ مسلمان پیش قدمی نہ کریں اس وقت تک ان پر حملہ نہ کیا جائے۔ چنانچہ یہ صف بندی کر کے اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو گئے۔

افواج اسلام کے سرداروں نے جب دوسووں کو میدان کی طرف اس طرح پیش قدمی کرتے دیکھا تو ہر سردار نے اپنی مانت فوج کو وادہ دی اور قتال کی ترغیب دے کر جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ مسلمان سیدھے نماز سے فارغ ہوئے کھڑے ہوئے کی طرف دوڑے۔ ہتھیار لگائے اور گھوڑوں پر سوار ہو کر اپنے سردار کے جھنڈے کے آگے کھڑے ہوئے۔ ہر سردار نے اپنا چلنا دوڑنا بھڑ میں کیا۔ اور اپنی فوج کو نصیحت کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کے نازل ہونے کا یقین دلایا۔

حضرت ابوسعید بن جراحؓ نے صفوں کے بیچ میں ایک چتر لگایا اور جہاد کی نصیحت ان کے ذہن نشین کرانے ان چیزوں کی طرف جو باری تعالیٰ علیہ دینے مجاہدین صابریں کے لئے تیار کی ہیں توبہ دلائی اور عربی سعید بن سعید بن عبداللہ انصاریؓ تو مال قیمت عورتوں اور بچوں کی حفاظت کے لئے ہامو کیا۔ یہ لیل پر سعید بن عمرو بن نفیل کو مقرر کیا۔ قوم مرید اور انصاری کے چائے سوتیر اعداؤں کو میدان اور چائے سو کو سیر اور چائے سو کو قلب پر متعین کر کے ان تمام کے پاس گھومے اور فرمایا آپ لوگ اپنی اپنی جگہ کھڑے رہیں۔ اگر دشمن ہماری طرف بلائے تو تیراں سے آپ ان کا جھڑا کر کے دکھ دیں۔ اللہ بزرگ و برتر کو خبر چلائے وقت یاد کر لیں اور اس بات کا وہ بیان تبھی کہ تیر مشرق ہو کر نہ نکلیں بلکہ تمام تیر ایک ہی کون سے نکلتے ہوئے دشمن کی طرف کرتے نکلے آئیں۔ اگر رومی خود تم پر حملہ آور ہو جائیں تو تا وقتیکہ میں کوئی حکم نہ دوں اس وقت تک براہ راست اپنی جگہ آپ حضرت کھڑے رہیں اور اپنی بھرادر اور نہ سرکس۔ یہ حضرات حسب حکم کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابوسفیانؓ اپنے صاحبزادے حضرت بزیہؓ کے پاس جن کے ہاتھ میں اس وقت علم تھا اور جو اپنے ساتھیوں کے سردار میدان کا رزدار کے لئے تیار ہو رہے تھے آئے اور فرمایا جیلا! اگر تم نے نیک کام کیا تو اللہ تبارک و تعالیٰ تمہارے ساتھ نکلی کریں گے تم تقویٰ اور صبر کو اپنے اوپر لازم کرو اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے جتنا ہو سکے دوتے رہو۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے دین یمن اور حضور سرور عالمؐ کے شرع شیخ کی مدد و اعانت کرو۔ یہ صبری اور خوف سے طمہ دار ہو۔ وہ بد نہ رہے جو کچھ حضورؐ کو یاد ہے و ضرور ہو کر ہے گا۔ اپنے ساتھیوں کے ساتھ اولو العزم کو لوں کا سا صبر کرو۔ اس وادی پر سوک میں ہر شخص صبری چار داڑھی سے ڈالا ہے۔ یہ یاد رکھو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہیں شکست کھا کے بھانٹا ہوا نہ دیکھیں اس سے بالکل بچتے رہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کے غضب کی طرف نگاہ نہ کرو۔ حضرت بزیہؓ نے کہا انشاء اللہ تعالیٰ میں حتی الامکان جہاں تک میری طاقت و دست میں ہو گا صبری کروں گا۔ میں اللہ بزرگ و برتر سے استعاذ کرتا ہوں کہ وہ میرے یمن و مددگار ہوں۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے نشان کو حرکت دی۔ اور ساتھیوں کو بلا یا اور جردوی ان کے متعلق تھے ان پر جا کر۔

رہیں نے بھی اور سے جواب دیا اور اس طرح ایک عظیم محرکہ برپا ہو گیا۔

حضرت بزرگوار بن ابوالخیرؒ برابر لڑ رہے تھے حتیٰ کہ انہوں نے دشمن کے چنگل چھوڑ دینے ان کی فوج بھی اٹھائے دستہ میں بٹکا ہوئی۔ ان کی جنگ فوج کے قلب کی جانب سے تھی یہی اس طرح جہاں مروی اور دیر لڑی و کھلا رہے تھے کہ ایک مروی جہاں نہایت سخت ذلیل و ذلیل کا تھا ایک تیرہ ہاتھ میں لئے ہوئے جس میں ہونے کی ایک سلیب جڑی ہوئی تھی دس ہزار روپیوں کو لے کر نکلا اور مسلمانوں کے سینہ کی طرف جہاں حضرت عمر دین عالمؒ اور آپؐ کی فوج مقرر تھی چلا اور حملہ کر دیا۔ مسلمان حملے کی تاب نہ لا کر پیچھے مڑے اور اتنے بڑے دشمن کے لاکھ لشکر جو سینہ کے قریب تھا کھسکا چلا گیا۔ حضرت عمر دین عالمؒ اور آپؐ کے ساتھی لوگ لوٹ کر حملہ کرتے تھے۔ کبھی آئے بڑھ جاتے اور کبھی پھر واپس آتے پر مجبور ہوتے تھے حتیٰ کہ مروی ان پر غالب آئے اور ان کے میدان کو صاف کرتے کرتے اس نیلے رنگ جس پر خواتین اسلام بیٹھی ہوئی تھیں۔ مسلمانوں کے پیچھے جاتے بھانے چلے گئے اور اس نیلے کو گھیر لیا۔ ایک انصاری عورت نے یہ دیکھ کر جتنا شرم کیا کہ کہاں اسلام کی حمایت کرنے والے اور کہاں ہیں وہیں کی امانت کرنے والے؟

کہتے ہیں کہ حضرت زہیر بن عوامؓ جو تک آتش جہنم میں جلتا تھے اس لئے علاج کی غرض سے اپنی زوجہ محترمہ حضرت اسماء بنت حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ جس وقت آپؐ نے اس انصاریہ کا جتنا سنا حضرت اسماءؓ سے فرمایا یہ عورت کیوں بیچ رہی ہے؟ اور کہاں ہیں وہیں کے مددگار اور کہاں ہیں مسلمانوں کے طرفدار کیوں کہہ رہی ہے؟

حضرت عمر فاروقؓ نے ان سے کہا یا ابن عمر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مسلمانوں کا سینہ مطلوب ہو گیا۔ اور وہیں نے یہاں تک پہنچ کر کہیں گھیر لیا۔ یہ انصاریہ یا مدینہ پہنچ کر رہی ہے۔ آپؐ نے فرمایا نہ اکی قسم! وہیں کا مددگار میں ہوں۔ مجھے ایسے وقت میں اللہ تبارک و تعالیٰ بیٹھے ہوئے نہیں دیکھیں گے۔ یہ کہہ کر آپؐ نے اس کیزے کو جواب کی آغوش پر چڑھا ہوا تھا انار کے پھینک دیا۔ گھوڑے پر سوار ہوئے چھوٹا تیرہ ہاتھ میں لیا اور یہ الفاظ کہتے ہوئے کہ میں ہوں زہیر بن عوامؓ میں ہوں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بھونچھی کا بیاد روپیوں پر حملہ کر دیا۔ آپؐ یہ کہتے جاتے تھے اور روپیوں پر تیرے کے گھر پر ہاتھ اڑاتے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ آپؐ نے انہیں ہارنے مارنے پاؤں لوٹنے پر مجبور کیا اور ان کے گھوڑے اپنی دوسوں کے گل پیچھے بٹھے گئے۔ حضرت ایوبؓ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ حضرت زہیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جزائے خیر عطا کر لیں آپؐ نے تنہا بغیر کسی کی مدد کے تمام روپیوں کو ہسپا کر کے رکھ دیا۔ حتیٰ کہ مروی اپنے منکر تک بیٹھے چلے گئے۔ حضرت عمر دین عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپؐ کے ساتھی پھر اور پھر سے اور حضرت عمر دین عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے جاتے تھے کوٹو کوٹو جنت سامنے ہے جنت سامنے ہے جزم و احتیاط سے کام لو اور اے اہل اسلام مہر کر دو۔ یہ کہتے ہوئے آپؐ کے ساتھیوں اور آپؐ نے پھر حملہ کیا اور کھست افغانے کے بعد روپیوں کو ہٹا کے رکھ دیا۔

واللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ ہر ہر آدمی نے ازمن کی تین ہزار جمعیت کے ساتھ حضرت عمرؓ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حملہ کیا۔ آپؐ کے ساتھی حملہ کی تاب نہ لا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور آپؐ کے پاس سوائے آپؐ کی قرام کے پانچ سو آدمیوں کے اور کوئی نہ رہا۔ آپؐ اور انہوں پر حملہ کرتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے یا اہل اسلام! کیا

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آواز دی۔ انہوں نے آواز سنتے ہی اپنی بحیثیت کے ساتھ حملہ کر دیا اور اس طرح آواز میں لگائے لگا۔ لا الہ الا اللہ یا مسعود است امت یا نصر اللہ انزل۔ آپ یہ کہتے جاتے تھے اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ ردیوں کو قتل کرتے جاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مدد حضرت مسلمانوں کے لئے وقف کر رکھی تھی اور مسلمان بڑھ بڑھ کے ردیوں کو مار رہے تھے کہ دفعۃً انہوں نے کہنے والے کی آواز سنی کہ جو کہہ رہا تھا یا نصر اللہ انزل یا نصر اللہ اقرب ایہا الناس للعلات للعلات اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد نازل ہو اللہ جل جلالہ کی اعانت قریب ہو۔ لوگو! ثابت قدم رہو! ثابت قدم رہو۔ حضرت عامر بن سلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس آواز دینے والے کی طرف غور کر کے دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں جو اپنے بیٹے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نشان کے نیچے ہیں۔ تمام سرداران افواج اسلامیہ نے ردیوں پر تکی کے ساتھ حملہ کیا اور نہایت بے پکاری کے ساتھ لڑے۔ ردیوں میں زخمی ہونے والوں کو ان سے زیادہ کوئی اہمیت قدم نہیں تھا۔ جس وقت مسلمان ان کے پاس پہنچتے تھے خود اپنے مورچے پر نہایت اشتغال کے ساتھ ڈالے رہتے تھے اور حملہ آوروں کو بچھے نہ دیتے تھے۔ رومی تیر اندازوں کی تعداد ایک لاکھ کی جرقوم زمین کے کلب میں بیٹھے ہوئے تھے اور جس وقت پہل کر حجر اندازی کرتے تھے تو سورج ان کے تیروں میں چھپ جاتا تھا۔ اگر خداوند تعالیٰ کی مدد و نصرت مسلمانوں کے شامل حال نہ ہوتی تو مسلمان یقیناً ہلاک ہو جاتے۔ مگر مسلمان نہایت خوش فوجی اور سردار کی حالت میں داخل ہوئے اور ردیوں کا احوال جان ان سے کہیں زیادہ جانتا۔

حضرت ذوالکلاع حمیریؓ کی ایک گھبرو کے ساتھ جنگ

کہتے ہیں کہ وہی گھبرو جس میں سے سان کے پورے کی طرح کا ایک گھبرو سنہری زہر پہنے اور طعانی خود جس میں سونے کے جزاؤں کی ایک سیلیب لگی ہوئی تھی لگائے ہوئے نکلا۔ یہ ایک عمدہ گھوڑے پر جس کے ہار پہ ہے کی ایک زبردستی ہوئی تھی سوا تھا تھا میں بڑھا اس نے نکلنے ہی گھوڑے کو ایک چکر دیا اور خود کو میدان میں ظاہر کر کے اپنے لئے غریب کو طلب کرنے لگا۔ مسلمان اس کے ذیل اول اور حماست کو دیکھنے لگے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا مسلمانو! اس کے قتل و حماست سے نہ ذرہ بہت سے لیے ترنگوں کا دل چڑا کر دل سے بھی چھڑا ہوا ہے تم میں سے کون شخص اللہ تبارک وتعالیٰ کی استانت کے مجرورہ پر اس کے مقابلہ میں نکلے گا؟

یہ سن کر اہل عرب کے غلاموں میں سے ایک سیاد بیل غلام ہاتھ میں تلوار اور زہر حال لئے ہوئے اس کی طرف چڑھا اور جب اس نے اس گھبرو کے قریب ہونے کا ارادہ کر لیا تو اس کے آقا (مالک) یعنی حضرت ذوالکلاع حمیریؓ نے اسے آواز دی اور جس جنت و دولت کے آپ کے پاس آگیا تو آپ خود اس گھبرو کی طرف بڑھے۔ آپ ایک نہایت شجاع اور بہادر شخص تھے۔ آپ نے گھوڑے کو چکر دے کر اس کے گرد گھومتا شروع کیا۔ گھبرو بھی ٹکونے لگا۔ یہ دونوں چونک نہایت عمدہ نیزہ بازی تھے۔ اس لئے نیزہ بازی کرنے لگے اور اس قدر نیزہ بازی کی کہ نیزوں سے شرابہ اٹھنے لگے۔ آخر بازو دست پڑ گئے اور یہ دونوں حریف ایک دوسرے سے گھبرو کے لئے ہاتھوں کے پھر بڑھے اور تلواریں نکال نکال کر ایک دوسرے پر پل پڑے۔

حضرت ذوالکلاع حمیریؓ نے اس کے ایک تلوار مادی جو ابھی پڑی۔ اور حریف نے آپ کے ایک ہاتھ مارا۔ دشمن کا بازو

چونکہ قوی تھا اس لئے محمود زور سے پڑی اور زحال، میرا اور کچھ دوس کو کاٹتی ہوئی آپ نے ہائیں بازو کوڑھی کر لی دلی گئی، زخم کاری لگا اور ہاتھ بے جھرجھک رہ گیا۔ آپ نے جس اہستہ اپنے ذہم کو زور دیا رکھا تو محمود نے کومسل غصے کے لشکر کی طرف سر پٹ، اذان دینا، ٹھہر دینے آپ کو اس میں بھانگ کر دیکھ کر اپنے گھوڑے کو امانت پلائی اور تعاقب کرنا جو آپ کے بھیجے چلا۔ آپ کا محمود اپنے کتبہ بجاویت تیز تھا اس لئے آپ مسلمانوں کے لشکر میں آٹھلے ہوئے۔ خونِ دہم سے نور سے کی طرف سے چھوڑ دیا، باقی قوم جیسے کے شہسوار، آپ کے پاس جمع ہوئے اور کہا سرور اور کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا بہادران جیسے لڑائی میں اٹھیں دامن اور ان کی مصلوبی پر بھروسہ نہ کرو۔ بیشک اللہ عزوجل کی ذات پاک پر جنت میں تو کھلی تیار کرو۔ انہوں نے کہ سرور کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے اپنے اس شاہ کے پاس زور دیا دیکھ کر زور سے شہادت کے اسے داپس بلا لیا تھا اور میں نے اپنے دل میں خیال کیا تھا کہ میں گھوڑے پر سوار بھی ہوں، زور دیا اور وہ مصلوب بھی میرے پاس موجود ہیں اس لئے اس کے بجائے اس کے مقابلہ میں میں لظون۔ تحریر سے ساتھ جوتھ مدد پیش آؤ تو خود دیکھ ہی رہے ہو۔ اس سے پہلے بھی کئی جھجھکیاں، زخم نہیں لگا تھا۔ اس کے بعد قوم میرے آپ کا زخم پانچ حدویں اور آپ اپنے نکات کے نیچے جیسے آپ ہی کی قوم کا یہ شخص اٹھائے ہوئے تھا کھڑے ہو گئے۔

اس کے بعد آپ نے اپنے قبیلے کے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا معاشرہ الحیر اگر تمہارا سرور زخمی ہو کر واپس آیا مہیا تو کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں ہے جو اس کا بدلہ لے۔ یہ سن کر ان میں سے ایک شہسوار جو تین بیٹے اور بیٹی بھی ہوئی تھ، سترہ گتھ آگے بڑھا اور لیرا گھوڑے کو آگے لگا، اس ٹھہر کے پس پیچا اور ایک پھر کے کے بڑے کا ایک ایسا ہاتھ دیا کہ وہ زمین کے سینے میں پڑ ہوتا چلا گیا، حریف کو اور اس کی دھڑلے سے لگے کی کوئے میں بچا گئی۔ میری سرور نے گھوڑے سے اتار کر اس کا سامان اتار دیا، چار عسکراریوں کے ایک جھونڈے سے اسے اتار کر اس پر حملہ کر دیا۔ جس کی وجہ سے میرا کپڑا شہسوار گھوڑے سے نازر کا لگا گھوڑا بڑھانے ان کے مقابلہ میں آیا اور انھیں مار مار کر بھیجے لو دیا۔

اس کے بعد یہ میری شہسوار اس مقتول گھرو کے پاس آیا اور اس کا سامان اتار کے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں پیش کر دیا، آپ نے دوا کی گود سے دیا۔ اس نے اپنی قوم کو اسے پر لکھا اور خود پھر تھوڑا بڑھ کے میدان کی طرف چلا۔ ایک دوسرا آدمی اس کے مقابلے میں آیا، غصے نے فوراً اس کو قتل کر دیا۔ میرا عرف بھی آیا، وہ بھی قتل کر دیا گیا چوتھا شخص نکلا۔ جس نے اس میری شہسوار کو شہید کر دیا اور چار گھوڑے سے اتار کر میری کا سب اتار لے کر انھارے کے حیرانہ دلوں میں سے ایک شخص نے اس کی شہت، نہد کے تین تیر مار کر اس کے سینے میں گھسٹا چلا گیا اور اس طرح یہ وہی بھی جی اللہ، اسٹر ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ رومی پر دیکھ کر سخت پریشان ہوئے اور مسلمانوں کی جماعت سے ڈرنے لگے۔ بعض سرور ان سے بعض کو آواز دینی شروع کی، یہ سردار جو اس حیر سے مارا گیا تھا رویوں نے نزدیک بہت مرتبہ کا آدمی تھا۔ بلکہ کہتے ہیں کہ یہ والی، ہلر تھا۔ سرور ان اور پھانہ کی یہ گھبراہٹ، کچھ کر باہان نے انھیں تسکین دی۔ ملک ان جس کا نام عربوں کا تھا پانچ زور اور حیر سے کپڑے پہنے کر میں جوابات کا مرتبہ پکا۔ نہ آگے بڑھا اور دونوں صوفیوں کے درمیان میں گھوڑے کو چکر دے کر خود کو غار کرتے لگاوا۔ کہنے لگا کہ میں والی لائن ہوں میرے مقابلے کے لئے کوئی سرور ہی نکلے۔ حضرت شریک میں سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب وحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آتھ میں اسلامی پر بلے زور پہنچے اور اس کے اوپر چڑھے کا سر بند (چٹا) ہاتھ سے بڑھ گھوڑے پر سوار ہو کے اس کے مقابلہ میں لگے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے وہ دہشت فرمایا۔ یہ کون شخص مقابلہ کے لئے نکلا

ہے۔ کہا کیا حضرت شرمیل بن حسنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ آپ نے یہ سن کر ان کے پاس کھل بیٹھا کہ نشان کسی آدمی کے جسے تم چاہو پورا کر کے پھر میدان کی طرف بڑھو۔ حضرت شرمیل بن حسنہ نے یہ سن کر اپنی قوم کے ایک شخص کو دو نشان دے دیا اور فرمایا تم اسے لئے ہوئے میری جگہ کھڑے رہو۔ اگر پکا خبر میرے اوپر نہ آئی ہو گی تو اسے حضرت ابو سعید بن جریجؓ کے سپرد کر دینا کہ وہ جسے چاہیں اسے حمایت کر دیں اور اگر میں لوٹ آیا تو میں آ کر تم سے ملے تو ان کو۔ یہ کہہ کر آپ حسب ذیل اشعار پڑھتے ہوئے اسی کی طرف چلے۔

(ترجمہ اشعار) میں دشمنوں کے ہاتھ لڑائی اور پر غریب حملہ کر دینا کا بیڑہ اپنے والے سے بیخبر سے لے کے ساتھ اسے چھٹی حد تک کرنا بغیر روم کے واسطے آئے کی اور تمام رومی اپنے اپنے شہروں میں بھاگتے ہوئے گئے۔

حضرت شرمیل بن حسنہؓ کی لڑائی اور حضرت ضرارؓ کی نصرت

کہتے ہیں کہ حضرت شرمیل بن حسنہؓ کے ہمراہ اشعاران کے حریف نے بھی سے مگر چونکہ عربی کی کم جانتا تھا اس لئے انہیں سمجھ نہ سکا اور پوچھنے لگایا عربی تم نے یہ کیا پڑھ ہے؟ آپ نے فرمایا میں نے وہ کلام پڑھا ہے جو اہل عرب لڑائی کے وقت پڑھا کرتے ہیں تاکہ ان کے دلوں میں شیعہ امتیاز کا جذبہ ہو جائے اور جو کچھ ہم سے ہمارے ہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ تبارک و تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اس کا احوال دلوں میں رائج ہو جائے۔ اس نے کہا تمہارے یہی کرب کی زبان سے کیا وعدہ کیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ ہمارے لئے زمین کے طول اور عرض میں فتح دیں گے اور ہم شام، عراق اور خراسان کے مالک ہو جائیں گے۔ ترک خزاں اور لون سے ہم زمین کے اور وعدہ تبارک و تعالیٰ کی نصرت و اعانت سے ان پر فتح ملے اور غلبہ ہو جائیں گے۔ اس نے کہا تبارک و تعالیٰ عالم کی کئی حدوں میں فرماتے اور تم ہم پر ظلم کرتے ہو اور جس چیز کا تمہیں کچھ حق نہیں ہے اس کو ہم سے مانگتے ہو۔

آپ نے فرمایا: ایسا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہی کا حکم دیا ہے۔ زمین کے عقلی مالک اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہیں وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہیں اس کا وارث بنادیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم کچھ عربی زبان جانتا ہے۔ اگر تو عبادت صلیب سے توبہ کر کے دین اسلام میں داخل ہو جائے تو اہل جنت میں شامل ہو جائے اور تیری روح سعادت کو قبول کرے۔ اس نے کہا میں دین کا کوئی نہیں چھوڑ سکتا کیونکہ یہی دین حق ہے۔ آپ نے فرمایا یہ نہ کہہ کر تباہی علیہ السلام معبود ہیں اور نہ اس بات کا فقیہ وہ کہہ کہ وہ مصلوب یا مشغول ہیں بلکہ یہ جہان و تعالیٰ نے جب تک چاہا زمین پر زندہ رکھا اور بحران کو آسمان کی طرف اٹھا لیا اس نے کہا میں اپنے قول میں کسی طرح نہیں بھٹکتا۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی گردن سے صلیب کو اکالا لٹا کر آسمان پر دکھا پورا دیا اور استقامت طلب کرنے لگا۔ آپ کو یہ دیکھ کر بہت غصہ آیا اور فرماتے لگے۔ کیجئے! تم پر تیرے ساتھیوں پر اور ان کو توں پر جو تیرے اس قوم میں بہنو ہیں نصرت دینے کہہ کر آپ نے اس پر حملہ کر دیا۔ اس نے بھی آپ کے شیعہ کا جواب دیا اور دونوں عداوت میں عربی لڑنے لگے۔ دونوں نے کھوڑوں کو بیکر دیئے۔ دونوں فریقوں کی آنکھیں ان کا ترشہ دیکھتے نہیں۔ مسلمانوں نے حضرت شرمیل بن حسنہؓ کے لئے دعا کرنی شروع کی۔ آپ نے جب حریف کی شدت اور سختی دیکھی تو شکست خوردہ لوگوں کی طرح میدان سے بھاگے۔ دشمن نے آپ کا تعاقب کیا۔ آپ نے کچھ دور جا کر کھوڑے کو آہستہ آہستہ کیا اور جب سمجھ لیا کہ اب دشمن بالکل خرب آگیا ہے تو ایک دم کھوڑے کی

باگ بکیر کر خیر و بد تمھ میں نے کر پھرتی کے ساتھ اس کے سینہ پر خیز مارا مگر دشمن نے وار خالی دیا اور ہاٹل صبح و ساءم رہا اور کہنے لگا
 حق شر المرب تمھوں کو درخوب و نیک چھوڑے۔ آپ نے فرمایا ہے وقت: کیا تو نہیں جانتا کہ تو مجھے ہی کام حرب ہے اور حرب
 ہی اس کی اصل ہے۔ اسی نے کہ پھر نہیں اس تمہارے کرنے کا کیا فائدہ دیا۔

کہتے ہیں کہ یہ سہرہ پھر دونوں حریف جنگ کے فٹون آفکار کرنے گئے اور یہاں تک لڑے کہ دونوں کی تلواریں بے کار ہو
 گئیں اور ان کے فوٹ چانے کے بعد یہ دونوں بہت بری طرح آپس میں پٹ گئے۔ شتر کہ چونکہ نہایت عظیم الجذہ تھا اور آپ
 کھڑت میام و قوم کی وجہ سے خوف الخیم اس لئے اس نے اس زور سے آپ کو دیا کہ آپ کا بند بندہ دست پر گیا اور اس نے ارادہ
 کر لیا کہ آپ کو زمین سے اٹھا کر قتل کر دوں۔ دونوں فریق انہیں دیکھ رہے تھے۔ ضرار بن ازد کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میرے دیکھ کر
 سے میرے بدن میں آگ لگ گئی اور میں نے اپنے دل میں کہا ضرار اے تھ ہے تو یہ کہ یہ کافر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاحب
 کو شہید کرے اور تو جفا کرتا رہے۔ آخر تجھے اس کی مدد سے کس نے روک رکھا ہے۔

والدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں حضرت ضرار رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پر تزی بھرنے والے بہن کی طرح پیدل ہی ان کی طرف
 چلے اور بھاگ کر ان کے قرب ہو گئے۔ ان دونوں کو ان کی مطلق خبر نہ ہوئی۔ ان کے ہاتھ میں جو خنجر تھا انہوں نے اس کو پیچھے سے
 اس رومی کی کمر میں اس زور سے بھونکا کہ دل تک چیرا چلا گیا۔ یہ کہتے ہو کہ بچے کو اور حضرت شریعل بن حسنہؓ اس کی گرفت
 سے بچوت گئے۔ حضرت ضرارؓ نے اس کا گھوڑا پکڑا اور اس پر سوار ہو گئے۔ حضرت شریعل بن حسنہؓ نے اس کے پاس جا کے اس کا
 اسباب اتار دیا اور یہ دونوں حضرات اسامی لشکر میں چلا آئے۔ مسلمانوں نے حضرت شریعل بن حسنہؓ کو مبارک بادوی اور
 حضرت ضرار بن ازدؓ کا شکر یہ ادا کیا۔ کہتے ہیں کہ چونکہ والی لان کا زمانہ حضرت شریعل بن حسنہؓ نے لے لیا تھا۔ حضرت ضرارؓ
 نے ان سے لے لیا چاہا اور کہا کہ یہ میرا حق ہے کیونکہ میں نے اسے قتل کیا ہے۔ حضرت شریعل بن حسنہؓ نے کہ چونکہ یہ میرا حریف تھا
 اس لئے مجھے ہی حق پہنچتا ہے کہ وہ دونوں حضرات حضرت ابومیدہ بن جراحؓ کی خدمت اللہ میں آئے اور لھلھہ چاہا۔ آپ نے یہ
 سوچ کر کہ دشمن سے یہ میرے فیصلے پر راضی نہ ہوں حضرت امیر المومنین عمرؓ اور وحیؓ کی ہادیاں بھی لکھ دیا کہ

"یا امیر المومنین ایک شخص میدان قتال میں ایک کافر کے مقابلے کے لئے نکلا، دشمن سے لڑا اور اپنی اچائی کو شش کر

چکا۔ دوسرا مسلمان اس کی امانت کے لئے نکلا اور اس نے اس رومی کا قتل کر دیا تو اس کا سامان ان دونوں مسلمانوں

میں سے کس کا ہے۔"

کہتے ہیں کہ حضرت ابومیدہ بن جراحؓ نے اس خط میں ان دونوں حضرات میں سے کسی کا نام نہیں لکھا تھا۔ اور خلافت سے
 جواب آیا کہ قتول کا سامان قتال کے واسطے ہے۔ پتہ پتہ جواب موصول ہونے پر حضرت ابومیدہ بن جراحؓ نے حضرت شریعل
 بن حسنہؓ سے دو سامان لے کر حضرت ضرار بن ازدؓ کو دے دیا۔ حضرت شریعل بن حسنہؓ سے کسی مسلمان نے دریافت کیا کہ
 حضرت ضرارؓ نے دو سامان کس طرح لے لیا۔ آپ نے فرمایا ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء۔ یہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فضل ہے
 جسے چاہیں وہ عطا کر دیں۔

والدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب حضرت ضرارؓ نے والی لان کو فتح کر دیا تو تمام رومیوں میں اس سے غصہ کی ایک لہر دوڑ
 گئی اور ان میں سے ایک بہادر سوار نکل کے لڑی کن مبارز کا خرو گانے لگا۔ حضرت زبیر بن جراحؓ اس کے مقابلے میں بھر پور لے

مجھے اور اسے قتل کر کے اس کا سامان اٹا لیا۔ دوسرا آیا اسے بھی آپ نے مار دیا۔ تیسرا آیا اسے بھی قتل کیا۔ چوتھا آیا اسے بھی موت کے گھاٹ اتار دیا اور ان تمام کا سامان اپنے قبضہ میں کر لیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابو عبیدہؓ سے کہا کہ آج حضرت زبیر بن عوفؓ نے دو دیوں کے مقابلہ میں بہت کشتی کی ہے اور خداوند تعالیٰ اور ان کے رسول متبول علی التعلیہ وسلم کے لئے اپنی جان کو قربان فرما کر ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں نصیب اعداؤں تک نہ جائیں۔

یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے انہیں آواز دی اور قسم دے کر انہیں لوٹنے کے لئے فرمایا آپ اپنی جگہ آ کر کھڑے ہو گئے۔ دو دیوں میں سے ایک اور غریق (سردار) لکھا جو والی لان کا دارا اور اس کا بدشا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور جاتے ہی قتل کر ڈالا۔ اس کے سامان تاج، پچھلے صلیب، انورہ اور سر بند کا تحفہ کیا گیا تو پھر بدشا کی ملکیت کا یہ سامان ہوا۔

یوم التکویر اور اس کی وجہ تسمیہ

کہتے ہیں کہ جب اس کی خبر بیان کو دی گئی تو وہ غصہ میں پھر گیا اور کہنے لگا کہ ایک دن میں اور ہوشیارم میں سے قتل کر دیئے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کس (علیہ السلام) عارضی مدد نہیں کریں گے۔ اس کے جہاں نے تیر اندازوں کو حکم دیا کہ وہ ایک ساتھ متفق ہو کر تیر چاہیں۔ انہوں نے حقیقت طور سے مسلمانوں کی طرف تیر چلانے شروع کر دیے اور ایک ہی دفعہ میں ایک ماکہ تیر پھینک دیے۔ مسلمانوں کے لشکر میں اہل حق کی طرح تیراں کا پتہ نہ رہا۔ لوگ کثرت سے زخمی ہو رہے تھے حتیٰ کہ سات مسلمان ایک چشم ہو گئے اور دوسرے اسی واسطے اس دن کا نام یوم التکویر (ایک چشم ہونے کا دن) رکھا گیا۔ محمد ان لوگوں کے جو یک چشم ہوئے تھے حضرات زبیرؓ بھی ہیں۔ صفیر بن شعبہؓ، سعید بن زیدؓ، عمن بن قیسؓ، ابوسفیانؓ، حجر بن حربؓ، راشد بن سعیدؓ، رضوانؓ، نافذؓ، ابی ہاشمؓ، امینؓ، اسحاقؓ اور وہ کہ بعد جب کوئی شخص کسی سے ملاقات کرتا تھا تو رو یا نہ کرتا تھا کہ تمہاری آنکھ کوئی عہدہ پہنچا تھا؟ تو وہ جواب دیتا تھا کہ عہدہ مت کہو جگہ امتحان اور آزمائش کہو۔

دوسری گایان ہے کہ ان تیروں کی بارش سے مسلمانوں کے لشکر میں ایک کبریاں پھیل گیا چاروں طرف سے یہی آوازیں آئے تھیں وایعنا والبصراء واحد قہا۔ افسوس ہماری آنکھیں جالی رہیں۔ افسوس ہماری بصری جالی رہی اور اس قدر اضطراب واقع ہوا کہ گھوڑوں کی بائیں پشتوں کی طرف پھیر دیں۔ بائیں سطوں نے جب مسلمانوں کا اضطراب اور تھراپٹ دیکھی تو تیر اندازوں اور ردیوں کو اور زیادہ ترغیب دینے لگا۔ اپنے آرمیوں کو آواز دی۔ مسلسل (ذخیرہ والے ٹوٹ) مسلمانوں کی طرف چلے۔ جرجر قاطر اور توڑیے ہڈ کر دیا۔ مگر بائیں نے انہیں منع کیا اور کہا کہ جملے سے دے رہو اور ان عربوں کو کھلی تیروں کا نشانہ نہ بنائے دیکھو ان کے مقصد کرنے کی تدبیر اس سے بھرتی نہیں ہے۔ یہ سن کر تیر اندازوں نے تیروں کی بارش میں آواز دہائی کر لی شروع کر دی۔ ذخیرہ والے لوگ اپنے اسی طرح مسلمانوں کی طرف لاہے۔ تیر اندازوں میں آتش کے شعلوں کی طرح دیکھے گئے۔ لڑائی نے میدان پر قبضہ چھالیا۔ مسلمانوں نے اپنی جانوں پر دم کر کے جڑ نہیں چھڑاؤں پر چپے تھے بڑا کٹھن شروع کیا۔

عبداللہ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں نے مسلمانوں کو اپنی طرف آتا سواروں کو پیچھے مڑنا اور گھوڑوں کو پھٹنے دیکھا تو میں نے کہا لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اللہم انزل علیہ نصر تک الذی نصرتنا بہ فی

میدان کارزار کی طرف تہ ہمت گئے اس وقت تک انہیں یمن نہ ملے دی۔ یہ براہِ رازی تھیں۔ مردوں کی حمایت کرتی جاتی تھیں کہ وہ یوں نے ان پر ہجوم کیا۔ وہ یوں کے حصے سے لڑے، ہذا ام اور خولان کی عورتیں پسپا ہو کر پیچھے نہیں مگر حضرت خولہ بنت اذولہ، ام حکیم بنت حارث، سہمی بنت لوی اور یحییٰ بنت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان عورتوں کی طرف بڑھیں اور ان کے پیروں اور سروں پر چڑھیں مار کر کہنے لگیں کہ تم ہمارے چچا میں سے نکل جاؤ تم نے ہماری جماعت کو بھیست کر دیا۔

یہ سن کر خواتین پھر لڑائی کی طرف مڑیں اور بے خوف و خطر لڑنے لگیں۔ حضرت ام حکیم بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا تلوار لئے ہوئے ان کے آگے گئیں اور کفار کو پیچھے بنادیتی تھیں۔ اس روز سوائے نصیحت کے عورتوں کی زبان پر اور کوئی الفاظ نہیں تھے۔ حضرت ام حکیم بنت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا مارتی بائی تھیں اور کہتی جاتی تھیں کہ معاشرہ عرب! یہیں بغیر قتہ کے ہونے کفار کو مار لو۔ یہی حضرت عبداللہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتی جاتی تھیں اور ان کے ہاتھ میں جو بندوق تلوار تھی اس سے مشرکین کو تہق کرتی جاتی تھیں۔ اس وقت حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آواز کے سوا کسی مرد کی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ آپ بلند آواز سے نصیحت کر رہے تھے کہ معاشرہ! مسلمان! یہ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کے دلوں میں سے ایک۔ ان سے کہ اس میں اللہ جلّالہ نے تمہیں آزمائش میں ڈالا ہے۔ تمہیں چاہئے کہ تم اس امتحان میں پورے اثر دار اللہ تبارک و تعالیٰ کے کام آؤ۔ حضرت اسماء بنت ابوبکر صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نہایت شجاعت کے ساتھ اپنے شوہر زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوش پر بٹھو اپنے گھوڑے کی پائیں ان کے گھوڑے کی راسوں سے ملائے ہوئے لڑ رہی تھیں اور جب وہ یوں پر کوئی حملہ کرتے تھے تو آپ بھی برابر اسی طرح وہ یوں پر حملہ کرتی تھیں۔

مسلمان مردوں نے جب خواتین و عوام کی بہادری اور ان کا اس طرح جان آہنلی ہر رکھ کر ٹانوا دیکھا تو ایک دوسرے سے جو اس کے قریب تھا کہنے لگا کہ اگر ہم ان عورتوں کی طرح بھی لڑے تو ہمارا ان عورتوں کے بجائے چڑیا ہاں میں کر پڑے میں بیٹھ جاتا ہمت ہے۔ یہ کہہ کر وہ میدان جنگ کی طرف بھڑے اور لڑنے لگے۔ خداوندِ مہل و ملی نے واقعی جنگ ہر موک کے روز خواتین قریح کو ہی جرات و ہمت دی تھی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائیں۔

واللہ اعلم بالصواب اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبد الرحمن بن فضیل نے اور ان سے یزید بن ابوسفیان نے ان سے کھول (وضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) نے روایت کی ہے کہ جنگ ہر موک، جب ۵ھ میں واقع ہوئی ہے۔

حضرت خولہ بنت اذولہ کا ہر موک میں زخمی ہونا

حضرت ابو عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ وہ یوں میں سے ایک کافر نے ہم پر حملہ کیا تو حضرت خولہ بنت اذولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آگے بڑھیں اور تلوار سے اس پر مسابقت کرنے لگیں۔ آپ کی تلوار آپ کے ہاتھ سے ٹری اور اس کافر کی تلوار آپ کے سر پر چڑی جس سے خون جاری ہو گیا اور آپ زمین پر گر پڑیں۔ حضرت صفیہ بنت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہیں زمین پر گرنا دیکھ کر چلائیں اور کہا کہ خدا کی قسم! انہیں اٹھائیں کہ ان کی وجہ سے تمہیں ہو گئے۔ یہ کہتے ہی آپ نے اس رومی پر حملہ کیا اور اس کے تلوار کا ایک پیرا اچھا لٹا ہوا تھارہا کہ اس کا سر دورہ کر کر چلا۔ اس کے بعد آپ حضرت خولہ بنت اذولہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئیں۔ ان کا سراپے زانو پر اٹھا کر کہا کہ وہ کہتے تھیں کہ کیا حال ہے؟ ان کے سر سے خون بہہ رہا تھا۔ ان نے ان کے سر کے بالوں کو لالے کے

پھول کی طرح سرخ رنگ کر دیا تھا۔ یہ کہنے لگی ابھی ہوں خدا کا شجر ہے۔ مگر برا انسان یہ ہے کہ میں چند ساعت کی مہمان ہوں۔ اگر تمہیں میرے بھائی ضرور کاچکے پتہ دے دو تو بتاؤ؟ انہوں نے کہا: اہل بیت ازورائے حق ان کے متعلق کچھ معلوم نہیں۔

یہ سن کر حضرت خول بنت ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دعا کی اللھم اجعلنی خذاء لاسعی لا تفعی بہ الاسلام۔ اے الہی! مجھے میرے بھائی کا نامہ (عوض) کر دیجئے اور ان کی وجہ سے اسلام کو کوئی درون نہ پہنچا۔

حضرت صفیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے ان کے دفنانے کی بہت کوشش کی مگر وہ زندہ نکلے۔ ہم چند عورتوں نے مل کر انہیں اٹھایا اور ان کے پیچھے میں لا کر لے آیا۔ جب رات ہوئی تو میں نے انہیں دیکھا وہ چند ستون کی طرح لوگوں کو پانی پلا رہی ہیں اور زخم کا ان پر کوئی اثر نہیں۔ ان کے بھائی نے بھی انہیں دیکھا چونکہ سر میں زخم تھا کہیں گے یہ کیوں ہوا؟ انہوں نے کہا کہ یہ ایک کانر نے مار دیا تھا جسے حضرت صفیر نے قتل کر دیا۔ انہوں نے کہا میں انہیں خوش ہونا چاہتا ہوں کہ میں نے تمہارے ایک زخم کے ہر لے میں ان کے بہت سے زخم کھل دیئے اور ان کے بے شمار لوگوں کو قتل کر دیا۔

لائی کا لاف اسی طرح گرم تھا اور آقاؤں سے سورج کے غروب ہونے کے قریب تک اسی طرح اپنے شعلے لگا کا تا رہا رات جوں جوں قریب آتی جاتی تھی اس کی گرمی اور شدت اور تیز ہوتی جاتی تھی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نیز دوسرے سرداران لشکر اپنے اپنے نشانات لئے ہوئے براہِ راز رہے تھے حتیٰ کہ رات کی غلٹ نے ان دونوں حریفوں کے لشکروں کے مابین پردہ ڈال دیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے حضرت مرثد بن ہاشم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نیز قبیلہ بنی مہرہ، انجم اور جذام کو ساتھ لے کر مسلمانوں کی طرف لوٹے۔ اس ہم قتلہ پر گئے ان چالیس ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ کی کام آئے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں اس روز نو گوارہی ٹوٹیں۔ بعض حضرات جو جنگ پر موک میں حاضر تھے۔ روایت کرتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اس روز نر ماسو بیاد اور شہج جوانوں کے ہونے کے برابر تھا۔

حازم بن مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ ان کا روزا میں شریکین کے اندر سے ہیز اور اپنی ٹھونڈوں پر جوڑے سے ذیلِ اہلِ کھوڑے تھے سوار جو کر رہی کھڑے پہنے ہوئے بہت سے آدمی لگے قلب لشکر میں تھے چلے آئے اور سب نے ایک دفعہ ہی حملہ کر دیا۔ جو برکی ایک صلیب اپنے درمیان میں بلند کی۔ ان کا منہ ہمارے ہمسرو کی طرف اور ہمسرو ہمارے میمنہ کی طرف متوجہ ہوا اور ہم نے جس طرح جھگ میں جاؤ وہاں جاتے ہیں اس طرح ان کے سامنے سے بھانک شروع کر دیا۔ ہم بھاگ کے عورتوں کی طرف چلے اور ان عورتوں نے ہمارے منہوں پر مار مار کر انہیں اس طرف لوٹنے پر مجبور کیا۔ وہ مدافعتی جاتی تھیں اور بیخ بیخ کر لکھتی جاتی تھیں اللہ اللہ لا نفعوا الاسلام بہز منکم و اقلوا اللہ و کم۔ اللہ بہت بڑے ہیں لوگو! اپنی بیزیت سے اسلام میں رخنہ نہ ڈالو اور اپنے رب سے ڈرو۔

انجم بن مفرح کا یہ موک میں خطاب

کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے پاس قبیلہ بنی مہارب کے ایک شخص انجم بن مفرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ یہ شخص عرب میں لہا بہت فصیح، بیخ، خوش بیان، بخدا واز اور نہایت اہلِ حجب کے مقرر کئے جاتے تھے۔ حتیٰ کہ قصوے عرب ان کی نظم اور نثر سننے کے لئے ان کے پاس ازور اور سے آیا کرتے تھے۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد اور انہوں نے حسان بن کعبؓ اور انہوں نے عبداللہؓ اور انہوں نے عوفؓ اور انہوں نے سوہی بن عمرانؓ سے سنی ہے کہ میں نے حضرت عمر بن ماریؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جامع مکہ میں جنگ یرموک کا قصہ بیان کرتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے اس طرح فرمایا کہ مسلمان ہزیمت کھانے کے بعد جب بھاگ پڑے تو اللہ جبارک و تعالیٰ سے نعم کے بعد انہیں بنی مہارب کے ایک شخص عثم بن مضرؓ کی تقریر کے سوا اور کسی کا کلام یا وعظ نصرت الاسلام کی طرف نہ لگا۔ ان کی ہر ایک تقریر کچھ اور قلیل سے مزین ہوتی تھی اور یہ اپنے ہر ایک کلام کو ہدایت حسن تربیت سے سمجھ کر کرتے تھے۔ ہم نے ان کی اس تقریر کو جو انہوں نے یرموک کے دن کی تھی یاد کر لیا تھا۔ فقہائے متاخرین مثلاً امینی ابوہبہ وغیرہ انہی کے طرز کی پیروی اور اپنے کلام میں انہی کی متابعت کیا کرتے تھے۔ جنگ یرموک میں انہوں نے جو تقریر کی تھی وہ حسب ذیل ہے۔

لو کون اس دن کے بعد ایک اور دن آنے والا ہے جس کا تم میں سے ہر شخص سوائے کرنے والا ہے۔ جنت میں تم تب تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک غلوں میں مبتلا نہ کرو اور خواہ کتنی ہی مصیبت ڈال دی جائے مگر جہاد سے نہ روکرو۔ اللہ جبارک و تعالیٰ نے عرض سوائے میں کہ جہنم جلائی ہے مگر اس کی کتنی ہی مصیبت والوں کے لئے حرمت فرمائی ہے۔ شہادت کا درجہ چونکہ تمام چیزوں سے افضل اور اعلیٰ ہے اور حصول رخصتے رب کا ایک آہ ہے۔ تمہیں پوچھئے کہ اگر شہادت پائی کر اپنے رب کو راہی کر لو اور جنت کے مستحق کو اپنے لئے مانگی کر لو۔ یہاں تک کہ جہنم سے جس کا احتمال نہ ہو یا اور مستحق سے بابت اور برادری آگئی ہے۔ غنائی و شتائی کی گنجائی ہے۔ کیا تم اس ذات کے نبی کے صاحب نہیں ہو۔ اور کیا ابواب رحمت کے وہاں نہیں ہو۔ کیا تم باری تعالیٰ جس مجاہد کی نصرت والا نہ ہو۔ کیا تمہارے ان کے درخواہ خود ہو گئے۔ اپنے مہربان و شتال سے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روئے مبارک کو مسرور کرو اور اپنی حسن نیت کا ثبوت دینے کے لئے شکر کی زبان کو راہ کرو۔ ہزیمت کھا کر بھاگنے سے احتراز کرو اور جہاد و جہاد مسو کے مذہب سے جو بھائے و اعلان کے لئے متعرض کرو۔ میں قسم کھاتے کہ ہاں اس جہاد و جہاد کی کہ جس کے ہاتھ میں باگ و زور ہے اس ملک و آدمی اور جن کے قبضہ میں جان ہے ہر جاندار اور جن کی ذات عالم ہے ہر شے کے مقرر کی کہ جو میں خدا و خدا کے تمہارے انتقاد میں ہیں اور ماہرین اور آب کوڑ کے پالنے والے ہوئے تمہارے دانت کے اسرار میں ہیں۔ پس جس شخص کی تمہارا بھائی اس کے لئے پیان کی مصیبت راہی ہے اس شخص اور دست کر کے تم اپنی طلب خواہ ہوئے تم اپنا رب اکثر تعظی کر کے تم اپنا حلقہ و ارجح و شہادت کے تمہارا مال۔ ایسا نیزہ وادو دشمن کا سپر و زور ہو جائے تاکہ تمہیں وصال دور ہو جائے۔ وہ دیوں و تلوار میں چلاؤ اور سپر سے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ خبر کو میر کا کامل ہو اور۔ جو میں کو اپنے حسن عمل سے شاد کر لو اور مظالم کی راہرونی کو چھوڑ کر مسراط مستقیم کو راہ کرو۔ کھانے کی جنالت کی موافقت نہ کرو اور دان کے کسی قول کی مطابقت نہ کرو۔ بلکہ اپنے اسلاف کے اعمال وادے کے نقش قدم پر چلو اور ان کے سبب سے جو کچھ قرآن میں نازل ہوا ہے کان اس پر ہرو۔

اللہ قرآن شریف میں فرماتے ہیں اور اس طرح آیت نازل فرماتے ہیں

وَعَذَّ اللَّهُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْكُمْ وِعْمًا اَلِضْلٰحَتِ لِيَسْتَخَفُّنَهُمْ لِيَاۡذُوۡا مِنْ كَلِمٰتِ الشُّرٰكِ الَّذِيۡنَ مِنْ قَبْلِهِمْ

میں نے بھی فی اللہ اور مسجع اور متعلق و بر کر دیا ہے کہ چاروں میں اب حرکت ہے۔

وَيَسْجُدْ لَهُمْ ذِي النُّفُوسِ الْوَالِدَةِ لَهُمْ أَوْ لِيَتَذَكَّرُوا فِيهَا ۚ بَعْدَ خَوَافِهِمْ أَثَقُلُوا فِيهَا ۚ إِنَّ بَشَرَكُمْ مِمَّا خَشَا ۚ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاقُونَ ۝ (النور: ٥٥) [مجموعہ مکمل قرآن مجید، ج ۱، ص ۱۸۱]۔

کہتے ہیں کہ نہ دین ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سرخا سرخدا نہ دے جس کو ہے تجھ اور اہل نام لے سے کے کہ میں میں خالد بن ولید رو میں کو ڈراتے جاتے تھے کہ آپ کی طرف ایک سردار جس کا نام منصور تھا دشمنی کپڑے پہنے ہوئے نکلا اور آپ کو اپنے مقابلہ میں بلائے لگا۔ آپ چونکہ لڑائی میں مشغول تھے۔ اس لئے آپ نے نہ زیادہ اس کی طرف توجہ فرمائی اور نہ ہی بچے کہہ دیا کیا کیا ہے۔ مگر جب اس کو کسی زبان میں کچھ بڑا تاہم کو دیکھا تو آپ فوراً کچھ گئے اور اس کی طرف چلے اور وہیں میں سخت معرکہ شروع ہوا۔ تین معرکہ میں آپ نے گھوڑے کو آگے بڑھا، چاہا اور اس نے غور رکھا لی اور اس کا منہ زمین پر جا کر کھ گھوڑے کی آج سے آپ بھی گھوڑے کے سر کی طرف سسل لوں نے آپ کو جھک کر اور کھینچا تو احوال و لاغورۃ اللہ باللہ العظیم کہلاتے آپ نے گھوڑے کی دھمک تمام کھانے شاہاں دی۔ رستور نے آپ کو جھکا ہو دیکھ کر آپ کی پیٹ پر کھواری دی جس سے آپ کی پشت مست پڑ گئی۔ گھوڑا سنبھلا اور کھڑا ہو گیا۔ جھکا گئے کی وجہ سے آپ کا کھلا (لڑائی) زمین پر گر آئے آپ نے آواز سے کے لوں کو اس کے اٹھانے کے لئے فرمایا۔ لی غزوہ کا ایک قصہ آگے بڑھا اور اس نے اٹھا کر اسے پیش کر دیا۔ آپ نے اسے لے کر فوراً سر پر رکھ لیا۔ دریافت کیا میں کہ آیا اس میں آپ ایک شہید پڑائی میں مشغول ہیں یا وہ لگا دھتے کو فرماتے ہیں۔

آپ نے فرمایا حضور آواز دے دو جہاں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب جہاد ادا میں اپنے سرسہارک کو منہ دایا تھا تو میں نے آپ کے بالوں میں سے کچھ بال اٹھ لئے تھے۔ آپ نے فرمایا: کیا تمنا کرو! انہیں کیا کر دے گا؟ میں نے عرض کیا تھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! انہیں بطور تحریک کے اپنے پاس رکھوں گا اور لڑائی میں دشمنوں پر ان کے دھپے سے استخانت کیا کروں گا؟ آپ نے فرمایا: تم کہ جسے تک قہار ہے، پس یہ بال موجود رہیں گے۔ اسی وقت تک تم لوگ اللہ العزیز مظلوم حضور ہو گے۔ میں نے دوبال اپنے کاندھے اٹھے جس میں رکھ لئے تھے اور اس وقت سے اب تک جب کبھی بھی میں اس کا دواؤ اپنے سر پر رکھ کر دشمنوں سے لڑا ہوں ہمیشہ ان پر فتح ہی دلی ہے۔

بریموک میں رومیوں کی ہزیمت

کہتے ہیں کہ آپ سیدہ کلاؤ لے کر سر پر کھامسہ فرستے سیدہ طہانہ حال اور منظر پر حملہ کر دیا اور تلواریں کا اس زور سے دھکے مارا کہ اس شانے سے اس شانے تک گھوم گئی چلی گئی۔ بابا کو دیکھ دوسرا ہاتھ بھی رسید کر دیا جانے عمروں کے ساتھیوں نے پہلہ کر دیا اور اسے پکڑ کر کھینچ چلے گئے اس کا وہ ان کے ہاتھوں میں ہی نکل گیا جس کی وجہ سے ان کی کمر ٹوٹ گئی ہمتیں پست ہو گئیں اور وہ زانی کو دیکھ ضامی صاحب کو کچھ کر چکا چند ہو گئے۔ آپ لڑائی کے لئے جاتے تھے عری لڑائی سے گرد ہزار تھے بھاگتے اور اپنے لئے موت کا پتہ نہ سمجھتے تھے مگر آپ کے متعلقہ میں کوئی شخص نہ نکلا۔ آپ نے درویشوں میں ٹھس کر اس قدر شمشیر زنی کی کہ آپ کے بازو شکن ہو گئے۔ حضرت عیسیٰ بن ہشام غزونیؒ کو آپ پر زہر آیا اور یہ حضرت ابو سعیدؒ بن جراحؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے امیرا الایرا حضرت خالد بن ولیدؒ نے ہمارا فرض ادا کر دیا اور ان کی گواہی پر جتنا حق تھا وہ ہمارا ہو چکی۔ اب اگر آپ انہیں

سے ان کے ساتھ چلی آیا۔ رومیوں نے کہا ہے کہ فراغت حاصل کرنے کے بعد اس سے اس کی نئی بیوی کی خواہش کی۔ اس نے انکار کیا اور بہت سخت و ششما کہا مگر یہ برابر اس کی بھرتی کا اصرار کرتے رہے۔ آخر جب اس نے انہیں بہت برا بھلا کہا تو انہوں نے اس کی اس نئی بیوی کو زبردستی اغوا کیا اور تمام اہل بیت اس سے متکا کر گئے۔

ابو الجحیہ غم اور غصے کی وجہ سے روئے دکھا اور ان سے حق میں بہت بددعا کہیں کہیں۔ رومیوں کو اس پر بہت غصہ آیا اور انہوں نے اس کے لئے کوہ کوڑھ کر لیا۔ اس کی ماں (جلی بیوی) نے خڑکے کا سر اپنی گود میں رکھا اسے لئے کر رومیوں کے سردار کے پاس آئی۔ سر کو اس کے سامنے رکھ کے شکایت کرنے لگی اور کہا کہ دیکھتیرے نظر میں نے میرے لئے کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ میں چاہتی ہوں کہ تو ان سے اس کا بدلہ لے۔ اس سردار نے اس کے کلام اور درخواست پر کچھ توجہ نہ کی۔ اس صورت نے جب سردار کی بالکل توجہ نہ سمجھی تو کہا خدا کی قسم تم عربوں پر بھیج دو کہیں پاسکے اور بدکار کرتی ہوئی مچی آئی۔ ابھی بہت تھوڑے ہی دن گزرتے تھے کہ یہ مسلمانوں کے ہاتھ سے اپنے کلب کو مار ڈکھائی گئے۔

اہل حمص کے رئیس ابو الجحید کا مسلمانوں سے عہد لینا

کہتے ہیں کہ جب منصور قتل ہو گیا تو ابو الجحید مسلمانوں کے لشکر میں آیا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں عرض کرنے لگا۔ یہ لشکر جو آپ کے مقابلہ میں پڑا ہوا ہے۔ اگر یہ اپنے آپ کو آپ حضرات کے سپرد بھی کر دے تو چونکہ اس کی ایک بہت بڑی تعداد ہے اس لئے پھر بھی آپ کو ان کے قتل کرنے میں ایک مدت یہ چاہئے۔ اگر میں ان کے ساتھ ایک مدت کے اندر ایسا کر دوں کہ آپ ان پر فتح پا جائیں تو آپ مجھے کیا عطایت کریں گے اور میرے ساتھ کیا سلوک روا رکھیں گے۔ مسلمانوں نے کہا کہ ہم یہ دیکھ گئے اور ساتھ ہی یہ عطایت کریں گے کہ جو تھوڑے تیرے دلائے تھے اسے ہمیں دیتے ہیں۔ ابھی بہت تھوڑے ہی دن گزرتے تھے کہ یہ مسلمانوں کے ہاتھ سے اپنے کلب کو مار ڈکھائی گئے۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب ابو الجحید مسلمانوں سے قرارداد نہ کھودے گا اور معاہدہ پر تو ہنسی کے لئے ہتھکڑیاں ہو چکے تو یہ رومیوں کے لشکر میں گیا۔ مدنی یا قوصہ نامی مدنی سے جو وہاں ایک بہت بڑی غریبی واقعہ تھے یہ رومیوں کو سکھایا کہ جہاں جنگل میں بہت زیادہ پانی ہوا اور اقلان کا وہ اس غریبی کے بجائے کنارے پر انہیں خبردار کے کہنے لگا۔ یہ عربوں کے لئے کی جگہ ہے یہاں دولک آیا کرتے ہیں۔ میں ان سے بہت جلدی میں آکر کرنے دلا ہوں کہ اس کی وجہ سے وہ غریب عیالاک ہو جائیں گے۔ تم اسی جگہ بیٹھے رہنا یہاں سے نہ ہٹنا۔ اس طرح یہ قوصہ غریبی اور رومیوں کے درمیان حاکم کر گیا کہ ایک طرف مدنی جو تھے اور دوسری طرف عربی تھے۔ رومیوں کو اس کی گہرائی کے متعلق بھی علم تھا کہ یہ کتنی گہری ہے انہیں یہاں بھلا کے جو قوصہ پر کے دن جب اس نے پوری طرح سمجھ لیا کہ اب عربی عیال غریب و مسکین ہیں تو یہ حضرت ابوسعیدؓ کی جراح کی طرف چلا۔ آپ اس رات پر غصہ نہیں فوج کے چاروں طرف نعت دکھا رہے تھے اور چند مسلمان مہاجرین کے سرداروں کو پھروڑے رہے تھے۔ یہ آگے آپ سے کہنے لگا آپ بالکل بے فکر ہیں کسی طرح کا آپ نے بندوبست نہیں کیا۔

آپ نے فرمایا نہیں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا جب تک اس کی رات ہو تو لشکر میں سکوت سے آگ بھلو دینا۔ یہ کہہ کر یہ رومیوں کو جکھ دینے اور کوئی جلد نہ کر دینا ان سے کہنے کے لئے پھر پلٹ گیا۔ دوسری رات ہوئی تو مسلمانوں نے وہی جزو دیکھوں سے

مجھ کو زیادہ آگے روشن کرا دی۔ جب تمام جگہ گہ روشن ہو گئی تو ایوانِ جدید میں مسلمانوں کے لشکر میں آیا۔ مسلمانوں نے اس سے کہا۔

خیر سے کہنے کے بعد جب ہم نے ہر جگہ گہ جلا دی ہے اب ادھر اس کے بعد ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ تم میں سے باغی ہو یا نہ ہو۔ میرے ساتھ رہو کہ میرے مخالف نہیں ہو۔ اس کو یاد کرتے رہو۔

رومیوں کا ناقہ حصہ بندی میں ڈوبتا

واللہ ہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو سعید وہابی جہان نے مسلمانوں میں سے پانچ سو آدمی منتخب فرمائے جن میں سے ایک ہزار دیگر حضرات کے حسب ذیل اشخاص بھی شامل تھے۔

[illegible]

مسلمانوں نے یہ سن کر ایک آواز لگائی اور روٹیوں پر حملہ کر دیا۔ پھر خشکٹ کھانے کے کھٹ کی طرف بھاگ پڑے۔ ان کے بھائی نے ابو الجعفیہ نے زور زور سے چلاا شروع کیا۔ یا حاشا لرحمہ! ان خشکٹ خورو مسلمانوں کو آگے رکھ کر اور انہیں کڑو جانے نہ پائیں انہوں نے قہر سے فریاد کیا کہ کوئی کھانا کھا کر دھن کر چکی ہے، مسلمان جنک سے بالکل آراستہ ہیں اور اب میدان جنگ سے بھاگ پڑے ہیں۔ روٹی یہ کچھ کر کہ کہنے والا بالکل سچ کہہ رہا ہے جس دن میں ان کے پیچھے بھاگ پڑے۔ غلط میں کوئی گھوڑے کی تنگی پہنچے پر سوار ہو گیا اور کوئی پہیل ہی چل نکلا۔ ابو الجعفیہ ان کے آگے آئے اور اچلا جا رہا تھا حتیٰ کہ ان تمام ونڈی پر لاکھڑا کیا اور کہنے لگا یہی گھات ہے۔ اس سے احتراز کر ان کا توبہ کرو۔ روٹی گھبراہٹ میں بغیر سونے کیچے پر صفا شروع ہوئے اور ونڈی میں ایک دوسرے کے اوپر لگا تار کرنے لگے۔ حتیٰ کہ کوئی دلی کی طرح جبار با آدلی اس کے اندر گرے اور دوسروں کا اس میں ڈوب ڈوب کر اس قدر اختلاف چل رہا کہ جس کا احاطہ اور ادراک زبان اور دس سے کسی طرح نہیں ہو سکتا۔ چونکہ روٹی اس میں ڈوب ڈوب کر بہت کم ہو گئے تھے اس لئے عربوں نے اس ونڈی کا نام ’قورمہ رکھ دیا۔

والہدی رحمتہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ روایوں کی سرگزشت ہے۔ ان کے اگلے آدمی کو پہلے کی خبر تک نہ سونپی کہ اس پر کیا مگرانی تھی کہ سپید و صبح نے رات کی تاریکی کو چیر کر انھیں اصل عبادت سے مطلع کیا اور انہوں نے آفتاب کی روشنی کی مدد سے یہ معلوم کیا کہ مسلمان اپنے اپنے عیسویں میں متحد عتہ تمام موجود ہیں اور انہیں کسی طرح کی کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ البتہ انہوں نے ہم پر رات کا ایک ایسی صمیمیت کا پیرا بٹھایا کہ ذہل دیا تھا کہ جس کی وجہ سے ہماری ہزاروں کی تعداد اٹھ گئی ہے۔ بعض نے بعض سے دریافت کیا کہ رات ہمارے فکرمیں دو چیزیں والا کون تھا۔ دوسرے نے کہا اور وہی تھا جس کی عورت کے ساتھ تم نے نہ کیا تھا اور جس کے لڑکے کو تم نے قتل کر دیا تھا اس نے اس تم سے اس طرح اڑنا دل نہ لیا۔

بابان کا قوریر سے مشورہ کر کے مسلمانوں سے صلح کی درخواست کرنا

راوی کا بیان ہے کہ صبح سوئی تو بابان کو بھی اس واقعہ کی اطلاع کی گئی۔ یہ اس کی طبیعت عقلی اور بے غش کے واقعہ بالکل کون کر چکا تھا کہ میری موت اب قریب ہی آگئی ہے اور عرب ضرور مغرور و منصور ہوں گے۔ یہ سوچ کر اس نے قوریر کے پاس آئی بیٹھا اور اس سے یہ مشورہ طلب کیا کہ عرب ہم پر غالب ہو گئے ہیں۔ اگر اب انہوں نے ہم پر سختی ملایا تو ہم میں سے کوئی شخص زندہ نہیں رہ سکتا۔ آئندہ میرے نزدیک یہ مناسب ہے کہ ہم ان سے لڑائی کی بجائے خیر کے حلقے پر بحث و شنیدہ کریں تاکہ اللہ اے جنگ کے ایام میں اپنی جہان بچائے کے حلقے پر کچھ سوچ سکے۔ قوریر نے کہا بہت بہتر ہے۔ یہاں ضرور کرنا چاہیے۔

بابان نے قوریر کو صلح کی قیادت آئی کر دیا کہ یہ جو بات کی کہ تو مسلمانوں کے لشکر میں جا کے یہ پیغام پہنچا دے کہ جب ایک ڈھلتے ہوئے سائے کی طرح ہے کبھی احرار کی طرح۔ اسی طرح دنیا بھی ایک گھوٹنے والی چیز ہے۔ تم نے ہمارے ساتھ کر لیا ہے اب علم اور بعزت ذکر و خاتم پیش کرنا ہے۔ آج جنگ کو توتی رکھ کر جو کچھ ہمارے آپ کے مابین فیصلہ ہوتا ہو گا ہو جائے گا۔ کبھی یہ سن کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دو پیام پہنچا دیا۔ آپ نے کہا کہ اس کی اس درخواست کو قبول کر لیا جائے مگر حضرت خالد بن ولیدؓ نے آپ کو منع کیا اور کہا کہ اب الامیر الامناء نہ کیجئے ورنہ قوم کے لئے بہتری کی کوئی صورت نظر نہیں آئے گی۔ یہ سن کر آپ نے کبھی یہ کہہ دیا کہ تو بابان کے پاس جا کر کہہ دے کہ انہیں چونکہ جلدی ہے اس لئے لڑائی میں تاخیر نہیں کر سکتے۔ اچھی یہ سن کر بابان کے پاس آیا اور جواب سے قطع کر دیا۔ اسے یہ برا نشان لڑا اور یہ سر اسید اور حیران سا ہو گیا۔ کہنے لگا مجھے عربوں سے یہ امید نہیں تھی کہ وہ میری صلح کی درخواست کو اس طرح ٹھکرا دیں گے بس مجھے قوی امید اور پورا مغرور تھا کہ وہ میری اس عرضداشت کو قبول کر دیں گے۔ صلیب کی قسم اسیرت وہ اب ان کے ساتھ بلکہ ہر کوئی نہیں نکل سکتا۔ یہ کہہ کر اس نے دو میوں اور کان سلطنت والیاں ملک اور ان لوگوں کو جن پر انہیں تھی اور شدت کے وقت پر پورا پورا مغرور تھا آواز دہی اور تیار کی جنگ کے لئے انہیں غم دے دیا۔

کہتے ہیں کہ بابان کے حکم کے ساتھ ہی اس کا لشکر تیار ہو گیا۔ اس نے صلیب آگے کی اور یہ لشکر کا پیشرو ہو کر مسلمانوں کی طرف چل پڑا۔ مسلمانوں نے بھی فوراً مزاح کے اپنا سو پر اپنے قبضہ میں کیا اور لڑائی کے لئے مستعد ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اس کی صورت یہ ہوئی کہ جس وقت حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ مسلمانوں کو فوج کی فرائز پر حاضر تھے تو آپ نے انہیں بہت جلدی تیار ہو جانے کا حکم دیا اور یہ تیار ہو کر اپنی اپنی صفوں میں پڑ آئے کہ کھڑے ہو گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے اصحاب روایات کی صف بندی کی اور اس لشکر میں جو لشکر ذہن کے نام سے مشہور تھا کھڑے ہو گئے۔ مسلمانوں نے اس بات کا یقین کر لیا کہ اب ہم ہر وقت اللہ عز و جل پر مغرور و منصور ہیں۔

آفتاب ماحتاب جب اپنی تیز خیز کرنوں کے ساتھ دنیا کی طرف بڑھا تو ہر جہرہ جو زمین سے والیاں ملک میں سے تھا میدان کی طرف بٹھا اور کہنے لگا کہ میرے مقابلہ میں عربوں کے سردار کے سوا اور کوئی شخص نہ نکلے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے یہ سنا تو

نورانیہ ہو گئے اور اپنا مکان حضرت خالد بن ولیدؓ کے سپرد کر کے فرار ہو گئے ابولہجن اس کے سختی قہری ہو۔ اُس میں اس سردار کی خدائی سے واپس آ گیا تو اسے میں والہی لے لوں گا۔ اُس اس نے مجھے شہید کر دیا تو جب تک حضرت عمرؓ اپنی رائے مبارک سے کسی کو جویر فرمائیں اس وقت تک تم اسے پاس رکھنا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا آپ توقف فرمائیں۔ اس کے مقابلے میں میں جانا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تمس دو مجھے یہ بلانا ہے اور میں ہی اس کے مقابلے میں جاتوں گا اور وہ اب میں اہل بیتؑ کے سرے شریک ہو۔

یہ کہہ کر آپ میدان کارزار کی طرف چلے آئے۔ تمام مسلمانوں کو آپ کا جانا اور نذر و دار ہر ایک نے بڑھ بڑھ کے آپ کو روکنا چاہا مگر آپ نے جب زیادہ امر فرمایا تو مسلمانوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ آپ جرحہ کے قریب پہنچ گئے۔ جرحہ نے جب آپ کو دیکھا تو کہا کیا آپ ہی اسی لشکر کے سردار ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں میں ہی ہوں۔ میں نے میدان کارزار میں حیرے بلانے کو منظور کر لیا ہے اب تو ہے اور عرصہ میدان۔ تمہاری بڑبڑت میں اب کچھ کسر باقی نہیں رہی مگر یہ کہ پہلے میں تجھے قتل کروں اور حیرے بعد ہلان کو۔ اس نے کہا صلیب کی امت تم پر غالب آ جائے گی۔ اور یہ کہہ کر مسلہ کر دیا۔ آپ نے بھی مسلہ کا جواب دیا۔ دونوں حریفوں میں جنگ ہونے لگی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے تمام سہان آپ کی طرف دیکھ رہے تھے اور باری تعالیٰ علیٰ ہر حصہ و ست آپ کے لئے فتح نصرت کی دعائیں مانگ رہے تھے۔ کچھ ہیں کہ جرحہ اپنے حریف سے پشت دے کر لشکر کی طرف بھاگا اور مشرکوں کے لشکر کے سینہ کی طرف رخ کیا۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ نے اس کا تعاقب کیا۔ جرحہ غلی کی طرح بھر پیچے ہٹا اور دونوں حریفوں کی کوا میں ایک ساتھ پڑیں۔ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کی ضرب نے ہتھ کی اور آپ کی کوا اس شانے پر پڑ کر دوسرے شانے کو چیر لی ہوئی نکل گئی۔ آپ نے زور سے ٹھیکر کا ٹھوکرہ مار دیا۔ مسلمانوں نے ٹھیکروں کی قوا زیں بلند کیں۔ آپ اسی جگہ ٹھیکر مارے اور اس کی اٹھ کو کچل کر اس کے لیل ڈالیں پر غیب کرنے لگے۔ اس کے اسباب میں سے آپ نے کسی چیز کو ہاتھ نہ لگایا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے آپ کو آواز دی اور کہا ایسا اللہ میرا اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آپ اپنا کام جو آپ پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے واجب فرمایا تھا پورا کر چکے۔ اب آپ تخریف لے آئیں۔ آپ اپنے ٹھیکر سے دے ہو اور شریف نہ مانے۔ مسلمانوں نے آپ کو قسمیں دے دے کے مراحت پر مجبور کیا تو آپ لوٹ آئے اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے نکلان لے کر کفر سے ہو گئے۔

ہلمان نے جب جرحہ کو اس طرح قتل ہوتا ہوا دیکھا تو چونکہ جرحہ ارکان مملکت کا ایک تھی سمجھا جاتا تھا اس لئے اس کا قتل میں بہت شاق نذر و دار اس نے یہ چاہا کہ بھاگ پڑے مگر پھر اس نے اپنے دل میں یہ سوچا کہ جرحہ کے پاس جا کر کیا نہ پوچھ کر دیا گا۔ جرحہ ہی ہے کہ میں خود جنگ کے لئے نکلوں۔ اگر میں روایا کیا تو اس جنگ و ہرجے کا پورا اڑھائی سالہ ہاتھ پیر کر بھاگنے سے بادشاہ کے حضور میں اس طرح زیادہ سرخروئی حاصل ہوگی۔ یہ سوچ کر اس نے لوگوں کو مطلع کیا کہ میں بذات خود لڑائی کے لئے نکلتا ہوں۔ یہ سناں جنگ سے عزیز ہوا۔ پر کلف ہمیں پہنہ سونے کے ایک ہمسر کی طرح چلتا ہوا ہمارا نگاہ اور سرداروں و بیٹوں اور پادشہ کو جمع کر کے کہنے لگا۔ ہر قل بادشاہ اس محلے میں تھے اس نے زیادہ چاہا ہے اسی واسطے اس نے ان مسلمانوں سے صلح کا ارادہ کیا تھا مگر تم نے اس کی مخالفت کی۔ یاد رکھو اب میں خود ان کے مقابلے میں جاتا ہوں۔

یہ سن کر مملکت کے سرداروں میں سے ایک سردار جو اپنے وین و ذہب کا نہایت قیمتی اکھیل کا فرماں بردار اور وہاں و

کن کن کی تعظیم و تکریم کا اہل اودھ تھا اور ساتھ ہی ہر چے کا نسب و حسب میں قرابت دار آئے ہر حال۔ ہر چے کے نکلنے سے اسے چونکہ سخت مصدر ہوا تھا اس لئے یہ باتیں سن سنبھلے گا۔ صلیب کی قسم مسلمانوں سے لڑنے کے لئے میں لنگوں گا اور میں جریہ کا کان سے بدلوں کا۔ یا خود کش ہو جاؤں گا یا اس کے قتل کو تدارک سے محاذ آواز دل گا۔ مجھ پر جہاں فرض ہو گیا ہے۔ میں مسیح (علیہ السلام) کے اس فرض کو جو مجھ پر عائد ہو گیا ہے ضرور پورا کروں گا اور اب مجھے سوائے مبارزت کے اور کوئی کام نہیں ہے۔ باہن نے اسے اس کی رائے پر پھوڑا اور یہ جنگ کے لئے بالکل تیار ہو گیا اور اس کا نام ڈیمینس لے لیا تھا اس نے زور دیا تھا۔ زور دیا کہ اس کی چڑھاؤ ہو گا۔ تمنا کی کی جھوٹا تھا جس لیا۔ راتوں نے اس کی تلخ کی دعا کی تھیں کیسوں میں جو نوجو مستعمل ہوتے ہیں ان کی اسے دھوئی تھی۔ عموماً یہ کہاداب اس کے پاس آیا اور اس کی گردن میں جو صلیب تک دھنی تھی اسے دے کر کہنے لگا یہ صلیب (مسیح علیہ السلام) کے زمانہ کی ہے جو رہا انوں کی وارفت میں کیے بعد مگر تے چھی آئی ہے اور وہ اس سے بھڑک کر کہتے تھوڑے سے جو جتے رہتے ہیں یہ ملے یہ جنگ میں جونی مدد کرے گی۔ جرمیں سے لے کے میدان کی طرف چلا اور نہایت مسیح حریفی میں اپنے مقابل کو مارنے کا سختی کیونوں کو اس کو کھلتے سے یہ گمان ہو گیا کہ یہ نعرانی عرب ہے۔

حضرت ضرار بن ازور "شعلہ" کی طرف اس کی طرف چلے اور اس وقت اس کے قریب ہو گئے تو اس کا ایل زلی قد و قامت اور سادہ جنگ و کچھ کے اپنے لگتے یہ عوام ہوئے۔ بھڑل میں کہنے لگے آؤ اس کی موت آگئی ہے جو یہ بوت و غیرہ کا سامان سے اس کی موت سے کبھی نہیں راک ملکا اس کے بعد آپ پیچھے لوٹے مسلمانوں نے گمان کیا کہ یہ زور کے ہواگ آئے حتی کہ ایک کہنے والے نے یہ کہہ دیا کہ ضرار اس دہلی سے شکست کھا کر ہواگ آئے ہیں حالانکہ ہم نے اس سے پہلے بھی ان کو اس طرح بھانپ لیا تھا۔ حضرت ضرار نے کسی آدمی سے کام نہیں لیا اور سیدھے آپ اپنے خیر میں پہنچے پڑے اور سے اور نعلی شلوار (ازار) پہن کر دھنی کمان سنبھالی۔ تو اسے حال کی ذمہ داری اور ہر برز کی طرف کاٹیں بھرتے ہوئے میدان کی طرف چلے یہاں پہنچے تو حضرت مالک فحش "کو دیکھا آپ نے اس سردار کی طرف جھٹک لرائی ہے۔ حضرت مالک فحش بہت زیادہ دور درگامست فحش تھے حتی کہ اس وقت آپ گھوڑے پر سوار ہوا کرتے تھے تو آپ کے دونوں پیر زمین پر لگے رہتے تھے اور کھینچے ہوئے چلا کرتے تھے۔

حضرت ضرار بن ازور "نے انہیں دیکھ کر کہ آپ ہر میں کو ان القلا میں کاغذ فرماتے ہوئے اس کی طرف بڑھے چلے جا رہے ہیں تقسیم با عدو اللہ با عداہ التصلب الی الرحل الطیب ناصر محمد بن محمد بن خدائے کوئی اصلیب کے بندے محمد کے مدد کرنے والے تھے انسان کی طرف بلا حاد آگئے۔

حضرت مالک فحش اور حضرت ضرار بن ازور "کی یہ سوک میں بہادری

دہلی کے دل میں آپ کا خوف چھائی تھا اس لئے اس نے کچھ جواب نہ دیا آپ اس کے گرد گھومتے گئے۔ چاہا کہ نیرہ ماریں مگر چونکہ اس کے جان پر لڑائی ہو گیا تھا اس لئے ضرب کے واسطے کوئی جگہ بھی نہیں آئی۔ آخر آپ نے غور کر کے اس کے گھوڑے کے چتر پر اس زور سے نیرہ مارا کہ اس کی ٹانگ اور ہر طرف لٹک آئی۔ گھوڑا نیزے کی حرارت کی وجہ سے تر ہوا اور ہاتھ ہر

بیٹھ گئے۔ حضرت مالک بن نخیؓ نے چاہا کہ میں صحیح کے تیز دکانوں میں گروہ اس کی ہاتھوں میں بالکل بیست ہو چکا تھا اس لئے نہ نکل سکا اور وہیں ٹوٹ گیا۔ عموماً ازبکین پر گرامہ جرمیں اس کی پشت پر تھا اور چونکہ دوزخین کے ساتھ زنجیروں میں مربوط ہو رہا تھا اس لئے گھوڑے کی پیٹھ سے حرکت بھی نہ سکا۔ مسلمانوں نے حضرت ضرار بن اذہرؓ کی طرف دیکھا کہ آپ ایک خواہصورت ہرن کی طرح چمکڑی بھرتے ہوئے وہاں پہنچے۔ تلوار کی ایک ضرب سے بڑھیں کے سر کے دو ٹکڑے کر دیئے اور اس کا تمام اسباب سارے اپنے قبضہ میں کر لیا۔

حضرت مالک بن نخیؓ ان کے پاس آئے اور کہا ضرار! یہ کیا قسم میرے شکار میں شریک ہو گئے۔ آپ نے کہا میں شریک نہیں بلکہ اس کا مالک ہوں۔ انہوں نے کہا تم بھی مالک نہیں ہو سکتے اس کے گھوڑے کو میں نے مارا ہے۔ آپ نے کہا اب سارے قاعدہ کل جاہ بجا اوقات دوزخ والے پیٹھے رہ جاتے ہیں اور کائنات بیت بھر کے کھا لیتے ہیں۔ حضرت مالک بن نخیؓ یہ سن کر غصے اور کہا بہت اچھا اپنے شکار کو اٹھا لو۔ خداوند تعالیٰ تمہیں مبارک کرے آپ نے کہا میں تو یہ ذائقہ (مذاق) میں مجبور تھا آپ ہی نے لیں۔ واللہ! اس میں سے کوئی نہیں لوں گا یہ تو آپ ہی کا حق ہے اور آپ ہی اس کے زیادہ حق دار ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے اس اسباب کو اپنے کندھے پر ڈھال لیا اور لے کر چل دئے۔ یہ اسباب کا تازیادہ اور بھاری تھا کہ آپ پیٹھ میں شہرہ رہ گئے۔

زیر بن مومن کہتے ہیں کہ میں نے ان حضرات کو دیکھا کہ حضرت ضرار بن اذہرؓ اس اسباب کو اٹھائے ہوئے پیدل چلے آ رہے تھے اور حضرت مالک بن نخیؓ سوار تھے۔ حتیٰ کہ حضرت ضرار بن اذہرؓ اس تمام اسباب کو لے کر حضرت مالک بن نخیؓ کے شہر میں آئے اور وہ اسباب رکھ دیا۔ حضرت ابوسعید بن جراحؓ نے یہ دیکھ کر فرمایا اللہ! ایک قوم ہے جس کے افراد نے اپنی جانوں کو اللہ چارک و قالی کے راستہ میں ہیر اور آفت کو یا بے ہوشی پر داغ نہیں دیا کی مطلق پروا نہیں۔

کہتے ہیں کہ جرمیں ادا کیا تو باہن کے بازو بالکل ٹوٹ گئے اس نے اپنی قوم کو آواز دی اور انہیں جمع کر کے کہنے لگا بادشاہ کے مقرب! سنو اور میرا پیغام بادشاہ تک پہنچا دو کہ میں نے اس دین کی مدد حضرت ابو بادشاہ کی صحت میں اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی اور اس کی نعمتوں کے عوض میں لانے کے اندر کوئی وجہ فروگزاشت نہیں کیا مگر میں آسمان کے رب اور اس کے مالک کے ابو کسی طرح قلوب نہیں آسکا۔ کیونکہ وہ اصل عربوں کو ہمارے ابو پر ہی نے خدائی کر رکھا ہے۔ اسی نے ہمارے مقابلہ میں امن کی مدد کی۔ ہمارے شہروں کو ان کے قبضہ میں دے دیا اور اس طرح ہم بالکل مغلوب ہو گئے۔ اب میں بادشاہ کے پاس کیا سزے کر جاؤں گا اور اسے کس طرح اپنی صورت دکھاؤں گا۔ بہتر یہ ہے کہ اب میں خود میرے ان کی طرف نکلوں۔ نیز وہ باہری اور شیرازی کی جگہ اب میں خود نکلوں۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تم میں سے طلب کسی کے سپرد کر کے ہر مسلمانوں کی طرف جاؤں۔ اگر میں کل ہو گیا تو یہ کلک کا ایک خور، خود بہت جائے گا اور بادشاہ کی زجر و تاج سے میں خود بیج جاؤں گا اور اگر نصرت نے میرا ساتھ دیا۔ مسلمانوں سے بدلے لے لیا اور جنگ سے صحیح و سالم واپس پھر آیا تو بادشاہ پر یہ دوزخ و دشمن کی طرح واضح ہو جائے گا کہ میں نے اپنی طرف سے بادشاہ کی مدد میں کوئی کئی نہیں کی۔ ایمان مطلق اور ارکان دولت اس تقریر کو سن کر کہنے لگے۔ بادشاہ! جب تک ہم موجود ہیں آپ ٹرائی کے لئے کسی طرح کی تکلیف نہ کریں۔ البتہ ہمارے بعد آپ کو اختیار ہے جس وقت ہم ایک ایک کر کے میدان کا دوزخ میں کام آ جائیں گے تو پھر آپ خود یہ شخص نہیں تشریف لے جانا۔ باہن نے چاروں کنیوں کی قسم کھائی اور کہا کہ میرے سے پہلے تم میں سے کوئی شخص ٹرائی کے لئے نہ نکلے۔ باہن کی قسم سن کر سب خاموش ہو گئے اس نے اپنے طوع کے کو جو وہاں

موجود تھا یا اور اپنی صلیب اس کے سپرد کر کے کھڑا ہو گیا کہ میری جگہ کھڑا ہے۔ اس کے بعد اس کے سامنے سامانِ حرب پیش کیا گیا اور اس نے اسے زب بول کیا۔

واقعہ درحقیقت اللہ تعالیٰ علیہ کتبہ ہیں۔ جس سامانِ جنگ کو یہ یمن کر میدانِ کارزار کی طرف نکلا ہے اس کی قیمت کا اندازہ ساٹھ ہزار روپے تھا۔ کیونکہ وہ تمام سو فی قوت اور جو اس سے مرصع تھا۔ جس وقت یہ تیار ہو کر میدانِ حرب کی طرف جانے لگا تو عمود یہ کا ایک داسب اس کے پاس آیا اور کہنے لگا اے الملک! میں میدانِ جنگ میں تیرے واسطے تیری فتح مندی کی کوئی نیکل نہیں دیکھتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ خود میدانِ جنگ میں جائے اس نے کہا کیوں داسب نے کہا میں نے رات نیک خواب دیکھا ہے کہ تم بھی ہے کہ تو خود ہی اس راہ سے باز آ جائے اور اپنی جگہ کسی دوسرے کو بھیج دے اس نے کہا میں اب بھی نہیں کر سکتا جنگ و عار سے بھر میں بھی معلوم ہوتا ہے کہ میں نہیں ہو جاؤں۔ راہوں نے اسے دھونی دی فتح کی دعا بھی مانگی اور یہ ایک سونے کے پھاڑ کی طرح چمکا جو یہ اس کی طرف نکلا۔

بابان ارمنی کا میدانِ جنگ میں آنا

بابان دونوں صفوں کے درمیان میں آیا اپنے دو مقابل کو طلب کرنے لگا اور اپنا نام لے لے کے اس سے نوگوں کو ڈرانے لگا۔ سب سے پہلے اسے حضرت خالد بن ولیدؓ نے پہچانا اور فرمایا جو بابان سرورِ قوم ہے خدا کی قسم یہ لڑائی کے لئے جو نکلا ہے تو کوئی اہم بات ہے اور اس کے لشکر میں بڑیت کے آثار ضرور نمایاں ہوں گے اور یہ خود بھی نہ نکلتا۔

کہتے ہیں کہ بابان اپنا نام لے لے کے مسلمانوں کو خوف و ہراس دیا تھا حتیٰ کہ اس کے مقابل میں قبیروں کا ایک لڑکا یہ کہتا ہوں نکلا و اللہ میں جنت کا بہت مشتاق ہوں۔ بابان کے ہاتھ میں سونے کا ایک عمود تھا جس نے اس کو دوسرے اس نو جوان کے وہ عمود مارا کہ اس کا بازو اور ہاتھ ٹھنڈے سے جنت الفردوس کی طرف پرواز کر گیا۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جس وقت وہی جوان کرنے لگا تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ اپنی اٹلی سے آسمان کی طرف اشارہ کرتا ہے اور اپنے سر نے اور لذت اٹھانے کا بالکل ٹھہر چکا تھا اس نے اس کی یہ حالت دیکھ کر فوراً سمجھ لیا کہ اس کا یہ اشارہ اور عدمِ سرخ و کر جو وہاں ہمیشہ کے معائنہ کرنے کی وجہ سے ہے جو اسے اس وقت نصیب ہوا ہے۔ بابان اس کی فحش کے چاروں طرف بھرنے لگا۔ اس کا دل وہی نو جوان کو مار ڈالنے سے قوی ہو گیا اور یہ بل من مبارک کا نعرہ لگانے لگا۔

مسلمان یہ دیکھ کر بہت تاب ہو گئے اور اس کی طرف یہ ناپائیدار کلمات کہتے ہوئے دوڑے اللھم! جبر قتلہ علی ہدی! اللہ! اس کے قتل کو میرے ہاتھ سے چور کر آئیے۔ ہر ایک کی زبان پر یہی جادو تھا اور ہر ایک چاہتا تھا کہ پہلے میں پہنچ کر اس کا سر قلم کر دوں۔ سب سے پہلے حضرت مالک بن نضیؓ اس کے پاس پہنچے۔ میدانِ کارزار میں اس کی برادری کرنے لگے اور فرمایا تمہارے اس شخص کے بارڈالے پر تمہارے اور غور نہ کر۔ یہ ہمارا ساتھی اپنے پروردگار کی ملاقات کا نہایت مشتاق تھا بلکہ ہم میں سے ہر شخص جنت کے اشتیاق میں ہے اور چاہتا ہے کہ جلد سے جلد میں پہنچ جائے اگر تو بھی وہاں رہا رہے یہ چاہتا ہے اور یہ خواہش ہے کہ میں بھی ان کے چوس میں رہوں اور حیاتِ فہم کی نعمتوں میں شامل ہو جاؤں تو کلمہ شہادت کا اقرار کر لے اور اگر یہ نہیں تو کم از کم ارے جزیہ کا وعدہ کر لے ورنہ یارو کہ یہ کھو اور کئی تیرا سر۔ اس نے کہا کیا آپ میرے ساتھ جی خالد بن ولید ہیں؟ آپ نے فرمایا

نہیں بلکہ میں مالک بن نخی رسول اللہؐ کا سہیلی (صحابی) ہوں۔ بابان نے کہ تو میں تم سے ضرور لڑوں گا یہ کہہ کر آپؐ پر حملہ کر دیا۔ یہ ملعون چونکہ نہایت شجیع اور بہادر تھا اس لئے دونوں میں عمروؓ آزمائی ہونے لگی۔ اس نے اپنا عمود سیدھا کر کے آپؐ کے خود پر اس زور سے مارا کہ خود آپؐ کی بیٹھائی میں گھسنا چلا گیا اور اس کے صدر کی وہ سب سے آنکھ کے اوپر کی ہڈی پھر کے ترجمی ہو گئی اسی روز سے آپؐ کا لقب اشترؑ پڑ گیا۔

بابان اور حضرت مالک بن نخیؓ کی برموک میں جنگ

کہتے ہیں کہ جب حضرت مالک بن اشترؓ نے بابان کی اس ضرب کا جو آپؐ کو پہنچا تھا عمدہ محسوس کیا تو ہاں کہہ کر فکڑ میں واپس لوٹ جاؤں مگر پھر غور کی اور اس میں یہ سوچا کہ نہ جادو کا دعویٰ نامرودہ نکالیں۔ خون نہ نکلا آپؐ کے چہرہ مہلک سے بہہ رہا تھا اس لئے خدا کا دشمن یہ سمجھا کہ آپؐ کا کام تمام ہو گیا۔ یہ سوچ کر اس بات کا ختم ہوا کہ آپؐ کب گھوڑے سے کترے ہیں۔ مگر آپؐ نے اچانک ایک حملہ کیا۔ اسی وقت مسلمانوں کی آواز آپؐ کے کانوں میں آئی۔ مالکؓ اللہ تبارک و تعالیٰ سے استعانت چاہا اور قہار سے مقابلہ پر ضرور تہمتا رہی مدد فرمائیں گے۔ حضرت مالک بن اشترؓ کہتے ہیں کہ یہ سنتے ہی میں نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے مدد مانگی۔ رسول اللہؐ پر زور دیا اور بھیجا اور نہایت زور کے ساتھ کھڑا کا ایک ہاتھ مارا۔ مگر وہ اور چھاپا اور ایک معمولی سا زخم اس کے آیا۔ عمر نے دلی میں یقین کر لیا کہ موت وقت سے پہلے بھی نہیں آتی اور ایک محفوظ قلعہ کی طرح امن و حفاظت میں رہتی ہے۔ بابان نے جب زخم کے اثر کو محسوس کیا تو دم ہائے فکڑ کی طرف بھاگ پڑا اور اپنی فوج میں گھس گیا۔

اللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب بابان حضرت مالک بن نخیؓ کے مقابلہ میں سے بھاگ پڑا تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے زور سے چلا کر مسلمانوں سے فرمایا دین کے مدد کرنے والو! اور اسے کھار پر پھینک دینے والو! جب تک مشرکین کے دلوں میں خوف ہے اس وقت تک ان پر حملہ کرتے رہو۔ یہ کہتے ہی آپؐ نے عمدہ کر دیا۔ آپؐ کے ساتھ ہی آپؐ کا لشکر بھی بڑھا۔ ہر مسلمان سردار کے ساتھ اس کی فوج چلا اور جمیل و عجیب کے فرے بلند کر کے کافروں پر اپنی پڑی۔ تھوڑی ہی دیر تک زور دی خلیفہ کا جواب دیتے رہے مگر جب آفتاب انہیں اندھیرے میں اکیلا چھوڑ کر مغرب کی طرف چلا گیا اور آسمان کا مغرب والا کنارہ بھی غلٹ کر دیا تو ان کے ہر اکفر گئے۔ فکڑ کھا کر بھاگے اور اس بری طرح بھاگے کہ پھر نہ سمجھ سکے۔ مسلمانوں نے ان کا تختہ کیا اور انہیں قید اور قتل کر کے جوئے آگے بڑھتی جہاں میں سے ایک لاکھ روپیہ تقسیم ہو گئے۔ چالیس حج بڑا گرفتار ہوئے۔ تھوڑی دیر میں اس قدر روپ کر مرے جن کی تعداد اکانہ اندازہ کرنا بہت زیادہ مشکل ہے۔ اکثر پہاڑوں سے نکلے کے جہنم رسید ہوئے۔ بہت سے جنگل اور پہاڑوں میں متفرق ہو گئے اور ہر دھارے بھرنے لگے۔ مسلمانوں کے سردار ان کے پیچھے ہوئے اور انہیں قتل و گرفتار کر کے پہاڑ اور جنگلوں سے لانے لگے۔ مسلمان اسی طرح قتل و گرفتار کرتے رہے حتیٰ کہ ان سیاح بخنوں کو رات کی سیاح چادر پہنے اپنے اندھ و امان دی اور جس وقت کچھ رات چلی گئی تو حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ نے ہر طرف دیکھا اور فرمائے کہ صبح ہوئے تک انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دو۔ مسلمان یہ سنتے ہی فکڑ کی طرف پھرے۔ ان کے ہاتھ مال قیمت سرابہ دونوں سونے چاندی کے برتنوں،

۱۔ اشترؓ و فخرؓ علیؓ آنکھ کے پچنے کی ہڈی کا تر چھا ہوا تھا۔

۲۔ ایک نویس گرفتار بھی ایک لکھ میں۔

فرش، کالینوں اور ٹالپوں سے پر تھے اور یہ لشکر کی طرف چلے آ رہے تھے۔

والدہ کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ میں چراغِ حق نے تجوہاً اسیوں کو مالِ نعمت کی فراہمی ہو اس کو بھی کرنے کے لئے مقرر فرمایا۔ مسلمانوں نے یہ ارادت اللہ تعالیٰ کی کہ وہ نصرت شامل ہونے کی وجہ سے نہایت فوج و اہلِ عساکر کے ساتھ تھکڑا دی تھی کہ جب صبح ہوئی تو درویش کے حلق میں کچھ معلوم نہ ہو۔ کاکا کو دیکھا ہو۔ اور کہاں چلے گئے۔ کیونکہ روٹی انکسرات کی بنا پر کچھ میں ناقص ہونے کے اندر غائب ہو گئے تھے۔ پھر بہت سے بھوکے کے غلاموں اور غریبوں میں جو بٹا رہے تھے۔

عالم بنی یاسر رحمت اللہ تعالیٰ نے یہ سلسلہ روایت بیان کیا ہے کہ حضرت ابو سعید خدریؓ نے یہ ارادہ کیا کہ مشرکین کے متحولین کی تعداد کا شمار کیا جائے مگر آپ ان کی کثرت کی وجہ سے اس پر قادر نہ ہو سکے۔ آپ نے حکم دیا کہ جنگل سے نکلے یاں کات کات کر لائی جائیں اور ان میں سے ایک ایک نیک بندہ متحولی کے لیے رکھ کر پھر ان نکلے لوگوں کا شمار لیا جائے۔ چنانچہ اسے کیا گیا تو معلوم ہوا کہ متحولین کی تعداد ایک لاکھ پانچ ہزار ہے اور قیدی چالیس ہزار اور جو ناقصہ دلی میں ڈوب کر مر گئے وہ بیحد در ہے۔ چنانچہ ان کو اسلام کا شمار کیا گیا تو حار ہزار شہداء کی وائیں و ستائیں ہوئیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے ہرموک کے میدان میں ہجو مشعل سراپے بھی پائے جو مشتبہ تھے کہ یا نصرانی عرب کے ہیں یا مسلمان شہداء کے۔ آخر آپؓ نے ان کے غسل کا حکم دیا۔ نماز چتا دو بھی پڑھی اور دوسرے شہداء کے ساتھ پرخاندہ کر دیئے گئے۔ اس کے بعد مسلمان پہنا اور جنگل میں راہوں کی تلاش کے لئے نکلے۔ ایک چرواہے کو انہوں نے دیکھا کہ اس سے دریافت کیا کہ کیا کوئی آدمی اصرار سے نڈرا رہے ہیں تو کہا ہاں ایک چرواہہ جس کے ساتھ چالیس بزار کے قریب جماعت تھی صبر سے پاس سے ہوتے چلتے۔

بیان قتل

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یہ سردار بابا بن معلون تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کا قلعہ قبضہ کیا اس کے اور کسی کی فوج کے قدموں کے شکافت پر آپؐ چلے جا رہے تھے۔ فلتر زحف آپ کے سردار تھا حتیٰ کہ مشورہ میں آپ نے اس کو دیکھا۔ مگر وقت مسلمان اس کی فوج کے باطل قریب ہو گئے تو انہوں نے عجب کے ٹھک جھگڑے سے بندہ کئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے آپ کے فلتر کے مسلمان کو اور کسی کی یا اس بھائی اور اسفلت عظیم پر پا کر دیا۔ وہاں جان ہی کے سیکے ٹھوڑے سے ان کو کر دیا وہ دیکھ کر کہیں مسلمان صحت کا فریق بن کر اس کے سامنے آیا۔ اور اس نے اگر چہ اپنی جان بچانے کے واسطے بہت باوجود ہمارے مکر اس نے اسے کھار کی ایک ہی ضرب سے مہل کے لئے نہانے رخصت کر دیا۔ اور ہم میں یہ اختلاف ہے کہ کس مسلمان نے اسے قتل کیا۔ بعض کہتے ہیں کہ اس کے قاتل حضرت عثمان بن حنیہ از بنی امیہ کا قاتل ہے کہ حضرت حاصم بن غوالمؓ میں۔ وہنا ضم۔

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ایمان کے قتل کے بعد اہل بدعت حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا ہم دے اور آپ کے ہمیں وہی مابقی معامدہ و فرقہ دے گا۔ آپ نے فرمایا ویسی ہے گا۔ اس کے بعد آپ دوسو س کی عاشر میں نکلے اور جہاں انہیں دیکھتے رہے قتل کرتے رہے حتیٰ کہ آپ صبیحہ صبح تک پہنچ گئے۔ ایک روز آپ نے یہ سن کر سرفراز ہوا۔ اگلے روز جس کی طرف سے یہاں واکاست کی۔ حضرت ویرجودہ بن جراحؓ کو آپ کے اس قیام کی خبر پہنچی تو

آپ بھی ایسی تحریف لے آئے۔ امراء اسلام اور سرداران افواج اسلامیدہوں کے عقاب میں شام کے ہر ایک حصہ میں چونکہ متفرق ہو گئے تھے وہ سب ایک جگہ جمع ہوئے تو حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ اپنی تمام جمیعت لے کر دمشق پہنچے اور یہ فکرمیں مقیم ہو گیا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے مال غنیمت جمع کیا اور اس میں سے کسی (پانچواں حصہ) نکال کر بارگاہ خلافت میں حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کو حسب ذیل الفاظ میں فتح کی خوشخبری لکھی۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا بارگاہ خلافت میں یرموک کی فتح کی اطلاع دینا

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

وصلوات اللہ علی نبیہ المصطفیٰ وعلیٰ آلہ وسلم۔ ان جواب ابوعبیدہ عامر بن جراح الامدادیؓ میں اس 13تہ واحد کی تحریف کر رہے ہیں جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان نعمتوں کے عوض میں جو خداوند تعالیٰ جل جہدے نے میرے اور ہمارے فرمائی ہیں میں ان کا بہت بڑا شکر یہ ادا کرتا ہوں اور خصوصاً اس بات پر کہ انہوں نے شخص اپنے نفس و کرم اور بہرست نبی الرحمن و شیع اللہ امت حضرت محمد و آلہ صلوات اللہ علیہم سے ایسی ان نعمتوں کے لئے مخصوص فرمایا۔

یا امیر المومنین! جناب کو واضح ہو کہ جس وقت میں نے یرموک کے میدان میں کچھ پڑا کیا تو کچھ دن کے بعد باہان بھی اپنے لشکر کو لے کر ہم سے قریب ہی آ پڑا۔ مسلمانوں نے اس سے لڑنے بھی اتنی جمیعت اور لاؤ لشکر نہیں دیکھا تھا۔ مگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم اور احسان سے ہماری مدد کی اور دشمن کی سمیٹ کو توڑ کے دکھ دیا۔ ہم نے دشمن کے ایک لاکھ پانچ ہزار آدمیوں کو قتل اور چالیس ہزار کو گرفتار کر لیا۔ مسلمان بھی چار ہزار شہید ہو گئے اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کی شہادت پر ہر حصہ حق شہت فرمادی۔ میں نے معرکہ کارزار میں چند قطعہ و سر ایسے بھی دیکھے جو شاعت میں نہیں آ سکے انہیں بھی میں نے ان پر نماز جنازہ پڑھنے کے بعد سپرد خاک کر دیا۔ عامر بن خوالؓ نے دمشق میں ذہان کو قتل کر دیا ہے۔ فخر از اقدار انہی کے آدمیوں میں سے ایک شخص نے مجھے ہوا بھینچ کے سامنے پکارتے ہیں اور جاملی فص میں سے ہے ان پر ایک جیل کے ذریعہ سے ایک نئی سمیٹ کا پہاڑ ڈال دیا تھا یعنی ان کو ایک ندی میں جسے ناقوس کہتے ہیں زبور یا تھا اور اس میں ان کے اس قدر آبی غرق ہو گئے تھے کہ ان کی تعداد کو سوائے اللہ تعالیٰ عالم الغیب کے اور کوئی خط شمار میں نہیں لاسکتا اس کے علاوہ جنگل اور پہاڑوں میں جو مشرکین قتل ہوئے ان کی تعداد جب میں نے معلوم کی تو ستر لے ہزار ہوئی۔ بہر حال میں اللہ جل جلالہ نے ان کے اموال و قلعوں و شہروں اور جانوں کا مالک کر دیا ہے۔ میں یہ خدا جناب کو فتح کے بعد دمشق سے لکھ رہا ہوں۔ میں نے مال غنیمت جمع کر لیا ہے اور اس میں سے شمس علیہ وکالایا ہے اب جناب کے حکم کا حکم بھون کر اس مال غنیمت اور شمس میں جناب کا ارشاد کیا ہے۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام عرض ہے۔ والسلام علیک وعلیٰ عورت اللہ برکاتہ۔

اس خط کو آپ نے کچھ کر خوف کیا اور اس پر میری دعا کے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کے سپرد کر کے وہی مسلمان مہاجرین اور انصار ان کے ساتھ کئے اور فرمایا کہ حضرت امیر المومنینؓ کی خدمت اقدس میں اس سرست تار کو لے کر پہنچے جاؤ اور آپ کو فتح کی بشارت دے دو۔ اس کا اخیر نہیں اللہ تبارک و تعالیٰ عنایت فرمائیں گے۔ حضرت حذیفہ بن یمانؓ اور مہاجرین و انصار کے وہی

بانا ہوا ان احکام آپ کے ساتھ ہوئے اور راستہ نفسی کرنا شروع کیا۔ دن رات جگہ بگھڑی اور برآن چلنے میں برابر کوشش کرتے رہے حتیٰ کہ مدینہ رسول اللہ کے قریب پہنچ گئے۔

واقعہ کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عرفہ مائی کا اپنے والدہ ماجدہ مرحومہ منظور کی روایت سے بیان ہے کہ یہ وہ کہ کے میدان میں جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے درمیان کا شیرازہ پرانہ کر دیا انہیں بڑیت دے دی اور جو کہ ازل میں مقدر ہو چکا تھا وہ پورا ہوا اور کیا تو علیہ السلسلین امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطابؓ نے شب بڑیت دم میں یہ خواب دیکھا کہ گویا حضرت افاقے دو جہاں جناب محمد رسول اللہؐ آپسے روانہ اقدس میں تشریف فرما ہیں۔ آپ کے عاشق صادق اور یار خاں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ آپ کے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقؓ نے ان دونوں حضرات کو سلام کیا اور اپنے آقا و مولا محمد رسول اللہؐ سے خطاب یہ کہ عرض کرنے کے پارہ رسول اللہؐ کی ہری تمام تر توجہ مسلمانوں کی طرف منحرف ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کے ساتھ ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں کیا کیا۔ میں نے سنا ہے کہ رسول کی تعداد انھوں کو سامانہ جزا ہے۔ رسول اللہؐ نے جواب میں ارشاد فرمایا: خوش رہو تمہیں بشارت ہو کہ اللہ عزوجل نے مسلمانوں کو حق بخشی اور ان کے دشمنوں کو بڑیت دی ان میں سے اتنے اتنے ہارے گئے۔ اس کے بعد حضور سرور کون و مکان نے یہ آیت عطا فرمائی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا الَّذِينَ يَدْعُونَكُم بِغُلُوٍّ أَيْ الْأَوْطَى وَلَا فِسَادٍ وَالْفَاقِقَةُ لِلْمُغْلَبِينَ ۚ

”ایم! تم نے ان لوگوں کے واسطے جو زمین نہ برائی چاہتے ہیں اور نہ فتنہ دہشا اس دوسرے گھر کو مقرر کیا ہے اور مانتے

حقائق کے لئے ہے۔“

کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو تمام مسلمان مسجد دریا ہونے کے لئے مسجد میں آئے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے انھیں نماز پڑھائی اور انہیں اپنے خواب سے مطلع فرمایا۔ مسلمانوں نے اس سے بشارت حاصل کی اور بہت خوش ہوئے اور کھویا کہ شیطان نبیؐ کی عقل سے مشکل اور مشکل نہیں ہو سکتا جو کسی قسم کا شہرہ لگے۔

راوی کا بیان ہے کہ جب حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے بھائیوں اور انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حج شام کی خوش خبری لے کر مدینہ طیبہ میں آئے تو ان کا حضور رسول اللہؐ کے ارشاد کے بالکل مطابق تھا۔ حضرت امیر المؤمنین عمر فاروقؓ نے اسے پادشہ و شکر ادا کیا۔ مسلمانوں کو نہ پادشہ کی زبانوں سے جھٹل و تکبر اور درد و شریف نیز شہر اہل دی تعالیٰ کی آواز میں بلند ہو گئے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت خذیفہ بن یمانؓ سے دریافت کیا کہ کیا حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے خاتم کو تقسیم کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا یا امیر المؤمنینؓ آپ کے جواب کا نظارہ ہے ابھی تک تقسیم نہیں کی البتہ اس میں سے شخص علیحدہ کر لیا ہے۔ یہ سن کر آپ نے قلم و دات نکال کر حسب ذیل تعجب مر لکھنا شروع کیا۔

۱۔ یہ مسئلہ مفتی نے کہ خیران حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل امت و انھیں ترک کر کے اللہ تعالیٰ جل و اعلیٰ کی عقل میں مشکل ہو کر خواب میں آسکے ہے مگر حضور کی عقل میں کسی آسکے کی طرح نہ پادشہ کی عقل سے مشکل نہیں ہو سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نبی کا وہ مہمانت و مہمان ہے۔ اگر شیطان کو نبی کی عقل میں مشکل ہوتی تو قدرت نے اسے نبی جانے تو یہ جلیل اور اس کا کلام بالکل طبع ہو جاتا۔ نبی اور شیطان کی عقل اور بشارت میں کوئی درجہ افتراق ہی نہ ہو سکتا۔ اور نبوت کا پانچواں حصہ ہے کہ اس طرح کو نبی ہے وہ خود واضح ہے بخلاف باری تعالیٰ جل و اعلیٰ کی عقل کے کہ آپ سمجھ

ہیں نہ پادشہ و مہمان کی تکبر۔ اللہ و محمد صلی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے بندے عربین خطاب کی طرف سے عامل شمار کی طرف۔ السلام ندیک

الاعلام میں اللہ جل جلالہ و عزوجل کی تعریف کرتے ہوئے جن کے ساتھ کوئی معبود نہیں اور ان کے نبی برحق محمد رسول اللہ پر درود شریف بھیجتا ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو جو نعمت اور ان کے دشمنوں کو شکست دینی میں اس سے بہت خوش ہوا۔ میری یہ تحریر جس وقت تمہارے پاس پہنچ جائے تم مسلمانوں میں دو ایسی غیبتیں تقسیم کرو۔ اہل شمشیر لوگوں کو یاد دہراؤ برحق وارکھو۔ بعد ازاں اس کا حق یہ تقسیم کرو۔ مسلمانوں کی حفاظت اور ترقی کی ترقی۔ ان کے صبر و ہمت کا شکر یہ ادا کرو۔ جب تک میرا کوئی دوسرا حکم نہ پہنچے اسی جگہ پر رہو۔ تمام مسلمانوں کو میرا سلام پہنچا دو۔ داخل مسجد و رحمت اللہ۔

یہ لکھ کے آپ نے حضرت حذیفہ بن یمانؓ کو دیا۔ یہ اسے لے کر مدینہ منورہ سے رخصت ہوئے۔ دمشق میں پہنچے۔ حضرت ابو سعید دہنیؓ جہاں کو تمام کر کے حضرت امیر المؤمنینؓ کا حکم ہمارا دیا۔ آپ نے اسے جاگ کر کے مسلمانوں کو سنا دیا اور ان غیبت کو تقسیم فرماتے گئے۔ ہر سوار کے حصہ میں پودہ پودہ بزار قتال اور پیدل کے حصہ میں آٹھ آٹھ ہزار متعین سنا دیا اور اتنی ہی چاندنی آتی وہندہ۔ ٹھوڑے کے ہاتھ میں آپ نے ایک حصہ لکھا اور اس میں دو عمل نسل کے ٹھوڑے میں دو حصے۔ ہر دونوں ٹھوڑوں کو آپ نے عربی ٹھوڑوں کے ساتھ ملا دیا۔ جب آپ اس طرح تقسیم فرماتے تو دو گئے ٹھوڑوں کے، انگوٹھ کے اپنے ٹھوڑوں کو عربی ٹھوڑوں کے برابر دیا۔ آپ کا مطالبہ کیا۔ آپ نے فرمایا میں نے اسی طرح سے تمہارا مال غنیمت تقسیم کیا ہے جس طرح حضورؐ نے اپنے صحابہ کے مابین تقسیم فرمائی۔ انہوں نے اس پر اصرار کیا اور آپ کے ان کو مسترد کر دیا۔ آپ نے دو گئے عربوں اور معمولی ٹھوڑوں پر انگوٹھ کے اس اختلاف کو دربار خلافت میں لکھ کر بھیج دیا۔ وہاں سے حضرت عمر فاروقؓ کی طرف سے صحابہ ذیل علیہم السلام ہوا۔

الاعلام نے رسول اللہؐ کی سنہ شریفہ کے میں ملاتی کیا ہے اور میں سے سرحد نبویہ نہیں کیا۔ عربی ٹھوڑوں کو اور دروٹوں کو ایک حصہ دیا اور ان کو کہہ رسول اللہؐ نے اس میں ٹھوڑے کو اس میں اور دو گئے کو اور وہی رکھا ہے اور وہ کہنے لگے ایک صد اور اس میں کے لئے دو حصے مقرر فرمائے ہیں۔

دار الخلافہ سے جب یہ فرمان صادر ہوا تو آپ نے مسلمانوں کو بلا کر لے کر اور فرمایا اللہ کی قسم! ابو سعید نے سوائے اہل بیت سنت رسول اللہؐ کے تم میں سے کسی آدمی کو اختیار یا چیز مجھ پر نہیں کیا تھا۔

اللہ کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو سعید دہنیؓ جہاں جب مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے آپ سے کہا کہ مسلمانوں میں سے ایک شخص آپ کی خدمت میں مجھ سے یہ سفارش کرانا چاہتا ہے کہ آپ اس کے دو ٹھوڑے کو عربی ٹھوڑوں میں شامل کر لیں اور اسے دو حصے مرمت فرمادیں۔ آپ نے انکار کیا اور فرمایا وہ اب کتنا میرے بڑا ایک سنی چھانا ہے۔

۱۔ یہ نیکو فرائض ہے۔

۲۔ یہ شیعہ کا فرائض ہے۔

۳۔ ہر دونوں کا ٹھوڑا ایک ٹھوڑا میں دو عربی کے ہاتھ میں ہے یعنی یہ ٹھوڑا۔

غلام بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میرے والد حضرت زبیر بن عوامؓ کے پاس بروک میں دو گھوڑے تھے جن پر آپ ہادی ہادی سے سوار ہوا کرتے تھے۔ یعنی ایک دن ایک پر سوار کی فرماتے تھے اور دوسرے دن دوسرے پر۔ جب تقسیم خاتم کے وقت آیا تو حضرت ابوسعید بن جراحؓ نے آپ کو تنہا ہم سنی ایک آپ کا اور دو آپ کے گھوڑوں کے حوالے فرمائے۔ حضرت زبیر بن عوامؓ نے کہا کیا آپ مجھے اس طرح سے مرت نہیں کریں گے جس طرح رسول اللہؐ نے خیر کے روز مجھے حوالے فرمائے تھے۔ اس روز میرے پاس دو گھوڑے تھے۔ رسول اللہؐ نے چار میرے گھوڑوں کے اور ایک میرا اس طرح مجھے پانچ حصے مرت فرمائے تھے۔ حضرت مقداد بن عمروؓ نے حضرت ابوسعید بن جراحؓ کو مخاطب کر کے کہا کہ بدو کے روز میں اور آپ دونوں موجود تھے میرے ساتھ مجھے دو گھوڑے تھے اور کسی کے پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا۔ رسول اللہؐ نے میرے دونوں گھوڑوں کو ایک ایک حصہ دیا تھا۔ حضرت ابوسعید بن جراحؓ نے فرمایا: اتم ہے ہو جس رسول اللہؐ کی یہی اجازت کروں گا۔ چنانچہ آپ نے حضرت زبیرؓ کو تنہا حصے ہی دے دیے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاریؓ حاضر ہوئے اور حضرت ابوسعید بن جراحؓ کے سامنے شہادت پیش کر دی کہ اُمّی رسول اللہؐ نے خیر کے روز حضرت زبیر بن عوامؓ کو پانچ سہام عطا فرمائے تھے حضرت ابوسعید بن جراحؓ نے یہ شہادت سن کر حضرت زبیر بن عوامؓ کو پانچ سہام عطا فرمائے۔ یہ ایک کے عرب کے دو لوگ جن کے پاس چار چار اور پانچ پانچ گھوڑے تھے آپ کے پاس آئے اور حضرت زبیر بن عوامؓ کی مثال دے کر اپنے لئے بھی یہی مطالب کرنے لگے۔ آپ نے حضرت امیر المؤمنینؓ عمر فاروقؓ سے استعصاف کیا اور اجازت چاہی۔ آپ نے حسب ذیل پیغام ارسال فرمایا:

”زبیرؓ سچے ہیں رسول اللہؐ نے واقعی ان کو خیر کے روز پانچ سہام عطا فرمائے تھے ان کے سوا کسی اور کو جسے ہم نہ دیے جائیں۔“

عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوالخیرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت زبیر بن عوامؓ کے حصہ میں مال قیمت عمان میں سے ایک غلام آیا تھا اور وہ کسی طرح آپ کے یہاں سے بھاگ گیا تھا۔ آپ نے اسے بروک کی قیمت میں دیکھا اور تقسیم خاتم سے پہلے اسے بچان کر اس کا ہاتھ بکڑ لیا۔ عمارؓ قیمت نے آپ سے کہا کہ میں اسے نہیں چھوڑ سکتا۔ دونوں میں ابھی گفتگو ہو رہی تھی کہ اللہ کا حضرت ابوسعید بن جراحؓ دھرا نکلے۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ حضرت زبیر بن عوامؓ نے کہا ایسا حال ہوا ہے میرا غلام ہے جو مجھے عمان کی قیمت میں سے ملا تھا اور میرے پاس سے بھاگ گیا تھا۔ اب چونکہ میں نے ہجرت دیکھ لیا ہے اس لئے میں اسے لینا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ابن عمرؓ رسول اللہؐ تم ہی کہتے ہو یہ تمہارا ہی غلام ہے۔ میں نے ہی جسے عمان کی قیمت میں سے اسے دیا تھا۔ یہ کیہ کرآپ نے وہ دن کے سپرد کر دیا۔

زید الراری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے پاس سے ایک ہادی بھاگ کر دشمنوں میں چالی۔ بروک کے دن ہم نے ہجرت کرنا کر لیا اور غلام میں ابھی داخل کر دی تھی۔ ہم نے حضرت ابوسعید بن جراحؓ سے اس کی روایت کے متعلق گفتگو کی تو آپ نے حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت بارگت میں نکھا۔ وہاں سے آپ کے پاس جواب آؤ کہ

”اگر باغی حریہ ۱۔ ہے تو اس میں سہاگت اور نہ لگتا اور جب اس میں سہاگت جاری نہیں ہوتا تو اسے مال نجاست کی طرف نکال دینا چاہئے۔“

حضرت ابو عبیدہ دین جراحؓ نے ایسا ہی کیا مگر قوم آپ کے اس فیصلہ سے راضی نہ ہوئی۔ آپ نے فرمایا ان اللہ پاک کی قسم! جن کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کا یہ خطا ہے اس میں آپ نے مجھے تمہارے متعلق یہی ہدایت فرمائی ہے۔ تو میں نے یہ سن کر سر جلیں قائم کر دیا اور باغی خاتمہ کی طرف واپس کر دی گئی۔

واللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ راہوں کا بیان ہے کہ جب اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اصحاب و رسولانہ کے ہاتھ سے بروک فتح کر دیا تو ہر گز کو بھی خبر پچھی کہ میرے لشکر نے شکست کھائی اور باہان اور جرح لگ کر دیئے گئے۔ اس نے کہا میں پہلے ہی جانتا تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ اس کے بعد یہ اس بات کا خضر ہوا کہ اب مسلمان کیسے کرتے ہیں؟

واقعات فتح بیت المقدس

واللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے جان کیا ہے کہ مسلمانوں نے دمشق میں ایک مہینہ قیام کیا۔ اس کے بعد حضرت ابو عبیدہ دین جراحؓ نے سرور الدین الفوج کو فتح کر کے ان سے حضور کیا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہئے؟ اور کس طرف جانا چاہئے؟ قہار مہی راسے اس بات پر متفق ہوئی کہ ان دو مقاموں یعنی قیصریہ اور بیت المقدس میں سے کسی ایک کی طرف فوج بھیجی کرنی چاہئے۔ آپ نے فرمایا ان دونوں میں سے آپ حضرات کسے ترجیح دیتے ہیں؟ انہوں نے کہا آپ مردان ہیں۔ آپ جس طرف چلے گئے اسی لئے ارشاد فرمائیں گے۔ خلیل ارشاد کے لئے ہم موجود ہیں۔ حضرت سعادہ بن جہلؓ نے کہا آپ حضرت امیر المومنین کی خدمت اقدس میں لکھ کر مستحب کر میں کہ میرا اور دو قیساریہ بیت المقدس کا ہے۔ آپ جس طرح کا حکم دیں لشکر کھٹی کر دی جائے۔ آپ نے فرمایا ہادی تعالیٰ جل جلالہ تمہیں توفیق عنایت فرمائیں۔ تمہاری رائے بہت زیادہ مناسب اور صاحب ہے میں ایسا ہی کروں گا یہ کہہ کر آپ نے مسند پر چل کر بیٹھا۔

”میرا اور قیساریہ بیت المقدس کی طرف جانے کا ہے جناب کے حکم کا خضر ہوں۔“ والسلام

یہ خط آپ نے حضرت عمرؓ کو بھیج دیا اور حکم دیا کہ ابھی روانہ ہو جائیں۔ یہ جہاں کہہ دینا چاہئے پچھنے اور حضرت امیر المومنین کی بارگاہ معلیٰ میں وہ عرضداشت پیش کی۔ آپ نے مسلمانوں کو دو پڑھ کر سنائی اور اس دے میں ان سے مشورہ کیا۔ حضرت علیؓ کو رائد و جد نے کہا امیر المومنین سب سے بھتر اور مبارک داسے یہ ہے کہ آپ حضرت ابو عبیدہ دین جراحؓ کو پہلے بیت المقدس پر فوج بھیج کر دے کہ حکم دیں کہ وہ وہاں پہنچ کر اہل اس کا محاصرہ کر لیں پھر وہاں کے لوگوں سے لڑیں۔ بیت المقدس کی فتح کے بعد قیساریہ کی طرف رخ کریں۔ وہ شہر بیت المقدس کے بعد خود ہی انکار اللہ العزیز فتح ہو جائے گا۔ مجھے میرے آقا جناب محمد رسول اللہؐ نے اسی طرح خبر دی تھی۔ حضرت امیر المومنین عمر فاروقؓ نے فرمایا ”مصلحتی“ نے حج فرمایا تھا اور اسے ابو الحسن اتم نے بھی حج کیا۔ اس کے بعد آپ نے روانہ قہر منکوا کر حسب ذیل ہدایت نامہ لکھ کر شروع کیا۔

۱۔ شاید یہ مطلب ہے کہ اگر کوئی ہوائی جہاز بھیجے تو اس پر کھانے کو دے دی جائے اور اگر روپیہ ہی اتھرائی ہے جیسا کہ در مال نجاست قرآن نجاست میں رکھی جائے۔ واللہ اعلم۔ ۱۱۰۲

بیت المقدس (الارض المحرمہ)

خدا کے بندے امیر المومنینؑ کی طرف سے ابوبکرؓ سے بیعت کی جانب
میں ان اللہ تبارک و تعالیٰ کی حمد و ثناء رہا ہوں جن کے سوا کوئی معبود نہیں اور ان کے پروردگار ہی پر درود اوقات بھیجتے ہوں۔
تمہارا خط پہنچا تم نے جو یہ مشورہ طلب کیا ہے کہ میں کس طرف رخ کروں؟ اس کے متعلق ابن عمرؓ رسول اللہؐ نے بیت
المقدس پر فوج کشی کا مشورہ دیا ہے۔ اے تبارک و تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر اسے ضرور فتح کرو اور میں تم سے تمام مسلمانوں سے
سلام کہہ دوں گا۔ والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واسئل اللہ فیہم الوکیل۔

اسے لکھ کر آپؐ نے طرف کر کے عربی بن نام لکھی "کو: یا در حکم آیا کہ بہت جلد پہنچا جو میں۔ یہ اسے لے کر حضرت ابوبکرؓ
بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت جاہل میں تشریف فرما تھے۔ آپ نے مسلمانوں کو یہ چاہ کر لیا۔ مسلمان
بیت المقدس کا وردہ کی بے حد خوش ہوئے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ نے حضرت یزید بن ابی سفیانؓ کو جراحؓ کے ساتھ
کی تحریک میں پہنچا کر اللہ تعالیٰ کا حکم ان کے حوالے کر لیا اور کہا یا ابن ابی سفیانؓ! میں تمہیں دین کا اجر خواہ
محبت ہوں۔ جس وقت تم شہر اہل کے قریب پہنچ جاؤ فصل و خیر کے نعرے بند کرو۔ میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے بجاؤ سید المرسلین
محمد رسول اللہؐ کیز ان دنیا یا علیہم السلام اور صالحین نظام کے واسطے سے جو بیت المقدس میں ہوں اور اس کی ہیں وہ کہتا ہوں کہ
وہ بیت المقدس کی فتح مسلمانوں پر آسان فرمائیں۔ حضرت یزید بن ابی سفیانؓ نشان لے کر بیت المقدس کی طرف روانہ
ہو گئے۔

اور ایسا علم آپؐ نے حضرت مرسلین بن حسنہ کا جب رسول اللہؐ کے سپرد کر کے ان کی ماقبلی میں اہل یمن حضرت سیدہ کعبہؓ
میں، خولان اور یمن کے پانچ ہزار سوار لے کر انہیں بھی بیت المقدس کی طرف روانہ کیا اور فرمایا کہ تم اپنی فوج کو حضرت یزید بن
ابی سفیانؓ کی فوج سے پیچھو رہو۔ پھر اسفند محمدؓ آپؐ نے حضرت مرقا بن ابی سفیانؓ بنی قریظہ کے لئے حرب کیا اور عرب و
عبر عرب قوم کے پانچ ہزار سوار ان کی سرکردگی میں لے کر انہیں بھی لاجور روانہ فرمایا اور ہدایت کی کہ تم اپنے اوٹوں پیشواؤں سے
ٹالہ دار اور بیت المقدس کی شہرہاء کے متصل قوم لڑو۔ چوتھوں میں حضرت سید بن یحییٰ القزازیؓ کے لئے ترتیب دیا اور قوم غز
جسم و نظامان اور فرود کے پانچ ہزار جوان ان کی قیادت میں دے کر انہیں بھی رخصت کیا۔ پانچواں و مجربہ حضرت یحییٰ بن مہرہ
فرادی کے سپرد کر کے ان کی قوم کے پانچ ہزار آدمی ان کی قیادت میں دے کر انہیں بھی جتنے کو فرمایا۔ چھٹا وہ آپؐ نے حضرت
مرد بن یحییٰ بن زیدؓ کو بھیجا اور پانچ ہزار سپاہی ان کے لئے برنشان کر کے انہیں بھیجے گئے فرمایا۔

بیت المقدس پر افواج اسلامیہ کی فوج کشی اور اس کا محاصرہ

واللہ فی رحمتہ تعالیٰ علیٰ کتبہ ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے بیت المقدس کی طرف جو لشکر روانہ کیا تھا اس کی کل تعداد
تیس ہزار تھی، روانہ کیا یہ سردار اپنا تختہ لشکر لے کر روانہ ہوا تھا کہ خدا کے دشمنوں کے دل میں مارا نہ ایک لشکر پہنچ جانے
سے رعب پیدا ہو جائے۔ اسی طرح چوراز تک رہا سرداران لشکر روانہ ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت یزید بن ابی سفیانؓ کا
پہرہ ہوا جو بیت المقدس پہنچا۔ آپؐ نے زور سے نعرہ و تحیر بلند کیا۔ آپ کی فوج نے بھی لگے لگے نعرے اور فصل و خیر کی

آواز میں بلند کہیں۔ اہل بیت المقدس نے جب ان کی آوازوں کا شور سنا تو کانپ گئے دل جتنے گئے اور شہر پناہ پر چڑھ کر مسلمانوں کو دیکھنے لگے مگر جس وقت مسلمانوں کی نکت تعداد پر نظر پڑی تو انہیں حیرت کی نظر سے دیکھ کے چپ ہو رہے اور یہ سمجھے کہ بس کل تعداد یہی ہے۔ حضرت یزید بن ابی سفیانؓ نے باپ اور عالج کے قریب خیمے نصب کئے اور فوج کو لے کر فرار ہو گئے۔ دوسرے دن حضرت شریعل بن حسنؓ دیر سے روز حضرت مرثا بن ہاشمؓ علی التواتر تشریف لائے اور باب عربی پر شریف فرما ہو گئے۔ چوتھے دن حضرت سہب بن نجہؓ افراسیٰ بیت المقدس کی طرف اور یانچویں روز حضرت قیس بن ہمدانؓ افراسیٰ ان کے سامنے عید زان ہوئے۔ پچھلے روز حضرت عمرو بن ہبشلؓ یزیدؓ انجملہ راور ملے کے قریب صواب راڈ علیہ السلام کے سامنے اترے اور وہیں انہوں نے زبیرؓ سے ملائے۔

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابو سعیدؓ دن چراغ لائے حضرت خالد بن ولیدؓ کو بیت المقدس کی طرف روانہ فرمایا اور ان کے بعد حضرت یزید بن ابی سفیانؓ کو اور سب سے پہلے حضرت خالد بن ولیدؓ ہی بیت المقدس میں پہنچے۔

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہؓ فطفا فی کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے جو شخص بیت المقدس میں آتا رہا ہی نے سب سے پہلے بیت المقدس کے سامنے نماز پڑھی۔ پھر کسی آواز میں بلند کہیں اور خداوند تعالیٰ جل و علی سے حج حضرت کی دعا کہیں مانگیں۔

جب لشکر بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گیا تو حضرت ابو سعیدؓ دن چراغ لائے حضرت خالد بن ولیدؓ بقید لشکر و خواتین اسلام، ذر بات، اہل غنیمت اور جن سوئیں اور مال پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے مسلمانوں کو قبضہ کیا تھا ساتھ لے گئے وہیں ٹھہرے رہے اور اپنی جگہ کو نہیں چھوڑا۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں کا لشکر بیت المقدس میں نہیں دن تک پڑا رہا۔ ابن ابیام میں انہوں نے قاصد کے انتظار میں لڑائی نہیں بھیڑی مگر وہاں کے کسی باشندے نے ان کے ساتھ ٹھٹھو نہ کی۔ البتہ شہر پناہ کو گنجینوں، کانپوں، کماروں، ڈالوں، جوشنوں اور بڑے بھاری بھاری تکلفات سے مضبوط کر لیا۔

حضرت سہب بن نجہؓ افراسیٰ کہتے ہیں کہ ہم شام کے چھ شہروں میں گئے۔ ہم نے اس شہر کو سب سے زیادہ پر تکلف اور سب سے زیادہ با سامان دیکھا۔ ہم جس شہر میں جاتے تھے، اس کے باشندوں میں خوف و ہراس پیدا ہو جاتا تھا۔ بیت دلوں میں بیٹھ جاتی تھیں اور وہ ہمارے مقابلہ میں نہایت عاجزی سے پیش آتے تھے مگر ان اہلیا کے باشندوں کے مقابلہ میں ہم تین دن پڑے رہے۔ ان کے کسی آدمی نے ہمارے ساتھ بات تک نہ کی۔ ان کا کام محض اپنے شہر پناہ کو تحکم کرنا تھا اور اس سے آخر جب چوتھا روز ہو گیا تو ایک جدی حضرت شریعل بن حسنؓ سے کہنے لگا یہاں ۱۱۱ ہجریٰ یہ قوم ہماری ہے جو سبکی نہیں، انہی سے جو کچھ چاہی ہو، گوئی ہے جو کرنا چاہیں۔ آپ ہمیں لے کر ان کی طرف پہنچے اور وہاں تک ان پر حملہ نہ کرے۔

پانچواں روز ہوا تو مسلمانوں نے صبح کی نماز پڑھی اور امراء مسلمانوں میں سے گھوڑے پر سوار ہو کر باشندگان بیت المقدس سے

۱۔ ایک نسخہ میں ہے۔ ۱۱۲ھ

۲۔ یہ طراری کا ترجمہ ہے، طراری وہ طرقت ہیں، چراغ ان سے شب کے وقت زلزل ہوئی، نیز قال دینے والے بھی مروی ہیں مگر ترجمہ کر دیا گیا۔

۳۔ حافظ ۱۱۲ھ

سب سے اول بیت پرست کرنے کے لئے جو شخص بڑھا وہ حضرت یزید بن ابیہنیان تھے۔ آپ نے اسکو زیہ تن کیا تو ترمذی
 ساتھ لیا اور دیوار ہند کے پاس اس حیثیت سے جا کر کھڑے ہو گئے کہ وہاں سے آپ کا حکام نہ نکلیں۔ چونکہ باشندگان بیت
 المقدس بالکل چپ بچھے تھے اس لئے آپ نے ترمذی سے فرمایا کہ تم ان سے یہ کہو کہ امیر عرب تم سے یہ کہتے ہیں کہ تم دعوت الی
 الاسلام اور کلمہ غلامی یعنی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی اجابت کے متعلق کیا کہتے ہو تاکہ ہمارے پروردگار اللہ جل جلالہ اس کی
 بدولت تمہارے تمام ساتھ لکھا جوں کو بخش دین اور تم اس طرح اپنے خنوں کو محفوظ کرلو۔ اگر تمہیں اس کا انکار ہے اور ہماری اس
 دعوت کو قبول نہیں کرتے تو جیسا کہ تمہارے دوسرے شیروں کے باشندوں نے جو تم سے قوت و طاقت نیز حرب و ضرب میں نہیں
 زیادہ ہیں وہ تم سے صلح کر کے اپنا جان و مال ماموں و معسوک کر لیں اسی طرح تم بھی ہم سے صلح کر کے اس شر کو محفوظ
 کرو اور اگر ان دونوں باتوں کا انکار ہے تو یاد رکھو کہ خود اپنے لئے ہلاکت و بربادی کا کڑھا کھور ہے اور اگر تم بھی تمہارے
 انتظار میں ہے۔

مترجم یہ سن کے آگے بڑھا اور انہیں ہی طلب کر کے کہنے لگا تم میں سے کون شخص مجھ سے بات کرے گا۔ یہ سن کے ایک پاروی جو
 ہاں کا عہدہ نائب مامون رہا تھا آگے بڑھا اور کہنے لگا ان کی طرف سے میں کا طلب ہوں کیا کہنا چاہئے؟ تو ترمذی نے کہا یہ امیر ہیں
 ایسا ایسا فرماتے ہیں اور تمہیں تین باتوں کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ اسلام جیسا اور نکو اور۔ پاروی نے ترمذی کی گفتگو بیت المقدس
 والوں تک پہنچائی تو انہوں نے کلمات تکبریک ہک کے آسان سر پر اٹھایا اور کہنے لگے کہ ہم اگرچہ قتل ہو جائیں مگر یہ آسان ہے جس
 سے کہ ہم اپنے مذہب میں تبدیلی روا رکھیں۔

ترمذی نے حضرت یزید بن ابیہنیان سے یہ منظور فرمائی تو آپ اور سب سرداروں کے پاس آئے اور وہیں کے اس قول
 سے آگاہ کیا اور کہا کہ اب تمہیں ان کے متعلق کس بات کا انتظار ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہمیں حضرت ابیہنیہ وہی جراح نے محض
 یہاں آنے کا حکم فرمایا تھا اور ان کے متعلق کوئی فرمان نہیں دیا تھا۔ اب ہم حضرت امین الامت کی خدمت باہرکت میں لکھتے ہیں۔
 اگر لڑائی کے متعلق وہ حکم نافذ فرمائیں گے تو ہم لڑنے کے لئے سوچیں۔

حضرت یزید بن ابیہنیان نے حضرت ابیہنیہ وہی جراح کی خدمت میں وہیں کا جواب تحریر کر کے آئندہ کے لئے لائحہ
 عمل کے متعلق استدعا رکھا اور آپ کی رائے طلب کی۔ آپ نے خط پڑھ کر حضرت امیر وہی جراح کے ہاتھ میں جواب روانہ کیا
 جس میں لکھا تھا کہ لڑائی شروع کر دینی چاہئے۔ خط کے پیچھے پیچھے میں بھی آ رہا ہوں۔ سہماں آپ کا یہ خط پڑھ کر بے حد خوش
 ہوئے اور صبح کی اذان دہرائی یہ رات آنکھوں میں آنکھوں میں کاٹ دی۔

واللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ مسلمان باشندگان بیت المقدس سے لڑائی کے لئے اسے شائق تھے کہ
 یہ رات انہوں نے اس قدر انتظار کے ساتھ کافی جیسا کہ کوئی شخص آنے والے کے انتظار میں بسر کیا کرتا ہے۔ ہر سردار میں چاہتا
 تھا اور ہر ایک کی یہی تمنا تھی کہ اس کی فتح کا سہرا میرے ہی سر پہے اور میں ہی سب سے پہلے بیت المقدس میں داخل ہو کر نماز
 پڑھوں اور امارت انبیاء عظیم اسلام کی فریاد سے بہرہ ور ہوں۔ آخر خدا کا کر کے سفید دست نے جلوہ بازی کی۔ سوزلوں نے
 خدا سے ہر توانا کے نفعے مانگے۔ مسلمان جوتی و درجوتی اپنے پروردگار اور معبود حقیقی دیکھا کی بارگاہ میں سر نہ ہوئے کے لئے
 بڑھے۔ ہر سردار نے اپنی اپنی فوج کو اللہ عزوجل کے سامنے لاکھڑا کیا اور صف بندی کے بعد خدا کی مرکز کے چاروں طرف جماعت

میں امام کی زبانوں سے قرآن شریف تلاوت ہونے لگا۔ حضرت زید بن ابیہن نے اپنی جماعت میں یہ بات چڑھائی:
 ﴿يَا قَوْمِ ادْخُلُوا الْأَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِي كُتِبَ لَكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا عَلَىٰ آدَابِهَا كَمَا فَتَقَلُّوْا
 خَاصِمِينَ﴾
 ”اے قوم! ارض مقدس میں جو تمہارے لئے اللہ پاک نے لکھ دی ہے داخل ہو جاؤ، اور پیچھے دے کے اٹلے نہ پھر دو نہ
 خسراں میں پڑ جاؤ گے۔“

اہل بیت المقدس کے تیر اندازوں کا حملہ

کہتے ہیں کہ ہر سردار نے اپنی جماعت کی اہمیت میں یہی آیت تلاوت کی اور اس طرح گواہ دیا کہ یہی وقت پر منتخب ہو گئے۔
 اس وقت یہ خدا کے مقررین نماز سے فارغ ہو گئے تو آپس میں پکارنے لگے اللہ کے لئے لڑنے والو! تیر ہو جاؤ۔ سب سے پہلے
 بنو مہر اور یمن کے بہادر حملہ آور شیروں کی طرح غواصی کے لئے نکلے۔ اہل بیت المقدس نے انہیں دیکھا۔ لڑائی کے لئے
 تیار ہو گئے۔ کمانوں کو چلوان پر چڑھایا اور منتشر ٹیڑھوں کی طرح مسلمانوں پر حمزوں کی پادش کر کے لگے۔ مسلمانوں نے انہیں اپنی
 زخموں پر لینا شروع کیا اور اس طرح اپنے آپ کو بچانے لگے۔ جنگ سے آفتاب کے غروب تک نہایت جانا بازی کے ساتھ تیر
 آؤ نہی ہوتی رہی۔ مگر چاروں ایک مقابلہ عظیم پر باہر ہوا تھا مگر اہل بیت المقدس کے دلوں میں مسلمانوں کی طرف سے نہ عیب تھا
 اور نہ خوف اور نہ مسلمانوں کو انہوں نے اتنی ہمت ہی دی کہ وہ ان کے شیر پر کسی طرح قبضہ کر سکیں۔

آخر جب سورج بالکل ہی غروب ہو گیا تو مسلمان اچھے غیموں کی طرف چلے نماز پڑھی کھانا پکایا اور طعام شیعہ کا انتظام کیا۔ یمن
 کا مومن سے فارغ ہوئے تو ٹکڑیاں چونکے کھڑے سے موجود تھیں۔ ہر طرف آگ ہی آگ روشن کر دی اور اس کی روشنی میں بعض
 نمازیں پڑھنے لگے۔ بعض نے تلاوت قرآن شریف کی۔ بعض نے جناب باری میں گریہ و زاری سے دعا کی انہیں اور بعض جو
 شدت حرب کی وجہ سے تھک گئے تھے پڑ کر سو گئے۔ صبح ہوئی تو مسلمان پھر لڑائی کی طرف نکلے۔ اللہ لا اہل کی حمد و ثناء اور رسول اللہ
 پر درود شریف کی کثرت کی۔ تیر انداز حضرت آسمے آ گئے ہوئے اور اللہ پاک کی تسبیح و تحمید کے ساتھ ساتھ تیروں کو چلانا شروع کیا۔
 واللہ کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمان اسی طرح دس دن تک لڑتے رہے۔ بیت المقدس واسطیٰ سلطان ایام میں جوئے رخ
 و نم کے خوشی اور سرور کا اظہار کرتے تھے۔ ان کے قلوب میں نہ کسی قسم کا غم تھا اور نہ کوئی چیزوں پر ٹھہرا ہوا تھا۔ کیا دیکھا اور نہ دعا تو
 حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا سلامی پر جم شے ان کے غلام سالم اٹھائے ہوئے تھے ہر اتنا ہوا انگریز و ظلم کے پیچھے پیچھے خبردار ان
 مسکین اور بہادر ان سواد میں تھے جنہوں نے جناب امیر شہر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو اپنے حلقہ میں لے کر رکھا تھا۔ حضرت
 خالد بن ولیدؓ، حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے دائیں جانب تھے اور حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ بائیں طرف۔ خاتون
 اسلام اور بانی قسمت ان حضرات کے ساتھ ساتھ تھا۔ ان حضرات نے یہاں پہنچ کر یہاں ٹھیل دیکھ کر کے ٹھک و کھام غم سے
 بندہ گھس گئی کہ آوازیں آسمان تک گونجنی چلی گئیں۔ اور سے بھی تمام قبائلی نے انہیں غزوہ کے ساتھ استقبال کیا اور اس طرح تمام
 یہاں کی مجاہدوں کی آوازوں سے بھر گیا۔

بیت المقدس والوں کے دلوں میں وہب طاری ہوا۔ سرداروں اور رئیسوں اور بہادروں نے سب سے بڑے کینہ کی طرف جس

کا نام تو سرعہ قرار دیا۔ وہاں پہنچ کر پوپ ج کی خدمت میں حاضر ہوئے تعلیم و تہذیب کے بعد اسے تحفہ بھی بکھریا۔ اور اس نے سامنے کھڑے ہو گئے۔ اس نے کہا یہ کیا شہر ہو رہا ہے؟ انہوں نے نہایت عاجزی اور طاقت کے ساتھ جواب دیا مقدس پوپ مسلمانوں کا سردار بقیہ فوجی ہے مگر یہاں آپہنچا ہے یہی کا شہر ہے۔ پوپ کا یہ سننے ہی نہ بھلی ہو گیا پیر۔ یہ پروردگار کی پناہ اور کہنے لگا انہوں! انہوں! انہوں نے کہا اے ہمارے سب سے بڑے مقدس باپ! یہ کیا؟

اس نے کہا انجیل مقدس کی قسم اگر فی الواقع آئے (۱۱) ان کا امیر اور سردار ہی ہے تو تمہاری طاقت اور برادری قریب ہی پہنچی تھی ہے۔ انہوں نے کہا یہ کس طرف؟ اس نے کہا جو علم تم کہتے ہو اس سے وراثت میں ملتا ہو چلا۔ قرآن ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طویل اور عرض میں حج کرنے والا ایک گندم کوں میں رنگ درخوب سیاہ سیاہ انگور والا ہے یہی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا۔ یہ وہ کوٹروسی کا ٹھکانا ہے تو پھر تم کو اس سے سرحد ستارے کی طاقت ہے اور مدد لانی کی۔ میں چاہتا ہوں کہ میں تمہارے ساتھ چلیں کہ اس کی صورت و نسبت آنکھوں سے نہ کروسی ہو تو میں اس کے ساتھ ضرور مصالحت کروں گا اور جو چاہے جو اس کے مطالبہ کو راضی ہوں گا۔ لیکن اگر وہ نہ ہوا تو میں کبھی اس شہر کو اس کے پیرائیں کروں گا۔ لیکن اس شخص کے سوا میں کسی نے تم سے ذکر کیا ہے ہمارے سامنے شہر کو اور کوئی شخص تم سے نہیں کر سکتا۔

یہ کہہ کر پوپ انجیل کے ٹکڑا ہوا دایبہ ایش اور باوری اس کے گرد ہوئے جنہوں نے اس کے سر پر صلیب بٹھائی اور انجیل اس کے سامنے کھولی۔ سرداران روم نے اسے اپنے حقد میں لیا اور یہ شہر پادری کی طرف چلا۔ ایوار کے قریب اس رات کی طرف جس سے حضرت ابوسعید بن جراحؓ تشریف فرما ہوئے تھے تو اس نے مسلمانوں کو جھٹک کر دیکھا۔ مسلمان اس وقت حضرت ابوسعید بن جراحؓ کو آتے سلام کرتے اور بڑے احترام سے آگے بڑھ کر آتے اور پیرائیں کی عراج لانی میں مشغول ہوتے جاتے تھے اور ان کا ہی طریقہ نامہ بندھا ہوا تھا۔ پوپ کے آگے آگے جو شخص چلا کرتا تھا اس نے اس کے قدم کے برابر مسلمانوں کو آواز دینی کہا، حاضر! مسلمان انرا لانی سے روکنا کہہ رہے تھے کہ بات بیت کر نہیں اور جو کچھ ہے پوچھنا ہے پوچھ لیں۔ مسلمانوں نے یہ سننے ہی لڑائی سے ہاتھ سمیٹ لیا۔ وہیوں میں سے ایک شخص نے عرب کی نگاہ سے فصیح زبان میں یہ دعا شروع کیا کہ ہمارے پاس اس شخص کی تمام علامات اور صفات کھنڈا ہیں ہمارے اس شہر پر رونے زمین کو جگ کرے گا۔ اگر تمہارا سردار ہی شخص ہے تو ہم بغیر لالہ ہلائے اور بغیر مقابلہ کے تمہارے پر دانا یہ شہر کر دیں گے لیکن اگر وہ نہ ہو تو یہ روکنا کہ ہم قیامت تک کبھی تمہارے حوالے نہ کریں گے۔

واقعی رمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے یہ سن کر حضرت ابوسعید بن جراحؓ کو اس کی اطلاع کی۔ آپ تشریف لائے اور ان کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ پوپ نے ان کی طرف دیکھ کر اپنے آدھوں سے کہا تمہیں بشارت ہو یہ وہ شخص نہیں ہے جسے

۱۔ ایک انجیل کا نام ہے ۱۱۔

۲۔ پانچ سو سال پہلے کا تھا جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کی طرف سے جہنم پر پوپ کی دعا ہے اس نے اس کا یہ فریاد کیا کہ وہ اللہ علیہ السلام

۳۔ یا اللہ کا ترجمہ ہے۔ ۱۲۔

۴۔ یہ نام کا ترجمہ ہے۔ ۱۳۔

چاہئے کہ اپنے شیرازہ میں وہ سب اور غم کے لئے خوب اہل کھل کران سے لڑو۔ یہ سن کر انہوں نے آواز میں بلند کہیں۔ مگر کھراک اٹھ کر گیا اور آگے بڑھ کر تخت معرکہ کی لڑائی کرنے لگے۔ پوپ لوٹ کر قلعہ میں چلا گیا اور حضرت ابو سعید بن جراحؓ سے ایک لفظ تک نہ کیا۔ نہ ان لڑنے کا قسم اے کیا۔

حضرت ابو سعید بن جراحؓ کوٹ کر آئے تو حضرت خدہ بن ولیدؓ نے دریافت کیا ایسا کیا ہوا؟ آپ نے فرمایا مجھ اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں ان کے سامنے گیا میرا کہ تمہیں معلوم ہے اور ان شیعوں میں سے جو انہیں کراہتے ہیں ایک شیعان نے مجھے جو تک کر دیکھا اور کچھ جانی کیا۔ ایک نظر دیکھتا تھا کہ ایک شور و غل برپا ہو گیا اور بغیر مجھ سے کبھی بات کے کئے ہوئے پھر وہ نوزائے پیچھے لوٹ گیا۔ حضرت خدہ بن ولیدؓ نے کہا بہت ٹھنکے ہیں اس میں کوئی راز اور اسے ظنی ہو جس پر ہم حد و مصلحت ہوں گے۔ ایشہ بنت قیسؓ نے اس کے بعد انہوں حضرت نے مسلمانوں کو لڑائی کے متعلق احکام جاری کئے اور کئی کے ساتھ لڑنے کی تاکید کی۔ چنانچہ مسلمانوں نے اپنی کئی کے ساتھ میرے شہداء کر دیے۔

واقعہ دہشتہ سالہ کالی کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے بیت المقدس کا محاصرہ کیا تھا اس وقت چونکہ سردی اور جانور کا موسم تھا اس لئے رامیوں نے اپنے دھارن میں سوارائے تمام چنے کر لیا تھا کہ اپنے گھر سے وقت میں یہاں نہیں ٹھہر سکتے اور نہ سردیوں کے زمانہ میں یہ ہم پر قادر ہو سکتے ہیں۔

بیت المقدس میں یمن کے تیر اندازوں کی بہادری

کہتے ہیں کہ سمسان بن ابی طرفیلؓ اور ملکہ بن ابی یمن کے تیر انداز یمن کی کمانیں پیر زنی، رامیوں کی تھیں جن کا تیر بہت زیادہ چمکا کر ہے آگے بڑھے اور لیٹ لیٹ کے کمانوں کو سسنا تک جان کے بے تھا شمار دیوں پر تیر چلانے لگے۔ رومی اہلی ہے پر اہلی کی وجہ سے جنگ بہت کم احتیاط کر رہے تھے۔ اس لئے مسلمانوں نے دیکھا کہ تیر لگ لگ کے رامیوں کو سر کے بل اودھ کا کر دیتے اور ان کی پشتوں سے باہر نظر جاتے ہیں۔

یمن نے بنی ہاشم دہشتہ سالہ کالی کہتے ہیں کہ یمنی عربوں کی بہادری بھی خوشنواہی و رسی تو فی ہی کے لئے تھی۔ میں نے دیکھا کہ وہ تیر چار سے تھے اور رومی بادشہ کے قلعوں کی غارت پہ وہ بے شمار ہو گئے اور ان کے اوپر سے چکر رہے تھے۔ رومیوں نے تیروں کو جب اس طرح سینوں سے پاد ہو کر کھینچا تو احمقانہ کام میں لائے اور شیر پناؤ کو حائل و جھڑوں اور ان چیزوں سے جو تیروں سے محفوظ رکھتی ہیں ڈھانپ دیا۔ میں نے حضرت خضر بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا کہ آپ جڑ سے دروازے کی طرف جس پر ایک عظیم القدر سردار جس کے سر پر ایک سوئے کی صلیب اور گردن اوپر سے بڑے بڑے چھ کرتے چنے ہوئے تمام تھے بڑے چلے جا رہے ہیں۔ ان غلاموں کے ہاتھ میں ہلوں پر چٹائی ہوئی کمانیں درگھوڑ تھے۔ اور سردار انہیں لڑائی کی ترغیب دے رہا تھا۔

حضرت خضر بن ازور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میں نے دیکھ کر آپ اپنی احوال میں چھپے ہوئے برابر اس کی طرف بڑھے چلے جا

رہے تھے، کئی کو آپ اس برتن کے پاس جس کے اوپر یہ سردار تھ پہنچ گئے اور اپنی تہن کو سیدھا کر کے پشت باندھ بیٹھے اور بھرتی
 چھوڑ دیا۔ چونکہ برتن بہت اونچا تھا۔ نیز یہ سردار زرد اور سالانہ جنگ بھی بہت زیادہ دیکھ رہا تھا اس لئے اس نے اپنے دل میں خیال
 کیا کہ یہ تیرا دل ترقی کو اپنی دیوار پر پہنچنا مشکل ہے پھر اگر پہنچ بھی تو کھڑو ہوئے کے بعد اس کی اس زرد اور سالانہ جنگ پر کیا اثر
 کرے گا جو اس سردار کو یہ فنی کر سکے۔ مگر بعد ازاں طربول میں نے دیکھا کہ تیرا کمان سے نکلا اور بازو جود کی اس بھڑکی سے اس
 زور سے اس کے جا کر لگا کہ وہ سردار اذان ہو کے پرلی طرف پیچے گرو۔ اس کے کرتے سی دو میوں میں ایک شورو بنگار رہا ہو گیا اور
 روئے پینے کی آوازیں آنے لگیں جس سے میں نے سمجھا لیا کہ وہ سردار مر گیا ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیت المقدس کا حصار مینے کامل محاصرہ رکھ دیا۔ روزانہ دکانا نہ سخت
 معرکہ ہوتا تھا۔ مسلمان سردار کی برف اور بادشہ پر نہایت کام دہی کے ساتھ صبر کرتے تھے۔ اہل ایمان بیت المقدس نے جب مسلمانوں کا
 سخت محاصرہ دیکھا اور ان بنیادوں کو جو ان پر مسلمانوں کی طرف سے پہنچی تھی انہیں اندازہ کیا تو یہ پھر قدامت کی طرف گئے اور پاپ کی
 خدمت میں حاضر ہو کر ان کے تخلص کیا پھر اس کی تہ روزنات عیالہ کے کہنے گئے۔ مقدس باپ ان عربوں کا محاصرہ ہم پر رانی
 ہوتا ہے جیسے اسید بھی کر باؤساد کی طرف سے ہمارے لئے کوئی دیا لکھ آئے گی۔ مگر وہ بھی اپنے لشکر کی ہزیمت کی وجہ سے خود
 اپنی ہی جان بچانے کی فکر میں پڑ گیا۔ کوئی ان ایسا نہیں کر رہا جس میں طرفین کا نقصان جان نہ ہوتا ہو۔ مگر یہ عرب کے باشندے ہیں
 سے بھی زیادہ لڑائی کے خواہش مند معلوم ہوتے ہیں جس روز سے انہوں نے امارا محاصرہ کیا ہے ہم نے محض قدامت کی وجہ سے ان
 سے اب تک کوئی کام نہیں کیا۔ مگر اب اپنی سر سے نرزد ہوا نظر آتا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان کے پاس چل کے مطالبہ سنکر ہمارے
 منصوبہ معلوم کریں کہ آخر وہ کیا چاہتے ہیں؟ اگر ان کا مطالبہ معمولی اور ماننے کے قابل ہے تو ان کے حسب خواہش اس کو ہم پورا کر
 دیں گے اور اگر زیادہ مشکل اور دشوار ہو یا عزت سے سناں تو پھر روزانہ کھول کر ایک فیصلہ کن جنگ کریں یا انہیں مار دیں یا خود کٹ کر
 مر جائیں۔ پوپ نے ان کی اس بات کو منظور کر لیا اور اپنا مقدمہ انہیں خاکین کے شیر پتہ کی طرف چلا۔ صلیب اس کے آگے آگے
 کی۔ راجہوں اور پادروں نے تلواروں کی انجینئریاں اور کھلی ہوئی انجینئریاں لے کر اسے اپنے حلقہ میں لیا اور یہ شہرچہ وہی اس
 دیوار پر جس کے پچھ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ تشریف فرما تھے آیا۔ ایک شخص نے عربی زبان میں نہایت نصیحت کے ساتھ آواز
 دی اور کہا یا معاشرۂ عرب! دین نصاریٰ کا سب سے بڑا عام شریعت مقدسہ صوفی کا اعتقاد اور صاحب شریعت تبارہ پس
 آیا ہے کہ اسے کچھ شکوک کرے۔ لہذا صاحب ہے کو خبردار اورادہاڑے پاس آئے۔

پوپ کا حضرت ابو عبیدہؓ سے گفتگو کرنا

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو اس کی اطلاع کی گئی اور حیدر آپ کے سامنے وہ اظہار ہوائے گئے۔ آپ نے فرمایا اللہ اس
 بھی اسے اسی طرح سے جواب دے گا جس طرح کی اور حیثیت سے اس نے مجھے بلایا ہے۔ یہ کہہ کر آپ کھڑے ہوئے۔ امراء
 اسلام کی ایک جماعت آپ کے ساتھ ہوئی۔ ترجمان کو بھرا لیا اور اعتقاد (اعظم پوپ) کے سامنے جا کھڑے ہوئے۔ ترجمان
 نے کہا یہ عرب کے سردار ہیں جو کچھ کہنا چاہتے ہیں کہ پوپ نے ترجمان کی وساطت سے کہا آپ حضرات ہم ارض مقدس کے

باشعہ دل سے کیا جاتے ہیں؟ یاد رکھو یہ شہر نہایت مقدس ہے جو بری نیت سے اس کی طرف آنکھ اٹھائے اور اس کے حق کرنے کا قصد کرے تو کچھ تو کائنات جبارک و تعالیٰ کا بہت جلد اس پر غضب نازل ہونے والا ہے اور وہ مظہر ہی ہلاک ہو جائے گا۔ آپ نے فرمایا ہاں یہ شہر واقعی بزرگ اور مقدس شہر ہے۔ ہم اس کی شرافت اور بزرگی سے خوب واقف ہیں۔ اسی شہر سے ہمارے آقا مولا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے پاس آسمانوں میں تشریف لے گئے تھے اور اپنے رب العزت سے دو گوش کمان کی برابر جگہ اس سے بھی زیادہ قریب ہو گئے تھے۔ کیا شہر انبیاء علیہم السلام کا معدن اور وسال حق کے جہان کا مسکن (قبردار) ہے۔ ہمیں اس کا تحقیق حق تم سے زیادہ پتہ چلتا ہے۔ ہم اس پر اس وقت تک برابر محاصرہ نہیں گئے جب تک اللہ جبارک و تعالیٰ ہمیں دوسرے شیروں کی طرح اس جگہ تک نہ کر دیں۔

پوپ نے کہا آ خر تم چاہتے کیا ہو؟ آپ نے فرمایا تمہیں باتوں میں سے کسی ایک بات کو قبول کرنا چاہیے۔ جن میں سے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ تم اس کلمہ کو اللہ کے حاکم ہو جاؤ اور کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اگر تم نے اسے قبول کر لیا تو تمہارا حال بالکل ہمارے حال کے یکساں اور مطابق ہو جائے گا اور جو کچھ ہم پر فرض ہے وہی فرض تم پر عائد ہو جائے گا۔ اس نے کہا یہ کلمہ نہایت عظیم کلمہ ہے ہم اس کے پہلے ہی سے قائل ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ ہم تمہارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول نہیں کہتے۔ آپ نے فرمایا خدا کے دشمن تو نے جھوٹ بولا حالانکہ تو وعدہ نہایت کا شہد برابر بھی قائل نہیں۔ ہمیں اللہ جبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں یہ خبر دی ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ اس کلمہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے بیٹے ہیں لا الہ الا اللہ سبحانہ و تعالیٰ عطا قبول و عطا لمن عطا کبر۔ ہمیں ہے کوئی معبود مگر اللہ پاک۔ بعدہ اور دوا ملو اور اس چیز سے جو اس کی طرف ظالم منسوب کرتے ہیں۔ پوپ نے کہا دوسری بات کیا ہے؟

آپ نے فرمایا یہ کلمہ اپنے شہر کے لوہے کی عبادت تسلیم کر لو اور مصالحت کے بعد ہمارے باختم ہو کر ہمیں دوسرے شام کے شہروں کی طرح جزیہ دلا کرتے رہو۔ اس نے کہا یہ پہلی بات سے بھی زیادہ ارشاد بات ہے۔ ہم کبھی قیامت تک بھی ذلت و حقارت اور آغوش کی زندگی بسر نہیں کر سکتے۔ آپ نے فرمایا تو پھر تیسری بات تمہارے ہم اس وقت تک اسے کبھی سنان میں نہیں کر سکتے جب تک اللہ جبارک و تعالیٰ ہمیں تمہارے لوہے پر مظہر و منصور نہ کر دیں۔ یاد رکھو حق و ظفر کے بعد ہم تمہاری اولاد کو غلام اور غوروں کو باندیاں بنائیں گے۔ اور جو شخص کلمہ کو حق کی مخالفت کرے گا کفر کا ثمر رہے گا اسے سزا دی جائے گی۔

اس نے کہا جب تک ہمارے اندر ایک شخص بھی ذمہ دار ہے گا اس وقت تک ہم کبھی اس شہر کو تمہارے پر نہیں کر سکتے اور کس طرح سے کر دیں جبکہ ہمارے پاس جنگ کا تمام ذخیرہ آلات حرب۔ سامان حصار بہترین اسلحہ اور سخت معرکہ کی فوج موجود ہے۔ جن لوگوں سے آج تک تمہاری خطہ بھیل ہوئی ہے اور انہوں نے تمہاری اطاعت میں داخل ہو کر جزیہ کا وعدہ کر لیا ہے ہم ان جیسے نہیں ہیں ان پر تو مسیح (علیہ السلام) کا غضب نازل ہوا ہے اور ہم ایک ایسے شہر میں آباد ہیں کہ جس وقت مسیح علیہ السلام سے کوئی دعا کرتے ہیں تو فوراً دراجابت تک پہنچتی ہے اور مسیح (علیہ السلام) اس کو سماعت قبول کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کے دشمن و اللہ آقا نے جھوٹ کہا اللہ الصلیح بن مریم الا رسول اللہ بخلت من قبلہ الوصل و معہ صدیقہ کلایا کلان الضلعان مسیح بن مریم محض اللہ کے رسول ہیں ان سے پہلے بہت سے رسول گذر چکے ہیں ان کی والدہ (مصدقہ)۔ عیسیٰ۔ یاولیٰ) ہمیں۔ یہ دونوں ہاں

بیٹے کھانا کھایا کرتے تھے۔ ا۔

﴿خَلَقَهُ اللَّهُ مِنْ عَرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ﴾۔ پچ

”انکس انہ نہ کہ وہ تعالیٰ نے کئی سے بچہ کیا تھا پھر اس کئی کو کھاتا کہ ہو جا اور وہ ہو گئی۔“

اس نے کھانا کھانا (غیر اسلام) کی قسم کھا کر کہا ہوں کہ اگر تم میں ہر کسی بھی ہمارا احساہ نہ ہو گئے ہڑے رہے تو کبھی بھی ہمارے اس شیر کو فتح نہیں کر سکتے۔ اسے محض ایک ہی شخص جس کی تمام علامات اور صفات ہماری کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں فتح کر سکتا ہے اور وہ علامات اور صفات میں تمہارے اندر نہیں دیکھتا۔ آپ نے فرمایا وہ کیا صفات ہیں؟ جو اس شیر کے فاتح کے اندر ہوں گی۔ اس نے کہا وہ صفات تو میں تم سے بیان نہیں کر سکتا۔ بہت اقبالیان کہے دیتا ہوں کہ ہم نے اپنی کتابوں میں جو کچھ لکھا اور پڑھا ہے اس کا لب لباب یہ ہے کہ اس شیر کا فاتح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ایک صحابی ہے جس کا نام عمر اور لقب فاروقی ہے۔ وہ مرد خدا نہایت حق اور اماندہ کے کاموں میں کمال حاصل کرنے والے کی علامت سے بائیں ہزار بار بے باک ہو گا اور اس شخص کی صفات میں تمہارے اندر ملاحظہ نہیں کرتا۔

کہتے ہیں کہ آپ پر کس کس قسم کے در فرما رہے ہیں؟ کبھی قسم اہم نے اس شیر کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد آپ اس پوپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کیا تو اس شخص کو کچھ نہ پہچانتے؟ اس نے کہا کیوں نہیں جبکہ اس کی تمام صفات حق کی کہ اس کا نسب انساب بلکہ انکی عمر کے مال اور ان تک ہر وہی کتابوں میں لکھے ہوئے موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ وحی شخص ہزار عقیدہ اور ہزارے نبی کا صحابی ہے۔ اس نے کہا اگر ایسا ہے تو پھر نہیں ہمارے نبی کی صورت معلوم ہو گئی ہے اس خون پر داری کو موقوف کر دیا اور اپنے خاندان کے پاس خیر بھیج دو کہ وہ یہاں پہنچیں شریف ملے آئیں۔ جس وقت ہم انہیں دیکھیں گے ان کی تمام صفات اور علامات پہچان لیں گے اور ان کے علیہ سے یہ بات پاپہ تصدیق ہو گئی جائے گی تو ہم خود بخود دھرم کے ارد گردے مکمل دیں گے اور بلا چوں چہ اجڑ یہ دے دیں گے۔

آپ نے فرمایا بہت بھتر میں ان کی خدمت میں عرضداشت بھیج کر انہیں یہی باتوں کا حکراستہ وہ یہاں شریف لائیں تم لڑائی چاہتے ہو یا اس کا التواء؟ اس نے کہا: معاشرہ انہیں اہم اپنے ظلم سے کسی طرح باز نہیں آتے۔ ہم نے قرعے خون، بڑی کے ہتوفہ کرنے کی غرض سے صاف اور جی بات کہہ دی مگر تم بھی لڑائی کے سوا کوئی اور بات نہیں کہتے۔ آپ نے فرمایا ہمیں اس دینی کی زندگی سے لڑائی ہی زیادہ مرغوب اور محبوب ہے چاہے اس کی بدولت ہمیں خدا وند تعالیٰ جل مجدہ کی ذات سے بخشش و عفو کی امید ہے۔ اس کے بعد آپ نے مسلمانوں کو لڑائی کے التواء کا حکم دے دیا اور واپس پھرتے آئے۔ پوپ بھی اپنے ماسن کی طرف پلٹ گیا۔

واللہ وحی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو حمید بن جراحؓ نے سر راہن لشکر افواج اسلامؓ اور مسلمانوں کو جمع کر کے پوپ کی تمام باتوں سے مطلع کیا۔ مسلمانوں نے عجمیر جمیل کے غلگہ یوں فرے بلند کئے اور کہا ایسا میرا آپ حضرت امیر المومنین کی بارگاہ معلیٰ میں ضرور پہنچا لکھ دیں۔ لیکن یہ کہ حضور جلالت مآب حضرت امیر المومنین یہاں شریف لائے آئیں اور ہماری تھانی جملہ مجدہ اس شیر کو ہمارے لئے فتح کر دیں۔ حضرت میرحصل بن حسنہ نے کہا ابھی جناب میر کر رہے سورۃ واقعہ قف فرمائیں۔ جس

یعنی اگر حضرت یحییٰ علیہ السلامؑ نہ ہوتے تو کھانا کھانا کرتے دھاکہ دو کھانا کھایا کرتے تھے جو خدا نے نہ سہی ہے۔ یہ قرآن شریف کی

آیت ہے۔ ۱۱۱

رومیوں سے یہ کہہ لوں کہ حضرت خلیفۃ المسلمین تشریف لے آئے ہیں اور پھر حضرت خالد بن ولیدؓ کو ان کے دور واپس کر دیں۔
 ممکن ہے کہ وہ انہیں دیکھ کر روزِ وارہ کھول دیں اور ہم اس تکلیف سے بچ جائیں۔ اس بات پر رائے متفق ہوئی۔

سید الاسلام قائد اعظم حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت جلالت الملک امیر المومنین عمر فاروقؓ سے بہت زیادہ مشابہت رکھتے تھے۔ صبح ہوئی تو چونکہ حضرت ابوسعید دین جراحؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے کہہ دیا اس لئے آپ کے ساتھ چند حضرات گھوڑوں پر سوار ہوئے اور دیوار کے قریب پہنچ گئے۔ ترجمان نے پوچھا کہ اس کی اطلاع کی کہ خلیفۃ المومنین تشریف لے آئیں ہیں۔ مسلمانوں نے جہاں جن صاحب کو تم طلب کرتے اور جانتے تھے وہ آگئے ہیں۔ پوچھا کہ یہ کون ہے؟ وہ کہہ دیا کہ وہ آگئے اور سامنے آ کر کھڑے ہوں تاکہ میں انہیں اچھی طرح دیکھ سکوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ آگئے جو سب اور بالکل اس کے مانند تھے جو اسکے کھڑے ہو گئے۔ وہ آپ کو دیکھ کر کہنے لگا کہ مسیحؑ کی قسم یہ ان کے مشابہ ضرور ہیں مگر وہ نہیں ہیں کیونکہ بعض علامات ان کے اندر نہیں پائی جاتیں۔ اس کے بعد آپ کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ تمہیں اپنے دین کی قسم اٹھانے کو کون ہوا؟ آپ نے فرمایا میں ان کے بعض ماحولوں (اصحاب) میں سے ہوں۔ اس نے کہا تو جوان عرب آفریقہ میں یہ مکر و فریب کب تک رہے گا۔ مسیح (علیہ السلام) کی قسم جب تک ہم اس شخص موصوف کو نہیں دیکھ لیں گے اس وقت تک کبھی تہجد سے واسطے اس شہر کے دروازے نہیں کھولیں گے اور مذہب ہم میں سے کوئی شخص تہجد سے ساتھ بات کرے گا۔ خاتم یہاں ہمارا کام سرہ کئے ہوئے نہیں رہی تک پڑے رہو۔ اس کے بعد وہ انہیں چلا گیا اور کوئی بات نہیں کی۔

اب مسلمانوں نے پھر حضرت ابوسعید دین جراحؓ سے ٹکڑ کیا کہ آپ حضرت امیر المومنین کی خدمت میں عریضہ لکھ کر ان کو تمام کیفیت سے مطلع کر دیں۔ ممکن ہے کہ حضورؐ پر نورا پڑے تو ہم مسندِ کرم سے اس تعداد میں کو بھروسہ بنائیں اور یہ جگہ آپ کے قدموں سے مشرف ہو جائے۔ حضرت ابوسعید دین جراحؓ نے حسبِ ذیل عریضہ لکھ کر شروع کیا۔

حضرت ابوسعیدؓ کا مکتوب خلیفۃ المسلمین کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بحالی خدمت حضرت عبد اللہ امیر المومنین عمر بن خطابؓ

از طرف ابوسعید و عامر بن جراح عامل شام۔ ابا عبد السلام علیک غفرلہ اللہ الذی لا یموت الا ما یرید اللہ علی منیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا امیر المومنین! جناب کو داخج ہو کہ ہم نے شیر ایلیا کو اپنے حاصرہ میں لے رکھا ہے۔ اہالیانِ شہر سے لاتے ہوئے ہمیں چار ماہ ہو گئے ہیں روزِ اندھن سے مقابلہ ہوتا ہے دو گھی برابر ہمارا مقابلہ کرتے رہتے ہیں مسلمانوں کو برفِ سردی اور بارش سے ایک مصیبت ملنی کا اگرچہ سامنا ہے مگر وہ اللہ غالب و بزرگ و برتر کی برائیوں پر امید کرتے ہوئے اس کی کچھ پروا نہیں کرتے اور برابر اس پر ہجر کر رہے ہیں۔ آئی جس روز کہ میں آؤں جناب کی خدمت میں یہ عریضہ لکھ رہا ہوں ایک استغاثہ عظیم جس کی یہ لوگ نہایت عزت و تحريم کرتے ہیں شہرِ ہند کی دیوار پر چڑھ کر کہنے لگا کہ ہمیں اپنی کتابوں سے یہ عظیم ہوتا ہے کہ اس شہر کو سوائے نبیؐ کے ایک سمائی جس کا نام ہم ہنگامہ اور کوئی غرض نہیں کر سکتا۔ وہ یہی کہتے ہیں کہ ہماری کتابوں میں ان کا علیہ منکات اور علامات بھی مسطور ہیں۔ انہوں نے ہم سے خون و بڑی کے بند

کر دینے لارہ آپ کے یہاں تشریف لانے کی خواہش ہو اور درخواست کی ہے۔ اگر جناب یہ نفس قیاسی قدم نہ توڑ لیا کریں تو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی ذات گرامی سے امید واقعی ہے کہ وہ آپ کے دست مبارک پر اس شیر کو فتح کر دیں۔ والسلام علیک وعلیٰ آلہک وعلیٰ جمع المسلمین۔

اسے لکھ کر آپ نے تلفظ کیا اور مہر لکے مسلمانوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا یا معاشرۃ المسلمین! میرے اس خط کو لے کر حضرت امیر المومنینؑ کی خدمت اقدس میں کون شخص جائے گا۔ اس کا ارادہ عمل جلالہ پر ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ میں قوما ہوئے ایسا امیر! اس بات کا قاعدہ میں ہوں۔ انشاء اللہ العزیز حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کو ساتھ لے کر حاضر ہوں گا آپ نے فرمایا خداوند تعالیٰ! مل جل کر رہا رہے مرادوں میں برکت عنایت فرمائیں یہ موقعہ دور چلے جائے۔ حضرت مسیح موعودؑ میں اپنی کمال آفتی پر سوار ہوئے اور انتہائی خوشی کے ساتھ چلے رہے تھے کہ وہ حدیث الرسولؐ میں ایک روز ورات کے وقت داخل ہو گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ میں قمرانے ہیں کہ میں رات کو ایسے وقت پہنچا کہ کسی شخص سے ملاقات نہ کر سکا۔ مسجد کے دروازہ پر لفظی نظر پڑائی اسے جامعہ کہ مسجد میں داخل ہوا۔ رسول اللہؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی قبر پر سلام کیا اور مسجد کے ایک کونے پر چڑھ کر سورہ بقرہ راتوں کو پڑھ کر جاگا اور تھاڑے سے آٹھ ٹکڑے لگی اور سوائے حضرت عمر فاروقؓ کی اذان کی آواز کے ٹھیکے کوئی دوسری چیز نہیں بچ سکی۔ علیہ السلام حضرت مرنے والا میرے سے اذن دے دی۔ جس وقت آپ اذان دے پچھے تو مسجد میں یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے الصلوٰۃ و معکم اللہ۔ میں اتھ کھڑا ہوا اور کیا۔ حضرت عمرؓ کے پیچھے نماز پڑھی اور جس وقت آپ عراب میں سے اتھ کر تشریف لے جانے لگے تو میں نے کھڑے ہو کر آپ کو سلام کیا۔ آپ مجھے دیکھ کر خوش ہوئے صحابی کیا اور فرمایا رب کعبہ کی قسم مسرور ہیں۔

اس کے بعد آپ نے دریافت کیا یا ابنِ مسروق! شام کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا یا امیر المومنین! اخیریت ہے اور آپ کو وہ خط پیش کر دیا۔ آپ نے مسلمانوں کو پڑھ کر ستار۔ مسلمان بہت خوش ہوئے۔ آپ نے فرمایا اللہ جل جلالہ آپ حضرات پر رحم فرمائیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جرحہ لکھا ہے اس کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟

سب سے پہلے حضرت عثمان بن عفانؓ نے کہا یا امیر المومنین! اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے رومیوں کو ذلیل کر دیا ہے شام سے انھیں نکال دیا ہے۔ مسلمانوں کو ان پر دہ دوار غلبہ دیا ہے۔ مسلمانوں نے ان کے شیرازہ کا محاصرہ کر رکھا ہے اور وہ سخت ضیق میں آ جا ہیں روزانہ ذلت، طعنف اور دہشت ان کے دلوں میں بڑھتی جاتی ہے۔ ایسا صورت میں دیگر آپ یہیں مقیم ہیں اور ان کے پاس تشریف لے نہ جائیں تو اور زیادہ مناسب ہو گا اور وہ یہ سمجھیں گے کہ بارگاہِ خلافت ہمارا مطالبہ نہایت حقیر اور ہمارا آئی ایک معمولی چیز تصور کی گئی ہے جسے اس طرح ٹھکرا دیا گیا۔ یہ موقع کہ ان کے دلوں میں ہو رہا اور وہ بڑے گا اور وہ ذلت و عقارت کا اختیار کر کے بہت کم میدان میں غمخیز ہو گئے اور انشاء اللہ العزیز جرحہ پڑا کر نہ لگیں گے۔ آپ نے حضرت عثمانؓ کی یہ رائے سن کر ارشاد فرمایا۔ جزا فک اللہ علی الداعیین صبراً۔ پھر فرمایا آپ حضرات میں سے کسی صاحب کی رائے اس کے سوا کچھ اور بھی

۱۔ کو اور اصل اس آفتی کو کہتے ہیں مساک کو کہیں ملے ہو۔ اس صورت میں یہ لفظ، ٹھکی صفت ہے اور اگر یہ اس کا مقتادہ جس سے دو جگہ میاں سے دور اس لئے یہ طریقہ تہذیب کرنا کیا کہ دونوں مطلب صحیح ہیں۔ ۱۴۰

ہے؟ حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کہا میری رائے اس کے خلاف ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں میں اس کو بیان کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا ابو الحسن! وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا وہ یہ ہیں کہ آپ کی خدمت میں درخواست کی ہے اور ان کا درخواست کرنا ہی مسلمانوں کی فتح ہے۔ یہ آپ کو معلوم ہے کہ مسلمانوں کو سر دی، جنگ اور وطن سے دور ہونے کی وجہ سے سخت مصائب کا سامنا ہو رہا ہے اس لئے میری رائے میں اگر آپ جناب تشریف لے جائیں تو مجھے امید ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ آپ کے ہاتھ اس شہر کو ضرور فتح کر دیں گے اور آپ کو اللہ جل جلالہ راست کی تکالیف، الجھوک پیاس، قطع مسافت، دھچکل کے کانٹوں اور پیاز کی چڑھائی کے عوض میں اجر عظیم مرحمت فرمائیں گے اور جب تک آپ وہاں پہنچیں گے برابر خواب دیتے رہیں گے۔ آپ کے پہنچنے سے مسلمانوں کو عمارتیں بند ملے گی۔ آرام وطمین کاں اور بہتر ٹہنی نصیب ہوگی اور فتح پھر آئے گی۔ لیکن اگر آپ تشریف نہ لے گئے تو مجھے یقین نہیں کہ آپ کے نہ پہنچنے سے وہ عمارتیں ہو کر صل کر لیں گے۔ بلکہ میری رائے میں چونکہ بیت المقدس ان کے نزدیک ایک نہایت متبرک اور معظم جگہ ہے اس کا وہ حج کرتے ہیں اس لئے اسے چھوڑ کے بھاگیں گے نہیں بلکہ وہ اپنے شہروں، ملکوں اور مملکتوں سے بد و فطرت کریں گے اور ان کے سردار اور دوسرا مان کی تک کو آئیں گے اور اس طرح مسلمانوں پر ایک سخت مصیبت نازل ہو جائے گی۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ آپ ان کے پاس تشریف ہی لے جائیں۔

آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ مشورہ سن کر بہت مدغوش ہوئے اور فرمایا حضرت عثمان ذوالنورینؓ نے وطن کے ترک پر نظر کی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے مسلمانوں کے حال پر اپنے اپنے نقطہ نظر سے دونوں مشورے مہم ہیں اور احما اللہ خیر! میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہی مشورے پر عمل کر دوں گا۔ میں انہیں بخود المشورہ اور مبارک مسورت میں دیکھ رہا ہوں۔

اس کے بعد آپ نے خداوند خلافت کو سامان مغرب تیار کرنے کے لئے حکم دیا۔ مسلمانوں نے جلدی جلدی سامان درست کرنا شروع کیا۔ حضرت عمرؓ بھی تشریف لائے۔ چار رکعت نماز پڑھی۔ رسول اللہؐ کی قبر تشریف پر فتر لائے۔ چار رکعت نماز پڑھی۔ رسول اللہؐ کی قبر تشریف پر حاضر ہوئے۔ قبر رسول اللہؐ اور قبر حضرت ابوبکر صدیقؓ پر سلام کیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مور خلافت پر در فرمائے اور انہیں یہ پیٹیہ میں اپنا کاغذ مقام کر کے شام کی طرف رخصت ہونے لگے۔ درست اصحاب و اہل و عیال نے آپ کو الوداع کہا اور سلام کر کے رخصت کر دیا۔

حضرت خلیفۃ المسلمین عمرؓ کا بیت المقدس کی طرف روانہ ہونا

واللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ کی سوار کی میں ایک سرخ اونٹ تھا جس پر ایک خورجی عظمیٰ جس کے ایک تھیلے میں زار و زور کے لئے ستار اور دوسرے میں چھوہارے مجھے ہوتے تھے سامنے پانی کی ایک ٹھل ٹھل دی تھی اور پشت پر کھانے کے لئے ایک یا دو بالہ حضرات صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کی ایک جماعت جو جنگ بر سرک کے بعد یہ پیٹیہ میں واپس آ چکی تھی جس میں

۱۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں دونوں جہان میں جزا عظیم مرحمت فرمائیں۔ ۱۲۔

ج۔ یہ افراد کان تنہو کا ترجمہ ہے فرما دیکھی ہو گا میں چڑ کو کہتے ہیں جس میں نذر و غیرہ کے خیر یا گدھے وغیرہ پر لاتے ہیں سوار کی کے اونٹ پر لانے کے ساتھ کا ترجمہ خورجی ہی مناسب معلوم ہے۔ اور چونکہ خورجی میں وہی ٹھیلے ہوتے ہیں جن میں سے ایک کو اہل اور دوسرے کو اہل و عیال لے جاتے ہیں اس لئے صحیحہ کا ترجمہ کرنے کی اور خورجی جس کو ضرورت نہیں۔ ۱۳۔

سے بخیر و تندرست و سلامت کے زیرِ پرچم ”ام“ اور حضرت عبادہ بن مسامتہؓ بھی تھے آپ کے مرکاب تھے۔ آپ قطعِ مسافت کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے جب کسی منزل میں جنابِ فرودیش ہوئے تو صبح تک وہیں رہتے تھے۔ نذرانے سے عارفانہ کے بعد آپ مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر اول یہ دعا پڑھا کرتے تھے:-

الحمد لله الذي اعزنا بالاسلام و احصانا بنبيه عليه السلام و اكرمنا بالابيمان و هدانا من الاسلام و جمعنا من بعد الشكات على كلمة التقوى و الف بين قلوبنا و نصرنا على عدونا و مكن لنا في بلادنا و جملتنا اخوانا متحابين فاحمدو الله عباد الله على هذا النعمة السابغة و العنن الظاهرة و اسالوه المزيده منها و الشكر عليها على ما اصبحتنا تنقلون ليه من النعمة السابغة و العنن الظاهرة فان الله يزيد العصور مدین المواقين فيما لديه و ينم نعمة على الشاكرين.

”تمام قریش و اندھل و جلالہ کے لئے ہیں جنہوں نے ہمیں اسلام کے سبب عزت بخشی۔ ہمیں اپنے نبی کے لئے مخصوص فرمایا۔ زبان سے متفخر کیا۔ اسقام کی ہدایت دی۔ تفریق و تشدد کے بعد کفرِ قوی پر جمع کیا۔ دلوں میں الفت دی۔ دشمن کے ساتھ جس میں نصرت مٹا کی۔ دشمنوں کے شہروں میں آباد کیا اور ہمیں ایک دوسرے کا بیانی بنا کر محبت کو ہم میں مربوط کر دیا۔ خدا کے بندوں کے عز و جل کی ان نعمتوں اور ان کے ان احسانوں پر ان کی تحریف کرو۔ اس سے اور زیادہ مانگو اور ان نعمتوں پر اس پر کہ جب قریش کو مانگتے ہو تو پھر یہ تمام نعمتیں موجود ہوتی ہیں شکر بھیجو کیونکہ اللہ پاک نہ ترک و تعالیٰ زیادہ چاہے والوں اور جو بگو کہ ان کے پاس ہے اس کی رحمت کرنے والوں کو اور زیادہ عطا کرتے ہیں اور اپنی نعمتوں کو شکر کرنے والوں پر پوری کر دیتے ہیں۔“

وما کے بعد آپ پیالے میں سونہ بھر کر گھوڑی اس کے پاس رکھتے اور سب ہمارا بچوں کو فرماتے کہ کھاؤ اور خوب پیتے پھر کر کھاؤ۔ اللہ تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں۔ آپ بھی ان کے ساتھ تناول فرماتے تھے۔ اس کے بعد منزل سے کوچ فرما دیتے۔ آپ اسی طرح منزل در منزل کوچ کرتے چلے جا رہے تھے۔

حضرت عمرؓ نے ایک حدیث ”کہتے ہیں کہ جب حضرت خلیفۃ المسیحین عمر فاروقؓ نے ملک شام کا سفر کیا تو فرمایا تھا اس وقت میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔ ٹھکانے راہ میں آپ واپسی کے ایسا ایسے پٹھان پڑ گئے جو کہ قوم جذام کی ملکیت میں تھا اور اس وقت اس قوم کا ایک قافلہ یہاں فروکش ہو رہا تھا۔ پانی کا یہ پٹھان ذات النہار کے ہم سے مشہور تھے۔ مسلمان بھی اسی کے کنارے پر خیمہ مگے۔ حضرت امیر المومنین سیدنا عمر بن خطابؓ تحریر فرماتے: ”اصحاب رسول اللہؐ آپ کے چاروں طرف بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک ایک اس قافلہ کے چند آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ یا امیر المومنین! اس سے ساتھ ایک ایسا شخص ہے جس نے دو بھائی بیٹوں سے نکاح کر رکھا ہے۔ آپ یہ سن کر غصہ میں پڑ گئے اور فرمایا کہ اسے حاضر کیا جائے و شخص حاضر کیا گیا۔ آپ نے فرمایا یہ دونوں بھائی کون ہیں اس نے کہا بھری بیوی ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا ان دونوں میں کوئی قرابت بھی ہے۔ اس نے کہا ہاں یہ دونوں حقانی نہیں ہی۔ آپ نے فرمایا تو کس نے سب سے طلاق رکھا ہے؟ کیا مسلمان نہیں۔ اس نے کہا کیا نہیں میں تو مسلمانوں میں آپ نے فرمایا تو یہ نہیں جان کہ یہ دونوں تمہ پر حرام ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب لیکن میں فرماتے ہیں:

﴿وَأَن نَّجْعُوَ إِيَّاهُ الْأَعْيُسُ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾^۱
 (یہ بھی حرام ہے اگر تم جو شخص بھی کہہ کر جو پہلے نذر چکا۔)

اس نے کہا میں نہیں چاہتا کہ وہ مجھے یہ خبر ہے کہ یہ دونوں مجھ پر حرام ہیں۔ یہ سن کر آپ کو غصا یا اور طرمانے لگے تو جھوٹ کہتا ہے۔ خدا کی قسم تم پر وہ دونوں حرام ہیں۔ تجھے چاہئے کہ ایک والہاں میں سے جھوڑا سے دو نیا اور کس تیری گردن اڑا دوں گا۔ اس سے کہہ کیا آپ میرے اور حکومت کرتے ہیں اور میری عورتوں کے بارے میں مجھے دھمکاتے ہیں۔ یہ دیکھنا اب دین ہے کہ اس میں داخل نہ کرو مجھے کوئی بھڑی اور لڑائی نہیں۔ بچل اور نہ میں اس میں داخل ہونا چاہتا تھا۔

آپ نے فرمایا اچھا میرے قریب نہ جانا وہ آپ کے پاس ہوا تو آپ سے اس کے سر پر چند دسے ماہے اور فرمایا خدا کے تیز اپنی جان کے دشمن اس مرد پر اکبر ہے حالانکہ یہ وہ دین ہے جسے اللہ ترک دینی ان کے فرشتوں، انجیلوں اور برگزیدہ لوگوں نے پسند کیا ہے۔ ان دونوں عورتوں میں سے جو تم کو جھوڑا سے دو نیا اور کھنٹری کی حد تک تم کو کہنے اس حد تک چڑی کروں گا۔ اس نے کہا میں انہیں کسی طرح چھوڑ دوں میں تو ان دونوں سے محبت رکھتا ہوں۔ ہلتا آپ دونوں کے مابین قرآن و اہل بیت کے ہم و دھنگ آئے گا میں، یہی دیکھوں گا اور دوسری کو چھوڑ دوں گا۔ اگرچہ مجھے دونوں سے محبت ہے۔ حضرت عمرؓ نے قرآن و اہل بیت کی وفور و ایک ہی کے ہم دھنگ آیا۔ اس فحش نے اسے دکھایا اور دوسری کو چھوڑ دیا۔

اس نے جب حضرت امیر المومنینؑ عرفان دینی پھر اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جس جو تم سے کہنا چاہتا ہوں اسے خوش بات سے کہنا اور خوب باز رکھو جو شخص ہمارے دینی میں داخل ہو کر سر نہ ہوتا ہے ہمارے قتل کر دیتے ہیں۔ اسلام کے جھوڑ دینے سے بچتے رہنا۔ نیز اس بات سے بھی محتذر رہنا کہ ہم سے پاس یہ خبر پہنچے کہ کوئی بی بی کی سکن (سہلی) کے پاس نہیں ہے اور نہ تجھے میں تنہا رکھ دوں گا۔

واللہ فی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہاں سے روانہ ہو کر آپ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں قبیہ کی مرہ کے کچھ آدمی آئے تھے ان تک سے آپ نے انہیں آویسوں کو رکھ کر انہیں برا بیٹھائے کئے اور آپ میں گھڑا کر رکھا ہے۔ انہیں دیکھ کر آپ نے دریافت فرمایا انہیں کیوں برا دیتی ہو رہی ہے کہا یہ ان کے ذمہ لڑائی ہے جسے وہ انہیں کرتے اس لیے انہیں سزا دلے ہو رہی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ ان کے دینے سے ہمارے میں کیا کہتے ہیں کہ تم گویا کہ ان کا مذہب ہے کہ ہمارے پاس میں نہیں ہے جو ہم سے ادا کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں جھوڑا اور ایک تکلیف دینے سے پرہیز نہیں کرتے (تکلیف دہا یا حق) مت دو۔ مگر انے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنا ہے فرماتے تھے:

﴿لَا تَعْبُرُوا النَّاسَ فِي الدُّنْيَا بَعْدَكُمْ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ﴾^۲

”لوگوں پر دنیا میں اب مت کرو اور نہ اللہ تبارک و تعالیٰ تمہیں قیامت کے روز عذاب دے گی۔“

چنانچہ انہیں جھوڑا دیا گیا۔

یہاں سے رخصت ہو کر آپ دائرہ انزلی میں تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کو اٹھا لیا اور ان کی بیویوں نے ان کے چشمہ پر ایک

بوزھا قہقہے رہتا ہے اس کی ایک بات ہی ہے اور ایک دوست۔ اس دوست نے نیک روز اس بوزھ سے یہ کہا کہ آیا یہ ممکن ہے کہ کتہ اپنی محبت میں میرے بعد (ما جہا) بھی آئے۔ میں تیرے اہل خانہ کو چراؤں گا انہیں پانی چلاؤں گا۔ ان کی حفاظت کروں گا۔ نیک دن تیری پیروی تیرے پاس رہے گی اور ایک روز میرے پاس۔ اس بوزھ نے کہا بہت بھرا اور خوشی سے منور کر دیا۔ آپ نے یہ سن کر ان کی حاضر کا حکم دیا اور حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ بخیر! اب راتیں نہ برب ہے ان دنوں نے کہا اسلام۔ آپ نے فرمایا جس واقعہ کی مجھے اطلاع دی گئی ہے اس کی حلیت کہاں تک ہے؟ انہوں نے کہا وہی واقعہ ہے آپ نے جو کہ سنا تھا وہ بیان فرادے۔ بوزھ نے کہا امیر المومنین یہ بالکل صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تم دنوں پہنچنا چاہتے کہ یہ دین اسلام میں حرام نہیں ہے۔ انہوں نے کہا ہاں! جس قسم غیر نہیں کہ یہ کام حرام ہے۔ آپ نے اس بوزھ سے فرمایا کہ جسے اسکی کیا ضرورت پڑتی تھی کہ اس فعل شیع کا مرتکب ہوا۔ اس نے کہا میں بالکل بوزھ ہوں، ہاتھ پیروں نے جواب دے دیا ہوا، انہیں جس پر احماد کروں۔ میں نے سمجھا کہ یہی اذخوں کے چرے پانی پلانے اور ان کی کچھ ہمال کرنے کے کام آجایا کرے گا اسے بھی اپنی پی سی میں شریک کروں۔ یہ سوچ کر میں نے اسے شریک کر لیا۔ اب جب کہ مجھے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ حرام ہے تو اب ایسے نہیں کروں گا آپ نے فرمایا اپنی محبت ہاتھ پکڑنے تیرے ساتھ اس پر کسی کا حق نہیں اس کے بعد آپ اس جہن کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا خیر و ارباب سے اس محبت کے پاس جانے سے سخت زبردن۔ اگر مجھے معلوم ہو گیا تو پھر اس کے پاس کرے کہ تو گراں اڑاؤں گا۔ اس کے بعد آپ پھر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئے اور پہنچے، رہے حتیٰ کہ آپ شرم کی حد دیکھیں داخل ہو گئے۔

حضرت اسم بن ہرکان نے جو آپ کے غلام تھے بیان کیا ہے کہ جب امیر محمد شام میں داخل ہو گئے تو بعض ہم نے چنوسوں اور کھانکے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تم جلدی جا کر اس دستہ کی خبر آؤ۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کے پاس گئے وہ معلوم ہوا کہ یہ یمن کے مسلمانوں کا ایک دستہ ہے جسے حضرت ابو حنیفہ بن جراحؓ نے خلیفہ المسلمین حضرت عمر فاروقؓ کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا ہے۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے مجھے دیکھ کر سلام کیا اور کہا صاحبزادے کہیں سے آ رہے ہو؟ میں نے کہا میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے کہا وہاں خیریت ہے اور وہاں کے باشندے اچھی طرح ہیں۔ میں نے کہا خیریت ہے انہوں نے کہا امیر المومنین کا کیا ارادہ رہا؟ اور اصرار شریف لا رہے ہیں یا نہیں میں نے کہا تم کون ہو۔ انہوں نے کہا ہم یمنی عرب ہیں ہمیں حضرت ابو حنیفہ بن جراحؓ نے اس شخص سے اصرار کیا ہے کہ ہم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری کے حلقہ خیر معلوم کر سکیں۔ میں یہ سن کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع کی۔ آپ نے فرمایا جو عبد اللہ حارثی رہا۔ اسے میں دو لوگ بھی ہم تک پہنچ گئے۔ پہلے انہوں نے سلام کیا پھر حضرت عمر فاروقؓ کے حلقہ دریافت کرنے گئے۔ لوگوں نے کہا حضرت خلیفہ المسلمین یہ ہیں کیا چاہتے ہو؟ انہوں نے کہا امیر المومنین جناب کے انتظار میں آئیں گے پھر آئیں گے اور گرائیں ہند ہوتی ہوئی تھک گئیں۔ ممکن ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ جناب کے دست مبارک پر بیت المقدس فتح کر دے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی جاہلیہ میں تشریف آوری اور

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے ملاقات

واللہ فی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ اس کے بعد دس مسلمانوں کے لشکر کی طرف پناہواہی پہنچی کہ بلند آواز سے مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہنے لگا مسلمانو! حضرت خدیج المسلمین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تشریف آوری تمہیں مبارک ہو۔ یہ نئے ہی مسلمانوں میں ایک جنٹلمن پیدا ہو گئی اور سب نے چاہا کہ سوار ہو کر استقبال کے لئے دوڑ جائیں مگر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے انہیں قسم دے کر فرمایا میری طرف سے ہر مسلمان کا قسم ہے کہ وہ اپنی جگہ سے نہ اٹھے۔ ازاں بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ مہاجرین و انصار کے ہمراہ استقبال کے لئے نکلے۔ جس وقت آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قریب پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کی طرف دیکھ کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس طے سے مسلح کمان سرخسے پر لٹکائے ایک لاشی پر جس کے اوپر سوت کی ایک جھولی پڑی ہوئی ہے اور جس کی مہار کمانوں کی ہے سوار ہوئے آ رہے ہیں۔ اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے بھی آپ کو کھلا اپنی اپنی کوٹھلیاں امارت کئے۔

حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی اور کثرت کو روکا اور جماع کے باوجود ہو گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصافحہ فرمایا اور مصافحہ کیا۔ مسلمانوں نے آپ کی ایک سے دوسرے کو سلام کیا اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آ کر سلام کرنے لگے۔ پھر دونوں حضرات سوار ہو کے ہاتھ کرتے ہوئے لوگوں کے آگے آئے تشریف لے چلے گئے کہ بیت المقدس میں پہنچ گئے۔ قیام کے بعد حضرت امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے مسلمانوں کو فرائض پر بحالی اور اس کے بعد ایک نہایت عمدہ تقریر کا جو حسب ذیل ہے:

خليفة المسلمين کا لشکر اسلام سے خطاب کرتا

الحمد لله الحمد للفقوى المعجده الفعالي العا برود۔ تم تمہیں میں ان اللہ تبارک و تعالیٰ کے لئے ہیں جو ستودہ صفات و صاحب قوت بزرگ اور ہر اس چیز کے ماننے والے ہیں جس کا وہ ارادہ فرمائیے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا اللہ پاک نے ہمیں اسلام سے محرم فرمایا۔ حضور اکرم محمد علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کی وساطت سے ہمیں ہدایت بخشی ہمیں مصلحت اور گمراہی سے بچھڑا کر دیا۔ دشمنی کے بعد ہمارے دلوں میں محبت بھری۔ بغض و عداوت کی جگہ ہمارے قلوب الفت و مودت سے آشنا کر دیے۔ لہذا تم ان نعمتوں پر ان کی تعریف کرو کہ تم ان کے اور زیادہ کے مستحق ہو جاؤ کیونکہ اللہ جل جلالہ فرماتے ہیں:

یہاں جہاں تک میرا خیال ہے معصیت سے باز رہو اب بیت المقدس میں تو آپ نے فرمایا دیر کرنے کے بعد تشریف لے گئے ہیں جیسا کہ آگے سے معلوم ہوگا۔ اصل بات یہ ہے کہ آپ نے راستہ میں سے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو حکم دیا کہ وہاں مقام جاہلیہ میں ٹھہرے تاکہ طوطا حضرت ابو عبیدہؓ جاہلیہ کی آ کر ٹھہرے مگر اچھے نہیں سمجھیں تھے آپ نے دیکھنے کے لئے آویں پیچھے تھے جنہوں نے آ کر فریاد کی اور آپ استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جاہلیہ میں ہی آئے ہیں اور ہمیں تقریر کی ہے۔ واللہ اعلم۔ شیخ محمد انصاری رحمہ اللہ۔

لنن شکرتکم ولا یزیدکم ولن کفرکم ان عذابہ لشدید۔ اگر تم میرا شکر ادا کرو گے تو میں تمہارے سے اور زیادہ کر دوں گا اور اگر تم کفر ان نعمت کرو گے تو میرا عذاب بہت سخت ہے دوسری جگہ اللہ فرماتے ہیں من یهد اللہ فہو المہد ومن یضلل لنن تعذله ولہا مرشد۔ جسے اللہ ہدایت دے گا وہی ہدایت پر ہے اور جسے وہ گمراہ کرتے ہیں اس کے لیے تو کوئی راہ ہمارے والا نہیں پاسے گا۔

کہتے ہیں کہ کس وقت آپ نے یہ بات تلاوت فرمائی تو ایک پادری جو یہاں بیٹھا ہوا تھا کھڑا ہو کر زور دے کہ اللہ کی کوکراہ نہیں کرتا۔ اس نے پھر کھڑا کہا تو آپ نے مسلمانوں سے فرمایا اس کی طرف دیکھتے رہو اگر اس نے پھر یہی کہا تو اس کی گردن اڑا دو۔ پادری نے آپ کے اس قول کو سمجھ گیا اور خاموش ہو رہا۔ آپ نے پھر تقریر شروع کر دی:

اما بعد! میں تمہیں اللہ عزوجل سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں ان اللہ تبارک و تعالیٰ سے جس کے سوا ہر چیز بننے والی ہے اور ایک وہی حیثیت دینی رہنے والی ہے جس میں کنی احاطت ان کے دوستوں (اولیاء) کو قلع دینے والی اور جس کی مصیبت ان کے دشمنوں کو کھرب ذلت اور بد بختی میں گرنے والی ہے۔ لوگو! کوآذ کوآذ! اگر تبارک و تعالیٰ کے قلوب پاک ہو جائیں۔ مگر تمہارا نفس اس کے بدلے میں مخلوق سے کچھ طلب نہ کرے اور نہ اپنے اس دینے کا شکر یہ پاسے جو کچھ دیتے ہو۔ اس کو سمجھو۔ حنفیہ وہ شخص ہے جو اپنے دین کی حفاظت رکھے اور معیہ وہ شخص ہے جو دوسروں سے سبق حاصل کرے یاد رکھو اور اس بات سے خبردار ہو کہ سب سے زیادہ برا کام دین میں کسی بات کا اختیار ہے (بدعات) اگر اپنے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت و سنتہ کو بگاڑ دے اور ای کو اپنے لئے لازم کر لے کیونکہ سنت میں ممانہ رومی اختیار کرتا (انتقاد) بدعت میں اجتہاد کرنے سے نہیں بچتا ہے۔ قرآن شریف کی تلاوت اپنے لئے لازم کر لو۔ کیونکہ اس میں شدت تسکین قلب و آرام بخیز اور ثواب ہے۔ لوگو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز اسی طرح تقریر کرنے لگے تھے جس طرح میرا ان تمہارے سامنے لکھا ہوا ہے۔ آپ نے دوران تقریر میں فرمایا قد السزوا من است اھلحابی ثم الذین یلوہم ثم الذین یلوہم ثم یظہر الکذب حتی یشہد من لم یشہد ویحلف من لم یحلف۔ کہ میرے صحابی سنت و زادہ بگڑا۔ پھر ان لوگوں کی جو ان سے متصل ہیں (تابعین) پھر جو ان سے متصل ہیں (تابعین) پھر جو ان سے متصل ہیں (تابعین) ان کے بعد جماعت ظاہر ہو جائے گا جن کی کو کس شخص سے گواہی اور شہادت نہیں لیں گے وہ شہادت دے گا اور جس سے ختم نہیں کھولا نہیں گئے وہ ختم کھائے گا۔ جن جو شخص وہ جنت میں دفتن ہو جائے وہ جماعت کو لازم پکڑے کیونکہ تمہاری اور علیحدگی (یا فرقہ بندی) شیطان کا کام ہے۔ تم میں سے کوئی شخص کسی غیر عورت کے پاس غیبت نہ اختیار کرے۔ کیونکہ وہ دھارم شیطان کی دیوان میں سے ایک رہی ہے جس شخص کو اپنی خواہاں بھی معلوم ہوں اور ساتھ ہی اپنی برائیوں پر بھی نظر رکھتا ہو اور انہیں برا کہتا ہو وہ وہی ہے نماز کو سب سے زیادہ مقدم سمجھو اور نماز پر حرم۔

یہ تقریر کر کے آپ دینے والے حضرت ابو سعید بن جریجؓ نے آپ سے رومیوں کی تمام لڑائی کا حاکم کہا شروع کیا۔ آپ اس وقت تھکے اور خاموش تھے کبھی روئے تھے اور کبھی سکوت میں آ جاتے تھے۔ حتیٰ کہ کلمہ کا وقت بھی گیا تو انہوں نے عرض کیا یا امیر المؤمنین!

۱۔ نہ باریاں یہ شہ کہا جائے گا کہ اس کو بجائے جواب دینے کے کھڑکی دھکی دے گی اور یہ مذہبی عقیدے کے خلاف ہے۔ ال تو یہ سوال نہیں تھا بلکہ بیانیہ سوالیہ سے منظور ہوتا ہے اور اس میں اعتراض نہیں تھا بلکہ سوالیہ تھا۔ اس لیے کہ اس نے اپنی حق گفت گاری سے تیسرے ہاتھ سے شکر نہیں تھا بلکہ مسلمانوں کے سامنے تقریر کی اور اعلیٰ امیر مسلمانوں کی رائے کے تابع سیاست کا بھی لحاظ تھا جو آپ نے حکم فرمایا شیخ ابو نصرانی حرم حاکم۔

آپ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمائیں کہ آج دو اذان دیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام کے شہروں میں مقیم تھے اور جس وقت آپ نے حاتھا کو املائی نظر نے بیت المقدس پر چڑھائی کی ہے تو آپ بھی فوج میں آکر شامل ہو گئے تھے۔ نیز جس وقت آپ کو یہ معلوم ہوا تھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لا رہے ہیں تو آپ بھی حضرت ابو سعید بن جراحؓ کے ساتھ استقبال کے لئے گئے تھے اور آپ کی بے حد قدر و منزلت کی تھی۔

اب جب کہ خبر کا وقت ہوا تو مسلمانوں نے حضرت امیر المومنین کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمائیں کہ اس وقت کی دو اذان پڑھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے کہا بلال! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ (رضوان اللہ علیہم اجمعین) مہاجرے ہیں کہ اس وقت کی اذان تم پر حرمہ دان ہجرت خور (دور) اور کھجورے ہوؤں کو ان کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوقات یاد دلادو۔ انہوں نے کہا بہت بھتر چنا چپا نہیں نے اذان دینی شروع کی۔ جس وقت انہوں نے اذان کبیر کہا تو مسلمانوں کے دل اٹھ گئے کھڑے ہو گئے۔ دن کا پچھلے گئے اور جسم پر کچھ آگئی۔ جب انہوں نے شہدان لا الہ الا اللہ شہدان محمد رسول اللہ کہا تو مسلمان بے قشادہ رونے لگے اور اس قدر رونے لگے کہ قرعہ تھا کہ اذان اور ذکر رسول سے ان کے دل پھٹ جائیں۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کا یہ درد اور رونے کو دیکھ کر چاہا کہ اذان موقوف کر دیں۔ مگر آپ نے پھر پوری ہی کر دی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھائی۔

جب نماز سے فارغ ہو چکے تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: امیر المومنین! سرداران! لشکر نیز تمام کی تمام فوج کھانے میں عمدہ عمدہ غذا کیں، اپنی دلوں کا گوشت اور صاف روٹی بخراؤ چڑھیں جو غریب اور ضعیف مسلمانوں کو بھر دیں، انہیں اور زنانہ تک پہنچیں جن کھاتے ہیں جانا کہ تمام سفیان برابر ہیں۔ ہر ایک کو کتنا کتنا کھائی میں ملنا اور ان میں رہنا ہے۔ حضرت براء بن البرصیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا چونکہ ہمارے ان شہروں کا خرگہ اڑاؤں ہے اس لئے ہمیں اسی قیمت میں جس میں کہ ہم ایک دھت تک بازار میں اپنا بیعت پائے رہے۔ یہ چیزیں جنہیں حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے مل جاتی ہیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ بات ہے تو حسبِ خطا خوب کھاؤ پھر نہ کھرجائیں۔ میں اس وقت تک یہاں سے نکل جاؤں گا جب تک تم میں تمام مسلمان غمزدہ نہ کی جو شہروں اور گاؤں میں رہتے ہیں۔ ایک فرستہ عرب کر کے دو دے دو گا کہ میں ان میں سے گھر کے ہر ایک آدمی کے لئے گھیس، جو شہدہ بیت (ازنہ) اور جن جن چیزوں کی انہیں احتیاج اور ضرورت ہے ایک صحن مقدار مقرر کر دوں۔ غمزدہ کے بعد آپ نے مسلمان ضعیفوں کو کالاب کر کے فرمایا۔ یہ چیزیں جنہیں تمہارے سرداروں کے پاس سے ملا کر میں گی اور چنانچہ چیزوں کے سوا ہوں گی جو میں بیت المال سے تمہارے پاس روانہ کیا کروں گا۔ اگر تمہارے سردار جنہیں یہ چیزیں نہ دیں اور وہ کسی کو بھی خبر نہ دیا تاکہ میں انہیں تمہارے اوپر سے معذوری کر دوں۔ اس کے بعد آپ نے چلنے کا حکم فرمایا۔

۱۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ چاہے میں آپ اول عظم ہوں اور وہیں تخریج کی اہلیت جیسا کہ بیت المقدس کی طرف تشریف لے جانے کا حکم فرمایا۔ مصنف نے یہ معلوم کیا کہ اس کی تخریج کسی کی مالاک چاہے میں رہا اس قدر مشہور ہے کہ بعض اہل قادیان کا قول ہے کہ وہ بھی یہی بیت المقدس والوں کے طرز پر پہنچے اور وہیں عہد ہوا۔ شہید احمد رضاؒ نے ۱۲

ہوں اس میں مجھے تسامع ہے۔ میں نے جب حضرت آپ بیان فرمائیے اور کچھ شبہ کیجئے شہر کربلا و ذریعہ کی طرف لے جاتا ہے کیونکہ حدیثی ایک اہانت ہے اور کذب خیانت۔ کہنے لگے جب حضرت شرفاروقؒ نے اپنا دعویٰ پہلا لباس پہن لیا اور بغیر اناہ شان اختیار کر لی اور کائنات آپ کے ذریعہ جبر کی وجہ سے قہر کر کے آگشت بدعاں ہو گئی تو دنیا اپنے لباس فخر سے عریض ہو کے اپنی خواہشوں کے حادث کے ذریعہ اور واسطہ سے اپنی امیدوں کی عمدہ چادروں (پردہ ہائی) میں پیٹ کے خود کو دکھانے لگی اور اپنی ہمتوں اور خواہشوں کا لہجہ کو اپنے قدر معنی کے آئینے میں رکھ کر اپنی منزل مقصود کی طرف آپ کے کجاہہ کے زوال کی طلب میں مدد کو لے ہوئے بغیر غیب ڈالے فرماں خواہاں چلی اور اپنے ہائی لباس کے معاوضہ کے لئے ہڈا سکار کے آئینہ میں آپ کے عارض ذہن کے جلوہ کی برابری کے لئے جوشی اور استدرائی قدم بہ حاق ہوئی آپ کی ترک خدمت کے لئے اپنی دہشتی کو آپ کے وصل کا ذریعہ بنا کر آپ کے پاس پہنچی۔ آپ نے اپنے طاعت کے تقدس کو اپنے عصمت کے ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا کہ اس نے وہاں پہنچ کر جب اپنے قریب کے قدامت حال پچھوائے تو کہنے لگی یا عمر! تو نے مجھ سے منہ موڑ لیا حالانکہ سلطنت میں میری اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ ولایت اور ملکیت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک حسب مشائد نہ پہنچا اور محمدؐ خدا نہیں نکلائے اور شہریت پر چوٹی طرح علم نہ کرے۔

آپ نے فرمایا ہے قوف! جو جس تہیرے چاہئے والوں میں سے نہیں ہوں اور نہ تہیرے جاں میں پھنسے والا کیا تجھے پھر نہیں کہ جس شخص تہیرے ہی ساتھ سعادت کرنے کے لئے مخصوص ہوں اور خود کو ای کام کے لئے خاص کر دیا ہے۔ مجھے تہیرے دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ یاد رکھ میں نے دعوت سید الامام (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اقامت کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے تاکہ میں روم و عجم کے بادشاہ کر کے اس تبلیغ کے فرض کو پورا کروں۔ اس کے بعد آپ نے اپنے اجتہاد کی بیخ و روم سے اس کے چروگی تو وضع کی اور جادہ یعنی اثنی عشر جہاد کی آیت کے معنی کی تحدیق فرمادی۔ میں نے یہ کہ حضرت جادہ بن حنف وعمرہ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اسے بے حد پسند کیا اور میرے دل میں رسول جنوں صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے معنی خوب رونج ہو گئے کہ ان من اللہ جان لیسر بعض تقریریں جادہ کا اثر سمجھتی ہیں۔

خلیفۃ المسلمین کا ریشمی کپڑوں کو جلانے کا حکم دینا

کہتے ہیں کہ آپ بیت المقدس کی طرف تشریف لے چلے۔ راستہ میں ایک پہاڑ آئی آپ راستہ قطع کرنے کی غرض سے اس پر چڑھے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت ریشم کے کپڑے پہنا تھیں۔ جنگ یروشلم میں ہاتھ آئے تھے پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے ان کے متعلق حکم دیا کہ ان کے چروں پر ٹپکی ڈالی جائے اور کپڑے جھاڑ دیے جائیں۔ اے آپ برابر پہاڑ کی گھاٹی پر پہنچے رہے حتیٰ کہ

۱۔ تسامع آسانی پکارتا ۱۲۰

۲۔ یہ واقعہ بھی اسلام کی سادگی کی ایک عمدہ تصویر ہے اس لئے اسے ہم با التفصیل درج کرتے ہیں تاکہ اسلام کی عظمت اور معرفت معلوم ہو۔ جناب امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسراء اور مرداروں لشکر کو حکم بھیجا تھا کہ ستام جلیہ میں آ کر کھجے سے ملیں۔ چنانچہ حضرت جلیہ بن ابی سفیان حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تھے۔ جماعہ نیز اور سر سے سر دھوا اور امراء جلیہ میں آپ کا استقبال کیا۔ شام میں وہ کربان افراد میں عرب کی سادگی نہیں دیکھی تھی اس لئے یہ حضرات آپ کے سامنے اس حالت سے آئے کہ بدن پر حریر اور جہ کے سب سے برکھف قائم نہ رہی برقی

بیت المقدس کے قریب پہنچ گئے۔ جس وقت آپ نے بیت المقدس کو دیکھا تو فرمایا اللہ اکبر اللہم افتح لنا فتحا سیرا وجعل لنا من لعدک وسلطانا نصیرا۔ بار الہا! ہمارے لئے آسان فتح کیجئے اور اپنی طرف سے ہمارے لئے مدد دینے والا غلبہ عارت کیجئے۔“

اس کے بعد آپ آگے چلے۔ مسلمانوں کے قباہل اور طبرہ اور معزات نے آپ کا استقبال کیا۔ آپ آگے بڑھے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی فرودگاہ کے قریب تشریف فرما ہوئے۔ بالوں کا بنا ہوا ایک خیمہ آپ کے لئے نصب کیا گیا اور اس میں آپ مٹی کے کلاہ پہنچ گئے۔ پھر کھڑک چار رکعت نماز ادا فرمائی۔

والدی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے لشکر میں بحیرہ جلیل کا ایک شور بلند ہو گیا اور اذاکبر کے ٹھک ہوں نعروں کی آواز گونجنے لگی۔ سناں بیت المقدس اس خود کو کس کی تفصیل پر چڑھے۔ پوپ نے کہا کہ بخیر! ہم یوں کو کیا ہوا کہ خود اہل بیت لڑائی کے اس طرح شور کرنے لگے؟ خود کھوتو! ایک شخص جو عربی زبان جانتا تھا مسلمانوں کے لشکر کی طرف چکا اور کہنے لگا یا معاشرہ العرب! ہمیں بھی اپنے اس قصہ سے مطلع کرو کہ کیا ہوا؟ انہوں نے کہا چونکہ مدینہ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ہیں اس لئے ان کے آنے کی خوشی میں مسلمان عکبروں کے نعرے بلند کر رہے ہیں۔ نصرانی پرن کے پوپ کے پاس آ جا اور اسے اس کی اطلاع دی۔ یہی کہ پچا بود با اور بچی گردن کر کے زمین کو دیکھنے لگا اور کچھ جواب نکلیں دیا۔

صبح ہوئی تو امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے فرمایا معاشرہ! تم دو میوں کے پاس جاؤ اور میرے آنے کی اطلاع کرو۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ شہر بتادی تفصیل کے پاس تشریف لائے اور دوڑے آواز دے کر فرمانے لگے بیت المقدس کے باشندہ! ہمارے سردار حضرت امیر المومنین تشریف لے آئے ہیں تم نے جو کیا تھا اس کے متعلق اب کیا کرنا چاہئے؟ لوگوں نے پوپ کو اس کی اطلاع دی۔ یہ اپنے کندے سے بالوں کا بنا ہوا لباس مٹن کے ٹکڑا۔ سرداران لشکر، پادری اور وہاں اور ہشپ اس کے ساتھ ہوئے۔ وہ صلیب جسے یہ اپنی علیہ کے سوا کبھی نہیں نکالتے تھے سامنے اٹھائی مٹی۔ اہل بیت المقدس ان کے ہمراہ جلا اور پوپ سے کہنے لگا مقدس باپ! اگر آپ ان کی صفات حسینہ سے بخوبی واقف ہیں اور ان کی علانیت اصلہ کو اچھی طرح پہچانتے ہیں تو خیر و نہ ہم ان کے لئے کبھی دروازہ نہیں کھول سکتے۔ آپ ہمیں اور ان عربوں کو اپنی حالت پر چھوڑ دیجئے یا تو ہمیں ہی روک دیں گے ورنہ ہم انہیں شست و دھوا کر دیں گے۔ اس نے کہا میں یہی ہی کر دوں گا۔

یہ کہ کروہ تفصیل پڑچھا سرداران لشکر اس کے گرد کھڑے ہوئے صلیب آگے کی اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے کہنے لگا

(کنز ہے حیات) پوشاک تھی اور نہ پیری شان و شوکت اس قدر آگئی تھی کہ مجھے معلوم ہوتے تھے آپ دیکھتے ہی پیش قدمی کے اور سخت نصرتی دست میں کھڑے سے اتر پڑے اور کھڑے ہونے کا ارادہ کیا اس قدر جلد تم نے عجب احتیاط کر لی اور عربی سادگی چھوڑ دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ کئی ہاں اس خوش سے پہنا ہے کہ ہمارے ہاں یہ وقت تھی اور رہتے ہیں لڑائی کو کرنا نہیں۔ شیخ احمد انصاری حجازی سفر المکرم ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۳ اگست ۱۹۱۷ء۔

۱۔ یہ حضرت ابو عبیدہ کا ۹۴ھ ہے۔ ابو عبیدہ و کثرت ہے۔ ۱۲۰ھ

معزز شخص کیا جاتے ہو؟ آپ نے فرمایا امیر المومنین حضرت عمر فاروق بن خطابؓ جن کے اوپر لوگوں کی سردار نہیں ہے یہاں تشریف لے آئے ہیں ان کے پاس آگے مان و انداد اور اسے جزیہ کا عہد نامہ مرتب کرو۔ پوپ نے کہا معزز صاحب! اگر تمہارے امیر جن کے اوپر لوگوں کی سردار نہیں ہے آگے جسے میں تو انہیں بلا کر تمہارے سامنے کھڑا کر دوں گا کہ ہم ان کی صفات اور تعریفیں بیان کریں۔ مگر اس طرح کھڑا کیجئے کہ وہ آپ کے تمام آدمیوں سے طبع و ہمارے باطن سامنے ہوں تاکہ ہم انہیں اچھی طرح دیکھ سکیں۔ اگر وہ ہمارے وہی ساتھی (صاحب) ہوئے جن کی تشریف انگلی مقدس میں ہے تو ہم ان کے پاس آگے امان مانجھ لیں گے اور اسے جزیہ کا اقرار کر لیں گے لیکن اگر وہ نہ ہوئے جن کا ذکر انہیں مقدس میں ہے تو پھر ہمارے تہہ و رے مابین نکال دینا اور نہیں۔

کہتے ہیں یہ سن کے آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے اور آپ کو پوپہ کی باتوں سے مطلع کیا اور امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ چلنے کے لئے تیار ہو گئے۔ مسیحا رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے عرض کیا یا امیر المومنین آپ تنہا تشریف لے جا رہے ہیں حالانکہ آپ کے پاس سوائے اس پیچہ در پیچہ کھلی کے لڑائی کا کوئی ہتھیار موجود نہیں۔ میں ڈر رہے کہ کہیں دشمن جناب کے ساتھ بے وفائی اور غداری سے نہ جوش آ جائے اور آپ کو کسی قسم کی تکلیف پہنچ جائے۔ آپ نے فرمایا اقل لن یصنعا الا صاحب اللہ لنا هو مولانا وعلی اللہ للعوکل العو منون۔ (آپ کہہ دیجئے کہ ہمیں ہرگز نہیں پہنچے گا مگر وہی جو ہمارے لئے اللہ نے نگہ دیا ہے، ہمارے لئے صاحب وہی ہیں اور اللہ تبارک و تعالیٰ ہی پر مسلمانوں کو بھروسہ کرنا چاہئے۔ قرآن شریف) اس کے بعد آپ نے اپنا اذن طلب کیا وہ پیش کیا گیا تو آپ اس پر سوار ہوئے۔ آپ کا لباس وہی پہنی گئی تھی اور سر پر ایک نقوشانی کیم کا کلا بنڈھا ہوا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ آپ کے ہمراہ تھے جو آپ کے آگے آگے چل رہے تھے اور ان کے سوا اور کوئی شخص آپ کے ساتھ نہیں تھا۔ جس وقت آپ شہر بنہا کے قریب پہنچے تھے تو اس کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ پوپ اور تمام سردار ان روم فیصل پر کھڑے ہوئے تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے کہا لوگو! یہ ہیں امیر المومنین جو میرے ساتھ تشریف لائے ہیں۔ پوپ نے حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایک تھڑائی اور غارتخو رکھ کر پیچ پیچ کر کہنے لگے۔ خدا کی قسم! یہ شخص ہے جس کی صفت و نعمت اور علامات ہماری کتابوں میں ہیں اور یہی ہے وہ شخص جس کے ہاتھ سے ہمارا شرف ہو گا اور یہ بھی امر ہے۔ اس کے بعد اہل بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ بخدا! اور ڈور اور اس شخص کے پاس بلا امان اور ذکا کا عہد لے لو اللہ عمر بن عبد اللہ (سنی اللہ عیدہ وسلم) کا ساتھی یہی شخص ہے۔

یہ سننے پر وہی جن کی جاں کو مصروفی وجہ سے پہلے ہی شوق میں تھی آپ کی طرف دوڑے۔ دو دائرہ کھلا اور آپ کے پاس آگے عہد و پیمان اور دوستی اور فراموشی کے جزیہ کا اقرار کرنے لگے۔ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی یہ حالت دیکھ کر دواغ خداوندی میں غرور و افساد کر کے فرض عہدیت بجالائے اور اذن کی پامان پر ہی عہد و پیمان کر پڑے۔ سرانجام باتوں سے صاحب ہو کر فرمانے لگے جیسا کہ نے درخواست کی ہے اگر تم ایسی چیزیں دے جاؤ اور اسے جزیہ کا اقرار کیا تو تمہارے لئے ذرا اور امان ہو گا جاؤ اب اپنے شہر کی طرف لوٹ جاؤ۔ وہی اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے اور دو دائرہ کھلا چھوڑ دیا۔

حضرت عمر فاروقؓ بھی اپنے لشکر کی طرف مراجعت فرما ہو گئے۔ رات بھر خبریں میں رہے مگر کوئی خبر نہ آئی کہ آپ کھڑے ہوئے اور

میں انہیں کھول کر دیکھوں۔ تعزیت کے دن گزر جائے۔ کے بعد میں نے ان دونوں دونوں کو کھل کر پڑھا شروع کیا۔ ان میں لکھا ہوا تھا:-

"اے اللہ! اللہ! اللہ! رسول اللہ خاتم النبیین! نبی بندہ راجح یعنی اللہ جل جلالہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد رسول اللہ! ان کے پیچھے ہوئے رسول ہیں جو نبیوں کو چار (ختم) کرنے والے ہیں۔ ان کے بعد اور کوئی نبی نہیں، ان کے پیچھے ہونے کی جگہ مکمل ہے اور وارثت میں یہ طریقہ شدہ بدخواہ ہوں گے نہ دوست حریف اور نہ پادشاهوں۔ ان کی امت شکر اور حمد کرنے والی ہوگی جس کے افراد ہر حالت میں باری تعالیٰ کا شکر یہ اور ترقیف کرنے والے ہوں گے۔ ان کی زبانیں جلیل و بھیر کی آوازوں سے تر رہیں گی اور ہر ایک دشمن پر جو ان کے ساتھ مخالفت سے پیش آئے گا وہ عاجز و مضبور رہیں گے، وہ اپنی شرمگاہوں کو دھوئیں گے پردہ کی چیزوں کو چھپائیں گے۔ ان کے سینوں میں قرآن ہوں گے۔ آج میں ایسے مہربان ہوں گے جیسے انبیاء علیہم السلام اپنی امتوں پر قیامت میں اس سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے وہ ایمان میں جنت کرنے والے مفرین، شفاعت کرنے والے ہیں جن کی شفاعت قبول کی گئی ہے۔"

یہ پڑھ کر میں نے اپنے دل میں کہا کیا اس سے بجز اور اعظم کوئی دوسری چیز مجھے میرے والد نے سکھائی ہے (یعنی نہیں) اپنے والد کے انتقال کے بعد جب تک اللہ تبارک و تعالیٰ نے چاہا میں بھر اور پھر وقت کے ساتھ اپنی حق میں نے سنا کہ مکہ معظمہ میں نبیؐ صحت ہوئے ہیں اور وہ مکرر سر کرانے والے باتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ میں نے کہا خدا کی قسم ضرور وہی ہوں گے، میں براہمان کے حامل

(گزارش سے بہت)

میں سے اگر کوئی شخص راہبوں کے ساتھ جاتا ہے تو جب تک وہ اپنی جائے اس تک پہنچ جائے تو ان کو ان کے کراہوں کو اور صلہوں کو بھی اس سے، جب تک یہ لوگ مشرور نہ ہو کر رہیں اس وقت تک جو کچھ اس تحریر میں ہے اس پر اللہ سبحانہ رسول خدا ﷺ، علیہ السلام (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) اور مسلمانوں کا ذکر ہے سچا ہے یہ وہ ہمارا لکھا گیا ہے اور خالہ بین علیہ الرحمہ ورحمہم اجمعین میں

عبداللہ، سعید بن ابی ہاشم، (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) ہاں پر گواہ ہیں۔

خالد کوئی خاص کوئی ملازم نہ تھا کہ اس سے زیادہ کا معنی اس قدر بھی مراعات نہیں دے سکتا۔ ان مراعات کی قدر و منزلت آپ کو اس وقت معلوم ہو سکتی ہے جب آپ اس تصویر کا دوسرا بھی ملا کر فرمائیں، اس جگہ کو دیکھیں جو سب کے طبیعی فوائد میں نے اس شعر پر چند کرتے وقت یہاں کے باغداد کے ساتھ دریا کی قصبہ طبرستان میں ضرور نہیں۔ یہ عہد ہمارا صاف ہے اور تاریخ کا بھی۔ یہاں کی بہت مال نہ سب مگر چار اصلیں تھوڑی ہیں گی، علامات کو ان تصانیف میں پچھلے اساطیر میں دستہ داری نہیں کی جائے گی، مرض باطل صاف ہے البتہ علامت ہے کہ پانچاؤں کلکتے ہوں گے کہ باغدان و طیار کے سودا، یہ سب کچھ نہیں گے۔ سائل بات ہے کہ چار حضرت یعنی علیہ السلام کو یہاں کے قریب میں یہاں سے سب سے کل کر دیا تھا، یہ واقعہ خاص بیت المقدس میں واقع ہے، لے کر اس کے خاطر سے شریعت کی کئی جگہ کی یہودی بیت المقدس میں نہیں رہے نہیں گے۔ وہی چار مسلمانوں سے لے کر تھے اور وہی اور حقیقت مسلمانوں کے دشمن تھے مگر ان کے ساتھ بھی رعایت کی گئی تھی کہ یہودی بیت المقدس بیت المقدس میں رہتا چاہے تو دیکھیں یہاں کہ جانا چاہتے ہیں تو چاہتے ہیں۔ انوں صورتوں میں انہیں ایسی ہر گاہ ان کے کراہیہ معہ کھلا رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ یہ سب مسادات اصل واصلان راہی ہمارے وہ سب میں غیر خفیہ۔ اسلام شیعہ احمدی و صابری ستر ہر جگہ کو بڑی حد تک منظر کرم الیہ ارجع۔

۱۳ صفر ۱۲۸۲ھ

۱۔ ایک لکھ چاروں کے ہے۔ ۱۲۰

اور کاموں کے متعلق دریافت کرتا رہا۔ حتیٰ کہ مجھے خبر ملی کہ وہ مکہ معظمہ چھوڑ کر حجاز کی طرف ہجرت فرما گئے ہیں۔ میں ان کے اسرار کی برادر نگاہ اور نگاہ پر۔ یہاں تک کہ آپ نے غزوے کے جہاد فرمایا اور دشمنوں پر غالب ہوئے۔ میں نے چاہا کہ دربار رسالت میں حاضر ہوں۔ مگر مجھے معلوم ہوا کہ اس عالم سے انتقال فرما گئے ہیں اور وہی منتقل ہو گئی ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ معلوم کر کے مجھے خیال ہوا کہ جن کا میں انتظار کر رہا تھا شاید وہ وہ نہیں تھے۔ میں اسی خیال میں رہا حتیٰ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمانوں کے دروازے کھل رہے ہیں فرشتے گرد و گردہ مگر وہ اندر رہے ہیں اور ایک کنبے والا کہہ رہا ہے رسول اللہ! اغتال فرما گئے ہور زمین والوں سے وہی منتقل ہو گئی۔

اس خواب کے بعد مجھے خبر ملی کہ ان کے بعد ایک خلیفہ مقرر ہوئے ہیں جن کا نام ابو بکر صدیقؓ ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ ابھی بہت کم ہی مدت ہوئی تھی کہ ان کی فوجیں ہمارے پاس شام کی طرف آئیں اور پھر اس کے بعد ان کی وفات کی خبر مئی پہنچی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کے بعد ایک اور شخص گندنی رنگ کے خلیفہ ہوئے ہیں جن کا نام عمرؓ ہے۔ میں نے اپنے دل میں کہا تا وقتیکہ میں اس دین کے متعلق خوب اچھی طرح تحقیق نہ کروں اور اس کی حقیقت سے کما حقہ واقف نہ ہو جاؤں۔ اس وقت تک اس میں داخل نہیں ہوں گا۔ میں براہ راست کی حقیقت کہتا رہا حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطابؓ بیت المقدس میں تشریف لائے اور ابوالان بیت المقدس سے صلح کی۔

میں نے ان کے واپس آنے پر غمزدہ رہا اور جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کے ساتھ کیا تھا اس پر غمزدہ رہا اور تو مجھ پر شکستہ اور غصہ ہو گیا کہ نبی اُمی محمدؐ کی امت یہی حضرات ہیں۔ اب میں نے اپنے دل میں اس دین کے اندر داخل ہونے کا مکالمہ کیا اور میں پس و پیش ہی کرتا رہا کہ آیا داخل ہوں یا نہیں؟ حتیٰ کہ ایک رات میں اپنے کونے کو گھر پر گزرا ہوا تھا کہ ایک مرسلان نے اس وقت یہاں پر پہنچی شروع کی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا الْكُفَّابُ أَتَمْنَا بَعْدَ نَزْلِنَا مَصَدَّقًا لِّمَا مَعَكُمْ مِنْ قَبْلِ أَنْ نَطْمِسَ وَجُوهًا قَاسِيَةً عَلٰى
أَذْيَارِهَا نُلْعَنُكُمْ كَمَا لَعْنَا أَصْحَابَ السَّبْتِ وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا۔

”اے وہ لوگو! جو کفر دے گئے ہو (اہل کتاب) ایمان لاؤ اس چیز کے ساتھ جو ہم نے نازل کی ہے (قرآن شریف)
وہ آئینہ کلمہ دہاں کی تصدیق کرنے والی ہے جو تمہارے پاس ہے (توریت انجیل و غیرہ) پہلے اس بات سے کہ مٹاؤ ایسے
ہم مومنوں کو جس جیہد میں ہم ان کو ان کی فوجوں پر یا لعنت کریں ہم ان پر جیسا کہ لعنت کی ہم نے ہفتہ والوں
(یہود و عیسائی) پر اور ہے اللہ تعالیٰ کا حکم کیا گیا۔“

میں یہ آیت سننے ہی ڈرا اور خدا کی قسم مجھے خوف ہوا کہ کہیں صبح ہونے سے قبل ہی میرا سہ پہر بھرا جائے۔ مجھے صبح ہونے سے زیادہ اور کسی بات کا اشتیاق نہیں تھا حتیٰ کہ صبح ہوئی اور میں اپنے گھر سے نکل کر آ ہوا۔ لوگوں سے حضرت عمر بن خطابؓ کے متعلق دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آپ بیت المقدس میں تشریف فرما ہیں۔ میں بیت المقدس کی طرف چلا۔ جس وقت میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو اس وقت جناب حضورؐ کے قریب مسلمانوں کو فجر کی نماز پڑھا رہے تھے۔ نماز کے بعد میں آپ کے سامنے حاضر ہوا۔ لارہ آپ کو سلام کیا۔ آپ نے سلام کا جواب مرحمت فرمایا اور دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ میں ابوالان ہوں اور اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اسلام میں داخل ہو جاؤں۔ کیونکہ میں نے کتب ہدایہ میں جناب محمد رسول اللہؐ کی صفات دیکھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ

عزوجل نے ساری علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی تھی۔

”یا مومن! میں نے تم کو (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ اپنے نزدیک کسی کو بڑبڑ تر اور اگر تم مجھ سے پیدا کیا۔ اگر وہ نہ ہو تو میں نہ جنت پیدا کرتا اور نہ دوزخ اور نہ جس و قدر اور نہ زمین و آسمان۔ ان کی امت تمام امتوں سے بہتر ہے اور ان کا دین تمام دینوں سے بہتر ہے، میں انہیں آفرینا میں بھونٹ کر ان کی امت مرحومہ ہوئی اور وہ خود نبی الرحمت ہوں گے۔ (ان کی مشن اور صفت یہ ہوگی کہ) وہ نبی الیٰہی اتمائی و قرشی، مسومنوں کے ساتھ رحیم اور کافروں پر شدید ہوں گے۔ ان کا باطن ان کے ظاہر کے مثل ہوگا۔ ان کا قول ان کے عمل کے خلاف نہیں ہوگا۔ ان کے نزدیک قریب اور بعید سب برابر ہوں گے۔ ان کے صحابہ پس میں رحم اور پس جوں رکھے والے ہوں گے۔“

آپ نے فرمایا: کعب! تم جو کہتے ہو یا یہ کی ہے؟ میں نے کہا جو میرے کہنے کو سننا اور ان کا پیچہ جانتا ہے اس کی قسم بالکل صحیح ہے۔ آپ نے فرمایا:

الحمد لله الذي اعزنا و اكرمنا و شرفنا و رحمتا برحمته التي وسعت كل شئ و هذا ما بسعد صلي الله عليه وسلم.

”شکر اور تحریف ہے اللہ پاک کی جنہوں نے ہمیں عزت دی بزرگی عزت فرمائی شرف کیا الٰہی اس رحمت سے جو نوازا جو تمام چیزوں کو احاطہ کے ہوئے ہے اور جو کہ نہ دیکھتے ہیں نہ سمجھتے۔“

کعب کیا تم ہزاروں میں داخل ہو سکتے ہو؟ میں نے کہا: یا امیر المؤمنین! آپ کی اس کتاب میں جو آپ کے دین و مذہب کے اور متنافس کے لئے آپ کی طرف ہزل کی گئی ہے کیا کہیں (سیدنا حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کا بھی ذکر ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی:

ووصى بها ابراهيم بنه و يعقوب بنه ان الله اصطفى لكم الدين فلا تموتن الا و انتم مسلمون ام كنتم شهداء اذا حضر يعقوب الموت اذ قال لبيه ما تعملون من بعدى قالوا نعبد الهتك واله آباءناك ابراهيم واسحق واله واحدا ونحن له مسلمون.

”اور یہی وصیت کی تھی ابراہیم نے اپنے بیٹوں اور یعقوب نے اسے بیٹا اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہارے واسطے دین کو پسند کر لیا ہے پس نہ مرنے مگر در انہما کی تم مسلمان ہو۔ یا تم اس وقت حاضر تھے جب یعقوب کی موت کا وقت آیا (اور) جب اس نے اپنے بیٹوں سے کہہ کر میرے بعد کسی کی عبادت کیا کر گئے؟ انہوں نے کہا: ہم تیرے معبود اور تیرے آقا و جد اور ابراہیم و اسحاق اور اسحاق کے معبود کی عبادت کریں گے جو ایک ہی معبود ہے اور اسی کے حکم پر ہمارے ہیں۔“

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

ما كان ابراهيم يهوديه ولا نصرانية ولكن كان حنيفا مسلما.

”نہ ابراہیم یہودی تھے نہ نصرانی البتہ ایک سیدھے راستے پر چلنے والے مسلمان تھے۔“

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

لغير دين الله يطون وله اسلام.

”یہ اللہ کے عزم کے دوا کی دوسرے کو پسند کرتے ہو؟“

از اس بعد یہ بڑھی

و من یبغ غیر الاسلام دینا قلن یعلیل منه

”جو شخص دینِ اسلام کے سوا کسی دوسرے مذہب کا اتباع کرے گا میں بڑی اس سے قتل نہیں کیا جائے گا۔“

بعد ازیں یہ دعا:

قل انسی ھدانی ربی الی صراط مستقیم

کہہ کر مجھے میرے رب نے صراطِ مستقیم کی طرف راہ دکھائی۔“

پھر یہ بیت پڑھی

وما جعل علیکم فی الدین من حرج ملنہ ابریکم البرھم وهو مسلکھم المسلمین من قبل

”تم پر تمہارے دین میں کوئی غلی مفروض نہیں کی دین تمہارے باپ ابراہیم کا (یعنی اس کی پیروی کرو) اسی کے پہلے

سے (یعنی قبل از قرآن) تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔“

حضرت کعب رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جس وقت میں نے یہ آیات سن کر تو فوراً میں نے کہا یا امیر المومنین! الشہدان لا الہ الا اللہ و الشہدان محمد عبیدہ و رسولہ۔ آپ میرے سلام لانے سے بعد خوش ہوئے اور کچھ توقف کے بعد فرمایا کعب!

کہا یہ بتا سکتا ہے کہ تم میرے ساتھ دینِ حبیبِ جاویدی کی قیمر شریف کی زیارت کرو اور زیارات سے متشنع ہو۔ میں نے عرض کیا یا امیر المومنین! اے ایسا حق کروں گا۔

بیت المقدس کی فتح کے بعد امیر المومنین کی مدینہ طیبہ واپسی

کہتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین عرفا روقؓ نے قبل بیت المقدس سے عہدہ سنبھالنے کے بعد ان کے اگلے جزیہ کے اقرار کے بعد بیت المقدس سے کوئی فرمایا۔ اے تمام فکر جان بیکہ آپ کے ساتھ آیا۔ یہاں آپ نے پڑاؤ کیا اور قیامِ طرہ کے اہل دختر کو

ترغیب دیا۔

۱۔ یہاں بھی بیت المقدس کے متعلق یہ معلومات حالات میں ملتا ہے۔ بے ضروری معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ بیت المقدس مرکزی مقام ہے۔ آپ کو جیسا کہ اصل کتاب سے معلوم ہو چکا ہے، بیت المقدس حضرت میرا کر فاروقؓ کی خلافت راشدہ میں صلح کو مطابق (۱۲) کو فتح ہوا اور وہیں سے نبی مسلمانوں کے قبضے میں رہا۔ واقعہ مسلمانوں کے اسلئے ایک ادوار کا حال تھا۔ مسلمانوں کی آگ میں عائد جنگیں شروع ہو گئیں۔ جنہوں نے انہیں بہت کڑھ کر دیا۔ مسلمانوں نے یہ طرہ بازی دیکھ کر حیرانوں سے نہ اس پانی پھر آیا اور بیت المقدس کی طرف لپٹی ہوئی غلہ سہا بکھٹے گئے۔ مگر یہ بھی اطلاع نہ ہو سکا جو اس وقت تک تکسب کی کر سکتے تھے۔

دوسرے وقت طحیر جو صومالیہ تھی اور جو اسلام کے سے کچھ مہینوں پہلے متفق ہوئی تھی، اس نے حکومتِ ملوک کی مالکیت میں یہاں آ کر رہنے لگی۔ آپ نے یہ طرہ بازی دیکھ کر ملوک کو فتح کر کے یہاں بھی دیکھ کر حیران ہو گئے۔ آپ نے انہیں ملوک کے حکام کی طرف سے ایک ہتھیار بھیج دیا اور انہیں اس سے جو سہا بکھٹے کر دیا۔ انہیں یہاں رہنے سے آگے نہ بڑھے۔ ان کے لشکروں پر قبضہ کیا اور انہیں اس قبضہ آرزو کا پتہ نہ دیا۔ بیت المقدس کو بھی وہیں سے انہوں نے اپنی فوجوں میں سے لیا۔ اس وقت بلد میں ابوالعباس المستعمر باللہ سرور خلافت پر متفق تھا۔ اس نے

مصر کی طرف حضرت عمر بن خطابؓ کو روانہ کیا۔ محس کے عہدہ قضا پر حضرت عمرو بن سعیدؓ انصاریؓ کو مقرر فرمایا اور اس کے بعد آپ نے حضرت کعب احبارؓ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو ساتھ لے کر مدینہ الرسولؐ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت عمرؓ کی مدینہ تشریف آوری

ایمان مدینہ الرسولؐ یہ خیال کرتے تھے کہ حضرت عمرؓ شام میں محمد و عمرؓ سے مدینہ کوئی دور زخون کی ارضانی دیکھ کر نیز چونکہ شام بلاد لائبیا و ارض مقدس اور عسکر کی جگہ ہے حضر کا میدان ہمیں ہو گا یہ سوچ کر شایہ وہیں نہ قیام فرمائیں۔ یہ روزانہ مدینہ منورہ سے نکل نکل کر آپ کا انتظار کیا کرتے اور خبریں معلوم کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ایک روز آپ تشریف لائے۔ آپ کے قدم و صحت قبول سے تمام مدینہ جنبش میں آ گیا۔ رسول اللہؐ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین آپ کے آنے اور آپ کو دیکھنے سے بے حد خوش ہوئے۔ آپ کو سلام کیا مہربانیاں تبارک و تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے جوش بخشی تھی اس کی مبارکباد دی۔ آپ سب سے پہلے مسجد میں تشریف لائے۔ رسول اللہؐ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی قبروں پر سلام کیا۔ دو رکعت نماز پڑھی اور حضرت کعب احبارؓ کی طرف متوجہ ہوئے فرمانے لگے تم نے جوان و درویش کے اندر رکھا ہوا دیکھا تھا مسلمانوں سے بیان کرو۔ انہوں نے بیان کیا اور لوگوں نے اس سے اپنے اپنے ایمانوں کو تقویت بخشی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

بسم الله الرحمن الرحيم

واللہ کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جان کیا مجھ سے احمد بن حنبل نے جو ابو سفیان کے لقب سے مشہور ہیں اور ان سے ابو حضر بن احمد بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن اسلم لہری اور ان سے عبد اللہ بن یحییٰ روزی اللہ عنہ ان سے ہیں لوگوں نے جن کا ذکر اور نام لال کتاب میں جان ہو چکا ہے اور تمام حضرات کی روایات قریب ہی قریب ہیں۔ اللہ پاک جل جلالہ زیادتی اور نقصان سے بچائیں۔ کیونکہ صدق و راسل ایک امرت ہے اور کذب خیانت۔ اس ذات وحدہ لا شریک لہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور جو حاضر و غائب کے جاننے والے ہیں کہ میں نے اپنی اس کتاب میں سوائے صدق کے اور کسی خبر پر اعتماد نہیں کیا اور قاعدہ حق کے سوا کسی حدیث اور بات کو اس کے اندر بیان نہیں کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تشکیس، بزرگیاں اور ان کا جہاد ثابت کر کے اہل نفس کی جو اہل سنت سے خارج ہیں اس کے ذریعے ابرو خاک میں ملا دیں کیونکہ اگر مشیت پروردی ان کے شامل حال نہ ہوتی تو نہ شام کے شہر مسلمانوں کے بعد میں آئے اور نہ اس دین کا نظریہ ان کے قلعوں کی چوٹیوں پر برپا ہوا دکھائی دیتا۔ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تمام تر کوششیں محض اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے لئے تھیں۔ یقیناً انہوں نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں جہاد کا حق ادا کر دیا اور انہی کے متعلق فرماتے ہیں۔ ملک المقفلو فہم من لہیٰ نحبہ ومنہم من نھو۔

واللہ کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ خلفہ المسلمین حضرت عمر بن خطابؓ نے جب سردار ان شام کو شام کے مختلف علاقوں میں مقرر فرمایا تو حضرت امیر عبد بن جراحؓ کو امیر شام بنا کر حلب، اظاکہ، عسقلان اور جن کے متصل قلعے تھے ان کی طرف روانہ کیا اور حضرت عمرو بن عاصؓ کو مصر بھیجا اور حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو سائل شام پر نظر رکھنے کیلئے کام دیا۔ حضرت یزید بن ابوسفیانؓ چل کر قیصرادیہ میں خیمہ زن ہوئے۔

یہ شہر بہت زیادہ قدیم تھا جس میں آدمیوں کا ہجوم پورے جحش کی کھرت تھی۔ قسطنطین لک، برقی کا بیٹا یہاں کا رہا جس نے وہاں سے اسے پاس لے کر انی عربوں اور دیوں اور دیوں کی اسی بڑا فروغ تھی۔ اس نے جب حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کو یہاں حاضر کرتے دیکھا تو اپنے باپ لک، برقی سے لک کا خواہاں ہوا۔ برقی نے اہل عرش لاؤن بنی مغالی کے ساتھ وہی جہادوں کی یہی بڑی جہیت اور غلے اور چارے کی کشتیاں بھر کر اس کے پاس روانہ کر دیں۔ حضرت یزید بن ابوسفیانؓ نے یہ دیکھ کر اور خیال کر کے کہ یہاں کے مقامات کی حالت نہیں دیکھا اور بارخلافت میں اس کی اطلاع دی اور لکھا۔

حضرت یزید بن ابوسفیانؓ کا دربار خلافت میں عرضداشت بھیجنا

بسم الله الرحمن الرحيم

یزید بن ابوسفیان شام کے ایک صوبہ کے عامل کی طرف سے حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی خدمت میں۔ سلام

علیک۔ ذی اللہ اللہ الذی لا الہ الا ہو الکی القیوم واسم علی نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم

والجہد۔ یا امیر المؤمنین! میں تم پر یہ سب چیزیں اور فرائض ہے۔ نفع کرنے کی ہوتی ہے۔ قسط طہین
نے اپنے باپ سے تنگ طلب کی ہے اور اس نے والی سرکش لادین منہ مجال کے ساتھ دوسری کی میں بڑا نفع یہاں
روانہ کی ہے۔ وہ زندہ رسول کی کشتیاں جن میں چارہ اور غلہ بھرا ہوا ہے آئی رہتی ہے تنگ چاہتا ہوں۔ والسلام۔

یہ خط آپ نے حضرت محمد بن مسلم بن صیدقؑ کے ہاتھ روانہ کیا۔ جس وقت یہ یہ مدینہ میں پہنچے تو حضرت امیر المؤمنین عمر
کاروقیؑ کو سلام کیا اور خط پیش کیا۔ آپ نے دریافت فرمایا یہ خط کہاں سے لائے ہو؟ انہوں نے کہا یزید بن ابی سفیانؑ کے پاس
ہے۔ آپ نے اسے کھول کر پڑھا جس وقت آپ اس کی آخری سطریں پڑھ چکے تو حضرت یزید بن ابی سفیانؑ کے کام اور ان کی
درخواست کے متعلق خود بخود گھر کرنے لگے اور سوچنے لگے کہ اس میں کیا کرنا چاہیے۔ حتیٰ کہ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ آپ کے پاس
آئے۔ حضرت امیر المؤمنین انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا۔ اور معاذ کے بعد دونوں حضرات بیٹھ گئے۔
حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے کہا یا امیر المؤمنین کیا حال ہے؟ آپ نے فرمایا میں خدا کے فضل و کرم سے اچھا ہوں اور باری تعالیٰ
میں حمد نے جو کام میرے پروردگار کا ہے اس میں ان کی اعانت اور مدد چاہتا ہوں۔ خدائی قسم اور ربائے فرات کے کنارے کسی
کبریٰ کی جان بھی ضائع ہو گئی تو اس کے سبب سے ضرر ضرر ناخود ہوتا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت یزید بن ابی سفیانؑ کا خط دکھا
کر فرمایا کہ وہ قیہ یہ یہ شام میں ہیں اور وہ طلب کرتے ہیں۔ حضرت علیؑ کرم اللہ وجہہ نے کہا یا امیر المؤمنین! آپ مسلمانوں کی
طرف سے رنج و غم نہ کیجئے اور اتنی بے صبری فرمائیے۔ اللہ جبارک و خدائی مشرکوں کو ذلیل کر کے آپ کو ضرر و فتنہ عانت فرمائیں
گئے۔ آپ یزید بن تنگ کیجئے اور ان کے پاس خط لکھئے۔ یہ سن کر حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ نے حضرت ابوسعید بن جراحؓ
کو کھد لکھا کہ حضرت یزید بن ابی سفیانؑ کی تنگ کریں اور اس کو خط روانہ کر دیں۔

واللہ کی رحمت اللہ تعالیٰ کیجئے ہیں کہ حضرت ابوسعید بن جراحؓ کے ساتھ میں بڑا نفع بھی اور حضرت یزید بن ابی سفیانؑ کے
پاس دیکھ بڑا۔ جس وقت حضرت امیر المؤمنین عمرؓ روقیؑ کا حکم امیر حضرت ابوسعید بن جراحؓ کے پاس پہنچا تو انہوں نے حضرت
حرب بن عدیؑ کی ذریعہ سے تین بڑا نفع کر کے انہیں حضرت یزید بن ابی سفیانؑ کی تنگ اور مدد کے لئے روانہ کر دیا۔ اور اب
ان کے پاس ستر ہزار جمعیت رہ گئی جو اکثر بیٹوں پر مشتمل تھی۔ یہاں حضرت ابوسعید بن جراحؓ نے اہل قرین اور عوام سے
پانچ ہائی بڑا خصال سنے اور چاندی ایک ہزار۔ یعنی کپڑوں اور پانچ سو بار شتر اور دوڑتوں کے ہر پہنچ کر پی تھی۔ صلح کے مکمل
ہونے کے بعد جب اہل قرین اور عوام نے ان صلح اور کردہ اور صلح کی افحاث منکرو کر لیں تو حضرت ابوسعید بن جراحؓ نے
انہیں صلح نامہ لکھ کر دے دیا اور آپ حضرت خالد بن ولیدؓ نیز چند سادات مسلمین اور سرداران موٹیں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گئے
اور ایک مسجد کا احداث کیجئے۔ اہل حب نے جب صلح قرین کے متعلق نیز عربوں کا اپنی طرف آنا تو گھبراہٹ اور ایک اضطراب
شدید ان میں پھیل گیا۔ طلب پر اس وقت دو خط لکھائی مکران تھے اور ایک قلعہ میں جو شہر سے علیحدہ ہوا تھا رہا کرتے تھے۔ ایک کا

نام ان میں سے پورا تھا اور دوسرے کا نام یوحنا کا باب شہر حلب اس کے پرگنوں میں، حرادہ، مینوں، ج اور متعلقہ دیہاتوں میں کا ایک طرف تو پہاڑیوں اور دوسری جانب فرات کی حد دیکھنا کہ ہو گیا تھا اور رستوں تک صوبہ کا یہ صوبہ ہی کے قبضہ اختیار کر لیا۔ رہا قسطنطنیہ نے اس سے اس کے متعلق جھڑپا جنگ نہیں کی تھی۔ برقی بادشاہ دم نے اس کے نزدیک فریب اور برائی سے ڈر کر حلب کو اسے بطور جاگیر کے بخش دیا تھا۔ روم کے والیان ملک اس سے ڈرتے۔ اس کی تنظیم و حکمرانی کرتے ہوئے اپنی حکومتوں اور جمہیتوں کی حفاظت کے خیال سے اس سے دست و گربان نہیں ہوتے تھے کہ ایسا نہ ہو ہمارے جمہوریت بھی یہ حق کرے۔ کیونکہ یہ ایکہ قسم کی جو ان فتنے تھا اور اپنے قلعہ دار اور اسے تمام اقصائے بلاد و بلاد کرکھ یا کر تھا۔ والیان ملک کو اس کی طرف سے خیال تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اس کے ساتھ جنگ کی جائے تو یہ اپنی فوج سیاسی تدبیروں، کھڑے شر اور اپنے ہی کم کی شہت کی وجہ سے ہماری سطحوں پر بھی ہند نہ کرے۔

جنگ حلب

بہر حال جب یہ سب عوام میں آئے تھا تو اس نے اپنی رہائش کے لئے حلب کے قلعہ کو منتخب کر کے اسے نہایت مستحکم اور استوار کر لیا تھا اور اپنی حفاظت اور صیانت کی غرض سے اس کی تعمیر کرا کے اس کے چاروں طرف شہر بنادیا اور وہی اس کی دیواروں کو آباد کر کے اسے خوب مضبوط اور محصور کر دیا تھا اور جس وقت اس کا جہاں سے کوئی ہو گیا تھا تو اس کے بعد اس کا جانشین اور بادشاہت کا مالک اس کا بڑا بیٹا ہو کر آیا تھا جو نہایت شجاع و بہادر جنگ جو بلائی کی طرف اقدام کرنے والا، جنگ کے شعلوں سے لڑا اور اس کی جگہوں سے پہلے خوف، مال کا نہایت حرص اور ہلاکت و درد تھا۔ بخلاف دوسرے بیٹے کو جو نرم طبیعت، آرام رکھنے والا اور اپنے زمانہ کے تمام آدمیوں سے زیادہ عالم تھا اور جس نے ریاست اور بادشاہت سے قطعاً اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا۔ نیز اس نے جب یہ سنا تھا کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اس طرف کا رخ کیا ہے تو اس نے اپنے بھائی یوحنا سے کہا تھا کہ آپ نے اس کے متعلق کیا تدبیر اختیار کی ہے اور کیا ہو رہا ہے؟

اس نے جواب دیا تھا کہ عربوں سے لڑنے کا قصد ہے۔ میں انہیں قتل ان کے کرد و میری ریاست کے حدود کے اندر قدم بھی حرادہ تکھ دوں گا تاکہ انہیں مطمئن ہو جائے کہ اب تک جو انہوں نے والیان شام و خیرہ سے مقابلہ کیا ہے میں ان جیسا نہیں ہوں یہ یوحنا انجیل اور جابر (یعنی حرمیر) اور جوزہ سے شہنشاہ اور دماغوں کی قسم سے میں اپنے ہاتھ اور تھا۔ ان کا کام اس کے سوا کچھ تھا کہ یہ کھیلوں اور گر جاؤں گی تعمیر کرنا، محصور ہو کر آباد کرنا، شہر، دیہاتوں اور دیہاتوں کے کپڑے بنانا اور ان کے تمام کاموں کا منتقل ہو کر تھا اور میں۔

۱۔ یوحنا کا ترجمہ ہے اجمالی یعنی ہر گھبراہٹ

۲۔ یہ لفظ کا ترجمہ ہے کچھ حرادہ میں۔ ۱۲۰

۳۔ یوحنا کا ترجمہ ہے اساتذہ یعنی، ۱۲۱

۴۔ عوام ملک کے ارباب۔ ۱۲۲

یوکتا اور یوحتا کا باہم مشورہ

جب ان دونوں بھائیوں کو کوہ اسم کی تلخ کی خبر پہنچی کہ وہ جنگ کے بعد تاج ہو چکا ہے اور دھرمین داؤں نے اب کے سزا کر لی ہے۔ نیز عرب وہاں داخل ہو گئے ہیں اور ان کا لشکر مسرات، ملوہم اور ہلال سے حدود فرات تک چھاپے مارا رہتا ہے تو یوحتا اپنے بڑے بھائی یوکتے سے کہنے لگا۔ بھائی جان! میں چاہتا ہوں کہ آپ کسی روز رات کو مجھ سے خلوت میں بیٹیں تاکہ میں آپ سے کچھ مشورہ کر سکوں۔ اپنی رائے سے جناب کو مطلع کروں اور آپ کی رائے سے میں مستفید ہوں۔ یوکتے نے کہا بہت بھروسہ۔ رات نے جب اپنی تاریکی کی چادر نفضائے عالم پر ڈال دی تو یہ نغمہ میں اپنے باپ کے مکان پر جمع ہوئے اور ایک جگہ بیٹھ کے مشورہ کرنے لگے۔ یوکتے نے کہا بھائی! ان شگے بھوکے عربوں کے ہاتھوں بادشاہوں پر جو جور و انصاف مارا رہا ہوئی ہیں وہ خود انھیں معلوم ہیں۔ نیز اہل شام پر جو مصائب انھوں نے توڑے ہیں قتل، غارتگری، بلوٹ و دہشت انھیں بخوبی معلوم ہیں۔ یہ شرم کے مہر شہر پر جاتے ہیں اسے ہی رخ کر کے اس کے مالک ہو جاتے ہیں۔ اب تم مجھے اس کے متعلق مشورہ دو کہ گویا میں ان کے سامنے ہوں وہ ہم تک پہنچ گئے ہیں ایسی صورت میں میں کیا کرنا چاہتا ہوں؟

یوحتا نے کہا بھائی جان! آپ نے اپنے کام میں جب مجھ سے مشورہ لیا ہے تو میرا فعل ہے کہ میں آپ کو کمال مشورہ دوں اور اگر آپ قبول کریں تو یہ فعل دشمن و نصیحت کروں۔ یہ صحیح ہے کہ میں آپ سے عرض کروں اور ان دونوں جنگ سے کم واقف ہوں مگر باعتبار بصیرت آپ سے زیادہ عالم ہوں۔ سچ اور قربان کی قسم! اگر آپ نے میرے مشورے پر عمل کیا تو آپ کی بات بھی بڑی ہی رہے گی اور مال و جان بھی محفوظ رہے گا۔ اس نے کہا میں تمھیں واقعی اپنا فیروا دیتا ہوں تم اپنی رائے سے جان کر دو۔

یوحتا نے کہا کہ میرے نزدیک بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ عربوں کے پاس ایک اچھی سمجھیں اور اگر جناب کو منظور ہو تو میں خود اچھی ہو کر آپ کی طرف سے ان کے پاس جاؤں۔ نیز ہتھوڑہ چاہیں انھیں مال و اسباب دیں اور سزا کی درخواست کریں اور جب تک انھیں آپ غالب دیکھیں ایک سو چند سالانہ انھیں ادا کرتے رہیں۔ یوکتا نے سننے ہی آگ بگولا ہو گئے اور یوحتا کو مخاطب کر کے کہنے لگا صحیح حیرانہ کریں کتنی بڑا دلہندہ ہے۔ تیری ماں نے تجھے راجہ اور پادری ہی کہا ہے۔ بادشاہ محارب اور مقابل نہیں پیدا کیا۔ راجہ بڑے بڑوں سے ہوتے ہیں ان کے دل بالکل نہیں ہوتا کیونکہ مسوکی والی، زخموں اور ساگ پات کے سوا کوشت کبھی کھائے نہیں جو حیات پیدا ہو۔ نہ کسی دوسری نعمت کو ہی دیکھتے ہیں۔ لڑائی کے خون سے آگاہ نہیں ہوتے اور جو انہروں سے ملاقات رکھتے ہیں جو کچھ ہمت ہی پیدا ہو۔ میں ایک بادشاہ اور بادشاہ زاد ہوں۔ میرے ان کے مابین کو کوئی فیصلہ کر سکتی ہے۔ بادشاہ کبھی عاجز اور مغلوب نہیں ہوا کرتے۔ کم زوریت! بھلا یہ تو تھلاک مہم جوؤں کے ہاتھ میں اپنے ملک دے کر اپنی قسمت کی باگ ڈار انھیں کسی طرح سپرد کر دیں اور وہ بھی بخیر لڑے غرے۔

یوحتا نے بھائی کی یہ بات سن کے ہنسا اور اس کی باتوں پر بے انتہا تعجب کر کے کہنے لگا واقعی! سچ کی قسم! معلوم ہوتا ہے کہ تیری ہمت قریب ہی آگئی کیونکہ تو عالم ہے خونریزی اور گیس و غارت کو پسند کرتا ہے۔ تیری فوج فراہم کر کے اس لشکر سے جس نے برمک کے میدان میں عربوں کے ہاتھ سے ہزیمت کھائی۔ نیز جو لشکر چنداؤں کے میدانوں میں ان سے شکست کھا کے بھاگ چکا ہے زیادہ نہیں ہے۔ اس قوم کو کھنڈ چاکر و تباہی ہی نے ہر غلبہ دیا ہے۔ اللہ سے ڈر اور اپنے قتل پر خود ان کی اعانت نہ کر۔

محاصرہ میں باتوں نے یوحنا کے غصہ کی آگ پر قتل کا کام کیا، اور زیادہ غصہ میں بھر گیا اور لال بچا ہوا کے کہنے کا تو نے عربوں کی تعریف کے لیے باندھ دیے اور ان کی مدد دہرائی کرنے کے خواہ مخواہ زبان کو گڑ کے پھینک دیا۔ جن فوجوں اور لشکر کا تو نے ذکر کیا ہے میں ان جیسا نہیں ہوں مجھے ان پر شک و یاس کرنا چاہیے۔ علاوہ ازیں جن جن مشہوروں کا تو نے ذکر کیا ہے مجھے تو ان میں سے کسی ایک کے متعلق بھی معلوم نہیں کہ اس نے بغیر لڑنے سے لڑا ہے اور بغیر کوشش کئے اپنے شیر کا ان کے سپرد کر دیا ہو۔ خواہ وہ ہر دوئی جنگ کے بعد غلبہ ہوئی ہو یہ پہلے سے میں نے پہلے ہی سے مال اسی واسطے جمع کر رکھا ہے کہ آئے وقت میں اپنی جان بچا سکوں اور لڑائی کے وقت وہ میرے کام آئے۔ میں نے سہم ارادہ کر لیا ہے کہ میں عربوں سے ضرور جڑوں گا۔ اگر صلیب نے میری مدد کی اور مسیح (علیہ السلام) نے ان کے مقابلہ میں میری اعانت فرمائی تو میں ان عربوں کو ہار کر پیچھے جانا پانا تھا جو میں داخل کر دوں گا۔ تمام بادشاہوں پر شک کیا، یا جنگ لگا دوں گا ہر شام کی طرف اس کا بادشاہ ہو کر واپس پھر دوں گا۔ اس وقت ہر غلہ کو بھی اتنے جاننا نہیں ہوگی کہ میرے ساتھ سازش کی آگھ لگائے اور اگر عربوں نے مجھے شکست دے دی تو میں اپنے اس قلعہ میں آکر قلعہ بند ہو جاؤں گا۔ میں نے اس میں اس قدر دیر گزار رکھنے پر اپنے کا سامان جمع کر رکھا ہے کہ وہ مجھے ایک طویل مدت تک کافی ہو گا ہر شام اس میں نہایت عزت کی زندگی بسر کر کے اپنی بقیہ عمر کاٹ دوں گا۔ عربوں کے سامنے مجھ سے زیادہ جنگجو تر۔ میں صلح کا تمہا ان کی طرف بھیجی ہوگی جو حاکم کشکادہ اپنا مال بغیر غلبہ کے اس طرح بے دریغ فروغ کر سکتا ہوں۔ صلح کے متعلق مجھے اب دامن ڈونچا اور ان سے پہلے مجھے تیرے سے ٹھنڈا ہے گا اور اس بری طرح سے تیرے ساتھ پیش آؤں گا کہ بھر جائے نہیں بنے گی۔

یوحنا کا لشکر جمع کرنا

والدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یوحنا کے سر پر جنگ کا بھوت سوار تھا جس نے اسے ہزار بار دکھا دکھا کے لڑائی پر آمادہ کر رکھا تھا۔ یوحنا اس کی بات سن کے نہایت براغزوہ ہوا اور یہ کہ اس کے پاس سے گھڑا ہو گیا کہ تجھے مجھ سے بات کرنا اس وقت تک قطعاً حرام ہے۔ جب تک میری رائے اور مشورے پر کاربند نہ ہو اگلا روز ہوا تو یوحنا نے جو کچھ اس کے پاس ارمیوں اور لشکروں کی فوج تھی جمع کی اور اپنے سامنے بلا کے اسے گھڑا کیا اس میں سے جس شخص نے ہتھیار مانگے اس کو ہتھیار دے دیے مانتے ہوئے یہاں عربوں کو اس کے سامنے کھڑا کر دیا اور سب ظاہر کر کے کہنے لگا کہ وہ بہت تھوڑے آدمی ہیں اور ہماری جمیعت کافی ہے۔ عرب متفرق ہو گئے ہیں۔ ان کی ایک جماعت قیصریہ کی طرف چلی گئی ہے اور ایک جمیعت مصر کی جانب۔

والدہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یوحنا نے قسطنطین کے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو طلب تک پہنچیں آپ سے ملنے کا ارادہ کر لیا اور اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کو اس نامی کو ایک ہزار ہتھیار بند چکر دے گا اسے اپنی در اسطیقت کا محافظ مقرر کیا کہ وہ اسے تا صحت دھاراج سے بچائے اور خود اپنی جمیعت لے کر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے مقابلے کے لئے روانہ ہو گیا۔ مسلمانوں کی جمیعت اس وقت علاوہ ان حضرات کے جو غیر مسلح تھے بارہ ہزار تھی یوحنا نے قسطنطین اور صلیبیں آگے لے کیں ان صلیبوں میں ایک صلیب سونے اور جواہر کی بنی ہوئی تھی جس کی یہ سہ ماہی شعلہ ہو گیا کہ وہ اس کے گرد ایک ہزار قلعہ جردہ بنی کپڑے جن پر سونے کا شائبہ لگا ہوا تھا پہنے ہوئے موجود تھے۔

حضرت ابنِ قطلچہ کدلی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہؓ نے جراح کے قلم میں لکھ لیا ہے حج کر کے وہیں قیام فرمایا تھا اور آپ بھی یہیں تکامت گزرتے تھے کہ وہ بارِ خلافت سے آپ کے کامِ نظم ہوسوں ہوا تھا کہ وہ کسی قدر لشکر سے حضرت جزیہ بن ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ملک کریں۔ چنانچہ آپ نے تین ہزار لشکر اور ہزاروں کر کے خود طلب پر لشکر کشی کا ارادہ فرمایا تھا اور نبی صحر سے ایک ٹھکس کعب بن صخرہ العسمری کو منتخب کر کے ان کے ساتھ ایک ہزار لشکر کو دیا تھا کہ کعب بن صخرہ و صخرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نہایت دیرِ سخت جانِ زور و بڑے بہادر شخص تھے۔ جب اُٹ کر کمرے سے نکلتے تھے تو خود اپنے ہاتھ پر ایک تھوڑا سا زاپا لٹکی نہیں لکھواتے تھے۔ آپ نے انہیں ایک ہزار فوج کے ساتھ طلب کی طرف روانہ کیا تھا اور فرمایا تھا کہ کعب! اگر تمہارا اعتقاد ایسے لشکر سے ہو جائے جس سے مقابلہ کرنے کی تم طاقت نہ رکھو تو تم ہرگز زور و زانی طلب کے حالات اور اس کا ارادہ معلوم کر لینے اور اس سے احتیاط رکھنا جس بھی تمہارے پیچھے آ رہا ہو یہ مقدس شخص جو مردانہ ہو گئے تھے۔

یوتقانے خبر، حالی کے لئے جاسوس مقرر کر رکھے تھے انہوں نے اسے خبر دی کہ مسلمانوں کا لشکر طلب کے ارادہ سے چل پڑا ہے۔ اس نے ان سے دریافت کیا کہ عربوں کی جمیعت کس قدر ہوگی؟ انہوں نے کہا وہ ایک ہزار ہیں اور طلب سے چوبیس لاکھ فاصلے پر غیمہ زن ہو گئے ہیں۔ یوتقانے اپنے نصف لشکر کو کین گاؤں میں چھپا دیا اور نصف و جس میں سردارانِ لشکر بھی شامل تھے ساتھ لے کر مسلمانوں کی طرف بڑھ چلا۔ جس وقت یہ مسلمانوں کے قریب پہنچا تو مسلمان بغیر ہتھیار کے ہوتے گھمڑوں کو پالی پلانے اور ہتھیار کرنے میں مشغول تھے۔ اچانک مسلمانوں نے یوتقا اور اس کے سرداروں کو قوت دیکھا کہ مسیب آگے آگے چلے اور ہی سے تو ایک سے دوسرے کو پکارنا شروع کیا۔ گھمڑوں پر سوار ہونے لگے۔ کعب بن صخرہ و رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کھڑے سے اپنے پر سوار ہو کر لشکر کے آگے آگے ہوئے اور یوتقا کے لشکر کی طرف دیکھ کے اس کا دل دھککنے لگے۔ چونکہ یوتقانے نصف لشکر چھپا دیا تھا اس لئے آپ نے پانچ ہزار کا تخمینہ لگا کر پھر یوتقا اور اس کے لشکر کو کہہ کر اپنے ساتھیوں کی طرف چلے اور فرمایا کہ کہیں اس سے مدد نہ کر اور اس نے دشمن کا لشکر دیکھ لیا ہے اور اس کا تخمینہ بھی لگانا ہے وہ پانچ ہزار ہے جو تمہارے لئے بجائے مالِ غنیمت کے ہو گا۔ یہ تمہارا ایک آدمی ان کے پانچ آدمیوں کو بھی مقابلہ نہیں کر سکتا؟ مسلمانوں نے کہا خدا کی قسم کیوں نہیں۔

لشکرِ اسلامیہ اور یوتقا کی افواج میں لڑائی ہونا

اس کے بعد مسلمانوں نے ایک دوسرے کو شجاعت اور بہادری دلانے لگے اور بڑھتے بڑھتے ایک جماعت دوسری جماعت سے بالکل مل گئی۔ یوتقا اپنے ساتھیوں، آدمیوں، غلاموں، جوانوں اور سرداروں کو طلب کر کے چھپا دیا۔ مسلمانوں پر حملہ کا حکم دے دیا۔ انہوں نے علمِ ہتھیاری کی بہادری ایک مشق اور سخت حملہ کر دیا۔ مسلمانوں نے بھی سختی و سنجالی اور ملے جلے۔ دونوں لشکر مل کے ایک ہو گئے۔ لڑائی بڑھ چڑھ کر کام کرنے لگی۔ دونوں جمعیّتیں موت سے غار ہو کر اس قدر لڑیں کہ کشتیوں کے پہنچے لگ گئے۔ مسلمانوں کا پد بھاری ہوا اور انہوں نے ابھی یہ یقین ہی کیا تھا کہ فتح و ظفر ہمارے ساتھ اور مالِ غنیمت ہمارے ہاتھ ہے کہ دشمن کا چھپا ہوا لشکر ابھی تکین گاہ سے نکل کے مسلمانوں کے عقب سے آگیا اور کھلائی دیا اور ان کے قریب ہو کر حملہ آور ہو گیا۔

۱۔ لیو دھرماسوئی تھی لاکر باؤ شرج کریتے تھے باہاں کے باشندے مسلح کریتے تھے اور شرج ہو جاتا تھا۔

حضرت مسعود بن لونؓ بھی کہتے ہیں کہ جس لشکر کو حضرت ابو سعیدؓ بنی ہزارؓ نے بطور ہر اول کے حسب کی طرف روانہ کیا تھا اس میں میں بھی شامل تھا ہم لڑائی میں مشغول تھے وہ یہ مطلق مکان نہیں تھا کہ دشمن نے کچھ فوج کین گاہیں محفوظ کر رکھی ہے جو پیچھے سے آج سے کی۔ اچانک گھوڑوں کے سوں کی آواز اُڑا رہے کانون میں آئی اور ہم اس وقت اس کی آہ سے مطلع ہوئے۔ حسب یہ محفوظ فوج آگے ہم پر مسلما اور ہونگی ہم نے حصول غنیمت کے یقین کے بعد اپنی جاکت اور بزرگ کاپین کر لیا اور چونکہ دشمن عقب سے آیا تھا اس لئے ہم ان کے وسط لشکر میں ہو گئے۔ اب سوائے لڑائی اور قتال کے کچھ چارہ کاری نہیں تھا۔ سحان تین دستوں میں منقسم ہو گئے تھے جن میں سے ایک دست نے توجہ بہت کھائی۔ دوسرے آئے والی فوج کے مقابلہ میں ہوا اور تیسرا حضرت کعب بن صمرہؓ کے ہمراہ ہوئے جو اُرداس کی سلیب پرست فوج کا مقابلہ کرتا رہا۔ اللہ جبارک و تعالیٰ فورا مکہ کو ہجرات نے خیر غایت کریں جن کی اس وقت تمام خوشی اور جہاد جھل خوشنودی بادی تھی جس جہاد کے لئے تھی کہ اس نے نہایت جان توڑ مقابلہ کیا اور اس کے تمام افراد ایک اطلاع دست میں جلا سو گئے۔ چالی جانوں کو اللہ کے راستہ میں وقفہ کر دیا اور اس بہادری سے مقابلہ کیا کہ ان کے اس روز ایف جی جگہ میں سہ آدمی کام آگئے۔ کالروں کی اس آئے والی فوج نے ایک سخت معرکہ قتال چاکر کر کا تھا۔ حضرت کعب بن صمرہؓ کو مسلمانوں کی حالت پر نہایت رنج و قلق ہوا تھا۔ آپ مشرکین سے نہایت بہادری کے ساتھ ٹوڑے تھے۔ اسلامی پرچم کو ہلاتے جاتے تھے اور روز و رات سے کہتے جاتے تھے۔

بسمحمد باسمحمد نصر اللہ انزل بامعشر السالین استواھی ساعة و ہاتی النصر و انتم الاعلون.

”یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم دفرما چے اور اسے اللہ کی نصرت نازل ہو مسلمانوں کی اہمیت تہہ ہو یہ بھی ایک ساعت ہے جس کے بعد دوائے کی اور تم علی غالب رہو گے۔“

مسلمان آ آ کر آپ کے پاس جمع ہوئے۔ حضرت کعب بن صمرہؓ نے ان کی طرف دیکھا مسلمانوں کے ہتھمڑوں سے چور چور ہو رہے تھے اور ان میں سے ایک سو ستر آدمی کام آچکے تھے جن میں سے سرداران لشکر حسب ذیل حضرات تھے۔ عباد بن عامرؓ، خلیؓ، ذر بن عامرؓ، جاضؓ، حازم بن شہابؓ، مقریؓ، سہیل بن اوسیمؓ، دفاہ بن مسکؓ، غانم بن بردؓ، قاطل بن مھسنؓ، عفریؓ، عہر بن وراصریؓ، قیس بن طالبؓ، ضمریؓ، نجہ بن وادؓ، ضمریؓ، عیان بن سیفؓ، ضمریؓ، لجاہ بن صمرہؓ، ضمریؓ، مگلوہ بن، جدہ ظفریؓ، نان بن عمروؓ اور سعید بن مظلؓ جو ہم السلاسل اور جنگ جوبک میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اور جنگ جہاد میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے ساتھ ہو کر لڑے تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت مسعود بن لونؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ! ہم نے سعید بن مظلؓ کی شہادت پر بہت افسوس کیا تھا۔ ہم نے آپ کے بدن پر چالیس زخم دیکھے تھے اور کئی آپ کے (خود بخود تھائی) جل جہد آپ کی مغفرت کریں) یہ پری جھے چنہ پر ایک بھی نہیں آیا تھا۔ یہ چالیس سردار تھے جو ہم شہادت لبوں سے لگائے بیٹھ کے لئے مٹھی بند ہو گئے تھے۔ ان میں سے کوئی شخص ایسا نہیں تھا جس نے مشرکین کے بہت سے آدمیوں کو کھار کے حیات اتار کے سڑا خرت نہ اختیار کیا ہو۔

دشمن نے جب یہ جہاد ملت اللہ کے مسلمانوں کی یہ بہت تھی اور ان کا استقبال دیکھا اور مشرکین کو انہوں نے جو قتل کیا تھا اس کی کیفیت ملاحظہ کی تو ہر اکھر کہنے چاہا کہ جہاد کی ہر پڑیں مگر پڑیں نے انہیں روک کر بہت تھی کی یقین کی اور کہا یہ بخیر و مراد کی

حقیقت ہی کیا ہے مجھ کو انہیں جیسے ہیں ٹراڑا دینے لگے اڑ گئے چھوڑ دیئے گئے تو اور دیر ہو گئے۔ حضرت کعب بن صمرہؓ نے جب بن لوگوں کو دیکھ جو آپ کے خطر کے بیچے شہید ہو گئے تھے۔ تو بہت افسوس کیا اور اسی قسم کی حالت میں آپ اپنے بھٹانہ نامی گھوڑے سے جس پر سوار ہو کر آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہو کر اکثر غزوؤں میں جہاد فرمایا تھا یہ بچہ آئے زور پر زورہ پہنچا۔ کہ کوئی چلے سے مضبوط نہ دھا گھوڑے کے چیرے اور حقوں پر ہاتھ پھیرا پیشانی پر سارہ اور اسے کاٹ کر کے فرمایا۔ بھال: آج کا دن میرے واسطے نہایت محمود ہے اسے نصرت کچھ اور اللہ چاہے وہاں کے رات میں جہاد قتال کے لئے طاقت تیار ہو وہ یہ کہ کہ آپ اس پر سوار ہو گئے اور جب اس کی زین پر پوری طرح جم گئے تو مسلمانوں کے آگے گزے ہوئے کے متحمل مسلمانوں کی نفیس دیکھنے لگے۔ آپ اپنے کام میں نہایت متفکر تھے۔ علم ہاتھ میں تھا اور اس بات کا اندازہ کر رہے تھے کہ شاید حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کی طرف سے کوئی فتنہ یا طغیان (معدتہ کجش) پہنچ جائے مگر کسی کو نشانہ تک نہ دیکھا۔

اس کی وجہ یہ ہوئی کہ اگرچہ حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کا ہر تشریف لانے کا قصد تھا مگر انیس اہل صلب کے وہاں پہنچ جانے سے روک دیا۔ کیونکہ جب یہاں پہنچا تو ان کے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے جلسہ دیا تو اہل صلب اور وہاں کے مشائخ جمع ہوئے اور انہیں میں کہنے لگے یا قوم! یہ تم کو خوب جانتے ہو کہ رحمان دین نصاریٰ نے عربوں کی اطاعت کر لی ہے۔ تمہیں نے ان کا دین اختیار کر لیا ہے اور بعض ان کی ذمہ داری میں دشمن ہو گئے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں جو ان سے جنگ کے ساتھ پیش آئے ہیں مگر جو جنگ سے پیش آئے اور انہوں نے ان کا مقابلہ نہ کیا وہی آخر مغلوب ہوئے اور خسران میں بھی رہے ہیں۔ ایسی حالت کو دیکھتے ہوئے کیا آپ لوگ امیر المومنین کی خدمت میں جا کر صلح کی درخواست کر کے جو کچھ و طلب کریں دے کے اپنے شہر کو، سون و چھوڑنا نہیں کر سکتے۔ یہ درخواست کرنے لیا کیا اور امیر المومنین سے صلح کر کے طلب کو، سون کیا تو وہ مسلمان اہل سے ہمدردی اختیار کر گیا اور منصور ہوئے تو اس آئے والی معصیت سے ہم بے خوف اور مطمئن رہیں گے اور صلح کی وجہ سے ہمیں کوئی زندہ نہیں بچے گی اور اگر بچانے ان سے صلح کر لی تو ہم صلح میں اس سے پہلے پیش قدمی کرنے والے شمار ہوں گے اور اگر سردار یونان پر غالب رہا اور وہ صحیح و سالم واپس آیا تو ہم اپنی صلح کے متعلق اس سے کوئی ذکر و کار نہیں کریں گے۔ اس کے اوپر تمام کی رائے متفق ہو گئی اور دو سائے قوم میں سے تیس آدمی منتخب ہوئے اور دوسرے راستہ سے صلح کے لئے چل دیئے۔

جس وقت یہ مسلمانوں کے لشکر کے قریب جو طلب کا ارادہ رکھتا تھا پہنچے تو زور زور سے لہون نکلانے کا رونا شروع کیا۔ عربوں کا اس غلط کے معنی پہلے ہی معلوم ہو چکے تھے کہ یونانی زبان میں لغون امان کو کہتے ہیں۔ نیز امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم شام کے تمام حکاموں (گورنروں) کے نام یہ حکم بھیج دیا تھا کہ غزوں کے معنی چونکہ لغت میں امان کے ہیں اس لئے جب کبھی کسی شخص کو یہ لفظ کہتے سنو تو اس کے فتنے کرنے میں جلدی مت کرو کہ باری تعالیٰ جن جہاد قیامت میں تم سے ان کے متعلق مطالبہ فرمائیں اور عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس سے بڑی ہو گا اس فرمان کے سبب عرب اور بھی زیادہ اس لفظ پر توجہ کرتے تھے۔

اہل صلب کا قنسرین میں حضرت ابو عبیدہؓ کے پاس آنا اور گفتگو مصالحت کرنا

جب انہوں نے اہل صلب کی زبان سے یہ الفاظ سنے تو غلٹ سے ان کے پاس گئے اور حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ کی خدمت انہیں میں انہیں لا کھڑا کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے انہیں دیکھے ہی فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ اہل صلب ہیں جو اپنے لئے صلح

اور مال طلب کرنے آئے ہیں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جل جلالہ ذات سے مجھے بھی یہی امید ہے کہ یہ صلح ہی کے لئے آئے ہیں۔ اگر انہوں نے مجھ سے مصالحت چاہی تو ان سے ضرور صلح کروں گا۔ آپ کو اس واقعہ پر ہلکے اور ہلکے کی خبر بالکل نہیں تھی اور یہ لوگ اپنا اور اس کے ساتھیوں کے حالات سے بخوبی واقف تھے۔ جس وقت یہ سناں آئے تھے رات کا وقت تھا لنگر میں چاروں طرف آگ روشن تھی۔ مسلمان باوجود اللہ تعالیٰ میں ہاتھ باندھے ان کا کام پاک پڑا رہے تھے۔ نمازوں کی نیتیں بندھ رہی تھیں اور قرآن شریف کی تلاوت ہو رہی تھی۔

مشکوٰۃ طلب یہ دیکھ کر کہ آگ میں کہنے لگے اٹھی کاموں نے انہیں ہم پر غالب کر رکھا ہے۔ ترجمان نے ان کی یہ بھی سرگوشی سنی اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ سے بیان کر دی۔ آپ نے فرمایا ہم دو تو یہ ہیں کہ ہمارے خالق نے ہم پر رعایت کرنے میں سبقت فرمائی ہے اور ہم دو لوگ ہیں کہ اللہ اور ان کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے احکام اور ان میں میں تحریف نہیں کرتے اور نہ اپنے کاموں کا بدلہ چاہتے ہیں۔ (یعنی کئی لاف سے جیسے جنت وغیرہ کوئی کام نہیں کرتے مصلح فرستادہ ہی، ربی تعالیٰ جل جلالہ اور رضائے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم مطلوب ہے اور جس اور دشمنوں کے بارے میں ذرا نہیں سمجھتے۔ ترجمان نے انہیں اس کا ترجمہ سنایا اور اس کے بعد دریافت کیا تو ان لوگ ہوئے انہوں نے کہا ہم صلب کے باشندے، تاجر اور رکش ہیں اور آپ حضرات سے صلح کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا ہم نے سنا ہے کہ تمہارے سردار نے ہم سے لڑنے کا قصد کر رکھا ہے۔ قتلہ کو آفات حرب سے مسلح اور مستحکم کیا ہے۔ برسوں کا کھانا اور ماہی مہل کے لئے اس میں ذخیرہ جمع کیا ہے فوج بھرتی کی ہے اور بہت سا لشکر آراستہ کر رکھا ہے ہر قسم کیسے صلح کرتے ہو؟ ہم قرعے سے صلح نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا: ایسا الامیر! اور اسراف و فوج لے کر لڑائی کے ارادہ سے چل پڑا ہے۔ آپ نے فرمایا کب؟ انہوں نے کہا صبح اور ہم تو اس کے بعد دوسرے راستے سے آپ کے پاس آئے ہیں۔ ہمیں یہ یقین ہے کہ وہ ضرور ہلاک ہوگا کیونکہ وہ باقی ہے اس نے ہمدردی کی طرف اقامہ کیا ہے صلح پر راضی نہیں ہوا بلکہ خواہشات نفس کی اطلاع کی ہے اور جواب دیا کیا کرتا ہے دو ہیٹھ ہلاک ہوا کرتا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو بچنے کے چلنے کی خبر سن کر اپنے برادر (علیہ السلام) کی طرف سے لکھوا۔ آپ نے فرمایا: لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ خدا کی قسم! کب اور ان کے ساتھی ہلاک ہو گئے فنا لہ وانا الیہ راجعون۔ یہ کہہ کر آپ نے سر جھکا لیا اور ہانگ خاموش ہو گئے۔ اہل حرب نے ترجمان سے کہا کہ امیر المؤمنین سے صلح کے متعلق گفتگو کر۔ اس نے آپ سے اس کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے جھڑک کر فرمایا: ہم صلح نہیں کر سکتے۔

کہتے ہیں کہ یہ سن کر وہ سائے طلب کو اپنی جانوں کا لنگر ہوا اور انہوں نے کہا ہمارے پاس اطراف و جانب کے گاؤں اور دیہات کے آدمی بہت زیادہ جمع ہو رہے ہیں۔ اگر آپ نے ہم سے صلح کر لی تو ہم آپ کی زیر قیادت آجائیں گے۔ نیز دوسرے ملائے فتح کرانے میں ہم معاون ہوں گے اور آپ کے عدلی و انصاف کے سامنے میں اپنی عمریں کاٹ دیں گے۔ لیکن اگر آپ نے صلح سے انکار کر دیا تو لوگ آپ کی طرف سے متنفر ہو کر ہمارے جانیں گے۔ اپنے اپنے شہروں اور گاؤں میں پناہ و محاذ میں گئے اور ہر چاروں طرف یہ خبر مشہور ہو جائے گی کہ آپ حضرات صلح نہیں کرتے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ آپ کے پاس رعایا کا ایک آدمی باقی نہیں رہے گا۔

ترجمان نے جب آپ کو اس کا ترجمہ کر کے بتایا تو آپ ان کی حرف دیکھنے لگے۔ ان میں سے ایک یہ تھا کہ آئی جس کا چہرہ سرخ تھا اور جو عطاء و دم میں شرم و عار تھا اور عربی زبان کا فصیح تھا آگے آیا اور زور زور سے چیخ مچا کر کہنے لگا ایسا انا میرا داری تھی! جہنم پر دے انبیاء علیہم السلام پر جو صنف نازل فرمائے ہیں ان کے طوم میں سے میں چند باتیں جناب کے سامنے بیان کرتا ہوں انھیں ذرا توجہ سے سنئے۔ آپ نے فرمایا کہ یوم میں جس کے گرد و جتن ہو سکیں تو ہم ان پر ٹپل کریں گے اور اگر غیر حق ہو سکیں تو ہم انھیں سزا جائے ہیں اور نہ ان پر عمل کرے۔ اس شخص کا ہم وعدہ کرتے تھے کہ ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام پر نازل فرمایا ہے۔

”میں تو اب اور چم ہوں۔ میں نے رحمت کو پیدا کر کے مومنین کے کلوب میں اسی کو جگہ دی۔ جو شخص وہم نہیں کرتا میں بھی اسی پر رحم نہیں فرماتا جو شخص دوسروں کے ساتھ نیکی اور احسان سے پیش آتا ہے میں بھی اسی کے ساتھ احسان سے ہی پیش آتا ہوں۔ جو شخص ظالمی سے دور گرد کر رہا ہے میں اس کی غرضوں سے دور گرد کرتا ہوں اور جو گناہوں کو معاف کر رہا ہے میں ان کی خطائیں معاف کرتا ہوں جو شخص میری طلب کرتا ہے مجھے پہنچتا ہے۔ جو شخص غمگینی کی حالت میں مجھ سے فریاد کرے گا میں قیامت کے دن اسے مسلمان کروں گا اور اس کے مرزوقی میں کٹھن کٹھن اور فراخی دلوں گا۔ عمر میں برکت، اہل و عیال کی کثرت اور ان کے دشمنوں پر اس کی نصرت کروں گا جو شخص اپنے دشمن کا شکر یہ ادا کرے گا وہ دراصل میرا ہی شکر ادا کرے گا۔“

ہم بھی آپ کے پاس پہنچے اور اللہ و اللہ کی حالت میں آئے ہیں۔ آپ ہماری غرضوں کو معاف کریں۔ ہمیں ایمان دیں اور ہمارے ساتھ احسان سے پیش آئیے۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہؓ دین جراح تھے کہ روئے اور یہ بیت پڑھیں ان اللہ یحب المحسنین۔ اللہ تبارک و تعالیٰ احسان کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا:

الصلوٰۃ علی محمد و علی جمیع الانبیاء فیہذا واللہ لوسل فیہ اوسلہ اللہ الی جمیع الخلق و الحمد للہ علی ہدایتہ لنا اللہ جل جلالہ۔

”جناب محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع انبیاء علیہم السلام پر رحمت نازل ہو خدا کی قسم ہمارے پی صلی اللہ علیہ وسلم تمام طاقت کی طرف اسی واسطے بھیجے گئے ہیں کہ بس اللہ تبارک و تعالیٰ کی ہدایت پر جو انہوں نے ہمیں فرمائی ہے ہم پر لاکھ لاکھ شکر اور تعریف واجب ہے۔“

حضرت ابو عبیدہؓ کا حلب والوں سے شرائط صلح طے کرنا

یہ کہہ کر آپؐ ہمارے ہمہ گیرین و انصار نیز دوسرے مسلمانوں کی طرف ہجرت فرمائیے ہوئے تھے متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ تاجرانہ باز مری، عصبیت نہ ہو لوگ ہیں جو دار و خواہ ہو کر پناہ مانگتے آئے ہیں۔ میری رائے یہ ہے کہ ہجران کے ساتھ مصالحت اور احسان کر کے ان کے دلوں کو خوش کر دیں کیونکہ جب شہر ہمارے بغیر اور اقتدار میں ہوگا تو یہ بازاری لوگ ہمارے ساتھ ہوں گے ان سے ہر طرح کا معاملہ پڑے گا۔ یہ دوسرا دھیرہ میں ہماری حفاظت کریں گے۔ دشمن کی غل و حرکت اور ان کے ارادوں سے مطلع

کرتے رہیں گے اور جو سنی کا کام انجام دیں گے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص کہنے لگا۔ اللہ پاک جبارک و تعالیٰ امیر کی اصلاح فرمائیں۔ اس قوم کا خیر فائدہ ہے، لہذا قریب ہے ہمیں اس قوم سے یہ امید نہیں کہ یہ دشمن کے داروں اور پوشیدہ کاموں سے ہمیں خبر دیتی رہے گی اور ان کے حرم اور حرکت سے مطلع کرتی رہے گی۔ یہ قوم کھل کر افریقہ کی نیت سے ہمارے پاس آئی ہے۔ کیا آپ نے ان کے سردار کے متعلق نہیں سنا کہ وہ ہمارے مقابلہ میں حرب و ضرب کی غرض سے اٹھا ہے۔ پھر یہ ہم سے صلح کرنے کی طرف آئے۔ بے شک نبیوں نے حضرت کعب بن ضرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے دست کے ساتھ کر لیا ہے اور ان سے یہ بری طرح بحثی آئے ہیں۔

آپ نے فرمایا اللہ جبارک و تعالیٰ سے تمہیں جنگی اور بہتری کی امید بخیر کامل اعزاز دینا چاہیے۔ اللہ جبارک و تعالیٰ ہماری مدد میں فرمائیں گے اور دشمنوں کو بھی بھرپور مسلا کر دیں گے۔ اللہ پاک اس شخص پر رحم فرمائیں جو بھڑکھڑا دے نیک بات کہے یا چپکے طور خاصوش دے۔ میں ان سے صلح میں ایسی شرائط طے کر لوں گا جو مسلمانوں کے مفاد و داران کی خیر خواہی پر مشتمل ہوں گی۔ یہ کہ اگر آپ اہل حبش کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہیں صلح کے لئے قصر بن وائلوں کے برابر بلایا جائے گا۔ انہوں نے کہا ایسا میرا قصور میں ہمارے شہر کی نسبت سے بڑھا ہوا ہے۔ آبادی بھی اس کی زیادہ ہے۔ دراصل ہمارا شیر ہمارے سردار کے قلم و جود کی جہد سے بالکل خالی ہے کیونکہ وہ ہمارا مال اور جویمان ڈر کے لئے کرشمہ کی طرف چلا گیا اور وہیں رہنے لگا ہے۔ شہر میں ہمارے پاس ضعیف و کون کے سردار کوئی نہیں اور نہ مالی غنی ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جناب ہمارے ساتھ عدل و احسان فرمائیں اور نرمی کو کام میں لا کر ہمارے داروں کو بچھو کر دیں۔

آپ نے فرمایا اچھا تم کسی قدر روئے چاہتے ہو، انہوں نے کہا ہنسر بن وائلوں سے نصف۔ آپ نے فرمایا بہت بھڑکھڑا ہوا ہے اس شرط سے کہ جس وقت تم تمہاری سر زمین میں قدم رکھیں اور تمہارے سردار سے دعا و اعتقاد ہو تو تم وعدہ سے ہماری مدد کرو۔ ہمارے لشکر میں فرید و فروخت رکھو۔ ہمارے دشمنوں کے متعلق جو تمہیں خبریں پہنچیں وہ ہم سے نہ بھڑکھڑاؤ ہم پر جاسوس نہ مقرر کرو اور جس وقت تمہارا سردار ہمارے مقابلہ سے شکست کھا کر بھاگے تو اس وقت اسے قلعہ میں نہ گھسنے دو۔ انہوں نے کہا ایسا اچھا ہے۔ آخری شرط کہ تم اپنے سردار کو قلعہ میں نہ گھسنے دو یا تم پوری نہیں کر سکتے۔ ہم اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ اپنے سردار یا اس کے لشکر اور بیعت کا مقابلہ کر سکیں۔ آپ نے فرمایا تم یہ شرط تمہارے مکان سے باہر ہے تو بہت بھڑکھڑا ہونے سے نہ روکنا مگر تم پر اللہ جبارک و تعالیٰ کا جہد اور جاتی ہے اور ایمان کی قسم! کہ یہ بات سچے دل سے کہنا اور ہماری ہر ایک شرط کو جلیں تمہیں منظور کرنا ہے چوٹی کرنا۔ اس کے بعد انہیں دو مقامات میں دلائیں جو ان کے اعتقاد میں درست اور ٹھیکہ تھیں۔ انہوں نے قسمیں کھائیں اور اپنے سرداروں، ملازمین، عورتوں، غلاموں، چوپایوں اور سب گھروالوں کی حلف سے صلح کر لی۔

صلح کی خدمت نے جو جانے کے بعد آپ نے ان سے فرمایا تم نے قسمیں کھائیں اور ہم نے تمہارے قویوں اور قسوں کو قبول کر لیا۔ یاد رکھو! اگر کوئی شخص تم میں سے ہمارے خلاف کرے گا یا اپنے سردار کے کسی امر اور اس کی کسی بات کو جانتے ہوئے ہم سے چھپائے گا تو اس کا قتل کرنا مال کا شہدہ کر لینا اور اولاد کا بھیجنا ہمارے لئے حلال ہو جائے گا اور اللہ جبارک و تعالیٰ اس کی ذمہ داری کا ہم سے کوئی مطالبہ نہ فرمائیں گے نیز اگر تم نے کسی وقت قطع عہد کر دیا اور دشمنی شروع کی تو میں اس سے کسی ایک کو گزارش کر دیا تو پھر ہمارے ساتھ کوئی عہد ہے اور نہ ہم پر کوئی ذمہ اور ہم اب آئندہ سال سے تم سے جزئیہ لیا کریں گے۔

اسلام کا پرچہ پھلانا ہوا آٹا کھلائی دے مگر اس کے کبھی نشان نہ تھے۔ دفعتاً دشمن کے لشکر میں صبح کے وقت ایک حرکت پیدا ہوئی اور ہر طرف سے اس میں شور و غل کی آوازیں آنے لگیں۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یا ارشدوں! طرف سے ان کے پاس کھک بھٹی کی ہے مسلمان جس کل سے رنج و غلی میں دلوں پہ یعنی لاعلمی و لاعلمی الہیہ کا وسیع الشیخ الاسلام نے اس کو پڑھنا شروع کیا۔ رسول اللہ کی زندگی اور آپ کی پیش کی قسم! میں ابھی اس کلمہ کو پڑھ رہی تھی کہ دشمن کے لشکر کو ہوا سہارے چھوڑتے ہوئے پیچھے کی طرف لوٹنے ہوئے دیکھ۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور اللہ تعالیٰ کا کریم پڑھا اور گمان کیا کہ کسی پیچھے والے نے آسمان سے بیچ کر انہیں بھگا دیا ہے یا جنگ جہد کی طرح لاکھ نے آ کر ہماری مدد کی ہے جب میں نے اپنے مقابلے میں دشمن کو نہ دیکھا تو چاہا کہ ان کا حق قیاد کروں۔ مگر مسلمانوں نے بیچ کر مجھے آواز دی اور کہا کہ اب! کہاں جاتے ہو! اچھا پھر اور کسی جگہ خیر زن ہو کے کسی آرام دہ مکان میں اپنے فرائض ادا کریں۔ کچھ دنوں کو سستاں کا موقع دیں۔ جس وقت دشمنیت میں ہم اب تک جھگڑ رہے ہیں کیا آپ کے نزدیک یہ کافی نہیں ہے۔ اللہ پاک نے اس قوم کو اپنے ارادے قوت اور مشیت ہی سے ہمارے پاس سے ارفع کیا ہے۔ میں یہ سنتے ہی ایک جوش خیز زن ہو گیا۔ مسلمانوں نے پانی پیز وضو کیا اور جو تہذیب قوت ہو گئی تھیں وہ انہیں کھانا کھایا اور آرام کرنے کی غرض سے لیٹ گئے۔

واللہ ہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو جب حضرت کعب بن عمروؓ کی کوئی خبر نہ ملی۔ صبح ہوئی تو آپ نے نماز پڑھ کے مسلمانوں کی طرف دیکھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو ان کے اندر سے خطاب کیا اور فرمایا یا مسلمان! اگرچہ باری تعالیٰ علی محمد و آلہ وسلم پر شکر واجب ہے کہ انہیں صبح پر ہم کو فتح دی مگر تمہارا بھائی ابو عبیدہ دروغ و غم کی وجہ سے تمام رات نہیں سویا۔ میرا دل یہ گواہی دے رہا ہے کہ حضرت کعب بن عمروؓ کے ساتھی کام آگئے۔ کیونکہ جو وفد ہم سے صلح کے متعلق گفت و شنید کرنے آئے تھے اس کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ ان کا سردار جنگ کے ارادے سے ہماری طرف چل پڑا ہے اور وہ اب تک یہاں نہیں پہنچا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ٹہنی بھڑک رہی ہے۔ ہو گئی اور ان کا دست شیبہ ہو گیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا خدا کی قسم آپ کی طرح میں بھی مسلمانوں کے دروغ و غم کی وجہ سے نہیں سویا۔ اب آپ کا کیا ارادہ ہے؟ آپ نے فرمایا کوچ کرنے کا۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا حلب کی طرف کوچ کرنا

اس کے بعد آپ نے لشکر کو رات ہی سامان کا نظم دیا اور سامان درست ہونے کے بعد لشکر نے حلب کی طرف کوچ کر دیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ لشکر کے مقدمہ میں تھے اور حضرت ابو عبیدہ دکن جراحؓ ساتھی میں۔ تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ جہاں حضرت کعب کا دستہ خیم تھا پہنچے۔ تمام مسلمان پڑے ۳۰ رہے تھے اور انہوں نے اپنی حفاظت و صیانت کے لئے ایک دیہ بان لے مقرر کر رکھا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے دست مبارک میں اسلامی پرچم تھا جو آپ کے سر پر بلند ہوا تھا اور آپ بڑے بڑے آ رہے تھے۔ پیروں کے سپاہی نے دور سے نشان آٹا دیکھ کر بیخود شروع کیا انہیں یا انصار اللہ بن۔ دین کے دو گار ہو شیار ہو چڑا اور دشمن کی طرف بڑھو۔ ۳۰ نے ہونے شروع کر دئے ہوئے اگلے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور طبرہ وادی کی طرف چلے۔ جس وقت آپ کے قریب ہوئے تو آپ کو پہچان کر آہٹیں میں زور زور سے ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ خدا کی قسم یہ تو اسلام اور مسلمانوں کا علم ہے

تھے حضرت خاتمہ بن ابیہؓ اٹھائے ہوئے ہیں۔

حضرت خالد بن ولیدؓ اسی جہر فرودیں ہو گئے۔ مسلمانوں نے آپؐ کو سلام کیا۔ حاذق الفکر حضرت ابومعبد بن جراحؓ کے ساتھ قنادر بھی آگئی حضرت ابومعبد بن جراحؓ نے حضرت کعب بن ضرہؓ کو مع الخیریت کیخبر آئے اللہ عز و جل کے حضور میں شکر بھیجا اور دو شاکی، خزانہ کی جگہ کو لا کھڑا پایا۔ مقتولین کی نعشوں کو دیکھا۔ ہونک مسلمانوں نے شہداء کی نعشوں کو پیراہے کیسی یہ تھا جس لئے انہیں دیکھ کر آپؐ کی خوشی و غم سے بدل گئی اور فوراً آپؐ کی زبان سے یہ کلمات جاری ہو گئے واما وانا بائد اعلیٰ العظیم۔ انا لله وانا الیہ راجعون۔ حضرت کعب بن ضرہؓ سے دریافت کیا کہ آپؐ کے یہ ہمراہی کس طرف شہید ہو گئے اور کس نے انہیں شہید کیا۔ حضرت کعب بن ضرہؓ نے یوحنا کی کوفی کی کیفیت بیان کی اور کہا کہ ہم اس کا مقابلہ کر رہے تھے میرے پاس ساتھی بارسک کے قریب پہنچ گئے تھے اور اسے لڑے تھے کہ ان میں حرکت کرنے کی حالت باقی نہیں رہی تھی۔ لڑتے لڑتے جب آج صبح ہوئی تو یکایک وہ پہنچے اور چلا کر بغیر لڑے کھڑے واپس بھر گئے۔

آپؐ نے فرمایا آپؐ کے ہوا و احوال جو مسبب الاسباب ہے۔ کاش ان شہداء کے سامنے ابومعبد نقل ہو جاتا اور یہ ابومعبد کے نشان کے نیچے شہید نہ ہوتے۔ اس کے بعد آپؐ نے ان کے دفن کے لئے گڑھے کھودے کا تصور دیا اور ان سب کو ایک جگہ جمع کر کے سب پر ایک ہی نماز پڑھی اور مع ان کے خون آلود کپڑوں کے انہیں پھر خاک کر دیا اور فرمایا میں نے رسول اللہؐ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے

يحشر الله تعالى الشهداء الذين قتلوا في سبيل الله يوم القيامة ودماءهم على اجسادهم!

انہوں کو ان کے خون و المریج دہج المسک و الموربتلا لا عنہم: یہ محلون الجنة

”اللہ پاک تبارک و تعالیٰ ان شہداء کو جہنم میں قتل ہونے کی قیامت کے دن ان میں داخل فرمائے گا کہ ان کا خون ان کے جسموں پر ہو گا جس کا رنگ خون کا ہو گا اور خوشبو منک لوزن پر چمکا ہو گا اور دھنسہ میں بغیر صاب کے دھو کر دیا جائے گا۔“

دفن کے بعد آپؐ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے فرمایا خدا کا دشمن یوحنا اپنی قوم کی طرف واپس گیا ہے۔ جس وقت اسے یہ معلوم ہو گا کہ میری قوم نے مسلمانوں سے صبح کوئی ہے تو انہیں نہ ریت برلی طرف سے سزا دے گا اور چونکہ اب وہ ہمدانی، ہمداری میں ہیں اس لئے ہم یہ دیکھ رہے ہیں کہ ہمدانی کی مخالفت کریں اور ان کے دشمنوں کو ان سے دفع کریں لہذا مجھے یہی کی غفلت کے لئے ان کے پاس پہنچ جانا چاہئے۔ یہ کہہ کر آپؐ نے طلب کی طرف کوچ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

جس وقت آپؐ طلب میں پہنچے تو یوحنا اور ان کی فوج کو دیکھا کہ انہوں نے شہداء کا سرہ کر رکھا ہے اور باشندگان شہر کے نقل کے دوپے ہیں۔ یوحنا نے یہاں پہنچ کر اہل طلب سے کہہ کر کہ ہم بتاتے ہیں اپنی جان بچانے کے لئے عربوں سے عہدہ کر لیا ہے اور ہمارے مقابلے میں تم ان کے ہاگوارہ و معاونہ میں گئے ہو۔ انہوں نے کہا واقعی ہم نے ایسا کیا ہے کیونکہ وہ ایک ملعون قوم ہے۔ اس نے کہا بدختر! (یعنی اسلام) تمہارے کام سے خوش نہ ہوں۔ صبح کی ضرب میں تمہارے پیچھے کوئی کر دے گا اور تم

اس معاہدہ کو توڑ کر میرے ساتھ ان سے لڑنے کے لئے جنگ میں پہلو اور مس شخص نے نہیں مسلح کی رائے دی اور سب سے پہلے اس کی طرف اقدام کیا ہے اسے میرے سامنے لاؤ تاکہ سب سے پہلے میرا ہی قتل کروں۔ انہوں نے جب اس کی نہ تو اور نہ اس کے حکم کی تعمیل کے لئے قدم بڑھایا تو اس نے اپنے غاصبوں کو حکم دیا کہ فلاں فلاں آدمیوں کو کچل دو تاکہ میں انہیں قتل کروں۔ کیونکہ فلاں مرد اور میرے مجھے خود ہی ہے کہ فلاں فلاں شخص مصالحت کے لئے گئے تھے جو مجھے راستہ میں آتے ہوئے ملے اور میں نے انہیں پہچان لیا۔ غلام یہ سنتے ہی حطب والوں کے گھروں پر چڑھ گئے اور انہیں ان کے فرشتوں اور گھروں کے دروازوں پر قتل کرنے لگے۔

یوقتا کے بھائی یوحنا نے جو اس وقت قلعہ میں موجود تھا جب اہل شہر کا جینا اور چلا آنا تو وہ اپنے بھائی کے پاس آیا اور اسے لوگوں کو قتل کرنے ہوئے دیکھا۔ اس وقت تک نہیں سواؤ دی گئی کہ اسے اسے زور سے یوقتا کو حطب کیا اور کہا تو مارم کر اور یہ کام نہ کر سکا (علیہ السلام)۔ قلعہ پر غصے ہوں گے۔ کیونکہ جب سچ مایہ اسلام نے دشمن کے مارنے سے ممانعت فرمائی ہے تو خود ان لوگوں کو قتل کرنا جو دین خدا کی کے حائل ہیں کس طرح جائز ہوگا؟ یوقتا نے کہا ان لوگوں نے عربوں سے معاہدہ کر لیا ہے اور ہمارے مقابلہ میں یہ ان کے مددگار رہتے ہیں۔ اس نے کہا اس میں ان کی کوئی خطہ نہیں۔ اپنی جان بچانے کے لئے انہوں نے ایسا کیا ہے وہ فتنہ آویختہ نہیں ہیں۔ سچ کی قسم! عرب ہمیشہ قلعہ پر قابض رہیں گے۔ کیونکہ ان کے ساتھ ایک ایسا شخص ہے جو ان کی پشت پناہی کر رہا ہے جو تجھ سے تمہارا لینا چاہتا ہے۔ یوحنا نے کہا سچ (علیہ السلام)۔ تجھے قتل کریں گے جیسا کہ تو ان سے کہنا ہوں کو قتل کر رہا ہے۔

یوقتا نے کہا صلیب کی قسم! میں ان میں سے ایک آدمی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا اور معلوم ہوتا ہے کہ تو نے ہی ان کو مسلح کی رائے دی تھی اس لئے سب سے پہلے میرا کام بھی تمام کر دینا چاہیے۔ یہ کہہ کر اپنے بھائی کی طرف جھپٹا اسے پکڑ کر اپنے ہتھ میں لیا اور کھوار مسنت کے چپاں میں اس کی گردن اڑا دی۔ یوحنا نے جب اپنے آپ کو بھائی کے ہتھ میں گرفتار پایا۔ کھوار مسان سے باہر نکلی اور کچھ لیا کہ اب یہ تمام ہوا چاہتا ہے تو اپنے سر کو آسمان کی طرف اٹھایا اور کہا اللہم اشہد علی امی مسلم والہی مصالح للدين هؤلاء القوم وان اشہدان لا اله الا الله واشہدان محمد رسول الله وان المصيح نبی الله۔ اے اللہ! میں اس بات پر گواہ رہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور اس قوم کے دین کا مخالف اور میں گواہی دیتا ہوں کہ لا اله الا الله محمد رسول الله اور یہ کہ سچ علیہ السلام اللہ تبارک و تعالیٰ کے نبی ہیں۔ اس کے بعد اپنے بھائی سے کہا اب جو کچھ کرنا چاہتا ہے کر گزر۔ اگر تو نے مجھے قتل کر دیا تو میں میرے صاحبزادے عیسیٰ میں پہنچوں گا۔ یوقتا پر اس کا اسلام لانے کا سخت گراں گزر۔ نیز اہل شہر کی مصالحت اور مسلمانوں کے خوف نے اسے اور چوکنا کر دیا اور اس نے پیش میں آ کے اپنے بھائی کے اس زور سے حمار مار دی کہ اس کے جسم سے اس کا سر دور جا کر گرنا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ یوحنا کی روح پر رحمت فرمائیں۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا حطب میں پہنچ کر یوقتا سے ان کی جان بچانا

یوحنا کی شہادت کے بعد یوقتا پھر اہل شہر کی طرف متوجہ ہوا۔ باشندگان حطب فریاد کرتے تھے اور یہ نہیں سنا تھا۔ سوال کرتے تھے اور یہ جواب نہیں دیتا تھا اور شان کے قتل سے ہی باخود و کتا تھا۔ آخر شہر لوٹا گیا، آوازیں بلند ہوئیں اور پچھلے واپس سے تمام شہر کی ضد

کوئی غلطی۔ یا قاتل کے لشکر نے ہر چیز کو مٹ کر رکھا تھا اور اہل حلب اپنی زندگی سے ہانک رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ ان کو راستہ پر نازل ہوئی اور ان کی ننگ کھڑا کو اسرار کا لشکر پہنچ گیا۔ اور اسے اسلامی پر چڑھا دیتے۔ وہ نے دکھائی دے اور ہزاروں اسلحہ اور لہریاں مٹا سوتھیں کے نعرے لگاتے ہوئے نشان کے چاروں طرف نشر آئے رکھا۔ عظیم حضرت خاندہ بن ولیدؓ کے لشکر کے آگے آگے تھے اور قاتل کو ہم حضرت ابومہدی بن جراحؓ ایک جہت میں۔ حضرت خاندہ بن ولیدؓ نے اہل حلب کے شور و غل اور رونے سننے کو سنا اور بن کر حضرت ابومہدی بن جراحؓ سے کہا اے ابومہدی! آپ کی آمد واری اور صلح کے لوگ جیسا کہ آپ نے ذکر فرمایا تھا پاک ہو گئے۔

یہ کہہ کر آپ نے گھوڑے کو اذیت پلائی سمیڑ کیا نشان ہاتھ میں لے کر آئے۔ بڑھے اور تھڑا رہا۔ مشرکین کے لشکر میں پہنچ کر شیر کی طرح گونگے اور لاکھ تر فرمایا مشرکوں کو ہار دے۔ وہ ہم بن کے پاس سے ہوا کہ جاذبہ بھر نیزہ ہر جھوم میں کیا اور نہایت بھڑکی سے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ اسلحہ کے دوسرے ہزاروں نے بھی آپ کے ساتھ حواریں میان سے نکالیں اور اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ مشرکین پر چل پڑے۔ یہ قاتل مولد ایک کے قلعہ کی طرف بھاگا اور اس کے سر بار بھی اس کے ساتھ ہی فرار ہو گئے۔

حضرت عیسیٰ بن عترہؓ کہتے ہیں کہ جب حلب کے رازدہ ابی جراحؓ نے مشرکین کے قتل سے اہل حلب کو زیادتی تو حضرت ابومہدی بن جراحؓ کا رنج و غصہ دور ہوا۔ وہ اہل حلب کے پاس سے بھاگ کر دوڑ دوڑوں میں قسم دے گئے۔

ایک گروہ نے قلعہ میں بھاگ کر پھولی اور دوسرے نے جنگ میں پہنچ کر مکر پر قلعہ میں پہنچ گئے تھے۔ وہ جنگ سے اور جنگ میں ہار گئی ہوئے تھے۔ وہ مجاہدین کی تعداد میں کی جاس بھانے کے کام آئے۔ ہرے متحول مجاہدین کی تعداد میں سو گئی اور ہم نے ہونے کے تھیں ہزار آدمیوں کو قتل کر دیا۔ یہ ایک شیب اللہ تھا جس نے مسلمان بہت خوش ہوئے۔ جب قتل ہوئے وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ اور شہر میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس امان قائم کر دیا تو اہل حلب نے حضرت ابومہدی بن جراحؓ سے بڑا کاپے بھائی کو روزانے کو دو تھوڑا پانے قدامتہ بیان کر دیا۔

واللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ باری کہتے ہیں کہ جب یوں مسلمانوں کی سب اور کلواریں کے سامنے سے بھاگ کر تھوڑے میں چلا گیا تو اس نے قلعہ پر شکستہ وردہا اس کو آئیں چھبھا دیں اور آرات و صدار سے اسے شکستہ و مضبوط کیا اور ہزاروں چاروں نے حاکم اور بڑائی کے لئے بالکل تیار ہو گیا۔ اہل حلب نہ پائیں سردار گرفتار کر کے مسلمانوں کے لشکر میں آئے۔ حضرت ابومہدی بن جراحؓ نے دریافت فرمایا کہ انہیں قتل کیوں قید کرے؟ انہوں نے کہا ہونے کے آدمی ہیں جو بھوک نہ رہا ہے۔ پاس آچھے ہیں۔ ہم نے حساب نہ بھاگ کر نہ بے سے انہیں پہنائے۔ انہیں جو کہ یہ بدیہی صبح میں داخل نہیں ہیں۔ آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ سات آدمیوں نے اسے قبول کیا اور باقیوں نے انکار کر دیا جن کی گردنیں آپ کے حکم کے موافق ماری گئیں۔

آپ نے اہل حلب سے فرمایا کہ تم نے اپنا مسلمان ہونے کے ساتھ خیر خواہی کا برتاؤ کیا ہے تم ان کا نائن اللہ العزیز بہت جلدی ہوا رو دیا اور طریقہ ایسا دیکھو گے کہ تم اس سے خوش ہو جاؤ گے۔ اب تمہارا روزگار حال کیسے ہے۔ جو تمہارے لئے ہے وہ تمہارے لئے اور جو تمہارے واسطے ہے وہ تمہارے واسطے۔ تمہارے اس سردار نے چونکہ بھاگ کر قلعہ میں پناہ لی ہے اس لئے اگر تم کوئی ایسا پوشیدہ و ماسٹ یا چور و دزدے ہو جتنے ہو کہ ہم اس کے ذریعہ سے قلعہ میں پہنچ کر اس سے لڑیں تو تمہارا اور اللہ پاک تبارک

و تعالیٰ نے ہمیں اس پر فتح دی تو اس مالِ نبوت میں سے جو ہم تہذیبی اس قوم سے لوٹیں گے تہذیب دے اس عہد و ادوار میں کام کے عوض میں تمہیں بھی حصہ دیں گے۔

انہوں نے کہا ایسا ایسا میرا ہوا ہے ہم اس کوئی راستہ نہیں جانتے۔ لیکن یہ بتا دینے کے لئے کہ راستوں کو بندہ اس کی مرکز کو قطع اور اس کے چور و زوروں کو چھوڑ کر وہاں پہنچ کر رہتا ہے جن کی ہمیں خبر نہیں ہے۔ ہاں اگر اس کا بھائی یا بھانجا نہ ہو تو آپ کے لئے اس کا بیچ کرنا بہت آسان کام تھا۔ آپ نے فرمایا اس پر کیا گزری؟ انہوں نے فرمایا جو کچھ اس پر گزری تھی یہاں کی اور کہا کہ وہ آسان کی طرف تھا۔ اٹھانے کے بعد مسلمان ہو گیا تھا اور ہم اس کے ان کلموں کے سوا جو اس کی زبان سے نکلے تھے نہیں سمجھے۔ محض آخر میں اس نے یہ کہا تھا کہ بار بار بھائی! ہمیں تو ایسی دینا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی "میرا نہیں" نہیں (یہ اسلام) آپ کے بندے اور رسول ہیں اور رسولی اللہ! بھی آپ کے بندے اور رسول ہیں جن پر آپ نے انبیاء (علیہم السلام) کا سلسلہ ختم فرما دیا ہے اور آپ نے ان کو سید المرسلین بنایا ہے اور ان کا دین تمام دینوں سے افضل و اعلیٰ ہے۔ اس کے بعد اپنے بھائی کو خط بہ کر کے کہا تھا آپ جو کچھ چاہتے کرنا ہے کرنا اور جب وہ مسلمان ہو گیا تھا تو پوچھنے لگے اسے فرمایا تھا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے یہ بھی کر فرمایا کہ اسے کس جگہ قتل کیا تھا ان کے بتلانے کے بعد آپ فرمایا اٹھئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ اور مسلمانوں کی ایک جماعت کو اپنے ساتھ لیا اور اس کے قتل کی جگہ پہنچے۔ مقتول چٹ پڑا ہوا تھا۔ چونکہ قتل کے وقت اشارہ کر دینے سے وہ بھی کھڑی کی تھی جو کھڑی کی کھڑی رہتی تھی اور وہ آسان کی طرف بھی اور تمام جسم پر وہ ہر رات کے جانہ کی طرح جھک رہا تھا۔ حضرت ابو سعیدؓ وہی جراحؓ نے اسے اٹھایا لیکن پیٹ پانچ نماز گزارہ پڑھی اور مقام ابو سعیدؓ میں دفن کر دیا۔

جس وقت آپ وہاں سے قریف لائے تو مسلمانوں میں سے ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ سر راہ کو ٹیک دیا ہے تو ہمیں آپ اس قوم کی طرف دیکھیں۔ اگر یہ فی الواقع ہمارے لشکر کا رُہہ ہیں داخل ہو گئی ہے تو ہمیں اپنی قوم کے پوشیدہ راستوں سے مطلع کر دے گی۔ باشندگانِ طلب نے اس شخص سے کہنا خدا کی قسم! ہم آپ ہی کے کردہ ہیں۔ اہل ہیں اور اللہ ہم اس کے پوشیدہ اور چھپا ہوا بیچ راستوں سے واقف نہیں۔ ہم بھی آپ کے ساتھ ندر اور بے وفائی نہ کریں گے آپ "طس" رہیں۔ اسی وقت حضرت ابو سعیدؓ وہی جراحؓ حضرت خالد بن ولیدؓ نیز دوسرے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ہمارے تعالیٰ ہل عہدہ آپ حضرات پر ہم فرمائیں مجھے اس کام میں آپ مشورہ دیں کہ میں کیا کروں۔ یہ سننے ہی ایک شخص کسی لوٹن بن عمرو ہنسائی جو شام کے شہروں، پیمانوں اور اس کے وسیع و اورد آسان راستوں سے بخوبی واقف اور شاہکی مرزومت میں سفر کرتے ہوئے تھا کہنے لگا۔ اللہ پاک عزوجل سر راہ کے کام کی اصلاح فرمائیں۔ میں شام کے شہروں کے حالات سے چونکہ واقف ہوں اس لئے اگر بتا دوں میری رائے کی طرف توجہ فرمائیں تو یہ مناسب ہوگا۔

آپ نے فرمایا ابن عمرو! میرے نزدیک تم مسلمانوں کے سچے بی بی خواہ ہو جو کچھ کہنا چاہتے ہو کہو۔ اس نے کہا یہاں لا میرا! آپ اس بات کو سمجھیں کہ اللہ پاک و تبارک و تعالیٰ نے آپ کے ہاتھ سے شام کے شہروں کو فتح کر دیا مگر وہ کافر ہیں اور ان کے

پہلے ہاتھ سے کہہ رہے ہیں کہ ہم نے جوڑ کی تمام راستیں اور اپنے بھائی کے بارالہ لیتے کا ہاتھ پان کی اور یہاں مجھ پر یافت فرما رہے ہیں۔ وہ اپنے

اعظم ۱۲

ع۔ صحابہ کرام سے سر راہوں کا مقام ابھرا نہیں۔ ۱۲

حالیوں کو کھل کر آیا۔ اب جو شام کی باقی ماندہ فوج ہے وہ یہاڑوں کی گھرائیوں کے پیچھے ہے جن میں جانے آنے کے لئے درمیان میں درے، جنگ، تاریک راتیں، دشوار گزار راستے اور ویران جنگل پڑتے ہیں نیز چونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے رویوں کو جس طرح قسٹ دے دی اس لئے ان کے دل خوفناک اور دہشت زدہ ہیں جنہیں مسلمانوں سے لڑنے کی سکت باقی نہیں رہی۔ لہذا آپ اس قلعہ کا محاصرہ کر لیں اور دسے اس کے اطراف و جوار میں روانہ کریں کہ وہ دوسرے شہروں کو تاخت و تاراج کرتے رہیں۔ قلعہ والوں کے پاس اتنی رسید اور سامان خورد و نوش نہیں ہے کہ وہ کچھ دن اس میں رہ کر گزار سکیں انشاء اللہ کھولنے پر مجبور ہوں گے۔

حضرت خالد بن ولیدؓ یہ سن کر خنے اور فرمایا خدا کی قسم مائے فوجی ہے مگر میں آپ کو ایک اور مشورہ دیتا ہوں۔ وہ یہ کہ آپ ہمیں لے کر قلعہ کی طرف طلیس اور حملہ کر دیجئے۔ ممکن ہے کہ باری تعالیٰ جل مجدہ اسے اچھی فتح کرا دیں۔ کیونکہ اگر محاصرہ نے طویل پکڑا تو مجھے اس بات کا خوف ہے کہ وہاں کے لشکر اگر دوسری طرف سے آئے ہم پر حملہ کر دیں تو اس طرح وہ ہمارے اور قلعہ کے مابین حائل ہو جائے گا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا اے مسلمان! غم نہ آتی مشورہ غلطی اور غمزدہ اور مٹی بات گئی۔ اس کے بعد آپ نے قلعہ پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ سوار گھڑوں سے کو کو کو کر اور توگہ پکڑے اچھا سا مار دیا۔ بلکے ہوئے کے قلعہ کی طرف بھاگے۔ غلام اور آقا بہمن گئے۔ قبیلے اپنی اپنی جگہ جان کرنے لگے ہر جماعت کو کہہ دیا اپنے اپنے فخر میں مست ہوئی۔ ہر ایک اپنا اپنا نسب ظاہر کرنے لگا اور ایک نے دوسرے کو شعا سے جواب دینا شروع کیا۔

حلب کا محاصرہ

حضرت سراقہ بن مالکؓ کہتے ہیں کہ اللہ میں نے شام کے قلعوں کی لڑائی میں کبھی آج تک اتنی بڑی اور سخت جنگ نہیں دیکھی جتنی حلب کے قلعہ کے محاصرہ کے دن ہوئی تھی۔ ہم اسی وجہ سے اس لڑائی کو جنگ کی گردن سے تشبیہ پا کرتے تھے کہ جنگی بھی اس چیز کو نہیں کر رکھ دیتا ہے جو اس کے دوپانوں کے چنگ میں آ جاتی ہے اور اس لڑائی کا بھی یہی حال تھا کہ اس نے اکثر ہوں کو بھی کر رکھ دیا تھا۔ ہم نے اس کی سب سے پہلی جنگ میں خود اپنی طرف سے مسابقت کی تھی اور ابتدائے جنگ میں ہم ان کی طرف بڑھے چلے گئے تھے۔ یہاں وہ ان یمن اور سادات ربیعہ و صفر ایک دوسرے کو آواز دیتے اور بلا تے جلدی جلدی کی طرف لپکے اور چلا جا رہے تھے۔ اُمّیہ قلعہ میں جانے کا کوئی راستہ نہیں تھا مگر پھر بھی اس میں بغیر راستہ ہی کے گھس پڑنا پڑتا تھا جس وقت وہ اس سے باہر فریب ہو گئے تو ڈیلا سبیلوں اور خیمہ خیموں نے چلا شرمع کیا اور چوروں کی ہر طرف سے بارش اور بوجھاڑ ہونے لگی۔ میں اور میرے ساتھی قلعہ کی زمین سے بہت ہی فریب تھے کہ ہم گھبرا کر جلدی جلدی پیچھے ہٹنے لگے۔ ایک نے دوسرے کو دیکھنا شروع کیا اور یہ سمجھ لیا کہ ہم میں سے شاید کوئی بچا سکے۔ مسلمانوں کو شکست ہوئی اور چوروں نے ان کی ایک کثیر جماعت کو بھل کے چھپک دیا۔ بعض شہید ہوئے اور بعضوں کے سر پھٹ گئے۔ بھلہ دیگر حضرات کے جو جنگ قلعہ طلب میں کام آئے یہ حضرات بھی تھے۔

عامر بن ابی سلمہؓ، مالک بن خزیلؓ، رکیع، حسان بن ظہرؓ۔ مردوان بن عبد اللہؓ، سلمہ بن ابی فہرؓ، حارث بن عطفؓ، بن سالم کلابیؓ، ہر اذ بن مسلمؓ بن عوفؓ عدویؓ، عامر بن قاصؓ عدویؓ، سفیانؓ عدویؓ، زید بن سفیانؓ عدویؓ، سواد بن مالکؓ عدویؓ رضوان اللہ

تعالیٰ علیہم اجمعین۔ جیسے آدمی اس جنگ میں شہید ہوئے ان میں چار آدمی کی رہید کے۔ ایک اولا دعا سے ایک نئی کتاب سے اور سات آدمی اس حدی سے تھے اور باقی دوسرے حضرات تھے۔

حضرت مسرت بن مالک کہتے ہیں کہ والدہ امی ساتھ کے بعد برسوں بعد ایک خلعت کثیر و نیک اور بھرا کھتے رہے۔ کوئی شخص اس سے نکلے گا تو آدمی سمجھ سے اولا اچھا اور ان سب کو ہم نے طب کی جنگ میں دیکھا تھا۔ آخر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے شہر سے باہر اپنا نشان کھڑا کیا اور مسلمانوں سے پکار کر کہا کہ انا پاک چارک دعائی تم پر جو فرمایا میں تم سب ایک جگہ میرے پاس جمع ہو جاؤ۔

یہ سننے ہی مسلمان آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: اب اس آج آپ نا تجربہ کاری کے ساتھ لڑے اب تم شہداء کو دفن کرو اور دوسروں کی سرمرہنی کرو۔ مسلمان نعشوں کو پورا خاک کرنے اور زخموں کے زخم بند کرنے اور رومی مسلمانوں کی کھست سے بہت خوش ہوئے۔ یوحنا اپنی فوج کو خطاب کر کے کہنے لگا۔ مسلمان اب اس شہر کی طرف بھی آ نکھانے کریں۔ دیکھ سکتے ہو اس کے پاس اب بھی آ سکتے ہیں۔ مسیح کی قسم! اگر وہیں نے اب اس کا محاصرہ کیا تو میں ان کے ساتھ نہ کروں گا اور قلعہ سے ان کے لشکر کی طرف جاؤں گا۔

یوحنا کے وزیر کا حلب میں مسلمانوں پر شکنجہ مارنا

والہدیٰ رحمت اللہ تعالیٰ یہ کہتے ہیں کہ مجھ سے عبداللہ بن سلیمان وندوری نے جو فوجات شام کے مسلمانوں میں ایک شہر دہلی میں بیان کیا ہے کہ مجھ سے عمرو بن کعبہ کو یوحنا نے اپنی فوج کے دو ہزار مرد اور بہو اور اقامت منتخب کر کے ایک رات انہیں یہ حکم دیا کہ دو قلعہ سے بہت جلدی نیچے مریں۔ مسلمانوں کی فوج کی طرف جائیں اور جب ان کے لشکر کی آگ بجھ جائے تو شہر خوں کر کے انہیں لوٹ لیں اور اسی میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں اپنے وزیر کو ان پر سردار مقرر کیا۔ یہ انہیں لے کر قلعہ سے باہر آیا۔ مسلمانوں کے لشکر میں چاروں طرف آگ روشن تھی اس نے یوحنا کے چاروں طرف پھرتا رہا۔ یہ براہ کشت کر رہا تھا کہ ایک جگہ آگ کی روشنی دیکھی اور یہاں پہنچ گیا۔ اس طرف یمن کے جدو پیسے مر لائی کتاب۔ ملک اور ان کے خدام وغیرہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن صفوان بھی بیان کرتے ہیں کہ ہم اس روز غیر مسیح اور اپنے دشمنوں کی طرف سے اپنی کھڑت کے باعث بالکل مطمئن تھے اور بے فکر تھے۔ ہمارے نمکین اور پیرے کے چاقو بھی بالکل غافل تھے۔ انہیں بھی کچھ خبر نہ تھی کہ رومیوں کے شورش سے پیدا ہوئے۔ انہوں نے ہم پر چھم کیا اور اپنی زبان میں آوازیں دینے لگے۔ گردو نباد اپنے عجیب و غریب اٹھا دیا اور ہم بالکل نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ہم میں انہوں نے ٹکڑا کر رکھی تھی جو وہ بدھ کے اپنا کام کر رہی تھی۔ ہم میں سب سے زیادہ شرمینہ اور بہادر رومی شخص تھا جو اپنی جان بچانے کی غرض سے گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ گیا اور اسے بالکل غریبہ تھی کہ یہ مجھ پر کیا بلا ہے کہاں سے آئی ہے اور کس طرح ملے گی؟ حملہ مسلمانوں کے لشکر میں ہو رہا تھا۔ مسلمان پکار رہے تھے کہ کبھی تم! ہم معصیت میں مبتلا ہو گئے۔ روز و روز دیکھتے جاتے تھے اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے خیمہ کی طرف اڑے جا رہے تھے۔ وہ اپنی کھنچ کر دور سے آواز دیتے تھے۔ ایسا اہل امیر ایوان پر مارتے تھے لشکر کے آواز سے اسی وقت تک چندا دیسوں کے امیر لشکر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ گھوڑے پر سوار ہوئے اور لشکر کے گرد گھومتے گئے۔ رومیوں کے سردار نے جب عربوں کی طرف دیکھا کہ وہ تیار ہو کے

ان کے پاس آگے جس تو اس نے اپنے آدمیوں کو آواز دی اور کہا عرب ہم تک پہنچ گئے ہیں جس کسی نے کوئی چیز اٹھائی ہو وہ اسے پھینک کر اپنی جان بچانے کی کوشش کرے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ علاوہ ان لوگوں کے جو انہوں نے ہمارے شہید کر ڈالے وہ یہ ہیں نے چپا کر دیا (ساتھ) آدمی گرفتار کر لئے جو انہوں کو حیرت و حیرت اور مدح کے تھے اور ان میں ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہوئے قلعہ کی طرف واپس ہو گئے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جب یہ حال دیکھا تو اپنے ساتھیوں کو لے کر روانہ ہوا اور ان میں سے ایک سو آدمیوں کے مابین حاکم ہوئے انہیں روک کر قتل کرنا شروع کر دیا اور ایک ایک کو قتل کر ڈالا۔ بولنا یا دینی جب قلعہ کے پاس پہنچے تو اس نے قلعہ کھول دیا اور قلعہ میں داخل ہو گئے۔ کچھ ہوئی آفتاب کا لعاب رات کا سا دیکھنے کے لئے باہر نکلا تو قتل نے ان چپاں امیر مسلمانوں کو جن کی مشکیں بندھی ہوئی تھیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ لایا اور ایک جگہ پر کھڑا کر کے قلعہ کی طرف اشارہ کیا یہ حضرات مسلمانوں کو دکھائی دے رہے تھے۔ ان کی زبانوں پر اللہ اللہ محمد رسول اللہ جاری تھا اور ان کے منہ سے مسلمان بن رہے تھے۔ چوتھا نے انہیں اپنے ساتھیوں کے ساتھ جو اگر سب کو شہید کر ڈالا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت ابوہریرہؓ نے جرات سے جب یہ دیکھا تو تمام لشکر میں منادی کرادی کہ خدا اور رسول اور امیر ابوہریرہؓ کی طرف سے ہر ایک لشکر پر رحم ہے کہ وہ اپنی جان کی حفاظت خود کرے اور کسی دوسرے پر مطلق غور نہ کرے اور نہ آگاہی میں بات جیت ہی کرے۔ مسلمانوں نے خوب احتیاط کی اور مسلمان جنگ تیار کیا اور مستعد ہو کر بارگاہی کے انتظار میں بیٹھ گئے۔

یوقا کی مکر کرنے کی کوشش کرنا

چوتھا دوسرے مکر کی فکر میں ہوا اور سوچنے لگا کہ اب مسلمانوں کے ساتھ کیا مکر کرنا چاہئے۔ کیونکہ کاسرہ و متور تھا۔ دوسرے اس کے جاسوس رات دن اس کے پاس خبریں پہنچاتے رہتے تھے اور سب سے بڑے شخصہ نوٹس اور جاسوس عمرو بن العاصؓ نے خبریں پہنچانی زبان میں ترجمہ کر کے اسے بتلاتے تھے۔ ایک روز یہ اپنے قلعہ میں بیٹھا ہوا تھا فوجی افسران کے کمرے کے کھڑے ہوئے تھے اور اسے قلعہ کے ماحول نے عجیب سختی میں مبتلا کر رکھا تھا۔ خصوصاً یہ سن کر اس کی توجہ اٹھ گئی اور وہ جرحی چلی گئی تھی کہ باشندگان شہر اس کے جب کسی آدمی کو کہیں دیکھ لیتے ہیں تو اسے پہچان کر مسلمانوں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ اس وقت چوتھا اس کے پاس اس کا ایک جاسوس آیا اور اسے مخاطب کر کے کہنے لگا۔ سردار! اگر آپ کو عربوں کے ساتھ مکر کرنا منظور ہے تو اس وقت اس کا چھاپا مچا ہے۔ اس نے کہا یہ کیوں کر اور تجھے اس کی کیا خبر اس نے کہا سلطان والوں نے عربوں سے صلح کر لی ہے اور وہ عربوں کی رسم و رواج اور چارے سے کھیل رہے ہیں اور اب عرب رسم لینے کے لئے وادی طعان میں گئے ہیں۔ میں نے خود ان کے بار بار دونوں چٹروں اور آدمیوں کو دیکھا ہے۔ پرانے پرانے پوتھن پہن رہے ہیں۔ انہوں میں سے بڑے بڑے ہیں اور بہت تھوڑے آدمی ہیں۔ گاؤں میں جا کر رسد حاصل کرنے کا ارادہ ہے۔

چوتھا نے یہ سنتے ہی روئے قوم میں سے ایک بڑا آدمی منتخب کر لیا کہ تیار ہو جاؤ۔ کس قسم! عربوں کا رسم بتا دو اور ان کے سامان و رسد اور بار برداری کو منتقل کرو دوں گا۔ رات کی تاہم کی گئی جب اپنی سیاہ چادر میں ڈال دیں تو یوقا نے قلعہ کا دروازہ کھولا اور ان ایک بڑا آدمیوں کو اندر روانہ کر دیا۔ جاسوس آگے آگے قلعہ پر برابر رات کی تاریکی میں بڑھے چلے جا رہے تھے مگر یہ ایک

جب پہنچا اور انہیں وہاں ایک گھ بان جو گائے بیلوں کا ایک گھ نہایت سرعت کے ساتھ کسی گاؤں کی طرف ہانکے لئے چلا جا رہا تھا۔ یہ اسے دیکھ کر اس کی طرف لپکے اور اس کے قریب ہو کے کہنے لگے کیا تھے عربوں کا کچھ مل معلوم ہے۔ اہر حیرت پاس ہو کے گئے ہوں۔ اس نے کہا ہاں غروب کے وقت جبکہ سورج زور دہا گیا تھا سو آری تیز دھمکھڑوں پر اس جنگل سے رسد حاصل کرنے کے لئے جا رہے تھے اور ان کے ساتھ چھریز دوسرے جانور بھی تھے۔ انہوں نے کہا تو ان جانوروں سمیت ان کے ہاتھ سے کس طرح بچ گیا؟ اس نے کہا چونکہ یہ جنگل ان کی مصالحت میں داخل ہے اس وجہ سے ہم ان سے بالکل نہیں ڈرتے۔ یہ سن کر اس دست کا اصرار کہنے لگا اس جنگل کی صلح سے ہم بے خبر تھے اب معلوم ہو گیا کہ یہ بھی صلح میں داخل ہے۔ سچ عاقلہ سلام تہناری اس رسد رسائی اور عربوں کی قوت و ہمدردی کے متعلق ضرور کچھ حکم فرمائیں گے۔ اب تو ہمیں یہ ظاہر کہ دو کس راستہ سے گئے ہیں۔ یہ شرعی کی طرف اشارہ کرے کہنے لگا اس طرف کو گئے ہیں۔ یہ سردار اپنی اس فوج کو لے کر اوپر چلا اور گھ بان سے معروض نہ ہوں۔

رومی سردار اور مسلمانوں کے مابین لڑائی

یہ برابر بڑھا چلا جا رہا تھا حتیٰ کہ طلوع فجر کے وقت یہ مسلمانوں کے قریب پہنچ گیا۔ اسلامی دست پر سادوش مائی ایک سردار ضرور تھے۔ سادوش بن شکاک طائی نے جب روہیوں کو اپنی طرف آنے دیکھا تو یہ مسلمانوں کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمانے لگے یا بنی العرب! یہ روہیوں کا ایک سردار ہماری طرف آیا ہے اسے آگے دہرو۔ جہاد کی کوشش کرو اور بخیر پر میر کر اور جنت کے مالک ہو جاؤ۔ یہ کہہ کر آپ نے حملہ کر دیا آپ کے ساتھی بھی حملہ آور ہو گئے۔ رومی سپہ سالار بھی اپنی فوج کو لے کر آئے جو حاملہ مسلمانوں پر حملے کرنے لگے۔ مسلمان نہایت ثابت قدمی کے ساتھ لڑے۔ محسنان کارنا ہڑا اور ایک سخت مسر کر پڑا جو گیا۔ حسب ذیل مسلمان جام شہ دست نوش کر کے ہمیشہ کے لئے بیٹھی بیٹھ سو گئے۔

سادوش بن شکاک طائی، قلیان بن اسودان، عطف بن ثابت، متع بن ثابت، متع بن عامر کلان بن مرہ، مغرب بن حید۔ یاسر بن عوف، بشیر بن سراقہ، شیبہ بن اخطم، منہال بن بکر، بنجام بن قسطن، مسیب بن نافع، عطف بن ماجد سادوش بن حلیط۔ رجب بن خازم، مرہ بن مایہ، نوح بن عدی، عطاء بن دسر، عفال بن عمار، سالم بن عوف، فضل بن ثابت، اقرع بن قریظ اور معیط بن عامر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

یہ تمام حضرات قبیلہ طے سے تعلق رکھتے تھے۔ منجملہ سو آروہیوں کے تیس اشخاص کام آئے اور باقی ٹکٹ کٹھا کر اپنے لشکر کی طرف بھاگے اور رومی سامان رسد بچر اور ہتھیاروں کے مالک ہو گئے۔ رومی سپہ سالار اپنے لشکر سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ ان دونوں کے بوجھ کر اودان کے پیر کاٹ ڈالو اور جن جانوروں پر سامان رسد لٹا ہے انہیں اپنے ساتھ لے لو اور جس کی چھان پر عربوں کی آنکھ سے پھپ سے پٹا لگائیں اور ہاؤ نہ وہ کوئی دم میں بھائی طرح ان کو تہہ راقع واقع کر کے رکھ دیں گے۔ جب رات ہو جائے گی تو ہم پہاڑ سے نکل کر قلعہ کی طرف چلیں گے اور ان سے طرہ ہو جائیں گے۔ روہیوں نے یہ سنی ہی ان دونوں کے کھلے کر دیئے۔ سینوں پر بچڑے مارے اور ان جانوروں کو جن پر رسد تھی اپنے ساتھ لے کے پہاڑ کے اوپر ایک گاؤں میں چلے گئے۔ پھر وہاں ضرور گئے اور بقدران رات کی انتظار میں یہاں کاٹنے لگے۔

حضرت یعقوب بن مبارک طائیؒ کہتے ہیں کہ میں بھی سنہ ۱۰۷۱ھ میں تھا جس میں میرے چچا سادوش رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوئے تھے۔ ہماری جمعیت بہت قوی تھی کہ روہیوں نے ہمیں آدابِ ہم نے جب باوجود اپنی قلت قہار کے دایوں کی کثرت اور ان کی شہرت کو دیکھا تو ہم اپنی جان چاڑھ کر ہلاک پڑے اور مسلمانوں کے غلے میں آ گئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ جلدی سے ہمارے پاس آئے اور فرمایا یہ ہوا؟ اور یہ تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے کہا حضرت ہمارے ساتھ جنگ ہوئی۔ حضرت سادوش رضی اللہ تعالیٰ عنہ میزان کے ساتھ اکثر شہید اران اسلام شہید ہو گئے۔ خدا اور ہمارے جو بھوکہ ہمارے ساتھ تھے لوٹ گئے۔ آپ نے فرمایا وہی مہاجر ہیں۔ کسی شخص میں جی جرات نہیں ہو سکتی۔ ہر گز نہیں۔ ہر گز نہیں۔ تمہارے ساتھ ایسا کیا۔ ہم نے کہا ہمیں اس کے ساتھ کچھ نہیں کہ ہم نے ایک بہت بڑے سردار کو جس کے ساتھ کافی جمعیت تھی آتے دیکھا اس کے ساتھ لڑائی کا نہایت عمدہ سامان کیونکہ لشکر جو حرب میں نہایت مستعد تھا موجود تھا۔ یہ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اس کی کس قدر تعداد ہوئی اور وہ کہاں سے آیا البتہ اس نے آتے ہی ہم پر حملہ کر دیا۔ ہمارے سردار نیز اکثر اصحاب کا آئے اور انہوں نے جو کچھ ہمارے پاس تھا چھین لیا۔

آپ نے یہ سن کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کے فرمایا۔ ابوطالب ان کاموں کے اہل تھے ہی ہو اور ایسے کام بیش قیمت ہی انجام دیتے ہو۔ مجھے اللہ پاک پر کافی فخر ہے اور ان کے بعد قریب۔ نیز میں ہمیشہ سب کاموں میں اللہ تبارک و تعالیٰ سے استعاذہ کرتا رہا ہوں۔ تم اپنے ساتھ جس قدر مسلمان کو چاہو لے لو اور اللہ پر چھوڑو۔ تم کے لئے اللہ عز و جل ہر وقت اس جنگ پہنچے تو ان لوگوں کے قدموں کے نشانات عرش کر دار چہاں نہیں دوں گا کا تعاقب کرتے ہوئے بڑے چھوڑ دینے کے کہ باری تعالیٰ مل محمد و خیمیں ان تک پہنچا دیں اور تم ان سے مسلمانوں کا بدلہ لے لو۔ مگر یہ یہ یاد رکھو کہ جنگ والے ہماری سیل میں ہیں اور ہم اپنی طرف سے کبھی نقص نہیں کرتے اور نہ قول دے کر واپس لیتے ہیں۔ ہاں اگر انہوں نے ہمارے ساتھ نہ کیا ہے تو پھر ہمارے لئے بھی جائز ہے کہ ہم ان کو قتل کر دیں۔ بہر حال اللہ تبارک و تعالیٰ سے دن دینا ہر چیز کے معاملہ میں اور نہ رہنا خداوند علیٰ قلی پر رحم فرمایا کہ اب روانہ ہو جاؤ۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا یوقا کے سردار کا تعاقب کرنا

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ یہ سنتے ہی اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے۔ اسٹواریٹ تیار کیا۔ کھڑے پر سوار ہوئے اور تنہا جانے کے لئے چار ہو گئے۔ حضرت زبیر بن جراحؓ نے فرمایا ابوطالب ان اکہم ان جاتے ہو؟ آپ نے کہا جلیل ارشاد کے لئے جلدی کرتا ہوں۔ اور جو کچھ جناب نے حکم دیا ہے اس کو بھلا دینے کے لئے بہت جلد پہنچتا ہوں۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا جس قدر مسلمانوں کی جمعیت چاہو ساتھ لے جاؤ۔ آپ نے کہا میں تنہا جاتا چاہتا ہوں اور کسی کو ساتھ لینا نہیں چاہتا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے کہا تمہاں کس طرح جا سکتے ہو؟ دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ آپ نے کہا اگر وہ ایک ہزار یا دو سے زیادہ دو ہزار ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی فضل و احسان سے میں انہیں کافی ہوں گا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا یہ سب کچھ صحیح ہے واقعی تم ایسے ہی ہو مگر پھر تم اپنے ساتھ قبیلہ طے کے کچھ آدمی لے لو جن میں ضرار بن الزرارہ اور عبید بن عامر وغیرہ ہوں۔ چنانچہ آپ نے

حضرت ضرار بن اذرہ وغیرہ جیسے کچھ آدمی اپنے ساتھ لئے اور روانہ ہو گئے۔

جس وقت آپ اس معرکہ کی جگہ پہنچے تو آپ نے دیکھا کہ لاشیں بڑی بڑی ہوئی ہیں اور ان کے گرد جنگی کتے لوگ اچی جان کے خوف میں اس خیال سے کہ عرب صحراؤں کے حلقوں میں مطالبہ کریں رو رہے ہیں۔ جس وقت آپ شعلہ جوالہ کی طرح اپنے ساتھیوں کو لئے جوئے بن دیا بتوں کے پاس پہنچے تو یہ شور و فریاد کر کے آپ کے قدموں میں گر گئے۔ آپ نے ترجمان سے جو آپ کے ساتھ تھا در یافت کیا کہ یہ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا یہ کہتے ہیں کہ ہم آپ کے آدمیوں کے خون سے بڑی اندھا اور لپٹ نکلتے آپ کی مٹاس میں داخل ہیں۔ آپ نے ان سے اس بات کی قسم لی کہ میں معلوم نہیں کیا نہیں کسی نے قتل کیا ہے؟ انہوں نے قسم کھائی۔ آپ نے فرمایا پھر دو تین شخص تھا جو چارے آدمیوں پر آجڑا۔ انہوں نے کہا یقیناً اپنے ایک سردار کی ماتحتی میں ایک ہزار جانا باز فوج رہے مگر قعد سے ادھر روانہ کیا تھا۔ آپ کے فکرمیں اس کی طرف سے چند جاسوس رہے ہیں جو اسے آپ کی وہم و گم خیال میں پہنچاتے رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ سردار کس راستہ سے گیا ہے۔ انہوں نے کہا اس راستہ سے۔ آپ نے فرمایا ابھی تم نے قسم کھائی تھی کہ میں ان کے حلقوں کچھ نہیں۔ انہوں نے کہا یہ جھوٹا آپ کو خبر دے رہے ہیں یہ طلب کے باشندے ہیں جو یہیں سالان خود راؤنڈ خریدنے آتے ہیں۔ اگر آپ ابھی تھوڑا اور دن تشریف لاتے تو ہمیں بھی پتہ نہ چلا کہ انہیں کس نے شہید کیا ہے آپ نے فرمایا اسی اونچے راستہ سے گئے ہیں۔ انہوں نے کہا ہاں۔ میرے انہیں اس پہاڑ پر چڑھتے دیکھا ہے آپ اپنے ساتھیوں کی طرف غلطی ہوئے اور فرمایا انہوں نے سمجھا ہو گا کہ مسلمانوں کا لشکر یقیناً ہمارا اتنا ہے کہ گاؤں پر کچھ کر دہ چلائے کیسے تمام پر چھپ گئے ہیں تاکہ رات ہونے پر وہ اپنے ملک کی طرف چلے جائیں۔ آپ حضرات کو چاہئے کہ آپ ان کے تعاقب اور طلب میں گھوڑوں کی باتیں چھوڑ دیں۔ یہ کہتے ہی آپ نے اپنے گھوڑے کی عنایت منقطع کر کے چھوڑ دی۔ آپ آگے آگے تھے اور آپ کا دست آپ کے پیچھے پیچھے گھوڑے کے اڑنے چلا رہا تھا۔ صحابہ میں سے بھی آپ نے اپنے ہمراہ ایک شخص کو لئے لیا تھا تاکہ وہ اس قوم میں راستہ کو دکھاتا چلا جائے۔

جس وقت آپ وہ پہنچے کہ اس پہاڑی کے راستہ پر لگے گئے تو آپ نے گھوڑا روک لیا اور اس مقام سے فرمانے گئے کہ اس راستہ کے سوا آگے کوئی دوسرا راستہ بھی اس ملک کی طرف جاتا ہے۔ اس نے کہا آپ ابھی جگہ ٹھہریں ان شاء اللہ اعزیز آپ کو گایاب ہوں گے۔ آپ نے اپنے دست کو اسی جگہ ٹھہرانے کا حکم دیا اور اس راستہ کو روک کر اسی جنگل میں قیام فرمایا۔ ابھی بہت ہی ٹھوڑی رات گزری تھی کہ گھوڑوں کی سوں کی آوازیں آنا شروع ہوئیں اور اس اندھیرے میں گھوڑوں کے پاؤں نے مسماؤں کو اپنی آہ سے مطلع کر دیا۔ یہ سواد و فکرمیں آگے آگے گئی اس جمیت کو چلنے کی تاکید کر رہا تھا اور بات۔ جس وقت وہ آپ کے دست کے بالکل قریب پہنچ گیا تو آپ نے شیر بہر کی طرح گونج کر ڈکارتے ہوئے اس کی طرف ایک جست بھری اور اس پر چڑھے۔ آپ کے ساتھی اس فوج کی طرف لپکے۔ آپ نے یہ کہہ کر کہ یہی بات ہے شخص ای کا قصد کیا اور اس کے پاس پہنچ کر تلوار کا ایک لیا بھر چوہا تھوڑا کر دیا کہ وہ یہ سارا روکلا ہے اور وہ جا کر مسلمانوں نے ملتانوں سے خواہیں یا باہر کیوں اور ان کے جوہر دکھانے لگے۔ روٹی سامنے سے بھانے مگر مسلمانوں نے انہیں آگے بھریا۔ فرشتہ اعلیٰ ۷۵ ۷۵ کے اپنا کام کرنے لگا اور اس شخص کے سوا جس کی اصل دور کھڑی نہیں رہی تھی اور سب کو تلوار کے گھٹا اتار دیا۔

جب وہی موت کے پنجہ میں گرفتار ہو گئے تو مسلمانوں نے ان کے جانور اور نرم اسباب وغیرہ اپنے ساتھ لئے اور حضرت ابو

جیدہ میں جراح کے لشکر کی طرف چل پڑے۔ روکی سپہ سالار کا سر نیزہ کی نوک پر تھا اور یہ اسلامی دست و پا ضربت کا پرم ازادہ ہوا چلا آ رہا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح اپنے لشکر سے نکل کر رخ و افسوس کی عانت میں ان کے آئے کا انتظار کر رہے تھے۔ حضرت خالد بن ولید جب ان کے قریب پہنچے تو آپ اور آپ کے دست نے جلیل و گھمبیری کی آوازیں بلند کیں۔ مسلمانوں کے لشکر نے ان کی جلیل و گھمبیر کا جواب ابدہ اکبر کے نکل شفاف غروں سے دیا اور استقبال فرمایا۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا قلعہ کے محاصرہ کو سخت کرنا

کہتے ہیں کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کے ہمراہ غزوہ سادہ میں اور پانچ سو لوگوں کے ساتھ سو سو قیدی تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراح نے قیدیوں پر اسامہ بن جراح کیا۔ انہوں نے مسلمان ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ ہم قید یہ ادا کروں گے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح سے کہا آپ تنہا کے سامنے ان کی تردیدیں۔ دہینے کا حکم دے دیجئے۔ اس طرح خداوند تعالیٰ اور مسلمانوں کے دشمنوں میں طعنے اور سستی پیدا ہو جائے گی۔ چنانچہ اہل قلعہ کے سامنے ان کو کھڑا کر کے ان کی گردنیں لاد دی گئیں جن کو پوچھا اور اس کے ہمراہی اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت خالد بن ولیدؓ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح سے کہا ہم اب تک یہ سمجھتے رہے کہ یہ قلعہ اسے ہمارے ہی صمد میں محصور ہیں۔ غراب معلوم ہوا کہ یہ ہماری فطرت اور موقع کے متحرک رہے ہیں اور ہماری آغوش کا دہنی اور فطرت سے فائدہ اٹھا کر ہمارے اونٹوں اور جانوروں کو لے بھاگتے ہیں اس لئے یہ بہتر اور ترین مصلحت و صواب ہے کہ آپ پاسبانوں، سپہ سالاروں کو کھڑا کر دینا۔ یہ کہنا قید فرمائیں اور قلعہ کے ہر ایک راستہ پر فوج مقرر کر دیں تاکہ وہ کسی طرح اپنے قلعہ سے باہر نہ نکل سکیں اور اس طرح حتی المقدور ہم انہیں محاصرہ کی معیت میں جلا کر رکھیں۔ آپ نے فرمایا جڑواک اللہ یا اے مسلمان واقعی جہاد کا مشورہ نہایت عمدہ ہے۔

صبح ہوئی تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی اور اس کے بعد حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر صدیقؓ نے حضور بن ازور، سعید بن عمرو بن طفیل، عداوی، قیس بن عیسہ، ہوریمہ بن مسروق، رضی اللہ تعالیٰ عنہم، انہیں کو ہار انہیں قلعہ کے چاروں طرف مقرر کیا اور حکم دیا کہ وہ قلعہ کے راستوں کی پوری پوری نگہداشت کریں۔ اپنے ساتھ جس قدر چاہیں فوج رکھیں اور اس کے ہر ایک راستہ پر سڑک کو آدھ اور دھرت سے روک دیں حتیٰ کہ اگر کوئی چاہے بھی اور اڑ کر جائے تو اس کا بھی شکار کریں۔ ان حضرات نے ہر کام پر محاصرہ کو باطل سخت کر دیا اور ایک مدت تک یہی طرح قلعہ کو گھیرے چلے رہے۔ جب یہ صمد نے طویل سمجھنے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اس طویل قیام کی وجہ سے گھبرا اٹھے اور یہ ارادہ کر کے کہ اگر قلعہ سے ہٹ کر کسی حد صمد کے ہم سے قیام کیا تو ممکن ہے کہ قلعہ والے کوئی فطرت کریں اور ہم اس موقع کو غنیمت سمجھ کر قلعہ کو آدھائیں اور فتح کر لیں۔ آپ نے فوج کو کوئی کر کے کا حکم دے دیا اور قلعہ سے چند میل کے فاصلہ پر غریب زلی گاؤں کے قریب آ کر خیمہ زن ہو گئے۔

آپ جامعہ سے کہ کسی حیلہ سے ہوتا تک پہنچ جائیں اور یہی ارادہ کر کے آپ تنہا سے جاتے جاتے قیام فرماتے تھے کہ ہر وقت قلعہ سے باہر آتا تو لہذا نہ اس کے دروازے سے ہی کو کھولنا تھا۔ آپ کو یہ کچھ کر سخت قرار دیا کہ یہ ہوا اور اس کی فکر کریں۔ آپ حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس تشریف لائے اور حضرت خالد بن ولیدؓ سے فرمایا ابو طلحہ بن امیہؓ نے میں خدا کے دشمن جاؤں گا مگر یہی تمام خبریں ہر وقت تک پہنچاتے اور سے ڈراتے رہتے ہیں۔ ابویہیمان! میں تمہیں خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کہ اگر لشکر میں مضمون اور پتہ لگاؤ

اور لوگوں کی آزمائش کرو ممکن ہے کہ تم کسی جاسوس کو پکڑ لو۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کھڑے پر سوار ہوئے لوگوں کو لشکر میں محبت کرنے کا حکم دیا، بذات خود ان کے ساتھ ہوئے اور یہ تاکید کی کہ جس کسی غیر فاضل کو دیکھو یا کسی پر شبہ سمجھو اسے فوراً گرفتار کرو۔ آپؓ برابر محبت کرتے پھر رہے تھے کہ غوثؓ آپؓ نے نصرانی عربوں میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ اپنی مہاراث پلٹ کر رہا ہے۔ آپؓ کو اس پر شبہ ہوا اور آپؓ اسے گرفتار کر کے دیکھنے لگے۔ آپؓ دیکھتے جاتے تھے اور دلی ہی دلی میں اس کی صورت شناسائی سے انکار کرتے جاتے تھے۔ اس نے جب آپؓ کو اس طرف اپنی طرف غور کرتے ہوئے دیکھا تو وہ ایک طرف گزرتے کر چلے لگا۔ آپؓ نے اسے آواز دی اور سلام کیا اور فرمایا یہ اور عرب! لیکن لوگوں میں سے ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں ہوں۔ آپؓ نے فرمایا کہ تمہارے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے اگرچہ امراؤں کا تھا کہ کسی اور غیر قبیلہ کا نام لے دوں مگر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اس کی زبان پر حق جاری نہ کر دیا اور اس نے کہا ہمسائے۔ آپؓ نے یہ سنتے ہی فوراً اسے گرفتار کر لیا اور فرمایا خدا کے دشمن تو تمہارے دشمنوں کا جاسوس اور نصرانی عرب ہے۔ اس نے کہا میں نصرانی نہیں بلکہ مسلمان ہوں۔

آپؓ اسے لے کر حضرت ابوسعیدؓ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اے امیر! مجھے اس شخص کے ہم نے مجب و تعجب میں ڈال رکھا ہے کیونکہ میں نے اسے آج تک کبھی نہیں دیکھا اور یہ کہتا ہے کہ میں قبیلہ ہمسائے سے ہوں۔ حالانکہ اس میں شک نہیں کہ یہ صلیب کے بندوں میں سے ہے۔ آپؓ نے فرمایا ابو طلحہؓ! اس کا امتحان کر لو۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا کسی طرح؟ آپؓ نے فرمایا قرآن و فہم سے۔ اگر وہ ان کو صحیح پڑھے تو مسلمان ہے ورنہ کافر۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس سے فرمایا اور عربی! اچھ کر دو رکعت نماز پڑھا اور اس میں بجز کے ساتھ قرات کرو۔

وہ آپؓ کے اس کلام کے سنی ہی نہ سمجھا کہ آپؓ کیا کہتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا خدا کی قسم تو جاسوس ہے جو ہم پر مسلط ہو کر آیا ہے۔ اس کے بعد آپؓ نے پھر اس سے اس کا حال دریافت کیا اور اس نے اقراؤ کر لیا کہ واقعی میں جاسوس ہوں۔ آپؓ نے فرمایا تو اکبلائی ہے یا حمیرے ساتھ کوئی اور بھی ہے۔ اس نے کہا نہیں ہم تین آدمی تھے۔ دھنکی طرف گئے ہیں تاکہ بوقت کو آپؓ کے حالات سے مطلع کر دیں۔ اور میں یہاں رہ گیا تھا کہ آپؓ کی حرکات و سکنات اور ان کے بعد کے حالات دیکھتا رہوں کہ آپؓ کیا کرتے ہیں؟ حضرت ابوسعیدؓ بن جراحؓ نے فرمایا ان باتوں میں سے جو تجھے مرغوب ہو قبول کر کے نقل یا اسلام؟ ہمارے یہاں تیسری بات نہیں اس نے کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ۔

اس کے بعد آپؓ طلب میں مراجعت فرما ہو گئے اور برابر چاہا یا پائی، ایک ٹکڑ کا کاغذ لکھ کر پڑے رہے۔ قلم کا کاغذ نہ رہتے تھیں تھا اور برابر پڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اس واقعہ میں آپؓ نے دربار خلافت میں کوئی اطلاع نہ دی۔ امیر المومنین حضرت عمر بن خطابؓ کو جب حالات معلوم ہونے میں دیر ہو گئی تو آپؓ نے حسب ذیل جاہت امہ لکھ کر بارگاہ خلافت سے آپؓ کے نام روانہ کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدا کے خلاف عمر کی طرف سے عامل شام ابوسعیدؓ کی جانب!

سلام علیک! فانی احمد بن محمد بن لالا، ابو اسنی علی بنیہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابوسعیدؓ! کاش تجھیں میری اس حالت کی خبر

ہوتی جو تمہارا خط پہنچے اور مسجد خط و کتابت کے متعلق ہونے سے جو رہی ہے کہ میرا جسم اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمتِ معلوم کرنے کے لئے درجہ مٹا جاتا ہے اور میرا کفن و شغراب کھڑے کھڑا ان کی حالت معلوم کرنے کے واسطے بڑھ چلا جاتا ہے۔ کوئی دن اور کوئی رات انکی نہیں گزرتی جس میں میرا قلب تمہارے پاس نہیں ہوتا اور تمہارے حالات معلوم کرنے کے لئے نہیں رہتا۔ جب تمہاری خبر معلوم نہیں ہوتی یا تمہارا قصہ نہیں پہنچتا تو میرا جانز عقل پر وار کر جاتا ہے۔ عقل پر آمندہ ہو جاتی ہے اور فکر حیران اور سر ٹھٹھکا اور ہر کام کا پھرتا ہے اور معلوم ہوتا رہتا ہے کہ گویا تم مجھے سچا دوست کی خوش خبری ہی لکھ رہے ہو۔“

اسے ابو عبیدہؓ یہ تم عیث یاد رکھو کہ میں اگر چہ تم سے ۱۵ اور تمہاری نظروں سے غائب ہوں مگر میرا دل تم سب کے پاس رہتا ہے اور میں برابر تمہارے لئے دعا کرتا رہتا ہوں۔ میں تم سب مسلمان بھائیوں کے لئے دعا ہے جہن اور سچا رام ہوں سخی مطلقہ والدہ انجی اولاد کے لئے جس وقت تم میرا یہ خط پڑھو فوراً سلام اور مسلمانوں کے لئے (جواب) بھیج کر فوتہ باز کا کام دو (یعنی جواب لکھو) مسلمانوں سے سلام کہہ دو۔ والسلام علیک ورحمتہ وبرکاتہ!

یہ ملاحظت اور جب حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو ملا تو آپ نے مسلمانوں کو پڑھ کر سنایا اور انکی مخاطب کر کے فرمائے مجھے معاشرا مسلمین! جب امیر المؤمنینؓ تمہارے لئے دعا گو اور تم سے تمہارے کاموں کے جواب میں خوش ہیں تو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ ضرور تمہارے دشمنوں کے مقابلے میں تمہاری مدد فرمائیں گے۔ اس کے بعد آپ نے حسب ذیل الفاظ میں جواب لکھنا شروع کیا۔

حلب سے حضرت ابو عبیدہؓ کا حضرت عمرؓ کے خط کا جواب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بھائی خدمتِ عبداللہ حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ ان کے عاملی ثمال (گورنر) ابو عبیدہؓ کی طرف سے سلام علیک۔ کانی و حمدا للہ الذی لا الہ الا اللہ و اعلیٰ علی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم تسلیم اکثر اکثر۔ الامام ابو عبیدہؓ امیر المؤمنین جناب کو واضح ہو کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کا شکر ہے کہ انہوں نے ہمارے ہاتھ سے عسرین فتح کر لیا ہے اور ہم نے عوام کو نجات دلائی ہے اور اللہ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے پندرہ چہ کنز کیا۔ ہمارے بہت سے آدمی شہید کر دیے جنہیں اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اس کے ہاتھ سے جام شہادت پڑا دی (اس کے بعد آپ نے ان شہداء کے نام لکھے جو کام آئے تھے نیز جن کا حال لکھا اور جو کچھ اس کے بھائی نے اس کے ساتھ سلوک کیا تھا وہ تحریر کیا اور اس بعد لکھا کہ اللہ پاک جل جلالہ بھی یحیٰ کی تاک میں ہیں اور ہم نے بھی اس کے ساتھ حیل اور کر کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر وہ اس پر عمل نہ کیا۔ اس وقت میرا ارادہ اور تمہارا عرصہ چھوڑ کر حلب اور غلاطیہ کے (جن جو شہر آباد ہیں ان میں جا نے کا ہے۔ آپ کے جواب کا خطرہ ہوں تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام۔ والسلام علیک۔

اسے لکھ کر آپ نے سر بھرا ہوا حضرت عبداللہ بن قرقہؓ یرمالی اور جند بن جبرہؓ (ننگری کوڑے کر دیا نہ ہونے کا حکم فرمایا۔ یہ

دونوں حضرات اسے لے کر مدینہ طیبہ کی طرف چلے۔ دن رات چلنے کی کوشش کی۔ عہد کے راست پر پہنچے وہاں سے چل کر ارض جفا (حکدان) کو قطع کرتے ہوئے مکہ مکرمہ کے قریب عرب کا ایک قلعہ ہے وارد ہوئے یہاں انہیں ایک سوار جو ایک پوری زورہ پہنے چمکتا ہوا فوغا لے اور وہاں سے مدینہ طیبہ کی طرف آتا ہوا دکھائی دیا کہ وہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں نکلا ہے یا کسی لڑائی اور محرم پر جا رہا ہے۔ جب اس نے ان دونوں حضرات کو دیکھا تو ان کی طرف چلا۔ حضرت عبداللہ بن جبریلؑ نے حضرت جعد بن جبریلؑ سے کہا خذیر کریں اس سوار نے ایسا جنگ اور ایسی حالت میں ہمارا سامنا کیا ہے۔ حضرت جعدؑ نے کہا ہمیں عرب کے سوار یا یہ دونوں سے خوف نہیں کرنا چاہئے۔ یہی کوئی ایسا شخص نہیں جو صاحب خیر ہو کر ہمارے ساتھ محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے ماتحت نہ ہو گیا ہو۔ جب وہ سوار ان دونوں حضرات کے بالکل قریب آ گیا تو انہیں سلام کیا اور کہنے لگا۔ آپ حضرات کہاں سے تشریف لارہے اور کہاں جا رہے؟ انہوں نے کہا ہم حضرت امیر ابوعبیدہ بن جراحؓ کے قاصد اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی خدمت میں جا رہے ہیں اور آپ کون صاحب ہیں؟ اس نے کہا میں بلال بن بدر حاضی ہوں۔ انہوں نے کہا اور ان کا کیا سبب ہے کہ تم آپ کے پاس مسلمان حرب ابی بکرؓ سے ہیں۔

اس نے کہا حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے حکم نامہ کے بموجب جو آپ نے ہمیں جہاد کے لئے شام جانے کے واسطے روانہ فرمایا ہے۔ میں اپنے قریب قوم اور ساتھیوں کی ایک جماعت نے کربلا کی طرف جا رہا ہوں۔ میں نے جب ہمیں اس جنگ میں جاتے ہوئے دیکھا تو تمہارے پاس اس غرض سے چلا آیا کہ تم سے دریافت کروں کہ تم کون ہو اور کہاں جا رہے ہو؟ میرے تمام ساتھی میرے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد اس نے ان دونوں حضرات کو سلام کیا اور جرح سے آتی ہوا ہی طرف کو لوٹ گیا۔ ان حضرات نے بھی اپنی اپنی اہلیاں اور بچے جو حاضریں اور چل پڑے۔ اسی وقت حضرت جعدؑ نے ہمارے لئے دکھائی دیئے۔ بلال بن بدر بھی ان کی طرف چل کر اپنے ساتھیوں میں جا ملے اور اپنی قوم کو رسول اللہؐ کے دونوں صحابہؓ کے محل سے مطلع کیا۔ وہ قوم یہ سن کر بہت خوش ہوئی اور شام کی طرف چل دی۔

حضرت عبداللہ بن قرقہ اور جعدہ بن جبریلؑ مدینہ طیبہ پہنچے۔ مسجد نبویؐ میں داخل ہوئے حضرت عمر بن خطابؓ نیز تمام مسلمانوں کو سلام کیا اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کو وہ خط دیا۔ آپ اسے پڑھ کر بے حد خوش ہوئے۔ جناب باری عزاسکے جناب میں ہاتھ دھوئے اور عرض کیا اللہم کفہ المسلمین شر کل ذی شر علیہا آ آپ ہر شر کرنے والے کے شر سے مسلمانوں کی کفایت کیجئے (یعنی انہیں بچائے) اس کے بعد آپ نے منہ دی کہ تم دیکھو کہ وہ مسلمانوں میں یہ الفاظ پکارتے کہ اہل اسلام جا سجدہ۔ جماعت تیار ہے۔ جب لوگ آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے ان کے سامنے حضرت ابیعبیدہ بن جراحؓ کا خط پڑھا بھی خط پوری طرح ختم بھی نہیں ہوئے پایا تھا کہ آپ کے پاس حضرت موت اور اقصیٰ بن یحییٰ حسانؓ سہارا دار اب کے کچھ سوار آئے اور شام کی طرف ہونے کی اجازت طلب کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ جہاد کے دشمنی جہاد سے اندر برکت عنایت فرمائیں تم کہتے آؤی ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم چار سواروں سے کچھ زیادہ ہیں۔ تین سو ہمارے ساتھ اہل انصاف ہیں جن پر ہم

۱۱۰۰ سوار ہو سکتے ہیں۔ نیز ہمارے ساتھ کچھ ایسے آدمی بھی ہیں جو پیدل ہیں اور ساری نہیں رکھتے اگر جب حضرت امیر المومنین ان کے لئے سوار یاں کا انتظام کروں تو ہم دشمن کے قریب پہنچ جائیں۔ آپ نے فرمایا ایسے لوگ کتنے ہیں؟ انہوں نے کہا ایک سو چالیس اشخاص ہیں۔ آپ نے فرمایا عرب میں یا غلام؟ انہوں نے کہا عرب بھی ہیں اور غلام بھی، جنہیں ان کے مالگوں نے جہاد اور دشمن کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔

آپ نے اسی وقت اپنے صاحبزادہ حضرت عبداللہؓ کو بلا کر یہ جہاد کی کہ مال صداقت میں سے ستر سوار یاں لاؤ تاکہ یہ ایک سو ۱۰۰۰ ہو جیسے تھیں۔ نیز اپنا خود و خوش کامان اور اپنی ضروریات کی چیزیں بھی ان پر بار کر سکیں۔ حضرت عبداللہؓ میں حضرت سحر اذنت لائے اور ان کے سپرد کر دئے اور فرمایا اللہ پاک جادک و تعالیٰ تم پر رحمت نازل فرمائیں جلدی کر کے اپنے سلطان بھائیوں کے پاس پہنچ جاؤ اور اپنے دشمنوں سے لڑنے میں سرعت سے کام لو۔

اس کے بعد حضرت امیر المومنین عربین خطابؓ نے حضرت اذہید بن جراحؓ کے نام حسب ذیل خط لکھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد۔ تمہارا اعلیٰ معاصدوں کے پہنچا۔ دشمنوں پر فتح و نصرت کی خبر نیز مسلمان شہداء کے حالات سن کر خوشی ہوئی۔ تم نے جو خطبہ اور خطبہ کیا کہ دین جوشہرہ میں ان میں جانے کے متعلق اور محاصرہ اٹھارہ دن کی بات تحریر کیا ہے۔ یہ تمہاری رائے غیر انسب ہے اور میری رائے کے خلاف ہے۔ کیونکہ جس شخص کے تم قریب پہنچ گئے اس کے شہر اور دیار کے مالک ہو گئے اسے چھوڑ کر دوسری طرف سفر کرنے سے تمام اطراف و جوانب میں یہ خبر مشہور ہو جائیگی کہ تم اس پر قادر ہوئے اور نہ اس کا کچھ بگاڑ سکتے۔ اس سے تمہاری ہوا خیزی ہو کر لوگوں کے دلوں میں تمہاری کمزوری اور اس کی طوئیت عینہ جانے لگی جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ جس شخص نے آج تک تمہارا مقابلہ نہیں کیا وہ مقابلہ کے لئے تیار ہو جائے گا۔ وہی لشکر اور تمام کے ہر چھوٹے بڑے کو تم پر جرات پیدا ہوگی۔ بادشاہوں میں تمہارے متعلق معابدات ہوئے تھیں گے اور ان کے لشکر ہر طرف سے ہر جوار کے تمہارے مقابلہ میں آجائیں گے۔ لہذا اس وقت تک کہ بارہی تعالیٰ جل مجدہ اسے تمہارے ہاتھوں سے لگتی نہ کرادیں یا وہ خود اگر اللہ جبارک و تعالیٰ چاہیں قاصد تمہارے سپرد کر دے یا محل ہلال و علم نواز اور کوئی حکم نہ فرمادیں کہ وہ سب سے بڑھ کر حکم ماننے والے ہیں، تم وہاں سے ہرگز قدم نہ بڑھاؤ بلکہ محاصرہ سخت کرنے کے لئے ہر جگہ دست و چیل، گھاتوں، جنگ راستوں، کشادہ مرکزوں، و وحید دریاہوں اور چھوٹے چھوٹے نالوں تک میں فوجیں منتھیں کہ وہ اور قیمت و عاقبت کا سلسلہ سڑب کے حدود سے لے کر فرات تک پہنچاؤ جو قطعاً تم سے صلح کرے اس سے صلح کر لو اور جو سلامت روی اختیار کرے اس سے تم بھی اسی طرح پیش آؤ۔ اللہ پاک جبارک و تعالیٰ تم پر نیز تمام مسلمانوں پر میرے قائم مقام اور خلیفہ ہیں۔ میں اپنے خط کے ساتھ ساتھ تمہارے پاس معززات و ولید اور اہل مشائخ یمن کی ایک جماعت جس نے اللہ پاک جبارک و تعالیٰ کی خوشنودی اور جہاد کی تمہیل اللہ میں ملی جان کو پیش اور جنت کر دیا ہے بھیج رہا ہوں۔ اس میں عرب غلام سوار اور پیادے بھی طرح کے آدمی ہیں اور اللہ تعالیٰ اسی طرح سوار و پیادہ سے پاس تک پہنچتی رہے گی۔ والسلام

آپ نے اس مظلوم کر کے ہجر کیا اور حضرت عبداللہ بن قریظ اور حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے سپرد کر کے۔ بائیکاٹ کا حکم دیا۔ یہ اس وقت والی حیدریت کے ساتھ روانہ ہو گئے۔ مسلمانوں کی یہ جماعت نہایت کوشش کے ساتھ چلی چ رہی تھی اور راستہ میں حضرت عبداللہ بن قریظ ان کے سامنے سے باؤش ہو کر ان کی فوجات کے متعلق پوچھتی اور حالات معلوم کرتی نہایت تیزی سے لڑائی تھی کی افواج اسلام کے ہتھیار کا ذکر آئیں کہ اس وقت مسلمانوں کی فوج کہاں اور کس جگہ معرکہ پیکر ہے؟ حضرت عبداللہ بن قریظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سید سالار لشکر اسلام نے اپنی حیدریت سے قلعہ منب کا محاصرہ کر رکھا ہے اور قلعہ میں رومیوں کا ایک بہت بڑا سردار اپنی فوج کو رہا زوروں کو کھٹے ہوئے بٹھوے ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایں قریظ! اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ لوگ اپنی دوسری قوم کی طرف مسلمانوں سے مصالحت نہیں کر لینے۔ حضرت عبداللہ بن قریظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: حاضر عرب! ہم نے جنگ یرموک کے بعد کسی شخص کو ان تک اتارنا ہوا اور جری نہیں دیکھا تھا وہاں ٹھہرے اس نے بہت سے آدمیوں کو قتل کر دیا اور بڑے بڑے بہادروں کو بچھا کر دیا۔ غفلت کے وقت کم بخت مسلمانوں کے لشکر کے کسی سمت آجاتا ہے۔ آدمیوں کو قتل اور مال کو لوٹ کے بھرتہ دیتی ہیں کسی گھس جاتا ہے۔ کئی رات کے بعد میرے میں چھپ کر صدارتے والوں کی تاک میں بیٹھ جاتا ہے اور جب وہ قریب آتے ہیں تو ان پر لوٹ مار کر کے فوجیں گرفتار کرتے ہیں پانچ روزہ اور اسباب کو بکڑ لے جاتا ہے اور وہ لاکھ ہزار سے محصورہ میں ہے مگر میں خبر بھی نہیں ہوتی اور اس وجہ سے اس سے ہم فوج ہاراج کئے رہتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ کچھ ان دیگر حضرات کے جو حضرت عبداللہ بن قریظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کامیاب منہ ہور مجھ رہے تھے نوک کھدوا میں سے نئی صریف کے غلاموں میں کہ ایک غلام تھا جس کا نام داکس اور کنیت ابوالبول ج تھی یہ بچے عام اور کنیت دونوں سے مشہور تھا نہایت حیاء و محنت کی اس کی سیاسی فکر چمک پائی ہے اور اس کا سمت اور سبیل کے پورے کی طرح ذہن زول میں بہت طویل جس وقت بڑے گھوڑے پر سوار ہوتا تو اس کے پیڑ میں سے نکلنے اور اس پر نکلا کھینچے ہوئے بچے جاتے تھے اور جب اونگی سامنے پر چلتا تو اس کی دونوں ہاتھیں سامنے کی سے دونوں جڑوں سے اس سے جس اور ٹھیک رگڑائی ہوئی پینٹھو جس نہایت بہادر و فصیح اور جاننا ساز اور تھا حتیٰ کہ اذکندہ، داؤی، حضرت جہل پھر اور امش شجر میں اس کی بہادری زبان زد تمام تھی اور اس کی بہادری کے کام نہایت گراماں قدر نگاہوں سے دیکھے اور سراپے جاتے تھے اور وہی وجہ سے اس کی بہت بڑی قدر تھی۔ الی ہا یہ (جنگل کے بچے والے یعنی بدو) اس کے نام سے ٹھہراتے تھے اور امش شجر کو یہ کہتی جاتے ہیں لوٹ لینے تھا اور وہ دہت مارتے تھے۔ اصل اور محمد و محمد زوں کے سوا اگر یہ بڑے جانتا تھا تو اس کی کرکھو نہیں پہنچتے تھے اور اگر وہ عرب کو یہ جنگل میں مل جاتا یا ان کی گھاٹوں میں اس کا ذکر جانتا تھا تو اس کی حیدریت و شجاعت اور وہ بڑے بڑے ذکر کا کثرت سے بڑھا رہا ہوتا تھے۔ اس نے بھی یقین اور اس کے ان کا سون کا جواس نے مسلمانوں کے ساتھ کئے تھے تہہ کو۔ قریب تھا کہ یہ اپنے قلعہ کی آگ میں خود ہی جل کر ناکستر ہو جائے اور اسے جلد کرنے کی وجہ سے گھٹ کر اس کا جسم پار و پار دیں جائے کہ اس نے حضرت عبداللہ بن قریظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ کر عربی بھائی خوش ہو جاؤ۔ خدا کی قسم! میں کوشش کروں گا کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ میرے ہاتھوں سے اس کی کئی پلیہ کر دیں گے۔ آپ یہ سن کر بے آنکھ کے

۱۔ کندہ یا کھر قریب میں سے آید صورت اسی کا نام ہے اس قبیلہ میں۔ فی ظریف کا جو یہ ایک اور قبیلہ ہے اس کے لوگوں میں سے ایک غلام

قرہ ۱۲

جو قبیلہ میں ابوالبول ہے۔ ۲۔ تہہ

میں ٹھس جاتے تھے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ وہ مقابلہ میں ہو کر بہت کم لڑتا تھا اور دن میں آج تک کبھی قلعہ سے باہر نہیں نکلا تھا بلکہ مسلمانوں کی غفلت کا فتنہ برپا تھا کہ کب یہ کاغذ ہو گا کب کب کرین اور کب مسلمان پر چھاپے۔ دونوں جس وقت آئے والے مسلمانوں نے اپنے اپنے قبیلوں، طئی، حنسی، عہدیان، کندہ اور حضرموت کو رات کے وقت سخت پیرو دیتے ہوئے دیکھا تو داس ابوالہول اپنے قبیلہ ظریف سے کہنے لگا خدا کی قسم! تم بڑا سخت اور گزرا پیرو دے رہے ہو۔ انہوں نے کہا دشمن مقابلہ پر ہے۔ پیرو کس طرح نہ دیں۔ اس نے کہا دشمن قلعہ میں ہے۔ تم کھلی اور فریاد میں ہو۔ پھر دشمن تمہارے مقابلہ میں نہیں ہے جو تمہیں ڈرائے پھر خوف کس بات کا۔ انہوں نے کہا ابوالہول اس قلعہ کا ایک ایرہ ہوا انہوں سر دار ہے جو ہمیشہ ہماری غفلت کا فتنہ برپا ہے۔ اگر ڈراما میں غافل دیکھتا ہے تو فوراً تھارے لشکر کے کسی سمت آ پڑتا ہے اور مارا ہاڑ کر دیا ہوا مرنے تک پہنچ جاتا ہے۔ داس ابھی جواب دینا ہی چاہتے تھے کہ لشکر کے اندر ایک طرف سے شور مچا بلند ہوا اور شور عظیم کی آواز میں آئے تھیں۔ داس اپنی گوار کو گھنٹتے اور ڈھل کو موڑے پڑا لٹے ہوئے نکلے ہوئے کھڑے کھڑے شور دھڑکی آواز میں آدھی تھیں، ادھر چل دیئے۔ چونکہ مسلمانوں کو غافل پارک اپنے پانی سو بار اور سو بار ماؤں کو لے کر مسلمانوں پر آجڑا تھا۔ داس ابوالہول نے وہاں پہنچے عیاضین کے وسط میں پہنچ کر کھوار منہوال اور حسب ذیل رجز یا اشعار پڑھ پڑھ کے اس سے کام لینا شروع کیا۔

(ترجمہ اشعار) میں ابوالہول ہوں اور میرا نام داس ہے میں نیزہ مار مار کر تمہاری شامت پر حملہ کرتا ہوں شیر ہوں شیر اور خنٹے لڑنے والا بہادر ہوں اور دشمنوں کی منہیں چیر کر رکھ دیتا ہوں۔

داس کا حال

کہتے ہیں کہ داس اشعار پڑھتے جاتے اور اپنی گوار سے اس کے چرواہوں کو کہتے جاتے تھے۔ آپ کے ساتھ نبی کریم کے بہادروں اور سواروں کا ایک دست بھی تھا۔ چوتھے جب اس کا گھائی بکا کولپنے اور ہراتے دیکھا تو فوراً نہایت لہری کر کے بھاگا۔ وہ سوداوی اس کے گھیت رو گئے۔ داس نے قلعہ تک حملہ کرتے ہوئے اس کا تعاقب کیا قلعہ سندھ کی ایک جماعت بھی اس کے ساتھ تھی حضرت ابوسعید و بن جراح نے ان لوگوں کو آواز دی اور فرمایا تمہیں میری طرف سے قسم ہے اس رات کے اسیے اندھیرے میں تم ان کا تعاقب نہ کرو۔ یہ سنتے ہی لوگوں نے داس سے کہا ابوالہول! سر دار تمہیں نیزہ مگوں کو کولپنے کی قسم دے رہے ہیں۔ اللہ پاکہ تارک و تعالیٰ تمہیں جزائے خیر عطا فرمائیں لوٹ چلو۔ داس نیزان کی قوم اپنے خیمہ کی طرف لوٹ گئی۔ قوم کندہ بلا دست میں چلے ہو گئی تھی۔ بادی تعالیٰ چل چمچہ نے دم فرمایا اور لوگوں رو میوں کے نکلے اور ان کی ہلاکت سے بہت خوش ہوئے۔

جب معج ہوئی تو مسلمان اپنے معبود برحق کی خدمت میں حیدر ریزی کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت ابوسعید و بن جراح نے انہیں ان کے معبود کے سامنے لکھڑا کیا اور یہ اس کی قرینہ و تجوید میں مشغول ہو گئے۔ نماز فجر سے فارغ ہونے کے بعد پیام بن اپنے اپنے خیموں اور خڈو کا ہوں کی طرف لوٹ گئے اور حضرت ابوسعید و بن جراح سالار لشکر اسلامیہ کی خدمت میں چند مردان لشکر اور دو سائے مسلمین کے اور کوئی نہ مرد رات کے ساتھ کاز کر آ گیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے۔ اللہ پاک تہرہ کہ د

عقلانی حصار سے مراد کیسے اور کیا نہیں۔ میں نے ذاتِ قوم کندہ کار دیکھا کہ وہ غلامِ حنہ میں جتا جا رہی تھی مگر اس نے نہایت ثابت قدمی اور پامردی سے اس کا مقابلہ کیا اور اس کے بہادریوں اور دیرینہ لوگوں نے دشمن کی شرارت کو جس سے بہت جلدی دفع کر دیا۔ آپ نے فرمایا وہ سیران اٹھ اکیس تھیں تو پانچ گج کہتے ہو۔ قوم کندہ نے اپنی ثابت قدمی اور جرأت سے لوگوں کو بہت زیادہ دھمکا دیا۔ واللہ میں ذاتِ قوم سے نہ بڑھا کر اور پہلے نے بہت اور عمدہ کوشش کی ہے مگر میں نے اس کو نہیں دیکھا تھا جس کی طرف وہ اشارہ کرتے ہوئے تھے۔

یہ شہنشاہِ روم اسے کندہ میں سے ایک شخص جس کا نام سرائی بن مروان بن حرب کندہ کی تھا کھڑا ہوا اور کہنے لگا اللہ پاک ہمارے دشمنی سے کتنی حمایت فرمائیں۔ دامنِ ابوابِ نہایت جری آدمی ہے جو مدخلِ مملکتوں کو در و دراز دیرلوں کو نو فرود بہادریوں کو مدخل اور بیرون کو نیست و نابود کر دیتا ہے۔ یونانی جماعت سے کسی ٹھکانے اور اچھے انھوں پر نہایت دھمکانے کر رہا ہے۔ حضرت ابو سعید بن جراحؓ حضرت زید بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کاہل کر کے کفر، نے لگے تھے کہ سرائی کی لٹکتی جوتاہوں نے اپنے غلام اس کے متعلق کی ہے ہے۔ حضرت نہ۔ بن ابیہ نے کہا تو اچھی ان کا قول خدا انت پر مبنی ہے میں نے بھی اس کی شجاعت اور امت سے متعلق اس کی بہت تعریف کی ہے۔ ایک شخص نعمان بن عثیمہ مہری مجھ سے کہتے تھے کہ ایک مرتبہ اس نے تنہا ہم پر بھی دھمکی تھی ہماریساتے ایک ساحل پر پڑے ہوئے اور قریب ستر آدمیوں کے تھے۔ اس نے کہا ایسا اڈا اور کھڑا تھا کہ تمام قلعہ کا بل کر کھو دیا تھا اور جو کچھ ہمارے پاس تھا وہ سب لوٹ جاتا تھا۔

تھیں یہ جوتا کھڑا مہر سے پانچا ہلا پہنچا تھا جو کچھ کسی وقت کا اس کے لئے تھا تو قوم مہر سے لکر چتر آدمی تھے مگر وہ اس کی بہادری و شجاعت ان کی اور شہادت سے خوف کھاتے اور مال، پوچھاؤں اور اڈا کو ساتھ لئے گئے اس کے ارکے دسے پہاڑوں اور دریائے ساحلوں پر پناہ دھمکے بھرتے تھے۔ میان کی جگہ دور میں تھا اور ان کی اہم کی خبریں معلوم نہ کر سکتا تھا۔ جب سے یہ بالکل کھلے ہوئے تھے کہ گویا ہمارے گھر پر پڑے ہوئے ہیں تو یہ اپنی قوم کے پاس آیا اور اس سے مدد چاہنے لگا۔ اس نے اپنی راہی اعتبار کی اور کوئی قوتی اس سے نہ تھا کہ اس کے لئے کہنے تیار نہ ہوا۔ یہ تمام مشیروں سے خواہ وہ سیدھی سڑک پر ہوں یا پتھر پر راستوں پر ڈھکی ہوئے یا دریا کے کنارے ہر ایک سے واقف تھا۔ جب اپنی قوم کی طرف سے بالکل یوں ہو گئے تو اپنے خیمہ میں آئے اسباب کا بشوار واسے کندہ ہوں پر کھڑا اور تن تجا میں کھڑے ہوں اس کے پاس اس کی قوم کے چند آدمی آئے اور اس سے کہنے لگے کہاں کا ارادہ ہے اور چتر سے ساتھ کیا چیز ہے؟ اس نے کہہ دیا قوم ابھی عدا اٹا رہی ہے اور اپنا ہلا لیجئے کے لئے میرا ارادہ یہی شعر پر حالتِ ہمارے آگے کا ہے۔

قوم کے بڑے بڑے اس سے کہنے لگے تھے کہ بھی کام عجیب جرب ہیں حالانکہ تو نہ تباہی کہنی شعر کے ستر آدمی ہیں اور ہر ایک ان پر غارت کا ارادہ رکھتا ہے۔ مجھ کو شخص ستر کے مقابلہ میں جا کر کہتا ہے وہ دیکھیں کچھوں کی چوٹی ہی اٹھا کر چل دیا کرتا ہے۔ ہمیں وہ یہ معلوم ہوا ہے کہ تو جو گھراؤ کے پاس جا رہا ہے۔ جو گھراؤ۔ ا۔ مندر سے کہ قیدی بنی دیاس کی ایک باندی تھی جو مسافقات مصر سوئے کے ایک گاؤں میں جس کا نام اٹل (مخل) تھا رہا کرتی تھی۔ دامنِ نوا سے بڑی محبت تھی اور جو کچھ پال دیتا، گھوڑے اور اونٹ لوٹ میں لایا کرتا تھا وہ سب اسے ہی دے دیا کرتا تھا۔ اس واسطے کہ زیادتی اور شرمت کی پروا نہ کی کہتا تھا اور

نہ زیادہ سے کرکس کیا کرتا تھا بلکہ یہی جانتا تھا کہ اسے اپنے جاؤں۔ حضور ابراہیم تو وہ ہے پر راضی بھی نہیں ہوتا تھا اس لئے لوگوں نے یہ سمجھا کہ یہ ای کے پاس جا رہا ہے۔ داس یہ کہنے لگا خدا کی قسم اچھا رہا اگلاں بالکل باطل ہے جس کو جو کہنے والے اور اس کو تم بہت جلدی معلوم کرلو گے اور اس شخص حق کا حق راہ را در کتہ ہوں۔ یہ سن کر اس کی قوم ٹوٹ آئی اور اسے اکیلا چھوڑ دیا۔

کہتے ہیں کہ یہ وہاں سے روانہ ہو کر اپنی قوم اور قبیلہ کے چارہا میں آیا اور ان کے دونوں میں سے سواروں کے لئے ایک اونٹنی چڑی اس پر سوار ہوا اور وہ حال اپنے سامنے رکھی پشتوار کو اپنے پیسے کا وہ کے اوپر رکھا اور اپنے حریف قبیلہ کی طرف چل دیا۔ ایک دن اور ایک رات برابر چنہ رہا حتی کہ آغوش میں اس نے اپنی اونٹنی کو ایک بچس کی طرف پھیرا اور اس میں پہنچ کر یہاں سے اتر چلا آیا۔ اسباب آثار اور اس کے زلفوں کو اس کی باگ سے باندھ کر نہ سے چرنے کے لئے پھوڑا دیا وہ پیر بدھی ہوئی چنے لگی۔ خود اس غرض سے کہ چونکہ وہ قوم مجھ سے قریب ہے ایسا نہ ہو کہ کہیں مجھے کچھ لئے اور چروں کے اور میان میں چپ کیا۔ جب اسے وہ تمام دن وہیں چلنے پڑنے لگا اور رات ہو گئی تو پھر یہ اونٹنی کے پاس آیا اسے خدا کے اس پر اسباب لاوا اور اس کے چادہ پر بیٹھ کر قوم کی طرف چل دیا۔ چلتے چلتے جب رات کچھ گزری تو اس نے اس قوم اور قبیلہ کی محبت مٹتی ہوئی دیکھی۔ اس نے اپنی اونٹنی کو ایک دوسری طرف پھیر دیا۔ وہ ایک اونٹنی جگہ پر جو قوم سے ہندھی نیز جس پر بڑے بڑے لارفت کھڑے ہوئے تھے چڑھ گئی۔ اس نے وہاں اسے خلیا اور اس غرض سے کہ یہ یہاں چرنے نہ بھیجے۔ اسے ان دونوں سے باندھ دیا تاکہ اس کے چرنے اور چکانے کی آواز وہ قوم نہ سن سکے۔

اس کے بعد وہ اپنے پشتوار کے پاس آیا اسے کھول اور اس میں سے مختلف کپڑے نکال نکال کر ایک جگہ رکھے لگا پھر ان دونوں کے پاس گیا اور وہ آدم کڑیاں کاٹ کاٹ کر انہیں ترتیب اور صف بندی کے ساتھ چروں سے خوب کر کے قوم کے گھروں، دروازوں اور نیموں کی طرف ان کا رنگ پھیر کر ان پر ازوریں اور شلواریں ڈال دیں۔ اسی طرح چالیس لڑکیاں بھیں، اہم نصب کر کے خود سرخ اور دار جوانی جوڑا پہنا۔ اس نچلے سے نیچے ان قوم کے پاس آئے اس کے عیوں کی گرداس پکر میں پھر تارہ کہ ان پر کسی طرح اور کہ داد سے حمل کروں۔ رات چو کہ بہت گزری تھی اس لئے توقف کیا اور فجر کے طلوع تک اپنے داؤچ کر کے کا انتظار کرتا رہا۔ صبح ہوئی تو سامنے کے قریب پہنچا۔ کوار برہدی کی ذہال ہاتھ میں لی ان کی طرف چلا اور جب ان کے قریب پہنچ گیا تو انہیں آواز دی اور کہا میں ابوالہول ہوں تمہاری موت تمہارے پاس پہنچ گئی ہے۔ یہ آج کی صبح ختی اور معصیت کے ساتھ تم پر آئی ہے اور دربار اور خشکی دونوں طرف سے اور ادا کی ٹھٹھ جھاتی ہے۔ یہ کہہ کر خود اسی زور زور سے پکارنے لگا اسے آل طریف اسے آل کد و اپنی طرف کا بدلے لے دینی طریف کا بدلے لے لو۔

یہ سننے ہی قوم میں جھکی چڑ گئی مرد اپنے آپ کو قبول کئے۔ مگر جس چائے نکلیں اور آدمی گھروں سے اٹھ نکل کر پہاڑوں کی طرف بھاگ پڑے۔ داس ان کے پیچھے پیچھے ہوا مگر جب انہوں نے اس کو کیا دیکھ تو ایک دوسرے کو ترغیب اور شجاعت دلانے لگا۔ لوگ لڑنے کے لئے اس کی طرف چلے اور اسے اکیلا دیکھا کہ اس کے مقابلہ میں ذات مٹے اور چام کو قتل کر دیں اس نے ان پر صبر کرنا شروع کر دیا۔ یہ مٹا کر تھا اور پیچھے کو لٹ جاتا تھا پھر بڑھتا تھا اور ایک آدھو ٹپک کر کے پھر پیچھے ہوجاتا تھا۔ لوگوں نے جب اس کے حمل کی شدت جو اندر کی اور صولت دیکھی تو پابانہ سبقت کر کے اس ہندیل پر پہنچ جائیں اور پھر اس کے عقب سے اس

پر حملہ کر دیں۔ مگر جب اس نے ان کا یہ ارادہ معلوم کیا تو اسے بس بات کا خوف داکہ یا کر نیند پر پہنچ گئے تو انہیں میرا اتنا سکر کا جال جو میں نے لٹکری اور پکڑوں سے بن دکھا ہے معلوم ہو جائے گا۔

یہ سوچ کر یہ نہایت کوشش کے ساتھ آگے بڑھا اور سہقت کر کے ان سے کہے جو کہ یہ کہنا ہوا کہ گویا کسی جماعت سے کہہ رہا ہے ان سے پیسے ٹیلہ پر چڑھا گیا اسے آبی قریب اسے آلی کندہا ہوشیار ہوشیار قوم نے تمہارا قصد کیا ہے ایسا نہ ہو تم پر حملہ کر دے۔ میں تمہاری طرف سے انہیں کافی ہوں۔ ہاں اگر میرے اور کچھ آج آتے دیکھو گئے تو تم بھی حملہ کر دینا۔ جی ضررے جب ٹیلہ کی طرف اٹھ اٹھائی تو صبح کی کچھ کچھ سنیڈی میں انہیں وہ پکڑے ولی پکڑوں آبی وکلائی دیں اور انہیں بالکل یقین ہو گیا کہ یہ آبی ولی کھڑے ہیں۔ ان کے دور کی وجہ سے یہ دیا کی طرف پئے۔ داکس نے پکار پکار کے کہا شرار کیا۔ باقوم میں ہر شخص کو قسم دیتا ہوں کہ وہ اپنی جگہ سے مطلق نہ ہٹے اور اس ٹیلہ سے نیچے اترے اس تمام قوم کو میں اکٹلا کافی ہوں گا۔

داس کے مقابلہ سے قوم مہرہ کا بچھا گنا

قوم مہرہ نے اپنی پشت کی جانب بھاگنا شروع کیا کسی نے صدی میں اپنی جلی وانی سواری میں اپنے پیچھے جھلا دیکھی نے بیٹے کو ساتھ لیا کسی نے جس قدر داس سے ہوا۔ کائنات اپنی سواری پر لا اور بھاگے۔ چلا۔ داس اور اہل انہیں کی طرف آیا۔ وہیں غلام بازار کے بازار سے اور بڑھیں باقی رہ گئی تھیں انہیں نے غلاموں کو تنگ داکہ وادوں کو پکڑ کر انہیں۔ چنانچہ انہوں نے جھل جھمکی اور اس کے کھینے کے موجب وہ تمام اسباب ان وادوں پر لا دیا۔ اس نے غلاموں کی مشینیں ہاتھ میں اسباب ساتھ لیا اور اپنی قور کی طرف چل پڑا۔ جب اسی غلہ کے پاس آیا وادوں کو کھڑا کر کے نہایت عجیبی کے ساتھ اس پر گویا۔ کھڑوں کے اوپر سے کھڑے ہمارے اور میران میں آغا۔ جب انہیں ملے کر اپنی قوم کے پاس آیا تو اس کی قوم نے اس کے ٹھل پر بہت تعجب کیا۔

حضرت البیہدہ بن جراحؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے اس قصہ کو سن کر مراد میں نکدہ سے فرمایا کہ تمہارے اس غلام کو ملے کر میرے پاس آؤ گا کہ میں بھی اسے دیکھوں اور اس کی گفتگو سنوں۔ حضرت مراد سے ملے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا تمہارا نام داس ہے۔ اس نے کہا بلکہ پاک سبحان میری شان اودھا کر میں بس میرا نام داس ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے تمہارے جھنق عجیب و غریب واقعات سنے ہیں۔ خدا کی قسم اگر واقعی ان کے کاش ہو کیونکہ بڑے عمت آدی ہو۔ پاور کو تم اور تمہاری قوم آج تک ایسی جگہ لاتی رہی ہے جہاں نہ پر پڑتے اور نہ کوئی قلعہ بلکہ پر زوں اور قلعوں کو بچھانے تک نہیں تھے۔ تم نے واقعی رات دشمن کا مقابلہ نہایت جتنی عورت جہازی کے ساتھ کیا مگر یہ ذرا ہے اگر تم کو مارا اور یوق مراد سے نیچے اور متی دکر تے رہتا۔

اس نے کہا اللہ پاک جہاک (تعالیٰ) مراد کو بھی ماطا کر میں میں نے کئی مرتبہ جو میرہ مراد سے مراد راج کیا ہے اور چند مرتبہ ان کا دل واسباب ہوتا ہے ان کے یہاں بڑے اونچے اونچے جندہ اور نہایت وحید و وحید وادوں اور بہت بڑے بڑے جھروں کی سطوں والے ہیں۔ یہ یہاں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ جب وہ میرے کام میں آئی تھیں ہوئے تو یہ کس طرح مانع ہو سکتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں نہیں نہایت ہوشیار سمجھتا ہوں۔ کیا اس قلعہ کے متعلق تمہاری تم میں کوئی بات آئی ہے؟ اس نے کہا جب میں اپنے گھر سے اس کردہ کے ساتھ آپ کی خدمت میں آ رہا تھا تو میں نے اٹھا اور میں ایک خوب دیکھا تھا جس کی تصویر (توئی) میرا خیال ہے کہ اگر اللہ جہاک (تعالیٰ) نے چاہا تو بہت جلد ہمارا توجہ خیر معلوم ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا خواب ہے؟

اس کے بعد آپ نے داس ابراہیم کو کھڑا کر کے فرمایا: "یہ اور فرمایا: "یہ توئی علی بن ابی طالبؑ ہے۔ جو کھڑے ہوئے تو اب میں دیکھا ہے کہ میں سب ہم یوں کے سامنے جان کر رہے۔ داس کھڑا ہوا اور اپنے خواب کو سن دیکھ جان کر نے لگا۔ جس وقت یہ اہل تمام خواب جان کر چکا تو مسلمان حضرت ابوبکرؓ میں جراح کی طرف توجہ ہو سکے کہ اس نے اہل اسلام میں اس خواب کی کیا تفسیر ہے؟ آپ نے فرمایا: "میں نے اس کو فرمایا کہ تم پر رحم فرما۔ میں۔ یاد رکھو: یہ زبیرؓ جو اس نے اپنے خواب میں نبیایت بلند اور دشوار گزار تھیں اور گمانوں اور گمانوں کے بغیر دیکھا ہے وہ ابابکرؓ، عمارؓ، ابی بنی اسلمؓ اور عمارؓ آتے تھے دو جہاں محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت و فساد ہے اور وہ اور داس نے لوگوں کو متعین کیا ہے اور داس اپنی قوم کے لئے اس کے مقابلہ میں ہوئے اور مادہ و رو کوئی امر حسن ہے کہ اللہ پاک جہاد کوئی مسلمانوں کی طرف سے ان کے باطنوں سے اسے انجام دانا چاہتے ہیں۔

مسلمان آپ کی یہ تفسیر کو نہایت خوش ہوئے اور عرض کیا: یہاں ابراہیمؑ آپ اس سے متعلق کسی چیز کا حکم دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: "اولیٰ سرور اللہ پاک جہاد و قتال سے ذرا سے اور تقویٰ کرنے کا۔ دوسرے اس کے بعد بطور نبوت و مہر دشمنوں پر حق و شہادت کرنے کا۔ اللہ پاک فرمادے گا: "یہ تفسیر فرمائی۔ تم اپنے اپنے نبیوں میں لوگ جہاد، سامان اور آلات حرب و جس کے ہم زیادہ جہاد نہیں ہیں درست کر۔ میں بھی تمہیں تیرے دشمنوں کی طرف روانہ کروں گا۔ ان کی سریر میں اس سامان کے خلاف کوئی اور توجہ پانگائی تو اس کی بات ہے کہ یہ کہ میں ان لوگوں سے جن پر مجھے غصہ ہے بیٹھ مشورہ کر رہا ہوں اور اتحادی فرمانے کو چاہتا ہوں۔

مسلمانوں میں یہ سن کر متعجب و آزار سے کہنے لگے: "یہاں ابراہیمؑ اللہ سبحانہ آپ کی روانے کو قہر فرماتا ہے کہ آپ کے دشمن پر مظلوم منصور فرمائیں۔ اللہ پاک دعاؤں کے سنیے والے جانتے والے اور اپنے اور دوسرے پورا کرنے والے ہیں۔ یہ کہہ کر لوگ اپنے اپنے نبیوں میں چلے آئے اور اپنے اپنے کام میں مشغول ہو گئے۔ کسی نے کہہ کر توجہ کرنا شروع کیا۔ کوئی فرمان کو درست کرنے لگا۔ کسی نے زور و تکیہ کر کے رکھا اور کوئی کھڑے کی فلاحی و انی میں کٹ گیا اور اس طرف سے یہ تمام دن ان کی کاموں میں صرف ہو گیا۔

داس کا قلعہ فتح کرنے کے لئے ترکیب سوچنا

صبح ہوئی تو حضرت ابومعینہؓ جراح آئے داس کو دیکھ کر فرمایا: "اس کے بندے اس قلعہ سے متعلق تمہاری کیا رائے ہے؟ اور کیا دوسرے جہاد تمہاری سمجھ میں آتا ہے؟ جو کارآمد ہو سکے۔ اس نے کہا: "یہاں ابراہیمؑ قلعہ ایک نہایت بلند اور مضبوط قلعہ ہے جو ہر جن کی فوجوں کو عاجز کر دے اور اپنے ملازموں کو اپنے دست و پا کر دیتا ہے۔ اس کے محصورین کو اس کے کاموں سے ترستے ہوئے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے اور نہ وہ محصورین کو اس کے وقت ان سے شہت میں آسکتے ہیں۔ البتہ میری سمجھ میں ایک ایسی ترکیب اور ایک ایسا عمدہ حیراں ہے کہ اس کے حاکم کو اس طرف سے مغلوب نہیں ہو سکتے۔ میں اللہ اعلم۔ اس حیل کو دیکھو ان کے ساتھ جہاد کا اور اس اپنی ترکیب کو ہمارے عمل پہنچاؤں گے۔ مجھے ذات باری تعالیٰ علی محمدؐ سے کامل امید ہے کہ ہم اس کے زریعہ سے اللہ تعالیٰ ان کے اٹاک کے ساتھ اور ان کے عقوبتات پر کاغذیں جو جائیں گے اور انہیں مغضبی سے خیریت دے کر دے دیں گے۔

آپ نے فرمایا: "داس اور کیا ترکیب اور حیراں ہے؟ اس نے کہا: "اللہ پاک فرمادے گا: "یہ ترکیب تو جی میں ہے۔ آپ خود ان کے اٹاک کرنے اور پوشیدہ ہاتھ کے ظاہر اور انہیں کرنے کی خدمت و شہادت اور اسے چھپانے اور عالم افکارانہ کرنے کی خبریں

سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ مجید چھپا ہوا ہے یا پھر اور اچھا ہوتا ہے (کہتے ہیں کہ سب سے اول داس نے علی بیگ کو کہا کہ داس نے مشیر اور زبان زد قوم کو کرشل کی صورت اختیار کر لی) آپ نے فرمایا اچھا اس جیل اور طرح میں کن کن چیزوں کی ضرورت ہوگی تاکہ انہیں میرے کرلے جائے اور ہمیں اس میں کیا کرنا چاہئے؟ اس نے کہا کہ آپ اپنے تمام شکر کو لے کر قلعہ پر چڑھ جائیں اور اس کے مقابلہ میں فرما جائیں تاکہ ان کے دلوں میں آپ کی ہیبت پیدا ہو جائے اور یہ قلعہ جو جانے کے لئے موجود اور تیار ہیں۔ میں اپنا وہ داؤد اور جیل کروں گا۔ مجھے ہند پاک کی ذات سے کامل یقین ہے کہ اللہ و اللہ تعالیٰ میرا داؤد ٹھیک بنے گا اور میرا فاتحہ اتمام ہوں گے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے لشکرِ رومانی کا حکم دیا۔ لشکر کو فتح کر کے قلعہ کے پاس اور قلعہ کے نیچے فرسٹ ہو گیا۔ جنہیں دیکھ کر کے غرے بلند کئے۔ اسطرح میانوں سے نکالے اور دشمنان قلعہ کو رونا شروع کیا۔ رومیوں کی ایک جماعت قلعہ کی فصیل پر آکھڑی ہوئی اور لشکرِ اسلام کو دیکھنے لگی۔ مسلمانوں کی جنت و جہان کی دیکھ کر گھبرا گئے۔ اس پر ہیبت طاری ہوئی اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے ان کے قلوب میں دھبہ ڈال دیا حتیٰ کہ وہ اپنے قلعہ میں مضطرب و بے یمن ہو گئے۔ ایک دوسرے کے پاس شے آہیں میں مشورہ کرنے لگے۔ کسی نے کہا ہم لڑیں گے اور کسی نے کہا ہم قلعہ میں ہی بیٹھے رہیں گے کیونکہ یہ ہم پر کسی طرح کا دباؤ نہیں ہو سکتا۔ آخر ان کی رائے یہی قرار پائی کہ قلعہ کے اوپر سے ہمیں لڑنا ہی چاہئے۔ چنانچہ یہ قلعہ کے برجوں اور اعلیٰ اداں پر چڑھ کر مسلمانوں پر پھر اور تیروں کی بارش برسانے لگے۔ ایک دن اور ایک رات برابر اسی طرح جنگ ہوتی رہی۔ دوسرے روز لڑائی موقوف ہو گئی مگر مسلمان قلعہ کو گھیرے دہلیز پر سے اور برابر بیٹھا بیس دن تک پڑے رہے۔ ان ایام میں داس لگا تا دھیل اور داؤد کرتے رہے مگر انہیں کوئی اذیت نہ پہنچا سکتے۔

کہتے ہیں کہ جب بیٹھا بیس قوم پورے گزر گئے تو داس حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس آکر کہنے لگے ایسا کیا میرا میں عاجز آ گیا ان ایام میں بڑی بڑی تیریں سوچیں اور کیں مگر ایک کارگر نہ ہو گیا۔ اب ایک اور تدبیر مجھ میں آئی ہے اور اللہ پاک عزوجل سے امید ہے کہ اس کی وجہ سے ضرور فتح و نصرت ہمارے قدم چومے گی اور ہم خدا کے دشمنوں پر ظفرِ اطرام ہوں گے۔ آپ نے فرمایا وہ کیا تدبیر ہے؟ اس نے کہا آپ اپنے دو ساتے لشکر میں سے میرے ساتھ تین آدمی لے کر گئے انہیں میری اجتنی کا حکم دے دیں اور یہ چاہت کر دیں کہ میں جس طرح کیوں وہی طرح چلا چوں و چرا میرے کہنے کو ماننے رہیں اور جو کچھ میں انہیں حکم دوں اس کو وہ بلا کسی دیشی و دشمنی کے چلا لے دیں۔

آپ نے فرمایا میں انشاء اللہ ہر بہت جلد ایسا ہی کروں گا۔ چنانچہ آپ نے بہادرانِ اسلام اور شجاعانِ ایمان سے تین آدمی منتخب کر کے اس کے ساتھ کہے انہیں یہ حکم دیا کہ یہ محاصرہِ مسلمانیں انہیں تم پر داس کو کھرا و مقرر کرنا ہوں اور انہیں حکم دیا کہ ان کی اطاعت سے سرِ جہاں اور ان کے حکم سے سرِ سرِ قبا لڑو نہ کرنا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں۔ یہ یاد رکھو میں اس وجہ سے انہیں تم پر سردار مقرر نہیں کر رہا ہوں کہ وہ تم میں حسبِ نسب کے لحاظ سے بہتر ہیں یا شہزادی میں کامل جہاں تم سے بہت زیادہ دیر اور بہادر ہیں نہ تم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں یہ خیال کرے کہ میں تمہیں خیر کچھ کر تم پر ایک غلام کو کھرا و مقرر کر رہا ہوں بخدا

۱۔ روئے بے انت تعلم مالی لڑاۃ الاسرار من الشرو والاضرار ومن حکم سرہ کفایت الخیرۃ لہما لدیہ۔ یہ ترجمہ دہلی ہے کہ یہ چھپا ہوا ہے۔ ۱۲۔

میں بچ گیا ہوں کہ اگر اسی لشکر کے علم و نسق کی ہانگ اور میرے ہاتھ میں نہ ہوتی تو میں سب سے پہلے ان کی ٹکڑی میں اپنے آپ کو دے کر آپ حضرات کی جماعت میں شامل ہو جاتا۔ میں اتنے پاک تبارک و تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ تمہارے ہاتھ سے نہیں ضرور فتح و سرکشت فرمائیں گے۔

یہ سن کر وہ تمام اطراف ان فوج جنہوں نے آپ نے غولامی کا حکم دیا تھا آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے خداوند تعالیٰ ہمارے سردار کو شکستاً مغنا فرمائیں، ہمارے دلوں میں جناب کی نسبت کوئی شک و شبہ نہیں کہ آپ خدا و ملائکہ و ولی قدر، اعزالت جنیں کرتے یا ہماری مسابقت نہیں فرماتے اور قطعاً و قریباً ہمیں کہتے۔ آپ کی ایسی ہی تقریر ہم پر اپنا کافی اثر کر چکی تھی اور اب تو ہم آپ کے ہانگہ مطیع و نرماں پر وارد اور آپ کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر آپ ہم پر کسی ہے، میں کا ذکر کو بھی سزاوارتہ قرار دے کر دے تو ہمیں یہ حال نہیں ہوگی کہ آپ کے حکم کو رد کریں کیونکہ ہم سب کا قصد اس امر و جان میں ہے کہ آپ ہمیں اس کی خیر خواہی اور صلہ و فواید کی تمہیلانی کو ٹوٹ نہ طرہ رکھتے ہیں۔ سب سے پہلے ہم پر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی اطاعت فرض ہے پھر آپ کی اور اس کے بعد اس شخص کی نسبت آپ اپنی طرف سے ہم پر ایسا کے اندر سے مقرر کر دیں۔

آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے ان کے حکام پر حاضر و غایب، اسے خیر کی دعا دی، اللہ پاک تبارک و تعالیٰ آپ حضرات پر رحم فرمائیں یہ خوب سمجھ لو کہ میرا دل یہ گواہی دے رہا ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اس شخص کو اس شخص کے ہاتھ سے ضرور فتح کرائیں گے کیونکہ یہ نہایت بصیرت باریک بین اور مسن بصیرت شخص معلوم ہوتا ہے۔ اللہ عزوجل پر محمد و آلہ پر رحمہ و کر کے اس شخص کے ساتھ روانہ ہو جاؤ، تمہیں یہ ضرور یاد ہوگا اور تم یہ بات خوب جانتے ہو کہ حضور اقدس ﷺ اور جن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سامنے عرب اور ملات مصلحین پر ان کے قہقروں کے غلاموں کو سردار مقرر فرمایا ہے۔ اس کے بعد آپ دامن کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا دامن ابوہیولان اب کیا حاجت ہو؟ انہوں نے کہا آپ اسی وقت اپنے لشکر کو لے کر یہاں سے کوئی کر جائیں اور ایک فرسخ کے فاصلہ پر جا کر ڈیر سے ڈال دیں اور اپنے ہر سپاہی کو ہدایت کر دیں کہ بہت کم دھوا دھیر چلے پھر میں جگہ جہاں تک ہو سکے حتی المقدور پیچھے رہنے کی کوشش کریں۔ وہ ایسے آدمیوں کو جن پر جناب کو کامل اعتماد ہو نیز جن کی شخصیتیں ایک اور جو مسلمانوں کے لیے خیر خواہ ہوں آپ ہمارے اوپر بھروسہ مقرر کر دیں کہ وہ ہمارے حالات خبریں اور ہماری تمام باتوں کی خبر تکمیل کر دے ہر شخص سے پیچھے رہیں اور ان کے عقلی کئی کو بیکار نہ ہو۔ تمہارا اور اسلحہ و اپنے ساتھ سوائے ایک ایک فخر کے اور بیکو نہ رکھیں اور انھیں اور ہمارے حالات کے معلوم کرنے میں شہیک رہیں۔ جس وقت وہ دشمن کے مقابلے میں ہمیں غائب اور غنیمت و یکھیں تو چپکے سے آ کر آپ کو اطلاع کر دیں تاکہ آپ اپنی جمعیت کو لے کر ہم میں آئیں۔ مگر اس بات کی جناب انہیں ضرور تاکید فرمیں کہ وہ ایک جگہ نہ ٹھہرے اور جہاں دھوا دھیر و پیچیدہ و پیچیدہ ہوتے ہی رہیں ان کے لئے میں زیادہ مناسب اور بہتر ہو گا اور یہی میں ان کی سلامتی بھی مضمر ہے۔ واللہ المستعان۔

حضرت ابو سعید بن خدیجؓ نے یہ سن کر فرمایا کچھ کہنے کے لیے فحش نہایت صاحب بصیرت معاند قسم اور ذی دماغ شخص ہے۔

دامن اپنے آدمیوں کی طرف کا مطلب ہوئے اور کہا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ خبر پر رحم فرمائیں جب تک یہ لشکر توجہ کرے اس وقت تک ہمیں اس جنگل کے کسی حصہ میں چھپ جانا چاہئے کیونکہ لشکر کے کوچ کرتے وقت ردی قلعہ پر چڑھ کر ضرور لشکر کو جانتے ہوئے دیکھیں گے اور وہ اس وقت بلند مقامات پر کھڑے ہوئے ہوں گے اس لئے ہمیں چھپنے اور پیچیدہ جگہ تلاش کرنے میں

بہت بڑی دقت ہوئی۔ ہر شخص کے پاس شخص کو مار ڈھال ہوتی چاہئے۔ ان کے ساتھ کسی چھپا کر ضرورت نہیں۔ لوگوں نے اس کے حکم کی تعمیل کی اور جب یہ تیار ہو کے داس کے پاس آ گئے تو داس کھڑے ہوئے زور دے گا اور انہیں کھڑوں کے پیچھے چھپا کر توڑ دیاں کو ساتھ لیا اور انہیں لے کر محل کھڑے ہوئے جب فکر سے کسی قدر واسطہ پر پہنچ گئے تو یہ جیتے چھپاتے پہاڑ کے ایک غار پر پہنچے۔ اپنی جماعت کو اس میں داخل ہونے کا حکم دیا اور جب وہ اس میں داخل ہو گئے تو خدا اس کے کندھارے پر بیٹھ گئے۔

والہدیٰ رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے داس کی ہدایت کے بموجب تمام کام در سب کر کے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ کوچ کے وقت مسلمانوں میں ایک بہت بڑا شور مچا پیدا ہوا۔ اہل قلعہ فیصل پر جڑھ کر دیکھنے لگے اور مسلمانوں کو کوچ کرتے دیکھ کر کجائیت خوش ہوئے۔ انہیں میں صحیح صحیح کہ مسلمانوں پر آوازیں کئے گئے۔ مسلمانوں میں ہر طرف سے اللہ اکبریٰ آوازیں بلند ہو گئیں اور عظیم القلیل کے نعروں کے ساتھ مسلمانوں کا لشکر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی زیر قیادت روانہ ہو گیا۔

رومی نے اٹھا خوش ہوئے اپنے سردار کے پاس آئے اور کہنے لگے سردار! زور دناؤ کھولنے کا حکم دے دیجئے تاکہ ہم عربوں کا تعاقب کر کے اگر ممکن ہو سکیں تو ان میں سے کسی کو قتل یا گرفتار کر لیں۔ اس نے انہیں منع کیا اور یہ تمام دن اسی قلعہ میں اکر رہے حتیٰ کہ مشاکدات آیا۔ حضرت داس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے دست کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا قلعہ کی طرف تم میں سے کون شخص جانے کے لئے تیار ہے ممکن ہے کہ وہاں پہنچ کر کوئی غیر معلوم ہو جائے یا کسی شخص کو گرفتار کرنے کا موقع پانچ آ جائے اور ہم اس سے کچھ دریافت کر سکیں۔ یہ سن کر کسی نے آپ کو کچھ جواب نہ دیا آپ نے دوبارہ پھر کہا مگر پھر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا آپ نے دوبارہ پھر کہا مگر پھر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا آپ نے کہا میں جانتا ہوں کہ ہمارا اس جماعت میں تمام آدمی قلعہ سے نکل سوت سے زور دے والے اور جان بچانے کے خواہاں ہیں۔ مگر میں تم سب کی طرف سے نذریہ ہوں۔ تم دیکھتے ہو کہ کس طرح چھپ کر کام کیا کرتے ہیں؟ یہ کہہ کر آپ اٹھے انہیں دس چھوڑا اور تھوڑی سی دیر کے لئے غائب ہو گئے۔ کچھ دیر گزرنے کے بعد ایک کافر کو پکڑ لائے اور اپنی جماعت کو مخاطب کر کے کہنے لگے جو انان عرب! اس شخص کو پکڑو اور اس سے قلعہ کی خبریں دریافت کرو۔ مسلمانوں نے اس سے چھپا کر شروع کیا مگر اس کی زبان کوئی مسلمان نہ سمجھا۔

داس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے مسلمانوں سے کہا اچھا تم یہیں بیٹھے رہو میں آتا ہوں آپ پھر غائب ہو گئے اور کچھ دیر کے بعد ایک اور کافر کو پکڑ لائے مگر اس نے بھی اسی زبان میں گفتگو کرنا شروع کی جسے مسلمان مطلق نہ سمجھ سکے۔ انہوں نے پھر کہا اچھا اور ضمیر دوسرے پہلے گئے اور چار گھروں کو پکڑ لائے ان کی زبان بھی نہ سمجھ سکے۔ یہ پھر گئے اور تین شرکوں کو پکڑ کر لائے اور ان سے بات چیت کرنا چاہی تو لغت عرب کا ماہر ان میں سے بھی کسی کو نہ پایا۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ ان پر نصرت فرمائیگی کیا وحشی اور بے ہودہ زبان ہے۔ یہ کہہ کر آپ پھر اٹھے اور ان سب کو چھوڑ کر پھر روانہ ہو گئے اور آدھی رات تک غائب رہے۔ ان کے ساتھیوں کو دیر ہو جانے کی وجہ سے سخت قلق ہوا اور رخ کرنے لگے۔ بعض نے بعض سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دشمن ان کی حالت سے باخبر ہو گیا یا خود شہید کر دئے گئے یا گرفتار ہو گئے۔ کچھ دیر یہ حضرات ذکر کرتے رہے۔ پھر قصد ہوا کہ لشکر کی طرف چلیں۔ ابھی یہ راہ دہی ہوا تھا کہ آپ ایک رومی شخص کو سمجھتے ہوئے آتے دکھائی دئے۔ مسلمان آپ کو دیکھ کر کھڑے ہوئے کہ بے قشاعت آپ کی طرف بھاگے۔ چٹائی کو بوسہ دیا اور ہونے کی وجہ دریافت کی اور کہا ایہا اللہ! ہمارے روموں میں آپ کی

طرف سے عجیب عجیب نہایت گزروں پر تھکا اور مجس دیر ہو جانے کی وجہ سے آپ کی جدائی بہت مٹاؤ معلوم ہو رہی تھی۔ آپ نے کہا اللہ پاک جبارک و تعالیٰ آپ حضرت پر رحم فرمائیں میں جب نہیں چھوڑ کر یہاں سے گیا تو میں قلعہ کی دیوار کے قریب ایک جگہ چھپ کے کھڑا ہو گیا۔ لوگ اپنی اپنی زبانوں میں گفتگو اور بات چیت کرتے ہوئے میرے بارہ سے گزرتے جاتے تھے مگر میں ان سے کچھ متاثر نہیں کرتا تھا بلکہ میرا مشاہدہ یہ تھا کہ میں ایسے شخص کو گرفتار کروں جو عربی زبان میں بات کرتا ہو اگر سب سے مگر یہاں کوئی شخص نظرت پر انداز میں نہ مایوس ہو کے لوٹ آئے گا قلعہ کر لیا۔ لوٹنے وقت ایک زوردار تھاک ہوا کہ پیسے کوئی شخص دیوار کے اوپر سے گرے اور میں فوراً ہر سر سے آواز آئی تھی مگر بھاگا تو دیکھا کہ اس شخص نے اپنے آپ کو قلعہ کے اوپر سے گرا دیا ہے۔ میں نے فوراً اسے گرفتار کر لیا اور آپ کے پاس بکھڑ لایا۔ اب تم دیکھو کہ یہ کون شخص ہے؟ مسلمان اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کلام کیا۔ اس نے بھی روئی زبان میں ہی بیڑا بنا شروع کیا اس شخص کا ذکر کیا تھا اور پشانی دوم گرائی تھی۔

داس رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے دیکھ کر مسلمانوں سے فرمایا اس شخص کے گرنے میں کوئی راز ضرور ہے اور اس کی زبان ہم میں سے کوئی شخص نہیں سمجھتا جو کچھ معلوم ہو سکے۔ تم کچھ دیر اور صبر کرو میں افشاہ اللہ تمہارے پاس ایسے شخص کو گرفتار کر کے لاؤں گا جو عربی زبان جانتا ہو۔ یہ کہہ کر آپ پھر جلدی کر کے روانہ ہو گئے اور تھوڑی سی دیر میں پھر ایک شخص کو شخص کی گردن میں آپ نے اپنا قلم اٹھالیا تھا کہ کھینچنے ہوئے لئے چلے آئے۔ مسلمانوں نے اس سے دریافت کیا تو شہر کا بڑے والا ہے یا قلعہ کا؟ اس نے کہا میں ہالیان قلعہ سے ہوں۔ حضرت داس رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کیا تو روٹی ہے؟ اس نے کہا نہیں میں نصرانی ہوں۔ انہوں نے فرمایا کیا ممکن ہے کہ تو ہمیں قلعہ کا کوئی پوشیدہ راز یا چور دروازہ بتا دے اور ہم تجھے اس کے عوض رہا کر دیں نیز تیرے ساتھ ہم میں سے کوئی شخص بھر کسی طرح کی قرضت نہ کرے۔ اس نے کہا اول تو میں ایسا کوئی راستہ جانتا نہیں جہاں آپ کو کتابوں دوسرے ذکر جانتا بھی تو میرا دین مجھے یہ کس طرح اجازت دیتا۔ مجھے اپنے پیٹھ کا تاج کی قسم امیں ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔ آپ یہ سن کر رخت فشن گئیں ہوئے اور فرمایا چھان بین قیدیوں سے دریافت کر کیا یا ان میں سے کوئی شہر کا باشندہ تو نہیں؟ کیونکہ ہمارے اور ہالیان شہر کے ماٹھیا صحابہ و اہل صلح ہے۔

کہتے ہیں کہ اس نصرانی عرب نے اس سے سوال کیا اور پھر ان سے اس طرح کہنے لگا کہ میں شہر کا کوئی شخص نہیں تمام قلعہ کے لوگ ہیں اور میں بھی ان کو سمجھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اچھا اس شخص سے ہماری طرف سے دریافت کر کہ تو نے شہر پناہ کے اوپر سے خود کو کیوں گرا دیا تھا اور اس کا باعث کیا ہوا تھا۔ یہ دریافت کر کے آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا یہ کہتا ہے کہ آپ حضرات سے صلح کرنے کے بعد ہوتا تھا شہر والوں پر بہت غصہ ہوا تھا اور انہیں بہت زیادہ ڈر پایا اور دھمکا تھا۔ جب عرب قلعہ چھوڑ کر واپس ہو گئے تو ہوتا قلعہ سے نکل کر شہر میں آ یا رو سارے شہر کو بھینچ کر کے انہیں غلو میں لایا اور زندہ زندہ قوت ان سے مال طلب کرنے لگا۔ میں بھی چونکہ ان میں تھا کہ یہاں لادور بلا، نازل ہوئی ہوئی دیکھی تو رہائی پانے کے لئے ضرورت سے ڈر کر بھاگ کے قلعہ کی دیوار سے کود پڑا اور مجھے کہ اس وقت ہوش آیا جس وقت کہ میں آپ کے پیچھے میں گرفتار ہو چکا تھا۔ میں اہل شہر سے ہوں۔ اگر تم عرب ہو تو میں تمہاری مسلح ہوں تمہیں مجھ سے یہ ہوا قائل نہیں کرنی چاہئے اور اگر کوئی اور ہو تو میں تمہاری حسب خواہش مذہب سے کہ تم سے اپنی جان بچرانے کا خواہش مند ہوں مگر جو مانگتا جا رہے ہو۔

آپ نے اس نصرانی عرب سے کہا کہ تو اس سے کہہ دے کہ ہم اہل عرب ہیں تجھے بے خوف رہنا چاہئے۔ ہماری طرف سے

تھے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اس کے بعد آپ نے یہ ارادہ کیا کہ اس شہری کو اپنے دشمنوں کے ساتھ جو ہمیں کرنا ہے اس کا ترشہ دیکھنا چاہئے۔ چنانچہ آپ نے دہلی اور غزنی عربوں کو کھڑا کر کے ان کی سرداروں اور اہل شہر کے سوا سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان کے بعد آپ اپنے دشمنوں کی طرف متوجہ ہوئے اور اس میں سے بکری کی ایک کھال کال کے اولیٰ پٹی کر کے ڈال دی۔ بعد ایک شلک روئی کالی کر کے ساتھیوں سے فرماتے تھے ہم اللہ تعالیٰ کو دینی سے استغاثہ چاہوان پر مجبور کر دوں گا پوشیدہ دیکھو اور اپنے امور میں حزم و احتیاط کو کام میں لاؤ۔ اب میں اللہ تعالیٰ ہی رات اس قلعہ کے فتح کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ انہوں نے جو آپ کی نیت میں اللہ تعالیٰ پر کثرت عبادت فرما رہے تھے۔

یہ کہہ کر وہ حضرات فوراً کھڑے ہو گئے۔ حضرت داس رخت اللہ تعالیٰ ان کے آگے آگے ہوئے اور یہ حضرات چل پڑے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں میں سے دو شخصوں کو حضرت امینیدہ بن جراح کی خدمت میں روانہ کیا کہ وہ ان کو اطلاع دے دیں کہ آج صبح طور آفتاب کے وقت قلعہ کی طرف لشکر بھیج دیں اور اب ہم ادھر جا رہے ہیں۔

حضرت داس کا بھیس بدل کر قلعہ کی طرف جانا

کہتے ہیں کہ یہ حضرات حضرت امینیدہ بن جراح کے لشکر کی طرف چلے اور داس رخت اللہ تعالیٰ علیہ اپنے ساتھیوں کو قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ رات کے اندھیرے میں پشت پر بکری کی کھال ڈالنے چاروں ہاتھ بچوں سے اپنے ساتھیوں کو لئے ہوئے چھتے چھتے چلے جا رہے تھے جب آہٹ یا کوئی کسی قسم کی بوپ محسوس ہوتی تو فوراً وہی طرح متبذی کو چھتا ہے اس طرح آپ اس سوچی روئی کو ڈالنے لگتے تھے۔ مسلمان آپ کے پیچھے پیچھے تھے کبھی پیچھے تھے اور کبھی چلے لگتے تھے۔ کبھی پتھروں کی آڑ میں ہو جاتے تھے اور کبھی پر چل پڑتے تھے۔ اسی طرح یہ حضرات بڑھتے بڑھتے قلعہ کی دیوار تک پہنچ گئے۔ قلعہ کے اوپر سے انہیں پہرہ داروں کی آوازیں اور لوگوں کی بات چیت کی بھنبھانت سنا دی گئی۔ پہرہ دار بدلتا۔ حضرت داس رخت اللہ تعالیٰ علیہ نے قلعہ کے چاروں طرف گھومنا شروع کیا اور براؤ تھوڑے رہے حتیٰ کہ ایک ایسے دروازے کے پاس پہنچے جہاں کے چوکیدار بڑے سوختے تھے اور اوپر سے کوئی آواز نہیں آ رہی تھی اس سے زیادہ اور برج بھی کوئی چھوڑ نہیں تھا۔ حضرت داس نے اپنے ساتھیوں سے کہا قلعہ کی بندش اور مضبوطی تم خود کچھ رہے ہو۔ پھر تمہیں پہرہ داروں کی یہ روئی تھی جیلہ اور فریب کو نہیں پہنچے دیتی۔ ایسی صورت میں آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ اور ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا یا داس! اگر وہ مردہ ہے آپ کو ہم پر افسر مقرر کیا ہے۔ آپ نہایت جری اوروں کے مضبوط شخص ہیں اور ہم آپ کے تابع فرما رہے ہیں۔ اس کا ہم میں مسلمانوں کی بہتری دیکھیں ہمیں کھرا دیں ہم اس سے بھلا بہت سکتے۔ اللہ کی قسم! اگر تمہارے جسٹس کٹ کر بڑا بڑا ہو جائیں اور وہیں کے ملہانا کو چلی جائیں تو ہم پر یہ زیادہ آسان اور اس سے سہل ہے کہ ہم بلّا فائدہ اور کوئی کام کئے بغیر وہیں پھر جائیں۔ آپ کا کھرا بچہ اور تمہارا کام کرنا اور اس کو بچالہ ہمارا ہے۔ سب کام میں پیچھے نہیں رہا سکتے۔ ہم انشاء اللہ تعالیٰ انگریزوں کے سامنے اللہ پاک کی اطاعت دین اسلام کی نصرت اور اپنے مسلمان بھائیوں کی رضا مندی اور حق میں جان و دینے والے ہیں۔ حضرت داس نے کہا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تمہارے کاموں کو مقبول فرمائیں اور تمہارے دشمنوں پر تہذیبی نصرت کریں۔ اگر تمہارا ایسی ارادہ اور ایسی ہی نیت ہے تو اس قلعہ کی دیواروں پر چڑھ جاؤ۔

کہتے ہیں کہ حضرت داکس رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے دوا دیوں کو چونکہ حضرت زکریا علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دیا تھا کہ وہ ہماری اطلاع دے دیں اور کہہ دیں کہ حجر کے وقت فکر کو ادھر بھیج دیا جائے اس لئے اٹھائیں آدمی ان کے پاس رو گئے تھے۔ ان سے انہوں نے یہ کیا تم میں سے کوئی شخص اس قلعہ پر چڑھ جائے کی طاقت رکھتا ہے۔ انہوں نے کہا یا ابوالہول! ایسے کم سنے کس طرح کر سکتے ہیں اور بغیر بیڑی (حربدان) کے قلعہ پر کیونکر چڑھ سکتے ہیں؟ انہوں نے کہا اچھا ماٹھیرا بھر سات ایسے آدمیوں کو کہ اگر ان کے ساتھ عورتوں پر ہی تمام بیڑی کا بوجھ بھی اُٹان دیا جائے تو ان پر کسی طرح گراں نہ گزے اور جو قسمت بھرنے والے خیروں کی مانند تھے منتخب کئے پھر فرود کھڑے بیٹھے اور ان سات شخصوں میں سے ایک کو حکم دیا کہ وہ میرے شانوں پر جس طرح میں بیٹھ ہوں اسی طرح بیٹھ کر تھک کی دیوار کو ہاتھ سے تھام لے اور مجھ پر کافی زور دے دے۔ جس وقت وہ آپ کے منہ سے یہ دیوار تھام کے اُترے بیٹھ گیا تو آپ نے دوسرے شخص کو حکم دیا کہ وہ دیوار کا سہارا لے کر اس پہلے شخص کے منہ سے یہ دیوار چھو لے اور دیوار پر وزن تولے رکھے۔ پھر تیسرے کو دوسرے پر زور دے جو تیسرے پر اسی طرح بیٹھنے کا حکم دیا حتیٰ کہ ساتوں آدمیوں کو لگا کر پوری دیوار پر چڑھ گیا۔ اپنے اوپر بٹھالیا۔ جب آپ نے سمجھ لیا کہ اب ساتوں آدمی ایک دوسرے کے شانوں پر بیٹھ چکے ہیں تو اس ساتویں شخص کو جو سب کے اوپر بیٹھا تھا اس کے سامنے کے شانے پر کھڑا ہونے کا حکم دیا وہ شخص تلوار کو پکڑ کر کھڑا ہو گیا تو پہلے تو حکم دے دیا۔ اسی طرح پھر پانچواں پھر چھٹا پھر سہارا دوسرا اور پھر بیٹھ گیا اور پھر شخص نے دیوار پر ہاتھ سے سہارا دیا۔ سب کے آگے فرمیں آپ خواہ کھڑے ہو گئے۔ آپ کے کھڑے ہونے ہی سب سے اوپر وہ شخص دیوار کے ٹکڑوں تک پہنچ گیا اور اس نے ان ٹکڑوں کو پکڑ کر ایک ایسی جھست کی کہ قلعہ کے رن میں جا پہنچا۔ اس رن کے چوکیدار کو اس نے دیکھا کہ وہ شراب کے نشہ میں مہوش چڑا ہے اس نے اس کے ہاتھ اور پیچ پکڑ کے قلعہ کی دیوار کے نیچے گرا دیا اور مسلمانوں نے اس کے کُرتے ہی اس کے کُرتے کو مٹے مٹا دیے۔ آگے بڑھا تو وہاں دواور چوکیدار شراب کے نشہ میں چڑا ہوا تھا۔ اس نے انہیں بھی اپنے ٹکڑے سے ذبح کر کے مسلمانوں کی طرف پھینک دیا۔

اس کام سے ظاہر ہو کہ اس نے اپنا تمام اپنے ساتھی کی طرف کر جس کے شانے پر یہ سوار ہو کے قلعہ پر آقا تھا لگا پادریوں وقت اس نے اسے پکڑ لیا تو اس نے اسے اپنے پاس کھینچ لیا۔ نیز ایک روایت یہ بھی ہے کہ داکس رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے اس شخص کو ایک دن اسی کام کے واسطے یہی بھیجی جس نے اپنے ساتھی کو اس کے کُڑا چھینچ لیا تھا۔ پھر ماٹھیاں اور دونوں نے پھر تیسرے اور پھر ان تینوں نے چڑھ کر کھینچا اور اسی طرح یہ ساتوں قلعہ کے اوپر چڑھ گئے پھر ان ساتوں نے ان بقیہ لوگوں کو جو وہاں کھڑے تھے کھینچ کر دروازہ کھولا اور ایک ایک کر کے تمام آدمیوں کو کھینچ لیا۔ سب کے بعد حضرت داکس رحمت اللہ تعالیٰ علیہ بھی اسی طریقہ سے اوپر پہنچ گئے اور ان کے پاس پہنچے کہ ان سے فرار ہونے کے تمام آدمی جگہ کھڑے رہ گئی کہ میں تمہارے پاس اس قوم کی خبر لے کر آؤں کہ وہ کیا کر رہی ہے؟ ۱۵ ہائی جگہ سے بالکل حرکت نہ کرے۔

یہ کہ آپ وسط قلعہ کی طرف جہاں بوڑھا مکان تھا پہلے وہاں کے قریب جا کر کھڑے ہو گئے۔ وہی لشکر کے سردار اور افسر نیز اکر قوم یوحنا کے گرد تھے اور یوحنا ان کے درمیان میں دیوار کے سترے فرش پر آ جا رہا تھا سوئی بیٹھنے اور جو ہر بات کا جوا پکا ہوا ہے بیٹھا ہوا تھا۔ ملک اور عورتیں سونے چاندی کی لچیلیوں میں تبصرہ جو اسی قلعہ کی طرف آ کھانے بیٹھنے میں مشغول تھیں۔ یہ کہ کہ داکس

رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اپنے آدمیوں کے پاس واپس آئے اور فرمایا ہمارا قوم اب یہ درکوبان میں چھٹکے کرنے والی جماعت بہت زیادہ ہے اس لئے اب اگر ہم ان پر حملہ آور ہو گئے تو ان کی کثرت اور زیادتی کی وجہ سے ان سے کسی طرح عہدہ برآ نہیں ہو سکتے۔ اس وقت ہم انہیں کھانے پینے پر مجبور تھے ہیں اور کسی قسم کا تعرض نہیں کرتے۔ بن الہدیٰ جس وقت صبح ہو جائے گی تو پھر ہم ان پر حملہ کر کے اپنی تلواروں کی پیاس بجھا لیں گے۔ اس وقت اگر ہم ان پر فتح یاب ہوئے تو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں سے انہیں ذلیل کر دیا تو یہ میں ہماری خوشی اور خواہش کے موافق ہو گا۔ لیکن اگر اس کے خلاف ہوا تو چونکہ صبح نزدیک ہوگی اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو ہمارے ان دو آدمیوں نے اطلاع دے دی ہوگی اس لئے ہماری اہم نیت کے واسطے اسلامی لشکر پہنچ جائے گا۔

مسلمانوں نے کہا ہم آپ کے تابع فرمان ہیں آپ کے خلاف نہیں کر سکتے۔ نیراب ہم دشمن کے عوض شہید ہو گئے ہیں۔ یہاں ہمیں ہوائے صدق جہاد عزم و احتیاط اور ہماری قوت بازو کے اور کوئی چیز پٹا نہیں دے سکتی۔

حضرت داکس رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا اچھا دراتھمرو میں دروازے کی طرف جا تا ہوں شاید دروازے کے نگہبانوں کو موت کے گھاٹ اتار کے تبارے لئے دروازہ کھول سکوں۔

حضرت داکس ابوالہول کا حلب کے قلعہ کو فتح کرنا

کہتے ہیں کہ قلعہ کے دو دروازے تھے جن کے مابین ایک دلیز تھی بواب (دروازہ) ان دونوں کو اندر سے بند رکھتے تھے۔ کچھ آدمی یہاں ہتھیار بند رکھے تھے اور ان کے علاوہ بار بار دی سے تین آدمی نگہبانی کا کام کیا کرتے تھے۔ بواب داکس رحمت اللہ تعالیٰ علیہ یہاں آئے تو انہوں نے دروازہ کھاندہ کی طرف سے بند پایا۔ یہ دیکھ کر آپ بہت شینٹاے اور انہیں یہ نہایت ناگوار معلوم ہوا اور دروازہ کے ستون کی طرف منسوب ہوئے اور اس میں ایک چتر کوڑکے ہوئے دیکھا آپ نے وہ چتر دیکھا اور اس سوراخ میں سے جو چتر ہٹانے کے بعد ظاہر ہوا تھا آپ دروازے کے اندر یعنی اس دلیز میں جو دونوں دروازوں کے مابین تھی داخل ہو گئے۔ دلیز میں تمام پھرے واسطے شراب کے گڑھ میں غمور تھے۔ آپ نے اپنے چتر سے لول تمام کا کام تمام کر دیا۔ ازاں بعد دونوں دروازوں کو جو دلیز سے ایک قلعہ کے اندر کی طرف تھا دروہر باہر کی جانب کھول کے اسی طرح ان کے گواڑوں کو بند رکھا اور اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلے آئے۔ اس اثناء میں صبح بھی قریب ہوئی تھی۔ آپ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا جو تان عرب! میں تمہارے لئے دروازہ کھول آیا ہوں اور ان لوگوں کو جو وہاں موجود تھے قتل کرنا یا ہوں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ حضرت دروازوں کے پاس بیٹھیں اور عزم و احتیاط کو کام میں لائے رہیں۔ اللہ و اللہ! صحر جزیرہ بقیہ قوم بھی تمہارے چتروں کا قلعہ اور مسلمانوں کی تلواروں کی پیاس بجھانے والی بات ہوتی گی۔

مسلمان یہ سنتے ہی کڑے ہو گئے چتروں کو ہتھیار ڈال دیا اور چپ چپ کے دروازوں تک پہنچ گئے۔ یہاں آئے آپ نے ایک آدمی کو اسلامی لشکر میں روانہ کیا تاکہ ہمارے قلعہ میں پہنچ جائے کی خبر دے دے۔ یا نچ آدمیوں کو دروازوں پر متعین کیا اور خود بقیہ آدمیوں کو لے کر بوقت گمر کی طرف چلے۔ جس وقت اس کے پاس پہنچے تھے تو تعمیروں کی آواز بلند کی۔ آواز سننے

کو دہڑے تھے اور کسی نہایت سختی اور اظہار میں جتا پایا تھا۔ آپ کے آنے سے بعد میں ایک شور بلند ہو گیا اور وہی آپ کی آواز سننے ہی بادل کی طرح بھٹ گئے۔

حضرت اوس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب رومی قلعہ کی دیواروں پر چڑھ گئے اور ہمارے پاس سے ان کا ہجوم منتشر ہو گیا تو ہماری جان میں جان آئی دن مضبوط ہوئے اور مسلمانوں نے اللہ اکبر کے غرے بلند کئے۔ حضرت ضرار بن ازیڑ اور انہی جیسے دوسرے دلاویز اسامہ گردنیں مارتے ہوئے قلعہ میں داخل ہوئے لڑائی نے ایسیت پکڑی ہم نے جان توڑ حملہ کیا اور بہت سے آدمیوں کو خاک و خون میں غلاں کر کے اکثر دیوں کو گر قرار کر لیا۔ مسلمانوں کی ایک جماعت کثیر قلعہ میں ہمارے پاس پہنچ گئی۔ رومیوں نے جب یہ دیکھا تو ان کی کھوٹی ہوئی معمر اب وہاں آئی کہ ہم ان کا متہ بل نہیں کر سکتے۔ چھپا چھپک دینے لڑائی سے ہاتھ روکے اور زور و زور سے پکارا شروع کیا لقون غوان (ایمان ایمان) یہ سننے ہی مسلمانوں نے بھی شمشیر بے نیام کوسمان میں اور ان کے قتل کرنے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ بھی عسا کر اسلام کے ساتھ اب یہاں پہنچ گئے اور آپ کی فاضل مادی ہوئی فوج قلعہ کے پاس آ گئی۔ آپ کو اطلاع دی گئی کہ وہی ایمان طلب کرتے ہیں۔ مسلمانوں نے تلو اور دم کوسمان میں کر کے ان کے سروں سے موت کی منہ لاتی ہوئی چیل کود کر دیا ہے اور آپ کی شریف آدمی اور سائے عالی کے خطر ہیں۔ آپ نے فرمایا: مسلمانوں نے تو غنیمت دیکھ اور بدایت کو مشکل بنا دیا ہے یہاں ہی چاہئے تھا۔

یوقتا والی حطب کا اسلام لانا

اس کے بعد آپ نے قلعہ کے مرد زن کو حاضر کرنے کا حکم دیا اور جب وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے گئے تو آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ سب سے پہلے سردار یوقتا اور اس کے افسران لشکر کی ایک جماعت نے اسلام کی طرف بیعت کی اور اسامہ لے آئے۔ آپ نے ان کے مال و اسباب اور اہل و عیال کو ان کے سپرد کر دیا۔ کاشت کار دیں اور غنائی قلعہ کے جو رہنما آپ سے تھے آپ نے ان کے ساتھ مرہات کر کے ان کے جرات کو معاف کر دیا اور اس بات کا عہد دے لیا کہ وہ مسلمانوں کے ساتھ صلح و اہل اور اہل جزیہ کی طرح رہیں گے اور کسی طرح کا نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ ان کے بڑے بوجھوں کو بھڑوایا کہ وہ وہاں چاہیں چلے جائیں۔ چنانچہ وہاں کی گھاٹیوں تک چلے گئے۔ بعد ازاں آپ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ قلعہ کا سامان نکال لائیں۔ مسلمانوں نے سوچا نہ ہی اور سوسے چاندنی کے طرف اس قلعہ سے اس قدر دھکے جوڑا نماز شروع تھے۔ آپ نے ان میں سے کسرا ۱۱۱۱ اور باقی کو مسلمانوں پر تقسیم فرما دیا۔

حضرت اوس ابیہول رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کی ہوشیاری اور فزون جنگ کی ثبات لوگوں میں مشہور ہوئی اور آپ کی فوجی فہم پر طرف دہرانے لگے۔ آپ کے دشمن کا علاج کیا گیا اور جب تک آپ کو آپ کے ساتھیوں کے دشمن مسئلہ نہ ہو گئے اس وقت تک مسلمان ایک اگست گزین رہے۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے حضرت داکس رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کو دہرا حصہ دیا تھا۔

ان کاموں سے فارغ ہونے کے بعد حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے امر وادراک پر مسلمانوں کو جمع کر کے اپنے کام میں مشغول کیا اور فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے جن کے لئے ہزار ہزار مرد لکھ لکھ شکر ہے ان قلعہ کو مسلمانوں کے ہاتھ سے فتح کر دیا

اور اب کوئی جگہ اسے اٹھا کر کے جو ملک جرقہ کا دار السلطنت اور دہلیوں کی لڑائی کی صدرت کی کرسی ہے ایسی باقی نہیں رہی جہاں سے ہمیں دشمن کے فروغ کا خوف ہو۔ وہی ایک جگہ ایسی باقی ہے جہاں ملک جرقہ کے خاواں کے دوسرے جگہ اسلامین اور دلیان ملک بھی منتخب ہیں۔ ایسی صورت میں اب ہمیں اٹھا کر کی طرف قصد اور اس پر توجہ کرنی چاہئے اس میں آپ حضرت کی کیا رائے ہے؟

یہ سنتے ہی سب سے پہلے سردار ہوتا، اہل طلب کھڑے ہو اور عربی زبان میں نہایت فصاحت کے ساتھ کہنے لگا اے امیر! اللہ غالب و بزرگ و بڑے آپ کے دشمنوں کے مقابلہ میں آپ کی مدد اور تائید جو فرمائی ہے اور ہر جگہ فتح و نصرت کے ساتھ آپ کا ساتھ جو دیا ہے اس کی جگہ نہیں ہے کہ آپ کا دین و دین قہم اور صراطِ مستقیم اور آپ کے نبی ہاں شک و شبہ نہی ہیں۔ یعنی علیہ السلام نے ان کی بشارت دی۔ انجیل مقدس میں ان کا ذکر آیا کہ وہ خاتم الانبیاء و خاتم المرسلین بنے والے، کریم اور یمین ہوں گے ان کے والدین کی وفات ہو جائے گی اور ان کی کفالت ان کے والد اور چچا کریں گے۔ اے امیر! کیا یہ ایسا ہی ہے؟

آپ نے فرمایا ہاں ہمارے نبی وہی ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتا، میں تمہارے سونے میں بہت حیران ہوں کل تو تم ہمارے ساتھ تلوڑ رہے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ ہمارے لشکر کو بڑی تہ و تدبیر دیں ہمارے سردار کو کہہ دیتے تھے کہ ہم تک مسلمان خود دشمن نہ پہنچ سکے اور آج یہ کہہ رہے ہو۔ نیز میں نے تمہارے متعلق یہ سنا تھا کہ تم عربی تعلیم نہیں جانتے مگر اب نہایت فصاحت سے بول رہے ہو۔ یہ سنا ہے میں کہاں سے سیکھ لی؟

ہیونق کا اپنا خواب بیان کرنا

ہیونق نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اے امیر! کیا اس پر آپ کو تعجب ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا سردار! جناب کو واضح ہو کہ میں کل رات آپ کے متعلق خود فکر کر رہا تھا کہ یہ ہر دے تعلق تک کس طرح پہنچ سکے تو مہربانوں نے اسے یہ کونج کر دیا۔ حالانکہ ہمارے نزدیک ان سے زیادہ اور کوئی گروہ ضعیف اور کمزور نہیں تھا، اب یہ ہمارے اوپر اس طرح غالب آگئے۔ یہی خیال کرتا کرتا دروں میں یہی سوچ سوچتا میں سو گیا۔ خواب میں ایک شخص کو دیکھا جو چاند سے زیادہ روشن اور عمدہ اور نہ لعل، لکھ کی پوسے زیادہ خوشبودار تھا اور اس کے سر تھوکیہ جماعت بھی تھی۔ میں نے دریافت کی کہ یہ کون صاحب ہیں؟ کہا گیا یہ محمد رسول اللہ ہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) اب گویا میں سوال کر رہا ہوں کہ اگر یہ سچے اور برحق نبی ہیں تو اپنے رب سے میرے لئے یہ عاتریں کہ دو مجھے عربی زبان سکھادیں۔ انہوں نے میری طرف اشارہ کیا اور فرمایا ہوتا! میں وہی محمد ہوں جس کی بشارت کتب علیہ السلام اسے کئے ہیں میرے بعد کوئی نبی نہیں آکر تو چاہے تو کہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نے آپ کا ہاتھ پکڑا اسے بوسہ دیا اور آپ کے دست مبارک پر اسلام نہا۔ آپ نے میرے واسطے عربی زبان کی دعا فرمائی اور میری آنکھ کھلی۔ اس وقت میرا دست جیز خوشبودار لے سکے کی طرح صاف تھا اور میں عربی زبان میں گفتگو کر رہا تھا۔ میں اللہ کے اپنے بھائی پر حق کے مکان میں آیا اس کے کتب خانہ کو کھولا اور چھ من شروع کیا۔ بعض کتب میں ان کے متعلق حالات پڑھے۔ ان کی صفات بخوان میں لکھی ہیں معلوم نہیں اور جو نے والے واقعات میں ان کو دیکھا، جو بہ تمام صفات صحیح پائیں اور آپ کے حالات و واقعات میں یہ بھی معلوم کیا کہ سب سے زیادہ آپ کے دشمن یہودیوں کے اے امیر! کیا یہ سچ ہے اور کیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا ہمارے تو نہایت جتنی کے

ساتھ آپ کی طلب اور تلاش میں رہی اور ہر دشمنی کرتی رہی حتیٰ کہ باری تعالیٰ مہلکہ دے جس میں ان پر فتح بخشی اور ہم نے ان کے سرور کو کئی ترکے ان کے قلعے ان سے جھین لئے۔ یوحنا نے کہا میں نے ان کی سیرت اور صفات میں یہ بھی بڑا حاسب کہ باری تعالیٰ جل مجدہ و امین ان کے صاحب۔ مسلمان بنائی اور مسلمان کے لئے کچھ ہدایت اور صاف فرمایا گئے۔ کیا ایسا ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا میں صحیح ہے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی طرف سے آپ کے صاحب کے بارے میں یہ ہدایت نازل ہوئی ہے:

و اخلف جناحک لمن اتبعک من العوسین۔

”(یا محمد) سوئیں میں سے جن لوگوں نے تمہارا اتباع کیا ہے ان کے لئے اپنے بازو جھکا دیجئے (یعنی ان کے ساتھ میرائی سے پیش آئے)

تیم از مسین کے متعلق فرمایا ہے:

الم بعدک بیتنا فاوی و وجدک حلالا فهدی و وجدک حلالا فاعنی فاما الیتیم فاما الفقیر و اما السائل فلا تنهر۔

”کیا تمہیں (اللہ پاک نے) تمہیں نہیں پایا ہو جس کو دئی اور راہ بھول ہوا یا ایک ہدایت کی اور تار پا یا جس مالدار کیا ہو جس یتیموں پر قصہ نہ کیجئے اور مساکین کو نہ جھڑ کیجئے۔“

یوحنا نے کہا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے آپ کو نشان کیوں فرمایا اور مصلحت کی مفت سے کیوں منسوب کیا حالانکہ آپ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے نزدیک نہایت مرتبہ دانے اور قیمتی تھے۔

حضرت سجادین پہلے نے فرمایا تھا کہ یہ غلطی نہیں ہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ ہم نے تمہیں اپنی محبت کی وادی میں سرگرداں اور پریشان حال پھرتے دیکھا تو اپنے دیکھ اور ضروری کی طرف تمہیں راہ نادی۔ اپنے مکلف اور مقام کی طرف تمہاری راہبری کی تاکہ تمہارے پاس آئے گا راستہ فرما سنا ہو جائے اور نہ مستند و میں ظہر نے اور وقت کرنے کی توفیق عطا کر دی یا یہ معنی ہیں کہ ہم نے تمہیں جہیز کے اور میں تلاش کی منتی پر ادھر ادھر پھرتے دیکھا تو سوا میں کا تمہیں راستہ دیا اور مشاہدہ کی حقیقتوں کے ساتھ تمہیں دکھایا تاکہ تمہارا قلب اختیار سے علیحدہ ہو کر یکسوئی کی طرف مائل ہو جائے یا یہ کہ تم اپنے دل میں ظاہر بین اشخاص کے لئے مشکوک اور غیروں کے مشکل میں متعلق اور ادھر ادھر نہیں حاصل کرنے کے لئے محبوب عقل تک پہنچنے کے شوق میں پریشان تھے اور تمہیں اب تک کوئی خبر نہیں ملی تھی کہ اور کسی ہمارے شان تک پہنچتے تھے حتیٰ کہ ہم نے اپنے خوشنودی کے طریقوں کو بہرہ کو مل دیا اور کشادہ اور فراخ چلیدیک تمہیں پتہ چلا دیا۔

یوحنا اور اسے خدا کے بندے۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ موسیٰ کے نزدیک ہم کے انبار سے کوئی خزانہ بہرہ علم و ہدایت سے کوئی مال زیادہ نافع، علم اور غیب سے کوئی زیادہ روشن، اور میں سے کوئی زیادہ واضح سب عقل سے کوئی زیادہ دہر اور اجمل سے کوئی زیادہ شہادت، تقویٰ سے کوئی زیادہ شرافت، ازک خود عقل نفس سے کوئی زیادہ کرامت، صحت و قدرت باری تعالیٰ میں غور و فکر کرنے سے کوئی زیادہ مکمل خفیت اور سے کوئی زیادہ نیکی اور عظیم سے کوئی زیادہ برائی غری اور وقت سے زیادہ دھرم کی دوا اور خوف سے کوئی زیادہ تکلیف اور دکھ بچانے والی بیماری اتنی اور سچائی سے کوئی زیادہ مادل کا صمد، صحت سے کوئی زیادہ واضح دلیل، طبع سے کوئی زیادہ

ذلیل کرنے والا فقر، محبت اور معمولی موت کمال سے کوئی زیادہ نیازی محبت سے کوئی زیادہ مجمع رحمت سے کوئی زیادہ سہارہ دینا، خشوع سے کوئی زیادہ انجلی بات اقامت سے کوئی زیادہ بہتر زہد، خاصو شفی سے کوئی زیادہ جانفک، اور موت سے باوجود اور اور غایت رہنے سے کوئی زیادہ قریب نہیں ہے۔

حضرت سناذین اجل نے لکایہ کلام میں کہ خوشی کے ورے پوتا کا چہرہ چٹکے لگا اور اس نے کہا میں نے اپنے مہمان کو جتنی کتاب میں شب گذشتہ کو ایسا حال پر حاضر اور جو دہانے اس میں یہ جان یا ہے کہ میں نے تو ریت و انیس میں ای ضرر تو کیا ہے۔
اس کے بعد یہ بعد میں کہ پڑا اور شکر کی نیت سے زمین کو بوسہ دیا، دو کبندہ و دعائی جل و لی کا کھانا کھا، شکر سے کہ انہوں نے مجھے اس دین کی طرف بہت بخشی۔ خدا کی قسم! میرے قلب میں اب یہ دین داغ ہو گیا ہے اور میں اب یہ پوری طرح کچھ اور ہانا گیا ہوں کہ یہ دین حق ہے۔ میں جیسا کہ حاجت شیطان میں ہو کر لڑا ہوں ای طرح بہت جلدی اللہ تعالیٰ کے راستہ میں بھی لڑاں مجھے اس دین کی ضرورت درکوں کا حق کہ اپنے بعد ہی چوتھا کے پاس آجی جاؤں۔ مگر ان زیادتیوں پر جو اس نے اپنے بھائی کے حق میں روا رکھی تھیں، انہیں یاد کر کے زار و قطار رونے لگا۔

حضرت ابو سعیدہ میں جبرائیلؑ نے فرمایا اللہ پاک تو رک و تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کے متعلق ارشاد فرما ہے:

لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ سَفَرٌ اَللّٰهُ لَکُمْ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ۔

”اتناں تہمارے لئے کوئی مردوش نہیں اللہ پاک تہارے لئے معفرت فرمائیں گے و تمام رحمت کرنے والوں سے زیادہ رحمت کرنے والے ہیں۔“

تہمارا بھائی اعلیٰ نعمتین میں حوروں کے ساتھ ہے اور تم اب جب کہ اسلام لے آئے ہو تو اپنے قاتل سنا ہوں سے ایسے پاک و صاف ہو گئے کہ جیسا کہ تہمارا والد نے تمہیں آج ہی بتا دیا۔

پوتا ہی پس کر دیا اور کہا آپ مسلمانوں کو میری اہل قوم پر گواہ رکھئے کہ جس وقت میں جہاد کی تکمیل اللہ اور شریکین سے متعلقہ کروں گا تو اب میرے بھائی یحسان کے اعمام نہ میں مندرجہ بالا اور میں یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستہ میں لڑوں گا اور اپنی گذشتہ خطہ کال کا کھانا اس طرح اناروں کا۔

آپ نے فرمایا یا عبداللہ! اب میں تم پر قتلا کر کہ ہم کدھر کا رخ کریں۔ یونہی کہہ ایسا الامیر اعزاز کا قلم نہایت مستحکم اور مضبوط ہے۔ غوغا بھی وہاں بہت زیادہ ہے اور سامان خورد و نوش بھی افسر قلعہ کے پاس کافی ہے۔ وہاں کا کھانہ تم میرا پیچھے رہاؤں میں جو حق اس ہے اور شہادت جب و ضرب میں اور شیرازی میں گویا اپنی مثال آپ ہے۔ اگر جناب نے اسے چھوڑ کر اٹھ کہہ کا رخ کیا وہ طلب اور ہمسریں پر ناخت و تاراج اور لوث و شرور کر دے گا اور اپنی شہرت اور بدخونی سے ابن نمک میں قتل و غفلت و بزدلی کر کے یہاں کے لوگوں کو گرفتار کر کے لے جائے گا۔ آپ نے فرمایا پھر اس کے متعلق یہ تدابیر میں اختیار کرنی چاہیں؟ اعلیٰ تم نے کیا کہا اور باری تعالیٰ عمل بعد دے تمہاری زبان پر حق جاری فرما دے۔

پوتا نے کہا میری مثال میں اس وقت ایک بات آئی ہے اگر اللہ پاک تو رک و تعالیٰ اسے پورا کر دیں۔ آپ نے فرمایا اللہ جل

جلال تہادی زبان کو مبارک فرمائیں گی کیا تہذیب کچھ میں آئی ہے؟ یونانی نے کہا یا امیر امیر کی کچھ میں یہ ترکیب آئی ہے کہ میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوں۔ آپ مسلمانوں کے سوا اور جو دیکھیں گے لباس میں بیویں اور ان کی بیویوں میں ہوں میرے ساتھ کر دیں۔ میں انہیں لے کر اس کی طرف روانہ ہو جاؤں۔ میرے بعد آپ کسی عرب سردار کو ایک ہزار جانا ہزار تیر رو گھوڑوں پر سوار ہوں؟ اے کہ میرے خاق میں بھیج دیں۔ میں اپنے ان سواروں کو لے کر ایک فرخ کے کاٹیلے پر اس صورت سے اس سردار کے آگے آگے چوں گا کہ گویا میں شکست کھا کر اس سردار سے بھاگ رہا ہوں اور وہ میرا لقب کرتا ہوا مجھے دباتا ہوا چلا رہا ہے۔ میں جس وقت اتر اترے گا پس بیٹھوں گا تو میں ہو میرے ساتھی چلا اور شور مچا کر مارا کر مارا کر دیں گے۔ وہاں یقیناً ہماری آواز سن کر ہمارے پاس آئے گا اور سب سے پہلی ملاقات میں یہی سوال کرے گا کہ کیا ہوا؟ میں اس سے کہوں کہ مسلمانوں کو حمل دینے کے لئے مسلمان ہو گیا تھا مگر پھر جہاد دے کر نکل بھاگا۔ عرب میرا لقب کرتے ہوئے میرے پیچھے بڑے چلے آ رہے ہیں۔ یہ سن کر وہ مجھے لا کر میرے آدھوں کو قتلہ میں لے جائے گا۔ آپ کے عرب سردار کو چہ بچے کہ وہ قریب ہی ایک گاؤں میں جس کا نام میرہ (حیرہ) ہے چھپ چھپ طور پر ٹھہر جائیں اور وہاں قیام رکھیں۔ نصف رات گزر جائے یہ ہم وسط قلعہ میں پہنچ کر دشمن کی فوج میں گھل کر کھڑے گئے اور ان کا کام تمام کرنے لگیں گے۔ جس وقت فجر کا وقت ہو جائے تو اس عرب سردار کو چہ بچے کہ وہ اپنے ان ایک ہزار سواروں کو لے کر جہادی ملک کو پہنچ جائے۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے جب یہ ترکیب سنی تو خوشی کے مارے آپ کا چہرہ دیکھتے اور حضرت خالد بن ولیدؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ سے آپ نے اس ترکیب کے متعلق مشورہ طلب کیا۔ ان حضرات نے کہا یا امین الامت! اگر یہ شخص خدا اور بے وفائی نہ کرے اور اپنے دین کی طرف نہ لڑے تو یہ تیر تیر نہایت عمدہ اور اہل ہے۔ آپ نے فرمایا ان ویک لسا لسا صداد حیراب (کبھی) گھات اور فکر میں ہے۔ یونانی نے کہا خدا کی قسم! میں نے اپنا دین ترک کر کے تمہارا مذہب اس وقت اختیار کیا ہے جب میرے دل سے صلحوں اور ان تصویروں کی بالکل غمختہ جاتی رہی جن کی میں تعظیم کرتا تھا۔ میرے دل میں اب سوائے محبت دین اور عشق سید کون اور مہکایں (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اور کچھ نہیں رہا۔ مجھے کمال یقین ہے کہ جہادی مکمل اللہ تعالیٰ کے تمام ایمان سے افضل اور تمام عمل کے میٹان سے رافع و اعلیٰ ہے۔ واللہ علی ما نقول و کبھی میں جو کچھ کہتا ہوں اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اس پر وکیل ہیں۔ اس پاک ذات کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ جل جلالہ عمودہ کے رسول اور بندہ محمدؐ کی سونگہ جن کی میں نے خواب میں زیارت کی اور جن کے معجزات کا معائنہ کیا اگر تم مجھ سے جہاد کی دیکھتے ہو اور رہنما رہے دل میں میری طرف سے ہنر و شک شبہ ہے تو مجھے اسی کام پر نہ مقرر کرو اور نہ اس کی اجازت دو۔

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا عبداللہ اگر تم مسلمانوں کی خبر خواہی کو اپنا شعور کھو گے اور ان کے ساتھ کسی قسم کی بے وفائی نہ کرو گے تو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تمہارے ہر کام میں جس کا تم لڑاؤ اور قصد کرو گے معاون و مددگار ہوں گے۔ بیعت صدقہ کو کام میں لاؤ اور راہ دہی اور سخاوت کو نظر رکھو تاکہ طریقہ نجات پر گامزن ہو کر منزل مقصود تک پہنچ جاؤ۔ کیونکہ ہمارے دین کی بناء اور مذہب کی اصل صدقہ ہے اور جس اپنے بھائی کو مسخین کا طریقہ اختیار کرو اور ان کے نفس قدم پر ہمیشہ اپنا قدم رکھو۔ چاہئے کہ وہ مسخین صدقین کا طریقہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ جو کچھ ہمسرا کھا لیا۔ سزا چاہنے کے لئے جو کچھ لاکھیا ہوا کہیں لیا جہاں جگہ دیکھیں وہیں ہراسم کر دیا تھا اپنے ملک و حکومت اور امارات کے چھوڑ دینے کا جن پر تم نے لات مار دی ہے ذرا برا بھی تم نہ کرو کیونکہ جو تم نے

چھوڑا ہے وہ فانی ہے اور جس چیز کی طلب میں ہو وہ ہانی ہے اس لئے کہ دنیا کی نعمتیں فانی اور مت جو نے والی ہیں اور اثرات ہانی اور محض رہتے والی ہیں۔

یونان اہم آقا کما ہوں سچا ہے پاک و صاف ہو گیا ابھی اپنے مال کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو۔ ورنہ کو اہم یا مومن کے لئے نیک خاندان ہے اور کافر کے لئے جنت۔ مومن یہ یقین رکھتا ہے کہ آخر میرا خدا کا نہ میری قبر ہے میری مجلس میری خلوت ہے۔ نصیحت قبول کرنا میرا انگڑو دہر ہے۔ میری تعشق اور بات بیست کر آخر آؤں شریف ہے میرا رب میرا انیس ہے ذکر و فکر میرا اندیش ہے۔ اہم میرا عشقین اور مصاحب ہے۔ عشقین و بنا میری شان ہے زندگانی میرا شعار ہے۔ بھوکا رہنا میرا کھلیا ہے۔ عسکت میرا کام ہے۔ مٹی میرا ہنسر ہے۔ تقویٰ میرا ارادہ ہے۔ چپ رہنا میرا امنیست ہے۔ میرا براحتہ ہے۔ توکل میرا مصب ہے عمل میری راہ ہے عبادت میرا پیشہ ہے اور جنت میرا گھر ہے۔

یونان یہ خوب سمجھ لو کہ علیہ السلام فرماتے ہیں احب لیلۃ عافیل لبس مغلول عند و موصل اللہ بالہ و الموت مطلقہ و سانی فصور و القبر مسک۔ ”میں تمہیں قصوں پر تہب کرتا ہوں اولیٰ لیا ناس کی جس سے غفلت نہیں کی گئی دوسرے دنیا کا وہ طالب کرموت اس کی بخشش ہو۔ تیسرا وہ غلوی کا جانے والا جس کے رہنے کی جگہ قبر ہے۔ چارے آقا نے دو جہاں حضور سرور کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من اعطی اربعا اعطی اربعا۔

”جسے چار چیزیں دی گئیں اسے چار چیزیں اور دی گئیں۔“

اس کی تفسیر کلام پاک میں اس طرح ہے کہ جس شخص کو ذکر اللہ اور یاد اللہ کا مرتبہ دیا یعنی جس شخص نے اللہ پاک کو یاد کیا اور اسے ذکر اللہ کی توفیق عنایت کی گئی (اسے اللہ عزوجل یاد کرتے ہیں۔ چنانچہ قرآن شریف میں ہے فلا تکرہونی الا کرمکم تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا۔ دوسری قسم دعا کی توفیق عنایت کی گئی تو قبولیت کا درجہ بھی ساتھ ہی عنایت ہو فرماتے ہیں اولیٰ و تہب فکم۔ یا تمہیں قبول کروں گا تیسری قسم شکر کی توفیق دی گئی اس کو ہر چیز کی زیادتی عنایت ہوئی۔ ارشاد ہے لمن شکرتم لازیدنکم۔ اگر تم میرا شکر ادا کرے گے تو میں اپنی نعمتوں کو اور زیادہ مبدول کروں گا۔ چوتھی قسم مغفرت کی دعا کی توفیق ملی اسے مغفرت بھی نصیب ہوگی۔ اللہ پاک فرماتے ہیں مستغفروا وکم انہ کان غفورا۔ اپنے رب سے بخشش چاہو وہ بہت بڑے بخشنے والے ہیں۔

واقفی رحمۃ اللہ تعالیٰ بسلسلہ روایات حضرت عامر بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ فتح شام میں میں بھی موجود تھا اور عسکریں اور طلب کے فتح کے وقت حضرت ابو سعید بن جراحؓ کے ہمراہ آپ کے لشکر میں کام کر رہا تھا۔ رومی جو ہمارے مذہب میں داخل ہو گئے تھے میں اکثر ان کا طلب رہا کرتا تھا میں نے ان میں سے کسی آدمی کو بوجہ سے زیادہ اعتقاد میں نہیں دیکھا، اجتہاد میں کامل، نیت میں خالص، جہاد میں حامی اور دوسروں کی جنگ کے خون کا ماہر نہیں دیکھا۔ خدا کی قسم اس نے مسلمانوں کے ساتھ بھرپور خیر اور کاروائی کے ساتھ جہاد کیا اور رب العالمینؐ کو اپنے سے راضی کر لیا۔ قلعب طلب پر مسلمانوں کا قبضہ ہو جانے کے بعد دوسروں میں اس نے دو کام کیا جو اس کے دنیا و آخرت میں کوئی نہیں کر سکا۔ مسلمانوں کو اس نے سونے اقامت کرتے رہات کو اور شہر کو کبھی اکیلے نہیں چھوڑا اور نہ کسی مسلمان کو قتل کیا۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ذکر فتح اعزاز

واللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ یوقا کو نصیحت و موعظت کر کے جب فارغ ہو گئے تو آپ نے سوار منتخب کر کے انیس روٹیوں کا لباس پہنا یا اور یوقا کے ساتھ کر دیا۔

کہتے ہیں کہ آپ نے ان دس تاجکوں سے دس دس آدمی منتخب کئے تھے۔ (۱) علی، (۲) عمر، (۳) خواجہ، (۴) شمس، (۵) نمیر، (۶) حصار، (۷) حمیر، (۸) بلبل، (۹) قیس، (۱۰) مراد۔ اور پھر ہر قبیلہ ان کے دس آدمیوں میں سے ایک ایک کو ان پر سردار مقرر کر دیا تھا۔ پناہ بخانی ملی پر جز میل بن، عاصم نمیر، عمرو بن مراد، مراد بن عاصم، بن عدی۔ شمس پر مسروق بن سلطان۔ نمیر پر اسد بن حازم حصار، محمد بن نمیر و حمیر پر اسد کا سردار ذوالکلاع حمیری، بلبل پر سیف بن ذوالکلاع بن عاصم پر سعد بن حسن اور مراد پر مالک بن فیاض رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مقرر ہوئے تھے۔

جب یہ حضرات چلنے کے لئے آرامت و تازہ ہو گئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں میں تمہیں اس شخص کے ساتھ جس نے اللہ ذوالجلال والا کوام اور معتمد رسول اللہؐ کی خوشنودی اور ان کی راہ میں اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے روانہ کر رہا ہوں میں نے تم میں سے ہر ایک پر ایک ایک حکم مقرر کیا ہے اور ہر حرب پر خداوند تعالیٰ کے اس نیک بندے کو حاکم مقرر کر رہا ہوں جب تک یہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی رضا پر قائم اور ان کے طریقہ پر محزون ہے اس کی اطاعت کرنے رہنا اور جو کچھ یہ کہتا ہے اجازت کے کانوں سے سننا۔

یوقا کا فتح اعزاز کے لئے جانا اور ان کی گرفتاری

کہتے ہیں کہ ان معرعات نے اسلحہ زیب تن کئے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور ان کے ساتھ چل دیئے جس وقت یہ ایک محلہ کے قریب چل گئے تو حضرت مالک بن اشترؓ نے ان کی ماتحتی میں ایک بڑا سوار سے کر انہیں ہدایت کی کہ ان کے پیچھے روانہ ہو جائیں اور اس صوبہ فتح کے حالات سے باخبر رہیں۔ نیز جس وقت قلعہ کے قریب پہنچے کہیں تو جمع فوج تک کہیں گا اس پیچھے رہیں اور پھر اپنے ان بھائیوں کی کمک کو پہنچ جائیں۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم کو فوجی مزیت فرمائیں اور آرامت برہمگیں۔ حضرت مالک بن اشترؓ نے اپنی جمیعت کو لے کر روانہ ہو گئے اور فوج کے آگے آگے تمام دن چلتے رہے۔ جب رات ہو گئی اور قلعہ کے قریب پہنچ گئے تو میرہادی گاؤں میں پڑاؤ کیا۔ یہ گاؤں بالکل غیر آباد و چڑیا تھا۔ آپ یہاں چھپ رہے اور انے والی بات کا انتظار کرنے لگے۔ یوقا ان کے آگے آئے اور اعزاز کی سرک پر آئے اور قلعہ اعزاز کا رخ کر دیا تھا۔

حضرت فضل بن عاصمؓ کہتے ہیں کہ حضرت یوقا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے دست میں میں بھی تھا جب ہم اعزاز کے قریب پہنچ گئے تو یوقا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ ہماری طرف مخاطب ہوئے کہ کہنے لگے جو ان عرب! ہم اب دشمن کے قریب پہنچ گئے اور وہی جو تک تباری زبان سے آشنا ہو گئے ہیں اس لئے اب آپ کی بات جیت کرنے سے احتراز و احتیاء کر رہے ہیں اس شخص تباری طرف سے حرم ہوں خود ان سے حکام کرتا ہوں گا۔ تم بس اپنے کام میں ہوشیار رہو اور جس وقت مجھے دیکھو کہ میں نے دشمن کو قلعہ میں لے لیا ہے تو

تم بھی جلدی کرنا چاہئے اپنے کام میں مشغول ہو جاؤ۔ تقدیر کے گوشہ کی جو نیکی تھی، کیا ہونے والا ہے۔ یہ کہہ کر پھر آگے کی طرف روانہ ہوئے۔

حضرت انور بن عباد، مامورِ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ میں حضرت مالک بن اشترؓ کی جمیعت میں شامل تھا جب ہم اس گاؤں میں پہنچے تو جمع کا اظہار کرنے لگے۔ اچانک اس گاؤں کے غریب کی طرف سے بچی بدھڑے ہم آئے تھے اور ہرے بن میں ایک اور لشکر آ رہا دکھائی دیا۔ حضرت مالک بن اشترؓ نے ہم سے اس لشکر کے متعلق میں دریافت کرنے لگے۔ جب آپ کو کوئی جواب نہ ملا تو آپ غریب نفس پھنس اس طرف تشریف لے گئے اور بہت تھوڑی سی دیر غائب ہوئے، ایک نعرائی عرب کو اپنے ساتھ لے کر لوٹے ہوئے آئے دکھائی دئے جب آپ سے لے کر کہیں گاؤں میں وہیں آگئے تو آپ ہم سے خطاب کر کے فرماتے تھے جو انہیں عرب انھیں کیا کہتا ہے؟ اس کی سنتا مسلمانوں نے کہا حضرت انہیں آپ ہی اس سے دریافت فرمادے کہ یہ کیا کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں تم ہی پوچھو۔

مسلمانوں نے اس سے کہا تو کون سے قبیلہ سے تعلق رکھتا ہے؟ اس نے کہا میں حبشہ بن امیہ کا بیٹا بنی قریظی ہوں حضرت مالک بن اشترؓ نے فرمایا حیران کیا ہے؟ اس نے کہا طارق بن سنان (شیان) آپ نے فرمایا تجھے عرب ہونے کی قسم! ہرے دشمنوں کے متعلق تو جو کچھ جانتا ہے ہم سے سن! ان بیان کر دے۔ اس نے کہا خدا کی قسم! میں ابھی جو کچھ جانتا ہوں اور مجھے جس قدر معلوم ہے میں وہ تمام بلکہ کمر دکاست بیان کر دوں گا۔ مگر تمہیں بہت جلد اپنے دشمنوں سے قتل اس کے کوہِ قرہ آ پڑیں مخلوط ہونا چاہئے۔ آپ نے فرمایا یہ کیوں۔ اس نے کہا اس لئے کہ رات والی اعزاز نے تمہارے پاس اپنا جاسوس جس کا نام حبشہ بن حرفی ہے روانہ کیا تھا اس نے حرق کا وہ تمام جیلدار مگر جو اس نے تمہارے سردار سے بیان کیا تھا سنا اور اسے اپنے کانٹہ پر لکھ کر اسے اس کاغذ کا ایک کپڑی کی دھریں جو وہاں غرض سے اپنے ساتھ لایا تھا ہاندھ کر اس کو تڑپتا رہا کی نواز طبر سے فیس دھر چھوڑ دیا وہ کوہ جب والی اعزاز کے پاس آیا اور اس نے اور قدر چھاتو ٹھیس اس نے حاکمِ راندہ ان لوگوں میں شامس نامی کے پے کی اپنی ٹمک کے لئے روانہ کیا۔ میں نے لوگ اس کا یہ پیام پہنچا دیا اور وہ اس کی ٹمک کے لئے پہنچا سو سو آدمیوں کے ساتھ اہل پرانہ پہنچا۔ جو سامنے لشکر آ رہا دکھائی دیتا ہے یہی ہے۔ اب گویا تمہیں کہہ رہے ہو مجھے اپنے قول میں بالکل سچا سمجھو احتیاط کر دو اور اس کے متباد کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔

والدہی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہاں رحمت اللہ تعالیٰ علیہ پر یہ اتفاق پڑا اور اس پر یہ گڑی کہ جس وقت وہ قلعہ کے قریب پہنچے میرے قریب انہوں نے والی اعزاز کو اس ہیئت میں پایا کہ یہ اپنی پیش قدمی کے لئے قلعہ سے باہر نکل آیا تھا۔ قلعہ کا اہل اور بی بی جنگ سے آراستہ اور مضبوط کر لیا تھا۔ فوج کو ترتیب دے کر صف بندی کے ساتھ کھڑا کر دیا تھا۔ میں ہزاروں ایک ہزار نفر فوجی عرب جو قوم غنم، ان علم اور جذام سے تعلق رکھتے تھے بالکل اس کے ساتھ نہیں کھڑے ہوئے تھے۔ اطراف و جوارب کے دواوی جینوں نے اس کی ہتھکڑیاں لٹائی تھیں ان چار ہزار کے علاوہ تھے۔ جب یونان کے پاس پہنچے تو اس بد بخت والی اعزاز نے اپنی کئی بات سے ان کے دل میں کسی قسم کی بھی دھمکتا آنے دیا بلکہ کھڑے سے سنا کر گمان کا استعمال کیا اور اس طرح ان کی طرف بڑھا کہ گویا ان کی رکاب کو بوسہ دینا چاہتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں تھا نہ بھی زیادہ دیر ایک چھری تھی جب وہ ان کے قریب پہنچا تو اس نے آپ کے گھوڑے کا ٹمک کاٹ دیا اور آپ کو اپنی طرف کھینچا۔ آپ اور ہر سر کے بل زمین پر آئے اور میں چار ہزار آدمیوں نے اصحاب رسول اللہؐ پر ہل بول

ایک ہی جگہ میں سب کو قید کر لیا اور سب کی شخصیات کس دیں۔ یہ تھا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ جب والی اعزاز کی قید میں ہو گئے تو اس پر سخت سے آپ کے چہرے پر قہر کا اور کہا جب تو نے اپنے دین سے انحراف کر کے اپنے دشمن کا مذہب اختیار کر لیا تو سب علیہ السلام اور صلیب تھ پر مارا دیا ہو گئے۔ (صحابہ علیہ السلام) کی قسم میں تھے ملک و قوم ہر جگہ کے پاس بدوائے کروں مگھو رو وہاں عربوں کی گردنیں زانوئے کے بعد تھے اٹھا کر کے دروازہ پر سولی دے گا۔ یہ کہہ کر وہ ان تمام قیدیوں کو مرا لے کر قلعہ میں چلا گیا۔

واللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اللہ پاک جل جلالہ کی طرف سے مسلمانوں کے لیے یہ خیر ہو گئی کہ جاسوس نے اپنے خطا میں حضرت مالک بن اشتر غنمیؓ کے چلنے کے متعلق والی اعزاز کے پاس کچھ خبر نہیں کیا تھا۔ جب حضرت مالک بن اشتر غنمیؓ نے نصرانی عرب سے یہ سنا تو اپنے ساتھیوں کو ہوشیار کر دیا اس نصرانی عرب کو باندھ کر اپنے پاس بٹھایا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر حاکم رادمان کے انتظار میں چھپ کے بیٹھ گئے۔ جب کئی مدت گزرتی تو گھوڑوں کے پوڑوں کی آواز دینے لگی۔ آپ ہلنگ خاموشی ہی طرح بیٹھے رہے جب وہ کچھ گاہ کے عین وسط میں آ گئے تو آپ بہادرانِ مسلمین اور شہسوارِ مواعید بن کوئے گرا گئے۔ کچھ کی طرح ان کے گرد گھومے اور انہیں اس طرح جیسے کہ آنکھ کی سفیدی سیاہی کو گھیرے ہوئے ہوتی ہے جاہوں کی طرف سے گھیر لیا۔ دودھ مسلمانوں نے ایک ایک روٹی پر حلقہ کیا انہیں بکرا اور مرغ ڈال کر لیا ان کے کپڑے اتارے انہیں زیب تن کیا۔ عیسیٰ بن ماریہؑ ان ہی کے نشانوں کو ہاتھ میں لیا اور کھڑے ہو گئے۔

نصرانی عرب کا اسلام قبول کرنا

اس کے بعد حضرت مالک بن اشتر غنمیؓ اس نصرانی عرب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کیا ہو سکتا ہے کہ تو اللہ عزوجل کے دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب کو قبول کر لے تاکہ تو نے جو کفر کی حالت میں اولیٰ یہ کہتے ہیں وہ مذہب اسلام میں آ کر ایمان کی وجہ سے بچ ہو جائیں اور تو جہاد بھائی ہو کر دنیا میں اپنی اس مستعار زندگی کو چھوڑ کر دے۔ اس نے کہا میرا دل آپ کے ساتھ اور آپ کے دین کی طرف ہل ہے۔ اللہ پاک اس شخص کا برا کر میں جس نے انہیں کسی ہجر اور مہمہ دین سے لونا کر دوسرے راستہ پر لگا دیا۔ خدا کی قسم میں اس مہمہ دین سے ہوں جو جلد ہی اس مہمہ خسانی کے ہمراہ جناب عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام لایا تھا۔ میں نے خود بخود حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنا ہے آپ کہاتے تھے من یدخل دینہ فافطوہ جو شخص اپنے مذہب بدل دے اسے قتل کر دو۔

آپ نے فرمایا یہ واقعی تو نے سچ کہا مگر یہ حدیث لا الہ الا اللہ کے چہرہ لیتے کے ساتھ منسوخ ہو جاتی ہے۔ باری تعالیٰ جل مجدہ فرماتے ہیں:

الان من تاب و عمل عملًا صالحًا فلنک یبدل اللہ ما کانہم حسرات۔ الخ

”مگر جس شخص نے توبہ کی اور ایمان لے لیا اور عمل صالح کیا تو یہ بد لوگ ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے گناہوں کو

نیکوئوں سے بدل دیتے ہیں۔

دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل دشمن کی توبہ منظور فرمائی حالانکہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اس کے متعلق آیات نازل فرمائی تھیں۔ خسانی یہ سن کر بہت خوش ہوا اور کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد

رسول اللہ - یا ملک! میرا دل پاک ہو گیا اور میرا ایمان بظاہر اور باطن میں ہو گیا۔ اب پاک نہیں جزا سے خیر خواہیت فرمائیں اور قیامت میں تمہاری مغفرتوں سے اور گزریں۔ آپ اس کے اسلام سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا: اللہ پاک جس جلال نصیب تک تو فیضِ غایت فرمائیں اور ایمان پر ثابت قدم رکھیں۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اب اپنے آئندہ اغلال سے بچتے مومنوں کی حوائج کرو۔ اس نے کہا ایسا لا میرا! آپ مجھ سے کیا کام آ رہا ہے جس سے آپ نے فرمایا وہی اعزاز کے پاس جا کے حاکم ملامتوں کے آنے کی خبر دو کہ وہ تیری مدد کے لئے چلے جا رہے۔

اس نے کہا مجھے کوئی منظور ہے میں ایسا ہی کروں گا انشاء اللہ تعالیٰ اور اگر بناب کو میرا اعتبار نہ ہو تو آپ میرے ساتھ اپنا پاک ایمان آویں جس پر جناب کو کوئی دلائل و دلائل ہو کر دیں تاکہ جو کچھ میں اس سے کہوں وہ اسے مستجاب ہو کیونکہ نفع و نفع گزشتہ سے پہرہ سخت ہے اور دائرہ متعلل میں دوسروں سے جو کچھ کہوں گا وہ مخلوق کے کنارے پر گھرا ہوا ہو گا۔ آپ نے اس کے ساتھ اپنے چہرے بھائی راشد بن قیس کو سزا دے کر دے یہ بدایت کر دی کہ وہ اپنے کام میں ہتھیار ہیں۔ یہ دونوں حضرات روانہ ہو گئے۔

جس وقت اعزاز کے قریب پہنچے تو وہی سخت پہرہ دے رہے تھے سپاہی اور چوکیدار اور دوسروں پر متعین اور ہوشیار بیٹھے تھے۔ وہی فرشتے بجا رہے تھے اور وسط قلعہ میں ایک شہرہ فوج کی آواز میں اٹھ رہی تھیں۔ حادق نے راشد سے کہا کہ یہ کیا خدا کی قسم ایسا تو لڑائی اور جنگ ابدان کے آثار ہیں۔ یہ دونوں حضرات بالکل نہ متوش ہو گئے اور کان لگا کر سن کر شروع کیا۔ معلوم ہوا کہ جو حادق کا خیال تھا وہ واقعی درست ہے۔

واللہ تعالیٰ رحمت اللہ کہتے ہیں کہ اس کا سبب یہ تھا کہ والی اعزاز در اس کے ایک لادان نامی جوان اور بہادر لڑکا تھا جسے یہ اکثر اوقات متاعف و مدد دینے کے لیے جاتا تھا کہ اس کا بھائی نکور اس اور یوحنا میں قربت تھی اور وہ یوحنا کے پاس مادہ و مادیات عزت کے ساتھ جمع تھے رہا کرتا تھا۔ یہ سب دستور ایک دفعہ عیو صلیب کے موقع پر جو یوحنا کے قلعہ والے کیسے ماس ہو کر لڑائی تھی آیا ہوا تھا۔ یوحنا کے گھر میں چونکہ با اختلاف اس کی آمد و رفت تھی۔ ایک روز اس نے یوحنا کی لڑائی کو جو اپنی مسیلیں اور کثیروں کے ساتھ نہایت درست اور پر تکلف لباس سے لباس اور دروازہ پر سے حریف تھی دیکھ لیا تھا اور اس پر سوچا کہ اسے شامی ہو گیا تھا۔ یہ کسی سے اسے باظاہر کئے اور اس شخص کو اسی طرح چھپائے ہوئے جب گھر آیا تھا تو اس نے اپنی والدہ سے اس کا ذکر کیا تھا اور اس کے چونکہ محض ایک ایک اولاد تھی جس سے بے حد محبت کر لیا تھی اس لئے اس نے اسے یہ امید والی تھی کہ میں خیر سے باپ سے اس کا ذکر کروں گی اور یہ کہوں گی کہ وہ حاکم طلب سے پاس تیری نسبت کے لئے خط روانہ کرے۔ اس میں میرا جس قدر مال خرچ ہوگا خرچ کر کے تیری شادی ضرور کروادوں گی۔ تو جو ان لادان کا حشیش یہ سن کر ذرا سکون اختیار کر گیا تھا مگر اسی شام میں اہل عرب نے آ کر طلب کا عرصہ کر لیا تھا اور ان کے دل یہ خبریں سن کر دوسری طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

جب یوحنا رحمت اللہ تعالیٰ اس کے باپ کے ہاتھ میں گرفتار ہو گئے اور مسلمانوں کو بھی اس نے قید کر لیا تو انہیں اس نے اپنے بیٹے لادان کے مکان میں لا کر بند کر دیا اور اس کو یہاں تک کہ وہی کمان کی تہہ داشت کافی رکھیں۔ اس نے اپنے دل میں کہا مجھے اپنے دین کی قسم ایسا تو سب کے بارے میں میرے باپ سے زیادہ عالم ہے۔ اگر وہ ان عربوں کے ساتھ جن کا اس نے مذہب قبول کر لیا ہے جی نہ دیکھا تو کبھی ان کا مذہب تو اس نہ کر سارا دھرم و سادہ جب کہ اس نے ان کے ساتھ کالی جنگ بھی کی ہو۔ نیز ملک حرق کے لشکروں نے ان سے بڑیت کھائی اور ان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ ان پاک تبارک و تعالیٰ نے باوجود ان کے

کمزور اور ضعیف ہونے کے ان کی مدد فرمائی ہے۔ پھر میرا دل یوحنا کی بیٹی سے متعلق ہے۔ لہذا ہجر یہ ہے اور سب سے اعلیٰ اور شہداء کے لئے یہ معلوم ہوتی ہے کہ میں اس قوم کو اس قید و بند سے رہائی دے دوں اور چاہتا ہوں کہ اس بات کا مہمہ اپنے لئے کے بعد کو دینی زندگی کی شادی بھی سے کر دیں گے اور ان کا مذہب و عقائد نور کوں کی نگاہ و مذہب بالکل حق اور سچا ہے اور میں اس کے سبب اپنی مراد بھی پہنچ جاؤں گا اور پکا یوحنا کی بیٹی کی شادی بھی مجھ سے کر دیں گے۔

یہ سوچ کر یہ یوحنا رحمت اللہ تعالیٰ کے پاس آ جانے کے سامنے بیٹھا اور کہنے لگا چچا جان! میرا دل چاہتا ہے کہ میں آپ کو نیز آپ کے تمام قیدیوں کو اس قید سے رہائی دے دوں۔ میں آپ کو اپنے اہل باپ اور استاد سے زیادہ بزرگ اور معظم سمجھتا ہوں۔ یہ آپ خوب جانتے ہیں کہ گھریا چھوٹی انسان پر نہایت شائق کر رہا ہے مگر میں ایمان کا کٹر پر ترجیح دیتا ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ اس قوم کا مذہب سچ اور ان کی عقل غالب اور ذکر و تسبیح و تہلیل ہے۔ مگر اس میں شرط یہ ہے کہ جناب اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کر دیں اور اپنے نیز اپنے رشتہ داروں کی رہائی کو اس کا مہر تصور فرمائیں۔

یوحنا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: اپنا ان کریم دنیاوی غرض سے اسلئے ہمیشہ داخل نہ آنا چاہئے۔ یوحنا اپنی شادی کی مجھ سے ہرگز توقع نہ رکھو۔ تمہیں چاہیے کہ شخص خاصاً لہجہ اندام کو اختیار کرنا کہ اللہ پاک بزرگ و اعلیٰ جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو اس کا تمہیں اجازت دیں۔ میں بھی افسوس اللہ تعالیٰ تمہیں تہذیبی منزل مقصود تک پہنچاؤں گا اور اس طریقہ دیا اور دین دونوں کی سرحدوں میں حاصل کر لو گے اور ان سے کہا: اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمد رسول الله۔ یہ کہہ کر ان سب کو چھوڑ دیا اور ان کے واسطی ان کے سپرد کر دیئے اور کہا آپ حضرات تیار ہو جائے میں اپنے باپ کے پاس جاتا ہوں دو شرب کے نشہ میں ہے میں نے مائدہ تعالیٰ اس کا کام تمام کر دیا۔

یوحنا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے ان تمام مسلمانوں کو طلب کر کے فرمایا آپ حضرات کو اور رہتے ہیں نے اپنی اور آپ حضرات کی رہائی اور آزادی کو اپنی لڑکی کی شادی کر کے اس کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ لا وہاں اپنے باپ کے پاس پہنچے تو اسے کس بڑا اور اپنی ماں بہنوں کو اس کے پاس دیکھا۔ آپ نے ان سے اور گفت کیا یہ کام کس نے کیا ہے انہوں نے کہا ہم نے۔ انہوں نے کہا کیوں؟ انہوں نے کہا اللہ جل جلالہ کی رضا جوئی اور ان کا یہاد حاصل کرنے کے لئے کیونکہ ہم نے خیرین و عوام کو منتظر جوڑنے چقہ کے ساتھ کی تھی مگر اس میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اس اہم کام کو انجام نہیں دے سکتے۔ وہی جمع ہو کر مسلمانوں پر حملہ کریں گے اور ہمارے باپ کو حیرت میں مشورے کی اطلاع ہو جائے گی تو وہ اپنے قتل کر دے گا۔ اس لئے ہم نے پہلے ہی اس کا کام تمام کر دیا۔ لا وہاں یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ یوحنا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اور ان کے رشتہ داروں کے پاس لوٹ کے آئے اور تمام قصہ بیان کیا۔ حضرت یوحنا رحمت اللہ تعالیٰ اپنے اس راستہ کو لے کر نکلے۔ وسط قلعہ میں حبیب و کثر کے گھر لگے۔ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و شریف بھیجا اور دو سو روپے کی رقم لے کر نکلے۔ تمام قلعہ میں شور و بھگد بڑا ہوئے لگا۔ چلتے چلتے ان کی آواز میں آئے نکلیں۔ وہی اپنی اپنی جگہ سے نکل نکل کر بھاگے حیرانی و پریشانی کی حالت میں ایک دوسرے کو بھونکتے۔ تو ان میں اور نچرے لے کر مسلمانوں کی طرف دوڑے اور ایک حبیب منکر قلعہ میں برپا ہو گیا۔

جب یہ شور و بھگد سارا چل و پکار قلعہ میں ہو رہی تھی اس وقت طارق بن اسد اور رشتہ میں نفس نبوی کی خشوع پر پہنچے تھے اور یہاں دوا جان سن کر کھڑے ہوئے اس کو معصوم کرنے لگے۔ ان کا بیان ہے کہ جب ہم نے قرآن سے معلوم کر لیا کہ قلعہ میں جنگ ہو رہی ہے

تو ہم حضرت مالک بن اشترؓ کی خدمت میں آئے اور آپ سے جو کچھ وہاں سنا تھا بیان کر دیا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے فرمایا اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے پہنچ جاؤ۔ چنانچہ مسلمان قیدیوں کی حفاظت کے لئے یہاں روانہ ہو گئے اور باقی تمام گھوڑوں پر سوار ہو کر قلعہ کی طرف بھاگ چلے گئے۔ نیز سے تھے ہونے تھے ہائیں چھوٹی ہوئی تھیں اور گھوڑے وہیں بھرتے ہوئے قلعہ کی طرف چلے جا رہے تھے۔ حضرت ابو قتادہؓ نے اللہ تعالیٰ علیہ نے لاوان سے کہا تھا کہ ہماری فوج تک کے لئے ہمارے پاس آنے والی ہے۔ جب یہ فوج قلعہ کے پاس پہنچی اور لاوان نے محسوس کیا کہ اب قلعہ کے پاس فوج آتی ہے تو اس نے راہیوں سے کہا کہ حاکم لاوان ان ہمدانی مدد کو پہنچ گیا ہے چھ دروازہ کھول دو۔

انہوں نے جب اسے کھولا اور قلعہ میں حضرت مالک بن اشترؓ کی بیوی فوج کو لئے ہوئے پہنچے تو تکبیر و تہلیل کے نکلنے تک انہوں سے زمین و آسمان کی قسمیں لیں۔ مسلمانوں نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا فتح اللہ وغیرہ۔ خدا کی قسم اگر اللہ تبارک و تعالیٰ نے فتح نصرت کی اور جس شخص نے نعرہ لگایا وہ لایا ہو گیا۔ کی آواز میں کئی آدمی اور محمد رسول اللہؐ پر درود شریف بھیجا۔ اہل اعزاز نے جب یہ دیکھا اور کھول کر اب ہمدانی خیر نہیں تو جھپٹا رہا ہے پھینک دئے۔ اور انہوں انہوں کا رہنے لگے۔ مسلمانوں نے یہ دیکھتے ہی گواہیاں میں کی قیدیوں کو جو دست میں لے کر۔ بلکہ اسباب قہر میں کیا اور حضرت یحییٰ اور ان کے ساتھیوں کا شکر یہ ادا کرنے لگے۔ حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کے شکر یہ کے بعد نہیں اس کے (لاوان) کا شکر یہ ادا کرنا چاہیے۔ اس کے بعد آپ نے ان سے تمام قصہ بیان کیا۔ حضرت مالک بن اشترؓ نے فرمایا: جب اللہ تبارک و تعالیٰ کو کوئی کام کرنا مقصود ہوتا ہے تو اس کے اسباب بھی دیکھے ہی مقرر فرما دیجئے ہیں۔

واللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب اپنے وطن سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اہلباب بن منذرؓ سے جو فضیلت شام کے تمام معرکوں میں اہل سے آفرنگ رہے ہیں دریافت کیا کہ فتح اعزاز اور فتح اہل اس کی طرح اس کی تمام معجزات میں شہد بہ اور میں اس کی محنت کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ جب کھوار میں میان میں کر لی تھیں اور حضرت مالک بن اشترؓ فوج نے قیدی مال، کپڑے، چاندی اور اور طرف جمع کر لئے تو آپ نے انہیں قلعہ سے باہر نکالنے کا حکم دیا اور اس کام پر حضرت قیس بن مسیدؓ کو جو جنگ و موہب میں بھری طرح ایک چشم ہو گئے تھے۔ نیز جو بھری طرح ہی خود وہ میں جناب رسول اللہؐ کے ہمراہ ہو کر لڑے تھے مقرر کیا۔ انہوں نے تمام مال و اسباب اور قیدیوں کو قلعہ سے باہر نکال لیا جب قلعہ میں کوئی شخص باقی نہ رہا تو حضرت مالک اشترؓ کو لے کر آئے اور قلعہ میں اہل اس کی خوشگوشی کرنے لگے۔ جب ایک جگہ سے متحول پایا تو آپ کہنے لگے۔ اس شخص کو کس نے قتل کیا ہے؟ لاوان نے کہا میرے بھائی کو قلعہ نے جو مجھ سے مر نیز قتل میں بھی ہوا ہے۔ آپ نے اسے ہلا کر دریافت کیا کہ تو نے اسے کیوں قتل کیا ہے حالانکہ یہ میرا باپ تھا اور ہم نے روہوں میں آئی تک نہیں نہ کسی جیسے نے تیرے سرا بھی اپنے باپ کو قتل کیا ہو۔

لہذا نے کہا مجھے اس کام پر آپ کے دین کی محنت نے مجبور اور براہین کیا تھا کیونکہ اس قلعہ کے گرجا میں ایک سحر پادری رہتا ہے جس سے ہم بھانجیل پڑھا کرتے تھے اور وہ ہمیں روئی زبان نیز حال و احوال کی تعلیم دیا کرتا تھا۔ ایک روز میں تو جناب کے پاس بیٹھ ہوا تھا اس کا نام پڑھ کر ابوہریرہؓ دعا میں لے گیا اسے ابوہریرہؓ کہہ کر اپنی طرف مخاطب کر کے کہنے لگا یا اباہریرہؓ کیا آپ بھی بلاد شام کی طرف توجہ مبذول نہیں فرماتے؟ دیکھتے عرب اس پر کس طرح قابض ہوتے چلے جاتے ہیں۔ انہوں نے اس کے اکثر

حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ سے ایک راہب کا سوالات کرنا

حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے حضرت سعید بن جریفؓ کو فتویٰ کو تعلق کی حکومت پر سامور کر کے طلب کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کر لیا۔ قیدیوں اور غلاموں کو فروغ دیا مگر راتوں رات سے قبل آپ نے اعزاز کے قیدیوں کو شہر کرنا شروع کیا۔ قیدیوں میں ایک ہزار دی جان و دو بیٹا لیس ہزار سے اور راہب دو ہزار جو ان عمر میں جن میں ان کی ان کی عمر بھی شامل نہیں ایک سو اسی با حیاں ہو کر۔ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے راتوں میں ایک راہب کو باوجود اسکے بڑھاپے کے نہایت دلچسپ حساب و قرار و ارشاد و بیانی دیکھا۔ آپ نے اپنے دل میں کہا میرا نمان اور فہم و فراست کچھ ہے تو یہ راہب وہی ہے جس کے حلقے مجھ سے لادہوں کے بھائی اور قاتلے بیان کیا تھا۔ آپ نے لوقہ کو بلا کر فرمایا آیا یہ وہی ہے جس کی بہت تم نے مجھ سے تذکرہ کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں آپ اس راہب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ ان کے متعلقین سے کیوں چھپاتے ہو؟

اس نے کہ خدا کی قسم! میں بھی کچھ کو اس کے متعلقین سے کچھ نہیں سمجھا۔ البتہ راتوں سے مجھے اس بات کا خوف ضرور ہے کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دیں۔ کیونکہ حق پرستوں کو اور طبیعتوں پر نیک ہوا کرتا ہے۔ انہوں نے اسی حق کے اظہار کی وجہ سے اپنے بد نیوں اور اولاد تک کو قتل کر دیا۔ پھر میری تو کیا اصل ہے؟ آپ نے فرمایا کیا ہو سکتا ہے کہ تو ہمارا دین قبول کر لے۔ اس نے کہا میں اس وقت تک کبھی آپ کے دین میں داخل نہیں ہو سکتا۔ آپ تک چند سوالات کر کے جنہیں میں نے الجھل مقدس میں دیکھا ہے ان اہل دین نہ کر لوں۔

آپ نے فرمایا وہ کیا سوالات ہیں بیان کرنا کہ میں نہیں سن لوں۔ راہب ابھی انہیں بیان کرنے کو ہی تھا کہ قلعہ میں سے کچھ پکا کی آوازیں آئے تھیں۔ سلطان اس طرف متوجہ ہوئے۔ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ فوراً کود کر کھڑے ہوئے تو کہار میان سے کھینچ کر دھڑکیں کئے کہ کیا تھا۔ ہے؟ آپ نے سمجھا کہ وہیں نے اندر کر دیا مگر قلعہ کے نو پر مسلہ نوں کو کھڑے ہوئے دیکھا جو جی جی کر رہے تھے یا یا بلا میرا ہوشیار ہو جائے ہم بچ اور بڑا نہ کی مرگ پر گرد و غبار اٹھ ہو گا۔ وہ ہے جی ہم نہیں سمجھ سکے کہ وہ کیا ہے؟ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ بغیر دیکر دیر ان منہیں اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے اور اس بات کا انتظار کرنے لگے کہ وہ کیسے پردہ غبار سے کیا ظہور میں آئے۔ آغا نامی وہ غبار بن اور اس کے اندر سے عربی گھوڑے سمجھ کر آئے۔ نیز سے۔ عربی خود ہندی کھار میں اور اسلای بہادر جن کے آگے آگے قیدی اہل اور متعلقین کے ہوئے آدھی تھے ظاہر ہوئے آپ اور آپ کے ساتھیوں نے اس آئے والے لشکر کی طرف عنان توجہ مختلف فرمائی تو دیکھا کہ مسلمانوں کا خون میں ڈوبا ہوا ایک ہزار لشکر جو بہادر اور، نیزہ بازوں اور شیروں کی طرح حملہ آوروں پر مشتعل تھا حضرت فضل بن عباس بن عبد المطلبؓ میں با شہم بن عمر رسول اللہؐ کی ذریعہ قیادت چلا آ رہا ہے۔

در اصل امیر لشکر حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ نے اس لشکر کو رخ باب اور بڑا نہ کی طاقت کے لئے روانہ کیا تھا اور یہ وہیں سے چلا آ رہا تھا جس وقت قریب آیا تو قریشین سے غلبہ ہوں کے کھڑے ہلے ہوئے۔ اللہ اکبر کی جہم صدائیں فضا سے آ جاتی تھیں گئے تھیں۔ حضرت مالک بن اشتر نخعیؓ نے معرفت فضل بن عباسؓ کو سلام کیا۔ مسلمانوں نے آپس میں السلام علیکم کی سنت اور کی اور

سب نے جیسا قیام کر رہا۔ حضرت فضل بن عباسؓ نے حضرت مالکؓ سے ان کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے فتح اعزاز میں حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا قصہ بیان کیا اور کہا کہ جس طب کی طرف آپ تک روانہ ہو جائیں اس راہب اس کے سوالوں سے اب تک روکے رکھا ہے۔ حضرت فضل بن عباسؓ نے اس راہب سے فرمایا کہ کہو جو کچھ کہنا چاہتے ہو؟ اس نے کہا آپ یہ فرمائے کہ اللہ پاک نے اپنی مخلوقات میں سے نیک از زمین و آسمان میں کون کون سے چیز کو پیدا فرمایا تھا؟

حضرت فضل بن عباسؓ نے فرمایا باری تعالیٰ جل مجدہ نے سب سے پہلے لوح و قلم کو پیدا کیا ہے۔ بعض روایات میں عرض ہے کہ سب سے پہلے میں وقت و زمان اور بعض میں عدد و حساب بھی ہے۔ نیز یہ بھی ایک روایت میں آیا ہے کہ سب سے پہلے اللہ جل جلالہ و عظمیٰ نے ایک جبر (موتی) پیدا فرمایا اس پر نظر ڈالی تو وہ پانی پانی ہو گیا۔ پھر عرض کی کہ قوت کی شکل میں پیدا کیا جیسا کہ ان کی کتاب یحییٰ (قرآن شریف) سے ظاہر ہوتا ہے جو کہ ان عرصہ علیہ السلام پھر پانی پر توجہ فرمائی وہ پانی نکھلا یا اور اس سے دھواں اٹھنے لگا۔ اس دھواں سے آسمان پیدا کیا تو اور جہز زمین بنی۔

بعض روایات میں اس طرح سے بھی ہے کہ سب سے پہلے مخلوق پیدا کیا تھا کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے یہ جام تھا کہ مخلوق سے خلایق مستخرج ہو۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اللہ پاک فرود میں سے سب سے اول اور عظمت کو پیدا کیا۔ اور اپنی ربوبیت کا ان سے اقرار لیا چاہتے تھے انکار کر دیا اور نور نے اقرار کر لیا نور سے راضی ہونے کی بدولت جنت پیدا کی اور ظلمت سے حسد ہونے کی وجہ سے دوزخ پھر مسید لوگوں کی رہنمائی نور سے پیدا فرمائی اور انبیاء و اولیاء کے واسطے ہر ایک ان میں سے اپنی اپنی اصل کی طرف لوتی ہے۔ ایک روایت میں ہیں بھی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ نے ایک نقطہ پیدا کیا ہے پھر حیرت و ہلاک کی جگہ ہوں سے اس کی طرف دیکھا اور نقطہ اپنی شکل پھر جز کر متغیر ہو کے الف کی صورت بن گیا اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب کا ابتدا (شروع) قرار دے لیا۔ پس پاک ہے او ذات جس نے اپنی کتاب کو ایک نقطہ سے شروع فرمایا اور ایک نقطہ (تقریر) میں اسے اپنی مخلوق کو پیدا کر دیا اور تمام تعریفیں ہیں اس مقدس ذات کے لئے خواہنے بقدر اور اللہ اسے اپنی مخلوق کو کرتی ہے اور ہجرات ایک لمحہ (صور) سے زندہ کر دے گی۔

راہب نے جب حضرت فضل بن عباسؓ کی یہ تقریر سنی تو کہا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ وہی علم ہے جس کی انبیاء علیہم السلام نے خبر دی ہے۔ انا اشہدان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشہدان محمد عبدہ و رسولہ۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔ اہل اعزاز نے جب اپنے ہاتھوں کو اسام لائے دیکھا تو بہت کم آدمیوں کے علاوہ سب مسلمان ہو گئے۔ واللہ اعلم۔

واحدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب اہل اعزاز اپنے ہاتھوں کو جس کدو حلقہ تھے کچھ کر مسلمان ہو گئے تو حضرت فضل بن عباسؓ اور حضرت مالکؓ بن اشتر نخعیؓ نے سب کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ کر لیا مگر یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے چلنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میرا مناس کا من نہیں ہے کہ میں اسے مسلمانوں کو دکھلا سکوں۔ کیونکہ میں نے ان سے ایک وعدہ کیا تھا جسے میں پورا نہ کر سکا اب میں اٹا کیہ کی طرف جاتا ہوں۔ لیکن ہے کہ اللہ عزوجل مجھے میرے دشمنوں پر فتح بخشیں اور ان پر میری اعانت فرمائیں۔

حضرت فضل بن عباسؓ نے فرمایا اللہ پاک عزوجل اپنے رسول برحق کو عذاب کر کے فرماتے ہیں پس ملک من الامر شی۔

تہارے اعتبار میں کوئی چیز نہیں ہے لہذا جو عقائد اپنے دل میں مطلق رہنے نہ کرو۔ انہوں نے کہا دین اسلام کی قسم! میں اس وقت تک کبھی نہیں جاسکتا تاہنگد ہفت پاک میرے بھائی مسلمانوں کے سامنے میرے چرے کو سرخرو نہ کر دیں۔

حضرت یوسفؑ کا اٹھ کبیہ میں جانا

یہ کہہ کر انہوں نے حضرت فضل بن عباسؓ کے لشکر پر غرور دہائی اور اس میں انہوں نے اپنے بی بی تم اور قبیلہ کے دو سو آدمی جن کے دلوں میں ایمان مانع ہو چکا تھا دیکھے کہ طلب کے روئے سامنے سے تھے اور طلب ہی میں ان کے اہل و عیال موجود تھے۔ انہیں آپ نے اپنے ساتھ لیا اور اٹھ کبیہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت فضل بن عباسؓ کو غیرہ نے طلب کی طرف کوئی کر یا۔ حضرت یوسفؑ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اٹھ کبیہ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ جب آپ اس سے دو چار منزل پر پہنچے تو آپ نے ان میں سے چار آدمیوں کو اپنے ساتھ چلنے کے لئے منتخب فرمایا اور باقی اشخاص کو حکم دیا کہ تم چار دو تک نہیں قیام کر کے۔ اس کے بعد ہم اور رہ تاج کی سرک سے اس طرح اٹھ کبیہ میں آؤ کہ جو تم عربوں سے شکست کھا کر بھاگے چلے آ رہے ہو تاکہ میں جو کچھ ماناؤ یا حیل کرنا چاہتا ہوں وہ پورا ہو جائے میں اور یہ چار شخص حارم کے رستہ سے جا رہے ہیں ہم اور آپ رضوان اللہ تعالیٰ اٹھ کبیہ میں ٹھہریں گے۔ چنانچہ آپ ان چار آدمیوں کے لئے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ آپ دیر صحن کے پاس جو عرساؤں کے قریب تھا پہنچے۔ یہاں آپ نے سوار اور پیہلوں کی ایک فوج دیکھی جو سڑکوں اور راستوں کی حفاظت کر رہی تھی۔ جب اس نے آپ اور آپ کے ساتھیوں کو آتے ہوئے دیکھا تو آپ کے پاس آئے آپ کا حال دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا میں طلب کا سردار ہوں عربوں سے شکست کھا کر بھاگا تھا آ رہا ہوں اور بادشاہ کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

انہوں نے کہا اور یہ آپ کے ساتھ چار شخص کون ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ میرے قبیلہ کے لوگ ہیں انہوں نے آپ کی بات کو سچا سمجھا اور اس لشکر کے سردار نے آپ کے ساتھ کچھ سوار کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ وہ انہیں بادشاہ کے پاس پہنچا دیں۔ چنانچہ ان سواروں نے انہیں ساتھ لیا اور بادشاہ کے پاس لے آئے۔ بادشاہ اس وقت کنیزہ العتیمان (ایک گرجا کا نام ہے) میں غماز اور کر رہا تھا۔ وہ اپنی غماز تک پہنچے رہے اور جب بادشاہ غماز سے فارغ ہو گیا تو ان سواروں نے اپنے بادشاہ کے سامنے جگہ تعظیم کیا اور کہنے لگے ایہا الملک! جو فوج دیر صحن کے قریب سڑکوں کی حفاظت کے لئے، سوار ہے اس کے سردار بطرس نے اس شخص بزرگ اس کے ساتھیوں کو آپ کی خدمت میں بھیجا ہے اور یہ شخص کہتا ہے کہ میں دانی طلب ہوں۔ بادشاہ یہ سن کر بخار رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کیا تم یوسفؑ ہو؟ انہوں نے کہا ہاں میں ہوں۔ بادشاہ نے کہا میں نے تجھے کہ تم عربوں کے دین میں داخل ہو گئے ہو۔ یہاں کیسے آئے؟ انہوں نے کہا ایہا الملک! واقعی آپ کو ٹھیک خبر بتائی گئی کہ میں گھل مروں کو دھوکا دینے کے لئے مسلمان ہوا تھا جو کہ ان کی خرافاتوں کی یہ منظر صورتوں اور ناپاک بدو سے رہائی حاصل کر سکیں۔ میں نے انہیں دھوکا دینے کے لئے یہ کہا کہ کھد و اعزاز کے حاکم کو قتل کر کے اس کا قلعہ میں تنہا رہے پر کروں گا اور اس شخص کے لئے میں نے عربوں میں سے ان کے سردار منتخب کر کے اپنے ساتھ لئے تھے ان کو لے کر روانہ ہو گیا تھا اور ان کے حاکم سے یہ اجازت لے لی تھی کہ یہ سردار میرے حکم کے تابع ہوں میں جس جو کچھ کہوں گا وہ انہیں ماننا پڑے گا اور جس وقت میں انہیں لے کر قلعہ میں داخل ہو جاؤں گا تو میں

یہ الہام وحی ہند بہانہ یہ ہے کہ ہند پاک جارک، تعالیٰ اس کے سب سے میرا چہرہ منہ نہ کر دیں مگر ارد میں ہمارا دیکھے سوچ پر غور کرے۔

قلعہ والوں پر قبضہ کر لیں گا اور انہیں پکڑ کے شہارے پاس بھیج دوں گا۔ اگر جس وقت میں اعزاز میں آیا تو در اس نے جلدی میں میرے دہلی کی بات پر کچھ غور نہ کیا اور میرے سوچے سمجھے اپنے جاسوسی کی بات پر وثوق کر کے مجھے گرفتار کر لیا۔ عربوں نے قلعہ والوں پر کھوار رکھ دی اور بے دھڑک قتل کرنے لگے۔ کچھ نیکو لوگ انے اپنے باپ کو قتل کر کے انہیں چھوڑ دیا تھا اور قلعہ ان کے میں بھی قید سے رہائی پا گیا تھا۔ اتنے میں عربوں کی فوج آگئی اور اس نے قلعہ میں داخل ہوتے ہی لوٹ مار شروع کر دی۔ میں نیز یہ چار شخص جو سچا کے دین میں داخل ہیں انہیں لوٹ مار کرتے دیکھ کر آکھ بچا کے بھاگ پڑے اور آپ کے پاس آ گئے۔ اگر مجھے اپنے دین کی محبت نہ ہوتی تو اپنے بھائی کو بچا کو کہیں قتل کرنا اور کامل ایک سال تک قلعہ بند رہ کے کس لئے ان کے ساتھ لانا رہتا۔

وہ قیدی رخصت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ دلیان ملک اور سردار میں فوج جو اس وقت یہاں موجود تھی انہوں نے ان کے کلام کی تائید کی اور کہا ایسا بالکل واقعی ہوتا ہے کہتے ہیں اور ان کی درستی اخلاص قلب عبادت اور دیانت کی کوئی شخص جھڑکی نہیں کر سکتا۔ یونان رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا آپ بہت جلدی دیکھ میں گئے کہ شہر عربوں کے ساتھ کس طرح پیش آتا ہو اور میری کوشش و عمل اور فعل ان کے ساتھ کیونکر رہتا ہے۔ یہ سن کر بادشاہ کی باجیس کھل گئیں بہت خوش ہوا اور اپنا لباس جو وہ اس وقت پہن رہا تھا اتار کے بطور ضلعت کے انہیں پیش کیا اور ہنکار محبت کیا اور کہنے لگا یونان! اگر طلب تیرے ہاتھوں سے نقل کیا تو کچھ پروا نہیں میں تجھے نکال کر کاحاکم کر دوں گا اور اس طرح تم یہاں کے بادشاہ اور والی ہو جائو گے اور میری یہاں کی ریاست ان کے سپرد کر دی۔ یونان نے بادشاہ کو مدد عادی ہو اس کی تعظیم بجالا دی۔

انہی یہ دعویٰ رہا تھا کہ حرم جدید (لوہے کا بنی) کا پاسبان دوڑا ہوا آیا اور بادشاہ کو اس بات کی اطلاع دی کہ ہمارے پاس شہر سواران طلب کے دوسرے دروازے آپ کو ایک شخص قید کے ظاہر کرتے ہیں۔ ان کے میں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم عربوں سے بھاگ کر آ رہے ہیں۔ یہ سن کر بادشاہ نے ہنسا سے کہا کہ سردار! ہم ان کے پاس جاؤ اور انہیں دیکھو۔ اگر واقعی دو تہرا ہے درشت دار اور قبیلہ کے آدمی ہیں تو تم اپنے کو ان میں پہنچ گئے اور میں انہیں تمہارے ساتھ ملا دوں گا کہ دو جنہیں فوج کا کام دے سکیں۔ لیکن اگر وہ دہلی اور یہ تو انہیں میرے پاس پکڑ لاء تاکہ میں ان کے متعلق کچھ غور و فکر کر سکوں۔ مگر ذرا احتیاط کے ساتھ کام کرنا۔ یہی نہ ہو کہ وہ عربوں کے فرستادہ اور ان لوگوں میں سے ہوں جنہوں نے ان کو دین اختیار کر لیا ہے جیسے اٹلی سبزہ و علاقہ، مسیح، جرمیہ، جہنک، دمشق اور حران۔ یونان رحمت اللہ تعالیٰ نے کہا بادشاہ مدد است ایسا ہی ہو گا۔

یہ کہہ کر یہ گھوڑے پر سوار ہوئے ان کے ساتھ چند مقلد اور سربراہ بھی گھوڑوں پر سوار ہوئے چلے جس وقت یہ اس لوہے کے پلی پر پہنچے تو وہاں کھڑے ہو گئے اور حکم دیا کہ ان دوست آدمیوں کو سامنے حاضر کرو۔ جب وہ حاضر کئے گئے تو آپ نے ان کی شناسائی سے قطعاً انکار کر دیا کہ کو کوا آج سے قبل انہیں بھی دیکھا ہی نہیں۔ اس کے بعد آپ نے ان کا حال دریافت کیا۔ انہوں نے کہا ہم عربوں سے بھاگے ہوئے ہیں اور یہاں اس فرض سے آئے ہیں کہ بادشاہ کے شہر میں حکومت اختیار کر لیں۔ آپ نے انہیں مرحبا کہا۔ انہوں نے آپ کی محبت و ضلعت جو بادشاہ نے انہیں دی تھی اچھ کر آپ کی تعظیم کی۔ بچل ہوئے اور آپ کی رکاب کو بوسہ دیا۔ آپ نے فرمایا آپ حضرات نے عربوں کے ہاتھ سے کس طرح خلاصی پائی۔ انہوں نے کہا ایسا اللہ اعلم سبحانہ اور بڑا ہی کی غارت کے لئے عربوں کے ایک سردار کے ساتھ نکلے تھے۔ جب ہم عرب کی طرف چلے تو ہم نے اعزاز کا راستہ چکڑ لیا۔ مگر جب اس میں پہنچے تو اسے بھی مسلمانوں کے قبضہ میں دیکھا۔ آخر غارت ہوئے ہی ہم نے بھاگ کر بادشاہ کے شہر کا راستہ

اختیار کیا اور اب ہم یہاں پہنچ گئے ہیں۔

بادشاہ کا یوقنا پر مکمل بھروسہ کر لینا

وادی رمت اللہ تعالیٰ علیہ کیجئے ہیں کہ یہ تمام گفتگو بادشاہ کے مصائب اور وہاں بھی من رہے تھے۔ جب وہ انہیں لے کر بادشاہ کے دربار میں آئے تو ان مصائب کے بارے میں بادشاہ نے جو تمام گفتگو دہرائی۔ بادشاہ نے یوقنا رمت اللہ تعالیٰ کو مخلص بنی نہایت احترام سے اس کا غیر مقدم کیا۔ اپنے قعر شہی کے قریب ہی ایک مکان رہنے کے لئے مرمت کیا اور ان کے قید کے ان آدمیوں کو ان کی خدمت کے لئے مامور کر دیا۔ یوقنا رمت اللہ تعالیٰ علیہ نے بادشاہ کو مخاطب کرتے کہا یا ایہا الملک! آپ جانتے ہیں کہ اس دنیا کی خلیں غانی ہیں مگر مایہ السلام نے دنیا کو ہمہ دار سے اور اس سے ظاہر لوگوں سے متوجہ کر دی ہے کہ وہ اس کو اپنی طرف کھینچے ہیں۔

چنانچہ کیا علیہ اسلام سے مرئی ہے کہ آپ نے ایک نہایت خوب صورت چیز یا جس کے پر عجیب عجیب رنگ رنگ کے تھے دیکھی۔ آپ نے اس کی حالت کو بھی دیکھا، اور اسے نہایت کریمہ اللہ تعالیٰ دی ہے آپ نے اس سے دریافت فرمایا تو ان سے کہ اس نے کہا میں دنیاؤں میں اولیٰ بہت اچھا اور بہت سب سے برا ہے۔ یہاں ملک اہل نے یہ مثال آپ سے اس لئے بیان کی ہے کہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی جسم حد سے خالی نہیں جب کسی آدمی کی طرف دنیا مائل ہوتی ہے تو اس آدمی سے حد کرنے والے بھی بہت پیدا ہو جاتے ہیں اس لئے مجھے بھی خوف ہوا اس بات کا کہ آپ کے کہیں میرے حامد بادشاہ سے میری کج صحبت نہ کر دے اور یہی بات بھی ہوگی جسے نہیں کہیں انہیں میری طرف منسوب کر کے خود بخود اوجہ امتیاز میں میرے ذمہ لگا دیں۔ لہذا اگر جناب کے دل میں میری طرف سے کج شک و شبہ یا غرض ہے تو جس کام پر آپ نے مجھے متعین فرمایا ہے اس سے مجھے ملجھ کر کے اس پر کسی دوسرے شخص کو نہ لڑیں۔ میں کسی صورت سے جناب کا ساتھ چھوڑنے والا نہیں ہوں۔

یہ سب کہ آپ نے کہنے والے بادشاہ نے کہا اور اہل نے انہیں اس مہد سے پر ای وقت مامور کیا ہے جب کہ اپنا پورا مہینا نہ کر رہے۔ میرے دل میں تمہاری طرف سے کوئی شک و شبہ نہیں۔ اگر کوئی شخص تمہارے متعلق مجھ سے کچھ بھی شکایت کرے گا تو میں اسے اسی وقت بکڑ کر تھما رہے ہوں اور وہ اس وقت جو کہ تمہاری سمجھ میں آئے اس کے ساتھ ملوث کر دے۔

یوقنا رمت اللہ تعالیٰ علیہ نے زمین کو بوسہ دیا مگر یہ ادا کیا اور چاہا کہ بادشاہ نے میرے متعلق جو کام ہو کر کیا ہے اس کی طرف ہمارا بھی یہ افسوس ہی نہیں ہے۔ تھے کہ ہم خوش سے چند سواروں کا ایک گروہ بطور قاصدوں کے آیا اور کہنے لگا کہ کہیں بادشاہ کی بیٹی فریون نے بچھا ہے اور وہاں سے نہایت خوف زدہ ہے اور یہ بتی ہے کہ کہیں بادشاہ کے پاس پہنچی جاؤں تاکہ یہ ایک سونے کی مٹیوں سے بادشاہ کا کئی محلہ رہتا ہے۔ اس غرض کے لئے سر بادشاہ کو کھانا بھیج دے جو آ کر مجھے لے جائے تو نہایت مناسب ہے۔ بادشاہ نے کہا اس کام کے لئے نہ ہر بار یوقنا سے نہ اور کوئی مجھ سے نہیں کہیں اس کا اہل ہے۔ یوقنا نے زمین چلی اور کہ مجھے صاف کاظم خوشی منظور ہے۔ بادشاہ نے انہیں اور ہر گروہ دار و دو اپنے خاص آدمی جو قبیلہ مذکور اور قاصدوں کے متعلق رکھتے تھے دیے اور یہ انہیں لے کر روانہ ہو گئے۔ صلیب پر ہر مہم جوئی کوئی نکلے ہوئے اور پھل ٹوک رہا تھا۔ فریون چلا کے کہیں اس کی خبر ہوئی تو اس کی خبر ہوئی ہے کہ اس نے آسمان سے ہر مہم جوئی کر کے ہاتھ بٹے جا رہے تھے حتیٰ کہ یہ ہر مہم جوئی پہنچے۔ نہ صرف جو بادشاہ کی بیوی تھی اور جسے بادشاہ نے یہاں کی حکومت اور ریاست سپرد کر کے وزیر بن جاس کے ساتھ اس کی

شادی کر دی تھی نہایت بھادراوی تھا اور اس کی بھادری اور شجاعت ہی کی وجہ سے اس کا نام سیف نصرانیہ (نصرانیت کی تلوار) پڑ گیا تھا اور جنگ پر موک میں اس کے ایک دھم لگا تھا جس کی وجہ سے اس نے واقعی اہل کوہلیک کبر کے بیٹھ کے لئے زنجیر کو داغ معافیت دے دیا تھا۔

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ یقیناً رحمت اللہ تعالیٰ زنجیوں کو لے کر اٹھائے کی طرف شاہراہ عام سے جو سب سے بڑی سڑک کہلاتی تھی اس خیال سے چلے گئے تھے کہ اس سڑک پر کوئی مسلمانوں کا چاروسا یا معاملہ جائے اور میں اس کے ساتھ حضرت ابو سعید بن جراحؓ کو اس بات کی اطلاع پہنچا دوں کہ میں بادشاہ کے پاس اٹھا کیے جس قسم ہوں۔ جب آپ سرج الدین بلاق کے پڑاؤ میں پہنچے تو نصف سات گز چلی گئی۔ آپ تک دو بیویوں کے محوڑے چوکنے ہوئے اور ان کا حلیہ (پیراؤں) پلٹ کے ڈرتا ہوا آپ کے پاس بھاگا ہوا آیا۔ آپ نے فرمایا کیا ہے؟ یہ اور اس کے سواروں نے کہا سرور بادشاہان بڑاؤ کے میدان میں ایک لشکر تقسیم ہے۔ ہم چنکر اس کے بالکل قریب پہنچ گئے تھے جب غور کر کے دیکھ کر عرب معلوم ہوئے اور تمام لشکر چار سو رہا ہے اور اس کے جانوروں اور چارہ کھارہ ہیں۔ تنہا رہائے میں یقیناً وہ مسلمان ہیں۔

آپ یہ سن کر دل میں بہت خوش ہوئے اور فرمایا صلہ سے مسلحانہ اور امانتاً کو کام میں آؤ اپنے بھائیوں کی نگہداشت کرو۔ دین کی خدمت کرنے کے لئے دشمن کے مقابلہ میں ذات ہائے بادشاہ کی عزت (خوئی) پر عرضنا سے دشمنوں کے پنجہ میں نہ جانے دو۔ اپنے مالک کی نعمتوں کا حق ادا کرو اور ایک وقار و فکر بن جاؤ۔ جب غزالی ہوئے تھے تو انہیں گرفتار کرنے کی وحش کر داری اور حتی المقدور ان کے قتل کرنے سے خیرتر نہ ہو کیونکہ عرب اور ان کا سرور اور ایک روز ہائے دے اور چڑھا آئیں گے۔ اگر انہوں نے اس وقت تم میں سے کسی کو گرفتار کر لیا تو جہاد میں اس کے اپنے جھنڈے کے لئے فدیہ ہوگا۔ میں نے حکیم خراسانی کی کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ اس کا قوس کے جو شخص کام کے انجام پر نظر رکھے وہ ان میں رہے گا اور جو قیاس پے کھجے کرے گا وہ نقصان جان افغانی کا اور جراح کرے گا وہانی کرے گا اور ایک روز ضرور بے وفائی کا شکار ہوگا جس اب تم برکت اور امانت مسیح (علیہ السلام) پر چڑھ جاؤ۔

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ بائیس دشمن جو تمہیں نوازتے تھے اور اس لشکر نے سرت الدین بلاق کے چار کارخانہ کر پایا۔ سوتے ہوئے لشکر کے پاسانوں نے جب بہت محسوس کی تو اپنے لشکر کو بنگا یا اور کہا کہ مجھ کو زدن کے سون کی آواز سن رہے ہیں مگر نہیں کہہ سکتے کہ ہمارے طرف کون قوم بڑھی چلی آ رہی ہے سو یہو اللہ شہید اور ہو اور حضرت یقیناً رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے لشکر کا استقبال کر کے کھینچے گا کہ ہم یمنی میں رہ رہے ہو۔ صلیب کرم کے تابع لوگ ہیں تم کون ہو؟ انہیں اس کے کہ ہماری تلواریں تمہارے سروں کی تو اسنے کے لئے بڑھیں یہ رستے سامنے سے ہٹ جاؤ۔ یقیناً رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ سن کر فرمایا تم کس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم ملک بڑلی کی فوج ہیں جس میں اسیم خراسانی کے تابع اور اس وقت اس کے بیٹے اسیم خراسانی کے زیر سیادت ہیں۔ آپ یہ سن کر محوڑے سے پانچا دو ہو گئے اور اسے سلام کیا کہ نصرانی غزالیوں نے دو بیویوں کو سلام کیا اور ان میں ملے۔

اسیم بن جہل نے آپ سے دریافت کیا تم کہاں سے آ رہے ہو؟ آپ نے فرمایا مرغش ہے۔ وشاہ کی عاجز ادنیٰ کو لے کر

نہا جہل بن اسیم نے لائے کا نام بھی اس نے باپ کی مرثیہ اسیم ہوا کہ ایک نسل میں اسیم کے بھائی خود جہل بن مرغش ہی خود سرور

آ رہا ہوں اور تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے کہا میں عقل میں رسد لینے کے لئے گیا تھا جب رسد لے کر واپس ہونے کا تو عرض نہ اٹھی
 میں آگے مسلمانوں کا ایک دستہ جس میں غالبہ و سوسہ سوسوں کے نہایت سار و سامان کے ساتھ مل گیا۔ جب ہم اس کے بالکل قریب
 پہنچے مجھے نوہ وڑواؤں کے ارادے سے جلدی طرف بھجنا۔ اس دستہ کا سردار نہایت چم نواز بے حد چالاک و آقاخانہ میں حملہ کرنے والا۔
 جری اور ڈکانے والا شیر تھا کہ جلتی ہوئی آگ بھی اس پر کچھ اثر نہیں کرتی تھی۔ وہ جلدی طرف بھاڑا اور دایہ دیر میں ہمارے
 بہادروں اور لڑائیوں کو خاک و خون میں غلط کر دیا۔ جلدی جمعیت اُتر چڑھ کر اچھی دوکل دوسو نیز ہم میں بڑے بڑے تیس
 لارخان جو ان بھی موجود تھے جو طغہ جو الہ کی طرف اوجھڑے اوجھڑے جاتے تھے اور نیزہ باز سوار بھی محروم بہادر ہم میں ایسا کام
 کر رہا تھا جسے آگ سوکھی لگتی ہوئی تھی۔ جنگ ہورہی تھی تاہم حرب و ضرب مشتعل ہو رہا تھا وہ ہم پر حملہ کر رہے تھے اور ہم ان پر
 کرتے جاتے تھے آخر ہر نے ان سب کو اس کے بھڑکانے کے ایک ایک سوار نے ہمارے کئی کئی سواروں کو تھک کر لیا تھا گرفتار
 کر لیا اور کھن ان کو دوسو داری ایسا ہیادہ کر لیا جو ہماری قید میں نہیں تھا ہم نے بہت چالاکا کرتے بھی گرفتار کر لیں مگر نہ کسی بہادر
 کو اتنی جرات اور کسی طاقت اور کو اتنی طاقت نہیں تھی کہ اس سے پاس بھی چمک سکے۔ وہ برابر لے کر جاتا تھا۔ آخر ہم نے اس کے
 گھوڑے کو مارنے کی کوشش کی اور حیر مار کر اس کے گھوڑے کو مار ڈالا۔ جب گھوڑا چمکا کے گر اور دوسو نیچے آیا تو ہم نے مجھ
 کو کے اسے چاروں طرف سے گھیرا اور گرفتار کر لیا۔ جب ان کا حسب و نسب دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
 کا سوتیلی بھائی اور ہے۔ اب ہم ان قید یوں کو لے کر ملک برفوں کی خدمت میں جا رہے ہیں تاکہ ان کے متعلق اس کی رائے
 معلوم کر سکیں کہ انھیں کیا کیا جائے؟ آپ کا دل پسین کر رہا تھا۔ خستہ پریشان باقی ہوئی مگر مبرا کر کے دل تو تسلی دی اور بظاہر خوش
 و سرور کا بوجہ بنا کر اس سے کہنے لگے اپنے دین کی قسم دے اس نے جو ان کو پکڑ کر بہت خوار و عزت کا کام کر میں نے اس کے متعلق سنا
 ہے کہ اس نے شام میں جہ سے پہاڑوں کو چھوڑا اور بڑے بڑے دیو سواروں کو موت کے گھاٹ اتارا ہے۔ اس کے بعد یہ
 تمام اٹھا کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہ قادی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے قلعہ اعزاز فتح کر لیا اور حضرت مالک بن اشتر نعمانیؒ نے وہاں کی
 ولایت حضرت سعید بن عمرو غوثیؒ کے سپرد کر دی۔ حضرت فضل بن عباسؒ سے ملاقات ہوئی تو مسلمان مال نصبت لے کر حضرت
 ابو سعید دین براجؒ کی خدمت میں حسب آئے آپ لوگوں کے مع الطیر و البکس نے اور اعزاز کے قلعے پر جو جاتے سے بہت خوش ہوئے
 اور حضرت یحییٰ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے متعلق دریافت کیا کہ وہ کہاں رہ گئے؟ حضرت مالک بن اشتر نعمانیؒ نے آپ سے اس سزا کو
 جواں کے اور حضرت یحییٰ رحمت اللہ تعالیٰ کے مابین ہو رہا تھا ظاہر کیا اور کہا کہ وہ اٹھا گیا تھوڑے عرصے میں آپ کوئی کئی
 معصیت اور آفات میں مبتلا کر دیں۔ نیز انہوں نے فرمایا تھا کہ چونکہ میرا دوست چل سکا اس لئے میں مسلمانوں کے پاس کیا نہ لے
 کے جاؤں۔ میں ان سے یکہ وعدہ کر کے آیا تھا اور وہ ایقانہ کر سکا۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو ان کے دشمنوں پر فتح و پیار فرمائیں
 کے اور ان کی مدد کریں گے۔ ہمیں ان کی ذات سے نفی کی اس قدر امید نہیں تھی جتنا کہ پہنچ رہا ہے۔ اس کے بعد آپ حضرت امیر
 المؤمنین عمر بن خطابؓ کی خدمت میں ہر گز میں حسب ذیل نیاز نہ کر سکا۔

خلیفۃ المسلمین کے نام حضرت ابو عبیدہؓ کا مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف ابو عبیدہ عامر بن جراح بنی غدرت امیر المؤمنین حضرت خطابؓ سلام علیک غازی رحمہ اللہ تعالیٰ ما را اللہ ابوہ صلی علی نبیہ علیہ وسلم۔ اذ بعد۔ اللہ پاک جہان کا ہم پر ایسا احسان و کرم ہے کہ اس کے سبب سے تمام مسلمانوں پر اس کا شکر واجب ہو گیا ہے۔ انہوں نے کفار کے سب سے ٹھکانے اور بدکاروں کے دشوار گزار شیرخیز کردئے۔ ان کے بادشاہوں کو ذلیل اور بن کی دسیوں، شہرہاں اور ناعوں کو ہمارے قبضہ میں کر دیا۔ قاصد طلب فتح ہوا اللہ اس کے ساتھ ہی فتح و غزا دے گی ہو گیا۔ سردار پرتوا وانی طلب اسلام لے آیا اور اچھا مسلمان ہو گیا۔ کافروں پر مسلمانوں کی فتوحات کرنے لگا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اس کے تمناہوں کو معاف کریں۔ اس کے وجود کو دین کے لئے نصرت مسلمانوں کے لئے نصرت اور کافروں کے واسطے ہلاکت کا سبب بنائیں۔ اب وہ دلی نکوٹوں پر ایک جیل چلے کے لئے اٹھا کیے ہیں۔ مجھے نہیں اور انہوں نے اپنی جان کو اللہ پاک اور اس کے رسولؐ کے راستہ میں معرض ہلاکت میں ڈال دیا ہے۔ میں آپؐ کو یہ خط لکھا رہا ہوں اور ہمارا ارادہ انطاکیہ کی طرف جانے کا ہے تاکہ وہاں پہنچ کر وہی باقیوں (ہزق و غیرہ) کی سرکوبی کر سکیں اس کے سوا ہمارے دشمنوں کا ایسا کوئی قلعہ باقی نہیں رہا ہے جو ہماری قیادت میں نہ ہو گیا ہو۔ ہم اس کے فتح کرنے اس کے خزانہ حاصل کرنے اور تخت چھینا لینے کی امید جیسا کہ ہم سے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وعدہ فرمایا تھا کر رہے ہیں۔ آپؐ ہمارے لئے دعاؤں کا زور اور دان فرماتے رہئے کیونکہ یہی مسلمانوں کا چھپنا اور کفاروں کے لئے باعث اذیت ہے۔ تمام مسلمانوں کی خدمت میں سلام عرض کر دیجئے۔

آپؐ نے یہ خط لکھ کر مالِ نبوت سے قس نکالا اور حضرت یارِ بن غاضم شہری رحمۃ اللہ تعالیٰ کی ماتحتی میں صبا، جرین و انصار میں سے سواوی جن میں تین دو بن عمرو، سلمیٰ کو ح و عبید اللہ بن بشر اور چار بن عبید اللہ وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم شامل تھے دے کر بادشاہ خلافت میں روانہ کیا۔

حضرت ضرار بن ازور کی ماتحتی میں دوسو سواروں کا بطور ہر اول دستہ کے انطاکیہ کو

روانہ ہونا

اس کے بعد آپؐ نے حضرت ازور بن ازورؓ کو بلا کر ان کی زیرِ سیادت دوسو سوار کئے اور یہ حکم دیا کہ وہ تاخت و تاراج کرتے ہوئے بڑے چلے جائیں۔ حضرت ضرار بن ازورؓ سمجھوئے پر سوار ہوئے دوسو دھیروں کو ساتھ لیا اور روانہ ہو گئے۔ آپؐ کے ساتھ ساتھ رسول اللہؐ کے غلام حضرت سفینہؓ بھی ت اور آپؐ اپنی اس چھوٹی سی جمیعت کو لئے ہوئے جھے چلے جا رہے تھے۔ چند صحابہؓ بھی آپؐ کے ساتھ تھے جو آپؐ کو راستہ دکھاتے چلے جاتے تھے۔ آپؐ چلتے چلتے مرنہ اپنی میں پہنچ کر اذیت تھا صحابہؓ نے عرض کیا حضرت آپؐ یہیں آرام فرمائیے اور مجھوں کو دوبارہ بارہ نکلا لیجئے۔ جب ابھی طرح جھے ہو جانے کی تو پھر دشمن کا قصد کیجئے۔

آپ نے اچس پڑا کر دیا۔ کھڑاں کو ان چار دکھلا یا اور تمام آدمی پڑنے کے سوار ہوئے اور ایسے سوئے کہ اس وقت آٹھ گھنٹہ تک جپ ہمیں میں جیلان کے سردوں پر موجود تھا۔ یہ کم سخت چاک آج اور کئی کوچینہ ہوئی۔ جب شہر دخل ہوا تو حضرت ضرار بن ازدورؓ کھڑے پر سوار ہوئے۔ سو دوسرے آدمی آج آپ کے قریب ہی سوار ہوئے سوار ہو گئے مگر باقی ماندہ حضرات اس وقت بیدار ہوئے جبکہ نعرانی کھڑے بارود خانہ کرتے ہوئے بالکل ان کے سروں میں پڑے گئے۔ یہ حضرت سوانہؓ کے ملکان کے کھڑے دشمن کے شورشوں سے بھاگ پڑے اور انہوں نے پیدل ہی نزار شورش کر دیا۔ ان کے دشمن اس وقت تک ان کے پاس نہیں پہنچ سکے جب تک ان میں سے ہر ایک نے اپنے اپنے کریمت کا راستہ نہیں دکھلا یا اور آخر یہ سب کے سب حضرات گرفتار ہو گئے۔

اسلامی جنگ کے شیر حضرت ضرار بن ازدورؓ اپنی خواب گاہ کی کھار سے گونجے ہوئے نکلے اور زکار کے باواز بلند اس چڑے کے دوسرے شیروں سے کہنے لگے جو انان حرب! سوئے ہوئے شیروں پر دشمن آج ہے میں مگر کہو یہ اور نہیں دو! بھی تم مجھے حرب ہی ہیں بدھو اور نہیں سلو۔ اشد پاک تبارک تعالیٰ کے نزدیک یا فضل السموات ہے۔ اپنے ارادوں میں عزم و ثبات پیدا کرو اور بڑی کو پاس نہ لے دو۔ تم خود جانتے ہو کہ ہمارے کا دوسری صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ جنتہ لحدت ظلال العیوف۔ جنت کھواروں کے سامنے کے نیچے ہے۔ اشد پاک تبارک تعالیٰ فرماتے ہیں۔

کم من فئۃ قلیلة علیت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ واللہ مع الصابریں۔

”بہادرات چھوٹی سی جمیت بڑے بڑے لشکروں پر اللہ پاک کے قسم سے غالب ہو گئی اور اللہ تعالیٰ صابریں کے ساتھ

جیتا۔“

حضرت سرور بن عامرؓ جو مرتجہ سابق میں حضرت ضرار بن ازدورؓ کے ہمراہ تھے کہیں ہیں کہ حضرت ربیعہ بن معمر بن ابی معمرؓ بھی اہل ہمدان سے ساتھ تھے۔ یہ قسم سے عرب میں سے تیار ہوتے تھے اور ان کا کام پیش کش اور معنی ہوا کرتا تھا اور نہایت جس مقابل سے یہ اپنے کام کو ترتیب دیا کرتے تھے ان کا کام اور ان کی گفتگو اور تقریر خود سے سنا کرتے تھے۔ جب انہوں نے حضرت ضرار بن ازدورؓ کو دیکھا کہ وہ لوگوں کو جنگ کی ترغیب دے رہے ہیں تو یہ ہمدانی طرف مخاطب ہوئے اور فرمانے لگے تو جو ابان ربیعہ و معمر کر و صبر کرو! جب تک نکرہ بات نہ دیا پر صبر نہیں کیا جا تا اس وقت تک خدا کی قسم جنت میں داخل نہیں ہو جا تا۔ خداوند تعالیٰ جل جلالہ کی عرض سموات میں جنت ہے مگر وہ محفوظ رکھتا ہے جتنے درجات ہیں ان سب میں اعلیٰ درجہ شہادت ہے مگر وہ مطلقاً ہر زمانے عالم الغیب و مشاہدات ہے۔ یہ جہاد قائم ہو گیا اور ایک دم سب کو گھیر لیا کیا تم نبی کریمؐ کے صحابی نہیں ہو اور دربار رسالت کے آدمی نہیں ہو؟ پھر کس لئے شہادت و رحمت رب سے مایوس ہو گئے اور کیوں اسے اپنی قوموں پر کھینچو جو مجھے محمدؐ کی روح ہمارے کو اپنے نبوت و امتحان سے سرور کرو اور اپنی بیوقوفی کی معافی سے اپنے ارادوں کو کھو کر دو۔ چنہ دے کر بھاگنے سے احتراز کرو ورنہ غضب جہاد کا انتظار کرو۔ یاد رکھو ضرورتاً دو مصلوہ لشکر ہیں اور یہی دو فاتح لشکر ہیں۔ جو شخص طلب آخرت کرے گا اسے اللہ جنت دے دی مگر طے کیا۔ نہیں صاف کرو اور رحمت پروردگار کا انتظار کرو و بیکار نہ کرو تا کہ تنبیہ قبول کو پہنچو نہ تیرے سیدھے کردار کے سردوں کے وصال کو پہنچو۔ کھار کے چنے تو زور اور جز کے ان کا منہ سوز دو۔ میرا ہمدان کرو اور کھار کے ساتھ چلا کرو۔ کھار کی ان کی جہالت میں مراقبت کرنے سے پرہیز کرو اور ان کے راست پر گامزن ہونے سے اپنی حق کے کھڑے کو مجیز کرو۔

حضرت سرور بن عامرؓ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم یہ تقریر بن کر ہمارے دل پر چھ گئے اور ہم نے نے نعرانی عربوں پر حملہ کر دیا۔

حضرت ضرار بن ازورؓ ہمارے آگے آئے تھے اور حسبِ ذیل رجز یا اشعار پڑھتے جاتے تھے۔

(ترجمہ اشعار) خیردار (ابن) بالانکھوں جھونوں پر حملہ کر دیا کہ تمہاری نکلوا میں اس لشکر کے خون سے اپنی بنیاس بچھا لیں۔ اپنے دینِ معظم کی طرف سے ان بنیاس انھیں ہٹا دو اور عرشِ دالے پر درود گرا دینی کر لو۔ جو شخص تم سے دوزخ سے بچنے کی آرزو رکھتا ہے۔ قیامت اور عیم جزاؤں کے روز دوزخ میں شری کی طرح حملہ کرے گا اور ایسے رسول کو اپنی کرے جو دنیا میں بچے تھے۔

حضرت ضرارؓ بن ازور کی گرفتاری

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آپ یہ پڑھتے جاتے تھے اور حملہ کرتے جاتے تھے۔ لوگ آپ کے پیچھے اور اپنی جانوں، گھوڑوں اور نیزوں سے براہِ کام لے رہے تھے۔ ناز و حرب اس قدر بلند ہو رہا تھا کہ جس کا بیان کن مشکل ہے۔ حضرت ضرار بن ازورؓ ان میں ایسا کام کر رہے تھے جیسے آگ سو کی کڑیوں میں۔ اس میں جلد آپ کی بھانڈی اور حملہ کو دیکھ کر تعجب کر رہا تھا اور آپ کی شمشیر زنی سے انکھت و دندان تھا۔ آخر اس نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ وہ اس خونخوار کے گھوڑے کو تیروں سے بچھڑی کر دیں۔ فوج نے یہ سنتے ہی گھوڑے پر تیر بڑھانے شروع کر دیے گھوڑا اگر اور آپ اس کی پیٹھ سے نیچے آئے۔ ضرار بنوں نے آپ پر جھوم کیا اور آپ کو پکڑ لیا آپ کی ٹخنوں کا ہڈیوں پر۔ آپ کے بھٹا آپ کے سامنے گرفتار ہو گئے اور یہ سب کو پکڑ کے اٹھا کر کی طرف چل پڑے۔ راستہ میں ان سے حضرت یحیٰی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات ہوئی جس کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہیں۔

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ کے غلام حضرت سفینہؓ بھی اس جنگ میں اس وقت موجود تھے جب حضرت ضرار بن ازورؓ گرفتار ہوئے تھے۔ جب رات ہوئی تو آپ حضرت ابوہریرہؓ میں جراح کی طرف بھاگے کہ میں آپ کے پاس پہنچ جاؤں۔ راستہ میں آپ کو اپنا ایک ایک شیر مل گیا۔ آپ نے اس سے فرمایا ابوہریرہؓ! میں رسول اللہؐ کا خدمت گار ہوں اور غلام ہوں اور ایسا ایسا میرا حال ہے (یعنی اپنی تمام سرگزشت اور فتنہ بیان کی) شیر مل گیا کہ ان کی طرف چلا اور ان کے پہلو میں آگے کھڑا ہو گیا۔ ہر زکار اور اپنے سر سے یہ اٹھوہو کیا کہ چلے حضرت سفینہؓ کا بیان ہے کہ میں چلا اور وہ میرے ساتھ ساتھ میرے پہلو میں چل رہا تھا حتیٰ کہ ہم دونوں اس مرز میں میں جو پہاڑی سلسلے میں داخل تھی پہنچ گئے اور پھر وہ مجھ میں چھوڑ کے چلا گیا۔

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت سفینہؓ جب لشکر میں پہنچے تو آپ نے حضرت ضرار بن ازورؓ اور آپ کے ساتھیوں کے گرفتار ہونے کا ذکر کیا۔ مسلمانوں کو یہ نہایت شاق گزرا۔ حضرت ابوہریرہؓ میں جراح اور حضرت خالد بن ولیدؓ ان کی قید کو سن کر رونے لگے اور فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ اعلیٰ العظیم۔ حضرت ضرار بن ازورؓ کی بہن کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس جگہ بھائی اکاش مجھے خبر ہوئی کہ آیا تمہیں زنجیروں میں بکڑ دیا یا لا ہے (کی کوٹری میں) میں قید کر دیا کسی جنگل میں پھینک دیا تمہیں تمہارے خون سے رنگ دیا۔ پھر آپ ذین (بیان) کر کے اس طرح اشعار پڑھنے لگیں:

(ترجمہ اشعار) کیا کوئی بھڑخانی کے بندہ میں خرد دینے والا نہیں رہا۔ تجھے اے قوم! ہم سے کس نے ہانڈ رکھا۔ اگر مجھ پر خبر ہوئی کہ یہ آٹھ ملاقات ہے تو میں دھست کرنے کے لئے کھڑی ہوتی اور دھست کرتی۔ اے درہمائی کو سے کیا

تو مجھے خبر دے گا اور کیا غائوں کے آنے کی خوشخبری بخشے گا۔ دو بجی دن تھے کہ وہ پاس روکے بچے دیکھ کر کھلے کرتے تھے اور ہم ان کے سرخ تاجاں کو دیکھا کرتے تھے اور وہ ہماری ہی طرح سے رہا کرتے تھے۔ اکثر راتوں میں ہم قلعہ ہو کے باقیں کی کرتے تھے۔ اب حوادث زمانہ نے ہمیں جدا کر دیا اور پریشان بنایا اگر وہ کسی دن اپنی عزت کے ساتھ مہر کی طرف لوٹیں تو میں ان کے گھوڑے کی ناپ سننے اور استقبال کرنے کے لئے کھڑی ہوں۔ میں نہیں بھولیں جب لوگوں نے کہ ضرر مقید ہیں ہم نے انہیں دشمن کے حرم میں پھنسا دیا اور نصرت کیا ہے۔ یہ دن لمبا واندھسی کے ہیں اور ہم اس وقت تک ایسے ہیں جیسے بلائیں کے طعنا میں اپنے دل کو دیکھ رہی ہوں کہ ان کے سوا کسی کو پسند نہیں کرتا۔ جب کوئی کسی کو یاد کرتا ہے تو میرا دل ان کو یاد کرتا ہے۔ اصحاب پر ہر وقت سلام پہنچے۔ اگر چہ وہ ہم سے دور ہو گئے ہیں اور ملے نہیں۔

والہدیٰ و حسرتہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ وہ تمام عربی عمر تھی جن کے خویش و اقارب حضرت خمران بن اذورؓ کے ساتھ مقید ہونے تھے حضرت نوز جت اذورؓ کے پاس قلعہ ہوئیں اور اپنے بگائوں کو یاد کر کے رات گئیں۔ جملہ دیگر خواتین اسلام کے حضرت حرورہ بنت قلعقؓ بھی تھیں۔ یہ اپنے زمانے کے لوگوں سے زیادہ نصیب تھیں۔ ان کے بیٹے صابر بن اس بھی چونکہ گرفتار ہو گئے تھے اس لئے یہ انہیں بھاری جاتی تھیں اور حسب ذیل اشعار پر مبنی جاتی تھیں:

(ترجمہ اشعار کے میرے بیٹے! میرے دل میں آگ کا ایک شعلہ بھڑک رہا ہے اور میرے چہرے کو میرے آنسوؤں کی حررت نے جلا دیا ہے، مصیبت کی آگ نے (میرے بدن میں) لٹپٹیں اٹھائی ہیں اور میری استخوان اور ہڈیوں میں انہوں نے سوزش پیدا کر دی ہے میں نے سواروں سے سوال کیا کہ وہ مجھے تمبارے عزالت سے آگاہ کریں تاکہ پہنچے والے آنسو بچھ سکیں پڑ جائیں۔ ان میں کوئی ایسا نہیں تھا جو ہماری چچی خردتہ اور ان میں کوئی ایسا ہی تھا کہ یہ کہتا کہ وہ اب آ رہے ہیں۔ جتنا جب سے تم غم ہوئے ہو میرا پیشہ نہ ہو گیا ہے دل پھٹ گیا ہے اور آنکھیں جاری ہیں لگاتار رت گیا ہے مثل سبہ خود پریشان ہے۔ آنسوؤں میں خون مل رہا ہے اور گھر بچکے زمین ہے۔ اگر تیرا نہ وہو تو میں اللہ کے لئے بطور رسل کے روز رکھوں گی اور اگر کوئی دوسری بات ہے تو یہ سہی جائے والی نہیں۔

حضرت سہمی بنت سعیدؓ نے جو نہایت عابدہ اور زابدہ عورت تھیں۔ ان عورتوں سے کہا کیا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے تمہیں بھی کام کا حکم فرمایا ہے کہ اس طرح رو رہا کرو۔ یاد رکھو تمہیں صبر کا حکم دیا ہے اور اس پر اگر کا وہد و خردا ہے کیا تم نے اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنا۔

وَمِنَ الصَّابِرِينَ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَهُمُ مِّصْيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاغِبُونَ اُولَئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ وَاُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ.

”(ایمہد علیہ وسلم) آپ صابرین کو بشارت دے دیجئے وہ صابرین جب ان پر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور انہی کی طرف لوٹ جانے والے ہیں یہی ہیں وہ لوگ کہ ان کے اوپر ان کے رب کی طرف سے رحمت (افرتی) میں اور یہی ہیں وہ لوگ جو ہدایت یافتہ ہیں۔

مردوں کی بہو بیٹھہ امیر کو راجہ پاؤ گی اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمہاری مصیبتوں کے بدلے میں ثواب ہے اور جو تم اپنے نزدیک رنج و اہم بھرا رہی ہو وہ دراصل غم رہے لئے چند نصیحت ہے۔ خواتین اسلام میں یہ ترخاوش ہوئیں وہ اس وقت کی یاد آؤں میں

ایک دوسری کی تعریف کرتے گئیں۔

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کا خطا اور دہائی ٹس جڑا آپؐ نے اسن قائم بظہری کے ساتھ روانہ کیا تھا تو بادخلافت میں پہنچا تو یہ یہ طبع میں ایک شہر پیدا ہو گیا۔ لوگ مسجد نبویؐ میں بیٹھ جاتے تاکہ طبع اس کے حاصرہ کی لڑائی اور فتح کا قصہ سن سکیں۔ حضرت ربیعؓ سب سے پہلے اپنے سوتی رسول اکرمؐ اور علیؓ اور عقیلہؓ اور حبیبؓ عتیقؓ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عوض مقدمہ پر حاضر ہوئے قبروں پر سلام کیا اور درگفت لڑا پڑھی۔ اس ایں بعد جلالہ اہل آپؐ حضرت طلحہؓ سلیمانؓ عمر بن خطابؓ کی خدمت اللہ میں حاضر ہوئے۔ آپؐ کے ہاتھ کو یاسہ بانہ روہ خطا پیش کر کے ہالی ٹس جناب کے سپرد کر دیا۔

آپؐ نے اسے کھول کر مسلمانوں کو دکھایا۔ مسلمانوں نے اسے سن کر قبیلہ بنی کعبہ کے نعرے لگائے۔ حضور اکرمؐ پر درود شریف سکوت سے بھیجا۔ آپؐ نے وہ ٹس اپنی خویں میں لیا اور حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کو جواب میں لکھا کہ تم خطا کی ایک طرف روانہ ہو جاؤ۔ اب تمہیں کوئی چیز نہیں روک سکتی (یعنی اب کسی صورت سے تمہیں رکھنا نہ چاہئے) یہ جواب دے کہ آپؐ نے ربیعؓ میں قائم کعبہ رحمت کا ختم دے دیا۔

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ کے پاس آپؐ کا جب یہ خط پہنچا تو آپؐ اسی روز اپنی جمیعت کو لئے نکلا کی ایک طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت یحنا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ اور ہم بن جلد کا یہ قصہ ہوا کہ جب یہ خطا کی ایک طرف پہنچا تو انہوں نے اول اپنے آگے آگے ایک شخص کو روانہ کر دیا کہ وہ ملک برقی کو جا کر خوش خبری دے دے کہ اس کی بیٹی یحنا (رحمت اللہ تعالیٰ) اسیم بن جلد میں دو مسلمان قیدیوں کے بچے سلامت آ رہے ہیں۔ برقی نے جب یہ سنا تو شہر کو راستہ کرنے لگا جا کھانے، اس میں خوش و خروش کرنے، خیراء اور مساکین کو خیرات دینے کا حکم دیا اس کا جیٹھا نو بن مدیس کی فوج کے سرکناہت فعات اور ریبہ و زحمت سے ان کے استقبال کے لئے نکلا۔ رہنایا لہاس فخرہ سے ملیں ہو کر شہر سے باہر نکلے۔ کیکہ کاہر یا شہدہ احد اور شیر سے باہر آیا۔ یہ دن بھی ایک جمع عام کا دن تھا (یعنی کسی تہریب سے عید وغیرہ یا بادشاہ کی حضور کی کا دن تھا جس میں لوگ اکٹرا جمع ہوا کرتے تھے۔ بادشاہ کی لڑکی کو کھینچے ہی تمام امراء و رؤساء اور ایمان سلطنت پایا اور ہو گئے۔ سب سے پہلے اصحاب رسول اللہؐ جن کی مشکیں کسی ہوئی تھیں شہر میں داخل ہوئے۔ روٹی انہیں گالیاں دیتے سب شتم کرتے اور ان کے اوپر تھوکتے جاتے تھے اور اسیم بن جلد کی فوج کے سرداران کے کرا کر تھے بادشاہ کی لڑکی اپنے باپ کے محل میں داخل ہوئی۔ اسیم بن جلد اور یحنا رحمت اللہ تعالیٰ بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوئے اور عقیم کے لئے زمین کی طرف جھک گئے۔ بادشاہ نے انہیں خزانہ کی فوج کے بڑے بڑے افسروں کو مطلع عطا کی اور اس کے بعد اصحاب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مشفق عہد یا کر انہیں یہاں میرے سامنے لایا جائے۔

چنانچہ یہ حاضر کئے گئے یہ حضرات تھوڑا سا پہنے ہوئے تھے۔ اسی حیثیت سے بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو گئے ان کے کھڑے ہوتے ہی خدا اموں اور درہانوں نے ان سے چلا کے کہا بادشاہ کی عقیم کے لئے زمین پر عیدہ کر دے مگر انہوں نے ان کے کہنے کی طرف کچھ التفات نہ کیا اور جوں کے توں کھڑے رہے۔ بادشاہ کے سب سے بڑے صحابہ نے چونکہ کراں سے کباتم بادشاہ کے سامنے عیدہ کیوں نہیں کرتے؟ حضرت خرار بن لادوؓ نے فرمایا اس لئے کہ ہمارے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ ہم ظہری کو عیدہ کریں۔ ہمارے نبیؐ نے ہمیں اس سے منع فرمایا ہے۔

بادشاہ ہرقل کے حضرت قیس بن عامر انصاری سے اسلام کے متعلق چند سوالات

دریافت کرنا

داعی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہرقل کے پاس اپنے مکتوب گرامی روانہ فرمایا تھا اور ہرقل کو یہ معلوم ہوا تھا کہ نبی مسیحوت ہوئے ہیں تو اس نے اپنے مصاصین رؤساء اور افسران مکہ کو جمع کر کے یہ کیا تھا کہ یہ وہی نبی مسیحوت ہوئے ہیں جن کی بعثت حضرت مسیحی نبیہ اسلام نے دی ہے۔ یہ حاکم وقت ہوں گے ان کی امت و بھترین امت ہوئی اور یہ د رکھوان کا دین بدلتا نہیں جائے گا اور ان کا مذہب یقیناً دنیا کے تمام مذہب پر غالب آئے گا حتیٰ کہ تمام مشرق و مغرب میں پھیل جائے گا۔ یہ کہہ کر مجراں نے ان سے ارادے جزیہ کے لئے کیا تھا کہ تم ان کو جزیہ ادا کرنے لگو۔ یہ سن کر وہ اس پر عتراض ہوئے تھے اور اس کے قتل کرنے کا ارادہ کر لیا تھا اور اس کی ایک نہ کی تھی۔ اب جبکہ رسول اللہ ﷺ کے یہ صحابہ اس کے سامنے نہ کھڑے ہوئے تو اس نے چاہا کہ میں اپنے رؤساء مصاصین اور افسران فوج کو بندھوں نے میری اس وقت ایک نہیں جی تھی مترجم کے بغیر وہ بلا کسی واسطہ کے ان کی جگہ منتظر شاہن اور اپنے اس کلام سابق کی حقیقت ان کے سامنے واضح کر دوں اس کا مقصد محض اپنی فوج کی اصلاح اور ان کے حالات کی بہبود کی اور ہجرتی تھی۔ چنانچہ انہوں نے خود ہی بلا واسطہ ترجمان کے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے کہا میں علم کبریٰ کے متعلق تم سے چند سوالات معلوم کر دوں گا۔ ان کا جواب تم میں سے کون صاحب دین گے؟

صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے حضرت قیس بن عامر انصاریؓ کی طرف پوچھنا کہ کن دوسرے ہونے کے لیے اس وجہ سے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے تسبیح حالات، عجوبات اور غزوات کا مشاہدہ کیا تھا، اشارہ کیا۔ جب تمام صحابہ پر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے آپ صی کی طرف اشارہ کیا تو آپ نے بادشاہ سے کہا کہچہ جو تمہارا پ کہا جاتے ہیں۔ ہرقل نے کہا اے نبوت میں آپ کے نبی پر وہی کس طرح نازل ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا یہی سوال ایک دفعہ ہمارے نبی ﷺ کے منظر کے ایک شخص نے جس کا نام حادث بن ہشام تھا کیا تھا میں بھی اس وقت حاضر تھا اس نے کہا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ پر وہی کس طرح نازل ہوئی ہے؟ آپ نے فرمایا تھا کہ نبی تو شہد کی کہیں بھی آواز ہوتی ہے پھر یہ آواز منقطع ہو جاتی ہے اور میں جو سمجھا اس سے معلوم کرتا ہوں اور کرین ہوں اور وہی کا یہ طریقہ مجھ پر بہت تکلیف دہ ہوتا ہے۔ کبھی فرشتہ آدی کی صورت میں متغزل ہو کر آتا ہے اور مجھ سے گفتگو کرتا ہے اور مجھ سے یاد کرتا ہوں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی روایت ہے کہ جب مجھے جازوں میں آپ پر وہی نازل ہوئی تھی تو اس کے منقطع ہونے کے بعد آپ کی پیڑاٹلی مبارک پیند پیند ہو جاتی تھی۔ جناب کی ابتداء ہی آپ کے روپائے صادق تھے کہ جب آپ کوئی خوب دیکھتے تھے تو وہ طوار آفتاب کی طرح آسمان و جود پر فراعہ ہو جاتا تھا۔ ان کے بعد آپ کو طوط سے محبت ہوئی تھی اور تھالی و طبلہ کی حاصل کرنے کے لئے آپ عار حرا میں تشریف لے جایا کرتے تھے جہاں کی کئی شب گزار دیتے تھے حتیٰ کہ ایک روز آپ کے پاس فرشتہ آیا اور آپ سے کہا یا دم۔ آپ نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔ آپ ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے یہ کہتے ہی اس نے مجھے پھر پکڑ لیا اور اس زور سے دایا کہ میں نے اس سے تکلیف محسوس کی پھر مجھ کو دیا اور کہا یا دم۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا

نہیں ہوں۔ اس نے مجھے اسی طرح پکڑ کر دیا جس سے مجھے تکلیف معلوم ہوئی اور پھر چھوڑ کر کہنے لگا پڑھو۔ میں نے کہا میں پڑھا ہوا نہیں اس نے سر ہار مجھے پکڑ کے اسی زد سے دہرایا اور مجھے اس کی اذیت معلوم ہوئی پھر چھوڑا اور کہا اقرار یا سم رحمک الذی خلق خلق الانسان من علق اقرار و رحمک الاکرام الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم يعلم۔ آپ اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھئے جس نے پیدا کیا، پیدا کیا انسان کو کواخترے سے آپ پڑھئے اور آپ کا پروردگار بہت زیادہ روزِ رک ہے جس نے علم سے لکھا سکھایا۔ انسان کو جو وہ نہیں جانتا تھا اس کی تعلیم دی۔ آپ اُرتے ہوئے وہاں سے بھرے حضرت خدیجہؓ انکبریؓ کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا مجھے پکڑ اور حاضراً پکڑ اور حاضراً انہوں نے پکڑ اور حاضراً کیا آپ کے دل میں جو خوف پیدا ہو گیا عقادہ جاریہ۔ اس کے بعد آپ نے حضرت خدیجہؓ انکبریؓ سے تمام قصہ خلیا اور فرمایا مجھے اپنی جان کا خوف ہے انہوں نے کہا آپ صلوات کرتے ہیں۔ خیمہ کا بار اٹھاتے ہیں وقرآن کو کھانا کھاتے ہیں۔ مہمانوں کی مہمان داری کرتے ہیں۔ محتاجوں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ٹھکنے نہیں کریں گے۔

اس کے بعد حضرت قمیؒ نے یہ پوری حدیث بیان کی اور اس کے بعد کہا کہ رسولی اللہؐ فرماتے تھے کہ میں انبیاء میں ایک دفعہ چار جا رہا تھا کہ دھنڈ میں سے ایک آدمی آواز سنی۔ میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھ کر دیکھا تو زمین ہوا آسمان کے مابین میں ایک کڑی پروی فرشتہ جو چار حصوں میں ملتا تھا بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں اس کے دھب سے ذرا اولوت کے حضرت خدیجہؓ انکبریؓ کے پاس آ کے کہا مجھے پکڑ اور حاضراً پکڑ اور حاضراً اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اسی وقت یہ آیت شریفہ نازل فرمائی۔ یا ایہا المسلمون قم فانتم وکم فکبر ونبہک للظہر والرحم فاحصو۔ اسے پکڑ اور صحنے والے اٹھو تمہیں کوڑواؤ اور اپنے رب کی پوائی جان کرو اور اپنے پکڑے پاک کرو اور پلیدی کو دور کرو (یعنی حق تعالیٰ اختیار کرو) اس کے بعد وحی پڑھنے لگی۔

حضرت قمیؒ نے اس کے بعد کہا کہ ایک روز میں مسجد میں آپ کے پاس تھا کہ ایک شخص اونٹ پر سوار ہو کے آیا اس نے دروازے پر اونٹ بٹھلایا اس کا غور باغداد مسجد میں آیا اور کہا السلام علیکم! ہم نے کہا وعلیکم السلام! اس نے کہا آپ حضرات میں کون ہیں؟ ہم نے کہا یہ سفید رنگ روشن چہرے والے جو تکبیر لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ شخص آپ کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا یا ابن عبدالمطلب! میں چند مشکل مشکل اور بہت بھاری بھاری سوال لے کے آپ کے پاس آیا ہوں ذرا بار خاطر گزریں۔ آپ نے فرمایا جو چھو جو چھنا جاتے ہو۔ اس نے کہا آپ کے رب کی نیر آپ سے پہلوں کے رب کی قسم! کیا آپ پاک تبارک و تعالیٰ نے آپ کو تمام کافرانہ کی طرف رسالت کر بھیجا ہے؟ آپ نے فرمایا میں اس نے کہا میں آپ کو خدا کی قسم دے کر کہتا ہوں کیا آپ کو اللہ جل جلالہ نے رات دن میں پانچ نمازوں کا حکم فرمایا ہے؟ آپ نے فرمایا میں اس نے کہا میں آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ کی قسم دے کر سوال کرتا ہوں اہل محل اہل محل اللہ نے ایک سال میں آپ کو ایک بیٹے کے روزوں کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں اس نے کہا میں آپ کو اللہ ذوالجلال کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا آپ کو اللہ پاک نے یہ حکم دیا کہ آپ ہمارے انبیاء سے زکوٰۃ لے کر ہمارے انبیاء پر تقسیم کر دیا کیجئے۔ آپ نے فرمایا میں اس نے کہا آپ جو کچھ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں میں اس پر ایمان لاتا ہوں میں ایک قوم کا مبلغی ہوں میرا نام خاتم بن قلیبہ ہے بنی سعد بنی نجر کے قبیلہ سے تعلق رکھتا ہوں اور میری قوم میرے پیچھے آ رہی ہے۔

برق نے کہا تمہیں اپنے دین کی قسم! کیا تم نے ان کے عزرات بھی دیکھے ہیں۔ حضرت قمیؒ نے فرمایا میں ایک مرتب

رسول اللہؐ کا ہم سفر تھا ایک اعرابی آپؐ کی طرف آیا اور آپؐ کے بالکل قریب آ گیا آپؐ نے اس سے فرمایا کیا تو قرآن کریم ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا آپؐ نے جو فرمایا ہے اس کی قسم میں کون کرتا ہے اور اس پر آپؐ گواہ کئے جس پر فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا اس درخت کو یہ کہہ کر آپؐ نے اس درخت کو اپنی طرف بلایا۔ وہ جنگل کے ایک کنارے پر کھڑا ہوا تھا۔ آپؐ کے بلاتے ہی وہ زمین چھڑا اور بھاگ کر آیا اور آپؐ کی طرف چل پڑا اور آپؐ کے سامنے آ کر گرا ہوا۔ اس سے آپؐ نے زمین سرجو کوئی صلب کی اور اس نے اقرار کیا اور کہا آپؐ واقعی محمد رسول اللہؐ ہیں اس کے بعد آپؐ نے اسے لوٹنے کا حکم دیا اور وہ اپنی جگہ لوٹ گیا۔

برقل نے کہا اہم اپنی کتابوں میں اس طرح لکھا ہوا پاتے ہیں کہ نبیؐ، خزانہ مان کی امت کا اگر کوئی شخص ایک گناہ کرے گا تو اس کے اعمال نامہ میں ایک ہی گناہ لکھا جائے گا لیکن اگر کوئی ایک سنگی کرے گا تو اس کی جیاں پر قلم ہوں گی۔ آپؐ نے فرمایا ہماری کتاب میں یہی لکھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ومن جاء بالسيئة فلا يجزي الا مثله.

”جو کوئی ایک نیکو کار یا اس کے لئے انکساری دے جس میں اور جو ایک برائی (گناہ) لایا وہ اتنی ہی سزا پائے گا۔“

برقل نے کہا جس نبیؐ کی محنت یعنی علیہ السلام نے بشارت دی ہے وہ تو قیامت میں نیز دنیا میں بھی لوگوں پر گواہوں گے۔ آپؐ نے فرمایا ہمارے نبی وہی تو ہیں۔ اللہ پاک اپنی کتاب مزبور میں فرماتے ہیں۔

يا ايها النبی انا اول منک شاهد و مبشر و نذیر و داعی الی اللہ باذنه و سراجا مبیرا.

”اے نبیؐ! میں نے تجھیں شہد (گواہ) نمود بشارت دینے والا اور ڈمانے والا اور اللہ کے حکم سے ان کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔“

دینی عالم آخرت کی گواہی اس کے متعلق کلام مجید میں۔ بے قدر فرماتے ہیں جو جتنا ہک علیٰ ہولاء شہید؟۔ اور ہم تمہیں ان لوگوں پر گواہ بنا کر بلائیں گے۔

برقل نے کہا ان کی صفت قیامت یہ بھی ہے کہ اللہ پاک نے اپنے بندوں کو یہ حکم دیا کہ وہ ان کے پاس ان کی زندگی میں جائیں۔ ان کی حیات نیز بعد از وفات ان پر درود و شریف بھیجیں۔ آپؐ نے فرمایا ہمارے نبیؐ کی یہ بھی ایک صفت ہے۔ اللہ پاک کتاب میں لکھا ہے فرماتے ہیں:

ان الله و ملائکته یصلون علی النبی یا ایها النبی امنوا صلوا علیہ و صلواتنا علیہ.

”اللہ پاک اور ان کے فرشتے نبیؐ پر درود بھیجتے ہیں اے لوگو جو ایمان لائے ہو ان پر درود بھیجو اور سلام بھیجو۔“

برقل نے کہا جس نبیؐ کی توصیف صحیح علیہ السلام نے کی ہے وہ تو آسمان میں شریف لے جائیں گے اور اللہ پاک چارک و تعالیٰ ان سے محفل فرمائیں گے۔ آپؐ نے فرمایا یہ صفت بھی ہمارے رسول اکرمؐ میں موجود ہے اللہ پاک ان کے حق میں فرماتے ہیں:

سبحان الذی امری بہدہ لیلًا.

”پاک ہے وہ جو نے گیا اپنے بندہ کو راتوں رات۔“

واللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہے ہیں کہ یہ اس وقت پوپ بھی بیٹھا ہوا تھا جو دین انصاری کی اصل جز تھا وہ من کے بادشاہ کی

طرف خطب ہوا اور کہنے لگا یا ایہا الملک! جس کا ذکر مہی بن مریم (علیہا السلام) نے کیا ہے وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے بلکہ یہ تو ایک ماحول کا ذرہ ہے۔ حضرت ضرار بن ازورؓ نے کہا وہی کہتے تو جھٹا ہے اور یہ تیری ملعون دانگی بھی جھوٹی ہے۔ تو ان لوگوں میں سے ہے جو مہی علیہ السلام اور ہر رے نبیؐ، دلوں کو چھلانگے والے ہیں۔ یہ تو یہ نہیں جانتا کہ مہی علیہ السلام نے انجیل میں مہی علیہ السلام نے تو ریت میں اور داؤد علیہ السلام نے زبور میں ان کی خبر دی ہے۔ ہزارے نبیؐ سے بہترین دین کے کرسٹوں ہونے ہیں قرآن شریف، بزرگ کتب میں جو انبیاء شہیم السلام پر مازل ہوئی ان کی نبوت اور رسالت کی قیسیں اور شہادتیں موجود ہیں اور ہمارے نبی و وحی محمد بن عبدالمطلبؐ کی جی ٹر کفر نے تمہاری معرفت پر ایک جواب ڈال دیا ہے کہ تم انہیں نہیں پہچانتے۔

ہر قلؑ نے کہا تم نے آداب مجھ کے خلاف یہ کہ ہمارے دین کی باتوں میں قطع حکم کر دیا تم کون نقص ہو؟ حضرت قس بن عاصمؓ نے اور شاہ فرمایا۔ رسول اللہؐ کے صحابی ضرار بن ازورؓ ہیں جن کے کارنامے مشہور ہیں۔ بادشاہ نے کہا دی جن کے متعلق میں یہ سن رہا ہوں کہ وہ بھی پھول لڑتے ہیں بھی سوار بھی لگے ہو کر جنگ کرتے ہیں بھی ہاتھوں کیسا بااثر بادشاہ یہ سن کر چپ ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔

پوپ کا حضرت ضرارؓ کی زبان کاٹ دینے کا حکم

واللہ دی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب پوپ نے حضرت ضرارؓ کی قلع کا دی سی تو اسے فصاحت یا مکر اس نے کسی قدر شہس کے ساتھ اس کو چھپا دیا پھر نہ چھپ سکا۔ آخر یہ تختِ فخر میں مگر کے بادشاہ کے پاس سے اٹھ کر نکلا۔ مصاحفین، مفسران، فوج اور ایمان ملک وغیرہ بیٹھے یہاں بیٹھے تھے یہ دیکھتے ہی سب اٹھ کھڑے ہوئے اور انہیں بھی پوپ کا فخر دیکھ کے بہت فخر آیا۔ بادشاہ کو ان کا فخر دیکھ کر اتنی جاں کے نالے پڑے اور اسے یہ فکر ہوا کہ کہیں امر و مصلحتیں مجھے قتل نہ کریں اس لئے اس نے لوگوں کو یہ حکم دے دیا کہ ضرار کو قتل کر دو۔ اور اس کا نشان نہ باقی رہے۔ یہ سننے ہی چاروں طرف سے حضورؐ کی چلتے گئیں اور آپؐ کے جسم پر ایک موجودہ زخم بہت گہرے گہرے آئے آخر خداوند تعالیٰ جل و اعلیٰ کو چونکہ آپؐ کی زندگی مخلوق کی اس لئے کوئی جنگ نہ لڑا۔ پوپ کا دل یہ دیکھ کر ٹھنڈا ہوا۔ اس کی تو حق غضب پڑی اور اس نے کہا کہ اس کی زبان نکال دو۔

حضرت یحنا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے جب یہ دیکھا تو آپؐ نے اپنے دل میں کہ خدا کی قسم! میں اس لعین کو نہیں چھوڑوں گا کہ یہ رسول اللہؐ کے صحابہ پر زیادتیاں نہ کر سکے۔ یہ کہہ کر آپؐ آگے بڑھے زمین کو بوسہ دیا۔ بادشاہ کی نعمتوں اور بادشاہت کے متعلق دعا کی اور کہا یا ایہا الملک! یہ بہتر نہیں ہے کہ اسے کچھ تک جناب مہلت دیں۔ اگر یہ گل تک زندہ رہا تو ہم اسے شہر کے دروازے پر کھڑکڑا کر کے صلیب پر لٹکا دیں گے تاکہ وہ زمین کے دل خواہ کی محظوظ سے بھر جائے جسے وہ شیطانی ہو جائیں۔ نیز اس شخص نے زمینوں کے، آذان اور بیڑوں اور بھائیوں کو جو قتل کیا ہے اور اس کی جد سے جو ان کے دلوں میں تصور پڑ گئے ہیں ان کا بھی بدلہ لے سکے۔ پھر اس کی اہانت اور قتل کی خبر مسلمانوں میں بھی پہنچے۔

واللہ دی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت یحنا رحمت اللہ تعالیٰ کا اس سے یہ مطلب تھا کہ اس وقت حضرت ضرارؓ کی جان چھوٹ جائے گی اور جس تک اس کو ہم کا فخر بھی ٹھنڈا ہو جائے گا اور بادشاہ بھر پھوڑے دے گا۔ بادشاہ نے ان کی رائے سن کر کہا اسے کل تک تم ہی دکھو۔ یہ انہیں لے کر اپنے مکان میں لے گئے۔ مریمؑ نبیؐ کی زخموں کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ کسی عضو کا کوئی رنگ رہے۔

نہیں کتاب ہے اور یہ اللہ پاک کے لطف و احسان کی بات ہے۔ آپ اور آپ کے صاحبزادے نے دشمنوں میں ٹانگے لگائے اور انکالی اور کھانا کھلایا اور پانی پلایا تو آپ نے آنکھیں کھولیں۔ سامنے حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے صاحبزادے کو بچھا دیکھا چونکہ آپ کو خبر نہیں تھی کہ یہ بادشاہ کوئی ادا کھینے کو یہاں تشریف فرما ہیں اس لئے آپ یہ سمجھے کہ شاید یہ مرتد ہو گئے ہیں۔ آپ ان سے کہنے لگے اگر تم دونوں کافر ہو تو اللہ پاک جہادک اور تعالیٰ نے تمہیں میرے لیے مسخر فرما دیا ہے کہ میرا احکام چاہے کرو اور اگر تم دونوں مومن ہو تو صاحبزادہ کھانا۔ نیز ممکن ہے کہ تم دونوں کی برکت سے اللہ پاک جہادک وقتی میری پریشانی کو جہاد میں اس ضعیف سے ملکا کر جو دھائی میں مارا کر دیتی تھیں، اور کروے اور حریمات دن میرے لئے اور میری لیکن خوف کے لئے جو لشکر میں ہیں دعا کہیں کرتی تھیں اور وہ میرے ان آنے والے انتقامات کو جاتی تھیں۔ کیونکہ ان کے احباب میں میں ہی ایک رو گیا تھا۔ ہمارے لشکر میں میری ایک لیکن ہے جسے میرے حالات کی اب تک۔ کچھ خبر نہیں۔ اگر ممکن ہو تو کہے تو میرا اسلام پہنچا دو اور میری حالت کی اسے اطلاع دے دو۔ کافروں سے میری گفتگو کی طرح ہو سکتی ہے۔ میری لیکن میری ماں کو خبر کروے گی اور انہیں میرا حال لکھ کر بھیج دیں گی۔ جب کچھ ہوا آپ نے رات میں استراحت فرمائی تو پھر فرمایا تم دونوں کو خدا کی قسم میں جو کچھ کہوں تم کہتے رہو۔ ابن عباس رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حرفہ عرفان کے یہ اشعار لکھتے شروع کیے۔

(ترجمہ اشعار)۔ سے دو حضور آگاہ ہو جو خدا کے لئے پہنچا دو میرا اسلام میرے گمراہوں اور معظم کعب کو جب تک تم دونوں زندہ رہو جزو نہیں ہو سکتی ہیں جزوئی اور اقبال کے ساتھ ہمیشہ رہے نصرت۔ جو کچھ تم دونوں نے سکھ لیا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک منافع نہیں ہوئی اور جو میں نے تکلیف پائی تھی وہ اب تم ہے۔ میرے ساتھ جو تم دونوں نے سیکھ لیا ہے اس کی وجہ سے مجھے راحت و آرام پہنچا۔ اسی طرح ایک کام خلافت کے درمیان میں یادگار رہتا ہے۔ میری خواہش تھی یہ ہے کہ میں بیت اللہ میں مردن اور فقہ اس وجہ سے یہ تمنا ہے کہ میں نے ایک ضعیف کو یا پان اور زمین ہے آپ وہ کہا میں چھوڑا تھا۔ وہ تیریں جن میں مضبوطی نہیں خام ہیں اور ان مصیبتوں کے جو آتی ہیں۔ عادت رکھنے والی زمین ہے آپ وہ کہا میں قیام کرنے والی تیر۔ نیز رہنے والی ہیں شیخ و فقہاء و مشہور و مشہور میں ان کا ایک خدمت گار تھا اور ان کی رضا مندی چاہتا رہتا تھا اور اگرچہ میں فقیر تھا مگر حق ائمہ و دران کی بزرگوں است کرتا تھا۔

اور میں انہیں اپنے ہاتھ کا کھانا کھا دیتا تھا جس میں خرگوش، وحش وحش سحرانی، سوسار اور شنگ کہا ہوا گشت ہوتا تھا۔ ہرن ہرن کے پنج پتے کے ساتھ اور اس کے بعد نکل گاؤں اور بنگل کے رہنے والے جانور۔ اگر کسری ہو جاتی تھیں تو میں ان کی نگاہ رکھتا تھا اور ہمیشہ بدی اور جنگ کی جگہوں میں میں ان کا دھکار دیتا تھا۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی چیز کا ارادہ نہیں کیا اور میں نے مخلوق کے لشکر میں نیزوں سے جہاد کیا ہے اور میں نے بہترین خلافت یعنی محمدؐ کو رہی کیا ہے۔ شاید کہ میں خیر میں خلاصی پاؤں۔ جو شخص قیامت کے دن سے ڈرے گا اس سے اس کے سبب خوش ہوں گے اور صلیب کے بندوں کافروں کو ہلاک فرمائیں گے۔

- ۱۔ یہ سبکھانوں کے نام ہے۔
- ۲۔ یعنی ایک قسم کا ۲۲۰۰۰ ہے جو دولت سے ۵۰۰ ہے۔

اس طرح میری بین نے ہر کافر کے مقابلے میں جب دنیا ہے حملہ اور بھاگ میں وہ خیر دہائی سے مجھ کو ہٹس ہو گئیں۔ وہ کبھی مجھ سے رقت سے پہلے ہی جدا ہو آگئی۔ میرے بھائی باور کو اچھ سے جدا ہو میری ہٹس ہو گئیں۔ اُسے بھائی اس جدائی اور فراق کو یاد رکھو۔ ہمارا ایسا کون شخص ہے جو تمہاری خوش خبری لے کر آئے گا۔ جب آئی اپنے گھر سے سفر کرتا ہے پس یا تو وہ ہلاک ہو جاتا ہے یا زمانہ کی موافقت کی طرف لوٹ جاتا ہے۔ آگاہ ہونے والوں اس کے بھائی کی طرف سے اسے دعا پہنچاؤ اور کہو کہ غریب اور بے کس کافروں کے قبضہ میں ہو کر مر گیا۔ انفرادی طور سے کھلے کھلے کیا کیا اسلام اور پاکیزہ لوگوں کی نفرت وہی میں۔ اسے کیڑا و انفرادی کار لے جاؤ ایسے عاشق کا خط جو شہ سے بھی آرام نہیں پاتا۔ انہی زمین کے اڑنے والے کیڑے دشمنی کا کام پہنچاؤ۔ اسلام کے فکرمند اور دوسرے مسلمان کی طرف۔ اور کہہ دو کہ ضرر اقدیم میں جھٹکریاں اپنے بیٹھا ہے۔ وطن سے دور اور شہر جگہ میں ہے۔ بلند زمین کے کیڑے ایک خدا اور بے کس کی بات سن لے جو وطن سے دور اور دُست کی قید میں ہے۔ اُنہی سے میرے صاحب دریافت کریں تو کہہ دیا کہ آئو پارٹ اور جین کی طرح برکس ہے ہیں۔

اسے بلند زمین کے کیڑے میرے وطن میں خوش آوازی سے بولی بولنا اور یہ کہنا کہ ضرر اقدیم میں آواز نہ کرتا ہے۔ بلند زمین کے کیڑے اگر تو ہمارے بیٹوں میں جائے تو کہہ دیا کہ دشواری کا زمانہ آسانی پر اسی طرح رہتا ہے۔ ان سے یہ بھی کہہ دیا کہ قیدی ہے قراری کی گری میں ہے۔ اس کے پہلو اور سینے درمیان میں تارابی ہے اس کی مگر کے انفرادی سارا گزرتے ہیں جو باور اور فکر کے معلوم ہو جاتے ہیں اس کے رخسار پر ایک جلی جھانپے اس کے آنسوؤں سے منہ رو پڑا جو اس کی جدائی، دوری، تپائی اور گھر سے جدا ہونے پر ہے تھے۔ جبار کی خوشی میں نیکی کے لئے گھرتے رہوانہ ہو اٹھا خدا کر کے اس پر حسرتوں کو گھنچ گئے۔ خدا کو تعالیٰ تم میں برکت دے مجھے تم دونوں دلی کر دو اور میری قبر پر گھر دو کہ یہ ایک بے کس مسافر تھا۔ عظیم اور عزم کے کیڑے! خبردار ہو جاؤ۔ میرے حال کی میری دلی کو خبر دے دو۔ شاید زمانہ موافقت کر جائے اور ایک باقرے کی کیڑا یارت ہو جائے۔ زیارت ہدائی کی حالت میں نہیں ہوا کرتی۔“

کہتے ہیں کہ جب ابن یوسف قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان اشعار کو لکھا تو حضرت ابو حامد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ابو عبیدہ بن جراح کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں آپ نے اپنی دہلیز پر جو آپ کرنے والے تھے تحریر کی اور اس خط اور ان اشعار کو ایک مہندہ شخص کے ہاتھ لاد کر روانہ کر دیا۔

واللہ ہی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ چار بن درہان دوسی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ میں بھی فکرمند اسلام میں موجود تھا۔ ہم بلاط کے مقام پر تھے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے حضرت سعید بن ابی خدیج کو مقدمہ لکھ کر پیش کر دیا تھا کہ چاہے یہ آپ کے پاس ایک دوسری شخص کو لے کر آئے اور کیا کہ یہ شخص اپنے آپ کو اپنی عطا ہے۔ آپ نے فرمایا کیا تو قاصد ہے؟ اس نے کہا ہاں میرے پاس آپ کے ہم کا ایک خط ہے۔ آپ نے فرمایا کس کا؟ اس نے کہا ابو جہل کا اور ایک اور شخص کا جو احکام میں قید ہے اور جسے لوگ حضرت خراہ بن اذورؓ کہتے ہیں۔ آپ نے دو خط لے کر مسلمانوں کو سنایا۔ مسلمان حضرت ضرار بن اذورؓ کے اشعار کی کبریت روئے۔

حضرت خوزیمہ بن اذورؓ کو خبر پہنچی تو وہ بھی حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا امین اللہ!

مجھے بھی میرے بھائی کے اشعار یاد تھے۔ آپ نے انہیں بعض اشعار پڑھ کر سنائے۔ ابھی آپ تمام کرنے بھی نہیں پائے تھے کہ حضرت قولہ بنت اذور نے کہا: اللہ ووالا الیہ راجعون واماوس واما قوا ما باند اسی العظیم۔ خدا کی قسم میں اللہ و اللہ شہیدی اپنے بھائی کا بدلہ ضرور لوں گی۔ لوگوں نے حضرت ضرار بن اذور کے اشعار یاد کر لئے اور ایک دوسرے کے سامنے پڑھنے لگے۔ حضرت قنہ بن ولیدہ کو حضرت ضرار بن اذور کے تعلق سے بڑے دور بخ و ملال تھا۔

ہرقل کا دوسو مسلمان قیدیوں کو قتل کرنے کا حکم

واللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ مسلمان براہِ فتوحات کرتے ہوئے اطالیہ کی طرف بڑے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ اہل حازم و راندات، ثم، اردات، قنوص اور باسوخ وغیرہ کے قلعے فتح کرتے ہوئے لوہے کے ٹپ (حمر وادیہ) تک پہنچ گئے اور یہاں حضرت یحییٰ بن جراح کے علم کے مطابق آیتہ ذیل اپنے ہرقل کو خبر پہنچی تو اس کے دل میں مسلمانوں کی طرف سے خوف گھر کر گیا۔ آخر ان فوج کو بلا کر لڑائی کی تیاری کا حکم دیا۔ مصر حدیث کے قریب نیلے نضب کے مکے۔ والیان ملک نے اپنے اپنے اہل و عیال گھرائے۔ ہرقس نے اہل غلہ خالوں کو کھوایا اور اپنی فوج اور یہاں دوسرے پڑھیا اور تقسیم کئے۔ حضرت یوحنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خلعت عطا کی اور کہا بڑے یوحنا! میں اپنی اس تمام فوج پر تمہیں کامیاب بنا جاؤں یہ سب فوج تمہاری کون میں رہے گی۔ اس کی ترتیب اور صف بندی تم ہی کرو۔ دوسرے ملوک جو یوڈیوں کے خاص کنیہ و ن میں رکھی رہتی تھی اور جو کسی اہم وقت یا ہارے بڑے دنوں میں بھاگ کر آتی تھی ان کے سپرد کی اور کہا کہ اس صلیب لٹاپے آگے آؤ۔ اس کی نصرت پر وہاں دوسرے جنہیں مدد دے گی۔ انہوں نے اس کو لے کر چلے گئے ہر دیکھا اور کہا کہ اس صلیب لٹاپے آگے آؤ۔ اس کی نصرت پر وہاں دوسرے جنہیں مدد دے گی۔ انہوں نے اس کو اس کی رکاب میں جوئے۔ یہاں پہنچ کر اس نے سلاطین مصر (فتح کی نگار) اور اس سے فارغ ہو کر رسول اللہ کے ان دوسو سو بہنوں اور اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے لئے حکم دیا کہ ان کی قربانی کی جائے۔

حضرت یوحنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بڑے ہاتھ و پاؤں سے دیکھا اور کہا: اے ملک! اور اے روم کے عظیم الشان بادشاہ! آپ کو اللہ پاک۔ تبارک و تعالیٰ نے اس لئے ملک پر بادشاہ مقرر کیا ہے اور بندوں کی قسمت کی باڈ۔ دوسرے واسطے آپ کے اچھے میں وہی ہے کہ اللہ جل جلالہ و علم نو لے آئے آپ کے علم و محنت و علاقہ داری و باری سے یہ بات معلوم کر لی تھی کہ آپ کے عقل کا دوش اس بار میں کے متصل ہوئے گا کہ ہے۔ عظیم و بڑے فوجیں کہتا ہے کہ عقل دراصل ایک بہت بڑی بڑائی کی بیڑی (خرد و دان) ہے جس کا ملک نہایت ہوشیار اور عقل مند شخص ہوتا ہے کیونکہ عقل انسانی عزت اور عظمت کے لئے چاروں اہدایت دہتی ہے۔ جس اسے بادشاہ! آپ یہ سمجھیں کہ عرب اپنے ساز و سامان اور فوجی فرائض کو لے کر ہم پر چڑھ آئے ہیں لڑائی کی تاک میں ہیں اور ہمیں ان کا مقابلہ کرنا چھٹی اور ضروری ہے اور یہ معلوم نہیں کہ لڑائی کا پلہ کس طرف چھے۔ اگر آپ نے ایسی صورت میں ان قیدیوں کو مار ڈالا اور ہمارا کوئی آدمی ان کے چنید میں گرفتار ہو گیا تو پھر آپ خود اچھ نکلتے ہیں کہ وہ اس کے ساتھ کس طرح چلیں؟ ان کے اور کیا ملوک اس کے ساتھ رواں نہیں گئے۔ بجز یہ ہے کہ آپ انہیں اس وقت تک جب تک میرے دیکھ نہ لیں کہ ہمارا کام کس طرح رہے گا اور یہ باڈلی ہونے والی دانیہ نہ کر۔ لے کر ان کی قوم سے ہٹے دیں۔ بجز اس۔ بے شک یہ بھی فائدہ ہو گا کہ اگر ہمارے ساتھیوں جڑیوں یا کرکٹوں میں سے کوئی گرفتار ہو گیا تو اسے ان کے معاہدہ میں پھر اس کے۔

حضرت پرتو رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کا یہ مشورہ سن کر ہر باب دولت کہنے لگے واقعی بادشاہ کا تیرہ صاحب کا مشورہ نہایت مفید ہے۔ پوپ نے کہا ایسا الٹا ہے! آپ انہیں اسی کیسے میں متبید کرنے کا حکم دے دیں تو زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ اولیٰ تو یہ کہیں (گرچہ) ادارے شریعت میں سے عمدہ و کثیر ہے۔ دوسرے اس میں خوبصورت و خوبصورت لڑکیاں اور حسین حسین عورتیں ہیں انہیں آپ یہ حکم دے دیں کہ وہ حج کے اور زیارت و زینت کر کے یہاں حاضر رہیں وہ قہری جب ہماری عورتوں ان کے حسن اور جلی کو دیکھیں گے۔ عمدہ وہ ان کی خوشبوئیں سمجھیں گے تو خود ہمارے دین کی طرف مائل ہو جائیں گے ہمارے مسلمانوں کے لئے منصف کا باعث ہوگا۔ بادشاہ نے انہیں لانے کا حکم دیا جب وہ خدا کے شہر لوہے کی زنجیروں میں بندھے ہوئے آئے تو پادشہوں نے زور زور سے انہیں پڑھتی شروعات کی تکلفات و آرائش دکھانا اور خوشبودار چیزوں کی تحریکیں۔

مسلمانوں نے ہاں پہنچے ہی تکبیر و تہلیل کے نعرے بلند کیے پھر اندر پہلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجا اور کہا مشرک جو ملے ہو گئے۔ قمر ضلالت کی محتاجیں گر پڑے۔ خسرو کی ذات کا کھلک ان کی پیشانیوں میں لگ گیا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے کسی کو یہاں نہیں بنایا اور نہ اس کے ساتھ کوئی عبادت میں شریک ہے۔ انہی قید میں ایک رفاہ بن زبیر ہی یمن کے رہنے والے شخص تھے جو یمن کے صحابہ میں نہایت فاضل و عالم اور کتب ماضیہ اور علم میریہ کے بہت بڑے و بڑے تھے اکثر شعر کہا کرتے تھے اور حکام کو مظلوم اور ستمدار کے فسادات کے ساتھ بولا کرتے تھے جب انہوں نے کہیں کو کافروں سے غمراہ ہوا اور یہ دیکھا کہ صلہوں کی تعلیم اور تصویروں کی پرورش کر رہے ہیں تو کہنے لگے اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) جو ملے ہیں یہ مشرک اور اصحاب شیطان۔ انہیں ہے کوئی معبود مگر ایک دین جو وہ دے نہ محسوب۔ بلکہ کیا احتراماً ہے نہ کسی کی طرف منسوب۔ نہ اس کا کوئی خد ہے نہ دوست نہ اس کا کوئی بیٹا ہے نہ اس کا کوئی گوشت پوست۔ نہ اس کے واسطے جسم ہے نہ اقامت اور نہ اس کی کوئی حد ہے نہ نہایت۔ اسی نے پیدا کیا ہے مخلوقات کو اور اسی نے بنایا ہے اس موجودات کو اسی نے پیدا کیا ہے کائنات اور اسی کی تدبیر میں ہیں ارض و سموات۔ وہاں ہے اس کے وجود کا آغاز انہیں وہ آخر ہے اس کی انتہا کا کسی کو سلطہ نہ انہیں۔ اس کا نہ کوئی شریک ہے نہ دربار اور نہ کوئی صاحب ہے نہ وزیر۔ پس کھٹلہ شنی و هو السبع البصیر۔

کہتے ہیں کہ آپ کی اس تقریر سے کہیں میں خوش آگئی اور پارسی اپنے اپنے مصالح کے آپ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ شاہی دربار ان کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا اس شخص سے حکام نہ کرو اور نہ اس کی طرف توجہ کرو۔ پارسی یہ سن کر آپ سے علیحدہ ہو گئے۔ بادشاہ نے آپ سے کہا برادر عربی! تمہارا کیا نام ہے؟ آپ نے فرمایا ایسا الٹا ہے! آپ کو میرے نام سے کیا خلق؟ میں آپ کی جس سے نہیں ہوں جو آپ میرا درویشانت کریں۔ پوپ نے کہا ایسا الٹا ہے! اس نے بالکل بچ کہا۔ یہ ہماری جس سے نہیں ہے کیونکہ یہ نہ کوئی عام ہے نہ حکیم کو اس سے ہم سب کی حکمت و ریافت کر سکیں بلکہ ایک بہ دینی (جنگی و بدعتی) شخص ہے جو سب سے جنگوں کی سکونت اور ہزاروں کی محبت کے اور کچھ نہیں جانتا۔ دانائی و حکمت اور بے شہروں سے ظاہر ہوئی اور نہ ہی حکماء و پیامبر مشہور نہ کیونکہ حکمت نے یونان سے ختم لیا۔ یمن پرورش پائی اور جب جوان ہوئی تو سر پائوں نے اسے گلے لگا لیا اور اس کی آواز حکمت کی۔ دے اہل عرب ان میں حکمت کب آئی جو وہ اس کو پڑھتے پڑھاتے اور اس کے وارث بنے۔

قرآن فاضل ہمارے ہی عالموں کے لئے تھموس ہیں اور مارے عدل و انصاف ہمارے ہی بادشاہوں کے غرہ امتہاز۔

اسکندر، بطریق، موسیقی، جراحی، اور سلاطین، زمین غوث نو مہدی جس نے انکا کہ کی بنیادی سلسلہ میں
 ارمیوں جو نبی اور بادشاہ تھے۔ طاہر غوث جس نے رہنمائی اور اطمینان کو بڑا اور جڑ کا بن بھی تھا اور جس نے اپنے عہد کے
 بادشاہ کو خبر دی تھی کہ ایک لڑکا ایسا پیدا ہوگا جو اپنے رب سے کلام کرے گا اور اس کی نئی شان ہوگی۔ اپنے ہاتھ سے فرعون کو ہلاک
 کر دے گا اور عظیم مصلحتیں یہ سب ہمارے ہی عظیم تھے اور ہم ہی سے دراصل تمام مخلوق کے منسلک ہوتے ہیں۔
 ہیں۔ نیز ہماری ہی قوم میں سے آ رہی تھی جس نے روم و کبیری کی بنیاد رکھی اور اپنے ہی نام پر اس کا نام قرار دیا اور لکھتے
 مسلمانوں جس نے سب سے پہلے ایک ایسی کتاب تعریف کی جس میں زمین کے اوپر کی چیزیں یعنی پہاڑوں، دریاؤں
 اور خوش اور جانوروں کی تصویریں نہ تھیں۔ ہر اہم کے رہنے والوں کا حال مع ان کی رتوں اور عاصیوں کے لکھا۔ نیز ہر علم کی
 معدنیات، حیوان، پتہ دی اور جہازات کا حال تحریر کیا اور میں نے کل پتھروں کا مع ان کے ناموں کے حال منظم کر کے اور ساتھ ہی
 پہاڑوں، جنگلوں، گھاٹیوں، آبادیوں اور دنیا کی قیامت کا پتہ لگ کے ان کے نقش بھی اس میں مندرج کیا۔ نیز عظیم امیر و دین
 قلعہ ب روی بھی ہم ہی میں سے تھا جس کا قول ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ قیامت میں میرا حشر ایسے لوگوں کے ساتھ نہ فرمائے
 جن سے وہ یہ کہا جائے کہ تم شیطان اور اس کے لشکر کے ساتھ دوزخ میں چلے جاؤ۔ وہ اپنی تاب نہ کر کے کہے کہ میں
 میری کتاب کے دیکھو اور پڑھنے والے دنیا کی لذتوں اور شیعوں کے جوشوں کی عظیم حسرت و حالی غرضی کی معافی میں انکار کرنے
 والے عالم طہن کی طرف ترقی کر اور حکمت کی طرف دیکھ کر حکمت ہی عالم روحانی کی بزرگی ہے جو شخص اس کو کھودتا ہے وہ اپنے
 سولی اور صورت کی طرف نہیں جڑھ سکتا۔

واللہ ہی رحمت اللہ تعالیٰ کہنے میں کہ چنگ کہیں جہل بن ہم اور ان کا لڑکا بھی موجود تھے اور اس چوب اور جہل بن ہم کے
 مابین عداوت تھی اس لئے چوب نے یہ تقریر دراصل جہل بن ہم کے اوپر طعن و تحقیر کرنے کے لئے کی تھی۔ ان کی عداوت کا سبب
 یہ تھا کہ اس چوب نے ایک بہت بڑا اثر جانیاتہ خمس میں یہ سال بھر کے بعد یہ میر لگا کر تھا اور اطراف و جواب کے دی
 نہ دیں مالی، جو تار اور موسم لے کے وہاں آیا کرتے تھے اور یہ اس چوب کی ایک دم پڑ گئی تھی۔ بادشاہ نے یہ تمام زمین جہل بن
 ہم کو بخش دی تھی اور اس نے اس کو چائے چاروں طرف ایک شہر آباد کر کے اس کا نام اپنے نام پر رکھ دیا تھا اور دوسرے جہل کے نام
 سے مشہور ہو گیا تھا۔

حضرت رفاعہؓ کا ذکر

کہتے ہیں کہ جب حضرت رفاعہ بن زبیرؓ نے چوب کی یہ مشکوکی و فتنہ اور فرمایا تو نے ایسے لوگوں کی تعریف کی اور اسی قوم کی
 توصیف کی جو جاد و فضیلت سے سوس اور اوراد و مناجات میں بہت چور دہی ان سے لئے نہ دے گی کی کوئی شکل ہے اور شان میں
 کوئی مرد نہیں ہے۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی توحید کا نہ ان میں کوئی قائل ہے اور ان میں کوئی ہے لوث عبادت کی طرف مائل ہو۔
 فضیلت و بزرگی، سائنس، انبراہیم ظہیر اللہ جبرہا السلام کی اولاد کے لئے مخصوص ہے جن کے واسطے بیت الحرام، مذہب اور مقام نیز
 مشہور و نام منصوص ہے انی اولاد میں سے تاجہ انبیاء اور انبیاء ہے جن کا سب سے بڑا اقبال ہے اور زمین کے طول و عرض
 میں جن کی با شتابت کا مثل نہ ہو نہ نہ حال ہے اور ملک صعب و مرہم (اسکندر راول) یعنی وہ کا سب سے بڑا مجاہد جو تمام جہان کا

ہیں۔ انہیں اپنے ان کی طرف پہنچنے ہیں۔ اشکال اشکال سے سبب تا ثیر خواہش کے جرات میں ہے جدا ہوتی ہیں اور اپنے اظہار حصر سے اپنی صورتوں پران ہی پر مڑ جاتی ہیں۔

اس کے بعد آپ نے خود پر اپنی مریوں کا حکام ہے جن کے متعلق تو نے یہ جان کر لیا تھا کہ حکمت ان کے اخلاق میں داخل نہیں ہے اور عقل ان کے دماغ میں نہیں تھی۔ شوک بھی سے ایک شخص سیف بن ڈی لین نامی دانشور تھا جس نے ہر سے حضور اکرمؐ کی بحث سے سات سو تین پہلے آپ کی خبر سے دلی حقیقہ و نہایت کی فہم تھا اور غرض علم غلبہ اور امر ارتضیٰ بیان کیا کرتا۔ حکمت اور شرفیت کی فہم تھا یا کر تھا اور بہت انہی طرح نظم اور اثر بلا کر تھا۔ نیز حمله ان کے جو کچھ ہمارے نصیحتے بیان کیا ہے۔ ایک فہمی قہر بن مسعود حسب ذیل اشعار پڑ ہے۔

(زجر اشعر) زہر دار ہو جاؤ ہم ایسے کھینے سے ہیں جس کے لئے بہت کی حقیقہ و عمدہ و عمدہ غنوں نے دور دورہ عقل سے دور ہو گئے تھے انہوں نے کسی دن حرام کی طرف نہیں دیکھا اور سوائے تنہائی کے کسی چیز کو نہیں معلوم کیا۔ ہم میں تو حید ہے ہر دور نے افعال اس پر شاہد ہیں اور اللہ عزوجل کی توحید عقل کے بدل نہیں بچھانی جاتی۔ ہم آسانوں کے اوپر سب چیزوں کو دیکھتے ہیں جیسے کے اور لوگ اشیائے ظاہر کو دیکھتے ہیں۔ ہر باری حقیقت کو نیز جہاں سے ہمار کی ابتدا ہوتی ہے اس کو جانتے ہیں اور اس عالم اشکال (دنیا) میں ہم عقل تصور نہیں ہیں اور ہم اگرچہ ذہن کے مرکز (ڈیپا) ہیں مگر ہماری رو میں عالم ہیں روشنی طلب کر رہی ہیں اور اس لئے وہاں جڑھی ہیں تاکہ اس نور کی انہیں خبر ہو ان دورانے اپنی اہل کا نور عالم عقل میں دیکھا۔ بس دو دنیا میں قیام کرنے کو ہماری نہ ہو جس اور انہوں نے اعتبار کریم حقیقت چکے تھا ہر دور و تصویروں سے بزرگ ہیں۔

واللہ تعالیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن زبیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت رفاعہ بن زبیرؓ سے جبکہ وہ قید سے چھوٹ آئے اور یافت کیا کہ چچا جان! آپ کے کلام اور آپ پوپ کی گفتگو کو کسی طرح سمجھتے تھے؟ آپ نے فرمایا میں نے عربی میں اس مضمون سے زیادہ کچھ کسی کو نہیں دیکھا۔ میں نے یہ تھا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اس کے متعلق دریافت کیا تھا تو انہوں نے کیا یاد دہانہں وہم اور ان کے والدین ملک کی ریاست و سلطنت میں وقتہ تکہ تو کر نہیں روکتی جب تک وہ عمر لڑاں نہ سیکھیں۔ کیونکہ وہ قادیان میں مریوں سے آ رہے ہیں۔ حضرت رفاعہ بن زبیرؓ نے جب اپنے حاضرہ کی کینیت مسلمانوں سے پہچان کی تو اکثر قوموں نے اسے قہر بند کر لیا۔

حضرت رفاعہ بن زبیر کے ایک بیٹے کا ذکر

واللہ تعالیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت رفاعہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک باہل لڑکا تھا جو کھڑکی کی طرف سیاہ رنگ تھا اور آپ اس کے لئے استقامت کی دعا نہیں دے کرتے تھے۔ یہ بھی اس وقت آپ کے ساتھ قید تھا۔ جب گڑھا میں پہنچے دوسرے قیدیوں کی طرح قید اور حضرت رفاعہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پوپ کے ساتھ مناظرہ کرنے گئے تو یہ آپ کا لڑکا گڑھا میں کسی زینت و صورتوں اور صلیبوں کی طرف توجہ ہوا اور انہیں تیز نظر اس سے دیکھنے لگا۔ وہ میں کی صورتوں، ان کے لباس اور خوب صورتی پر ہنس ہو گیا اور انہیں دوسری نظروں سے گھورنے لگا۔ آخر یہ دیکھا اور انہیں کے ساتھ کفر کرنے کے لئے صلیبوں کی تھیل (لوہہ بے) کے لئے دوڑ پڑا۔

حضرت رفیع الرحمن اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اس کی یہ حرکت دیکھی تو روئے اور فرمایا کم بخت! ایمان کے بعد کفر ہو گیا۔ بد بخت! دشمن کے دھوکہ اور اسے سے دور ہو گیا ہے۔ اسے دلاور دار گھوڑا اور اسے ناکھل رو سیاہ اور دواڑے پر حاضر ہونے کے بعد ملک و دیار سے ہجر کیا اور شیطانوں کے ٹخنوں میں گھر گیا۔ تو نے صاحبِ قدرت کے ساتھ کس طرح ناجائز کی اور اسے عالی جاہ و شاہ کے مقابلہ میں کیونکر لایا؟ کیا تیرے فراق میں کبھی نہیں دیکھتا اور اس دنیا میں کچھ پرکھی آنسو نہیں بہا سکتا۔ کیونکہ دنیا کا چھوڑنا بخشنی ہے اور اس بارخ کو کوئی دماغ کیا تھی ہے البتہ عالم آخرت کی جدائی سے ضرور قیق ہے جس کے راستہ میں بڑا تکلیف کا شہِ خلق ہے۔ میں اس وقت اور راستہ پر چلوں گا اور تو اور طریق میں ہوگا۔ میں اور کروہ میں ہوں گا اور تو اور فریق میں ہوگا۔ تو انہیں کے گمراہی کی طرف جائے گا۔ تیرا حشر پاروں اور ہر فوں کے ساتھ ہوگا۔ تو دوزخ کے پھنسے ہوئے میں کرے گا اور وہیں ہمیشہ کے لئے جلائے گا۔ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے گھر میں جس میں حوریں اور لازوال نعمتیں ہوں گی جاؤں گا اور انشاء اللہ وہیں کے فوائد کھات کھاؤں گا۔

بیٹے! آخرت کی زندگی پر دنیا کو احمیاریت کر اور کیا اپنے افعال سے مجھے رسوا پیش جو مذکر ہے بیٹے جب تو نے عالم الغیب کے ساتھ کھڑک کر لیا تو اپنے باپ کے بڑے صاحب کو رسوا کر دیا۔ بیٹا میری جو تیرے ساتھ میری تھیں وہ خاک میں مل گئیں اور جو آرزوئیں تھیں وہ کھری آگ میں جل گئیں۔ بیٹا تیرا دل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے کس طرح خوش ہو گیا اور ان سے کیونکر ناخوش ہو گیا۔ کل کس سے مخالفت طلب کرے گا جب کہ مونا کرے کچھ پر غضب کرے گا۔ اس کے بعد آپ نے چند دفعہ کے طور پر اشعار پڑھے:

(ترجمہ اشعار) بیٹا! تجھے دنیا نے دھوکہ دے دیا اور تو نے عظیم کے ساتھ کھڑک کر لیا۔ بیٹا تو حیرت میں ہونے کے بعد شکایت کی طرف چلا گیا۔ بیٹا کیا تو دوزخ کے مذاب سے نہیں ڈرتا؟ کیا تو قیامت میں احمد صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں شرمائے گا؟ کیا تو یہ نہیں جانتا کہ تیرا باپ تیرے کھری وجہ سے کل کونم وادہ کے کھجور میں ہوگا۔ جب اللہ تعالیٰ قیامت میں تجھے پکارے گا تو کہیں بھلائے گا؟ اور یہ کہیں گے کہ میرے بندے کیا تو نے وادہ اور صمد کے ساتھ کھڑک کر لیا۔ بیٹا تو نہایت بے آرمی میں ہوگا اور تیرا باپ اعلیٰ علیین میں مقیم ہوگا۔ بیٹا! کیا تو اس زمانے کو بھول گیا جب دودھ چلاتے وقت میں تجھ سے محبت کیا کرتا تھا۔ یاد رکھ! تجھے ایک ایسے پردے نے ڈھانپ لیا ہے کہ اس سے تیری خاصی مشکل ہے۔

واللہ کی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ آپ کے بیٹے نے آپ کو جو نبیہ کہ قہر سے لڑے پر اب دروازہ بند ہو گیا اور پردہ اٹال دیا گیا ہے۔ پوپ نے اس کی جھٹکری کاٹ دینے کا حکم دیا اور کہا کہ اسے نہ محمود یہ نہ نبیہا یا بے۔ چنانچہ اس میں اسے قتل دیا گیا۔ پادری اور وہاں اس کے گرد ہونے اسے دھوئی دی اور اسے جسد ۱ دینے کے بعد وہاں ان ریاست اور اضران فوج کی طرف سے خلعت پوشی کی گئیں۔ پوپ نے سواری کے لئے ایک گھوڑا خرچ صورت عورت اور بچے کو ایک مکان دیا اور پادشاہ نے جیل بن ویم ہسپانی کی فوج میں اسے بھرتی کر دیا۔ اس کے بعد پوپ دوسرے مسلمانوں کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ جیسا کہ تمہارے اس مانگنے نے، ہر دواہن قبول کر لیا ہے تم بھی اگر قبول کر لو تو تمہیں کیا چیز مانع ہو سکتی ہے۔ اس دین میں اگر تم دنیا کی نعمتوں اور ہر قل کی خوشنواہی حاصل کر سکتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے کہا ہمارے دین کی صداقت و حقیقت اور

پچھلے دور میں اور میرا بھی کا مسلمان اور مجسمہ منت ہے۔ اس قسم کا بائی جڑ کرنا تھوڑا سا عجیب ہے۔ لیکن بانی نے معنی میں مستعمل ہے۔ ۱۰۷

ہو رہے تھے اور یقیناً کی جتنی اور نہایت بھیجی گئی تھی کہ ہم کسی دوسرے مذہب میں داخل ہوں۔ ہم ان لوگوں میں نہیں ہیں جو ایمان کو کفر سے اور صداقت کو کلمات سے بدل چکے ہیں۔ بلکہ ہم وہ ہیں کہ خود ان کے سامنے کھڑے ہو کر ان کی حرارت کو سراہیں، ہمارے اپنے خواہ کو خواہ نہ ہو، تو آپ نے کہا تمہیں کچھ (عیہ اسلام) نے اپنے دروازے سے دھکا دے دینے میں اور وہی جناب سے ملے۔ وہ دروازہ کھل گیا۔ یہاں سے حضرت دلاکھ نے فرمایا اسے اللہ جل جلالہ ہی غیب جانتے ہیں اور انہی صریح بیکار تھے ہیں کہ ہم اور تم میں کون راہ دار کا، اور کون جہول پار کا ہے۔ خدا کی قسم! جناب سید علیہ السلام فرمے: یہ رہی اور بیڑا چل اور تم جن کے راستے سے بالکل علیحدہ ہو، پر مہجولی تمہیں تراشتے والے ہو۔ اللہ غالب و بزرگم و ہر کے سامنے میں نہ قیامت میں وہ تمہارے دشمن ہوں گے کیونکہ وہ نہایت مظلم بندے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں قہار سے پاس تمہاری جویت کے لئے بھیجا تھا مگر تم نے ان کی مخالفت کی ان کی شریعت سے بدل دیا اور خود کو اسے کفر سے کہتے تھے۔ تم نے مطلق نہ سمجھا، ہمارے نزدیک تم اپنے جمل کی وجہ سے گمراہ ہو اور ہر وقع کے خلاف تمہاری ہر بات کفر ہے۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں: والکافرون ہم المسلمون۔ ہر قول سے آپ کو ظہور کے کبھی کبھی اس سے کلام دھول نہ دیتے اور بات مختصر کیجئے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حال کو بخوبی جانتے ہیں مگر وہ تو بہت چھٹائی ہے نہ یہ کہ آپ کو اپنا سمجھتے ہیں نہ آپ۔ ہمیں اس کے بعد کہا بھی ہے کہ تمہارے خلیفہ اور سردار بیکار کا کچلنا اپنے میں ممانعت ہے، ممانعت ہمارا، اور اگر نہ اس قدر ان کے پاس پہنچے کہ خود سرگرم صاحب بھی نہیں آسکے۔ اگر وہ شایانہ نہیں ہو سکتے اور اس میں کھٹاوت پیدا کریں تو انہیں یہ چیز دینے کو بھی ہے؟ آپ نے فرمایا طلبِ آخرت اور اپنے سرگرمی کا خوف نہیں یہ رشتہ نہیں کرے اور نہ۔ ہر قول سے تمہارا کا، راہ دست (ارہا یا راہ شامی) کیسا جانا ہے؟ آپ نے فرمایا کجی متی کا۔ اس نے کہا ان کے صحابہ اور داربان کون لوگ ہیں؟ آپ نے فرمایا صاحبین اور خودخواہ سمجھیں۔ ان سے کہا ہمارا میں فرس کیسا دوسرے چیز کا بچا رہتا ہے؟ آپ نے فرمایا یہ۔ اور صاف کیا۔ اس نے کہا تحت کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا جمل اصحیٰ کا جانا۔ اس نے کہا میں کے ملک کی ضرورت کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا زید و تقویٰ۔ اس نے کہا میں کا خزانہ کتنا ہے؟ آپ نے فرمایا رب اللہ! میں پر توکل جس قدر ہو گئے۔ اس نے کہا ان کے لشکر میں کون لوگ جہنمی ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ ان مسلمان اور شہید و ران سوار ہیں ایسا ملک اچھا لوگوں نے ایک مرتبہ حضرت مرثیہ خطاب سے عرض کیا تھا کہ: حسبِ آپ ماضی روم کے خزانے کے مالک ہو گئے اور ان کے انہوں اور سردار اس کو جناب نے ناک کے چنے ہوا دینے اور وہ خوب اعلیٰ و نوار ہو گئے تو پھر آپ سب کو ہوا وہاں مذہب نہیں فرماتے۔ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم لوگ زینت حیات ظاہر ہو جاتے ہو اور میں رب السموات والارض کی خوشنودی اور رضا مندی کا طلب گزار ہوں۔ آپ نے یہ فرمایا اور آپ کی زبان سے یہ الفاظ ظہور ہوئے تو اسی وقت قدرت سے معافی نے آواز دے کر لوگوں کی توجہ اس ریت خرید کی طرف مبذول کر دی۔

المدین من مکناہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و آتوا الزکوٰۃ و امروا بالماعروف و نہوا عن المنکر

”ایسے لوگ ہیں کہ اگر ہم انہیں زمین میں قدرت دے دیں تو وہ نماز کو ترک کر دیں اور زکوٰۃ نہ دے دیں اور ان کے پاس مال کا

ضمیمہ ہو اور یہی باتوں سے نہ کریں۔“

کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہر قول کے بعد ہر قول کے متعلق چھوڑ دیا کہ وہ اسی فیصلہ میں قید رکھے جائیں۔ یہ کبر کو، بھڑکی طرف بھڑکنا، یہ نہیں کو کہنے کے کس طرح لگانے لگے ہیں۔ چنانچہ یہ فقرہ میں آیا اور اس نے دیکھ کہ اس کے پیرے نے سردار ہر ان کوئی کے

ذریہ جات نصب ہیں اور ہر ذریعے کے مقابلہ میں فخری کا ایک ایک کنبہ جن پر سونے کا کام بنا ہوا ہے مانگے گئے ہیں۔
تھکے اور قوس من کے دروازوں پر آؤ جہاں ہیں اور ان کی خوب زیب و زینت کی گئی ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ فخری کے گھیسے جن میں یہ روٹی ناقوس بجایا کرتے اور فخر کیا کرتے تھے بنے مانگے موجود تھے اور سفر کے اندر لشکر میں رہا کرتے تھے۔ بادشاہ نے تمام لشکر کا ایک پتھر لگا دیا اور اس کا مسکنہ کر کے پتھر لگا کر جس شہر میں (طہا کیہ) فوت ہو گا مگر اسی وقت کمزور سے سر پہنڈ ڈالے۔ اس کے پاس چند سوار آئے انھوں نے ریاست اور درباروں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا عرب مصر حدید تک آگئے ہیں اور اس پر ان کا قبضہ ہو گیا ہے۔

روٹی کا بیان ہے کہ بادشاہ کو ذوالی سلطنت کا بی وقت یقین ہو گیا اور اس نے سمجھ گیا کہ اب میری سلطنت اور بادشاہت کا قاتل رہنا مشکل ہے۔ اس نے ان سواروں سے کہا کہ میں سب اور ہر چاہی اس پر متعین ہیں۔ پھر عربوں کا قبضہ اس پر کس طرح ہو گیا؟ انہوں نے کہا ایسا انشک اہل کے برجوں پر جو سردار مقرر ہے خود ہی نے وہاں کے سپرد کر دیے۔

والہدی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں حسن الحق یہ ہوا اور اللہ پاک تارک و تھان نے مسلمانوں کے ساتھ یہ احسان فرمایا کہ بادشاہ کا دربان شکر شمس فوت کرنے فورے جوں میں جو فوج متعین تھی سے تاکید کرنے بل تک ضرور لائے۔ کرتا تھا وہ ایک دن حسب معمول جب آئے تو اس نے اپنی فوج کے آدمیوں کو شراب کے نشہ میں مغموم پایا اور دیکھا کہ وہ میرے سے نائل چڑھے ہو رہے ہیں۔ اس نے فوج کے ہر دست کے سر کو متنبہ کیا اور بچوں کی چاکرے مار دیئے۔ فوج کے کرنل یا سردار کو قتل کرنے کا وارنہ دیا مگر پھر بادشاہ کے خوف نیز اپنے سزم و احتیاط کی وجہ سے مجبور دیا اور بادشاہ کو اس کی آ کے خبر کر دی۔ فوج کے افسروں کے دل میں یہ کینہ بیٹھ گیا مگر نہ موشی رہا۔

حضرت یحییٰ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ جب کسی روز یہاں اس نیت سے تشریف لائے کہ میں اس بل کے متعلق کیا تدبیر اور واؤ کر سکتا ہوں تو انہیں پتہ چلا کہ نصر بادشاہ کے فلاں صاحب سے ناراض ہیں۔ آپ نے ان سے اس کی وجہ دریافت فرمائی مگر انہوں نے بالکل اس کا انکار کر دیا۔ آپ نے سردار کو بلو کر لیا مجھے تم اپنے عہدے سے ضرور ہٹا کر دو۔ انہوں نے کہا کیا آپ ہمیں اپنی طرف سے ان دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں اماں ہے۔ انہوں نے کہا امارا ارادہ ہے کہ ہم اس بل کو مریوں کے سپرد کر دیں۔ آپ کو ان کے قول کی جب چوری طرح تصدیق ہو گئی کہ یہ سچے دل سے کہہ رہے ہیں تو آپ نے فرمایا اب تم کیا چاہتے ہو؟

انہوں نے کہا مسلمانوں سے ان میں سے آپ نے فرمایا میں ان کے سردار کے پاس ایک خط لکھ دوں گا کہ وہ انہیں اماں دے دیں۔ میری رائے میں اگر عثمان کے دین میں بھی داخل ہو جاؤ تو بہت بہتر ہے۔ انہوں نے کہا آپ ان کے دین میں داخل ہو کر پھر انہوں سے مل کر آئے۔ آپ نے فرمایا حاشا اللہ میں ان کے مذہب سے نہیں بھرا۔ بلکہ اس مصلحت سے یہاں آیا ہوں کہ کسی علیہ سے یہ اطلاع ان کے سپرد کر دوں۔ انہیں جب اس کی تصدیق ہو گئی کہ یہ مسلمان ہیں اور ہم تو بالکل باج کہہ رہے ہیں تو انہوں نے کہا یہ بل ہم انہیں سپرد کر دیں گے۔ جب اس رائے پر سب متفق ہو گئے تو انہوں نے اپنی اس رائے کو پوشیدہ رکھا اور جب مسلمان آگئے تو اس فوج کا سر چپکے چپکے مسلمانوں کے لشکر میں گیا اور حضرت یحییٰ رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کا محلہ دکھا کر اپنے اور اپنی فوج کے لئے ان ماٹھے لگا۔

مسلمان یہ کہہ کر بغیر جنگ کے چلے باقاعدہ آتے تھے تو شیخ نے اور امان دے دی۔ مسلمانوں کا شکر اے کے پرچا۔ اس حسینہ فوج نے چلے کے اس دروازے کو ان کے لئے کھول دیا اور مسلمان اس میں داخل ہو گئے۔

جب یہ خبر برآئل کے پاس پہنچا تو اس نے فوج کو تیار کی کا عہدہ دیا اور اپنے فیر میں داخل ہو گیا۔

مسلمانوں کا اٹھا کیہ پر خروج کرنا

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ ملیہ کہتے ہیں کہ جب مسلمان اٹھا کیہ کی جہاد میں پہنچ گئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے حضرت خالد بن ولیدؓ سے فرمایا: "سیدنا! ہم روٹی کو ان کی سر زمین میں جتنی اٹھا کیہ میں کھاتی گئے ہیں۔ جتنہ ساعت میں ہا بشاد کا لشکر ہمارے مقابلے میں پہنچے۔" اس نے ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا: "اے اللہ! اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَأَعِدُوا لَهُمْ مَا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّةٍ وَمِنْ رِبَاطِ النُّعْلِ لَنْ يَرْهَبُوا بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّهُمْ.

"اور تیار رہو کہ تم ان کی لڑائی کے جتنی کو کر سکو تو اور گھوڑے پہنے سے کہ اس نے سب اللہ تعالیٰ کے دشمنوں اور ہمارے دشمنوں پر تیار رہی: ہمارے خدا کا خدا ہو جائے۔"

اب آپ اپنی فوج کو تیار کی کا حکم دی تاکہ وہ زینت اسلام اور قوت ایمان کا مظہر ہو کریں اور ایک ایک سردار کو فوج دے کر سپہ در سپہ اور روانہ کرتے رہیں۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور سب سے پہلے حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیسؓ مدنیؓ کی ہوا لشکر ہمشہر میں داخل ہیں، حتیٰ میں تین ہزار فوج جو ہاجر بن النضرؓ پر مشتمل تھی اے کہ اور بطور ہراول کے روانہ کیا۔ ہجران کے پیچھے حضرت رافع بن عمرؓ و العالیؓ کی سرکردگی میں دربار سوار دے کر بھیجا۔ ان کے پیچھے بحر بنیر عثمانؓ حضرت مسرور بن مسروقؓ کو مرست کیا اور تین ہزار جن کے ساتھ کہے کہ انہیں بھی اور بھیج دیا۔ جو قحط حضرت، ملک بن اشترؓ تھی کے دانے سے بھرا اور ان کو بھی تین ہزار لشکر دے کر چلا کیا۔ انچھا ان تین لکھ لڑائے۔ الحجاب سے حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے ہاتھ سے بنا کر حضرت زید بن ولیدؓ کے اس وقت پروردگار کا حجاب کہ آپ نے انہیں الہ کی مہم پر روانہ کیا تھا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ اور اپنے ساتھ لشکر زحف کو لے کر روانہ ہو گئے۔ جب آپ کچھ دور پہنچے تو سب کے بعد بقید لشکر کئے کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ خود چلے۔ آپ کے لشکر میں مجاہد و دیگر حضرات کے حسب ذیل افراد بھی تھے۔

عمرو بن سعدؓ کرب نہ ہدی۔ زید بن کلابؓ عمیر بن عبد الرحمنؓ ابو بکر صدیقؓ عبد اللہ بن عمرؓ خطابؓ ابان بن عثمانؓ بن عفانؓ فضل بن عباسؓ ابو عبیدہ بن جراحؓ حربؓ ارشد بن ضرؓ سعید بن رافعؓ زید بن عمروؓ رافع بن سمیلؓ زید بن حارثہؓ عبد اللہ بن خنیسؓ عبید بن اوسؓ ابولہبؓ بن منذرؓ عوف بن ساعدہؓ مہمانؓ بن نفیسؓ عابد بن غایبؓ صالح بن عکبہؓ عبد اللہ بن قرقازؓ دؤیؓ واحد بن ابی السونؓ ام جریؓ اوسؓ کعب بن ضرہؓ مسعود بن لونؓ اور ان کی جیسے حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ ان کے پیچھے آہ خواتین تھیں جن کے احباب قید میں تھے جیسے خولہ بنت اذونؓ صفیرؓ و بنت خندہؓ و مزوءہؓ بن ملکوتؓ ام قیسؓ بنت عبد ربیعؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ مگر ان سب میں علیؓ حضرت خولہ بنت اذونؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت اذونؓ نے اپنے بھائی کی قید کا ایک نہایت اہم دینا کہا اور انہیں مرید کہا تھا جو حسب ذیل ہے:

(تجربہ احتیاط) کیا میرے بھائی کے بعد کچھ سونے کی لذت محسوس کرے گی۔ بھلا چشم و زخم والا کیسے سو سکتا ہے جب تک میں جیوں گی اپنے بھائی کو روٹی و ربوہ کی اس سے زیادہ مجھے آنکھیں میز پر نہیں ہیں۔ اگر میں قتل ہو کر ان سے مل جاتی تو یہ مجھ پر اس جیسے سے آسان تھا۔ میں ہیٹ خوشی کے ساتھ راستہ کی طرف دیکھ کر کئی غمی اور مضبوطی کے ساتھ ان کی وجہ سے جنگ مارا کرتی تھی۔ ہم اس قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں کہ جو کوئی ہم میں سے مرنا ہے وہ مسکین کی موت سمجھی نہیں مرنے والا۔ اب کہا جاتا ہے کہ ضرار گزر گئے اور میں رو رہی ہوں اور آنکھوں سے پانی بہ رہا ہے۔ مجھ سے انہوں نے کہا کہ جب تک دوسرے کی میں نے کیا غصہ و جب میرے دل کی رگ کاٹ ڈالی گئی تو کیا میں نہ روؤں؟

کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فکر کو لے کر جیسا کہ بعد ذکر کر چکے ہیں رواں ہو گئے۔ روٹی اپنے ذمے اور عیسوں میں تقسیم کرنا ایک انہیں عربوں کے فکر کے گھوڑوں کی تاجیلا سائی ایتنا۔ یہ جلدی جلدی اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنی مومن کو ترتیب دے کر گھڑے ہو گئے۔ سب سے پہلے انہیں حضرت سعید بن زیدؓ کا پرچم اٹھایا اور اذکار کھائی دیا۔ ان کے بعد حضرت سہیل بن خالدؓ اور اسی پیچھے۔ ان کے بعد حضرت مسعود بن سروقؓ تھے۔ پھر حضرت مالک بن اشترؓ تھے ان کے پیچھے حضرت خالد بن ولیدؓ اور سب کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ بن جراحؓ اپنی فوج ظفر مویج کے ہمراہ تشریف لے آئے اور ہر اہل نے ایک ایک جگہ اپنے اپنے ذمے ڈال دیے۔

ہرقل کا رومیوں سے خطاب

ہرقل نے جب مسلمانوں کے شہر کی طرف دیکھا کہ وہ اپنے عیسویوں اور یہودیوں سمیت یہاں خود کش ہو گئے ہیں تو اس نے اپنی فوج کی بھگائی کے لئے اپنے بڑے سپہ سالار رستاروس بن وکیل کو چھوڑا اور خود کینتھ (پاروس) والے گرجا) میں آیا۔ وہاں ایک مافریں فوج، افغان سلطنت اور مصاحین کو جمع کر کے ان کے سامنے بحیثیت ایک مقرر کے کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔

”دین نصاریٰ کے حاکم! اور محمود یہ کہ فرزند احمی نے جس چیز سے تمہیں پیسے دیے اور ایسا اور متنبہ کیا یعنی ارض سورہ (ارض شام) سے تمہاری مملکت کے زوال اور تمہاری عزت و آبرو کے یہاں سے رخصت ہو جانے کے متعلق سورہ جہنم سے آگے اور وہ خطرہ جس سے میں نے تمہیں قبل ہی آگاہ کیا تھا؟ فرقیہ پہنچ گیا۔ میں نے آج کے دن کے لئے تمہیں ڈر، تمہیں فوس کی تم نے ہماری ایک نسل کے لئے میرے قتل کے در پہ دوئے لہو یہ لہاں لی کر اسے زندہ نہ چھوڑا جائے۔ یہ تمہارے وطن، اہل اور اس پہنچا ہے فرس میں تمہیں آئی ہے جس کی خوشبو تمہارے عزت کے تاج کے لئے ضروری اور لا بدی ہے تمہیں چاہئے کہ اب تم اپنے حرم، مال اور اپنی جانوں کے لئے اس سے دل کھول کر لڑو اور جہاد کو خوشی میں بڑی کر اپنے پاس تک نہ پہنچنے دو۔ میں نے تمہارے واسطے جی المقدور بہت کوشش کی۔ تمہارے مدین اور ملک کے لئے اپنا ہے شہر و چاہاں فرزند ہوا دی تک ملک نہ دیجے مگر میری ایک نہ چلی اور میری ہر ایک کوشش راہیں اور فضول گئی اور کوئی نتیجہ نہ نکلا ہوا کبھی مظلوم نہ ہوا۔ اب اگر تم نے بڑی دکھائی یا سستی اور کاہلی سے کام لیا جگ سے پیچھے نہ کر بھاگ پڑے۔ اپنے وطن عزیز کو اظہار سے صاف کرنے کی ہماری حق نہ کی اور عربوں کو کھاروں کی باڑوں کے سامنے رکھ کر انہیں موت کے دروازے تک نہ پہنچا دیا تو کیا اور کھ نہیں نہایت ذلت و کبت کا سامنا ہو گا اور انکی پچائی و اعنائی پڑے گی کہ تم پھر کبھی نہیں سنبھل سکتے۔ کہاں ہیں تمہارے وہ اسلاف جن کے تم یوں ہوا ہو اپنی زندگی

نہایت خشیت و جوار سے لڑا رہے اور آٹھ ان کے گھروں میں ان ملعون عربوں نے سخت اختیار کر لی ان کے گڑبازوں کو مسجد بھادیا۔ صومرا اور کینساواں کو ہلا کر دیا۔ ان کے دیروں کو کھود کر ان کا کھنڈہ نہرواں۔ قہار سے بادشاہوں کو ذلیل تہار دی خواتین کو باندیاں بچوں کو غلام بنالیا۔ قہار سے قلعوں کے مالک شہروں پر قابض اور ملکوں پر مسلط ہو گئے اور تمام خوبی خواب خرگوش میں ہو۔ جو کچھ ہو تھا وہ ہو گا اور جو کچھ نہ تھا وہ نہ ہو گا۔ مگر چکا۔ اب پانی سر سے گڑا جا رہا ہے۔ بیدار ہو جاؤ اور اپنے حرف سے ذلت کے مقابلہ کر لو۔ تم سے پہلے بہت سی قومیں اپنے وطن پر ہمارے گھرانے کی حفاظت کے لئے مردان دار میدان میں کام آچکی ہیں مگر انہوں نے اپنی اور خواتین کی غیرت پر حرف نہیں آنے دیا۔

میری حکمت و دانائی کا کتنا ضایہ تھا کہ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم اپنے دور عربوں کے مابین مصالحت کا جانی بن لو مگر چونکہ قہار سے جبرائے اندھیرے نے تمہاری حکمت کے نور کو پہلے ہی بجھا دیا تھا اس لئے تم نے اس کا انکار کر دیا۔ کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ ایک مہاجر کا کتبہ انہوں نے شائر اشرماؤں کی قبر کے اوپر سے پایا تھا جس میں مرقوم ہے کہ حکمت و دانائی عالم ہلا کے لئے بخلاؤ ایک یزیدی کے بے ہوش شخص اسے کھودتا ہے وہ قرب۔ باری کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ حکمت قلوب کی زندگی، انہوں کا خزانہ لغویں کا تزکیہ اور عقلوں کا نور ہے۔ جو شخص خسیس اور دانا نہیں ہے وہ ہمیشہ کا پیار ہے جو شخص کام کا انجام سوچتا ہے وہ اونٹنی کی نسرور دیکھتا ہے اور جو شخص اونٹنی کی نکتہ سے اور کسی چیز پر نگرنا کر ڈالتا ہے وہ اس کی حقیقت سمجھتا ہے مابق کو بچان لیتا ہے اور جو شخص حقیقت اور خالق کو پہچان لیتا ہے وہ نیک کام سرا انجام دیتا ہے اور جو نیک کام سرا انجام دیتا ہے اس کا زمین اور عقل رتی کر جاتی ہے اور جس شخص کی عقل رتی کر جاتی ہے اس کی روح پاک ہو جاتی ہے۔

بادشاہ کی یہ تقریر سن کر جلیل بن اسلم فرمائی کہ ہوا اور کھینے لگا اے روم کے حلیل القہر بادشاہ ان عربوں کی جنگ ان کے خلیفہ عمر کے مدینہ میں ہونے کی وجہ سے ہے۔ مگر آپ کہیں ڈھیس ڈھیس آؤ فلسطین میں سے اس کی طرف ایک آدمی بھیج دوں تاکہ وہ اسے چپکے سے قتل کر دے۔ جب یہ لوگ اس کے قتل کی خبر سنیں گی تو شام کا ملک چھوڑ کے یہاں سے بھاگ پڑیں گے۔ برقیل نے کہا یہ ایک ایسا بات ہے جس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں ہو سکتا اور اس طرح کسی کی موت آسکتی ہے کیونکہ موت کے مہلات معین ہیں اور سانس کے اندھ اور غمر ہیں باں یکا یک۔ دل خوش کن بات ہے جو سننے کے وقت کانوں کو بھی بجلی معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ گڑرو۔

ایک رومی کا خلیفہ المسلمین کو شہید کرنے کے لئے جانا

کہتے ہیں کہ جب نے اپنی قوم شام سے ایک فلسطینی بن مسافر کو اس کام کے لئے منتخب کیا جو رومی میں نہایت دلاور اور جری آدمی تھا اور اس سے کہا کہ تو جرب چلا جا ممکن ہے کہ ترمسلاؤں کے خلیفہ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جائے۔ مگر تو نے اس کام کو سرا انجام دے دیا تو میں تجھے جتنا تو مال اور ملک چاہے گا دے دوں گا۔ واقعی بن مسافر فلسطینی مدینہ طیبہ کی طرف چلا اور عات کے وقت ایک روز مدینہ طیبہ میں پہنچا تو ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسلمین عمر بن خطابؓ نے فجر کی نماز کے بعد حالی۔ دعا مانگی اور جابر بن شام کی خبر لی۔ اے کے لئے مدینہ منورہ سے باہر جنگل کی طرف روانہ ہو گئے۔ واقعی بن مسافر فلسطینی آپ سے پہلے ہی جا کے ان

۱۔ چونکہ کتاب کی عادت خریدنی کسی ہی خدا کے لئے ممکن نہیں اس خوش سے خریدنے سے جایا کرتے تھے کہ لڑکچہ جابر بن شام کا کوئی قصور نہ ہو اور چاہے کہ جابر بن شام کے لئے نہایت محبت و اہمیت کی بات تھی۔ ۱۲۔

وحدانِ انصاری کے باغ میں ایک درخت کے اوپر چڑھ کے بیٹھ گیا اور اس درخت کی شاخوں اور پتوں سے خود کو بچھا لیا۔ حالات ایسا ہی کہ حضرت عمر بن خطابؓ مدینہ منورہ سے باہر نکل کر بیٹھ گئے اور جب دھوپ تیزی ہوئی اور زمین جھپٹنے لگی تو آپ وہاں سے اٹھ کر تنہا اس باغ میں آئے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر سو گئے۔ آپ کو سوتا ہوا دیکھ کر اس نعرائی نے بیچا اترنے کا ارادہ کیا اور اپنے چتر کو نکال لیا۔ اسی وقت بھگل میں سے ایک شیر نکل کے باغ کی طرف بھڑتا دھڑکھڑکتا اور کسی کی ملاحظت کی تیز اور آواز میں آواز دہرائے گا دھکلیا دیا اور حضرت عمرؓ کے گرد گھومتے لگا۔ پھر آپ کے قدموں میں بیٹھ گئے آپ کے کلو سے چائے لگا اور جب تک آپ بیدار نہ ہوئے اسی وقت تک آپ کی ہر اہر حفاظت کرتا رہا۔ آپ کی آنکھ کھلی شیر بھگل کو سیر ہوا۔

یہ نعرائی عرب درخت سے اتر آئی آپ کے دست مبارک کو بوسہ دیا اور کہنے لگا: عمر! آپ نے اللہ فرمایا اور آپ مومن ہو گئے اور بے خوف ہو گئے خدا کی قسم! کائنات آپ کی حفاظت کرتی ہے۔ ورنہ آپ کا پہرہ دیتے ہیں فرشتے آپ کی تعریف بیان کرتے ہیں اور جن آپ کی توصیف کرتے ہیں۔ اس کے بعد آپ کو وہ تمام تہہ سنایا اور آپ کے دست شرف پر شرف اسلام ہو گیا۔

واللہ کی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ بعض اس تہہ کو مسلمانوں کے اٹھا کیے پر خون کرنے سے قبل کا کہتے ہیں لیکن تہہ راہوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسی وقت کا ہے جب کہ حضرت ابومعبد بن جراحؓ اٹھا کیے میں نہیں لئے چڑھے تھے۔

کہتے ہیں کہ جب ہر نفس کیسے امتحان میں آتی تو م کو صیحت کر کے ان سے اس بات پر مصطفیٰ لے چکا کہ جب تک ہم میں سے ایک شخص بھی زندہ ہے نہ کبھی تہہ نہ چھپے نہیں ہٹا سکتے تو اس کی قوم اس کے ساتھ فخر میں آئی۔ مسلمانیں بلند ہوئیں۔ پادری اور طب انجلیس چڑھنے لگے۔ اہل کفر و فتنان میں ایک شور بد نیازی واقع ہوا۔ شور و غوغا کی آوازیں بلند ہونے لگیں اور زانی کے لئے آمادہ ہو گئے۔

حضرت ابومعبد بن جراحؓ یہ دیکھ کر فوراً گھڑ پر سوار ہوئے اسامی بن جحہ صف بستہ ہوئی۔ ہر سردار اپنی اپنی جگہ مستعد ہوئے کھڑا ہو گیا۔ علم اور نشانات جا بھی دکھائی دیتے گئے۔ مسلمانوں نے شہنشاہِ عالم کا منصب کے ذکر سے آوازوں کو بلند کیا۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی جافرا صدائیں ہر طرف سے آنے لگیں۔ حضرت ابومعبد بن جراحؓ نے فوج کو امی ترتیب اور وضع پر کھڑا ہونے کا حکم دیا جس وضع اور ترتیب سے پہلے روز یہاں آئے تھے اور حضرت ابومعبد بن جراحؓ سے جو بہریت فصیح اور منقح مہارت بولا کرے تھے جیسا کہ ہم ان کا پہلے ذکر کر چکے ہیں فرمایا کہ یا ربہ! اجماع بن اسام کے دلوں کی طرف اپنے وطن و انصار کے تیر بھگتو اور قتال شہر میں پر مستقیم کو خوب تر نصب دلاؤ۔ حضرت ابومعبد بن جراحؓ اترے اور چونکہ بلند آواز جیسے صفوں کے سامنے کھڑے ہو کر اس طرح فرمانے لگے۔

”لوگو! آخر یہ وقت کب تک؟ میں اب چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ! کھو اور ان کی طوطوں نے کالہد کے خجروں سے نکلنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ خوشی خوشی اپنے مالک (خاقان) کی طرف چلنے کے لئے تیار ہو گئی ہیں۔ اپنے ملاؤں کی آواز پر ایک کبکٹی ہوئی اور بھل پڑی ہیں اور ہمیں نطقِ عبادت سے اشارہ کی زبان کے ساتھ یہ کہتی ہوئی چلی جا رہی ہیں کہ جب تمہارے منور اور مددگار نے تمہاری جانوں کو خرید لیا ہے پھر اس کے فروغ کرنے میں کبوں دیر لگاؤ ہے؟ یہ حیثیت ذلیل کی محبت اور نفس امارتی اور ذلیل کی الفت

میں ہمیشہ بھی رہو گے؟ یہ قہار نے اوقات و فہم دی تانید اور نصرت میں ہیں۔ تمہاری ہمتیں طلبِ رزیت دینا سے کیسوی حاصل کرنے وال ہیں اور مواضع صادقہ کل حق کے ساتھ ہمیشہ مقید رہا کرتے ہیں۔ تم جہاں نہیں بھی موجود ہوئے خواہ چاروں طرف سے بندہ بیرونِ کائنات کیوں نہ ہو موت قہر را کھی و چھا نہیں جھوڑ سکتی وہ آ کر رہے گی۔ یہ ہزاروں سعادت کے ستارے اقبال کے ساتھ طلوع ہونے والے ہیں اور یہ ہمارے امیدوں کے درخت ہماری تانید کے پھل لانے والے ہیں۔ تمام اچھے کامانہ ہی کی طرف منسوب ہیں جب محبت کے ستارے ان کی امیدوں کے تان میں نکلتے۔ عشق کی صحیح صداقت ان کی تانوں کے الفاظ میں ہوتی اور معرفت کے آفتاب نے ان کے عشق کے مشرق میں طلوع کیا اور جب انہوں نے عشق ہو کر حلقے کا تصور کیا۔ اپنے غلوں کو رضامندی باقی میں آگے بڑھایا۔ ایک نے دوسرے پر بہت کی اور دوسری نہ برتی تو اپنی طبیعتوں کی صفائی و درختوں کی بہترائی کے لئے اس آیت کے مضمون کے ماتحت پکارے گئے:

من المعروف رجال صدقوا

"مومنوں میں سے بعض وہ آدمی ہیں کہ انہوں نے سچ کہا۔"

جنگِ انطاکیہ

والہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ چارہ بن اویں رحمۃ اللہ تعالیٰ کا بیان ہے کہ ملک بھی اس لڑائی میں موجود تھا جب حضرت ربیع بن عامرؓ اپنا وضع ختم کر چکے تو سب سے پہلے ربیعوں کے لشکر میں سے لڑائی کے لئے سٹاروں بن رطل بن ربیعوں میں ایک بہادر اور لمبے کا گویا ایک برج تھا لکھا اور میدان میں آگے اپنے شریف کو طلب کرنے گئے۔ حضرت داس بن ابوزہبلیؓ شجاعِ حلب بنی غریف کے غلام اس کی طرف چلے۔ آپ گھوڑے پر سوار تھے۔ ایک نے دوسرے پر حملہ کیا۔ لڑائی کے شعلہ بند ہوئے۔ مگر آپ سے گھوڑے نے فخر کر لیا اور آپ اس کی پشت سے اچھل کر زمین پر آ کرے۔ لڑنے والوں آپ کی طرف بھاگ آپ کو گرفتار کیا اور عقادت کے ساتھ کھینچا ہوا اپنے خیمہ کی طرف لے گا۔ اور اپنے آدمیوں سے پھر دکر کے پھر میدان میں آ گیا۔ حضرت ضحاک بن حسان طائیؓ اس کے مقابلے کے لئے بڑھے۔ آپ صورت و فعل درازی قد، نور شموساری میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے بالکل مشابہ تھے جب آپ میدان میں تشریف لائے تو ایک ردی شخص جس نے حضرت خالد بن ولیدؓ کو چند زخموں میں دیکھا اور پیچھا تھا آپ کو دیکھ کر کہنے لگا یہ سلسلوں کے دی شموسار ہیں۔ جنہوں نے ہمارے مراکب کو فتح قلعوں کو فتح و لاہروں کو فتح اور حاسوں کو گرفتار کر کے رکھا دیا۔

یہ سننے ہی ربیعوں کا ہر وہ شخص جو دھاک کی جنگ میں موجود تھا آپ کی طرف دیکھنے لگا اور حضرت ضحاک کو یہ بھ بیٹا کہ یہ حضرت خالد بن ولیدؓ ہیں۔ شترکین کے جھگڑے سے جوان میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے دیکھنے کے اشتہاد میں پیدا ہوا تھا۔ انیسویں کی ریالی ٹوٹ گئیں جملہ دیگر قبیلوں کے سٹاروں کا خیمہ بھی سالم نہ رہا اور وہ اس کے قتل کے اوپر آ پڑا۔ فراتوں اور ناسوں کے یہ کچھ کہ حواس باختہ ہوئے اور انہیں اپنی جانوں کے لئے بڑھ گئے کہ اگر نہ وہاں نہیں اس حالت میں دیکھ لے گا تو ہمیں قتل کر دے گا۔ لشکر کا چنگ نہ ہر آدمی سٹاروں اور اس کے حریف کے دودھ تھو دیکھنے اور ان کے خونِ جنگ ملاحظہ کرنے کا تھیں تھا۔ اس لئے ان غلاموں کو ایسا کوئی آدمی نہ ملا۔ جو خیمے کھڑے کرنے میں ان کا معاون ہو دیکھ رہا ہو۔ آفران تھیں فراتوں میں سے وہ کی یہ

ملائے ہوئی کہ حضرت داس ابراہیم کو کھول کر ان سے اس کام میں معاونت کی جائے۔ یہ آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ ہم آپ کی آنکھیں کھولتے ہیں آپ اس تیسرے نصب کرانے میں حاضر ذرا مدد کیجئے ہم بھرا آپ کو یہی طرح سے آنکھیں کھولیں پھر وہیں گئے اور جب سرورِ مظلوم وہیں پہنچے آپ نے ان سے کہا کہ آپ کی بالائی سفارش کر دیں گے اور وہ آپ کو چھوڑ دے گا۔

آپ نے فرمایا ہاں بہت بہتر۔ انہوں نے آپ کی آنکھیں کھول دیں آپ دلتہ ان دونوں کی طرف جھپٹے اور ایک کو دبانے باتھ میں دوسرے کو بائیں ہاتھ میں ٹپک کے دریغ کیا اور ایک کو دوسرے پر دے مارنے لگے کنگر کے ان دونوں کا دم نکل گیا تو آپ تیسرے کی طرف جھپٹے اور کنگر اسے بھی ان ہی کے پاس پہنچا دیا۔ اس کے بعد آپ ایک صندوق کے پاس آئے اور اسے کھولا تو اس میں نہادوس کے کپڑے دیکھے ہوئے دیکھے آپ نے انہیں دیکھ کر لایا اور بھر نہادوس کے ایک دم کھوڑے پر سوار ہو کر اس کا کٹھن اٹھوا اور توڑ ہاتھ میں لی اور اپنی وضع کو بدل کر نصرانی عربوں کے لشکر کی طرف چلے۔ جیل میں انہیں دوس اس کا بیڑا دوس کے قبیلہ کے معزز اشخاص ہادوس کے لشکر میں رکھے ہوئے تھے اور یہاں کوئی نہیں تھا بلکہ جیل میں ایہم حسانی نے حازم بن یثوث کو اپنے تمام لشکر کا سپہ سالار بن کر اس کو یہاں بٹھرائی کہ اسے چھوڑ رکھا تھا۔ آپ حازم بن یثوث کے پاس جا کر کمرے سے ہو گئے۔

واللہ تعالیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ نہادوس اور صفحہ کے بن حسان کے دشمن برابر جنگ جاری رہی حتیٰ کہ ان دونوں کے کھوڑے ٹھک کر چھن چھوڑ ہو گئے نہادوس حریف اپنے اپنے دشمن پر غالب آ گئے۔ آخر دونوں مدہ ہوئے نہادوس ٹھک کر اس غرض سے کہ شہر میں جا کر ستر استوار کرے اپنے شہر کی طرف چلا کر اس کے قریب پہنچ کر خیرہ کمرہ گوں اور فرانسوں کو قتل پایا۔ حضرت داس رحمۃ اللہ تعالیٰ کو جب وہاں نہ دیکھ تو فوراً سمجھ گیا کہ یہ سب کچھ اسی کے کڑوت ہیں آخر جتنا کھانا ہار کے پاس کیا اور اسے تمام ہاتھوں سے مٹھ لیا اور کہا کج (علیہ السلام) کی قسم! یہ عرب کے کچے شیطان ہیں۔ لشکر کو جب حضرت داس رحمۃ اللہ تعالیٰ کے اس فعل کی خبر ہوئی تو وہ جھنڈ میں آیا۔ بادشاہ نے کہا وہ ابھی تک ہمارے ہی لشکر میں مصوم ہوتا ہے ہر نے اسے لٹکے یا بھانجے ہوئے نہیں دیکھا۔ نصرانی عربوں کا لشکر جو نہادوس سے پاس لے دو اس میں چھپا ہوا معلوم ہوتا ہے۔

حضرت داس رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب لشکر میں حرکت دیکھی تو آپ فوراً سمجھ گئے کہ یہ میری ہی وجہ سے معلوم ہوتی ہے۔ آپ نے چپکے سے تلوار نکالی اور حازم بن عبد یثوث کے سر پر اس زور سے دیر کی کہ اس کا سر اس کے تن سے جدا ہو کر پڑا۔ نصرانی عرب آپ کی جرات اور کام دیکھ کر بہت سے ہو گئے۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں کو آپ کے لشکر سے روک دیا اور وہ دیر دیر نہ ہو سکے۔ آپ نے اپنے کھوڑے کی حوز مسلمانوں کے لشکر کی طرف متعلق کر کے آجلی چھوڑ دی اور کھوڑا اور سر پٹ ڈال دیا۔ مسلمانوں نے جب آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو جھیل و گھیر کے ٹھک ٹھکانہ خروں کے ساتھ آپ کا استقبال کیا۔ آپ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں آئے سلام کیا اور اپنا تمام قصہ بیان کیا۔ آپ نے دعا دی اور فرمایا خدا کرے کہ نہادوس ہاتھ نہ بیگیں۔

کہتے ہیں کہ جیل میں ایہم حسانی کو جب اس کے پیچھے بھائی حازم بن عبد یثوث کے قتل کے متعلق معلوم ہوا تو اسے سخت غمہ آیا۔ بادشاہ کے پاس جا کر زمین میں ہاتھوں ہاتھوں کہنے لگا کہ ہم نے ہشتاد ہاتھوں میں میری حفاظت پائی نہیں رہی۔ یہ عرب حد سے آگے نہ بڑھے ہیں اور اپنے قدر و مرتبہ کو بھول کر آگے قدم رکھنے لگے تھے ہیں اور ضروری ہے کہ ان پر حملہ کر دیا جائے۔ بادشاہ ابھی اجازت

نے ہی کی تھی۔ ان کا نام ارمونیا تھا تھا تو اس خدا۔ انہوں نے جیسا کہ مجھے پھر بھی ہے اس شہر پر تین سو برس حکومت کی ہے اور اپنے بچے کو یہ وصیت کی تھی کہ اس مکان کو نہ کھولا جائے۔ پھر آپ کے باپ نے تین سو ستر سال سلطنت کی اور اپنے باپ کی طرح یہی وصیت کی کہ اس کو نہ کھولا جائے۔ سو سال حکومت کرتے ہوئے آپ کو بھی گھر گئے ہیں اتنی مدت کے بعد اپنے آباؤ اجداد کی نصیحت و امانتی اور ظلم و ہوشربا کو کھول کر منافع نہ کریں تو بہت مبصر ہے۔

بادشاہ نے اس کے کھولنے میں اصرار کیا اور آدھے فرکھول کیا اس میں سوائے بیت المقدس اور بلاد شام کے تھنوں اور شاہان شام کی تصویروں کے اور کچھ نہ نکلا۔ بادشاہوں کی تعداد اور ہر ایک کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ سب سے آخر میں یسوع مسیح یعنی ملک برقی کی تصویر اس بیچ سے نکالی گئی تھی کہ گویا وہ اس کہنے کو چوس کے سامنے ملحق تھا اور جس پر یہ نالی زبان میں مسیح ذیل مضمون لکھا ہوا تھا بخیر پڑھ رہا ہے۔ اسے طالب علم (علم کے طلب گار) قہے چاہئے کہ تو ہمیشہ علم حاصل کرتا اور اسے ہر بار پڑھتا ہے۔ کیونکہ جب حکم کے کاغذوں میں علم کے نکات ہمیشہ پہنچے رہیں گے اور اس کے گوشہ سرا پر ہر بات کی ہر یکوں سے مدد و شفا ہوتے رہیں گے تو اس کی قوت علم کے لئے یہ زیادہ کامیاب واقعہ اور اس کی دست اندازی علم کے واسطے یہ اعانت کا سبب ہوگا اس لئے کہ تمام علوم کا استخراج اور امتداد عقل و قیاس ہی کے ذریعہ سے ہوتا ہے اور قیاس علم میں کثرت و ریاضت کرنے کے بدول حاصل نہیں ہوتا۔

علم و حاصل و غیر یعنی انجام کار معلوم کرنے کا نام ہے اور مدیر علم کے عقل اور مضع کا نام (کہ ہر چیز اپنے عمل میں اگر قرار بخواتی ہے تو مدیر اسے عقل میں یعنی علم میں مانتا ہے اور اس کے بغیر نہیں رہتی یعنی آدمی جاں علم کے کوئی مدیر نہیں رکھتا۔ مترجم) اور علم عقل کے سوا ہر ایک اور عقل کا نام ہے۔ (یعنی علم عقل میں مانتا ہے اور اس کے بدول ہر ایک بیکار ہے۔ چنانچہ مشہور ہے "یکہ من علم راہ من عقل بائ" ایک من علم کے لئے دس من عقل کی ضرورت ہے۔ مترجم) اور عقل علم کے تمام اشکال کی ہیئت اور چارترنے والی (کہ ہر شعبہ علم کو حاصل کر کے اس کی تربیت و پختاوت ہے۔ مترجم) ہم نے حکمت و امانتی اور اسرار غیبی میں یہ بات معلوم کی ہے کہ جب محمد بنی میں حکمت کا فیض بھرا ہوا ہے گا اور اس کے سایہ میں چاروں طرف حفاظت کا اندر میرا چھا جائے گا تو ارض و سما سے ہر بات کا ایک نمونہ (مصباح الہدایت) روشن ہو کر اپنے نور سے دنیا کو جگمگانے لگے گا اور جمل کی اس چمک کی وجہ سے زمین و آسمان کے ہر ایک بہت بڑا پروردگار ال دیکھا تھا بنا کے ہر جگہ اپنی روشنی پہنچانے لگے گا اور دراصل خدا کا ایک نور ہوگا جو چراغ ہدایت بن کے لوگوں کو اپنے دین میں لاکر توحید صالح کی طرف بلالے گا اور وہ شہر کھوجشتم کا مالک ہوگا جو دنیا کے تمام ارباب کو باطل کر دے گا۔ بادشاہ اس کی سبیل دعوت سے شوق میں آ جائے گا۔ یہاں اور زمین اس کی آواز پر ہلک کھیں گے اور جب اس کے نور کا غلبہ دنیا کے ہر خلقت کو دھس ہو جائے گا تو اس کی روح اس عالم سنی کو چھوڑ کر عالم غوی اور روحانی کی طرف پرواز کر جائے گی (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کے بعد اس کا جانشین ایک ایسا چلا، بلاغض ہوگا جس کا قلب نور صدق سے منور اور جس کا دل رافقی اور مصافی سے معمور ہوگا۔ یہ شخص اس کی شریعت کو مضبوط اور ملت کو مستحکم کرے گا۔ شام کو اس وقت جب کہ ایک سیاہ چشم والا شخص ملک قیصر کو بھگا دے گا سخت مصیبت کا سامنا ہوگا۔ وہ آدمی ایسا ہوگا کہ مہمانہ قدم رکھتا ہوگا وہ بد پاد و صولت کا ہوگا بدل اس

کی صفت حق کی پابندی اس کا بہتر (محب) بیوہ کا بچہ اس کا چارہ اور وہ اس کی خواہش تھی۔ اس کے ابو ہرکستہ میں بادشاہ تھیں وہاں ہو جاس کی۔ اکاسرہ دہشت ہو جائیں گے اور درویش منقذ ہو جائیں گی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اس کی حکومت کا زمانہ وہی ہو گا جب یہ مصر میں کہ حکمت کی تصویریں ہیں اور جنہوں نے انہوں کو گھیر رکھا ہے کہے گا۔ پس خوش خبری ہے جس شخص کے لئے جس کے قلب میں حکمت راج ہوئی ہو جس کے لئے جس عکس کے خلاف میں حکمت کا چارہ روشن ہو گیا حق کو چکا ہوا ہے کی جی کی اور باطل سے کنارہ کش رہا۔

کہتے ہیں کہ جب والی روت الکبریٰ نے کہیں گے اس مضمون کو پڑھا تو حجب سے مستند رکھ کر ادا کیا۔ ہر مضمون اس ہتھم مکان سے کہنے لگا پھر وہ بیان اس حکمت و امانی کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا ایسا لگتا ہے اس میں حکمت کے حصول پر حکماء نے وضو کی اور اس عکس کی بابت جو ساء نے تزیین اور کچھ نہیں کہیں گے۔ کیونکہ علم وراثت ایک بحرِ غار ہے کہ اس کی جہت تک رسائی ایک تجربہ کار غوطہ خور کے اور کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ وہ ایک ایسا آب و ہر جو رہے کہ اس کی قدر سوائے ایک شخص کے اور نہ کئے والے جو ہر کی کے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

میرنی رائے میں ہر حق کی دولت و حکومت کا زمانہ جو تار باب ارض سر یا میں اس کی مملکت کے متون کر پڑے۔ اور اس کی بادشاہت انہوں یعنی قطع علیہ کی طرف بدل گئی ہیں۔ یہ جو کچھ کہہ رہا ہوں کچھ ہر شخص نے اپنی محرز کتاب اسلام اس مکتبی جو ہر انگشت میں لکھی بیان کیا ہے۔ وہ کچھ دوسری اور باتوں کے اس میں لکھتا ہے کہ جب یہ سچہ کچھ نور جزا ادا اس سے پاک و صاف ہو گا جیل فداں سے روشن ہو گا تو اہل ان کی حکمت کے نور سے متور ہو جائیں گے اور جو فلسفہ آسمان جہل میں چاروں طرف مستولی ہو گا اس کی ادا اس کے حرام ادا سے کی قوت سے پیچیدہ ہو جائیں گی۔ وہ لوگوں کو تہمت و سوء ظن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف (دعوت دیں گے۔ مثلاً اور خلاف کی مہار پکار کر اپنی طرف کھینچیں گے اور آسمان تک بلند ہو جائیں گے۔ زمین ایسا بیت المقدس) اپنی کے ایک مہمان کے رہے۔ یہ سچ آجائے گی۔ وہ مہمانی بیت کے حکمت سے قدامت عقل کے حق سے حرج از میں کی قوت کے تار اور سلطین دنیا کے کھیل کرنے والے ہوں گے۔ اہل ان کی تار اور درویش و غلام (مصر) پکڑا ان کا جاس ہو گا۔ ان کے زمانہ حکومت میں صیب منہر ہو جائیں گی۔ گر بے حیدر ہو جائیں گے۔ قرآنی نور کے کی غلط فہم وہ ہو جائیں گے اور وہ محمود کے کفر ادا دھم ہو جائیں گے اور کسی آدمی کو ان کے وہ رہے سے سوائے ان کی شریعت اور ان کے انہما کرنے کے حاجت نہیں ملے گی۔

کہتے ہیں کہ جب قطع علیہ والی روت الکبریٰ نے ہا سوئی کے متولی اور ہتھم سے یہ تہ تو اس نے اس راہ کو اپنے دلی میں چھپایا اور یہ راہ دو دنیا کی عرواں کے پاس جس کو نہیں دیکھا جاتا اور حک برقی کی مدد پہنچنے چاہئے کچھ کچھ اسطرح نے جو شریعت کیا : مصری کا جاکم ہے۔ کچھ دیکھتے کہ وہیں نصاریٰ کی مدد کے لئے دیا ہے۔ اگر میں نہ گیا تو کھنک کی تو امیری عزت و جرات کو خاک میں ملا دے گا۔

یہ سوچ کر اس نے اپنے منکر میں سے قیام و ارفاق و رفود کر جب یہ مشتعل تھی حجب کی اور اپنی جہا اپنے بیٹے (ولی عہد) انطیس کو مقرر کر کے بیت الحکمت سے اسکندر اعظم کی کانٹن جو سولے پہنڈی اور موتیوں سے جادو اقدار سے اسکندر نے ارض باویں کے فتح کے روز جہنم کیا تھا کا۔ یہ نشان مجھ میں ہر میں ایک دھندلے میں عید صلیب اور شعا میں کے اور میں اب اس میں ملے گا کہ تہا یہاں سے

اپنے ساتھ لے کے اٹھا کیہ کی طرف چلا اور جب اس کے باب بادیس پر (ولادیں) جس کے معنی باب فارسی کے ہیں پہنچا تو یہیں خیمہ زن ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ جب عرب اٹھا کیہ کے ہاتھ ہو گئے تو انہوں نے بابادیس یا وادیں کے نقطہ کو ٹھیک سمجھ کر اس کے معنی دریافت کئے تو معلوم ہوا کہ فارسی کے معنی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کا نام باب فارسی ہی رکھ دیا۔

والی رومۃ الکبریٰ کا ہرقل کی مدد کو اٹھا کیہ پہنچنا

کہتے ہیں کہ ملک ہرقل اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر والی رومۃ الکبریٰ کی ملاقات کو کیا اس کا زیروہ ملک ہرقل کے خیمہ کے سامنے لگایا گیا۔ رومی بہت خوش ہوئے اور ہر طرف مدد کے لئے اس کے آئے کو فال تک تصور کیا۔ جنوس بجائے مجھے۔ فکرمیں ایک شہر عظیم پیدا ہوا وازیں دور دورہ جانے لگیں۔ مسلمان ان کی وادیں سن کر حیرت ہوئے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے جاسوس جو معاہدی لوگ تھے آپ کے پاس آئے اور آپ کو والی رومۃ الکبریٰ کے آنے کی اطلاع دی۔ آپ نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور دعا کی اے اہا العالیٰ! آپ کے دشمن ہم پر اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے نصرت چاہتے ہیں۔ آپ ان کی سمیت کا شیرازہ پر اگندہ کر دیجئے۔ ان کے گلوں کو محقر کی، لشکروں کو ہلاک اور ان کے قدموں کو حذر کر دیجئے۔ ہمارے لشکر کو بلند اور ان کے لشکر کو پست فرما دیجئے اور جس طرح اپنے نبیؐ کی پیروی آپ میں مدد کی تھی اسی طرح ہمارے نبیؐ کو مدد دیجئے۔ اے اہا ان کے کمر و فریب کو ان کے سینوں میں بھر دیجئے اور ہمارے ان پر بدخبر ماریجئے۔ مسلمانوں نے آپ کی دعا پڑھ کر اور نصرت بخدا دی کرتے رہے۔

واحدی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ جب والی رومۃ الکبریٰ اپنی فوج کے ساتھ اٹھا کیہ میں آیا تو مسلمانوں کو خوف لاحق ہوا۔ مگر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے انہیں ثابت قدم رکھا اور ان کا پائے ثبات محرز نہ ہوا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے حضرت معاذ بن جبلؓ کی سیادت میں بنی ٹے کے تین بزرگ آدمی اسے کہیں سے فرمایا کہ یا صاحب رسول اللہؐ! آدمی اپنے دین کی نصرت و کمک کے لئے دبا کے ساحل پر پہنچے ہوئے ہیں تم وہاں پہنچ کر بلا سوال پر تائید و تاراج کر دو۔ مسلمانوں کی مخالفت کرتا ہوا یہ ہو کر قیامت میں مسلمانوں کے منتقم بنے۔ ہاں پس کی جائے۔

حضرت معاذ بن جبلؓ روانہ ہوئے اور جلد وفاق پر پہنچ کر انہیں چاروں طرف سے گھیر کر تائید و تاراج کی اور ان کے قیام باطل و اسباب کو کھٹ لیا۔ باب جلد پر جلد میں ستم فرمائی کا پیچہ اعلیٰ عثمان بن جرمہ ضحالی قحطی کے پاس قسطنطین بن ہرقل نے طرابلس تک ہمسویہ اور بلاد قیصریہ سے بادشاہ تک لشکر کے لئے رمد جمع کر کے گیسوں اور جو کے ایک ہزار بارہاچے مصاصب کے ہاتھ روانہ کئے تھا اور وہ مصاصب اس کے سپرد کر کے تاکہ یہ بادشاہ تک پہنچا دے واپس چلا گیا تھا آپ اپنی سمیت کو لے کر اس پر جا پڑے اور یہ قیام بارہا اپنے قبضہ میں کر کے مسلمانوں کے لشکر میں لوٹ آئے۔ مسلمانوں نے جب انہیں آتے دیکھا تو زور زور سے تحییر و شکیں کے نعرے بلند کئے۔ ملک ہرقل نے جب مسلمانوں کی بھیڑوں کے نعرے سنے تو اپنے جاسوسوں سے کہا کہ کیا وجہ ہے کہ مسلمان اس طرح شور مچا رہے ہیں۔ وہ کہہ دیا کہ قاب رہنے کے بعد اس کے پاس آئے اور کیفیت سے مطلع کیا کہ مسلمانوں نے اس رمد کو جہادشاہ کے لشکر کے لئے آ رہی تھی اپنے قبضہ میں کر لیا ہے۔ یہاں تک کہ آگ بجولا ہو گیا اور اپنے فوجی افسروں سے کہنے لگا کہ اب ان کے اور ہمارے مابین لڑائی کے سوا اور کچھ نہیں۔ ہند پاک جسے چاہیں گے مدد دیں گے۔ اس کے بعد اس نے سرداران صاحب دستاغات اور برقیہ و قیصرہ اور اعلیہ کے فوجی افسروں کو حکم بھیجا کہ وہ فوراً لڑائی کے لئے تیار ہو جائیں اور خود گھوڑے

پرسوار اور کئے خزا اور کیا۔ تمام والیان ملک یعنی والی روم، انکیری، والی مرخش، والی اسکایا، بنس (اسکایا بنس) حاکم طرسوس، حاکم مصیہ، حاکم قونیا، شاہ، کمر، شاہ، افکار، شاہ، قیسا، یہ، بادشاہ، قو، با، بادشاہ، فخر، امیر، بادشاہ، طبریز، اور جلد بن، احکم خضائی آ آ کے اس کے گرد گھومتے ہو گئے۔

والدہی رحمت اللہ تعالیٰ سمجھے ہیں کہ حضرت برحق رحمت اللہ تعالیٰ علیہ بادشاہ کے لشکر کی صف بندی کرنے کے لئے اور نواح کا ہر والی اور چٹنوں کا ہر افسر ملک برحق کے پاس آ کے کھڑا ہوا تو فقط انیس والی، دسہ انکیری یا بادشاہ سے عربوں کے ساتھ لڑنے کی اجازت پتے کے لئے آئے، یہاں اور زین کے اہلکار، و مجدد، تخلصی کر کے کہنے لگا یہاں ملک! میں اپنے ملک کو چھوڑ کر دوسرے نواح میں گئے آپ کے پاس حاضر اس لئے آیا ہوں کہ مسیح کو رخصتی کروں اور آپ کی خدمت پہنچاؤں۔ یہ تمام افسرین اور سرداران فوج جو اس وقت جناب کے سامنے کھڑے ہیں اپنا پورا فرض ادا کر چکے ہیں اور ان میں سے کوئی ایسا نہیں جو عربوں سے نہ لڑ چکا ہو۔ میری رلی خواہش ہے کہ میں آں ان محمدیوں سے لڑ کے اپنے دل کی بھڑاس نکال لوں اور قلب مضطر کو خوش کر دوں۔

بادشاہ نے ان کا دل خوش کرنے کے لئے اس سے کہا تمام اپنی جگہ تھیں اور بادشاہوں میں قربانی جو عزت و حرمت ہے اسے ہاتھ سے نہ جانے دو بلکہ اس کا فیصلہ دیکھو۔ سلطنت میں تم مجھ سے بھی مقدم ہو۔ اس کام کے لئے کسی دوسرے کو جانے دو اور اب اتنے ہمارے نہیں ہیں کہ تم خود پہنچ سکو۔ ان کے مقابلے میں ملک۔ اس نے کہا کہ ان عربوں نے ہماری کوئی عزت و شہمت نہیں رکھی۔ اب ایسی کون سی وجہات باقی رہ گئی ہے جسے انہوں نے نہ لکھ لیں کر یا۔ ہمارا تمام سلطنت اور دہائیوں نے بیکار کر دیا۔ یہودی تعمیر کی۔ ہمارے بیٹھوایان اور نواح ملت کی تدبیر کی اور بیٹھوایان اور پارہوں کو خیر کر دیا۔ ہمارے ہر جموں نے بلاے پر جہاد فرمایا ہے۔ خواہ دو بادشاہ ہو یا وہی بغیر ایہا ملک! آیا آپ کو یہ معصوم نہیں ہے کہ جو شخص محبت کی آکھ سے دنیا کو دیکھے گا اسے دنیا کی محبت اور اس کی آرائش و زیبائش کی طرف سے اس کے شہوت اور زیادہ مٹھیں گے اور جب وہ اس کی طرف اس پر سے اور جھٹکا تو اس کے سینہ کے مٹحات پر حمل کے اور زیادہ خوش ہو جائیں گے اور غالب معاد (آخرت) سے اس کو باز نہیں گئے۔ لیکن ہر شخص خواہشات نفسانی و دنیوی کو بھڑک کر اپنے بہرہ گرداری اطاعت و بندگی کی طرف چلے گا وہ کل ان میں دوزخ اللہ کے پاس پہنچے ہوں گے اور جب تک تمہارے ان دلوں کا جو غصہ کے پردوں میں مغلوط ہیں میلان زلی فانی چیزوں کی طرف رہے گا اس وقت تک براہِ تم پر سب سے زیادہ ضرر و نقصان مسلط ہوتی رہے گی جو جسمیں تمہارے شہروں سے نکال دیں گی۔ وطن سے جلا وطن کر دیں گی اور شہروں سے بے گھر بنادیں گی۔ یہ نکل تمہارے ہاتھوں کی کڑوت ہے کہ تم بیٹھنا بیٹھنا ان خواہشوں کے بند بنے ہو جسے جو جسمیں بدلتے کے عادی بن چکے ہو وہی نہیں۔ کیونکہ تم نے حق کے خلاف کیا۔ رحمت پر ظلم کرنے کے ان کے دل و جان ہمیشہ ضائع کرتے رہے۔ نہ کثرت سے کیا۔ نہ بوائیوں اور خیااتوں کے مرکب رہے۔ جس اسی واسطے نہ تمہاری مدد کی گئی نہ ملک بلکہ تم ہائی کے گڑھے میں پھنسیا دیئے گئے۔

بادشاہ کا سب سے زیادہ مصائب جس کا نام سرور و فخر و جلال کے لئے ہمارا بادشاہ کا دل ایسے وقت میں جن باتوں کو برداشت نہیں کر سکتا اور جس کا بار تحمل نہیں ہو سکتا ہمارا سوخت اس پر نہا لے۔ بادشاہ خود آپ سے زیادہ دوسرے ملک کو بچے ہیں۔ والی رومہ انکیری نے اس بات کو مان دیا اور کچھ جواب نہ دیا اور اس کے پیچھے اور بات کہنے سے اسے سخت رنج ہوا اور خصوصاً بادشاہ کے ساتھ بات کہنے سے بغیر اسے کہ بادشاہ نے بھی مصائب کو بھڑک کر اٹھرا اس نے وقت تک اسے یہ چاہئے رکھا اور کسی

سے ظاہر نہ کیا۔ جب چوتھائی رات زور بجی تو اس نے اپنے تہہ میں غلاموں کو نکلے اور ان مقررین کو جو اس کے پسینہ کی جگہ اپنا غریب بھانے والے سے یاد کران سے کہا کہ کیا غصہ سے پسند کرتے ہو کہ بادشاہوں کے سامنے مجھے ہر قل کا مصاحب بھڑک کے ذلیل کر دے۔ آخر لوگوں کو یہ اچھی طرح معلوم ہو کہ میرا گھر بادشاہ کے گھر سے افضل ہے اسباب بادشاہ کے نسب مافیہ دور میرا ملک اس کے ملک سے اہم ہے مجھ پر امنیں کچھ ہے کہ جو وہی تجھے اپنے سے تم وہ یہ کا خیال کرے تو اس کے پاس بھی نہ جاؤ۔ ورنہ یہ وہ کہہ کر ذلیل ہو جاؤ کہ اپنے قلموں کو اس کے عجب انگبر کے مقابلہ میں بدلاؤ۔ اگر وہ اس کی عزت چاہے تو کہہ لو کہ اس کی عزت بادشاہوں کے عہد کا مقابلہ کیا کرتی ہے مگر اس کے قلموں کو اس کے ساتھ بھی سے نہ بیٹھا آئیگا اس کی وجہ سے وہ تجھے برائی کی طرف کھینچے گی اس سے کہ اس میں ایسا اعلیٰ نسب اور اس کو زیادہ دیکھا کرتا ہے اور اس میں اور فرمایا وہ تو مجھوں میں رہ جا کر خود چھپ جانا کرتا ہے۔

اسی روز ریل اور کم اصل آدمیوں کی خرافات تو صیغہ بھی نہ کرتی تھیں کیونکہ تو اس کے خلق کا خواہش مند ہے اور وہ اپنی خواہشات نفسانی کی وجہ سے تجھے ازیت پہنچانے کا سعی۔ ہم دوسرا فرخ بد اس سے جتنی زیادہ چاہی کر ایک ایسے شخص کے پاس آئے کہ ہمارے قصد و ارادے نے ہمیں اس کا گھر، مصلحت اور اس کی عزت کا تاج دکھا دیا۔ ہم تجھ سے اس کے خدمت گاروں کے ہو گئے۔ گھر اپنا اصل کا دور ہو، جسے جو ہر ادراک محنت کیا نہیں ہے مجھے اس بات سے منع کر دیا ہے کہ میں اس جمل کی جو اس کا مکدر و معطل ہے اپنا کر لوں۔ یہ ہمیں مجھے اس سے اس لئے روکتا ہے اور منع کرتا ہے کہ عزت ایک نہایت اثر مند عمل اور مصلحت کا مقام ہے اور عزت وہ امر کی کہینہ بین اور ایک ذلیل چیز ہے۔ میں نے یاد دہا کر لیا ہے کہ میں غریبوں کے پاس جا کے ان کا دین اختیار کروں کیونکہ دراصل ان کا دین مجھے بچا اور درست ہے اور ان کی شریعت امت مغلوطہ و مصلح و حق اور مویہ و معدوق ہے جو شخص اس شریعت پر گامزن ہو گا وہ قیامت کے روز سے نکلے۔ ممکن ہو رہے تو فہم ہو جائے گا آپ ضرورت کی اس بار سے میں کیا مانے ہے؟

اسی دن نے کہا ایسا اللہ! آپ اپنا وہ رب، ملک اور اپنی عزت ترک کر کے اپنا بلی کس طرح خوش کر سکتے ہیں؟ کیا آپ ایک ایسی قوم کی احاطہ کریں گے جس میں نہ بڑائی ہے نہ خرافات، نہ علم و حکمت جو ان کی قدر و منزلت کو بڑھا دے۔ لفظ نفوس سے کہا اور اصل حکمت، بلا کا رہ پشاور و علوم کا کہ کا مستقر انجی کے پاس ہے اور انجی کے قلب حکمت، علوم کے منتقل ہیں۔ کیونکہ ان کی توحید کے نور نے ان کے ذہنوں کو متعلیٰ کر دیا ہے اور ان کے ایمان کی چاندنی ان کے سردار کی برکت سے جس کا نام علامہ الغیاب ہے اقصائے عالم میں بھینکتی ہے اس لئے کہ ان کی حکمت و ہدایت کی محتا میں نے اپنی تسبیح اور شریعت کی جہی کے لئے عقلوں کے جواہر کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے۔ جو شخص اعلیٰ طبع کی طرف ترقی کا ارادہ کرے گا وہ جس کی زمین کے کنارے پر کبھی نہیں بیٹھا رہے گا۔ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ نور و حکمت کا روشن کرنے والا اور موت و بھلائی حیات ہے۔

اسی دن نے کہا ایسا اللہ! ہم نے آپ کی احاطہ اس غرض سے نہیں کی کہ ہم آپ کے ساتھ نہ ہوں بلکہ شرافت و بزرگی حاصل کریں جس کا انجام عزت و نصرت ہو۔ ہاں ہم آپ کو نبی، راہی عزت حاصل کرنے سے نہیں روکتے جو ہمیں دولت اور باطنی مشکبہ سے نکال دے۔ اگر آپ ہمارے لئے ایسے طریقہ اور سادہ راہ کرتے ہیں کہ جو ہمیں شفا دے۔ اسے نکال کر بڑی طرف لے جائے تو آپ باطن کو چھوڑ کر ظہور سے نکلنے کے طلب گار ہو جائے۔ ہم آپ کے تابع ہیں۔

لفظاً نوس نے کہا کہ میں نے تمہارے لئے وہی چیز پسند کی ہے جو خود میں نے اپنے نفس اور ذات کے لئے محبوب سمجھی ہے انورم میری موافقت نہ کرے تو میں تمہارا اس طرف چلا جاؤں گا کیونکہ میں نے اپنے دل میں انہی طرح نور کر لیا کہ دنیا و آخرت کی بہتری و فلاح کا ذریعہ وہی ہے۔ آپ انہی اس کلام سے خوش ہوئے ہواد اسے پسند کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہاں اس نے کہا کہ ایسا ہوشیار ہو جو ہر رات ہر گھوڑوں پر سوار ہو کہ اس طرح نشت کریں گے کہ وہاں عیسائی اور خنصانت کی غرض سے لشکر کے گرد محوم رہے جس اور عربوں کے لشکر میں چلے جائیں گے۔ انہوں نے کہا بہت بہتر۔

یہ کہہ کر وہ سفر کر گئے اور لفظاً نوس نے اپنا اسباب و اسباب درست کر کے اس کام کے سرانجام دینے کا ارادہ کر لیا جسے ہم بھی بیان کر چکے ہیں۔

والی رومۃ الکبریٰ کا حضرت یوقنا کے ساتھ گفتگو کرنا

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کہتے ہیں کہ جب لفظاً نوس نے عربوں کی طرف جانے کا ارادہ کر لیا تو حضرت یوقنا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ و علیہٗ و آلہٗ و سلمؐ کا کوئی پیار لے کر اس کے پاس آئے اور جب وہ پیام پہنچا کے کھڑے ہوئے گا رو کر رہے تھے تو لفظاً نوس نے ان سے کہا تم ہوشیار کے کون؟ صاحب ہو؟ آپ نے فرمایا میں یوقنا والی طلب ہوں۔ ان نے کہا تم نے اپنے شیروں اور سلطنت کو بیوں چھوڑ دیا؟ آپ نے فرمایا اس پر عرب غالب ہوئے اور سب قصد بیان کر دیا۔ مگر اسلام لانے کا بیان نہ فرمایا۔ اس نے کہا میں نے سنا تھا کہ مائت طلب ہے دین سے کھرف ہو کے عربوں کے دین میں شامل ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہی ایسا ہی ہوا تھا مگر پھر بادشاہ اور اس کے دین کی طرف رجوع کر لیا۔ اس نے کہا تم پر ان کے حالات کیا مشکوک ہوئے؟ آپ نے فرمایا یا رب اللہ! میں ان کے دین میں داخل ہوا ان کے کاموں سے واقف اور ان کے عہدہ اس سے مطلع ہوا وہ قہم باطل کی طرف رجوع نہیں کرتی۔ اور نہ حق سے روگردانی کرتی ہے۔ رات کو تاج و اور بادشاہت کی وجہ سے نہیں سوتی۔ اپنے رب کے ذکر سے سو کوئی کام نہیں کرتی۔ مظلوم کا عالم سے حق دوائی ہے۔ اس کے منتہی اس کے شہداء کی تم خواہی کرتے ہیں۔ اس کے سردار مساکین کے پاس میں رہتے ہیں اور عجز و براہی اس حق میں اس کے نزدیک برابر ہیں۔

لفظاً نوس نے کہا جب تم ان کے سردار سے واقف اور ان کی اہلیتوں سے آگاہ ہو گئے تھے تو پھر تمہیں کس نے منع کر دیا کہ تم اس کے پاس نہ جاؤ؟ آپ نے فرمایا مجھے میرے دین کی محبت اور قوم کی محبت اور کھینچ لاتی کیونکہ میں نے ان کی جدائی کو گوارا نہ کیا۔ لفظاً نوس نے کہا کہ پاک نفس اور متقا و متقلم جب امر حق کو دیکھ جاتی ہیں تو انہیں عناصر نجات دینے اور برائی زعمی سے غلامی دارنے کے لئے یقین کی طرف کھینچ کر آتے جتنی کہ وہ نفس اور حولی اعلیٰ سطیحات کی طرف معذور نہ کر پاتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت یوقنا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ و علیہٗ و آلہٗ و سلمؐ نے آپ کے قہم میں لفظاً نوس کا قول سنا کر کیا اور آپ نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم! اس نے سچ کہا۔ جسے کہیں ہیں وہ سب اس کے مصلیٰ میں شخص معلوم ہوتی ہیں۔ اس کا کلام صالح و ناسخ دے رہے کہ اس کی عقل نے ذہب اسلام کی پچائی کو کھول کر لیا ہے۔ آپ نے یہ یقین ان اسی اضطراب و قلق میں گزارا۔ رات ہوئی تو پھر آپ چینگے سے لفظاً نوس کے پاس آئے اور اسے گھوڑے پر سوار ہو بیٹھے دیکھو۔ جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں جب آپ اس کے سامنے کھڑے ہوئے لفظاً نوس نے آپ سے کہا یوقنا! اللہ تبارک و تعالیٰ کے کون سے خواب نے خلائق کو

مستحقین کے راستہ کی ابتداء سے روک لیا ہے۔ جو شخص حق کی تلاش کرتا ہے وہ ضرور اسے مل جاتا ہے اور جو باطل کی متابعت کرتا ہے باطل اسے پکڑ لیتا ہے۔ آپ نے فرمایا ایسا الملک! اس آپ کا مطلب نہیں سمجھا کر کیا ہے؟ اس نے کہا اگر تم بصیرت کی آنکھ اور دلیل و حجت کی ہمدست سے دیکھتے تو ان کا وہ ہب کبھی نہ چھوڑتے۔ تم نے انکی انتہوں کی طرف توجہ کی جو غور و زوال کی طرف متوجہ ہیں اور اپنی طرف دیکھتے والوں کو گنہ گار کی طرف لے جاتی ہیں۔

کہتے ہیں کہ آپ جو کس کا خاموش ہو گئے کچھ جواب نہ دیا اور اس کے پاس سے چلے آئے۔ خیر خیر اس کے قصص میں رہے حال اور باہشت کرنے کی کوشش کی اور جو راستہ مسلمانوں کے فطری طرف چاہتا تھا وہاں چلے گئے۔ لفظ کوس گھوڑے پر سوار ہو کر اپنے غیرستہ فطری کے اپنے ہی غم اور چاقوں کے پاس آیا۔ وہ بھی سامان درست کر کے چلے کے لئے تیار تھے اس کے غم اور ساتھ چلے والوں کی تعداد چار ہزار تھی۔ یہ اہانتہ سب چھوڑ دو اور زیادتی عزت و تاج ترک کر کے مسلمانوں کے فطری طرف چل آئیے۔ جب مسلمانوں کے قریب پہنچے تو حضرت ہجویرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نیز آپ کے قبیلہ کے دو آدمی انہیں یہاں لے جو پہلے سے انہی کی انتہا میں چپے ہوئے بیٹھے تھے۔

حضرت ہجویرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لفظ کوس سے کہا ایسا الملک! کیا آپ نے مسلمانوں کے فطری شہ پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں بلکہ خدا نے تمہارا ولی کی قسم! امیر الامراء ان کے پاس جا کے ان کے دین میں داخل ہونے کا ہے میں بھی مجلس اعلیٰ کے ہوجاؤں گا۔ جو شخص حق کی آنکھ سے دنیا کی طرف دیکھتا ہے وہ اُطرت کے لئے کام کرنے لگتا ہے اسے ہوتا، تمہیں کیا چیز مانع ہے تم بھی ہمارے ارادے میں بننا اور ساتھ دو اور جو ہم کرنے والے ہیں وہ تم بھی کرو۔ آپ نے فرمایا ایسا الملک! آپ کو جاذب حق نے مگر اسی کے راستہ سے پہنچ لیا۔ اس کے بعد آپ نے تمام قصہ اس سے بیان کیا اور کہا کہ امیر الامراء وہاں پر ایک راؤ چلے گا۔ لفظ کوس نے انہیں دوسرا دیا ان کی بات سے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا تم اکیس آدمی ہو ایک کس طرح کر سکتے ہو؟ آپ نے فرمایا ایسا الملک! رسول اللہ کے دوسرا چار ہزار آدمیوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں میرے گھر میں ہیں میری ماں کے پاس آپ جلدی نہ کریں اپنی قوم کے پاس واپس چلیں میں ایک آدمی کو حضرت ابوبکر و ابن جراح کی خدمت میں روانہ کروں گا جو انہیں ایک غیر راستہ سے جسے ہم نے پہلے سے سوچ رکھا ہے لے کر آئے گا۔ کل آپ مع اپنے لشکر کے برحق کے گرد ہیں میں شہر جا کر رسول اللہ کے ان دوسرا چار ہزار کو بھیار دے کر قید سے چھوڑ دوں گا مسلمانوں کا لشکر احرار کروں گا۔ آپ مع اپنے لشکر کے برحق پر نوٹ پڑنا وہ خود آپ کی قسمیں برحق کو پکڑ کے اپنے قبضہ میں کر لینا۔ مگر جناب نے ایسا کیا تو گویا آپ نے جہاد کے فرض کو انجام دے دیا۔ میں میرے قبیلے کے آدمی نیز دوسرا چار ہزار رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم انہیں جست کر کے شہر پر حملہ کروں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح ہم اس سب کے مالک ہو جائیں گے اور اگر جناب کا یہ ارادہ ہے کہ میرا مسجد کی پر تلنا نہ ہو اور میں اپنی دہرا سلطنت میں واپس چلا جاؤں تو آپ اپنے فطری حقائق کی اپنے مستندہ دی کے ساتھ مجھ سے مل جائیں۔

لفظ کوس نے کہا میں اسلام کو اس وقت قبول کر رہا ہوں جبکہ میری نسبت دنیا کی حکومت سے بڑا ہوتی ہے مجھے تخت و حکومت کی ضرورت نہیں جب یہ معاملہ طے ہو جائے گا اور میں اسلام کو دے چکوں گا تو مجھ کو ملکہ میں جا کر کج کر کے رسول اللہ کی قبر شریف کی زیارت کروں گا اور وہاں سے واپس آ کے بیت المقدس میں سکونت اختیار کروں گا اور اس وقت تک کہ میری روح اس قفس مضری سے مفارقت نہ اختیار کرے میں دیں رہوں گا۔ ہاں! یہ تو بخلاؤ کہ ہمارا پیام نے کمرہوں کی کپاس کون چھن جانے کا

اور عزم اور ارادے سے انہیں کوئی مصلحت نہ کرے گا؟ آپ نے فرمایا ان کے ہمارے پاس چند جاسوس ہیں جو ان کے سامعہ و سرے معامہ کے لوگ ہیں میں انہیں سب بتا دوں گا۔ یہ تمنا بھی ہوئی کہ میں تمہیں اور حضرت یوحنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لفظہ کو اس اور ان کے سب آدمی شب کی تاریکی میں خیمہ میں کھڑے ہوئے یہ بات تمہاری رہے تھے کہ اچے تک ایک روز حارثی انہیں اپنی طرف آتا دکھائی دے۔ حضرت یوحنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے خود سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت عمرو بن امیہ انصاری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سولی ہیں۔

انہوں نے حضرت یوحنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے ساتھیوں کو سلام کیا اور حضرت یوحنا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے فرمایا: سرکار! حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اصحاب کی طرف سے آپ کا لشکر پرانا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جبرائیلؑ انہیں نے خواب میں رسول اللہؐ کو دیکھا ہے۔ حضورؐ نے انہیں ان روایت انگریزی کے حالات اس کا اپنے قوم سے منکر کرنا تم دونوں کو آپس میں باہمی کرنا اور جس چیز کا تم نے اردو کیا ہے اس سے باز آؤ گا کہ اسے آگاہ کر دے۔ یہ خبر والی روایت انہوں کو بیست و دو دن کے بعد پہنچا کہ اللہ پاک ہمارے کس وعدہ کی ہے اس کے تمام ثلثہ و معاف کر دیے ہیں۔ آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ کل خطا کیسے فتح ہو جائے گا۔ رسول کی اس سے سلطنت اٹھ جائے گی اور ہر قس کا حکم اس سے چھن جائے گا۔ لفظہ کو اس کا چہرہ، پوسن کے نوحی کے مارے دیکھے گا۔ ایمان میں نہاد و تہی ہوئی اور نہ لی زبان پر نہ رہی ہو اللہ تعالیٰ علیہ السلام و ایمان تمام قہر لیں ان اللہ کے لئے ہیں جنہوں میں سلام اور ایمان کی طرف ہدایت کی۔

رسول اللہؐ کی طرف سے فتحِ اُتھ کی بشارت

اللہ کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے حضورؐ میں فرماتے دیکھا کہ ابو عبیدہؓ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خوشنودی اور رحمت کی تمہیں بشارت ہو۔ کل اللہ کی صلح سے فتح ہو جائے گا والی روایت اللہ انہیں اور یوحنا والی حنب کے مابین یہ گفتگو ہوئی ہے اور ایسا ایسا صلح لے کر ہے۔ دو دنوں کے بعد سے لشکر کے قریب ہی ہیں۔ تم میں دونوں کے پاس اپنا علم لکھا ہوا۔ حضرت ابو عبیدہؓ بنی قریظہؓ نے بیاد ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ سے یہ خواب بیان کیا اور حضرت عمرو بن امیہ انصاریؓ کو اس طرف روانہ کیا مینا کہ تم بھی بیان کر چکے ہیں۔

لفظہ کو اس نے جب یہ سنا تو اس کے بدن میں رشتہ پڑ گیا اور کھڑا کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا اللہ علی لا الہ الا اللہ و اللہ علی محمد و رسول اللہ۔ واقعی بنی دین چاہتے۔ پھر یہ نوبت کے بادشاہ کے لشکر کے پاس آئے اور اس کے نزدیک پہنچے گا کہ گویا اس کا پیرو دے رہے ہیں۔ حضرت یوحنا رحمۃ اللہ علیہ والی روایت انہوں نے کہا ہے: اپنے آدھوں کو بے راس ارادے سے جس کا کہ ہم ابھی کر چکے ہیں رخصت ہوئے تو راست میں اٹھائے سے بادشاہ کو مصائب آتا ہوا دکھائی دیا۔ شعلیں اس کے ماتھے میں دیکھی گئیں اور حضرت عمرو بن ازدورؓ اور حضرت وفاق بن قیسؓ نیز اس وقت ہی اس کے ہمراہ تھے آپ نے اس مصعب سے روایت کیا کہ انہیں کہاں لے جاتے ہو؟ اس نے کہا: بادشاہ نے ان کے متعلق یہ ارادہ کیا ہے کہ کل انہیں قتل کر کے ان کے سر اس جو مسلمانوں کی طرف پھینک دے گا۔

یہ سن کر آپؐ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرہ چھا گیا اور دنیا جگ دکھائی دینے لگی۔ آپؐ نے اس سے فرمایا: بادشاہ کے سب سے

بڑے مصاحب اتر جاتے ہو کہ کل ہمارے ان کے مائیں جٹک ہو نے والی ہے اگر تم نے انہیں قتل کر کے ان کے سروں کو مسلمانوں کی طرف پھینک دو تو جب وہ ہم میں سے کسی شخص کو گرفتار کر کے بٹولے جائیں گے تو کیا جھوٹ کریں گے اللہ سے ڈرو اور اس کام میں جلدی نہ کرو انہیں میرے پاس چھوڑ دو اور بادشاہ کو اس کام سے باز رکھو حتیٰ کہ کسی یہ معلوم ہو جائے کہ کس کو اٹھ اٹھ بیٹھتا ہے۔

مصاحب نے انہیں یہاں چھوڑا اور بادشاہ کے پاس جا کے جو کہ حضرت یحیٰی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہ تھا بیان کر دیا۔ بادشاہ نے کہا اچھا انہیں سردار بیٹھا ہی کے پاس رہے۔ وہ مصاحب بادشاہ کا یہ پیار لے کر آپ کے پاس آیا اور کہا کہ ملک ہر قل کچھ ہے کہ یہ خبر میری نہ خدشہ میں رہیں گے۔ حضرت یحیٰی رحمۃ اللہ تعالیٰ انہیں لے کر اپنے خیر میں آئے اور ان قیدوں کے اٹھا کر سے نکل آنے کا مدد کرنے لگے۔ کیونکہ آپ نے یہ ارادہ کر رکھا تھا کہ میں ان کے ذریعہ شہر پر خروج کروں گا۔ آپ نے انہیں خیر میں لا کر ان کی جھڑپاں کا انہیں ہتھیار دیے اور جو ارادہ کر رکھا تھا اس سے آگاہ کیا اور دلی رشتہ نگہری کے متعلق کہ وہ بادشاہ پر حملہ کریں گے سب تھک نہ دیا۔

حضرت ضرار بن ازد نے فرما دیا کہ اکیس قسم اکل جہاد کر کے ہم اپنے رب کو راضی کریں گے۔ چونکہ آپ کو نیکہ میں اللہ ہا مژدہ گئے تھے اس لئے آپ کے تمام رزم بھرتے تھے۔ حضرت یحیٰی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ان تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو اپنے قبیلہ کے آدمیوں کے پاس مقرر کر دیا اور ایک ایک آدمی کو ایک ایک کے پاس بھیج دیا۔

واللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ اٹھا کر سے قیدیوں کے لئے آئے کا حکم دراصل ہر قل نے نہیں دیا تھا بلکہ اس کے خاص غلام ہالین بن رہبوس نے دیا تھا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ بادشاہ نے اس رات خواب میں یہ دیکھا تھا کہ گورہ آسمان سے ایک شخص اتر رہا ہے اس نے اس کا تخت الٹ دیا وہ اس کے سر سے اس کا جین اڑ گیا۔ پھر وہ شخص اس سے کہتا ہے کہ سو رہے تیرے ملک کا زوال قریب ہو گیا۔ بد بخشی کی دولت جاتی رہی۔ شتاتی اتفاق کی نصرت اللہ تھی اور اتفاق وہاں کی بادشاہت آگئی۔ نیز گویا اس شخص نے اس کے لشکر میں چھوٹ ماری جس سے اس میں آگ لگ گئی اور یہ عروج ہو کر اٹھ بیٹھا۔ اپنے دن میں اس نے اپنے ملک کے زوال کی تعبیر لی اور کسی سے کچھ ظاہر نہ کیا۔ اس نے عربوں کے آئے سے پہلے اپنا خزانہ اسباب اور حقیر و خف جڑوہ عودہ حجے اور باقی کشتیاں ڈال کر ان میں بھر دیا۔ پڑے تھے اور چپکے چپکے اور باب دولت میں سے کسی کو خبر نہ ہو کھانے پینے کا بہت زیادہ سامان ان میں لادواؤ تھا۔ جب اس نے رات کو یہ خواب دیکھا تو اس نے اپنی بیٹی اور تمام اہل و عیال کو غلیہ خیر کشتی میں سوار ہونے کے لئے بھیجا۔ پھر اپنے اخویں سلطنت کو بڑا کر ان سے خواب کے متعلق بیان کیا اور کہا کہ میرا ارادہ یہاں سے ہونگ جانے کا ہے تم بھی میرے ساتھ چلو۔

اس کے بعد اس نے اپنے غلام ہالین کو جو ہر قل کے بہت زیادہ دوست تھا بلا کر اسے اپنا ہنس پستیا لکھ دیے تا جہ سر پر رکھا اور اس سے کہا کہ میرا ارادہ عربوں سے نہ کر دیر کرنے کا ہے تم یہاں میری جگہ رہو میں ان کے پیچھے نکلن گا میں جہاں چھوڑوں گا۔ یہ تمام سامان اسے پہننے کے یہ گھروالوں کو لے کر کشتی کے پاس آیا اور اس میں سوار ہو کر نکل دیا۔ ہالین نے اس کی جگہ بیٹھتی ہی ان دوسو قیدیوں کو لے کر حکم دیا کہ حضرت یحیٰی رحمۃ اللہ تعالیٰ کی راستہ میں فداقت ہوگی جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔

حضرت ابی سعید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ ہر قل اٹھا کر سے دراصل مسلمان ہو کے نکلا تھا اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ اس

[illegible]

واللہ رب العزت اللہ تعالیٰ عید کہتے ہیں کہ: بالیس کا قصد اس طرح ہوا کہ جب جمع ہوئی تو مسلسل نوں کا شکر مرتب: بول حضرت خاندانِ ولیہ! لشکرِ زلف کو لے کر آگے بڑھے گا فرداں کا لشکر گھوڑوں پر سوار ہوا۔ بالیس بن ریوس لشکر کے درمیان میں ہوا اسے برقعہ بن برق مٹان کر تھا اور کسی کو کسی قسم کا اس کی طرف ٹک وشر نہیں تھا۔ فقط انوس والی روش انہری کے فطرت نے بارشائے عطر کو درمیان میں لے لیا تھا۔ وہ وہاں کے چاروں طرف گھوم رہا تھا۔ حضرت پوتا رحمتہ اللہ تعالیٰ مع اپنے قیدیہ کے آئینوں اور دوسو سا بیاد وضوان اللہ تعالیٰ فیہم! انہیں کے اسلحے سے سچ ہوا گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت خاندانِ ولیہ نے جو ہر حملہ کیا۔ آپ کے بعد سعید بن زید بن عمرو بن غیلہ مدنی نے پھر سعید بن قیس بن سبجہ نے ان کے بعد مصر بن سمرانی جسی نے اس بعد سعید بن عمرو بن ابی نضر صدیقی نے پھر ذکاوانہ سعید بنی نے پھر فضل بن عباس انہی لم رسول اللہ نے۔ پھر مالک بن اشتر قحقی نے پھر عمرو بن سعد کرب زبیدی نے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ان سب سردارانِ فوج کے بعد حضرت ابو سعید مدنی جراحِ بقیہ لشکر کو لے کر حملہ آور ہو گئے۔ اب لوگ ایک دوسرے سے غلط ہو گئے۔ کثرتِ ازدحام نے ایک دوسرے سے بچ رہا دیا۔ لڑائی کے فیلے چاروں طرف سے اٹھنے لگے۔ حضرت پوتا رحمتہ اللہ تعالیٰ نیز آپ کے غلاموں نے حملہ کر دیا۔ حضرت ضرار بن ازورہ تنواری لے کر سپہ سر ہو گئے اور حملہ پر حملہ کرنے لگے۔ آپ کی تمام تر کوششیں محض اللہ ہی کے لئے تھیں۔ آپ نے تلوار کا حق کرا کر کہا: دایمیں سے اپنا دیار لیا اور انہیں مار مار کر روک دیا۔ جب آپ کسی کون میں سے قتل کرتے تھے تو کبھی کرکے تھے یہ ضرار بن ازورہ کو قید کرنے کا بدلہ ہے۔ آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں کا رخ لڑائی عربوں کی طرف تھا۔ آپ کے مہر ای آپ سے جدا نہیں ہوتے تھے۔ حضرت دناہ بن زبیر اپنے ان ساتھیوں کو لکھتے کرتے شجاعت وادے اور کچھ جاتے تھے جنہوں نے نہیں قید کیا تھا ان سے بدلہ لے لیا۔ انھیں اور کچھ جو کئی ایک مشق محمدؐ اور اور یاد رکھو کہ جنت کے اور ازات محل سکے۔ حوریں عباد سکوا کے شمارے انتظار میں ہیں وہاں کے خصال و قصہ تمہارے پیشانی کے لئے سوچو ہیں اور بدلہ دینے والے تمہارے پاس ہے۔ جوانانِ عرب! تم میں سے کون شخص عورتوں سے شادی کی خواہش کرتا ہے ان کا ہر جانوں کا خرچ کر رہے اس کو خرچ کر کے ان سے شادی کر لو۔ تم میں سے کون شخص عورتوں کو بہار حاصل کرنا چاہتا ہے اور کون شخص وہاں تلون و قصار سے خدمت لینا چاہتا ہے؟ کون شخص۔ ربی تعالیٰ کے اس قول میں رفعت کرتا ہے کہ متکسبن علی و عرف عیسیٰ و عیسیٰ جہنم (انکے

گائے والے ہیں اور اہلبائے سبز اور فرشبائے نیچی کے (کہاں ہیں وہ لوگ جو رسول اللہ کے عہد وہدہ دشمن میں شامل ہوئے تھے؟) کہاں ہیں وہ جو اپنے قلب سے غفلت کا پردہ دور کرنا چاہتے ہیں؟

لوگو! اس قوم کی مخالفت کرو جن کی ستیں دہر بقاء کے لئے وقف ہیں اور ایسے روزِ اندوہ کی طرف محکوم جس کا مالکک بیشو رہے وہاں ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ وہ اس قوم کو اس کے منازلِ تک پہنچا دیں تاکہ حسنِ افعال میں ان کی زیادتی ہو جس کے سامنے سے جو پردے حائل تھے وہ ہٹائے دیں تاکہ وہ اپنے اس گھر کو دیکھ لیں جس کی بنیاد نورِ رحمت کی دیوار میں سوئے کی پلاسترِ مشک کا پانی حیات کا غور و جری نگر ہے۔ دُور و جوار کی چٹانوں پر درجی مجید و لطیف کے پرے کریم و احسان کے درخت کا لہلہ۔ اللہ شہنشاہ کی محمد رسول اللہ کے مجلسِ بھانِ اللہ و الحمد للہ کے سخنِ سموات و انارِ مری کا بہت عرشِ رحمت کی ہے۔

رب سے پرہیز کرنے والے کے سامنے سے ہٹائے جائیں گے تو وہ لوگ ان مکانات میں رہنے کے مشتاق ہوں گے ان سے کہا جائے گا کہ تم بغیر مولا کی راہ میں جانِ خرقہ کیے ان میں داخل نہیں ہو سکتے۔ پھر انہیں احسان کی خلعت بخش جائیگی اور فرماں کا تاج پہنایا جائے گا جس کے سر پر غفر جس کے علم بلند ہوں گے جن پر سرسکوں کی ٹکسا ہوا ہوگا:

وَلَا تَحْسِبَنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَمْوَاتًا حَيًّا عِنْدَ رَبِّهِمْ هُمْ زَاهِدُونَ۔

"جو لوگ اللہ کے راستہ میں شہید ہوئے ہیں انہیں تم مردے نہ ممان کرو بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں کھاتے ہیں۔"

واللہ کی رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ حضرت ضرار بن اذرہ دشمنوں کا مار مار کر تباہی و بربادی کی طرف بھاگ رہے تھے کہ چائیک اپنے لشکر کو چیر چیر کر اور دھوکوں کو منتشر و پرانہ کرنا ایک سوار دیکھا جو بیچ بیچ کر یہ کہہ رہا تھا کہ یہ ضرار بن اذرہ کا بدلہ ہے۔ آپ نے اسے بخور دیکھا تو وہ آپ کی بہنِ خولہ بنتِ اذرہ تھیں آپ نے زور سے آواز دے کر کہا یا بنتِ اذرہ خداوند تعالیٰ تمہیں اجرِ عظیم دیں میں تمہارا بھائی ضرار بن اذرہ ہوں۔ حضرت خولہ بنتِ اذرہ ان کی طرف متوجہ ہوئیں سلام کیا اور چاہا کہ کچھ کلام کریں مگر آپ نے فرمایا یہ وقتِ سلام اور گفتگو کا نہیں۔ یا بنتِ اذرہ! کافروں نے لا تمہارے ساتھ گفتگو کرتے سے افضل ہے۔ ہاں اپنے گھوڑے کی باگ میرے گھوڑے کی باگ سے ملاؤ۔ میرے نیزے کے ساتھ اپنا نیز ملائے رکھو اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرو اور ہم میں سے کوئی ساشید ہو گیا تو سید البیتر کے حوضِ کوثر کے پاس بھراؤ اللہ العزیز ملاقات ہوگی۔

کہتے ہیں کہ آپ اپنی بہن سے یہ فرمائی رہے تھے کہ اچانک آپ نے دوئی لشکروں کو ہزیمت کما کے پیچھے کی طرف بھرتے ہوئے دیکھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی کہ دالی روست الکھبری نے خداوند تعالیٰ اس پر رحم فرمایا جب یہ دیکھا کہ جنگ کے شروع بہت اونچے ہو گئے ہیں ان کا دھواں آسمان کی طرف اڑا چلا جا رہا ہے اور چٹانوں پر دھک پھیل گئی ہیں تو انہوں نے اپنی فوج سے ملاح کر دیا اور ہائیس کے پاس پہنچے کہ اسے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ آپ اسے برقی ہی سمجھ رہے تھے۔ ایک چمچنے والے نے چچ کر دہرے کہا کہ دالی روست الکھبری نے غدر کر کے ملک برقی کو گرفتار کر لیا ہے۔ یہ آواز بھلی کی غرض آگاہا تو فوج اسے اس سرے سے لے کر دوسرے تک پہنچ گئی اور پھر اس قدر جھگڑائی کہ ایمان و کفر کے مسلمانوں نے حقِ عظیم پر پا کر دیا اور ان قدر سختوں کے پٹنے گئے گئے کہ

حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اظہارِ کب کے لشکر اور اس کے آدمیوں نیز اس کی مشغولی اور غم بندگی کو دیکھا تو فرمایا اے نبی! آپ ہمارے لئے ان کی طرف سے اور بھی ارادے ہیں؟

کہتے ہیں کہ بادشاہ کی طرف سے اظہارِ کب پر اس وقت صلیب بن کر مس بنائی سرور متعین تھا جو نہایت ضعیف اور بے آہی تھا۔ اس نے شہر باندی و بنار کے اوپر سے لڑنے کا ارادہ کیا مگر دوسرے شہریت کو چوب کے پاس جمع ہوئے اور اس نے کہا تو مسلمانوں کے پاس جا کے جتنی مقدار پر ہو سکے صلح کر لے۔ یہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور تین لاکھ بنار پر صلح کر لے۔ جب صلح کے حلقے گشت و شنید ہو چکی تو آپؐ نے اس سے فرمایا اس بات کا صاف اظہار کہ تم غدر نہیں کرو گے کیونکہ تمہارا شہر مضبوط تھا۔ یوں اور پیراؤں میں گھر ایسا ہے اور نہایت محفوظ ہے۔ اس نے کہا بہت بخیر ہے جس طرف اٹھنا ہے کوئی تیار ہوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا اسے کون مٹا دے گا؟ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے فرمایا: (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) چنانچہ حضرت ابو جراحؓ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ کو اس کے سر پر رکھا تو اس کے اوپر اپنا ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اللہ واللہ واللہ چالیس مرتبہ اور اگر میں تمہارے ساتھ غدر یا بے وفائی کروں تو اپنی زندہ کو کاٹ دوں اور صلیب کو نہ دوں۔ پادری اور گرجا والے بھی پرست کر رہے ہیں دین خدا کی مخالفت کروں؟ دوسوہ میں انہ کو ذبح کروں اور یہودی لڑکے کے پیشاب سے میں اسے بخش اور نہ پاک کر دوں اور یہ سانسے آنے والے کو قتل کر دوں یا اگر میں تمہارے ساتھ غدر کروں تو سریم علیہ السلام کے کپڑے پھاڑ کر اس کا سر نہ بناؤں یا پادریوں کو ذبح کروں اور ان کے خون سے دلہن کے کپڑے رنگوں یا سریم علیہ السلام کو زنا کی جہت لگاؤں یا نہ ران میں یہودی عورت کے پیشاب کا کپڑا ڈال دوں یا جڑھیں کے گرجا کی قد میں بچاؤں اور مقام مقاموں میں مریض (علیہ السلام) کو ڈال دوں یا ہاتھ بندھ دے۔ سے ذبح کر لوں جو قیامت تک پاک نہ ہوں یا نہ ران میں اال کرانجیں کے مضمون کی تکذیب کروں یا جھوٹی بیعت کو اپنے کپڑے دے دوںوں کہیں اور اگر جاؤں کو ڈھاؤں اور عیدوں اور جمعہ کو حلال سمجھوں ورنہ یہ جہت کی عبادت کروں اور تلوٹ کا انکار کروں یا یوم شعبان میں لائٹ کا گوشت کھاؤں اور نہ چاس کی حالت میں رمضان کا روزہ رکھوں اور انکے راتوں سے ٹوٹی کر پاروں کا گوشت کھاؤں یا یہود کے کپڑوں میں نماز پڑھوں اور یہ کہوں کہ مسیحی (علیہ السلام) چڑوں کے رنگے والے تھے۔

واقعی رحمت اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ اس طبقہ کے بعد پانچ شعبان اعظم عہد کو کھاکہ میں داخل ہوئے۔ آپ کے سامنے وہ نشان جو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کیلئے عرب فرمایا تھا موجود تھا۔ انہیں عرف حضرت خالد بن ولیدؓ اور ہاشم جاب حضرت یسرہ بن مسروقؓ سمیٹے تھے۔ فراموش رہا آگے چلے جا رہے تھے اور اس شان و شوکت کے ساتھ آپ کی ساری اظہار کب میں داخل ہو رہی تھی کہ آپ باب بنان پر پہنچ کر خیرہ مذہب نے وہاں مسجد کے لئے ایک گھاس بچھا اور ہمہ دیکھا یہاں مسجد تعمیر کی جائے۔ چنانچہ وہاں ایک مسجد بنائی گئی جو اب تک موجود ہے اور وہاں کے حاکم کو پکڑ کر قتل کر دیا گیا۔

حضرت یسرہ بن مسروقؓ کہتے ہیں کہ ہم نے شہر اظہار کب کو نہایت پاک و صاف دیکھا یہاں کی آب و ہوا نہایت عمدہ اور خوشگوار تھی۔ مسلمانوں کو یہ شہر بہت پسند آیا۔ اگر ہم اس میں ایک مادہ اقامت کے لئے تو بہت زیادہ آرام ملتا مگر حضرت ابو عبیدہ جراحؓ نے ہمیں تمہاراں سے زیادہ یہاں دیکھنے والے ہاں کے بعد آپ نے وہ دار خلافت میں حسب ذیل تہنیت دے رکھا۔

فتح اٹاکہ کے بعد حضرت ابو عبیدہؓ کا و بار خلافت میں مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف ابو عبیدہ عامر بن جراح سلام علیک فان احمد اللہ الذی لا الہ الاہو واصلی علی نبہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

میں باری تعالیٰ جل مجدہ کا شکر پادا کرتا ہوں کہ ہمیں فتح بخشی قیمت و نصرت دے کر ہماری اعانت کی۔ یا امیر المومنین!
جناب و دامخ ہو کر اٹاکہ پاک نزد اجل نے نصرانیت کا پائے تخت لادان کی سب سے بڑی دار اسطغت اٹاکہ کو مسلمان
کے ہاتھ سے فتح کر دیا۔ اس کے لشکر کو بڑیت دی اور اس کے حاکم کو قتل کر دیا۔ ہر قتل کشی میں بیٹہ کر دیا کے راستہ سے
کھینچا ہوا گیا۔ چونکہ اٹاکہ کی آب و ہوا نہایت سرد ہے مجھے خوف ہوا کہ کہیں مسلمانوں کے قلوب میں حب و بغاوت
گھر کر جائے اور اپنے رب کی اطاعت سے منہ موڑیں (یعنی ان کی طبیعت میں کسل نہ پیدا ہو جائے) مزہم اس لئے
میں حلب کی طرف چل پڑا ہوں وہاں پہنچ کر جناب کے حکم کا منتظر ہوں گا۔ اگر جناب شام کے اجتنائی حدود کی طرف
جائے گا حکم دیں تو اقبال اس کے لئے حاضر ہوں اور اگر سبیل اکامت کا حکم فرمائیں تو ایسا ہی کروں۔ یا امیر المومنین!
بعض غلط عربوں نے رومیوں کی لڑکیوں کو کچھ کران سے نکاح کرنا چاہا مگر میں نے اس فرض سے کوئی تعلق نہ کیا اور
بائے انہیں اس کام سے روک دیا ہے۔ ہاں اللہ جل جلالہ و عظموالہ جسے اللہ سے بچا لیں اور شرع صدر کر دیں تو دوسری
بات ہے ایسے لوگوں کے متعلق جلدی احکام نافذ فرمائیے (کو کیا کیا جائے۔ مزہم) تمام مسلمانوں کو سلام عرض کر
دیتے۔ والسلام علیک رحمت اللہ۔

اسے آپ نے ملوف کیا مبر لکائی اور مسلمانوں سے خطاب کر کے فرمایا یا معاشرۃ المسلمین! حضرت امیر المومنین کی خدمت میں
اسے کون شخص لے کر ہائے گا۔ حضرت زید بن ابیہرؓ مروین سعید کے غلام فورانہ نے سردار اس خدمت کے لئے میں حاضر ہوں
بارگاہ خلافت میں اسے میں پہنچاؤں گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ نے فرمایا زید اتم خود کلمہ نہیں ہو بلکہ دوسرے کے ملک ہو۔ اگر جانے
کا ارادہ ہے تو پہلے اپنے مالک مروین سعید سے اجازت لے لو۔ یہ فورانہ اپنے آقائے پاس پہنچے اور جنگ کران کے ہاتھوں کا بوسہ لینا
چاہا۔ انہوں نے اس سے منع کیا اور کہا اس کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت مروین سعید بہت عابد و زاہد شخص تھے۔
دنیا سے نفرت اور عاقبت سے لڑکھٹے تھے۔ دنیا کی چیزوں سے رغبت نہیں تھی ایک تار ایک نیزہ ایک گھوڑا ایک اونٹ ایک
توشہ دان ایک پیالہ اور ایک مصحف کے سوا دنیا کی کوئی چیز آپ کے پاس نہیں تھی جب مالی نعمت میں سے آپ کا حصہ آیا کرتا تھا تو
آپ قوت لایمت کے سوا تمام اپنے قربت والوں اور اپنی قوم کے آدمیوں کو دے دیا کرتے تھے اور اگر کچھ بچ گیا کرتا تھا تو اسے
حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کی خدمت میں بھیج دیا کرتے تھے جسے حضرت عمر بن خطابؓ خیر و مسلمین مہاجرین و انصار پر
تقسیم فرما دیا کرتے تھے۔ حضرت زید بن ابیہرؓ نے ان کے پاس آ کے جب ان کے ہاتھ پر بوسہ دیا چاہا تو آپ سے منع کیا اور
فرمایا کیا چاہے ہو؟

انہوں نے کہا سوائی آپ مجھے اس بات کی اجازت مرحمت فرمائیں کہ میں مسلمانوں کا قاصد بن کر حضرت مرقادہؓ کی

خدمتِ اللہ میں خوش فہمی پہنچانے والا ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ تم مسلّوں کے لئے بشر (خوش فہمی دینے والا) بننا چاہیے ہو اور میں روک دوں گا۔ انہیں برسوں تک انہیں نے ایسا کیا تو میں سخت ہنر میں غصہ ہو گیا جو کہ انہیں آزاد کرنے کے عوض میں مجھے دوزخ کی آگ سے آزاد ہو۔ مجھے اللہ پاک جلی جلاں کی ذاتِ شہداء سے کامل امید ہے کہ وہ تمہیں آزاد کرنے کے عوض میں مجھے دوزخ کی آگ سے آزاد کر دیں گے۔ زیادہ بہت خوش ہوئے۔ خوش خوشی میرے فکر حضرت ابو سعید بن جراحؓ کے پاس آئے تمام فقہ بیان کیا اور کہا کہ میں آپ کے خط کے ضلّ اور اس کی برکت سے آزاد ہو گیا ہوں۔ حضرت ابو سعید بن جراحؓ نے انہیں ایک تیر روایتی جو یمن کے انہوں میں سے تھی مرحمت فرمائی اور جانے کی اجازت دے دی اور یہ جلی بڑے۔

کہتے ہیں کہ حضرت زیدؓ قریب راستہ سے مدینہ طیبہ کی طرف راہ پر تھے مدینہ طیبہ میں پہنچے۔ حضرت زید بن وہبؓ کا بیان ہے کہ یہ قلعہ سے پانچ روز باقی تھے کہ میں مدینہ طیبہ میں داخل ہوا۔ مدینہ میں ایک شخص مدخل ہو رہا تھا وہاں کے باشندے ایک شوہر عظیم پر اکڑ رہے تھے اور قلعہ کے دوازہ کی طرف دوڑے چلے جا رہے تھے میں نے اپنے دل میں کہا کہ آج کیا بات ہے؟ میں بھی ان کا حال معلوم کرنے کیلئے ان کے پیچھے پیچھے چلا اور اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوا آگے بڑھا کہ شاید یہ کسی لڑائی کی طرف جانے کا قصد کر رہے ہیں۔ کچھ دور چلے میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ اسے پھلچا اور سلام کیا اس نے بھی مجھے شہادت کر لیا اور کہا کون ہو زید میں نے کہا ہاں اس نے کہا اللہ اکبر! کیا خبر یہی ہیں؟ میں نے کہا ہاں یہ نعمت اور فتح محمد امیر المؤمنینؓ مر بن خطابؓ کس کام میں مشغول ہیں؟ اس نے کہا وہ مدینہ منورہ کے باہر تشریف فرما ہیں اور اوج طہرات رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ان کے ساتھ ہیں اور ان سب کا ارادہ حج کرنے کا ہے لوگ انہیں رخصت کرنے کے لئے حرم درجہ آ رہے ہیں۔

میں یہ سن کر اپنی انہی سے پہلے اس کی مہار ایک جگہ ہاتھ دوی اور دوڑ کے ادھر چلائی کہ حضرت امیر المؤمنینؓ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ آپ بیدار چل رہے تھے آپ کا نام برفا انہی کی بار پکڑے آپ کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔ انہی پر آپ نے ایک عظیم (تعلویہ) ایک قسم کی گویا انہی کی قبول کمال رکھی تھی۔ آپ کا پیالہ درقوش دان میں سے اوپر رکھا ہوا تھا۔ سواری کے ہودج آگے آگے چل رہے تھے۔ حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ آپ کے دائیں سمت اور حضرت عباسؓ کرم اللہ وجہہ آپ کے بائیں طرف اور پیچھے پیچھے مہاجر بن افسار تھے اور آپ ان کو مدینہ طیبہ کی حفاظت کے متعلق نصائح فرماتے جاتے تھے میں نے آپ کے سامنے کھڑے ہو کر زور سے کہا السلام علیک! امیر المؤمنینؓ درمست اللہ ویر کا ہے آپ نے فرمایا علیک السلام تم کون ہو؟ میں نے کہا یا امیر المؤمنینؓ میں زید بن وہبؓ حضرت عمرو بن سعیدؓ کا خادم ہوں جو جناب کے پاس بیٹارت لے کر حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تمہیں خوش رکھے! تمہیں کیا بات ہے؟ میں نے کہا یہ آپ کے گورنر حضرت ابو سعید بن جراحؓ کا خط ہے جس میں انہیں دعوت کیے ہوئے ہیں کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اظہار کیے کر ادا کیا ہے۔

آپ یہ سنتے ہی فوراً بوجہ میں گر پڑے اور اپنے منہ اور شمار دل کوئی سے اٹھ گئے۔ اس کے بعد آپ نے مجھ سے فرمایا۔ آپ کا چیر اور دماغی خداداد کو دیکھتی تھی اور زبان پر یہ دعا جاری تھی:

اللہم لک الحمد والشکر علی نعمتک البالغہ.

”اے اللہ! آپ کی کامل نعمت پر آپ کا جزا جزا شکر اور کمال لکھو۔“

اس کے بعد آپ نے فرمایا باری تعالیٰ مزا اسہ تجھ پر رحم فرما، میں نے اسے جلیں کیا۔ آپ اسے پڑھ کر رونے لگے۔ حضرت علی کریم اللہ وجہ نے کہا جب کہیں روئے؟ آپ نے فرمایا مسلمانوں کے ساتھ ابو عبیدہ کی کثرت پر اور اسی لئے کہ مسلمانوں کے بارے میں ان کی رائے کمزور ہوگئی۔ مجھ پر ایمان بنفسی لا حادۃ بالاسوء (حقیقت اللہ جس برائی کا بہت بڑا حکم کرنے والا ہے) اس کے بعد آپ نے حضرت علی کریم اللہ وجہ کو مخاطب کیا اور انہوں نے اسے مسلمانوں کو پڑھ کر بتا دیا۔ حضرت زید بن حارثہؓ کہتے ہیں کہ کچھ وقف کے بعد حضرت امیر المومنین کا رونامہ سرف ہوا آپ کے چہرے پر خوشی کے آثار نمودار ہوئے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے یا زید! یہ تم یہاں سے واپس جاؤ تو اٹھا کیر کے بغیر، انکو دعا پڑھا اور یہود و جاث غریب کھاؤ اور رنجن زینوں سے نکلے حاصل کرو اور اللہ پاک جہاکم و تعالیٰ کا زبیرا شکر یہ یاد کرو میں نے کہا یا امیر المومنین اب یہود و جاث کا موسم اور اس کی فصل نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ زمین پر بیٹھ گئے۔ دوات و قلم اور کاغذ منگوا اور حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو اس طرح لکھنے لگے۔

حضرت عمر فاروقؓ کا مکتوب حضرت ابو عبیدہؓ کے نام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیک والیہما و علیٰ اولیٰہما و علیٰ اہل بیتہ۔ میں باری تعالیٰ کی حمد و ثناء کے ان احسانات کا شکر یہ ادا کر رہا ہوں جو تمہیں نے مسلمانوں کو دے دیا اور حضرت اور متبعین کو عاقبت عطا کر کے فرمائے ہیں۔ نیز وہ ہمیشہ ان کی اعانت و ہدایت پر صبر پائی و لطف فرماتے ہیں۔ تمہارا یہ لکھنا کہ ہم نے اٹھا کر آپ کو دینا کے سبب وہاں قیام نہیں کیا مناسب نہیں معلوم ہوتا اللہ پاک جہاکم و تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں یا ایہا المسلمون سلو علی الطبیات و اھملوا اھمالھا (اے رسول! تمہارے ہمہ چیزوں میں سے کھاؤ اور عمل صابر کرو، دوسری جگہ ارشاد ہے یا ایہا الذی آمنوا و کلوا من الطبیات علو و فضاکم و اشکروا للہ) (اے ایمان والو! تمہارے ہمہ چیزوں میں سے جو تم نے تمہیں دی ہیں کھاؤ اور اللہ کا شکر ادا کرو) تمہیں یہ چاہئے تھا کہ مسلمانوں کو آرام کرنے دیجئے۔ جگہ میں جو انہیں ٹھکانے اور قسب عارض ہو گئے تھے اس کو اتار بیٹھے اور کافی مجلس و آرام کر لینے دیجئے تمہارا یہ لکھنا کہ میں حکم کا خضر ہوں مگر آپ تحریر فرمائیں تو اجائے حدود تک چلا جاؤں۔ جو تم وہاں موجود ہو حالات تمہارے سامنے ہیں۔ میں وہاں صبح و دوپہر، غائب اور دروہ کے آدمی کو ان حالات سے پوری واقفیت نہیں ہو اگر کئی جہوں کے رہنے والے اور حاضر محض کو ہو اگر کئی ہے۔ و دشمن تمہارے قریب ہے تمہارے باجوسی تمہیں ہر وقت خبریں دیجئے رجب میں اگر وہاں پر فوج کٹھی کرنا مناسب ادنیٰ ہو تو حساب سمجھ کر وہاں جو بھیج بھیج دو اور دشمن کے شہروں پر خود مسلمانوں کی فوج لے کر غلبہ کرو۔ ان کی ہر طرف سے راستے مسدود و منقطع کرو۔ لشکروں کے ساتھ نصرانی عربوں کے ایسے آدمی ہیں جن پر تمہیں کافی اعتبار ہو بھیج دو تاکہ وہ انہیں راستہ نکالیں۔ جو شخص تم سے صلح چاہے اس سے صلح کر لو اور جو سے انفرادہ اسے پورا کرو۔ تمہارا یہ لکھنا کہ عربوں نے روی لڑکیوں کو دیکھ کر ان سے نکاح کر لیا تھا سو اگر حجاز میں اس شخص کے اہل و عیال نہیں ہیں تو اسے نکاح کر لینے دو۔ نیز جو آدمی کوئی باندی خرید چاہے تو اسے خرید لینے دو کیونکہ اس طرح وہ زمانے محفوظ رہے گا۔ مسلمانوں

سے سلام کہہ دینا اسلام علیکم۔

کہتے ہیں کہ اسے آپ نے ملوف کر کے رسول اللہؐ کی سرنگائی اور یہ جن وہب کو رہے کہ فرمایا اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں اسے لے کر چلے جاؤ اور مکر کو اپنے ثواب میں شریک کر لو۔ حضرت زید بن وہبؓ نے اسے لے کر چلے گا اردو کیا مکر آپ جن کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا یہ اذرا نصیرین اپنے عمر نصیب اپنے کمانے میں سے جو کچھ زائد ملے رہے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے لوگوں کو بھیایا ایک صانع خرے اور ایک صانع ستونکال کے نہیں، یا اور فرمایا زید! مکر محذور و مجھوہ اس سے زیادہ نہیں دے سکتا اس کے اسکان میں اتنا ہی تھا۔

اس کے بعد آپ نے حضرت زید کے سر پر بوسہ دیا۔ زید روئے اور کہا یا امیر المومنین میں اس کا مل نہیں ہوں کہ جناب میرے سر کو بوسہ دیں۔ آپ امیر المومنین اور جناب سید المرسلین کے ہم نشین ہیں، اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے جناب ہی سے چالیس رسول کا عہد پورا فرمایا تھا۔ یہ سن کر آپ رونے اور فرمایا میں اللہ و اللہ ل سے امید کرتا ہوں کہ وہ ہماری شہادت کی وجہ سے مجھے بخش دیں۔ زید بن وہبؓ کہتے ہیں کہ میں ابلی فاشی پر سوار ہوا اور چلنے کا اردو کر لیا میں نے سنا کہ آپ فرمادے تھے۔ اللہم اعلیٰ علیہا بالصلوات اطول العید واصلن القریب انکم علی کل شیء قہر۔ ابلی آپ اسے (زید کو) اس ادنیٰ پر سلامتی کے ساتھ سوار کرادیں۔ دور کے راستہ کو پست کر رکھا دیکھئے اور اس کے لئے قریب کو آسان کر دیکھئے۔ آپ ہر چیز پر قادر ہیں۔

زید بن وہبؓ کہتے ہیں کہ میں آپ کی اس دعا سے بہت خوش ہوا کیونکہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ آپ کی دعا کو اس وجہ سے کہ آپ اپنے رب کے مطیع اور رسول متوال کے تابع فرمان تھے، نہیں فرماتے تھے۔ میں نے چار شراعیہ کیا۔ زمین میری فوجی کے بیرون کے لیے تھے کہ گویا فوجی جاتی فوجی اور لہجی چلی جاتی فوجی حتیٰ کہ میں واللہ تیر ہو رہی روز حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس حازم میں جہاں آپ انطاکیہ سے چل کر قسطنطنیہ تھے پہنچے تھے۔ جب میں مسافروں کے لشکر کے قریب پہنچا تو میں نے لشکر کے دائیں سمت سے ایک شہر رونما کی آواز اور گھوڑوں کی شہناہنت سنی۔ آواز میری بلند ہو رہی تھی اور عیسوی قسطنطنیہ کے نعرے فغان آسمان میں گونج رہے تھے۔ میں نے ہنگے ایک شخص سے دریافت کیا کہ ان آوازوں کا کیا جب ہے؟ اس نے نہایت خوشی کے لبوں میں جواب دیا کہ مسلمانوں کی فتوحات جو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے انہیں مرحمت فرمائی ہیں۔

ان فتوحات کا قصہ یہ ہوا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ عتدو رائے فرات کے کناروں پر جو شہر آباد تھے وہاں تخریف لے گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے سخت دھاراج کا سلسلہ شروع کیا۔ چچا بڑا، ہاں (تالیس) اور قلعہ نعم والے جن پر یہ سخت دھاراج کی گئی تھی آپ کے پاس آئے اور کہا کہ اگر آپ ہمارے اس دال و اسباب کو واپس کر دیں جو آپ نے سخت دھاراج میں حاصل کی ہیں تو ہم آپ سے صلح کر لیں۔ چنانچہ آپ نے ان کا وہ مال واپس کر دیا اور انہوں نے صلح کر لی۔ یہ صلح ان کے مال واپس کرنے کے بعد وسط محرم ۱۱ھ میں دینور لاکھ دینار پر واقع ہوئی تھی اور وہاں کے حکم جرنی کو اس بات پر مجبور کیا گیا تھا کہ وہ اپنے آدمی و نظام گھوڑے اور مال و اسباب لے کر باوروم کی طرف چلا جائے۔ چنانچہ اس کے چلنے جانے کے بعد آپ صبح پر مہار میں واقع

۱۔ زید اور لاکھ آوارہ رہے اور ان کی طرف سے شہر اور مر کے مالک اس کا ترجمہ ہے ۱۱ھ

۲۔ ایک صانع آوارہ پانچ سو ہزار چاند کے برابر ہوا ہے ۱۱ھ

۳۔ لیکن آپ اسلام میں جب داخل ہوئے اس وقت تک مسلمانوں کی اتالیکی تھی۔ آپ نے ہر مذہب میں ہو گئے۔ ۱۱ھ

بنی تمیم کے ہیں پر تمیم بن مضرؓ کو زیادہ پرفاں میں داخلہ رہی۔ کوادر ہلس پر بار بن مضرؓ میری۔ کوادر مضرؓ فرمایا تھا اور ہلس میں شرق کی جانب ایک تلک کی بنیاد رکھ کر اس تلک کا نام ہوری کے نام پر رکھا تھا اور جس روز وہاں وہبؓ نے حجے اسی روز آپ بھی ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر تشریف لائے تھے۔

نہد بن وہبؓ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوسعیدؓ بن جراحؓ کی خدمت اللہ میں حاضر ہوا آپ میں وقت بیٹھے ہوئے تھے حضرت خالد بن ولیدؓ آپ کے پاس حریف فرما تھے اور صلح کا دواں جو جناب اپنے ساتھ لائے تھے پیش کیا جا رہا تھا۔ میں نے اپنی اونچی کونجیر کے برابر میں بٹھا دیا دونوں حضرات کو سلام کیا۔ حضرت ابوسعیدؓ بن جراحؓ کو امیر المؤمنین کا حکم نامہ آیا اور حضرت عمر فاروقؓ نے جو فرمایا تھا وہ آپ سے کہہ دیا۔ آپ نے میری قریبی خط لکھا۔ اول پکے پیٹے پر حاضر ہجر مسلمانوں کو سنا۔

جب مسلمان اس تک پہنچے تو آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا: معاشرۃ المسلمین! حضرت امیر المؤمنین نے شام کے انتہائی حد پر فوجی فتنی کے متعلق میری راس پر بھجور دیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم وہاں موجود ہو اور میں تم کو اب ہوں جو مناسب سمجھو کہ وہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرما کر۔ میں کوئی کام تہور سے مشورہ کے بغیر نہیں کیا کرتا تمہاری اس کے متعلق کیا رائے ہے؟

یہ سن کر تمام مسلمان خاموش رہے اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا۔ آپ نے پھر دوبار اپنے کلام کا اعادہ فرمایا اور کہا: معاشرۃ المسلمین! اس شام کے تم پاک ہو گئے۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے تمہیں اس تمام کا حکم نامہ دیا۔ تمہارے دشمنوں کو کھانا دے دے اور عداوت کے ساتھ یہاں سے نکال دیا اور جیسا کہ تم سے اللہ جل جلالہ نے نازل اور اس کے رسول مقبولؐ نے وعدہ فرمایا تھا کہ تم اس سرزمین کے وارث ہو گئے اب تم کے بیزار فوجی علاقوں میں جانے کے حقیق کیا راستے ہے؟ سمسان میں کہ پھر خاموش رہے اور جواب نہ دیا۔ آپ نے دوبار پھر فرمایا۔ اس حکمت کے کیا معنی اور یہ فتنی کبھی کیا تمہارے اندر شجاعت کے بعد بزدلی کی آگئی یا ہمیشہ بے خطہ کے بعد کبھی سناگئی۔ فتنی نہیں کرتی ہیں ان پر کھلا کر یہ۔ کیا تمہارا کوئی مناد باقی نہیں رہا؟ اب ہنسنے لگے کیا تمہارا زیادہ نکالیں؟ آخر کیا بات ہے؟ اللہ تعالیٰ غالب اور دگر و برتری طرف رحمت کر دے اور ان سے اس بات کی دعا ہو کہ وہ جہاد میں تمہاری اعانت فرمائیں۔ فرما اور نصیحت تمہارے سامنے کی بھر ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ کی آواز پر جس شخص نے سب سے پہلے ہلک کہا وہ حضرت مسرہ بن سرہیؓ تھے۔ آپ نے کہا ابراہامؑ انہیں کسی خوف و ہراس کی وجہ سے خاموش نہیں ہے یا انہیں کوئی جراح افزا واقعہ نہیں ہوا بلکہ ہم میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے کا ادب ماننا تھا اور ہم ایک دوسرے کے رعب و جلالت کی وجہ سے خاموش تھے اور ہر ایک یہ کہی چاہتا تھا کہ میں اپنے دوسرے بھائی کا شہرہ سنوں۔ ایسا ابراہامؑ نے کہہ کر کو واضح ہو کہ ہم قیامت پر پہنچیں کہ تمہارے لڑکے یا جہادی کی سبیل اللہ اور طلب ما بعد اللہ (اللہ کی نعمتوں) کے سوا کوئی اور کام نہیں رہا۔ ہم آپ کے تھوڑے آدمی آپ کے سامنے ہیں آپ تمہارے نہیں ہم اللہ پاک۔ اس کے دوسرے مطلوب کے اور دوسرے حکم کے تابع ہیں۔ مجھے بڑا اعتقاد ہے اور تمہیں اپنی جان کا مالک نہیں ہوں آپ مجھے جو چاہیں حکم فرمائیں اور جہاں جا ہیں بھیج دیں انشاء اللہ اور ہر بات حق فرمان پائیں گے۔

حضرت ابوسعیدؓ بن جراحؓ نے فرمایا: معاشرۃ المسلمین! انہیں شخص کی تھوڑے تھوڑے ہو اور وہ اپنے مشورہ سے ہمیں شہید کرنا چاہتے تو چاہتے کہ وہ اپنا دستور و فتنی کرے۔ حضرت نہد بن ولیدؓ نے کہا ایسا ابراہامؑ اور امیرؑ پرفاں فتنی کرنے کے بجائے تیار ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ رہنا اور ان کی طلب میں نہ نکلنا اور دشمنی اور کالی کے سرواف اور اپنے ابن و مذہب پر گویا مردانہ

کہا ہے۔ دشمنوں کی قلعہ بندی میں لکھنا اور مالی تحریکات حاصل کرنا ہی دراصل اللہ پاک عزوجل کی تائید و نصرت ہے۔ یا اہل اللہ! میرا مشورہ یہی ہے کہ جناب پرہیز کے ہر ایکہ درے میں توجہ بھیج دیں اور تمام کی تمام حد اوج میں توجہ کٹھی کریں۔ ہمارے دشمنوں کے لئے وقت، اللہ جل جلالہ یہ نصف و ہزیمت کا باعث اور مسلمانوں کی آنکھوں کے لئے نور و ہدایت کا سبب ہوگا۔ حضرت ابو جہدہ بن جراحؓ نے آپ کو خبر دی کہ نبی کریمؐ فرمایا ابو سلمہؓ ان میں حساب سمجھتے ہوں کہ یمن کے آدمی حضرت میسرہ بن مسروقؓ جیسی کی باجی میں رہے کہ اور مردوں کو اس کیونکہ سب سے پہلے انہوں نے ہی مجھے اس کے متعلق مشورہ دیا ہے۔ یہ پہاڑ کی گھاٹیوں اور دروں میں قحطی کو ازالہ تانت و تاراج کریں اور دشمنوں کے شہروں کے قریب جا کر قحطی و غارت کر کے ان کے لئے مہلات میں پہنچانے کی فکر کریں۔ اس سے بعد میں اعلانِ یمن اسی وقت جیسا مناسب ہوگا اس پر غور فرمائیے کیا جائے گا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے کہا: اچھی یہ بہت مناسب رائے ہے۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ اسے اس کا کریں۔

حضرت ابو عبیدہؓ کا حضرت میسرہؓ کو مہرج القباہل کی طرف روانہ کرنا

آپؐ نے حضرت میسرہ بن مسروقؓ جیسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے ایک پورا نیا درے کر، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سیاہ بٹنیاں، غایا اور سفید بٹنی حروف میں اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ کر لے کر روانہ ہوئے۔ اس ایک جہش دی اور حضرت میسرہؓ بن مسروقؓ جیسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر و کر کے آپؐ نے ان سے فرمایا: میرا مشورہ یہ ہے کہ شام کی انتہائی حد دو یعنی پہاڑوں کے دروں پر توجہ کٹھی کرنے کے متعلق سب سے پہلے مشورہ ہو اس لئے یہ نشان و بان توجہ کشیں کہ وہ اس کی طرف سامنے کر دے کہ دنیا میں تمہارا نام نہ نہ جائے اور آخرت میں اللہ و سنت اور مسلمانانِ بخشش۔ اس کے بعد آپؐ نے قبائل یمن میں سے تین ہزار بہادر اور شیخ منتخب کر کے ان کی سپردگی میں دیئے۔ جن قبائل میں سے آپؐ نے انتخاب کیا تھا وہ حسبِ اہل ہیں۔

لکھو، کھلان، جی، دھبیاں، بنجس، اندور، اندغ، دیوان، اجس، فحلان، مکہ، یمن، انجم اور جہادہ۔ یہ تین ہزار اشخاص معزز اور رئیس لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اپنے تمام ہتھیار و زینہ بدھ کر رکھے تھے اور اپنے اپنے قبائل کا مشہور لباس پہن کر مکہ تھاوا پر چورہا تھے۔ جس سے عدلی باعدہ تھے اور کر بند (پکا) میں گھنڈی ٹکر پڑے گا گا رکھا تھا اس کے بعد آپؐ نے یمن کے ایک ہزار غلاموں کو منتخب کیا۔ یہ سرسرا، دھگ کے کپڑے پہن رہے تھے۔ سراں پر دروازے تھے تو انہیں کو انوں میں ہما کی تھیں۔ ہاتھ میں چھتے والے تازیانے تھے اور ہر ایک تمام اپنے ذہن میں کیرہم تھا کہ میں ایک پورے لشکر پر حملہ کروں گا۔ ان پر آپؐ نے حضرت داکس ابوہولؓ کی سربراہ مقرر کیا اور انہیں حضرت میسرہ بن مسروقؓ جیسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے باجی میں رہے کہ ان سے فرما دیا اس ابوہولؓ نے تمام تہیاری تیار کی ہیں اور تم حضرت میسرہ بن مسروقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیرِ کمان دیکھو۔ ان کے مشورہ کے بدولت کچھ نہ کر رہے نہایت ہر گز قابلِ شک ہے اور ان کا مشورہ نہایت عمدہ اور نیک ہوتا ہے حضرت داکس ابوہولؓ نے کہا: اللہ تعالیٰ اب ہی ہو گا کہ میں ہر اچھم ماعت کے لئے حاضر ہوں۔

تیسے میں کہ تمام عربوں نے حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے فرمان کو قبول کر لیا مگر مہلکی کے چند نفوس حضرت میسرہ بن مسروقؓ جیسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باجی میں جانے سے روک دیا۔ وہ نے اور انہوں نے کہا کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے روم اور شاہان یمن کو پیروز کر لیا جس کے بعد آدمی کو یمن سربراہ مقرر کر دیا۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کو حسبِ اہل ہانت کی خبر ملی تو آپؐ نے

انہیں باکرہاں سے فرمایا آل علی! مسلمانوں میں تمہاری قوم نہایت ستودہ صفات قوم ہے اور تمہاری جنگ مسلمانوں کی جنگ ہے۔ اس لئے تمہارے دلوں میں کسی قسم کا تکبر نہ آنا چاہئے ورنہ یاد رکھو اس کے سبب ہلاک ہو جاؤ گے۔ تمہیں یہ بات غور و توجہ سے سنی چاہئے کہ مدد نصرت اور فتح تقدیر اور کثرت اور زیادہ بھادری پر متوقف نہیں بلکہ خدا کے دشمن بیعت اللہ پاک علی ہلالہ کی نصرت و کمک سے مطلوب ہوتے ہیں۔ باری تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتے ہیں:

ان ينصرکم اللہ فلا غالب لکم۔

”اگر اللہ تبارک و تعالیٰ تمہاری مدد کریں گے تو کوئی تم پر غالب نہیں ہوئے گا۔“

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ بزرگ اور عزت والا شخص ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ اذی و عداوت کرے اور پرہیز گاری کے کام کرے۔ خدا کی قسم! مسرور بہتت اسلام کے سبب دارالاسلام کی طرف ہجرت کے باعث اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مبارک کے فطری تم سب سے زیادہ افضل ہیں۔

قوم علی یہ سن کر چپ ہو گئی اور حضرت مسرور بن سہرہ بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم کے نیچے آکھڑی ہوئی۔ جب تمام فوج ایسے ہو کر چلنے لگے، لڑنے لگا، اور جو فوجی تو حضرت مسرور بن سہرہ بھی، حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے پاس آئے اور کہا یہاں اسیرا میں ملک کے راستوں سے ذائقہ ہوں یہ نہیں جانتا کہ کہاں جاؤں کہ جہز قبہ کروں اور کون سے شہر پر فوج کشی کروں اور جو شخص راستہ نہیں جانتا اسے مسافرت بلائے کر دیا کرتی ہے۔ حضرت امیر المؤمنین عمر بن خطابؓ نے اپنے ۱۱۰ نامہ میں جناب کو ہدایت فرمائی ہے کہ فکر کے ساتھ راہبر اور جاسوس کو روانہ کرنا اس لئے جناب ہمارے ساتھ جاسوسی اور راہبر روانہ کر دیں تاکہ وہ ہمیں راستہ بتاتے رہیں۔

آپ نے فرمایا میں بھول گیا تھا اچھا ہوا کہ تم نے مجھے یاد دلایا راہبر کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔ یہ کہہ کے آپ نے ہر جگہ کے معاہدین کو جوائے کی اساداری میں تھے نیز جو مسلمانوں کی غیر خواہی چاہتے اور جنگ کی اونچ نیچ سے وقف تھے بلا یا اور ان میں سے چارہ آدمیوں کو منتخب کر کے حضرت مسرور بن سہرہ بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کر دیں۔ ان کی حسن خدمات کے صلہ کے حلقہ آپ نے یہ حکم صادر فرمایا کہ ان سے بڑے عطا کر دیا جائے گا۔ پھر ان سے یہ مشورہ طلب کیا کہ مسلمانوں کو دشمن کی تلاش میں پہلے کون سے اور سے کی جانب چانا چاہئے۔ ان سب نے مشورہ کر کے اس بات پر رائے کاظمی کی کہ شہر قریس کا دروازہ پہاڑ کے تمام دروں سے بڑا ہے پہلے اس پر فوج کشی کرنی چاہئے۔ اس کے بعد انہوں نے کہا یہاں امیر ایہ روانہ شہروں کی طرح کا نہیں ہے جو آپ نے فتح کیے ہیں بلکہ اس میں سخت سردی ہوتی ہے اور چاہے جہزوں کے سوا اور کوئی چیز دکھائی نہیں دیتی اور اسیں جنگ کھائیاں تیرہ دن تک خار دار جنگل اور غنایک راستے ہیں۔ درخت بے شمار کھڑے ہیں۔ ذرا اندر چلا اور چلا کھائیاں پڑتی ہیں۔ اگلے سن کے کہا کچھ پروا نہیں تمہارے آئے آگے چلو (انشاء اللہ) ہماری بھادری اور شجاعت کے کدو کرتب دیکھو گے کہ کوشش کرنا ہو گے۔

حضرت مسرور بن سہرہ بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی پرچم کو حرکت دی۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نیز دوسرے مسلمانوں کو سامان کی قوم کے آگے آگے ہوئے اور گھوڑے کو اڑنی لگا کے بہادرانہ شان سے چلے پڑے۔ حضرت ابو العول اپنے سراوہں کو لے کر چلے۔ معاہدین ان کے آگے آگے ہوئے اور پیش و تکبر کے خرواں اور قرآن شریف کی تلاوت کے ساتھ رخصت ہو گئے۔ مسلمانوں نے ان کے لئے فوج نصرت اور سلامتی کی دعا مانگیں مانگیں اور انہیں الوداع کہہ۔

حضرت مظلومین بعد از فراقی کا بیان ہے کہ ماہر ہمارے آگے آگے تھے اور ہم برابر کوشش کرتے ہوئے رہے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ بعد چند اس کا قطع کرتے ہوئے ضرور کو مجبور کر کے ہم قوس کے قریب پہنچے وہی راستہ اور کوشش سوہو ہو کے دوسری طرف چلے اور دشوار گزار راہیں اور جانگداز راستوں کو قطع کرنے لگے۔ درختوں کے جھنڈے جھنڈے کھڑے ہوئے تھے پانی چاروں طرف بہ رہا تھا اور پہلے کا راستہ اس قدر سخت تھا کہ اس میں ٹھوڑی کسی طرف نہ پہنچے کوششیں سزا سزا تھا۔ یہ دیکھ کر ہمیں اس وجہ سے کہ ہم سے ٹھوڑے دن میں نہیں دوڑ سکتے اور نہ پیچھے کو لوٹ سکتے ہیں دشت سوار ہوئی اور اس نے اپنے دل میں کہا کہ اگر (خدا نخواستہ) اس جنگل کا معاملہ دوڑ کوں ہو گیا تو مسلمانوں کے لئے یہ سخت مشکل کا سامنا ہو گا اور ان کے دشمن ان پر غائب ہو جائیں گے۔ راہبر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے حتیٰ کہ وہ ہمیں ایک نہایت بلند پہاڑ جس کی چوٹائی حدود درجہ مشکل تھی اُسے اُسے مسلمانوں کو اس کی چوٹائی نہایت شاقی لازمی اور دوپہانے اپنے ٹھوڑوں سے اتار کر ٹھوڑوں کی راہیں باٹھوں میں تمام تمام کے چاڑھا دے چلے گئے اور ٹھوڑوں کو اپنے پیچھے پیچھے کر لیا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کہتے ہیں کہ حضرت مسعود بن مسروقؓ کی جمعیت میں میرا بھی شامل تھا آپ دروں کو پیرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اور پیچھے اور پیچھے نکلیاں درخت اور بلند بلند پہاڑ ہمارے سامنے تھے اور ہم ان پر چڑھتے چلے جاتے تھے۔ میں بھی ان کے چڑھنے کے لئے ہوئے ہوئے لیکن رہا تھا کہ ٹھوڑے سے اتر کر جب پایا دو چاٹو تھا کی قسم بہت ٹھوڑے حرم میں ان کے تھے ہمیں قوس کر اڑاتے اور میرے پیچھے لیجان ہا کر ان سے خالی رہا گئے۔ راستہ کی صعوبت سے ہر دوں سے خون چل رہا تھا۔ راہبر ہمارے آگے آگے تھے اور ہم اسی سال میں ان کے پیچھے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ تین دن اور تین رات اسی حالت میں چلتے رہے۔ روزانہ ہمارے راہبر ہمیں نہایت کرتے رہتے تھے کہ سسل کو ہوشیار رہو اور ہر طرف کی احتیاط رکھو یہاں تک کہ دشمن تمہیں اسی جگہ کے رکھے اور دشمنیں کے نہ رہو بلکہ اسی جگہ راستہ میں رہا کہ ہو جاؤ۔ آخر خدا کر کے یہ تھا دن ہوا اور ہم ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں چاروں طرف سے دشمنوں کا لشکر تھا جب ہم یہاں آئے تھے تو شراب گئی کا سامنا ہو رہی تھی کہ کپڑے اتار رکھے تھے اور گڑی کا ہاں لیکن رکھا تھا یہ گڑی کے درے غنڈی کاٹش تھی مگر جب یہاں پہنچے تو نظر اٹھا کر دیکھنے سے پہاڑ کے اوپر ہر طرف برف ہی برف دکھائی دی۔ اس اہوال اہل رحمت اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس جزا دہی نہیں تھا کہ دوسری کے وقت اسے پہنچنے لیتے۔ محل زور ہوئے۔ دو چار میں اور ایک گڑی کے لباس کے ہوا اور یہی کوئی بیچ بیک نہیں تھی جو دوسری سے ٹھوڑا رکھتی تھی۔ آپ کو سب سے زیادہ سردی محسوس ہوئی اور بدن کا پھینک لیا۔ آپ نے فرمایا اللہ پاک تارک دہائی بن دشمنوں کے رہنے والوں کا برا کریں۔ تمہارا میں جب ان کے یہاں آتی سردی ہوتی ہے تو سردیوں میں کس قدر بڑتی ہوئی۔ آپ کا بدن غرق قرقر کا رہا تھا اور دیکھنے کے لئے جوتے ہوئے تھے۔ مسلمانوں نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر آپ سے کہا آپ کا تمام بدن غرق قرقر کا رہا تھا اور دیکھنے کے لئے جوتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ مجھے سردی لگ رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ بڑا دل کیوں نہیں دیکھتے؟ آپ نے فرمایا میں جوتے دیکھ رہا ہوں اس کے سامنے پانی اور کوئی پتھر نہیں۔ لوگوں نے حضرت مسعود بن مسروقؓ کی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منہ کو اس کے متعلق پتھر دیا۔ آپ نے پانی وہ پتھر ختمہ جناب نے زینت فرمایا تھا اتار کے انہیں دے دی۔ حضرت داکس اہل اہل رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے زینت کیا اور جب بدن گرم ہو تو کجا اللہ جل جلالہ تعالیٰ آپ کو غلبہائے بہشت سے ایک

افریقہ پہنچا تو وہیں حضرت محمد بن مرووق مسی نے فرمایا یا ابوالاعلیٰ! تم نے حلقہ سنیے میں میرے ساتھ کیوں نکلی کہ حلالہ طریق
تقلید سے بچ رہا ہے۔

والہدی رحمت اللہ علیہ کیسے ہیں کہ راہبر آگئے تھے اور مسلمان بہرہ ان کے شخص تمام پہلے جا رہے تھے۔ دوم کے شہر قلعہ میر ہے
تھے اور سرزمین جسے ہوتی چلی جا رہی تھیں اسی کی ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں کی زمین نہایت مہم و غنی پانی کھرت سے تھا اور درخت
بہت کم تھے۔ حضرت میرہ وہیں سر دتی بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں چڑا کر کھانے کا حکم دیا اور جب سب آدمی آ کر یہاں پہنچے تو
میں نے تو خبر آگے چلنے کا حکم فرمایا۔ آپ نشان ہاتھ میں لئے ہمارے آگے تھے اور ہم پیچھے پیچھے چلے جا رہے تھے۔ دو میوں کا ایک
آدمی بھی دکھائی نہیں دیا تھا کیونکہ انہوں نے مسلمانوں کے خوف سے احتیاط و کام میں ارک شہر کو چھوڑ دیا تھا۔ جب ہاںچاں ان
ہو تو چلنے چلنے پہاڑ کی جڑ سے شکاف میں ایک - یا ہی دکھائی دی۔ مسلمان اس کی طرف دوڑے جا کر معلوم ہوا کہ دو میوں کا ایک
گاؤں ہے جو بالکل خالی ہے اسے البتہ سرخوں کی اڑانیں اور کیکڑوں کے مہیا نے کی آوازیں آ رہی ہیں اس میں چونکہ کوئی انسان
نہ تھا کوئی ٹوٹے والا اس لئے مسلمان اس میں داخل ہو گئے اور جب اس میں کسی کو نہ دیکھا تو یہ کچھ گئے کہ وہاں سے ڈر کر بھاگ گئے
یہیں حضرت میرہ وہیں سر دتی بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں آواز دی اور فرمایا مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ احتیاط و کام میں آؤ اور حیار
ہو کر کھانے کی راہ میں قوم اور دشمنی پر پار کر کہیں کو بھاگ پڑی ہے۔ مسلمان گاؤں میں گئے اور جو کچھ غنہ مال و اسباب تھا وہ
سب اپنے قبضہ میں کر لیا۔

حضرت سعید بن عامر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہؓ کو دیکھا کہ آپ اپنے کندھے پر خنجر کھسکا اور دو چار سین اٹھائے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا یا ابوہریرہؓ! آپ کے پاس کیا ہے؟ آپ نے فرمایا سعید! یہ اس شہر کا جزاؤں ہے میں نے کہا اب کیا کرنا رہا میں بھی کتابت نہ کرے گا۔ آپ نے فرمایا: میں عامر! اور عامر شہر ہے جو اس غیبت شریکے جازے نے مجھے ہاک کر کے دکھایا ہے میں اسے بھی نہ سمجھتا ہوں۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس کا ذکر میں جو کچھ مل اور پھر وہی وہاں اپنے قبضہ میں لیا اور آگے بھل پڑے۔ حتیٰ کہ ایک روز جب اس نے جو مرجع ہتھ لک کے نام سے سو سو ہتھ لکے یہ چاہا کہ نہایت متنازعہ اور وسیع تھی جب اس میں پہنچے تو مسلمانوں کے گھوڑے دائیں بائیں تمام جنگل میں پھیل گئے تھے لشکر نے یہاں پہنچا لیا۔ حضرت مسروقؓ بھی تھے نہ زن جوئے اور اسی دن وہاں حضرت ابراہیم بن جراحؓ کی طرف بھڑ جانے کا مشورہ کرنے لگے کیونکہ حضرت ابراہیم بن جراحؓ نے آپ کو یہ دعوت کی تھی کہ ہم سے زیادہ دور نہ ہوں اور نہ کسی شہر پر چاچا کرے کہ یہاں اور بیٹا امتیاد کرنے رہیں۔ آپ ابھی دل سے یہ مشورہ وار گفتگو کر رہے تھے کہ گھوڑے ہماراں طرف پھیرے ہوئے تھے لوگ دشمن سے ڈر رہے خوف تھے کہ چاچا ایک ایک مسلمان ایک کانٹہ جوچے کی طرح ٹھنڈا ہوا لانا لکھا تو یہ واقعہ حضرت مسروقؓ بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے کہ کراہو گیا۔ آپ نے فرمایا میں کافر کا کیا جان ہے اور اسے کہاں سے پکڑ کے دے ہر؟ اس نے کہا ایسا الامیر! میں اپنے ساتھیوں سے کچھ دور فاصلہ پر چلا گیا تھا کہ میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کسی ظاہر ہو جاتا ہے اور کبھی چھپ جاتا ہے میں اس کی طرف دوڑا تو وہ بھی غصہ تھا میں نے اسے پکڑ

۱۔ ایک قسم کی چادر ہوتی ہے جو کچھ بچوں کے لئے امر

یہ اور اب نہ آپ کے پاس حاضر کر دیا ہے۔“

آپ نے ایک سجادہ کو بلا کر اس سے فرمایا کہ تم اس سے ردیوں کے متعلق حالات دریافت کرو۔ معاہدہ فی اس سے موطب ہو گئے گفتگو کرنے کے بعد دیر تک باتیں کر رہا۔ مسلمان قسام غلاش تھے اور کوئی تلخ نہیں بولتا تھا۔ قریب بہت دیر ہوئی تو معاہدہ نے طول دے کر اپنے کام کو کسی طرف منت کیا تو حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے فرمایا کھنٹ: اؤ خیرہ کچھ کہتا بھی ہے۔ اس نے کہا: سرور ایہ بھٹا ہے کہ جب بادشاہ آہ کب سے بھاگ کر تختی میں سوار ہوا اور اس نے مع اپنے گھر والوں کے قلعہ کا ارادہ کیا تو روی چاروں طرف سے بھٹے بھاگ کر جو اصرار دھر پے گئے تھے بادشاہ کی طرف چے نیز دوسرے ردیوں نے بھی اس کی طرف ہٹا دی۔ بادشاہ کو جب یہ خبر پہنچی کہ غلیہ صلیح کے ذریعہ اس نے معاہدہ سے یہ نہایت شاق کلمہ راہ روایا وہاں شام تھے قیامت تک سلام ہے۔ اس کے بعد اس نے ان افسروں اور اہل ان ملک سے جو اس کے پاس پناہ گزین ہو گئے تھے کہ کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں حرب ہماری تلاش میں نہ میں کھڑے ہوں اس لیے اس کا بندہ دست کرنا چاہیے چنانچہ اس نے جسی جزاء کی وجہ سے فرمایا کہ اس کے سین افسروں کے ماتحت نہ اور انہیں حکم دیا کہ وہ دروں کی مخالفت کریں۔ حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ تم مارے اور ان کے، چن کس قدر فاسد ہو گا۔ معاہدہ نے کہا کہ یہ کہتے ہیں کہ قریب دو فرسخ کے بعد ہے۔

کہتے ہیں کہ آپ نے یہ سن کر سر ہٹا لیا نہ کسی کی بات کا کوئی جواب دیا اور نہ خود کسی کا ہماری اجازت کی۔ آؤ ہم کے ایک شخص نے جس کا نام عبد اللہ بن عبد الوہاب تھا جو مسلمانوں کی نہایت دیر اور زیادہ آدمی تھا اور جس کے پاس لوہے کا تپ مملو ہوتا تھا جس سے آپ لڑا کرتے تھے نیز جو نہایت ذہین طبیعت اور لوگوں میں محبوب میراں شخص تھے کیا یہاں امیر امیں جناب کو ذہن کی طرف سر ہٹا کے ہوئے اس شخص نے اس طرح کو لکھا کہ آؤ ہم سے سر ہٹا دینا ہے کیوں انچہ راہوں کا کہ ہم بھی سے ایک ایک شخص ردیوں کے ایک جزاء ردیوں کا مقابلہ کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا مبادا: انصاف کی قسم! میں نے کسی خوف و ہست کی وجہ سے سر نہیں ہٹا کا بلکہ مجھے مسلمانوں کی طرف سے یہ خوف ہے کہ کہیں وہ میرے نشان کے پیچے ہو کر کسی مصیبت میں نہ گرفتار ہو جائیں۔ یہ پہاڑ کے دروں میں سب سے پہلا نشان ہے اور وہ ان افسرانہ کسی انصاف میں گرفتار ہو گئے تو حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے ملاست فرمائیں گے اور ہر راہی اپنی ریاست کے متعلق سوال کیا جاتا ہے۔ مسلمانوں نے کہا واللہ ہم سوخت کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ تجھوت ہونے کا کلمہ۔ ہم نے اپنی جانوں کو اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی جنت کے عوض میں فروخت کر دیا ہے اور جو شخص اس بات سے واقف ہے کہ وہ اس دار فرائد و پھور کر ایک روز یقیناً بار اللہ میں قیامت کریں تو وہ کبھی اس مصیبت اور آفتاء سے نہیں بھڑکتے جو کافروں کی طرف سے آئے پچھنے گی۔

حضرت میسرہ بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اچھا آپ حضرات کی کیا رائے ہے؟ آیا ہم پیش قدمی کر کے ان کی طرف ہڑتوں یا ہماری جگہ دے ان کا مقابلہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ اس کا طرے چھوڑو اور وہاں سے سے زیادہ کشادہ اور فراخ ہے تو ہم وہیں جھیں رہتے ہیں طرے رہیں۔ کافر نے وہاں است کرنے سے بعد کہا کہ محمدیہ کے بعد ان خبروں میں اس سے زیادہ کشادہ اور میدان نہیں ہے۔ اگر تو ان سے لڑنے کا ارادہ رکھتے ہو تو یہی جگہ غم و اندوہ فراخ ہے۔ یہیں غمیرے ہو اور اگر اپنے دشمنوں

کے آنے سے قبل یہاں سے واپس چلے جاؤ تو یہ سب سے نو یا دو ہجرت اور مناسب ہے۔ حضرت مسعود بنی سدرتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس پر اسلام پیش کیا اور جب اس نے انکار کیا تو آپ نے اس کی گردن مار دینے کا حکم فرمایا۔ یہاں انہی یہودی رہا تھا کہ رویوں کا نہ نئی دل انگیز آبادی رکھائی دیا۔ اور مستشرقین کی طرف ان کے مقابلہ میں مقیم ہو گیا۔ دن گزار چکا تھا آفتاب عالم تاب مغرب سے دریا میں اپنا نور نکالنے کے لئے غفلت کرنے چلا گیا تھا اور تاریکی کی چادر پردے کے لئے ہر طرف ڈال دی تھی اس لئے لشکروں میں آگ روشن کی گئی اور رات کو ڈھائی کے انگلار میں گات دی سج ہوئی تو حضرت مسعود بنی سدرتی نے مسلمانوں کو خداوند تعالیٰ کے درگاہ میں سجدہ پر مہم کرنے کی دعوت دی۔ صبح کی نماز پڑھائی اور جماعت کے بعد خطیب کی طرف کھڑے ہو کر حسب ذیل تقریر کی۔

”لوگو! ایک ایسا دن ہے جس کے بعد دوسرا دن بھی آنے والا ہے یہ تمہارا نشان سب سے پہلا نشان ہے جو وہ دن میں داخل ہوا ہے تمہارے بھائی تمہارے کام کے مختصر ہیں اور ان کی آنکھیں شہادی طرف کھلی ہوئی ہیں۔ یاد رکھو! نہایت سرائے ہے اور آخرت اصل قیم ہونے کا مہر۔ امارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ فرمایا ہے اسے ذرا گوشہ گوشہ سے سنو فرماتے ہیں:

”کم من لنبیة قليلة خلعت فنه ککبرة بافنه واللہ مع الصابرين۔“

”بہا وقت تمہاری جماعت اللہ کے قسم سے بڑی جمیعت پر غالب آجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ مددگار بن کر ساتھ میں ہے۔“

یہ تقریر بن کے مسلمانوں نے کہا مسعود! تم اللہ کا نام لے کر سوار ہو جاؤ اور ان کے مقابلہ میں چلو کیس اللہ پاک کی ذات سے کائنات میں ہے کہ اللہ کی مدد فرمائیں گے۔ آپ یہ سن کر بہت خوش ہوئے اور کھڑے پر سوار ہو گئے۔ آپ کے سوار ہوتے ہی تمام لشکر سوار ہو گیا۔ غلام عربوں سے جدا ہوئے اور حضرت ابوہریرہ رحمۃ اللہ علیہ کے نشان کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ عرب بڑھ کے حضرت مسعود بنی سدرتی کے علم کے ماتحت ہوئے اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں ہوشیار ہو کے نیا دشمن کی دعائیں مانگنے لگے۔ حضرت مسعود بنی سدرتی بھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلے پہلو رو صیت کے یہ چند کلمات فرمائے۔

”لوگو! میں تمہیں اللہ وحدہ لا شریک لہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں تم اس وقت ایسی قوم کی مانند ہو جاؤ جس کی موت قریب آتی ہو اور اس سے دو قسم کسی طرف صفت نہ پہنچتی ہو اور جنت میں اپنے سارے سامان کے کسی کے سامنے جو قسم اس پر نظر کرو جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جنت میں ان کے لئے سامان تیار کیا ہے تم اس میں داخل ہونے کی جلدی کرو یہ جنت تمہارے سامنے ہے اور تم آج اسلامی لشکر ہو۔“

اس تقریر کے بعد آپ نے لشکر کو میں مسعود علیہ السلام اور بارہاں پر مرتب کیا۔ میں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور مسعود پر حضرت سعد بن مسعود رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ ایک ہزار غلام جو سرخ لباس سے لباس اور اسلحہ سے مسلح تھے انہیں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیر قیادت قلب فوج کے آگے رکھا اور خود حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف کان لگا کے کھڑے ہوئے کہ وہ کیا کہتا ہے میں گمان کی زبان سے آپ نے ایک کلمہ سنا۔ بالکل خاموش کھڑے تھے اور کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالتے تھے۔

حضرت ابوالہول اور نصرانی عرب کی گفتگو کرنا

راوی کا بیان ہے کہ مدیون کا شہر بھی مخموزوں پر سوار ہوا۔ وہ مکہ کے نئے صلیب خریدیں۔ ہر صلیب میں اسی بڑا جوان کھڑے ہوئے۔ مسیحیوں کے کہیں اور مسند پر کھڑے ہو گئے۔ یہ لوگ دیکھی لباس سے پہنیں اور اچھے سادہ مسلمان سے مل رہے تھے۔ جب ان کی غصے بالکل مرتب ہو گئیں تو ان میں سے ایک نصرانی عرب جو غسانی تھا اور یزید عربی زبان سمجھتا تھا اور اس میں بات چیت اور گفتگو کر لیا کر دیکھا آگے بڑھا اور مسلمانوں کے لشکر کے قریب ہو کے اس طرح کہنے لگا۔ خاتم کو اس کا قلم بیٹھ بھلائی سے روکتا ہے اتنے بڑے ملک شام کے تم مالک ہو مجھے مگر کیا اب بھی تمہیں سہر نہیں آیا جو ان دروں اور بندہ ملے پہاڑوں کی طرف آئے ہو تمہیں یہاں تہاڑی موت محسوس نہ کر لی ہے۔ یاد دہو یہ تیس ہزار ہائیں ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جنہوں نے مسیحیوں کی قسم کھائی ہے کہ ہم بغیر جان دیئے کبھی میدان سے ہٹ نہ دیں گے۔ تم اگر اب اپنی صلاحتی چاہو تو پابندِ نذر ہو کر بقل کے پاس جانے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہم تمہیں قید کر کے اس کے پاس لے چلیں گے اور میدانِ عجم سے لگا اس وقت دینا کیا جائے گا۔

حضرت داس ابوالہول نے یہ سن کر آگے بڑھ کر ان کے ہاتھ میں تھا اس کے قریب جا کر آپ نے فرمایا میرا یہ بڑا بھلائی کا قلم اس کا قلم بیٹھ بھلائی سے روکتا ہے بالکل ٹھیک ہے لیکن میرا یہ قول کو اب تم اپنے آپ کو ہمارے قبضے میں دے دو خود تجھے ہی خاتمِ عجم ہوتا ہے کیونکہ تو نے یہ بات بلا واسطے سمجھ لی اور بغیر تجھ کے میں ہی کہہ دیتی ہے۔ یاد رکھو کہ میں عربوں کا ایک قلم ہوں۔ اسی طرح لوگوں میں میری جگہ تو وہ وقت نہیں مگر تو وہ میرا قریب آنا کہ میں تجھے خود میرے خون میں رنگ کے زمین کو میرے خون سے پھونک کر دوں۔

یہ کہہ کر آپ نے نشان لگے ہوئے نیزے کو آگے کیا اور اس زور سے اس کے ایک نیزہ مارا کہ وہ جان توڑتا ہوا زمین پر جا کر گر پڑا۔ آپ اپنے اس نیک کام سے بہت خوش ہوئے نیزے کو خوشی ملی اور فرمایا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ تعالیٰ نے فتح بخشی۔ اس کے بعد آپ نے اپنے نشان کو چمکایا اور بلند کیا۔ مدنی آپ کی طرف دیکھ کر کہانہوں نے ہمارے ساتھ کی کارواں والا۔ بہت غصہ تاک ہوئے اور زیادہ ان روٹی سے آپ کی طرف نکل کر ایک اور شخص چلا۔ آپ نے اسے اتنی بھی مہلت نہ دی کہ وہ آپ کے قریب ہی پہنچ جائے بڑھ کے اس کے سینہ میں اس زور سے نیزہ مارا کہ بیسیوں کو توڑتا ہوا دوسری طرف پار ہو گیا۔ روٹی یہ دیکھ کر خوف زدہ ہوئے اور آپ کو کہہ کر آپس میں کہنے لگے کہ جب عربوں کے خاتم کا یہ حال ہے تو ان کے بہادریوں اور سرداروں کا کیا حال ہوگا۔ دو بیویوں میں سے کسی آدمی کی یہ حال نہ ہوئی کہ وہ نکل کر آپ کے مقابلے میں آتا۔ آپ اپنا نشان لگے ہوئے پایادہ روٹیوں کی طرف چلے اور ان کی فوج کے کلب میں پہنچ کر ایک روٹی کو بچ کر دیا۔

روٹی یہ دیکھ کر چراغِ باہر ہو گئے اور ایک دوسرے کو ڈاک میں سرزدیش کرنے لگے اور ارادہ کیا کہ آپ پر حملہ کر دیں مسلمان بھی آپ کی اسی محنت و شجاعت سے متحجب تھے اور آپ کی بہادری کی داد دے رہے تھے۔ آپ دونوں حضوں کے مابین مل کر مبارکباد خروا نکاح حریف کو طلب کرے اور شیر کی طرح دو ڈکار دو ڈکار کر دیکھا کہ وہاں سے جھے کہ دیکھا ایک صلیبی بیچے نے جس کی ہاتھی میں دس ہزار روٹی تھیں بڑھ کر آپ پر حملہ کر دیا اور اس کے ساتھ ہی جھوم کر کے آپ پر ٹوٹ پڑے۔

چاروں طرف سے چل رہے تھے۔ حضرت مصروہ بن سرقہ جیسی بڑی قیامت خیز شخصیت نے بھی اپنی عاقبتی عمل مجاہد کے لئے نہیں کر آپ نے جہاد کا حق ادا کر دیا۔ آپ مشرکین کو دے جاتے تھے اور زور زور سے فرماتے جاتے تھے لوگو! میں تمہیں آخرت کی یاد دلاتا ہوں۔ یاد رکھو کہ وہ نعم سے توبہ کرے مگر یہاں کی طرف لوٹنے سے زیادہ قریب ہے تم اس کا اس طرح استقبال نہ کرو جس طرح والدہ اپنے فرزند کا کرتی ہے اور اس طرح پیچھے دے کر نہ بھاؤ جس طرح بکری شیر سے ڈر کر بھاگ جاتی ہے اگر بھاری قوم کی مصیبت میں گرفتار ہو گئی تو بچھڑا رہے کہ تمہیں یہ ہماری سستی مضبوط کا باعث اور کافروں کی ہمر پرست افواہی کا سبب نہ ہو جائے۔ اس کے بعد آپ نے بلند آواز سے فرمایا (مسلمانو!) اپنی اپنی قوموں کے مابین توڑ کر پھینک دو اور ان کے قبضوں کو اپنے اپنے دائیں ہاتھ میں لئے تو تمہارا سے نئے نجات کا یہی ایک طریقہ ہے۔

حضرت زید بن وہب کہتے ہیں کہ یہ سنتی ہی تمام مسلمانوں نے اپنی اپنی قوموں کے مابین پھینک دیے اور کوئی آدمی ایسا نہ پایا جس کے ہاتھ میں اس کی گوارا گامیوں ہو۔ اسی واسطے اس لڑائی کے دو نام رکھے گئے۔ بھگتہ مرتق القہم کل اور جنگ حلیہ۔ یہ جنگ حلیہ اسی واسطے رکھا ہے کہ اس میں میانوں کو توڑ دیا گیا تھا۔

واللہ اعلم کہتے ہیں کہ مسلمان قوم کی لڑائی یہاں تک لڑے کہ انہوں نے کون کرنا کہ نبی مرسل کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ آدمیوں کی زبان پر جاری تھا کہ جب تک تمہارا ایک کھڑا بھی جاتی ہے اس وقت تک جب ضرورت پڑی رہے گی۔ سفیان انصاری کے قلم پر غزوان کے ساتھ باری تعالیٰ علی مجاہد و استعانت کے طالب گار تھے اور وہی کلمہ کبر کے ساتھ چلا جاتا کہ وہ رہے تھے کہ صلیب غالب ہو گئی۔ مسلمان وجود میں نہ رہ پڑی تھی کہ اللہ تعالیٰ پر مجرور نہ رہتے تھے اور عام لوگ موت کی لڑائی لڑ رہے تھے اور جان توڑ کوشش کرتے جاتے تھے ان کی خدمت میں وقت یا عمر یا محمد بنی اور عربوں کی انصر و انصر۔

حضرت علیہ بن ثابت کہتے ہیں کہ وہ اللہ! مجھے مسلمانوں پر یہ حد ملتی تھا اور میں اس وقت بہت دلی مصیبت میں تھے کہ وہ لفظ میں نے رومیوں کے لشکر میں سے ایک سخت جیت ڈاک آواز سنی میں اس کی طرف متوجہ ہوا تو مجھے اس طرف ایک غبار اٹھا ہوا دکھائی دیا۔ میں نے جب اسے پہ نظر پڑا کہ کیا تو وہ چلتا اور منتشر و پاگندہ ہوتا ہوا رومیوں کے لشکر کے پیچھے چلا گیا۔ میں نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ کوئی لشکر ہے جو رومیوں کی کمک کے لئے آیا ہے میں اس کی تحقیق کرنے کے لئے اپنے گھوڑے کی راس میں اس طرف کر کے اسے بھڑکایا۔ گھوڑا نہیں بھڑکا ہوا اس طرف چلا۔ جب میں اس کے قریب ہوا تو میں نے ایک کلمہ سنا کہ اے کی زبان سے نکلا وہ کچھ تھا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ دودھ و مصلیٰ مسلمانوں کا یہ کلمہ کہ وہ تھا جو رومیوں کے وسط لشکر میں اپنی بہادری و شجاعت کے کرب و کلہا رہ تھا۔

میں نے یہ آواز سن کر اپنے دل میں خیال کیا کہ شاید یہ فرشتوں کی آواز ہی ہیں۔ میں آواز کی طرف بھاگا تو وہ آواز حضرت ابراہیمؑ کی مضمون ہوئی۔ آپ جی و حال کے پیچھے کھڑے ہوئے رومیوں کو موت کے قیامت اتار رہے تھے اور آپ کے ساتھ وہ بھی قیدی بھی جنہیں رومیوں نے گرفتار کر لیا تھا اپنی بہادری کے کرشمے اٹھا رہے تھے۔ کفار سے لڑے جاتے تھے اور ایک دوسرے کی حمایت کرتے جاتے تھے۔ رومیوں نے ان پر دھمک کر دھاوا کر لیا جس پر دھاوا نہیں لگی یہ براہ لڑائی میں مشغول تھے۔

حضرت دامن ابوالہول تھامتے بے تکلفی کے ساتھ جہاں رہتے تھے اور جب مسلمانوں پر وہاں کوئی دستہ نہ رہتا تو ان خواہیہ میر ہو کر تھوارے کر اس کے مقابلہ میں ڈٹ جاتے تھے۔ آپ اپنی تلوار کے جوہر دکھاتے جاتے تھے اور حسب ذیل شعر پڑھتے جاتے تھے۔

(ترجمہ اشعار) ”مجھے دشمنوں نے لوہے میں قید کر لیا مجھے اپنے ہمدرد اور زوردار اور قوی خداوندی تلوار کے ہلکے کرنے والے کی قسم! اپنی دھڑ سے میری تانہ لکھی۔“ غم نے جو پاک اور حریت کرنے والے میں جنہوں نے مجھے قید و بند سے آزاد کر دیا۔ یہ میرا نشانہ دار بزرگ ہیں اللہ پاک و تبارک و تعالیٰ ان پر رحمت کاملہ نازل فرمائیں۔“

میں نے آپ کو دیکھ کر آواز دی کہ دامن! آپ کہاں تھے؟ اور یہ کیا قصہ ہے آپ کی جہ سے تو ہم سب لوگ ملتے شکر کرتے سرور! حضرت میسرور بن مسروق بھی آپ کی طرف سے بے حد مدد فرماتے تھے۔ آپ نے فرمایا تھا! میں غلے جنگ کے اندر جاتا تھا اور مجھے میرے اتھنوں نے گرفتار کر لیا تھا حتیٰ کہ میں اپنی زندگی سے ناامید ہو چکا تھا مگر حضور ﷺ نے وہاں مجھ کو لے کر مجھے قید سے نجات دیا۔ یہ واقعہ جو پہلے کانٹیں ہے اور ذرا نہ موش رہا۔

حضرت میسرور بن مسروق کو حضرت دامن کا حال معلوم ہونا

میدانِ نبوت کہتے ہیں کہ میں حضرت میسرور بن مسروق عقیق کی طرف دوڑا آپ نے مشرکین کے خون سے زمین چروٹ کر رکھی تھی اور آپ سے ہاتھ میں جو تلوار تھوڑے کھار کے خون کی چھینٹوں سے سرشار ہو کر ہوا میں جھارے تھا میں نے آپ کو آواز دی سرور! جب کو مبارک ہو آپ نے فرمایا! پاک و تبارک و تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں کیا تم بخیر کی آواز دے رہے ہو؟ مسلمانوں کی کوئی تک بیچ گئی ہے میں نے عرض کیا نہیں بلکہ میرے علاوہ کسی کھ سید البشر کی طرف سے مدد ملی ہے اور میں اب انہیں بخیران کے نام مبارکھی قید و بند سے آزاد ہو گئے ہیں۔

عقیق میں جانتے کہتے ہیں کہ میں ابھی یہ کہہ رہا تھا کہ حضرت دامن ابوالہول اور آپ کے ہمراہی تحریف لے آئے۔ اس وقت وہ تمام ایسے پورے تھے جیسے کہ کوئی شخص خون کے دریا میں تیر کر آیا ہو۔ خود انہوں نے لکھ دیا کہ اسے اور جنگ کے دشمنوں کے ہر انہر کر آ رہا ہے نہ پہنچ رہے تھے فرو ہوئے۔ خدا کی قسم! ہر سکا آ رہا ہے! یہاں یاد رکھیں کہ یہی کام آئے تھے اور ان کے تھوڑے ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ لوگوں کی مدد ہو چکی تھی اور یہ تعداد ان مشنوں کے اسوا بھی جو حضرت دامن ابوالہول اور آپ کے ساتھیوں نے فراہم کی تھی کیونکہ آپ اور آپ کے ہمراہیوں نے طبعہ و ان لوگوں کو جنہوں نے آپ کو گرفتار کر رکھا تھا موت کے ٹھکانے بنا دیا تھا۔

حضرت میسرور بن مسروق عقیق نے حضرت دامن ابوالہول کو دیکھ کر اس طرف پہلے کا قصد کیا اور چاہا کہ اپنے گھوڑے سے تکر پائیا دھو کر انہیں تمام کر دیں مگر حضرت دامن نے انہیں قسم دے کر اس سے منع کیا اور کہا کہ جنگ ایسا نہ کریں۔ حضرت میسرور بن مسروق عقیق نے جو کہ اس سے معاف کیا بیٹھانی پر بوسہ دیا اور فرمایا دامن! کیا بات ہوئی تھی؟ انہوں نے کہہ دیا زور و دیر میں ہجوم کر کے اولیٰ میرے گھوڑے کو قتل کر دیا تھا جب میں اس کے لوہے سے ٹکر ہوا تو مجھے گرفتار کر کے بیڑیاں پہنا دیں۔ یہی کام میرے ساتھیوں کے ساتھ کیا گیا۔ ہم اپنی زندگی سے بے گھر ہو گئے تھے جب رات ہوئی اور اس کی غفلت کی یاد دے ہمیں اپنے اندر چھپایا تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے دیکھا ”لا باس علیک یا دامن و اعلم ان منزلتی عند اللہ عظیمہ“

عقد سے پانی کا خواہاں ہو۔ آپ نے فرمایا میرا مطلب اس سے یہ ہے کہ میں اس اہم کام میں تمہارا مشورہ طلب کروں۔ میں اپنی رائے میں مناسبہ کچھ کہہ رہا ہوں کہ کسی آدمی کو حضرت امین اللہ علیہ السلام کی خدمت اللہ میں روانہ کروں۔ ممکن ہے کہ وہ کسی طرح ہماری خدمت فرمائیں اور جہاد سے بھائی ہماری مدد کو پہنچ جائیں۔ حضرت سعید بن زید بن عمرو بن نفیل ہمدانی نے کہا کہ واقعی جناب کی رائے بہت صاحب ہے ایسا کرنے میں کچھ حرج نہیں۔ حضرت مصر بن مسروق یحییٰ نے ایک معاہدہ کی بنا کر اس سے ہر طرح کی مراعات اور نیک کا وعدہ کر کے فرمایا کہ تو حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی خدمت میں چلا جا اور انہیں اطلاع دے دے کہ دشمن کے گروہ اور جمعیتیں ہر طرف کے گھسوں شہر اور دیہات سے آ کر ہمارے مقابلہ میں جمع ہو گئی ہیں نیز وہ تمام کیفیت جو تو نے یہاں دیکھی ہے مفصل ان سے بیان کر دینا۔

گئے ہیں کہ معاہدہ نے یہ سن کر دمیوں کا لباس پہنا اور دمیوں سے آگے بھاگ کر حضرت ابوعبیدہ بن جراح کی طرف چل کھڑا ہوا یہ راہ چلنے میں کوشش کر رہا تھا۔ آرام و تکلیف کی اسے مطلق خبر نہ تھی رات دن چلنے سے کام تھا حتیٰ کہ طلب میں دو حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے لشکر میں پہنچا اور سیدنا حضرت ابوعبیدہ بن جراح کے غصے کا رخ کر کے آپ کے سامنے آ کھڑا ہوا چلنے اور مسافت قطع کرنے سے یہ اس قدر پکڑا چور ہو گیا تھا کہ وہاں پہنچنے ہی پر بھوکے غمیری طرح گر پڑا۔ آپ نے یہ دیکھ کر اس کے اوپر پانی کے چھینٹے مارنے کے لئے فرمایا چھینٹے مارنے سے جب اسے ہوش آیا تو آپ نے سمجھا کہ شاید بھوکا ہے۔ آپ نے اس کے واسطے کھاؤ منگوا دیا جب اسے کھائی کر ڈرا ہوش آیا اور کچھ برا آرام کرنے کے بعد راحت پائی تو اس سے آپ نے دریافت کیا کہ معاہدہ بھائی کیا بات ہے آپ انکار ہلاک ہو گیا؟ اس نے کہا ہمارا خدا کی قسم نہیں بلکہ دشمن نے اتنے چاروں طرف سے گھیر کر اس کا محاصرہ کر لیا ہے۔ اس کے بعد اس نے تمام کیفیت بیان کی جزائی کا حال انگواردوں کے مہانوں کا توڑ دینا حضرت ابوبہرہ کی گرفتاری ان کا قید سے رہائی پانا نیز لشکر کا سختی و شدت میں ہونا سب سمجھ کر یہ یاد۔

آپ کو سن کر سخت غصہ ہوا اور حاضرانہ حالت میں جلدی سے کھڑے ہو کر حضرت خالد بن ولیدؓ کے خیمے میں تشریف لے گئے۔ آپ اس وقت اپنی زبردست کر رہے تھے۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو اپنے پاس آتا دیکھ کر فوراً کھڑے ہو گئے سلام کیا تعظیم بجالا کر سر مبارک اور دریافت کیا ایسا لامیرا خیر تو ہے کیسے قدم رنجہ فرمایا۔ حضرت ابوعبیدہ بن جراح نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنی قیام گاہ میں لے آئے۔ معاہدہ نے فرمایا کہ جو بھوکہ تو نے دیا ہے دیکھا ہے بیان کر۔ معاہدہ نے حضرت خالد بن ولیدؓ کے سامنے پھر تمام ماجرا دہرایا۔ آپ نے سن کر فرمایا اللہ پاک بھانہ تعالیٰ نے ہمدانی تائید و نصرت کی اور ذلیل و رسوا نہیں کیا۔ اس پر ان کا چہرہ ہزار ہزاروں کا دکھنا کہ شکر ہے۔ ہمیں یغیوں پر مسرور تھین فرمائی ہے اور حکم دیا ہے کہ معائب و مہر کریں چنانچہ فرماتے ہیں:

يا ايها الذين آمنوا اصبروا وصابروا واثقوا الله لعلكم تفلحون.

”ایمان والو! صبر کرو مقابلہ میں ثابت قدم رہو اور آپس میں طے ہو اور اللہ تبارک و تعالیٰ سے ڈرو تاکہ تم فلاں کو پہنچو۔“

دوسری جگہ ارشاد ہے:

ان الله مع الصابرين.

”اللہ تعالیٰ صبر میں کے ساتھ ہیں۔“

ایسا الہامی احوال نے جہاد فی سبیل اللہ میں اپنے آپ کو وقف کر دیا ہے۔ اللہ جل جلالہ اور رسول مقبول کے راستہ میں ہم اپنی جان کا خطر نہیں کر سکتے۔ ممکن ہے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ مجھے دوزخ سے نجات دے دیں اور جام شہادت نوش کرادیں۔

یہ کہہ کر آپ اپنے خیمے کی طرف لپکے زور دینی کا ہواک سر پر رکھا تو درحالیٰ کی گھوڑے پر سوار ہوئے اور کاب میں بیٹے کو مرکز کر کے تیار ہو گئے۔ ادھر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ نے اضران لشکر کو اسلحہ سے مسلح ہونے کے لئے فرمایا۔ مسلمانوں میں چاروں طرف آوازیں بلند ہوئیں اور چاروں طرف سے دوزخ کو اللہ جل جلالہ اور رسول مقبول کے راستہ میں مسلمان آنے لگے اگر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ ان تمام حضرات کو فتح نہ فرماتے تو تمام کے تمام چل کھڑے ہوتے مگر آپ نے ان میں سے تین ہزار سوار منتخب کر کے انہیں چلے کا حکم فرمایا اور ان کے بعد پھر ایک ہزار (یا ہر دایہ دیگر) اور ہزار سوار حضرت عباسؓ بن عباسؓ کی ماتحتی میں دے کر ادھر روانہ کئے۔

واللہ فی سلسلہ روایت روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت میسرہ بن مسروقؓ ہجرت کی تک کے لئے دروں کی طرف تشریف لے چلے تو آپ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کہ وہ سب العزت میں عرض کی الہی! آپ ہمارے لئے ادھر کا راستہ آسان کر دیجئے۔ راستہ کی دورانی کو لیٹ کر رکھ دیجئے۔ ہمارے لئے ہر سختی کو آسان کر دیجئے۔ اپنے فیض کو جو ہم پر رحم نہ کرے مسلمان فرمائے اور طاقت سے زیادہ ہم پر بارش ڈالئے۔ یہ کہہ کر آپ دروں کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت میسرہ بن مسروقؓ ہجرت کا یہ حال تھا کہ انہیں رامیوں نے ہر طرف سے گھیر رکھا تھا اور آپ روزانہ ان سے شام تک معرکہ کی لڑائی کرتے تھے۔ رمیوں کی تعداد پانچ سو روزانہ قتل ہونے کے باوجود باقی تھی۔ مسلمانوں کو اگرچہ فزیم پیچھے تھے اور وہ لڑتے لڑتے پھنچا رہے تھے مگر دم و سی تھے اور زور و دیر اور ان میں جدلی پیدا نہیں ہوئی تھی وہ گویا ایک ایسی قوم تھی کہ اللہ پاک و تبارک و تعالیٰ کے حکم سے جس کی موت پر وہ کبھی پیچھے چھپ گئی تھی۔

واللہ فی کہتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ بن عوفؓ کا بیان ہے کہ جب حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کی طرف روانہ ہو گئے تو حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ مجھ و میں گر پڑے۔ ایک طوفانی ہوا آیا اور میں میں آپ نے دعا مانگی شریعت کی۔

”لہا العالین! میں اس ذات گرامی کا جناب کو واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں کہ جس کے نام کو آپ نے اپنے نام کے ساتھ دیا اور جس کی بزرگی و عظمت سے انبیاء و پیغمبر اسلام کو روشناس کرایا کہ آپ ان کے لئے راستہ کو لیٹ کر رکھ دیجئے۔ راستہ کی سختی اور تکلیف کو ان پر آسان کر دیجئے اور انہیں ان کے بھائیوں اور ساتھیوں تک پہنچا دیجئے یا قریب یا مجیب“

کہتے ہیں کہ حضرت میسرہ بن مسروقؓ ہجرت اور آپ کے عراقی اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی طرف سے کئی کشودہ کار کے منتظر تھے کہ ان کے پاس آئے گی اور فتح و نصرت نازل ہوگی۔

محمد اللہ بن ولیدؓ انصاریؓ نے ثابت بن مہرانؓ اور انہوں نے حضرت سلیمان بن عامر انصاریؓ سے روایت کی ہے کہ مرجع

ہمسایوں میں نیز جس روز ہم نے کھادوں کے میدان توڑ دیے تھے میں بھی حضرت میسرہ بن مسروقؓ کے لشکر میں شامل تھا۔ روئی ہر طرف سے مسلمانوں کی طرف کھینچے چلے آتے تھے۔ ہم روزانہ صبح کھڑے تھے اور شام کو آرام و راحت حاصل کرتے تھے۔ ایک روز لڑائی کے لئے رومیوں کی طرف سے ایک سردار نکلا جو روز میں بہت کم ہاتھ بڑھاتا تھا۔ دونوں بازوؤں پر دو لوہے کے جوشن پہنتے تھے سر پر ایک جود لگا رکھا تھا جو سونے کی طرح چمک رہا تھا اس پر عمار کی ایک صلیب بھی بولی تھی اور ہاتھ میں لوہے کا ایک عود تھا جو اونٹ کے پاؤں کی طرح کا معلوم ہوتا تھا اس نے میدان میں آ کر دونوں صفوں کے مابین گھوڑے کو ایک چکر دیا اور اسی میں مبارک زخمی ہوا لڑکھٹ کے لئے حریف کو طلب کرنے لگا۔ یہ ان تین سرداروں میں سے ایک سردار تھا جنہیں ملک بزرگ نے تیس ہزار غنیمت پر سردار بن کر رکھا تھا۔ یہ بڑا بڑا گھوڑے کو چکر دے رہا تھا اور اپنی روئی زبان میں بڑا بڑا جانتا تھا۔

حضرت میسرہ بن مسروقؓ نے تین زبان سے دریافت کیا کہ یہ کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا یا اپنی بولی میں کہ رہا ہے اور کہتا ہے کہ بہادر اور دلیر لوگ میرے مقابلہ کے لئے نکلیں۔ آپ نے مسلمانوں کی طرف خطاب کر کے فرمایا: معاشرۃ المسلمین! آپ حضرات میں سے کون شخص اس کے مقابلہ کے لئے نکلے گا اور اس کی شراعت کا سدباب کر کے اسے کون سا جہاد موت کے گھاٹ اتارے گا۔ یہ سن کر قبیلہ غنیمت میں سے ایک شخص آگے بڑھا چونکہ یہ شخص رومیوں کی ذرا دہانہ کا لباس پہنتا تھا اس لئے ہم نے اُنہیں جانا دیکھ کر یہ گمان کیا کہ وہ نصرانی ہے جس نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اب اس روئی سردار سے لڑنے کے لئے نکلا ہے جب وہ اس سردار کے پاس پہنچا تو سردار اپنی روئی زبان میں گفتگو کرنے لگا اور یہ سمجھا کہ یہ میری بات سمجھ رہا ہے مگر جب اس نے قریب اور قیاس سے یہ معلوم کیا کہ یہ میرا کام نہیں سمجھتا ہے تو اس نے ان کے اوپر فوراً ایک حملہ کر دیا اور اپنا عود دوسرے اس پر دے مارا۔ غنیمت سمجھلا پیچھے ہٹا اور ادراختی دیا مگر عود گھوڑے کے سر پر پڑا اور گھوڑا چکر اکر زمین پر آ رہا۔ غنیمت بھر کھانے پر دوسرے کھڑا ہوا اور چابا کو کھانے کے اس کی طرف بڑھوں مگر حضرت میسرہ بن مسروقؓ نے اس پر دم کھانے سے آواز دی اور کہا غنیمت بھائی! ہمیں تم واپس چلے آ جاؤ اور اپنی جان کو معرضہ بلا کر تمہاری غنیمت ہی پہنچے لو مگر روئی سردار نے اس کا تعاقب کیا اور چابا کو اس کے پاس پہنچ گئے اس کا کام تمام کر دیا چونکہ غنیمت پہلے تھا اور یہ گھوڑے پر سوار جب وہ اس کی طرف چلا تو حضرت عبداللہ بن حذافہؓ بھی فوراً اس کی طرف دوڑے اور ایک ایسی ڈانٹ چلائی کہ روئی سردار ہچکا ہکا مارا گیا اور آپ کی طرف دیکھنے لگی غنیمت سلامت مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہو گیا اور آپ نے میدان میں پہنچ کر اس سردار پر حملہ کر دیا دوسرا بھی آپ کی طرف بڑھا اور آپ پر حملے کرنے لگا۔

دونوں ایک دوسرے پر حملہ کر رہے تھے اور گھوڑے کو ڈانٹتے جاتے تھے آپ کا اور اس کے بدن پر کثرتِ اسلحہ اور سامان کی وجہ سے کوئی اثر نہیں کرتا تھا اور اس کا حملہ آپ پر برابر اپنی آہال پر روک رہے تھے۔ دونوں حریف جان توڑ کوشش کر رہے تھے اور چاہتے تھے کہ میں اپنے مقابل کو موت کے گھاٹ اتار دوں حتیٰ کہ عود کے بوجھ سے روئی کے بازو دست پڑ گئے مگر لڑائی حوالہ نہیں دے سکی تھی نہ دونوں کے حملے برابر جاری تھے۔ آخر آپ نے بھرتی کے ساتھ بہت جلدی کر کے کھار کا ایک ہاتھ اس کی داڑھی کے نیچے مارا اور آپ کی کھار کا اٹھا کر روئی کے گھٹے پر اس زور سے بیجا کہ اس کا سر نچا میں اڑا ہوا نکلائی دے پئے لگا۔ گھوڑے نے کھل

ہوئے ہی چاہے کہ میں روپیوں کے شہر کی طرف ہوا ہوں جاؤں مگر آپ نے اسے دودھ کر پلا دیا اور میں روٹی سوار کا تمام ہمارا سامان اتار کے مسلمانوں کے لشکر کی طرف لوٹ آئے چونکہ یہ سردار ملک برہنہ کے نزدیک نہایت معزز و متکرم تھا چنانچہ بادشاہ کا خاص آدمی تھا جس نے روپیوں کو اس کام نہایت شوق نگاہ اور دہشت چھپا چاہے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی گرفتاری

کہتے ہیں کہ اس سردار کے قتل کے بعد دوسرے سردار نے میدان میں آئے گا را راہ کیا اور یہ کہ مجھے اس کا بدلہ لینا ضروری ہے اب میں میدان میں بھیج کر اس کے قاتل کو قتل کر کے برہنہ کے پاس لے جاؤں گا اور اس سے کہوں گا کہ تیرے مصاحب کا یہی قاتل ہے اب جو تجھ تیرے ولی میں آئے تو جس کے ساتھ سلوک کر۔ یہ کہہ کر یہ مسیح اور زور دینی اور ایک شہری گھوڑے پر سوار ہو کے مشرق کی فوج کے پاس آیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے اس کا اسباب اور ساز و سامان پہلے ہی بتا دیا تھا اور مرتب سے جدا ہوا میسر ہو چکا تھا۔ پیادے اکیلے کہ یہ فخر شفقت دیا یا اور کہنے لگا نبی (علیہ السلام) اکیلے اور مصیب کی قسم میں ضرور بدلہ لوں گا یہ کچھ ہر وہ مسلمانوں کے لشکر کی طرف آیا اور قریب ہو کے عرب کی فصیح زبان میں کہنے لگا معاشر العرب اللہ پاک تبارک و تعالیٰ بہت مدد فرمادے ان ظلموں کی وجہ سے جو تم نے ہم پر روا رکھے ہیں اور تمہارے ان افعال کے باعث جو تم نے ہمارے ساتھ کئے ہیں تمہیں ناک کر دیں گے۔ اس سردار کے قاتل کو چاہیے کہ اب وہ میرے مقابلے کے لئے نکلتے تاکہ میں اس سے اس کا بدلہ لوں۔

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے جب یہ سنا تو اس کے مقابلہ میں جانے کا ارادہ کیا مگر حضرت یسرو بن سروقؓ نے ان کے راہ روکنے کی وجہ سے انہیں اس کے مقابلہ میں جانے کے لئے منع کر دیا کیونکہ یہ اس سردار کے مقابلہ میں بہت کافی تھک چکے تھے اور خود اس کے مقابلہ میں جانے کا ارادہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ نے کہا ایسا میرا وہ مجھے میرا دم لے کر پکار رہا ہے کہ میں نہ گیا تو میں بڑا بزدل سمجھوں گا۔ آپ نے فرمایا مجھے تم پر رحم آتا ہے تم بہت تھک چکے ہو۔ انہوں نے کہا آپ مجھ پر دنیا کی شفقت اٹھانے کے متعلق تو رحم فرماتے ہیں اور آخرت میں خدا آپ اور آپ کے بارے میں جو شفقت نہیں فرماتے۔ رسول اللہؐ کی زندگی اور پیش کی قسم میرے سوا اس کے مقابلہ کے لئے کوئی شخص نہیں نکل سکتا۔

یہ کہہ کر آپ متوکل سردار کے گھوڑے پر سوار ہو کر اس کی طرف بڑھے۔ آپ نے لڑائی کے کسی سامان کو سوا اس گھوڑے کے تہہ نہ لیا نہیں فرمایا تھا۔ نہ شمشیر نہ تلوار تھی اور ہنی و حال۔ جب آپ اس کے قریب پہنچے تو اس نے گھوڑے کو دیکھ کر مار پیچ بن لیا کہ اس سردار کے قاتل بھی ہیں۔ سو پچھتے ہی وہ پہاڑ کی طرف آپ پر لوٹ پڑا اور آپ کو اتنی بھی مہلت نہ دی کہ آپ سنبھل سکیں تیس فرار آپ کے پاس آیا تمہارے آپ کی طرف بڑھا بکڑا اور کھینچنے کے زین سے جدا کر لیا۔ پھر اسی وقت آپ کو گرفتار کر کے اپنی فوج میں لایا اور سپاہیوں کے سپرد کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ اسے جھکڑیاں اور بیڑیوں سے تھپکے رکھو اسی وقت ڈاک کے گھوڑے پر بٹھائے بادشاہ کے پاس لے جاؤ اور جو کہ تیرے مصاحب طلحہ بن جریج کا قاتل بھی نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو ان سپاہیوں نے اس کے خیمے کے مطابق فوراً پانچ نیزہ کر کے قلعہ کی طرف روانہ کر دیا۔ یہ سردار اُن کے اُن کے اور اپنے کام پر فخر کرتا ہوا پھر میدان کی طرف چلا اور میدان میں آ کے اپنے حریف کو انتظار کرنے لگا۔ اب مسلمانوں میں سے تین شخصوں نے جدا جدا اس کے مقابلہ میں جانے کے لئے ارادہ کیا اور ہر ایک نے یہی کیا ہاں کہ میں اس کے مقابلہ میں پہنچوں۔ حضرت مسروقؓ بن مردقہؓ نے ان کا ارادہ معلوم کر کے اپنے دل میں کہا میں مسروقؓ عبداللہ بن حذافہؓ سے گرفتار ہو گئے۔ جن مسلمان اس ملعون کی طرف جانے کا ارادہ کر رہے ہیں تجھے خدا سے شرم نہیں آتی کہ تو مسلمان کا علم اٹھائے ہو جسے اس کشادہ بینشائی سے ان کی گرفتاری دیکھ رہا ہے اور لڑائی سے پہلے ہی کرتا جاتا ہے۔ قیامت کے دن قلعہ عثمانی و ولید لہلال والا کرام کے سامنے کیا جواب دے گا اور کیا خدا کرے گا۔

یہ سوچ کر آپؐ نے حضرت سعید بن زیدؓ بن عمرو بن نفیلؓ کو بلا دیا اور وہ عثمان جو آپؐ کو حضرت ابو سعیدؓ بن جراحؓ نے مرحمت کیا تھا انہیں دے کر فرمایا کہ "سعید تم پر نشان لے کر کھڑے ہو میں اس ملعون کے مقابلہ کو بہتوں کو لڑا جس نے مجھے شہید کر دیا تو میرا اللہ غالب و بزرگ و برتر ہے اور میری نے اس کو قتل کر دیا تو اس کا ثواب حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کے اعمال نامہ میں درج ہو گا۔"

حضرت سعید بن زیدؓ بن عمرو بن نفیلؓ نے مسلمانوں پر چڑھا تو میں نیا اور یہ مسلمانوں کا عقیم سپہ سالار شریعہ کی طرح انکار ہوا اس سردار کے مقابلہ میں چچا وہاں پہنچ کر آپؐ نے اولیٰ گھوڑے کو ایک چکر دیا اور حسب ذیل شعار پڑھے

اللہ جبار و قہار نے یہ جان لیا ہے کہ آگ سے میرا دل دانا دیا گیا ہے یہ عیب کا ٹھم لیں گے۔ وہی سردار اپنے شریر ہم نوائوں سمیت جلدی جان جائے گا کہ عالم آخرت کسی کے دانستے ہے اور میرا معبود بدلے لے لیا ہے۔"

کہتے ہیں کہ آپؐ نے یہ چہ کر اس سردار پر حمل کیا سردار بھی آپؐ پر متحذور ہوا اور ہر تک دونوں حریف گھوڑے کو دانستے رہے اور انہیں بچھڑ دیتے رہے۔ لڑائی نے مذکور صورت اختیار کی۔ دونوں گھوڑے کوداتے کوداتے بالکل قریب ہو گئے اور ایک نے دوسرے پر پوری طرح حسرت کی پھراؤں لاتے داتے اور چلے گئے اور آپؐ غبار میں آفرانظر۔ یہ بالکل غائب ہو گئے۔ برگر وہ اپنے اپنے سرداروں کی طرف دیکھ رہا تھا اور غلغلی و نصرت کی اس کے لئے دعائیں مانگتا جاتا تھا حتیٰ کہ پھر دونوں سردار ظاہر ہوئے مگر اس حال میں کہ دونوں غائب تھے اور آپؐ نے قریب تھے اور چاہتے تھے کہ جدا جدا ہو جائیں کہ اس سردار نے حضرت مسروقؓ بن مردقہؓ سے کہا دیکھئے تمہارے دین کی قسم! یہ تمہارے نظریے پیچھے سے کیا اور کس کا نشان اڑتا ہے؟ آپؐ نے اس کے کلام کی طرف کچھ التفات نہ کیا اور فرمایا وذلک دعی اللہ والعزیر یا اللہ پر کچھ عید (دعا) نہیں ہے۔

اس نے کہا مجھے اپنے دین کی قسم! میں موت نہیں کتنا بلکہ آپؐ سے حج کہہ رہا ہوں یہ اگرچہ صحت بدل رہا تھا مگر آپؐ نے اس نیت سے کہ تمہیں ہے کہ میری تعالیٰ جس جہاد نے مسلمانوں کے لئے شہداء کا دروازہ کھولا اس کے قول کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے اس خوف دیکھا۔ وہی سردار نے آپؐ کو مائل دیکھ کر آپؐ کی طرف جھپٹا اور آپؐ کو پکڑ کر یہ کیا ہاں کہ میں سے افسار گرفتار کر لوں کہ دفعہ دوسرے ایک نور کی طرح کچھسا ہوا نشان اٹھائی دیا یہ نشان حضرت زید بن ابیہ خزیمہؓ کے ہاتھ میں تھا جو

فنائے آسمانی میں ملتا ہوا سچا آرہا تھا۔

مسلمانوں نے اسے دیکھتے ہی زور زور سے تحمیر و لٹیل کے جان بھارا نعرے مارنے شروع کئے ان کے سننے ہی ان کے صولت و جذبہ کی وجہ سے سردار کے ہاتھ کی گرفت ڈھیلی پڑی اور وہ سبوت مساجد کے مسلمانوں کے لشکر کی طرف دیکھنے لگا کہ کیا ہوا ان کے اس خوف متوجہ ہوتے ہی حضرت بصرہ بن مسروق یحییٰ نے اس پر ہاتھ مارا اور پکڑ کے یہ چاہا کہ زمین سے نکالوں مگر چونکہ وہ زمین سے مربوط اور مڑے سے ندرہا ہوا تھا اس لئے اپنی جگہ سے نہ اٹھ سکا۔ آپ نے چاہا کہ اسے کھینچے ہی لوں مگر آپ اس پر بھی قادر نہ ہو سکے مگر پھر بھی آپ سے اپنی طرف کھینچنے ہی رہے تاکہ اسے پیچھے گرادوں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے بھی اصرار ہی آنے کا ارادہ کیا اور جب آپ بالکل قریب آ گئے تو اس نے اب یہ سمجھ لیا کہ میری موت قریب ہی آ گئی ہے یہ سوچ کر اس نے توار کا ہاتھ اٹھا لیا اور چاہا کہ حضرت بصرہ بن مسروق یحییٰ کے ہاتھ پر بارودیں تاکہ ان کے ہاتھ سے ہتھیار ال جائے مگر جلد ہی میں حضرت بصرہ بن مسروق یحییٰ کی طرف سے توار کا رخ پھرا اور وہ توار اس کے بائیں ہاتھ پر جا کر پڑی جس سے اس کا وہ ہاتھ کٹ کر زمین کے اوپر گر پڑا حضرت بصرہ بن مسروق یحییٰ زمین کی طرف لپٹے اور وہ روی سردار ہاتھ کی تکلیف کی وجہ سے شور و فریاد اور آواز دوا دوا کرتا ہوا اپنے لشکر کی طرف بھاگا۔ راستہ میں اسے اس کا غلام اور مصاحب لیے جنہوں نے اسے اپنی گردنوں پر اٹھا لیا اور نصیرہ میں اس کے ہاتھ کو دفن دیا۔

حضرت خالد بن ولیدؓ کا حضرت مسروق یحییٰ کے پاس پہنچنا

حضرت خالد بن ولیدؓ حضرت بصرہ بن مسروق یحییٰ سے ملحق ہوئے۔ ایک نے دوسرے کو سلام کیا۔ حضرت بصرہ بن مسروق یحییٰ نے رویوں کے متعلق جو کچھ حالات گزرتے تھے سب یہ سن گئے اور یہ بھی کہا کہ حضرت عبداللہ بن حذافہ گرفتار ہو گئے ہیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے یہ سن کر سخت متعجب کیا اور فرمایا انا ملحقہ وانا علیہ واجمعون اس کے بعد کہ انہوں نے عبداللہ بن حذافہ ایسا قصص گرفتار ہو جائے۔ خدا کی قسم! خالد بن سے جو انہیں بھوکا اور پیاسا پھوڑا لے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ

حضرت خالد بن ولیدؓ قیدوں میں تھے۔ جب ان کا روز ہو تو رویوں کے لشکر میں سے ہاتھوں کا بنا ہوا لباس پہنے ہوئے ایک بوزعہ حاضر آئے ہوا انہیں کی دیا۔ جب آپ کے قریب پہنچا تو اس نے آپ کو قطعیس بھد ذکر، چاہا مگر آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا کہ کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ ہمارا سردار آپ کی اطاعت میں آتا چاہتا ہے۔ اس نے جب سے اس لشکر کا جو آپ کی کمک کے لئے آیا ہے دیکھا ہے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہمیں ان کے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے اور وہ اسی لئے صلح کا خواہاں ہوا ہے۔ کیا آپ حضرات صلح کرتے چاہتے ہیں؟ اگر آپ نے ہم سے صلح کرنی تو ہم آپ کے قیدی کو چھوڑ دیں گے نیز جس قدر آپ ہم سے زور تادان طلب کریں گے وہ بھی ہم آپ کو دے دیں گے مگر شرط یہ ہے کہ آپ ہمارے شیراز سے واپس چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا کہ تم ہمیں باتوں کے سوا کچھ نہیں جانتے۔ رہا قیدی کا مسئلہ سو گر ہم نے غرضی سے نہ دیا تو زبردستی دے گئے۔ اس نے کہا کیا تم ہی عرب کے سردار ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں اس نے کہا اگر آپ حساب سمجھیں تو آن لڑائی کو موقوف نہ کریں ہم آج آپس میں مشورہ

کر میں نے اور ہمارا راز اپنے ہاتھ کے ارد کی وجہ سے چھوڑا رام کر لے گا۔ ہمارے اندر جو کچھ مشورہ قرار پے گا وہاں کے سردار آپ کے پاس آکر ملے کر لے گا اور جو کچھ آپ فرما میں نے اسے منظور کر لے گا آپ نے فرمایا بہت بڑا عزم منظور ہے۔ وہ بڑا محض عزم بہت سے ایسے لشکر میں کیا اور اسے ہم سردار سے ہم انہوں نے تیری درخواست کو منظور کر لیا ہے۔

اب جنگ کے شعلے فرو ہو گئے اور لڑائی نے اپنے گڑاں ختم کیا۔ دیکھائیے۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے جو کتنے روزات موتی توڑ دی اور اس نے اپنے لشکریوں کو قسم دیا کہ وہ انہوں کے دروازوں پر آئے۔ دشمن نے ان اور قوت معمول سے زیادہ دو دشمنی کریں۔ لشکریوں نے اس کے کہنے کے مطابق ایسا ہی کیا جب خوب آئے۔ دشمن جو قوت انہوں نے دشمنوں کے قریب سے اڑا کر دھڑا کر دی۔ یہ وہی مسلمان تھے انہوں نے شہر میں ہی یہاں سے چلے گئے۔ یہی وہی قورمہ ہیں کا کوئی نشان موجود نہیں تھا۔

[illegible]

مسلموں نے روپیوں کے ٹھیکوں اور باقی ماندہ سامان کو اپنے قبضہ میں کیا اور فتح اور ظفر کے ساتھ حضرت ابوہریرہؓ کی حراست کی طرف مراجعہ کیا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس واقعہ کی روایت کی ہے کہ یہ مسلمان ٹھیکوں کا قلعہ کرنے کے بعد یہ فوجی غلاموں کو سب میں بٹائی۔ یہ حال اور ظفر حضرت ابوہریرہؓ کی حراست کے لئے ان سے اتفاق کی اور ان کے بغیر اعلیٰ قیادت پہنچنے سے آپ بہت خوش ہوئے۔ حضرت مسعودؓ کی مسرت و مسنی نے آپ کو سلام کیا، آپ نے اس کا جواب دے کر ان سے اتفاق فرمایا اور مر جا گیا۔ حضرت مسعودؓ نے اس واقعہ کی روایت کی ہے کہ آپ سے شکایت کی گئی کہ آپ نے جس قدر تہمتیں لگائی ہیں ان کے لئے یہ جہنم کا کام ہے۔ آپ کو بتایا کہ اگر حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی طرف سے اس طرح کی تہمتیں آتی تھیں، اب بھی سب کچھ آپ کو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی زبانی ہی سے سخت ضرر و زار پہنچے گا۔ فرمایا: "اللھم اجعل فی امرہ فرحاً و عجباً" یا اللہ! آپ ان کے کچھ میں ان کے لئے کھائیں اور ان کے گھٹے کے لئے کوئی کھانا نہ دے۔

اس کے بعد آپ نے دربار خلافت میں حضرت امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط لکھا جس میں آپ نے مسلمانوں کے دلوں میں پھیلنے والی جنگ ترس اور اضطراب و ہمت نہ ہونے والی فتنہ کی گرفتاری کے متعلق تحریر کیا۔ جب وہ خط جناب امیر المومنین عمر کا رونق کی خدمت میں پہنچا تو آپ اسے پڑھ کر مسلمانوں کے دل کی تسکین و ہمت آئے اور ان کی فتنے کے باعث خوش ہوئے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کی پانچ گھنٹے کے بعد ہی ملائی ہوئی فتنہ نے آپ کے دل پر چڑھ کر کہا: یا عمر! اسے بہت ہی زیادہ محبت تھی۔ پھر آپ نے فرمایا: رسول اللہ کے جیسا اور آپ کی رحمت کی قسم! میں اس کی قسم! میں نے اسے بہت ہی زیادہ محبت کی تھی۔ پھر آپ نے فرمایا: رسول اللہ کے جیسا اور آپ کی رحمت کی قسم! میں اس کی قسم! میں نے اسے بہت ہی زیادہ محبت کی تھی۔

حضرت امیر المومنینؑ کا ہر قل کے نام مکتوب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں واسطے اللہ کے جس بوقلمان جہانوں کے پروردگار، میں جنہوں نے نہ کسی کو باوجود معاصیہ بنایا اور نہ بنایا اور نہ ایک چارہ کہ دعائی کی رحمت کا لہان کے نبی اور رساں محمد علیہ السلام پر۔ یہ خط خدا کے نام امیر المومنین عربین خطاب کی طرف سے ہے۔ اما بعد! جس وقت تمہیں میرے خط لے اسی وقت اپنے قیدی یعنی عبداللہ بن حذافہ کو میرے پاس بھیج دو اور تم نے میری تحریر پر عمل کیا تو مجھ تمہاری بدایت کی امید ہے اور اگر وہ کیا دیا تو میں نیلے آدمیوں کی فوج تیری طرف عرب کر کے روانہ کروں گا کہ جنہیں ذکر اللہ سے نہ تجارت، واقعی ہے اور نہ خرید و فروخت۔ "والسلام علیک من اتبع النبی۔"

آپ نے اسے لکھ کر حضرت ابوہریرہؓ کی طرف "کے پاس بھیج دیا کہ اسے ہر قل کے پاس روانہ کر دیا جائے۔ آپ نے ایک معاہدہ فی نفس کو باہر اسے اجازت دینے کا وعدہ کیا اور فرمایا کہ اسے لے کر ہر قل کے پاس پہنچ جائے۔ معاہدہ فی نفس خط لکھا گیا اور وہاں جا کر وہ بارہا اس سے کہا کہ میرے پاس مسلمانوں کا ایک خط ہے۔ چاہیں اور وہ بارہا یوں نے ہر قل کو خبر دی کہ عربوں کا چلنی آیا ہے اس نے اسے ہار کر دریافت کیا کہ کس کا خط ہے؟ اس نے کہا شہنشاہ عرب حضرت امیر المومنین کا۔ بادشاہ نے اسے ترانے پڑھا اور بادشاہ نے اسے کہا کہ چلنی کو کھلتے سے رکھو۔

حضرت عبداللہ بن حذافہ کی ہر قل سے گفتگو

کہتے ہیں کہ اس نے حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو اپنے پاس بلا دیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی کہ بیان ہے کہ کسی ہر قل کے پاس گیا سردارانِ روم اور افسرانِ فوج اس کے گرد حلقے بچھتے تھے۔ اس کے سر پر تاج رکھا ہوا تھا جس اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا تو مجھے دیکھ کر کہنے لگا تم کون ہو؟ میں نے کہا فیصلہ قریش کا ایک مسلمان ہوں۔ اس نے کہا کیا اپنے نبی کے گھر آئے اور خاندان سے ہو؟ میں نے کہا نہیں۔ اس نے کہا کیا ہو سکتا ہے کہ تم ہمارے زمین میں داخل ہو جاؤ تا کہ میں اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کی فری سے قسم دانٹاں کر دوں ہوا اپنے خاص مصاحبت میں داخل کروں۔ میں نے کہا میں ذاتِ پاک کی قسم جس کے سوا کوئی مہر نہیں جس اپنے زمین اور اس طریقہ کار کو جسے حضور اکرمؐ آئے ہیں بھی قیامت تک نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے کہا تم ہمارے زمین کو کھولی کر لو جس میں آسمان اور اس قدر باریکیاں ہوں گا۔

اس کے بعد اس نے جواب دہ سے بھرا دیا ایک طشت منسوب کیا اور کہنے لگا کہ تم ہمارے زمین میں داخل ہو جاؤ تو میں تمہیں یہ سب جواہرات دے دوں۔ میں نے کہا خدا کی قسم! اگر تو مجھے اپنی اور اپنی تمام قوم کی بادشاہت بھی بخش دے تب بھی میں کبھی اسلام سے نہ بھروں۔ اس نے کہا کہ تم ہمارے زمین میں داخل نہ ہوئے تو میں ہری طرح تمہیں قتل کروں گا۔ میں نے کہا کہ اگر تو میرا بندہ بھی طبعہ کو دے گا اور اگر میں بھی چلاؤں گا تب بھی میں مذہبِ آراء نہیں کروں گا اور جو کچھ کرنا ہے اب کر لے۔

یہ سن کر وہ آگ بھڑک گیا اور کہنے لگا اچھا اگر چھوٹا چاہو تو اس صلیب کو تھوڑے ترلوں میں چھوڑ دوں گا۔ میں نے کہا میں ایسا نہیں

کر سکتا۔ اس نے کہا نہیں تو پھر سورہ گوشت خلافت پر ہزاروں جا۔ میں نے کہا حاشا! بعد میں کبھی نہیں کھا سکتا۔ اس نے کہا یہ بھی نہیں تو شراب کا ایک گونہ پھر وہ۔ میں نے کہا نہ اکی قسم میں کبھی نہیں کر سکتا۔ اس نے کہا مجھے اپنے دین کی قسم تمہیں زبردستی کھانا پڑے گا اور چنانچہ اسی کے بعد میرے متعلق اپنے خلاصہ کو نظم دیا کہ اسے ایک دغری میں بند کر کے اس کے پاس سورہ گوشت اور شراب رکھ دو۔ جب بھوکہ پیاس لگے تو خدا سے کھائے پئے گا۔ غلاموں نے ایک مکان میں وہ گوشت اور شراب رکھ کر مجھے بند کر دیا اور چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کی رہائی

عاصرین کہیں نے یوسف بن عمر ان سے انہوں نے صفیان بن خالد سے انہوں نے حذافہ اور سترہ راویوں سے روایت کی ہے کہ اٹھارہ کی بڑبیت کے بعد قسطنطنیہ میں جا کر برقل اس دہشت کی وجہ سے جو اس کے دل میں بیٹھ چکی تھی چند ہی دنوں میں مر گیا تھا۔ ایک روایت میں یہ ہے کہ وہ مسلمان ہو کر مرا تھا اور حضرت عبداللہ بن حذافہ کے ساتھ یہ مقتولوں کے بیٹے سلسلی میں (اور دیالیت دیکر قسطنطنیہ) نے جس کا لقب بھی ہرقل ہے اسی تھا کی تھی۔

کہتے ہیں کہ میں تین دن تک اس مکان میں بند رہا جب محمد روز مجھے پھر اس نے اپنے پاس بلایا اور غلاموں سے کہنے لگا کہ اس نے اس گوشت اور شراب کو کھالیا۔ انہوں نے کہا اس نے نہیں ہاتھ تک نہیں لگایا وہ تمام جوں کے توں موجود ہیں۔ اس کے ذریعے کہا یہ ایک ایسے شخص الہی قوم کا شریف معلوم ہوتا ہے ذات کو بھی گوارہ نہیں کر سکتا۔ آپ جو نتیجہ اس کے ساتھ سونگ وادار میں گئے وہی مسلمان ہمارے شان قیدوں کے ساتھ بھی کریں گے جو ان کے ہاتھ پڑ جائیں گے۔

ہرقل نے مجھے مخاطب کر کے کہا تم نے اس گوشت کو کھالیا۔ میں نے کہہ دو اسی طرح رکھا ہے میں نے کچھ نہیں کیا۔ اس نے کہا تم نے اسے کیوں نہیں کھایا۔ میں نے کہا نہ اونٹنی اور اس سے رسولؐ کے خوف سے۔ کیونکہ انہوں نے اسے ہم پر حرام کر دیا ہے اور اگرچہ تین دن سے فاق کے بعد میں کھانے کی حاجت رہی ہے مگر میں نے غلاموں کے ملین و خشک کی وجہ سے اسے چوتھے دن بھی ہاتھ نہیں لگایا۔

ہرقل کا بارگاہ خلافت میں ہدیے روانہ کرنا

کہتے ہیں کہ ملک ہرقل کو جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کا جہاد کا خلافا اس نے اسے چھ کر حضرت عبداللہ بن حذافہ کی گویا بہت سامان اور کپڑے دیئے نیز جب حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے دانے ایک جیش قیمت مولیٰ (کولا) دینے جیش کیا اور ایک دست کی حفاظت میں آپ کو پہاڑوں کے دروں تک پہنچا دیا یہاں سے حضرت عبداللہ بن حذافہ بھی حسب میں تشریف لائے۔ حضرت ابو سعید و بن جراحؓ آپ کو آجیہ کر بہت خوش ہوئے اور آپ کو یہ منور روانہ کر دیا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ کو بھی جب دوبار خلافت میں حاضر ہوئے تو حضرت امیر المومنینؓ آپ کو دیکھ کر جبہ شرم میں گر پڑے اور آپ کو باسلامت واپس آنے کی مبارکباد دی۔ آپ نے بارگاہ مسمیٰ میں ہرقل کا مولیٰ جیش نیز حضرت علیؓ کے مسلمان موفاداروں نے مدینہ منیبہ کے

زین خمار آپ نے پاس کھڑا کر دیا۔

”مرد مصطفیٰ کے بعد واضح ہو کہ میں شخص نے شراب پی لی اس پر شراب کی حد واجب ہوئی۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے جیسا کہ اس نے حکمتی حکم فرمایا ہے تم اس کے بموجب بغیر کسی کوتاہی کی پرہیزگاروں کو ان لوگوں پر اللہ کے حدود جاری کر دو۔“

یہ حکم ہمارے یہ حضرت عمر بن خطابؓ کے پاس پہنچا تو آپ نے مجھے یہ سن لوگوں کو جنہوں نے میرے ساتھ شراب پی تھی بلکہ دوسرے (خاریجین) مار دیئے۔ مجھے ان کی تکلیف ہوئی تو میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم! اس کا کرنے میں شراب کا حکم تلاوت کی کہ وہاں جا کر ہم نے شراب پی لی اور ہم پر حد جاری ہوئی جس میں اسے سزا دینا تو دل میں کہہ کر میں نے تلوار اٹھ لی اور اس گھوڑوں میں سوار ہو کر اسے تلاش کرنے لگا۔ جب میری نگاہ اس پر پڑی تو میں تلوار میدان سے اٹھال کر اس کی طرف دوڑا۔ وہ مجھے اس طرح اپنی طرف تو تارکھ کر پلٹا کہ اسے کچھ رگڑا۔ میں نے اس کا تعاقب کیا اور دھانکنا جاتا تھا اور کہتا جاتا تھا کہ اسے خیر میں نے قہر کیا۔ قصور کیا ہے؟ میں نے کہا کھیت اتنے میں ایک ایسی چیز نکلائی جس کے پی لینے سے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ قہر ہوتے ہیں اور میں نے اس کی وجہ سے بہت زیادہ پرست کھائی ہے۔ اس نے کہا خدا کی قسم! مجھے یہ خبر نہ تھی کہ وہ تم پر حرام ہے۔ حضرت مسیح بن حوٰظہ کہتے ہیں کہ مجھے حضرت عباسؓ کی حد سے اسے آواز دی اور فرمایا کہ یہ شخص ہماری قوم دارین میں ہے اس کے قتل کرنے سے احتیاط کرو۔ یہ سن کر میں نے اسے تھوڑا دیا۔ وہ میرے واسطے اچھے اطوار اور سوز لایا۔ کچھ کہہ کر تم نہیں کھاتے تھے ہم نہیں کھاتے۔ میں نے انہیں کھائی تو وہ خوب لڑے۔ معصوم ہوئے۔ میں نے کہا خداوند تعالیٰ تیرے حق میں کس کی میرے ذمے کھانے سے نفی تو انہیں لے کر کہاں چلا گیا تھا۔

والدہ کی کہنے پر حضرت مسیح بن حوٰظہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد حضرت عمر بن خطابؓ نے یہاں سے کوچ کا حکم دے دو۔ ہم یہاں سے چلی کر ایک دوسرے گاؤں میں جس کا: غفلتہ منجیو بنے۔ قسطنطین بن مرقل کو ہمارے آنے کی اطلاع ہوئی۔ اس کے باپ کے لشکر میں سے جو لوگ غریب تھے کھانا کھاتے تھے انہوں نے اس کے پاس پہنچ کر تھی اور اس طرح اس کے لشکر کی تعداد سی ہزار (۸۰۰۰۰) کے قریب پہنچ گئی تھی اس نے اُمّ ایمنؓ کو اپنی طرف کو بلا کر ہمارے لشکر کی خبر لانے کے لئے روانہ کیا اور اسے ہر رات کر دی کہ وہ مرو میں کے لشکر میں پہنچ کر ان کی تعداد اور ارادہ معلوم کر کے میرے پاس لوٹ آئے۔ وہ جاوے ہمارے لشکر میں آیا اور قرآن مجید میں پکڑ لگا۔ ہر اس شخص کے کچھ دھوکے کے پاس سے اُتر دیا۔ انہوں نے اپنے درمیان میں آگ جلا رکھی تھی اور اس کے گرد بیٹھے سیکڑے تھے۔ یہ جاوے اس کی طرف سے اور ان کے پاس چند کے ان کی مشکوٰۃ مستطابہ جب چلنے کے ارادہ سے اٹھتے تھے تو اپنے اطمینان کے لئے اگر چہ چوڑی چلی میں اس کی زبان پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے سبب کے الفاظ جاری کر دیئے۔

اہل یمن نے جب اس کے یہ الفاظ سنے تو فوراً سمجھ گئے کہ وہ یوں کوئی جاوے ہے۔ یہ خیال کرتے ہی وہ فوراً اس کی طرف چھپے اور ہمت کر کے ایک گھوڑے میں اس کا کام تھا کہ وہ یہاں سے تمام لشکر میں ایک شور مچا رہا تھا۔ حضرت عمر بن خطابؓ نے سبب یہ شور مچلے تو اس کی وجہ دریافت فرمائی۔ لوگوں نے آپ سے جاوے کے آنے اور اس کے قتل کرنے کا قصد بیان کیا۔ آپ کو اس سے سخت غصہ آیا اور آپ نے اہل یمن کو بلا کر ان سے کہا کہ تمہیں کس نے اس کے قتل کو کہا تھا۔ اگر تم سے میرے پاس آنے تو میں اس سے دوسروں کی کچھ خبریں دریافت کرتا۔ نیز یہ معلوم ہمارے لشکر میں کتنے جاوے ہوں گے۔ تمہیں ہے کہ اہل یمن جو

جائیں یا جہادی طرف سے ہوسے کام کرنے لگیں کیونکہ قلب باری تعالیٰ میں جہاد کے جذبہ و اقتدار میں ہیں اور جس طرف چاہیں انہیں پھیر دیں۔ اس کے بعد آپ نے لشکر میں ملائی کرا دی کہ اگر کسی کو کوئی مسلمان یا جاسوس مل جائے تو اس کو پکڑ کر میرے پاس لے آئے۔

فلسطین کی جنگ کرنے کے لئے تیاریاں کرنا

کہتے ہیں کہ جب فلسطین کو اٹھانے کے لئے وہ جو مٹی تو سمجھیں کہ جاسوس تھے تو کیا ہے۔ اس نے ایک دوسرا جاسوس خبر لانے کے لیے ہرے لشکر میں روانہ کیا اور وہاں گاؤں میں آیا مسلمانوں کے لشکر کو دیکھا اس کا اندازہ لگا دیا اور جا کر بادشاہ کو خبر کر دی کہ میں ایک جگہ پر تفرے ہو کر اس کا اندازہ لگا رہا ہوں وہ بچ بڑا رسوا ہیں مگر تمام کے تمام شیر کی طرح مسما اور بہت بڑے کرکس کی طرح دھار کرنے والے مسموم ہوتے ہیں۔ پتا ان کے چروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موت کو مل نہیںت اور زندگی کو نااہلی خیال کرتے ہیں۔

فلسطین پر اس نے کئی کئی مہینے (طیعیہ اسلام) مصعب بن اخیل اور قربان کی قسم میں متعدد ویرجہاں سے ضرورت سے آزمائی کر دی اور جہاں تک ممکن ہو گا ان سے خوب ملے آؤں کر ڈال گا۔ اس میں وہی باتیں ہیں۔ تو اپنی مراد کو پہنچا دیا خبر کے ساتھ موت کے بحر آغوش بخوں گا۔ اس کے بعد اس نے فوج اور سرداران فوج کو جمع کر کے ایک چاندنی کا نشان جس کے سر پر سونے کی سرخاں صلیب تھی بنایا اور اپنے ایک سردار کو جس کا نام اٹھا کون تھا اور جس کے قدامت لشکر کا نشانہ راجیخ پر رکھ کر اس کی ماتحتی میں دس ہزار مسلمان اور بڑا فرقہ دے کر اس سے کہا کہ تو میرے لشکر کا بڑا دل ہے۔ اس لشکر کو لے کر آئے آئے چل اور عربوں کے پاس پہنچ جا۔ یہ اس دس ہزار فوج کو لے کر دھڑ چل چلا اس کے بعد اس نے ایک صلیبی نشان بنایا اور ایک دوسرے فوجی لشکر کے جس کا نام بڑھیں بن باور تھا پر رکھ کر اس کی ماتحتی میں بھی دس ہزار فوج دی وہاں سے بھی اس پہلے سردار کے پیچھے پہلے کو نکلا اگلے روز اپنے چچا زاد بھائی قحطاس کو اس ہزار فوج دے کر قحطاس کے لیے چھوڑا اور لوہا دیاتی دی، وہ فوج لے کر دھڑ چل پڑا۔

یہاں تک خوف نہ پہنچے ہیں کہ ہم اس گل گاؤں میں تھے کہ دلگتا وہ پہلہ سردار دس ہزار فوج لے کر ہمارے مقابلے کو پہنچا۔ میرے اسے دیکھ کر اس کی فوج کا اندازہ لگا کر معلوم ہوا کہ دس ہزار کے قریب ہے ہم اپنے دل میں بہت خوش ہوئے اور ہم نے آہیں میں کہا کہ ہم پہلے ہزار ہیں اور ہر دشمن دس ہزار کی تعداد میں کو، ایک آدمی کے مقابلہ میں محض دو آدمی تھے ہیں۔ ابھی ہم یہ نہ کہہ کر ہی رہے تھے کہ دوسرے سردار کی ماتحتی میں ہمیں دس ہزار فوج اور آتی ہوئی دھڑی دنی۔ حضرت عمرو بن حاتم نے اسے دیکھ کر فرمایا تو کہا یہ ابھی طرح کچھ لو کہ جو قحطاس پاک تبارک و تعالیٰ اور ہم، غربت کی طاقت کا ارادہ کر لیتا ہے وہ انھیں دشمن کی کثرت اور ان کی سختی تک سے بھی نہیں گھبراتا کیونکہ جہاد کا اجر و ثواب سب چیزوں سے بڑھ رہا ہے۔ اللہ پاک جو رک دھانی کے راستے میں کارندوں کی صفوں کے اندر شہید ہو جانے سے اور زبردستی کی بات ہو سکتی ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ جنت کے باغوں میں انعام و اکرام کے پھل اور میرے آسمانے گا اور جنت علی علیہ السلام کی رحمت کاملہ سے ہمراہ اندر ہوگا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا بَلْ أَعْيَا عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزُقُونَ“

”جو لوگ اللہ کی راہ سے شہید کر دیے گئے انہیں مردہ ٹھانے نہ ہو بلکہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں اور رزق دیے جاتے

20

اگر تو اس جاہل کے قتل کرنے میں جلدی نہ کرتے تو میں ان لوگوں کے مصلحتی اس سے ہتھیار ہٹا کر دیتا کہ وہ بھی ہے۔ ہم نے حتیٰ المقدور احتیاط سے کام لیا ہے لیکن اللہ عزوجل کا ہر کبھی مقرب نہیں ہوتا۔ اس کے بعد آپ نے انہوں کو قتل کرنے کے بطور مشورہ دے ان سے فرمایا کہ میری رائے میں یہ منہ مصب معصوم ہوتا ہے کہ میں ایکن اہمیت حضرت ابو جہل و بنی حرامہ کی خدمت میں جڑا بھیجوں کہ ہمارے مقابلہ میں چونکہ دشمن کی تعداد زیادہ ہے اس لئے ہماری کمک کے لیے کچھ نوجوان روانہ کرنا چاہئے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا تو کو ان اہل امت کی خدمت میں آپ حضرات کے اندر سے کون شخص جائے گا؟ اللہ غالب و بزرگ و بڑا ہے اس کا اجر ہے۔ جس نے کہ حضرت ابو جہل و بنی حرامہ کی ہمدردی کمک کے لئے نہیں بھیجا کہ حضرت جابر بن ابی سفیان کی ہمدردی کے لئے جو آج کل قسریں لے گا کامروا ہوئے۔ میں بھیجی نہیں روانہ کروں۔ حضرت رضی بن عامر نے عباہ و عرو اللہ کا نام لے کر نوران پر چڑھ کر گئے آپ ہمیں لانے کا حکم دیا۔ میں اور آپ کسی بات کی فکر نہ کریں تو کہ جب ہم تجھ کو اس سے ملے اور ہماری تعداد بہت سی کم تھی اس وقت اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہماری آخر مقامات میں مدد فرمائی تو کیا آج دو دن باقی کافروں پر ہمیں فتح نہ بخشے۔ حالانکہ وہ بہت بڑے کامراز ظالم و ستم والے اور کفار ہیں۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن عاصؓ نے حضرت ربیعہ بن عاصؓ کی رائے پر قحط فرمائی اور کہا کہ خدا کی قسم تم نے بائبل کی کتاب۔

[illegible]

جو کہ کہا ہے وہ آپ نے سنا۔ اللہ تعالیٰ مل شان خوشنودی حاصل کرنے۔ رسول اللہؐ کو روٹنی کرنے اور سب دہلی جو کچھ ہے گا اسے معلوم کرنے آپ حضرت بلالؓ میں سے وہی شخص جانے گا۔ حضرت بلالؓ بن حمارؓ رسول اللہؐ کے موزان جو نہایت سیوا فام دروازہ تھے اور جن کی سیاسی ذہنیت اور جسمانی دونوں آنکھیں انکا بدن کی طرح چمکارتی تھیں اور پیر ہونے کی طرح سرخ رہا کرتی تھیں نیز جو نہایت بلند واز تھا غیور اور کنبے کا پتلا تھا اور اس کے پاس میں جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا بلالؓ! انھیں رسول اللہؐ کے غم نے بہت غمگن حال کر دیا ہے نیز تم عربی نہیں بلکہ حبشی ہو اور عربوں کی تفصیل نہایت سلیج سلیج اور سخی ہو کرتی ہے۔ حضرت بلالؓ نے کہا آپ کو رسول اللہؐ کی قسم! آپ مجھے نئی اجازت دیں گا کہ اس کے پاس میں ہی جاؤں۔ آپ نے فرمایا تم نے مجھے بہت جلدی قسم دی بہت اچھا نام ہی ہوا اللہ تعالیٰ تم کو دعا دے کہ تم بہت غمگن نہ رہو۔ بات کرنے میں اس سے مطلق نہ جھگڑو نصاحت و بافت سے گفتگو کرو اور شریعت اسلام کی پالی بیان کرو۔ حضرت بلالؓ نے کہا اے اللہ تعالیٰ ایسا ہی ہوگا۔

حضرت بلالؓ کا بطور قاصد روانہ ہونا

کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ سال کے پورے کی طرف نہایت تہ اور اور ذلیل اول میں بندھے۔ آپ کے انوں شانے بہت چڑھے تھے اور ایسا معلوم ہوا تھا کہ آپ قبیلہ شہوات تعلق رکھتے ہیں۔ جب آپ کو کوئی شخص دریافت کرتا تو آپ کے حکیم گفتگو کرنے کی وجہ سے ڈر جاتا تھا۔ اس روز آپ کے شام کے بنے اور اسے سفیر پکڑنے کی مصلحت دیکھ کر سب نے تھوڑے سے ہوا کے ساتھ ساتھ ہوا کے ساتھ آپ نے تھوڑا سا مال کی۔ تو وہاں شانے پر رکھ کر سب ہاتھ میں پر ہوئے مسلمانوں کے لشکر سے نکل کر اصرار پلے۔ پلے نے آپ کو دیکھ کر ذلیل خیال کیا اور ذلیل میں سے لگا کہ ان عربوں کی آنکھوں میں ہم بہت حقیر ہیں جو عربوں نے ہمارے پاس ہمیں حقیر سمجھ کر اس غلام کو بھیجا ہے۔

اس کے بعد آپ سے خطاب ہوا کہ کہنے لگا اے غلام! تم اپنے آکا کے پاس واپس چلے جاؤ اور ان سے یہ کہو کہ بادشاہ نے اسے سردار کو بلایا ہے تاکہ اس کے ساتھ کچھ گفت و شنید کر سکے۔ آپ نے فرمایا میں رسول اللہؐ کا موزان بلال ہوں تمہارے بادشاہ کے کسی سوال کے جواب دیں گے عاجز نہیں ہوں گے۔ اس نے کہا اچھا میں بادشاہ کو اس کی اطلاع کروں تم جیسی گھڑے رہو۔ یہ کہہ کر یہ بادشاہ کے پاس گیا اور کہنے لگا ایسا الٹک! آپ سے گفتگو کرنے کے لیے انہوں نے اپنے ایک غلام کو بھیجا ہے۔ اس سے آپ خود اندر و کر لیں کہ ان کی آنکھوں میں ہمدردی قدر و منزلت کا کیا حال ہے۔ غلام جو انہوں نے روانہ کیا ہے نہایت سیوا فام دروازہ قاصد اور ذلیل اول کا بہت بھاری ہے۔ اس کے بعد اس نے آپ کی ایسی صفات بیان کیں کہ جس سے اس کے دل میں آپ کی طرف سے خوف و جھٹکا ہوا نہ رہے کہ ان کے پاس بھربا اور یہ کہہ کر صبر پائی بادشاہ نے گفت و شنید کرنے کے لیے آپ کے سرداروں میں سے ایک سردار کے متعلق کہا تھا اور آپ نے ایک غلام کو بھیج دیا۔ ترجمان مگر حضرت بلالؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا اے سیوا فام شخص بادشاہ یہ کہتا ہے کہ ہم غلام سے بات کرنا نہیں چاہتے بلکہ تمہارے لشکر کے سردار! امیر سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ آپ بادل غرمت واپس چلے آئے اور حضرت عمرو بن عاصؓ کو اس کی اطلاع کی۔ حضرت عمرو بن عاصؓ نے فرمایا بہت اچھا میں جاتا ہوں۔ حضرت عمرؓ میں نے سنا کہ جب رسول اللہؐ نے کہا اے ابو جہل اللہ! جب آپ تشریف لے جاتے ہیں تو اس لشکر کو کسی پر چھوڑتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہیں۔ ان سے زیادہ کوئی رحم نہیں داتا بلکہ مخلوق کے لیے ارم

اور جس میں لیکن پھر بھی نشانِ کوتم سنبھلا اور اس لشکر کی باگ و دویر سے ہندو تم اپنے ہاتھوں میں رکھنے اور انہوں نے یہ دعائی کی اور میرے ساتھ خود کر دیا تو افسہ پاک میں جلا کر پیر سے طیف اور مالک ہیں۔

حضرت شریعہ علی بن حسن کا جب سے اللہ نے آپ کا نشان با تم میں کیا اور آپ کی جگہ سے ہو گئے۔ حضرت عمرو بن نامی اس وقت زور کے اور ان کا ایک جو زب و دین کے لئے تھے۔ سر پہ زور رکھ کا یعنی عام تھا جسے آپ نے شعلے کے لئے پیچھے رکھا۔ چھوڑ کر باقی کے پیچھے رہ گئے تھے۔ کمر میں بیک تھا کہ اور مال قحی اور نیزے کو رکاب میں رکھ کر وہ تھا۔ آپ اس شان و شکست سے دشمن کی فوج کی طرف چلے اور جب اس ترجمان کے پاس جسے قسطنطین نے بھیج رکھا تھا پہنچے تو کھڑے ہو گئے۔ ترجمان آپ کو دیکھ کر ہنسا۔ آپ نے اس سے فرمایا: افراتی یہاں کی تھی کس بات پر فحش آئی؟ تو اس نے کہا: آپ کے لباس اور اس طرح جو آپ نے زیب و ہن کر رکھے ہیں۔ آپ نے ان ہتھیاروں کو کیوں اپنے ساتھ لیا کیا آپ کا اور وہاں لانے کا ہے؟ آپ نے فرمایا: اختیار تو عربوں کا اور مہمان بھجوت ہیں اور مخصوص لباس بھی ان کا نہیں اختیار ہیں۔ میں نے انہیں اس غرض سے اپنے ساتھ لیا ہے کہ قوت ہندوں کا کام دیں اور اگر دشمن کچھ بے وفائی کرے تو انہیں جانتے بچانے کے ساتھ ساتھ اس کی بھی خوشامی کر دیں۔ ترجمان نے کہا: مگر وہ فریب عربوں کا قبیحہ ہے ہماری عادتوں میں داخل نہیں۔ آپ مطمئن ہو کر تشریف لے گئے۔ یہ کہہ کر وہ بادشاہ کے پاس گیا اسے اطلاع دی اور کہا: یہاں مالک، عربوں کے لشکر کے سردار آپ کے پاس آ رہے ہیں اور وہ دینا یہاں پہنچے ہوئے ہیں۔ بادشاہ یہ سن کر ہنسا اور کہنے لگا کہ میں سے کہہ دو کہ تشریف لے آئیں۔

کہتے ہیں کہ بادشاہ نے حضرت عمرو بن عامرؓ کی خبر سن کر سامان درست کرنا شروع کیا قوت کو خوب آراستہ کیا۔ پادریوں اور بچوں کو دائیں بائیں بٹھایا اور افسرانِ فوج کو اپنے سامنے بیٹھنے کا حکم دیا۔ ترجمان حضرت عمرو بن عامرؓ کے پاس پہنچا اور اس نے آپ سے کہا کہ عربی بھائی بادشاہ نے اجازت دے دی ہے آپ تشریف لائیے۔

آپ یہ سن کر آگے بڑھے گھوڑے پر سوار آپ برابر چلے جاتے تھے۔ قیام دیکھ کر آپ کی زیب و زینت اور لباس سے تعجب کرتا جاتا تھا حتیٰ کہ آپ بادشاہ کے عہد کے دروازہ پہنچے یہاں آپ پاؤں دھو گئے۔ روم کے فحش سردار آپ کے آگے آگے ہوئے اور بادشاہ کی طرف چلے گئے۔ اس کے قریب پہنچے تو بادشاہ کی اور آگے آ نکھیں چاہے ہوئیں۔ آپ نے اسے عرب کے دستور کے موافق دعا دی۔ بادشاہ نے آپ کو بچے پاس آنے کا اشارہ کیا مگر کہا نہایت خشوع و خضوع سے چپکے آ یا اور کہا کہ تخت پر تشریف رکھئے مگر آپ نے اس پر بیٹھنے سے انکار فرمایا اور کہا کہ اللہ پاک خدا کی کافر شہداء سے فرشتے بہت زیادہ پاک ہے کیونکہ انہوں نے قوم زمین کو فرشتہ بنا کر ہمارے لئے مباح کر دیا ہے اور اس میں ہم سب برابر ہیں۔ پھر میں اللہ کا فرشتہ چھوڑ کر ہندو سے تخت کو کیوں اختیار کروں۔ یہ کہہ کر آپ زمین پر چھوڑ انہوں ہو کر بیٹھ گئے۔ نیزے کو اپنے سامنے رکھا اور تلوار کو بائیں ہاتھ پر رکھا۔ اس کے بعد فرمانے لگے کہ روئی بادشاہ جو پوچھتا جا رہے ہو پوچھو اور جواب دینا چاہئے ہو سکے۔

عمرو بن عامرؓ اور قسطنطین پسر ہرقل کی گفتگو

قسطنطین پسر ہرقل نے کہا: آپ کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہرنام محمد ہے اور میں عاداتِ عرب اور اربابِ بیت الحرم سے ہوں۔ جس کی لوگ تعظیم کیا کرتے ہیں اس سے کہ عمرو واقعی آپ عاداتِ عرب اور معزز شخص ہیں لیکن اگر آپ عرب ہیں تو ہم رومی

والی چیزیں جو ہم نے تمہارے شہر میں کی پھولی ہیں ان سے باز رکھ کر یا تو رکھنا ہے پس ایسے ایسے جہاز و زمین کی موجود ہیں جن کو تم سے جنگ کا بڑا اشتقاق ہے جتنا تمہیں دنیا کی زندگی کا کیونکہ دوست آخرت اور جنگ کے خیال میں اور رجحان کی کے۔

یہ سن کر قسطنطین پر برقیں چپ ہوئیں اور اسے جو جواب نہ بن پڑا اپنی قوم کی طرف سے فرمایا اور کہنے کا یہ عربی اپنے قول میں باطل چاہا۔ لیکن ان قربان مسیح (علیہ السلام) اور مسلمانوں کی قسم ان کے مقابلہ میں ٹھہر سکتے۔

حضرت عمرو بن حارثؓ فرماتے ہیں کہ میں نے انہیں نصیحت کرنے کا یہ اچھا موقع دیکھا اور میں نے انہیں مخاطب کرنے کا معاشرا رام اور جو تو تم چاہتے تھے اللہ پاک عزوجل نے اور جو تمہارے پاس پہنچا وہی ہے اگر تمہارا یہ غنا ہے اور تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے شہر بھی پائیاں رہیں تو تم میرے دین میں داخل ہو جاؤ اور تمہارے عقائد اور اقوال کی تصدیق کر لو۔ یہ کہہ کر اللہ پاک جبارک و تعالیٰ نے نہ صرف ایک چارہ پکھانہ سب ممکن مذہب اسلام ہی ہے۔ ہندو کو کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ وان محمداً عبداً ورسولہ۔

قسطنطین نے یہ برقیں لے کر امراء و اہل اسلام سے باپ دادا کی مذہب پر مگر جسے ہم اپنے مذہب سے کسی طرف جدا نہیں ہو سکتے۔ آپ نے فرمایا اگر اسامہؓ مجھ نہیں کہ تو ذیل ہو کر اپنی اور اپنی قوم کی طرف سے جڑے اور کرتے رہو۔ اس نے کہا میں اسے بھی انکار نہیں کر سکتا کیونکہ وہی ادا ہے بڑے کے لیے بھی میری طاعت نہیں کر سکتے۔ میرے باپ برقیں نے انہیں جڑے کے لیے پہلے ہی کہ تھا مگر انہوں نے اس کے قتل کر دیے کا اور کو لیا تھا۔ آپ نے فرمایا میرے مکان میں جہاں تک تمہیں نے تمہیں دوا اور سمجھا اور حق الامکان کو بخش کر لی یہ تمہاری طرف خون ریزی سے بچو اور تمہیں کسی طرف داخل نہیں ہوتے۔ اب اور سے تمہارے درمیان ٹھکس کھا کر ہے اور جس اس کے سوا اب کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا۔ اللہ پاک جبارک و تعالیٰ مجھی طرح جاننے ہیں کہ میں نے تمہیں اپنے امر کی طرف دعوت دی تھی جس میں تمہاری نجات کا طریقہ صاف صاف تھا مگر تم نے اس سے انکار کیا۔ میری دعوت کو اس طرح مسترد کر دیا جسب کہ تمہارا ہے۔ آپ مجھ سے اپنی ماں کی طرف تھی کہ سے پہلے اپنے بھائی یعقوب سے اپنی قربت کا خیال نہیں کیا تھا۔ تم خیال کرتے ہو کہ ہم تمہارے نسب میں قریب ہیں لیکن میں اللہ پاک جبارک و تعالیٰ کے سامنے تم سے بڑی قربانی فرما رہا ہوں کی کا عہد کرتا ہوں کہ تمہیں ہم دیکھ کر ہم کسی کے ساتھ کفر کرنے رہے ہو اور اس پر یہودی طرح ایمان نہیں لاتے۔ قرصیو بن حضرت دھن کی اولاد جو اور ہم حضرت ابراہیمؑ بن حضرت اسماعیلؑ کی اولاد اللہ پاک میں علاحدہ و ملوث نہ لے جائے مفسور اکرمؒ کو حضرت آدمؑ سے لے کر آپ کے چچے بزرگوار حضرت عبداللہ کی صلب مبارک تک خیر الامان ہے (عمو اور چچے نسب والے) بنایا ہے اور آپ کے نسب میں ادا ہو جائے نہیں ڈالا۔ اول سب سے پہلے حضرت اسماعیلؑ کی اولاد کو دنیا میں مقرر بنایا اور انہیں عربی زبان کی تعلیم دی۔ تمام عرب اسماعیلی کی اولاد سے ہیں اور حضرت اسماعیلؑ کو ان کے والد ماجد ہی کی زبان پر برقرار تھا۔ پھر عرب کنز کو نصیحت بخشی پھر کنز میں قریش کو حکم فرمایا۔ پھر قریش میں سے بنی ہاشم کو منتخب کیا اور پھر بنی ہاشم میں سے بنی عبدالمطلب کا انتخاب کیا اور سب کے بعد ہمارے آقا مولا جناب محمدؐ کو بنی مہد مہد مہد میں سے برقرار کیا اور آپؐ کو رسول بنایا۔ نبوت مرست کی اور وہی دے کر آپ کی جو کھٹ پر حضرت جبرائیلؑ کو بھیجا۔ حضرت جبرائیلؑ نے آپؐ کا نورانی چروہ کو کھدست میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے ان کے مشرق و مغرب میں پھر اگر آپؐ سے زیادہ افضل اور کریم کی کو نہ دیکھا۔ (سنی اللہ علیہ وسلم۔ حرم)

تیرا انداز بڑا چڑھا کر پھر اس پر لکھنا چاہا، مگر اس نے کہ یہ تیرے چلائے، ثقیفی نے کہا ان سبھی مگر اس کی طرف بڑا تیر پھوڑ دیا چونکہ تیر پھوڑا تھا تیرا من میں ان طرف دکھا ہوا تھا کہ دوروی کو نظر نہ آ یا اس لیے یہ تیر پھوڑنے ہی دوروی کے سبب حاصل میں پہنچا اور گدھی سے نکل کر ہر طرف ہو گیا۔ دوروی پھر اُسے گھوڑے سے زمین پر گرانا دیا تو نہ رکھ اسوت کہ نہ تھہریا۔

یہ دیکھ کر ثقیفی گھوڑے کی طرف دوڑا۔ اسے چکر کے اس پر سوار ہوا۔ دوروی کے خود اپنے سر پر رکھ اور اس دوروی کی شکل کو پہچانتے ہوئے مسلمانوں کی طرف لے آیا۔ ثقیفی کے چپکے بیٹے نے اس کا استقبال کیا اور کچھ بات کہی مگر اس نے غشی میں اس کی بات کا کچھ جواب نہ دیا۔ اس نے کہا مولیٰ میں تم سے بات کرتا ہوں اور تم جواب نہیں دیتے۔ گو یہ قسم کی ادا ہو۔ ثقیفی اس دوروی تیر انداز کے احوال سے حضرت عمر ابن خطابؓ کے پاس آ اور آپ تو اس کے اختیار دے دیئے۔ دو مہینوں نے جب ثقیفی کی یہ بہادر دوروی اور العزری اور کام و کھلاؤ انہیں بہت خفا یا خطر پہ نہ سمجھ سکے کہ اس نے اسے کیونکر بازو ایک آٹس میں آسمان کی طرف اشارہ کرنے لئے جس سے مسلمانوں نے یہ سمجھ کر کہہ دیا کہ یہ ہے جس کو اسے خاکہ سے آ کر قتل کر دیا ہے۔

فصل طہ میں نے اپنے تیر اندازی موت کو دیکھا تو یہ بھی بہت آپ سے باہر ہوا اور اسے نہ کراہا نہایت شوقی کر دیا ہے ایک فوجی افسر سے کہنے لگا کہ تو ان عربوں کے مقابلہ میں نکل کر دین نصرت کی مدد کی حمایت کر۔ اس نے اس کی آواز پر لیک کہہا اور مسلمانوں کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ یہ سرباز و جان کا جوڑ چہنہ ہوئے تو اس کے پیچھے نہایت مضبوط و زور دینی جوشن بازو ہر گار کھگے تھے۔ لگے جس سے نہی آئیمہ صلیب آ واپس آھی۔ تمام پیچھے پیچھے آگے تھوڑے لپے ہوئے تو کور ہاتھ میں آھی اور احوال دوسرے ہاتھ میں سے ہوئے چھانڈا ہوا تھا۔ دونوں صفوں کے بیچ میں آ کر حمل ہو مسازد کا کھڑو لگا یا اور اپنے حریف کے انتظار میں کھڑا ہو گیا۔ مسلمان اس کی طرف دیکھنے لگے اور اس کے گھوڑے کے پھر اس کی سوار کی صورت کو دیکھتے رہے مگر اس کے مقابلہ کے لئے کوئی نہ لگا۔ حضرت عمرو بن عامر نے مسلمان کا یہ توقف دیکھ کر فرمایا یہ دران اسلام اللہ پاک تو رک و افعالی کی اور اس اپنی جان پیش کر کے اس کے مقابلہ میں کون شخص جائے گا اور اس کی شہادت اور ہدی سے مسلمانوں کی کفایت و حمایت کون کرے گا۔ یہ سننے ہی ایک عمرانی یہ کہتا ہوا کہ حضرت اس کام میں نہوں گا آگے بڑھا اور اپنے آپ وہ حضرت عمرو بن عامر کی خدمت میں پیش کر دیا۔

آپ نے فرمایا نہ اودھ نہ تی مل رہی تمہارے ارادے اور کام میں برکت و حمایت فرمائیں چلے جاؤ۔ وہ مسلمان اس سردار کی طرف چلا اور پہنچے ہی نہایت پامردی سے پیش قدمی کر کے اس پر حملہ آور ہو گیا۔ دوروی سردار بھی اس کی طرف بڑھا اور غلے کرنے لگا۔ ورنہ رک و دھوں گھوڑے کو داتے اور شمشیر زنی کرتے رہے۔ آ فرودوں کی کھوار میں ایک واقعہ ساتھ ہی انھیں آ رہے اپنے حریفوں پر پڑیں مگر دوروی سردار نے بہتت کر کے اپنا دھڑکی قدر پہنچے کیا اور اس کی تلوار مسلمان کی دھان پر جو بیڑا ستر اور ہڈوں دوسری تیر کے محض بجزے کی گئی ہوئی تھی پانی اور اڑھل کو کھاتی ہوئی صاف نکل گئی مگر مسلمان اس کی زد سے بالکل بچ گیا اور اس پر اس کا مطلق کھواڑ نہ ہوا۔ مسلمان کی تلوار دوروی کے خود پر چھٹی۔ دوروی کی قدر پہنچنے زوا تو وہ خود کے دھڑکے کرتی ہوئی پیچھے کھوٹ گئی اور اس کا سر جوں کا توں سلامت رہ گیا۔ دوروی سردار کی جانب میں جان آتی تو اس نے مسلمان کے پھر ایک تلوار ماری جو ایک بھاری زخم لگا کر واپس آئی۔ مسلمان یہ مجبور و زخم لگے اور اپنے لشکر کی طرف چلا اور اسے میدان سے ہٹا دیا وچکر ایک دوسرے مسلمان نے غصہ کر کے کہا افسوس سے جو شخص دوری تعالیٰ جل مجدہ کے راستہ میں اپنا جان کو بید کر دیا ہے وہ دشمن کے مقابلہ سے واپس نہیں آیا کرتا۔ اس نے کہہ کر یہ دشمنی کی طرفوں میں کالی نہیں ہے جو تیرے اس طریق توجہ کرتا ہے۔ یا رکھ جو شخص راستہ اپنی جان کو ہلاکت

میرا القی سے اس پر باری تعالیٰ جل جلالہ سلامت فرماتے ہیں۔

یہ کہہ کر اس نے اپنے رخسار کو رخسار اور رخسار میدان کی طرف چل کر اس کے نبی کریم کا کہنا ہے اسے اس نژاد کا صاحب یہ بحر حرب و حرب کی طرف چلا تو وہی اس کا نبی ہم یعنی اس سے اسے جنت دیا تھا کہ نبی کی جان واپس آ جائے یہ بحر خود اور حامل حفاظت کے لیے لپٹے جاؤ۔ اس نے کہا بھائی خالص جو تجھ سے اعتماد اور محبت سے مجھے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کا زیادہ دوسرا اور اعلاء ہے۔ اس سے بعد یہ رخسار یہ اللہ پر چھتا ہوا اس روئی کی طرف دوڑا۔

"(ترجمہ اللہ عزوجل کی طرف لپٹنے کے وقت مجھ سے کہتا ہے کہ تو اس حال کو لے اور اپنی حفاظت کر۔ اس روئی سے جس نے تافروانی اور علم کیا ہے۔ میں اللہ پاک کی بھی قسم کھاتا ہوں کہ میں خود کو سر پر بھی نہ رکھوں گا بلکہ میں اپنے پروردگار پر جس نے پیدا کیا ہے ایک ٹہن رکھوں گا اور آ راستہ وہی است جنت میں داخل ہوں گا جہاں احمد کی رفاقت میری ہوگی۔"

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے اس کے لئے فتح حضرت کی راہ میں، نہیں اور کہا الہی جو اس کی تمنا ہے وہ پوری کرنا، وہ بھی دانا دانا اس روئی سردار کے پاس پہنچا اور تھک گیا، تھا کھانا کھا، تھک مارا کہ وہ دو تورا، دوا بھی کھرا یا۔ اسے خاک و خون میں ملا کے یہ شخص آگے بڑھا اور وہی فرج پر مسلمانوں کو چارہ دہی قتل کے دو ایک ملا اور وہی کو تعلق آیا اور اس کے بعد خود بھی حرم شہادت نوش کر کے آب کوثر کی قمر میں ساقی کو کھڑکھڑائے پاس چل گیا۔ اللہ پاک تو رک و خالی اس کی روح پر اپنی رحمت لائے فرمایا۔ حضرت عمرؓ، بنی نہ مٹانے یہ یہ کچھ کر لے یہ شخص ہے جس نے جنت کو اپنی جان کے سوا کچھ میں اللہ پاک سے خرید لیا ہے۔ ابھی آپ اس کی تشریفاتی موافق حاکم فرمادیجئے۔

رومی سردار قید مومن کا جنگ کے لئے روانہ ہونا

اللہ کی کہتے ہیں کہ ملک ہرقس نے جب اپنے بیٹے قسطنطین کو قیصر یا بیٹی طرف روانہ کیا تھا تو اس کے ساتھ اپنے افسران میں سے قید افسر بھی جس کا نام قید مومن تھا بھیجا تھا۔ یہ رومیوں میں نہایت بہادر شخص اور شہسوار تھا اور اس کا مقابلہ فارس کی فوجوں تک اور رستم کے لشکروں سے ہو چکا تھا۔ یہ مومن کہتے ہیں کہ قسطنطین کا مومن ہونا تھا اور اپنی انکڑ تو نہیں جانتا تھا اس نے قسطنطین سے کہا کہ اس وقت جہاد کچھ پر غرض ہو گیا ہے ان مومنوں سے میں غرور رکھوں گا۔ قسطنطین نے ان کو چاہے سنبھلے کیا مگر یہ اپنے قرب سے باز نہ آیا اور مسلمانوں کے مقابلہ کے لیے چل پڑا۔ یہ ایک زوردار جنگی رہا تھا جس وقت یہ میدان میں پہنچا تو مسلمانوں نے اسے دیکھا کہ تو ایک پہاڑ کا پہاڑ چلاؤ۔ باہر۔ اس سے دن پر چارہ وغیرہ سے جو چیز تھی وہ وہاں سے بہت دہی تھی۔ مسلمانوں نے اسے دیکھتے ہی زور زور سے اللہ اللہ رسول اللہ کے لئے لگے۔ اس نے میدان میں پہنچ کر مسلمانوں کی طرف نہ کر کے خود جہاد شروع کیا اور اپنی زبان میں اپنے ہاتھ متاقل ہو گئے۔ ان کے لشکر اور ان عرب اس کے لباس اور اس چیز کی وجہ سے جو اس کے بدن پر تھی ہر طرف سے اس کی طرف دوڑنے لگے اور ہر ایک یہ خواہش کرنے لگا کہ میں سب سے پہلے اس کے پاس پہنچ کر اسے قتل کر دوں۔

۱۔ فی مہم بنی قسطنطین

حضرت مرد بن عاصؓ نے یہاں ان اسلام کو کھلی کر کے فرمایا، اس کے بدلے کے لباس اور اسباب سے اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کا ثواب دے رہا ہے۔ کوئی شخص اس کے اسباب کے لالچ میں گر کر ہرگز اس کی طرف نہ نکلے۔ خدا فرماتا ہے کہ میں پیچ کر دو شخصوں کو دیا کرتا ہوں کہ وہ میری چیز کی طلب و تلاش میں یہ شخص نکلا ہے وہ اسی چیز کی راہ میں نکلا ہو گا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کے راستے میں شبیہ نہیں ہو گا۔ میں نے خود رسول اللہؐ سے سنا ہے آپؐ فرماتے تھے:

”مَنْ كَفَّاتْ هَجْرَةَ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ هَجْرَةَ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَفَّاتْ هَجْرَةَ إِلَى النَّبِيِّ يَصِيبُهَا أَوْامِرُهُ وَيُزِيلُ جَفَا لِهَجْرَةِ إِلَى مَا هَا حَوَالِيهِ“

”جس شخص کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور ان کے رسولؐ کی طرف ہے، پس اس کی ہجرت اللہ تعالیٰ اور ان کے رسولؐ کی طرف ہی ہے اور جس شخص کی ہجرت بن کی طرف ہے چاہے پچھلی یا عورت کی طرف ہے جس سے وہ نکاح کرے گا جس اس کی ہجرت اسی چیز کی طرف ہے جس کی طرف وہ ہجرت کرے گا۔“

کہتے ہیں کہ میں نے ایک بڑا کامیابی کی ماں اور میں اس کے ساتھ تھیں ملک شام کے ارادہ سے چلا تھا اور راستہ میں اس کی ہمیں نے اس سے کہا تھا کہ بھائی جلد سے جلد چلاؤ کہ شام پہنچ کر وہاں کی محمد و خاندان اور لڑیہ نصیحتیں کھائیں۔ یہ سن کر اس نے اپنی بہن کو جواب دیا تھا کہ میں اس سب سے نہیں ہار رہا ہوں کہ وہاں انعام انعام کے کھانے اور طرح طرح کی چیزیں کھاؤں بلکہ میں اس ارادہ سے چلا ہوں گا کہ وہاں پہنچ کر اللہ پاک جل جلالہ اور ان کے رسولؐ کی رضا مندی کے لئے لڑوں جہاد کروں اور اگر قسمت میں ہو تو جام شہادت نوش کر جاؤں۔ میں نے معاذ بن جبلؓ سے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ شہداء اللہ پاک جل جلالہ کے نزدیک نزدیکی اور روزی دینے جاتے ہیں۔ یہ سن کر ان کی بہن نے کہا تھا کہ جب وہ سرگئے تو پھر کس طرح رزق دینے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا تھا کہ میں نے رسول اللہؐ کے صحابی یعنی حضرت معاذ بن جبلؓ سے سنا ہے وہ کہتے تھے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے:

”إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يَجْعَلُ أَرْوَاحَهُمْ فِي حَوَاصِلِ طَيْرٍ يَخْضُو مِنْ طُيُورِ الْجَنَّةِ لَمَّا كَلَّمَتْكَ الطُّيُورُ مِنْ شَمَارِ الْجَنَّةِ وَتَشْرَبُ مِنْ أَنْهَارِهَا لَتَعْدُوا أَرْوَاحَهُمْ فِي حَوَاصِلِ الطُّيُورِ فَهُوَ الرِّزْقُ الَّذِي جَعَلَ اللَّهُ لَهُمْ“

”حقیق اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو جیز چڑیوں کے پٹوں (معدوں) میں کیا ہے۔ پس چڑیاں بہشت کے پھل کھاتیں اور اس کی نمرود کا پانی پیتی ہیں تو ان کی روحیں ان چڑیوں کے پٹوں میں ہی زندہ اصل کر لیتی ہیں اور یہی وہ رزق ہے جو اللہ پاک نے ان کے لئے سترہ دیا ہے۔“

جب جنگہ قیام ہو گا تو ہر کون ہر وقت اس کے جس طرح موت کے وقت مکانوں سے رخصت ہوا کرتے ہیں اس طرح اپنی ماں اور بہن کو رخصت کیا اور کہا کہ اب ہم انشاء اللہ مع رسول اللہؐ کے خوش کے پاس جمع ہوں گے۔ یہ کہہ کر یہ میدان کی طرف نکلا جس کے ہاتھ میں ایک نیزہ تھا جو بہت سی جنگوں سے جڑا ہوا تھا۔ اور جگہ جگہ سے جس میں جنگہ رہے تھے۔ سواری میں ایک تم

۱۔ معاذ بن جبلؓ نے جس میں حضرت معاذ بن جبلؓ کو بھیجا تھا۔ آپؐ سے سنا ہوا۔

۲۔ مجزوفت ہونے کی وجہ سے اسے جگہ جگہ اناجہ رکھا تھا۔

اس لیے اس واقعہ میں پہنچ کر اس نے خود کو دیکھ کر مارا مگر اس کی ٹانگ میں فیر کے زرو میں لٹھ پڑی اور اس نے انور پر استہانت نکالنا چاہا مگر نہ نکال سکا۔ یہ آخر وہی مرد ہے جس کے بڑے چوتھوں دی بڑا کتا اور وہی نے بڑا کتا پھر دو برس بعد اس جوان کے سر پر مارا جس سے سر سے دھڑکے ہوئے اور غشی جان اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے۔ غشیہ نو کور زمین پر آ رہا قید محسن نے اس کی لاش کے نزدیک چھوڑ دیا اور پھر اپنے نزدیک کو طلب کرنے لگا۔ حضرت ابن قسطنطس کے مقابلہ کے لئے نکلے کور قید محسن نے انہیں بھی غشیہ کر کے رکھا۔

حضرت شریک بن حسنہ کو یہ بھی کور پہنچا جس پر سخت غصہ آیا اور آپ نے اسے کاٹھ پکڑ کر فرمایا کہ سخت چمکاؤ! مسلمانوں کے قتل کو، یتیموں اور یتیم خانوں کو، حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ملک شام میں آنے کے وقت ہو سکا تو آپ کو مرمت کیا تھا اس وقت وہ آپ کے ہاتھ میں تھا۔ آپ استہانت لے کر قید محسن کی طرف بڑھے اور قید محسن کے مقابلہ کے لئے اصرار کرنے لگے۔ حضرت نو مین و عیسیٰ نے آپ کا قصہ سمجھ کر آپ سے فرمایا: عید اللہ علیہا، تو کچھ جان مصلحت سے ہو جس سے اسے اچھے ہاتھوں سے ہاتھ دے دے۔ وہیں کور دیا اور پھر میں اس طرف چوسٹ ہو کر کور آؤ تو یہ کہہ کر یا اس میں سے یکہ درخت اگ کر میں سے اندر کھڑا ہو گیا ہے۔ آپ نے اس سے فحش و نفرت کے حقائق نیک لالہ کی رو قید محسن کے مقابلہ سے اس کی طرف بڑھے۔ مسلمانوں نے آپ کے لئے روزہ اور روزہ کی فحش و نفرت کی دہائییں مانگیں۔ قید محسن آپ کے لباس کو دیکھ کر ہنسنا میں محسن کی آواز بہت بھاری تھی اور اہل اول میں بھی یہ کہہ بخت بہت بڑا چکا تھا۔ وہاں اس کے آپ حکام باہدار اور قور اہل (ان کو روزہ کھانا اور رات بھر تھوڑے کھڑے رہنا ہوتا ہے) کی وجہ سے سخت تحریف الہیوں تھے وہ آپ میدان میں پہنچے تو ہر یکہ نے اپنے اپنے طریقہ پر حملہ کیا۔ دونوں کی توڑ میں گھسیں اور کچلی کی طرح چٹک کر بہاروں کے سر ہل پر پڑیں۔ یہاں وہ حضرت شریک بن حسنہ کا قاتل مکر اور دشمن کی رو پڑی اور انہیں کے بے نکل و حرم واپس بھراؤ۔ قید محسن کی تلوار آپ کے سر پر کچی اور کچی کر کے پھینکے گئے۔ گھوڑے کوڑے پھر دونوں طریقہ متناہت میں نے اور دونوں حرب کے ہاتھ دکھائے گئے۔

حضرت شریک بن حسنہ اور قید محسن کی جنگ اور اس کی ہلاکت

حضرت سعدی بن رومان کہتے ہیں کہ یہ روزہ آلمان پر برپا ہوا تھا اور سردی بے انتہا چڑی تھی۔ یہ دونوں حریف بھی میدان کارزار میں اپنے اپنے جوہر دکھا رہے تھے کہ باڑی نے رستاخیز کیا اور دونوں اس قدر پانی چھڑا کہ معلوم ہوا تھا کہ کسی نے ملک کا من کھوٹا دیا ہے۔ یہ دونوں گھوڑوں سے ترے اور اسی دھل اور کچھ میں کشتی کرنے لگے۔ دشمن نے حضرت شریک بن حسنہ کو ایک دیوار پر بند کر رکھا جو اسے نرا زمین سے اٹھا اپت دے کر مارا اور آپ کے سینہ پر چھوڑ کر پھر نکال کے یہ چاہا کہ اسے سینے میں بھونک دے۔ آپ کی زبان مبارک سے اس وقت یہ الفاظ نکلے کہ یہ غلام اس شخص (اسے فریاد کرنے والوں کے فریادوں) کو آپ کی زبان سے ابھی یہ الفاظ پورے بھی نہیں تھے کہ انہیں کے لشکر میں سے روزہ روپنے اور اصل گھوڑے پر سوار ایک شخص لگا اور اسے لگا۔

حضرت قمر حنین بن حسنہ نے انہیں دیکھ کر یہ کہاں کیا کہ یہ اس مرد کو ساری کے لیے چھوڑا دینے اور میرے قتل پر اس کی امانت کرنے آیا ہے مگر جب دونوں دونوں کے قریب پہنچا تو گھوڑے سے پچھاڑا ہوا اور اس نے سردار کے دونوں چکر حکیمیت کے آپ

کے بیٹے سے ملے اور کہا کہ تمہارے خداوند انکھڑے ہو جاوے فریاد کی طرف سے مدد نہ ملے گی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے نہایت قہر اور جہت سے اس کے منہ کی طرف دیکھا وہ اپنے چہرے پر ایک ڈھاننا باندھ لیا۔ اپنی بیوی کو اور میاں سے نکالی اور اس روتی سردار کے سر پر اس زور سے مارا کہ اس کی روتی الگ جا کر پڑی۔ پھر آپ کی طرف مخاطب ہوا اور کہنے لگا خدا کے بندے اس کا اسباب اتار لو۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں تم سے کام سے غیب بخشش دیتی ہوں تو مشرکین کے لشکر میں سے آیا ہو پھر روتی سردار پر ہی حملہ آور ہوا آخر تو کون ہے؟ اس نے کہا میں وہی بہ جنت اور دوزخ دار کا طریقہ بن غیلہ امودی ہوں جس نے رسول اللہ کے بعد نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور وہ خدا پاک تبارک و تعالیٰ پر یہ جھوٹ باندھا تھا کہ وہ میرے اور روتی بڑل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا بھئی اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی رحمت بہت زیادہ وسیع ہے اور زمین و آسمان و مافوقہا کی ہر چیز پر حاوی ہے جو نقص تو بہ کرتا ہے گناہوں سے باز رہتے ہیں اور اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتے ہیں۔ حضور اکرم نے ارشاد فرمایا ہے النوبة فتح وما للهيبا توبيا ہے، قتل کے گناہوں کو مٹا دیتی ہے۔ یا ائمن غیلہ یہ توبہ نہیں جانتا کہ جب اللہ جل جلالہ نے اپنے نبی جناب محمد پر آیا ہے تو ازل زمانہ سے جو رحمتی و معیت کئی شفیعی (میری رحمت ہر چیز پر شامل ہے) تو ہر شخص سے حتیٰ کہ شیطان سے بھی رحمت میں شامل ہو گئے کی امید کی اور یہ بتائی کہ لسا کھینچا للذین یلقون ویؤمنون الف کفارة (پس قریب ہے کہ کچھ دوس گناہیں اس کے واسطے ان لوگوں کے چھوڑ دے ہیں اور دوزخ کو آگاہ کرے ہیں) تو یہ دوزخ اور نذر دہشت روتی سے بھی کہہ کر ہم بھی صمد اور دوزخ کو آگاہ کرے ہیں اور جب یہ آیت آئی کہ و الذین هم بائنا یؤمنون (اور دوزخ جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں) تو یہ دوزخ نذر دہشت سے یہ بھی کہا کہ ہم بھی اللہ پاک تبارک و تعالیٰ کی آجوں بخشی صمد و نورانیت انھیں پر ایمان لاتے ہیں مگر اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے اپنے مطہر کو ساف کرنا چاہا اور یہ ارادہ کیا کہ میں یہ دوزخ نذر دہشت سے مطہر کر دوں کہ یہ بات محمد رسول اللہ کی امت کے لئے ہی مخصوص ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

الذین یؤمنون الرسول انسی الامی الذی یجعلہ معکوما عندہم فی التورۃ والانجیل یا مرهم بالمعروف وینہیہم عن المنکر۔

”اور ان کو جو ایمان کرتے ہیں اس رسول کی جو نبی امی ہے وہ کہہ جاتے ہیں میں کی صفت کو لکھا ہوا ہے اپنے نزدیک و رحمت اور انھیں میں حکم دیتا ہے ان کو ساتھ اچھی باتوں کے اور منع کرتا ہے ان کو برائی باتوں سے۔“

طریقہ نے کہا تھا کہ قصداً اسے اس قاضی میں رہا کہ میں مسلمانوں کو نہ لکھا اس اور ان کے دین میں داخل ہو جاؤں۔ یہ کہہ کر اس نے جو حرسہ آیا تو حق کی طرف چلے گا قصد کیا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے دستہ نے اسے روکا اور فرمایا صلے میں تجھے اب ہرگز نہیں جائے دل جو ملے اپنے ساتھ لشکر میں لے کر جہاں گاہیں گئے۔ آپ کے ساتھ چلنے میں کچھ دھنیں مگر خفت دل اور اکھڑ طبیعت خالد بن ایدہ سے ڈر لگے کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر دے۔ آپ نے فرمایا بھائی! یہ حضرت عمرو بن عاص کا لشکر ہے اس میں ہمارے ساتھ وہ نہیں ہیں۔

حضرت نوح علیہ السلام سے دستہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر وہ میرے ساتھ لشکر میں آنے کے لئے راضی ہو گیا ہوں اس لشکر کی طرف چلے۔ مسلمانوں کے قریب پہنچے تو لوگ، ہماری طرف دوڑے اور اچھے سے دریافت کرنے لگے کہ نوح علیہ السلام آپ کے ساتھ کون شخص ہے؟ اس نے آپ کے ساتھ بہت بڑا احسان کیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام سے دستہ کا بیان ہے کہ چونکہ طبعی نے اپنے غلبہ کے شعلے سے

اپنے منہ پر ڈھانچا سہا سہا نوٹ لکھا تھا اس لئے مسلمانوں نے اسے نہ چھپانا میں نے کہا کہ یہ طلحہ بن خویلد اسدی ہے۔ مسلمانوں نے کہا کیا اس نے اور کچھ دستجات اللہ عز و جل میں تو بہ کر لی ہے طلحہ نے کہا کہ میں معریب ابن اعدا سے جو مجھ سے مرزا ہوتے ہیں باقی تعالیٰ اجل بھدہ کی طرف رجوع کرنے والا ہوں۔ اس کے بعد میں اسے حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت اللہ کی میں لایا۔ آپ نے دیکھ کر اسے سلام کیا مگر ہم کہا اور خوش ہوئے۔

طلحہ بن خویلد اسدی کے کچھ حالات

واللہ تعالیٰ نے مسندِ ولایت بیان کیا ہے کہ جب طلحہ بن خویلد اسدی نے اہلِ نبوتؐ کیا تھا اور حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس پر فوج کشی فرمائی تو اٹھائے جنگ میں اس نے یہ سنا تھا کہ انیسویں نے مسلحہ کذابا علیہ السلام اور اسودہ عسکی ج کو بھی کیونکہ ان تینوں نے بھی نبوت کا دعویٰ کیا تھا نقل کرے الایہ۔ یہ سن کر اسے اپنی جان کا فکر پڑا تھا اور یہ آپ سے ذرا کراچی دوری کو اپنے ساتھ لے کر رات کے وقت شام کی طرف بھاگ گیا تھا۔ شام میں پہنچ کر یہ قوم کلب کے ایک آدمی کے یہاں مہمان ہوا اور اس نے اس کی اچھی خدمت حاضر و غائز کی۔ دو شخص مسلمان تھا جو مدینہ کے بعد اس نے اس کا حال اور اس پر جو افتاد پڑی تھی اور اس شفقت دریافت کی۔ اس نے اپنا سب قصہ یعنی نبوت کا دعویٰ کرنا حضرت خالد بن ولیدؓ کی فوج کشی اپنی بزمیت اور طرار سب کچھ بیان کر دیا۔

گھٹی یہ سن کر اس سے سخت برہم ہوا اور اسے اس نے اپنے گھر سے نکال دیا اور کہا نہ ان کی قسم یہ سب کچھ تو نے سنا اور دولت کمانے کی غرض سے کیا کیا۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے تجھے اس بل سے بھی محرم کر دیا جو تو نے کیا تھا۔ دولت نہ دے دی یہ وہ جب ہے کہ وہ اقرباء کے ساتھ اپنے مال میں موصافات کریں اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے انہیں دیا ہے وہ ان پر خرچ کریں۔ طلحہ بن خویلد اسدی نے یہ کہیں شام میں اقامت اختیار کر لی اور اپنے اہلِ خبیثہ سے تو بہ کی۔ جب اس نے یہ سنا کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے انتقال فرمایا تو اس نے کہا جس شخص پر میں نے طوارق کوڑ کیا تھا وہ اجل پر۔ اس کے بعد اس نے انہوں سے دریافت کیا کہ ان کے بعد تخت خلافت پر کون شخص بیٹھتا ہے؟ انہوں نے کہا عمر بن خطابؓ اس نے کہا وہ بڑے مشکل اور سخت طبیعت کے آدمی ہیں۔ اس کے بعد اسے خوف ہوا کہ کہیں وہ دوامیر سے لئے کسی کو روانہ نہ کر دیں۔ نیز یہ اس بات سے بھی ڈر کر کہیں مجھے یہاں شام میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے کچھ پائیں اور نقل کر دیں۔ یہ سوچ کر اس نے قیاد یہ کا رخ کیا اور دل میں ارادہ کر لیا کہ کشتی میں سوار ہو کر دریائے کسی جزیرہ میں پہنچ کر آؤ اور جاؤں گا قیاد یہ میں پہنچ کر اس نے قسطنطین بن ہرقل کے لشکر کو عربوں کے مقابلہ میں نکلتے ہوئے دیکھا اور اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ ممکن ہے میں اس لشکر کو کسی مصیبت میں مبتلا کر دوں اور اسی طرح سے اپنے اہلِ کفار میں سے کچھ گناہ دھوڑا لوں اور اللہ تعالیٰ کی قربت اور مسلمانوں کا قرب حاصل کر لوں۔ یہ سوچ کر اس لشکر کے ساتھ چلا

۱۔ یہ حدیث سے قبل میں خبیثہ کا سردار تھا اور حضرت علیؓ نے وفات کی خبر سن کر اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ ۱۱۲

۲۔ یہی طلحہ کی ایک صورت تھی جس نے نبوت کا دعویٰ کر کے مدینہ طیبہ پہنچا تھا اور کہا تھا کہ اس

۳۔ یہ تھا کہ قبیلہ کی ایک شامہ شخص کا سردار تھا۔ ۱۱۳

اور جب حضرت شریعت بنی حنہؓ کو صبح بدلت میں دیکھا تو یہ کہہ کر اپنی جگہ سے اٹھا کہ اب صبح کا چاند باقی نہیں رہا اور آپ کے پاس اگر جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے آپ کو بھیجوا۔

حضرت شریعت بنی حنہؓ کے ساتھ جب یہ حضرت عمر بن عاصؓ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس کے کام کا شکریہ ادا کیا اور قبول تو یہ کہ بشارت خانی (یعنی تو یہ جب کوئی شخص کرتا ہے تو وہ قبول ہوتی ہے۔ مخرج) اس نے کہا عمرو! مجھے خالد بن ولیدؓ کی طرف سے خوف ہے اگر کہیں انہوں نے مجھے شام میں دیکھ لیا تو فوراً قتل کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا میں تجھے ایک مشورہ دیتا ہوں اگر تو نے اس پر عمل کیا تو تیرا قتل کی طرف سے بالکل ممکن ہو جائے گا۔ نیز آخرت میں بھی سرخروئی حاصل کرے گا۔ اس نے کہا وہ کیا مشورہ ہے؟ آپ نے فرمایا میں تجھے ایک لکھ دیتا ہوں جس میں میرے اس کام کی یقینت لکھ کے اس پر مسلمانوں کی گواہی کروں گا تو اسے لے کر وہاں غزوات میں حضرت امیر المومنین عمرؓ و ہوقؓ کی خدمت میں چلے گا اور انہیں دو خط لے کر اپنی توبہ کا اقرار کر لے گا۔ انشا اللہ العزیز وہ تیری توبہ کو قبول کر کے تجھے بہت چندی دیوں گے قتل اور فوجات کی طرف روانہ کر دیں گے اور تمہیں اس طرح اپنی گنہگار خطاؤں کی معافی کرنے کا چھاسو قیلولہ مل جائیگا۔

طلحہ نے آپ کے اس مشورہ کو قبول کر لیا۔ آپ نے ایک مرتبہ حضرت امیر المومنین عمرؓ بن خطابؓ کے نام لکھا اس پر مسلمانوں کی گواہی کرائی اور اسے روانہ کر دیا۔ یہ اسے لے کر مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوا۔ جب مدینہ طیبہ میں پہنچا تو حضرت امیر المومنین عمرؓ بن خطابؓ کے حلق میں معلوم ہوا کہ آپ مکہ معظمہ میں تشریف فرما ہیں۔ یہ کہ معلوم میں آیا تو حضرت امیر المومنین عمرؓ بن خطابؓ کو دیکھا کہ آپ نے حجۃ اللہ کے پردوں کو کھڑا رکھا ہے۔ اس نے بھی انہیں ایک طرف سے دیکھا اور خدا نے فلورائیم کے گھر میں ان کے روضہ پر جلی جناب محمد رسول اللہؐ کے عقیدہ راشدہ کی خدمت اللہ میں عرض کرنے لگا۔ یا امیر المومنین! اس مقدس گھر کے رب کی قسم! میں اپنے گناہوں سے اللہ پاک عزوجل کی درگاہ میں توبہ کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم کون ہو؟ اس نے کہا میں طلحہ بن خویمد اسدی ہوں۔ آپ انہیں اور فرید بنیدختہ! اگر آج میں نے تجھے جیسا معاف کر دیا تو کل اہم الفاہکین کے حضور میں عکا ش حصن اسدی کے خون کے مقدمہ کے متعلق کیا جواب دوں گا؟ اس نے کہا یا امیر المومنین عکا ش ایک ایسے شخص تھے کہ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے انہیں میرے ہاتھ سے معاف کر دیا۔ میری اعز شو کو میرے اس کام کے بدلے میں جو میں نے کیا ہے معاف فرمائیں گے۔

آپ نے فرمایا تو نے یہ کام کیا ہے؟ اس نے حضرت عمرؓ بن عاصؓ کا خط نکال کر پیش کر دیا آپ نے اسے پڑھا خوش ہوئے اور فرمایا تجھے بشارت ہو کہ اللہ پاک حضور اکرمؐ میں وہ تیرے گناہوں کو بخش دیں گے۔ اس کے بعد اسے حکم دیا کہ جب تک میں مدینہ منورہ پہنچوں تم سبک میرے پاس رہو۔ دو آپ کی خدمت میں پڑا رہا۔ جب آپ مدینہ طیبہ میں پہنچے تشریف لائے تو اس کو آپ نے اہل قاریں کی مجلس پر روانہ کر دیا۔

واللہ! کہتے ہیں کہ ہم اس قصہ کے بعد اب بحر ای بیان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ جب سردار قدسوں طلحہ بن خویلد اسدی کے ہاتھ سے جہنم میں چلا گیا اور حضرت شریعت بنی حنہؓ کو کائنات لٹ لٹی تو حضرت شریعت بن حنہؓ اور طلحہ حضرت عمرؓ بن عاصؓ کے لشکر میں چلے آئے چونکہ وراثت کا پانی بھی مولا و عار پڑ رہا تھا اور سردی سخت ہو رہی تھی اس لئے تو ہمیں لڑنے سے رک

گئیں اور یہ سب اکٹھے مسلمانوں کے پاس لیئے زیرے عیسٰی تھے اس واسطے کہ جس بے انتہا لذت پہنچے۔ آخر یہ چرچان ہو کر جا پہنچی طرف لوگ نہ رہے اور اس کے گھروں میں آ کر پڑ گئی۔ اللہ پاک تہہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سب سے بڑی مسلمانوں کے حاکم پر یہ ہوئی کہ قید سون کے قتل کی جہت سے قطع عین کے اس میں مسلمانوں کی حیثیت پہنچ گئی اور وہ سخت مرعوب ہو گیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قید سون اس کی سبقت کا کوئی اور اس کی قوت بازو سمجھا جاتا تھا۔ اس نے مراد سلطنت اور افسران فوج کو جمع کر کے ان سے مشورہ کیا اور کہا معاشرہ انہما ہم ہمارے ہمارے ہو کر حاکم کے میدان میں اس عرواں کے سامنے سترے بڑے لشکر سے بھی طاقت قہر نہیں رکھائی تھی۔ میرا باپ برفی ان کے آگے بازے کہ میں کسی مصیبت میں گرفتار نہ ہوں اور وہ غلطی نہ چلائے۔ یہ عرب تمام ملک لازم کے۔ تک ہوئے گئے اور اس معاملہ کے سوا کوئی شہر کا پناہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں جس چودہ قیدیوں نے ہوں تھے اور بے کس ہیں ان کی کچھ بھری ہو کر قید سون پر حملہ آور ہو کر اس پر قابض نہ ہو جائے اس لئے مناسب یہ ہے کہ ہم تہہ رہیں اور پس چلے جائیں۔ انہوں نے کہا واقعی آپ کی رائے بہت مناسب ہے۔ چنانچہ جب رات ہوئی تو اگرچہ پانی پڑ رہا تھا مگر یہ باتوں رات قید سون کی طرف ہو کر گیا۔ حضرت سعید بن جابر متبع ہیں کہ مسلمانوں کی حالت پر یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل تھا اور کسی۔

کہتے ہیں کہ چونکہ وہ ابن پھنا اسان نظر آ رہا اور محبوب تھی تو سب سے بڑے روہیوں کی لڑائی کے لئے نکلے مگر میدان میں ان کا کہیں نام و نشان نہیں آ سکا۔ خدا کی قسم ہمیں آفتاب کے نکلنے سے روہیوں کے بھاگ جانے کی زیادہ خوشی ہوئی۔ حضرت مروان بن حاکم نے حلب میں ابو سعیدؓ سے کہا کہ وہ اس کو سب ذیل خط لکھو:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از طرف حضرت مروان بن حاکم کی بنیالی خدمت پہنچا۔ انکرا سیدی حضرت ابو سعیدؓ و عمار بن جراحؓ

سلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہانی احمد اللہ اللہ لا الہ الا اللہ و الحمد للہ علی ما قد فعلنا من نصرہ

ابو سعیدؓ صاحب رسول اللہؐ افسوس کہ برفی وانی ہزار فتنے لے کر ہمارے متبادل میں نکلا تھا ہمارا اس کا مقابلہ قتل کے مقام پر ہوا۔ حضرت عمرؓ بن خطابؓ کو گرفتار ہو گئے تھے جس نے آپؐ کو گرفتار کیا تھا اس کا نام قید سون تھا اور وہ قطع عین کا ماسوں ہوتا تھا مگر اللہ پاک تہہ کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں علیہ بن خویلدؓ سیدی کے ہاتھ سے رہائی دلائی اور قید سون کو قتل کرا دیا۔ میں نے حضرت امیر المؤمنینؓ کی خدمت اللہ میں ایک عریضہ لکھ کر ان کے سرور علیہ کو دربار خلافت میں بھیج دیا ہے۔ خدا کے دشمن افسوس کہ ہریت ہوئی۔ میں جب کے جواب کا منتظر ہوں۔ تمام مسلمانوں سے سلام کہہ دیا۔

والسلام علیک۔

اس لکھ کر آپؐ نے حضرت جابر بن سعیدؓ حضرت کے ہاتھ روانہ کیا۔ حضرت ابو سعیدؓ و عمارؓ اسے پڑھ کر مسلمانوں کی سلامتی اور کفار کی ہریت سے خوش ہوئے اور حسب ذیل جواب تحریر کیا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

”محمدؐ و صفوہؓ کے بعد تمہارا خط پہنچا۔ میں نے مسلمانوں کی سلامتی پر اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ادا کیا۔ اس خط کے دیکھنے پر قید سون پر برفی بگڑ گئی۔ میں اس خط کے ساتھ صریحہ اور طر اس کی طرف جا رہوں۔ والسلام۔“

یہ لفظ آپ نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما کے ذریعہ فرمایا کہ اسے لے کر واپس چلے جاؤ۔

کہتے ہیں کہ حضرت ابو سعید خدریؓ نے اس سائل کی طرف کوچ کرنے کا ارادہ فرمایا۔ حضرت یونسؑ آپ کے پاس آئے اور کہا: یا امیر! جب کو داغ ہو کہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے نشان کو سرخوں کر دیا ہے اور مسیح بن کے پرچم کو شام کی فضا میں بلند کر دیا ہے۔ اب میں چاہتا ہوں کہ آپ سے قس سائل کی طرف چلا جاؤں تاکہ میں بھی تیرے درمیان سے کوئی کمر درپ کر کے اسے بھی مسلمانوں سے ہم کے ماتحت کروں۔ آپ نے فرمایا: مباد اللہ اگر تم تقرب الی اللہ کے لئے کوئی کام کرو گے تو وہ نہ پاک و ناجائز و اہل کرام کے نزدیک اجر و ثواب کے مستحق ٹھہرے۔

حضرت یونسؑ کا سائل کی طرف روانہ ہونا

حضرت یونسؑ آپ کے پاس سے رخصت ہو کر اپنے ان آدمیوں کے پاس جو طلب میں آپ کی بادشاہت کے وقت آپ کی خدمت کیا کرتے تھے اور جو اب تمام کے تمام ہندو اور اسلام میں داخل ہو گئے تھے ان کی تعداد اطلاع ان تین ہزار مردارانِ طلب کے جو مسلمان ہوئے تھے چار ہزار تھی اور یہ مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو کر اب کھارے لڑا کرتے تھے انہیں آپ اپنے ساتھ لے کر ساحل کی طرف روانہ ہوئے۔

واقعہ یہ کہ قسطنطین پہر برقی جب غلست کھا کر قیام یہ کی طرف بھاگا اور اس نے وہاں پناہ لی تو باشندگانِ طرابلس نے اس کے پاس خبر گیری کی ہر دہائی تک کے لئے کھنچے اور ہر دہائی کی جانے تاکہ ہم اس کی اعانت سے مسلمانوں پر فتح پائیں۔ اس نے تین ہزار ہندوؤں کا جو سطل سے سطل تھے ایک لشکر ترتیب دے کر جرقاس کی کمان میں اور ہروان کیا۔ جرقہ اس اپنی فوج کو لے کر اس طرف چلا اور جب طرابلس کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے گھوڑوں کو اتار دیا اور چارہ کھلانے کے لئے ایک چراگاہ میں ڈال دیا۔ نیز فوج میں اہل طرابلس کے دکھانے کے لئے یہ حکم دے دیا کہ وہ بالکل مسلح ہو جائیں۔ یہاں ابھی یہ ہو ہی رہا تھا کہ غلظت حضرت یونسؑ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر دہائیوں کے یہاں پہنچ گئے۔ حضرت طرابلسی نے اپنی رومٹ انگریزی میں رخ اپنے ساتھیوں کے آپ کے ہمرکاب تھے۔ ان کا ارادہ زیارت بیت المقدس اور اس میں اقامت کرنے کا تھا۔ ان تمام حضرات نے اپنا دار بجلائی لباس زیب بدن کر رکھا تھا اور اس میں سرسوی کی قمیضیں کیا تھا۔ جب یہ تمام حضرات اس چراگاہ میں تشریف لائے تو جرقاس انہیں اور سے دیکھ کر بڑا مت خودان کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے گھوڑے پر سوار ہوا۔ ان کے پاس آیا سلام کیا مرحبا کیا اور دریافت کرنے کا کہ تم کون ہو؟ حضرت یونسؑ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم دور دراز وطن لوگ ہیں جنہوں نے یہ مکان کر کے کرب بکھا دی ہوں گے ان کی پناہ و صوفی قحی اور ان کے شر سے محفوظ رہنے کے لئے ان کی کلماتِ حوائی قحی مگر تجر۔ سے معلوم ہوا کہ نہایت رزلی اور فرومایہ لوگ ہیں۔ ان کا کچھ مذہب نہیں۔ اب ہم اپنے دین کی طرف بھرہا گئے ہیں اور ہم طلبہ تفسیرین اعزاز دار علم تاج اور اہل کسے کے سرور اور بادشاہ ہیں۔ شخصیت میں بادشاہ کی خدمت میں جا رہے ہیں تاکہ وہاں پہنچ کر اس کے ساتھ عافیت میں اپنی بقید عمر کاٹ دیں۔

جرقاس ان سے یہ سن کر کجبت سے پیش آیا۔ مرحبا کیا اور درخواست کی کہ آپ حضرات عربوں کے لئے ہے تاکہ وہاں دین چل کر یہاں لے لے یہاں ٹھہر کر کچھ دیر آرام کر لیں تو بہت بھڑکے۔ حضرت یونسؑ نے فرمایا: تم لوگ کہا جائے گا کہ

دیکھتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہمیں قسطنطنیہ پر حملے نے اہل طرابلس کی کمک کے لئے یہاں بھیجا ہے۔ آپ نے فرمایا عرب کے بس مردار کو ابومعیدہ کہتے ہیں ہم نے اسے ساحل کی طرف آنے کے ارادہ سے چھوڑا ہے۔ تم لوگ ہر طرف سے ہوشیار ہو۔ اس نے کہا اب جب کہ ہماری دولت چھن گئی۔ حکومت ہاتھوں سے جاتی رہی تو پھر ہمیں احتیاط کیا کاغذ دے گی نیز مسلح کو بھی میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ بھی ہماری طرف سے بالکل خالی اور بے پروا ہے۔

واقفی کہتے ہیں کہ حضرت یحوقاؒ اور آپ کے تمام ساتھی جرفاس کے لشکر میں ضمیرے۔ رومیوں نے آپ کی خدمت میں زار واد پیش کیا آپ اور آپ کے ہمراہیوں نے اسے کھایا۔ کچھ دیر بعد آپ نے رومیوں کو چھوڑ کر چلنے کا قصد فرمایا۔ آپ کے گھوڑوں پر سوار ہونے سے جرفاس نے بھی سوار ہونے کا قصد کیا مگر آپ نے اس سے یہ فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں اور اپنی فوج کے اختتام میں مشغول رہو اور وہاں اس ذخیرہ پہنچا کہ تم اسے دشمنوں کے دلوں میں قہار اور مہربانوں کو خوف مگر کر جائے۔

واقفی کہتے ہیں کہ ساحل عرب میں داخل ہونے سے قبل یحوقاؒ نے اپنے چلی خرب کو خوب منبہ کر لیا تھا۔ اس کا قصد اس طرح ہوا کہ وادی بنی امرج تک مسلمانوں کی صلح میں داخل تھا اور حضرت ابومعیدہ بنی جراحؒ نے یہاں حادثہ بنی سلیم کو منع ہن کے قبیلہ بنی الامام کے چھوڑ دیا تھا۔ یہ دوسو گھر تھے اور یہاں لوٹ چرایا کرتے تھے۔ حضرت یحوقاؒ نے سب سے پہلے ادھر کا رخ کیا اور یہاں پہنچ کر ان مسلمانوں پر تاخت و تاج کر کے حضرت حارث بن سلیمؒ نیز ان کے تمام قبیلے کی عینیں باندھ لیں اور ساحل کی طرف قتل پڑے۔ جب رات ہوئی تو آپ نے چپکے سے حضرت حارث بن سلیمؒ کے کان میں کہہ دیا کہ تم یہ ٹھکانہ کرنا کہ میں مر رہا ہوں بلکہ میں نے آپ کے ساتھ اس لئے ایسا کیا ہے تاکہ رومی اور ساحل کے لوگ یہ سمجھ لیں کہ میں نے عربوں کے ساتھ کر کے ان کے آدمیوں کو گرفتار کر لیا ہے۔ مسلمان بن کر مطمئن ہوئے اور کہا کہ اگر آپ کا قصد خدا کے دین کو نہ دیکھنا ہے کا ہے تو انشاء اللہ حضرت ابراہیمؑ پاک تبارک و تعالیٰ آپ کی اعانت فرمائیں گے۔

حضرت یحوقا کا جرفاس اور اس کی فوج کو گرفتار کرنا

کہتے ہیں کہ حضرت یحوقاؒ نے کچھ آدمیوں کو اس کام پر مقرر کر دیا کہ وہ بانو روں کو بکائیں اور قیدیوں کی حفاظت رکھیں۔ جرفاس آپ کی طرف سے مطمئن نہیں تھا مگر جب اس نے مسلمان قیدی آپ کے ساتھ دیکھے تو اسے آپ کے قول کا اعتبار آ گیا۔ حضرت یحوقاؒ اور آپ کے ہمراہی جب جرفاس کے پاس سے سوار ہو کر چلے تو انہوں نے رومیوں کو دیکھا کہ وہ ساحل کی طرف کا قصد رکھتے ہیں۔ یہاں سے بچ کر طرابلس اور طرف کی سوک پر پہنچے اور رات کو ساحل کی سڑک پر آئے کہ ان کے انتظار میں ایک جگہ چھپ کے بیٹھ گئے۔ جرفاس نے اپنا اسلحہ خاتہ جراس کے ساتھ تھا وہ اپنی فوج پر تسلیم کیا اور شام تک یہیں ٹھہرا رہا۔ جب رات ہو گئی اور طلعت نے اپنا چادرں طرف تسلا جھالیا تو اس نے گھوڑوں کو اناہ اور چادر اٹھکوا کر ساحل کی طرف چلنا شروع کیا۔ جب یہ کچن گاہ کے قریب پہنچا تو حضرت یحوقاؒ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور آپ کے ساتھیوں نیز حضرت قسطنطینؒ اور آپ کے ہمراہیوں نے کچن گاہ سے نکل نکل کر انہیں گھیر گھر کر دینا شروع کر دیا اور اپنی بھی انہیں سہلے زور سے کہہ ان کا مقابلہ کر گئیں۔ ان کے سواروں اور دروہیل گئے تاکہ رومیوں کا کوئی شخص بھی بچے کہ نہ نکل سکے۔ آخر انہوں نے ان تمام کو اپنی حراست میں کر لیا اور جب یہ اچھی طرح ان کے قبضہ میں آ گئے تو یہ چاہا کہ حضرت حارث بن سلیمؒ اور آپ کے ہمراہیوں کو چھوڑ دیں۔ مگر حضرت حارثؒ نے کہا میری دانت میں

مگر جناب ہمیں ہماری حالت ہی پر برقرار رکھیں اور اعلیٰ حالہ ہمیں اپنے ساتھ دشمنوں کے شہروں میں لے چلیں تو مجھے امید ہے کہ سائل کے جس شہر میں آپ تشریف فرما ہوں گے اللہ پاک جادک و تعالیٰ اس شہر کو آپ پر فتح کر دیں گے۔ حضرت یوحناؑ نے کہا واقعی بہت عمدہ اور صاحب رائے ہے۔

راوی کا بیان ہے کہ حضرت یوحناؑ نے اپنے آسمیوں کو حکم دیا کہ وہ ان تین بزرگ قیدیوں کو مضبوط باندھ دیں۔ اس کے بعد اپنے نیز حضرت طلحہؓ خوس کے ساتھیوں میں سے دو ہزار آدمی منتخب کر کے انہیں ان قیدیوں کے ساتھ مکین گاہ کے طور پر بخدا یا اور حکم دیا کہ جس وقت میں تمہیں بلاؤں تم فوراً اس مکین گاہ سے نکل کر میرے پاس پہنچنا۔ انراں بعد آپ کے ہزار ایسوں نے ان قیدیوں کا وبالہاں جرائیوں نے ان سے مالی غنیمت میں حاصل یہ تھا پتا اور انہیں لے کر طرابلس کی طرف روانہ ہو گئے۔ قسطنطین بن ہرقل نے اہل طرابلس کے نام یہ خبر بھیج رکھی تھی کہ میں نے تمہاری ملک کے لئے جرجاں میں صلیب کی قیادت میں تین ہزار عسکر روانہ کر دیا ہے اس لئے وہاں کے امراء اور سردار غیر تمام رہ گیا آپ کو وہ ملک کچھ مگر آپ کے مقابل کے لئے نکلے اور آپ طرابلس میں پہنچ کر اپنے ساتھیوں کو لئے سیدھے وہاں الامارات میں پہنچے۔ طرابلس کے معزز لوگ افسران فوج اور امراء الامارات میں آپ کے پاس آئے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو انہیں گرفتار کر لینے کا حکم دیا۔ انہوں نے ان تمام معززان کو قہور گرفتار کر لیا۔

فتح طرابلس

اس کے بعد آپ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا اہل طرابلس! اللہ پاک سبحانہ و تعالیٰ نے اسلام اور اہل اسلام کو نصرت عطا فرمائی۔ اپنے دین کو دنیا کے تمام دیان پر غالب کیا۔ ہم لوگ خلافت کے گزرمے میں گرفتار ظلمت کے اندر ہاتھ پیراہ کے صلبان کو مجھ نہا کرتے تصویر دل ہو قربان کی تعلیم بجا لاتے تھے اور اللہ پاک جادک و تعالیٰ کے لیے بیوی اور بچے کا اقتدار کھاتے تھے۔ حتیٰ کہ ہماری ہدایت کے لئے باری تعالیٰ جل مجدہ نے ان عربوں کو بھیجا۔ انہوں نے ہمیں ہدایت کی اور ہم ان کے نبی محمدؐ کی برکت سے ان کے دین میں شامل ہو گئے۔ وہ وہ نبی ہیں جن کا ذکر پاک اللہ جادک و تعالیٰ نے قومیت میں کیا ہے اور جن کی بشارت حضرت یحییٰؑ نے انجیل میں دی ہے۔ دین اسلام حق ہے اور اہل اسلام کا قول بالکل سچا ہے۔ وہ اسرار المعروف کا حکم کرتے ہیں بری باتوں سے روکتے ہیں نمازیں پڑھتے ہیں زکوٰۃ دیتے ہیں حق بات بولتے ہیں صدقہ کی اتباع کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کو ایک کہتے ہیں بیوی اور بیٹے سے انہیں خزاہ کرتے ہیں۔ اللہ پاک جل مجدہ کے سامنے میں جہاد کرتے ہیں اور یہ سب بائبل میں ہے جس کا اللہ پاک نے اپنے امتیاء اور رسولوں کو حکم فرمایا ہے۔ باطل طرابلس اب دوزخ باتیں ہیں یا تو دین اسلام اختیار کر دیا جائے یا ورنہ میں جنہیں ظلام عمار عربوں کی خدمت میں بھیج دوں گا۔ میرے پاس جی ہے اور اس۔ والسلام۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے آپ کی یہ تقریریں سن کر فوراً سمجھ لیا کہ انہوں نے جہاد سے ساتھ دھوکا کیا ہے اور بادشاہ کی فوج کو جو ہماری ملک کے لئے آ رہی تھی راستہ ہی میں پکڑ لیا ہے۔ یہ سوج کر انہوں نے کہا سردار! جیسا آپ حکم فرماتے ہیں ہم ایسا ہی کریں گے۔ چنانچہ ان میں سے بعض نے تو اسلام قبول کر لیا اور بعض اوائے جزیرہ پر راضی ہوئے۔ حضرت یوحنا رحمت اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ان دو ہزار آدمیوں کو جنہیں آپ مکین گاہ میں بھلا آئے تھے یہ حکم بھیجا کہ وہ یہاں پہنچے انہیں۔ چنانچہ دوزخ ان تمام قیدیوں

اور مال و اسباب کے آپ کے پاس آ گئے۔ آپ نے ان قیدیوں پر اسلام پیش کیا اور ان کے انکار کرنے پر ان کی گردنیں مار دیے کا حکم دیا۔

ان کا سوال سے فراغت حاصل کر کے آپ نے تمام کیفیت قلعہ بند قربانی اور اسے حضرت عمارت بن مسلمؓ کے ہاتھ نہیں آپ نے وادی دینی مہر میں گرتا کر کیا تھا حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں ارسال کر دی۔ حضرت عمارت بن مسلمؓ جب حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کی خدمت میں پہنچے تو آپ کو سلام کیا اور حضرت یحییٰؓ کا خط پیش کر دیا۔ آپ سے چہ کہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا حادثہ کیا میں نے تمہیں اور تمہارے بی بی عم کو وادی دینی مہر میں جانے کا حکم نہیں دیا تھا؟ پھر تمہیں طرابلس میں کس نے پھنسا دیا؟ انہوں نے عرض کیا حضرت قتادہؓ نے حضرت یحییٰؓ نے ہم پر چھاپ مارا اور ہمیں ناحۃ و تاراج کر کے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد تمام قلعہ فغسل بیان کر دیا۔ آپ نے سن کر تعجب کیا اور فرمایا اللھم نبھم و بعدھم بنصرک۔ ہمارا ہمارا آپ انہیں بہت قدم رکھیے اور اپنی نعمت وعدہ سے ان کی اعانت اور تائید فرمائیے۔

وہ قادی کہتے ہیں کہ جب ابر کھل گیا تو مرو بن عامرؓ جاہلیہ سے چل کر قہار یہ کے دروازوں پر فیضان ہو گئے۔ ادھر حضرت یحییٰؓ کو جب اللہ پاک، تبارک و تعالیٰ نے طرابلس پر قابض کر دیا اور آپ نے اپنا تسلط جھانکا تو اس کے دروازوں پر اور شیر پٹو کی درختی کر کے آپ نے اسے خوب مستحکم کیا اور اپنے کچھا دی وی اس کے دروازوں پر مسلح کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ شہر سے کوئی آدمی باہر نہ نکلے پائے۔ طرابلس کی بندرگاہ پر کچھ جہاز آئے پڑے تھے۔ آپ نے ان کا مال و اسباب اتار کر انہیں اپنے بندہ میں کیا اور غری سفر کے ضروریات کی ہر چیز اہل شہر سے خرید خریدیں میں رکھو اگر انہیں جوں کا توں اس جگہ کھرا کر رکھا اس سے فائدہ صرف یہ تھا کہ میں نے جس کام کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے اس معاملہ کو اس کی بکھیر نہ ہو۔

کہتے ہیں کہ چند دن کے بعد پچاس جہازوں (کشتیوں) کے قریب بندرگاہ کی طرف اور آئے آپ نے اول ان سے کچھ تعارض نہ کیا۔ جب وہ بندرگاہ پر آ کر نظر انداز ہو گئے تو آپ نے ان کے اندر جو آدمی سوار تھے انہیں اپنے پاس لانے کا حکم دیا جب وہ آپ کے پاس آ گئے تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم کہاں سے آ رہے ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم جزیرہ قریض (قیس) اور جزیرہ افریطس سے آ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا قہار سے ساتھ جہازوں میں کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا ہم قسطنطین ہر برق کے پاس اس کی مدد کے لئے فوجیں اور اسلحہ لئے جا رہے ہیں۔ آپ ان کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی سے پیش آئے خوشی کا اظہار کیا صلحت بخشی اور فرمایا تمہارے ساتھ بادشاہ کی خدمت میں بھی چلوں گا۔ اس کے بعد آپ نے انہیں جہان خانہ میں ٹھہرانے کا حکم فرمایا اور کچھ آدمیوں کو ان کے اوپر مقرر کر دیا۔ انہیں بعد ان لوگوں کے پاس جو جہازوں میں سوار تھے آپ نے آدمی بھیجے اور انہیں بھی جہان خانہ میں جمع کر دیا۔ کھانا کھانے کے وقت اقسام اقسام کے کھانے اور لذیذہ لذیذہ طعام ان کے سامنے لائے گئے اور جب وہ اسے کھا چکے تو آپ نے ان سے فرمایا میں چاہتا ہوں کہ میں بھی بادشاہ کی کمک کے لئے یہاں سے فوجیں بھیجا رسا ان رسد قلعہ چارہ و غیرہ قہار سے ساتھ لے چلوں مگر شرط یہ ہے کہ آپ حضرات یہاں تین دن قیام فرمائیں۔ انہوں نے کیا نہیں بہت جلدی۔ چہ ہم یہاں کسی طرح نکلیں ٹھہریں گے۔ اگر آپ کے کہنے سے تین دن تک کھئے تو ہم پر بادشاہ کا سخت عتاب نازل ہوگا۔

۱۔ ایک شخص یہ ہے کہ انہیں قیدی میں رکھنے کا حکم فرمایا۔ افسر علم باصواب۔ حواہ

کہتے ہیں کہ آپ نے ان سے بہت زیادہ اصرار کیا اور سخت اصرار کے بعد انہوں نے آپ سے ظہر نہ کرنے کا اقرار کر لیا۔ اقرار کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کہ آپ حضرات نے مجھ سے ظہر نہ کا وعدہ کر لیا ہے مگر عمر غمی میرے دل کا اطمینان نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ آپ حضرات رات کو تشریف لے جائیں اس لئے میرے اطمینان کے واسطے آپ جہازوں کے باؤن ۱ اور مسئول حج اتار دیں اور یہیں ظہر میں تاکہ آپ سے بات چیت کرنے میں میں رول بھی لگا رہے۔ انہوں نے آپ کی اس بات کو مان لیا اور جہازوں کو شہر پتہ کے قریب لاکے کھڑا کر دیا۔ ان میں جو نو بھی تھیں وہ اتر کر شہر میں آ گئیں اور ان کے کانٹھیں کے سوا ان میں اور کوئی نہ رہا۔

والہدیٰ کہتے ہیں کہ جب آپ کی یہ تدبیر کارگر ہو گئی تو آپ نے ان سب پر قبضہ کر لیا اور جب رات ہوئی تو حادثہ منہ سلم اور اپنے بنی ٹم نیز حضرت لفظاؤس کے سپرد طریقہ کا انتظام کیا اور خود جہازوں میں سامان بھر دیا کراچہ کے روز شام کے وقت اپنے قدموں کے لے کر چلے کاراؤ کر لیا۔ جس روز آپ کے چلنے کا قصد تھا اس روز غروب آفتاب کے وقت اچانک حضرت خالد بن ولیدؓ نظر حنف کے ایک بڑا سوار لے کر پہنچ گئے۔ آپ نے انہیں دیکھ کر سجدہ شکر ادا کیا۔ اسلام علیکم کیا تمام قصد خایا اپنے جانے کے متعلق ارادہ ظاہر کیا اور طریقہ کی باگ ڈور آپ کے ہاتھ میں دی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فرمایا اللہ پاک جہادک وصالی آپ کی مدد فرمائیں گے۔

حضرت یحٰیٰؓ اسی روز رات کو جہازوں میں سوار ہو کر شہر صوری طرف روانہ ہو گئے۔ صوری قسطنطین پھر برقی کی طرف سے اس کا ایک سردار مولیٰ بن قسط اس وقت اور اس کی قیادت میں اس کے پاس یہاں چار ہزار فوج رکھ کر آئی تھی۔ صبح ہوئے ہی آپ شہر صوری پہنچ گئے۔ آپ نے یہاں پہنچ کر حکم دیا کہ ناقوس بجائے جائیں اور جہازوں کے نشان بند کر دیے جائیں۔ دائمی صور ناقوسوں کی آواز سن کر چوکتا ہو اور اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے؟ اس پر انہوں نے آ کر اطلاع دی کہ حضور یہاں قہر میں اور جزیرہ افریقہ کے جہاز ہیں اور بادشاہ کے پاس سامان رسد لے جا رہے ہیں۔ اہل صوری سن کر خوش ہوئے اور دائمی صور نے حکم دیا کہ وہ آج اس جگہ قیام کریں۔ حضرت یحٰیٰؓ اپنے خالص خالص آدمیوں اور فوج کے یہاں قیام پزیر ہوئے۔ دائمی صور نے نہایت تکلف کے ساتھ دسترخوان بچھایا تکلف کھانے اس پر چنے ان کی تعظیم و تکریم کی اور سرداروں کو قطعہ دی۔ حضرت یحٰیٰؓ رات کے منتظر تھے کہ رات ہو تو میں اپنے آدمیوں کو لے کر شہر پر بھاگ چلاؤں ایک تیزی کے ساتھ حملہ کر دوں۔ آپ کے ساتھ جہازوں سے لڑو (۹۰۰) آدمی شہر میں آئے تھے اور باقی جہازوں میں ہی رہ گئے تھے۔ انہیں آپ نے چلتی دفعہ ہدایت کر دی تھی کہ اگر میں اپنے منصوبے میں کامیاب نہ ہوں اور میرا گھر و قریب اس قوم میں نہ چلے تو فوراً جہازوں سے اتر کر حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں جا کر اس کی اطلاع کر دیا۔

والہدیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اس قصد سے زیادہ خوب انہیں کوئی قصد نہیں سنا کہ جب حسرت پہنچا اور آپ نے نوسو ساتھیوں نے دائمی صور کے دسترخوان پر کھانا کھایا تو حضرت یحٰیٰؓ کے بنی ٹم میں سے ایک آدمی جس کے قلب میں خیالات نے گھر کر لیا تھا اور

جس کے صدمہ کا فتنہم پر کفر وطنیان نے اپنا تسلط جمانا تھا چکے سے والئی صورت کے پاس پہنچا اور حضرت یوقناؑ کا تمام منہ پر اور ارادہ بیان کر کے کہنے لگا کہ اسے والئی صورت اہم ہو تھا کا جس کی تو نے تعظیم و تکریم کی ہے اور جسے تو نے اپنے دستِ خوان پر بٹھا دیا ہے فتنہم ہوں وہ یہاں اس غرض سے آیا ہے کہ تجھے لڑ کر کے یہاں کی حکومت پر خود قابض ہو جائے تجھے چاہیے کہ تو اسے اپنے پاس نہ بٹھائے اور اس کے کفر و فریب میں مبتلا نہ ہو۔ اس نے جو کہ کجی سے لئے کفر و فریب کا جہاں بھجنا رکھا ہے وہ وہبت جلدی تجھے معلوم ہو جائے گا۔ یوقنا دراصل مسلمان ہے عربوں کا ہمراہی ہو کر بادشاہ کے ساتھ لڑ چکا ہے۔ نیز جو فتنہم بن صلیبا کو گرفتار کر کے طرہاں میں قید کر چکا ہے۔

حضرت یوقناؑ کی گرفتاری

والئی صورت یہ سن کر اس کے کہنے کو خوف و حیرت سمجھا اور اپنی فریق کے ساتھ سوار ہو کے آپ کو خبر آپ کے ان نوسو آدمیوں کو گرفتار کر لیا۔ اس سے شہر میں ایک شور و غوغا پیدا ہو گیا اور ہر طرف سے آدمیوں بلند ہوئے لگیں۔ آپ کے آدمی جو جہازوں میں تھے یہ شور سن کر کچھ گئے کہ دشمن نے انہیں کو گرفتار کر لیا ہے انہیں سخت صدمہ ہوا اور اپنی جالوں کا بھی خوف ہو گیا کہ مبارک وہاں اب اس طرف کا رخ کریں۔

راوی کا بیان ہے کہ جب آپ اودا آپ کے ساتھی پاپیر زنجیر ہو گئے تو سردار موبیل بن قسط نے ایک ہزار سواران پر متعین کر کے انہیں یہ حکم دیا کہ اسی وقت انہیں بادشاہ کے حضور لے جاؤ اور یہ کہو کہ آپ کو جو کچھ متحدہ ہون پر قیدیوں کے ساتھ آپ وہی سلوک کریں۔ اس کے بعد حوام نے آپ پر ہجوم کیا اور طعنے مارے دیکر کہنے لگے کہ عربوں کے دین میں تم نے کیا غلطی دیکھی جو اپنے آپ دادا کے مذہب کو ترک کر کے ان کا دین اختیار کر لیا۔ دراصل جھوٹے مسیح (علیہ السلام) نے اپنے دروازہ سے ملحدہ کر دیا ہے اور اپنی درگاہ سے دور پھینک دیا ہے۔

کہتے ہیں کہ جب ان ایک ہزار سوار نے ان قیدیوں کو لے کر چلنے کا ارادہ کیا تو شہر کے دروازہ سے ایک شور اٹھا اور گاؤں کے لوگ شہر پہاڑی طرف دوڑے اور صوملی آبادی کے قریب جو لوگ آباد تھے انہوں نے بھاگ بھاگ کر آدھ دروازہ چلایا اہل صومر نے ان سے دریافت کیا کہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہماری طرف عرب بڑھے چلے آ رہے ہیں۔

والئی کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن عباسؓ جب قسارہ پہاڑ پر پیر محمد بن ہونے سے قیام آپ نے حضرت یزید بن ابی سفیانؓ کو دو ہزار فریق لے کر صومر کے محاصرہ کے لئے اصرار نہ کر دیا تھا۔ والئی صورت نے جب یہ سنا تو اس نے حکم دیا کہ دروازہ بند کر دیا جائے اور شہر پہاڑ کی دیواروں پر چڑھ کر شہر کو آگ لگات کر رہے۔ دروست کیا جائے۔ لوگ شہر پہاڑ پر چڑھ گئے اور برجوں میں مقیم ہوئے۔

یہیں مصنف کو بکرتار آ رہا ہے پہلے لکھی جگہ میں جہاں ہم نے تسار کے متعلق بہت بڑا حاشہ لکھا ہے۔ حضرت عمر بن عباسؓ کی تشریح میں مصنف نے یہ کہا ہے کہ حضرت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس وقت عمر بن عباسؓ کے محاصرہ کے ہوئے ہیں اور یہاں سے پہلے یہ بتایا ہے کہ عمر بن عباسؓ نے کھن ہے کہ ان کی عقلی ہو بلکہ صومر کا محاصرہ ہوئے ہیں اور دست ہے۔ بہر حال وہاں سے یہ پتہ چلتا ہے کہ لکھی جگہ سے پہلے ہی حضرت یزیدؓ دروازہ فریق لے کر چل پڑے تھے اور اب مصنف یہ کہتا ہے کہ قسارہ میں پہلی لکھی جگہ کے بعد حضرت عمرو بن عباسؓ نے انہیں صومر کے محاصرہ کے لیے روانہ کیا تھا۔ وہ قسارہ کا مصنف۔ شیخ احمد علی حرم۔

اور مخفیوں اور ظالموں سے آراستہ کیا۔ اس کے بعد واپسی سور نے حضرت یحییٰؑ کو آپ کے ہمراہیوں کے متعلق حکم دیا کہ انہیں قیصر مصر میں لے جا کر قید کریں اور انہی سے ان کا پیرو رکھیں۔ اہل مصر قمارات پر دوپٹے رہتے۔ انہوں نے شہم بنادی و دیوار ہر گھر دو ٹہرہ مکی شراب پیتے رہے اور قمارات میں بے بجا بھارتیہ پر پڑتے رہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم کہ جب مکی کوئی قوافی سور نے شہر بنادیا تو حضرت یحییٰ بن ابی نوحہ کی فوج کو لکھا چٹا کھڑا آپ کی فوج غلظت موج بہت کم تھی اس لئے اسے بہت ہلکا خیال کر کے کہنے لگا۔ سچ کی قسم یہ بہت معمولی لشکر ہے جس میں اس سے ضرور لڑوں گا اور ان سب کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا۔ اس کے بعد اس نے فوجی لباس پہنا یعنی فوج کو یہ دیکھ نہ سکا کہ حکم دیا۔ انہوں نے بھی فوجی وردیاں پہنیں لڑ چیں لگائیں اور تلواریں مٹائی گئیں۔ واپسی سور نے حضرت یحییٰؑ کو اپنے چچا زاد بھائی بائیل بن خنہ کل کی حفاظت اور نگرانی میں جھوڑ اور خوش فوج لے کر عربوں کے مقابلے کے لئے نکلا۔

کہتے ہیں کہ بائیل بن خنہ کل نے کتب قدیمہ اور اخبار ماضیہ کا مطالعہ کیا تاخیر و عجز و راسب کے موسم میں جناب محمد رسول اللہؐ کی بھی زیارت کی تھی۔ زیارت کرنے کا اتفاق اس طرح ہو گیا تھا کہ ایک دفعہ یہ مجبور و راسب سے ملنے اور ملاقات کرنے کے لیے اس کے پاس گیا تھا۔ اتفاق سے قریش کا قافلہ بھی جس میں خدیجہ بنت خویلد کے گھرانے اور جناب محمد رسول اللہؐ تشریف فرما تھے وہاں آ گیا تھا۔ مجبور و راسب نے قافلہ کی طرف دیکھ کر رسول اللہؐ کا قافلہ کے درمیان میں تھے۔ ایک بادی نے دھوپ کی وجہ سے آپ کے سر پر سیاہ کرکھانہ اوڑھ لیے اور چتر آپ کو سجھو کرتے جاتے تھے۔ مجبور و راسب نے جب یہ دیکھا تو کہا خدا کی قسم یہ تو اس بادی کی خدمت ہیں جو تمہارے سے بیعت ہو گیا۔ یہ قافلہ بھی جگہ ختم ہو گیا رسول اللہؐ نے کہا ایک شخص نے درخت کے نیچے جا کر اس کی جڑ سے ٹکڑے کا کے بیٹ گئے۔ وہ درخت اسی وقت سرسبز ہو گیا کوئی بیس چھوٹ آئیں شاخیں جھلک گئیں اور پھل لگ گئے اور ایک دم پختہ ہو گئے۔ مجبور و راسب اور یہ بائیل یہ تمام باتیں دیکھ رہے تھے۔

مجبور و راسب نے یہ دیکھ کر قریش کی بیعت کی کھانا تیار کر لیا اور ان کی دعوت دی۔ قریش موسم میں داخل ہوئے اور اصل مقصود یعنی سید الکونین اور اشرف الموجودات جناب محمدؐ اونٹوں کو چرانے کے لئے وچیں رو گئے۔ مجبور و راسب نے اہل کی طرف دیکھا کہ وہ اس طرح وچیں مایہ کئے ہوئے ہے۔ قریش نے کہنے لگا کہ کیا آپ حضرات میں سے کوئی صاحب رو بھی گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں ایک۔ لڑکا قافلہ کی خدمت اور اونٹوں کے چرانے کے لئے رو گیا ہے۔ اس نے کہا اس لڑکے کا کیا نام ہے؟ انہوں نے کہا محمد بن عبد اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) مجبور نے کہا کیا اس کے والدین کا انتقال ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ مجبور نے کہا کیا اس کی کفالت اور پرورش ان کے والدین کے ہاں ہے؟ انہوں نے کہا ہاں مجبور نے کہا معاشرہ قریش خدا کی قسم و لڑکا تمہارا سرور ہے اسی کی وجہ سے دنیا میں تمہاری قدر و منزلت ہوئی اور اسی کے سبب معزز بن گیا۔ اس کی قدر کرو اور تقسیم و حکم بجا لاؤ۔ انہوں نے کہا آپ کو اس کی کیا خبر اس نے کہا جب تم یہاں آئے تھے تو کوئی چتر یا میلا اور درخت ایسا نہیں رہا تھا کہ جو ان کے لئے کھد و مٹا رہا ہو۔

واللہ تعالیٰ اعلم کہ جب بائیل کو اس سے بڑی حیرت ہوئی تھی وہ مجبور و راسب نے جسے ان باتوں سے مطلع کیا تھا وہ اس نے اپنے دل میں مدغم کی تھی اور کسی سے ظاہر نہیں کی تھی اور اپنے دل میں کچھ لیا تھا کہ مجبور و راسب جو کچھ کہتا ہے وہ بالکل سچ کہتا ہے اس نے اسے یہاں تک چھپایا کہ حضرت یحییٰؑ گرفتار ہو کر اس کی حراست میں آئے اس نے انہیں دیکھ کر اپنے دل میں کہا مجبور و راسب نے مجھے اس کی بشارت دی تھی اسلام واقعی بالکل سچ اور حق مذہب ہے۔ اگر میں نے اس قوم کو چھوڑ دیا تو ممکن ہے کہ اللہ پاک جبار و تعالیٰ

میرے گناہوں کو معاف کر دیں۔

واقعی کچھ ہیں کہ اپنے مشن بخود کیلئے اللہ پاک کی سب سے بڑی محنت یہ تھی کہ وہ اپنی صورت میں حضرت پریم بنیاد سلیمان کے مقابلہ کے لیے نکلا تھا تو اس نے شہر کے کل جواں آدمیوں کو اپنے ساتھ لے لیا تھا اور شہر میں کھلی میٹھ میں بٹکے اور سال خورہ بزرگ سی رو کئے تھے وہ بھی مسلمانوں اور دھرمی مسوکی جنگ کا انجام دیکھنے کے لیے شہر بنائی دیا پر چڑھے ہوئے تھے۔ بائبل میں بتا رکھل نے ہمیشہ شہر کو اس طرح خالی دیکھا اور یہ معلوم کیا کہ صورت کے تین اور مس لوگ دانی کے دیکھنے میں مشغول ہیں تو اس نے اپنے دل میں خیال کیا کہ یہ نہیں چھوڑ دینے کا اچھا موقع ہے۔ یہ سوچ کر یہ رات کا خضر ہوا اور غروب آفتاب کے بعد یہ حضرت یوحنا کے پاس آکر گئے لگا مزرعہ اور آپ نے اپنے آپ ڈانڈا دو کے مذہب کو خیر باد کہہ کر ان عیال کا مذہب کیوں اختیار کر لیا اور اس میں آپ نے ایسی کہ غریبی اور حقانیت دیکھی کہ بلا جویہ کہ روٹی قوم آپ کو اپنی پشت چاہا اور قوت بازو خیال کرتی تھی مگر ان سب کو چھوڑ چھاڑ کر اس مذہب کی اطاعت کر لی۔ آپ نے فرمایا: سچ جو حقانیت اس کے بعد فرمے دیکھی ہے وہی میں نے دیکھی تھی اور جو صداقت اس کی تم پر ظاہر ہوئی ہے وہی مجھ پر ظاہر ہوئی تھی تم اسے انجلی طرفن کھمٹے ہو مجھے ہاتھ نے حق طہ کر کے یہ بتا دیا ہے کہ بائبل کو اللہ پاک خدا رک واقعی نے اسلام کی طرف ہدایت کر دی ہے بائبل اتمام قرعہ میں اس اللہ پاک جو رک واقعی کے لیے ہدایت ہیں جس نے ہمیں اور ہمیں ہدایت کی۔ خلافت کے گڑھے سے چھڑا دین میں شامل کیا اور ہماری رہائی کو نہار سے ہاتھوں سے منہ کر دیا۔

کچھ ہیں کہ یہیں کر بائبل کے ایمان نے اور زیادتی کی یقین بڑھا اور نقد حق ہوئی کہنے لگا یوحنا خدا کی قسم! آپ کی زبان پر حق جاری ہو گیا اللہ پاک خدا رک واقعی نے صداقت ظاہر کر دی۔ تم قرعہ نہیں اور شکر اس معبود کے لیے سزاوار ہیں جس نے میرے دل سے غفلت کے پر... کو ہی وقت جبکہ میں نے پھر اور اب کے صومد میں اہل کہ کے تعلقہ کے اندر اس قوم کے نبی کو دیکھا تھا اور کر دیا تھا۔ میں نے ان کی شانیں اور لاکھ میں سے یہ خود اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔

جس جگہ آپ تشریف لے جاتے تھے اس جگہ آپ کے ساتھ ساتھ درخت چلتے تھے اور ایک اور کا ٹکڑا برابر ساتھ کرتا ہوا آپ کے ساتھ رہتا تھا۔ آپ نے ایک خشک درخت سے ٹکڑا لگایا تھا تو وہ اسی وقت سرسبز شاہاب ہو کر پھل لے لیا تھا اور وہ پھل اسی وقت چہرہ ہو گئے تھے۔ پھر انا اب نے مجھ سے چون کیا تھا کہ میں نے کتبہ سرحد اور موم: ہد میں یہ پر حاد ہے کہ انجیل و عہد میں اسلام کی نیک جماعت اس درخت سے ٹکڑا لگا کر بنی ہے۔ رسول اللہ نے جب اس کا ٹکڑا لگایا تھا تو فوراً اس میں کوئی پھل پھوٹ آیا تھی شاخص سر سبز ہوئی تھی اور پھل لگ کر فوراً پھوٹ گئے تھے میں نے یہ دیکھا کہ اس سے سخت تعجب کیا تھا نیز میں نے خبردار اب کو کہتے ہوئے سنا تھا کہ خدا کی قسم! یہ وہی نبی ہے جس کی بدعت میں علیہ السلام نے دی ہے جو شخص اس کی اتباع کرے گا اس پر ایمان لائے گا اور اس کی تصدیق کرے گا اس کیلئے خوشخبری ہے۔

واقعی کچھ ہیں کہ اس کے بعد بائبل نے حضرت یوحنا سے کہہ کر میں اس سب سے اب تک رسول اللہ پر ایمان لائے سے رکھا کہ میں پھر اور اب کے پاس سے آئے تجارت کے لیے قطعہ چھڑا گیا تھا اور اس سے جاوہر میں ایک مدت تک عہدہ کے میں سر کرنا رہا۔ مدت دراز کے بعد قیصر یہ آیا تو وہ میں کو اس پر آشوب زمانہ کے ہاتھوں جلا دیا۔ میں نے ان سے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بیان کیا کہ مجاز میں ایک نبی جن کا نام محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب صلی اللہ علیہ وسلم ہے مبعوث ہوئے ہیں

انہیں ان کی قوم نے مکہ سے نکال دیا اور وہ وہاں سے ہجرت کر کے اس حدیث کی طرف نئے حج نے آیا دیکھا ہے چلے گئے ہیں۔ اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے ان کی اعانت فرمائی ہے اور انہیں ان کی قوم پر غالب کر دیا ہے۔ میں پیشان کے حالات پر چست رہا اور ان کی خبریں معلوم کرتا رہا اور ان کی خبریں پہنچی جاتی تھیں حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل جلالہ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا اور ان کے لیے وہ چیز ہند کی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے عمدہ تھی ﴿فَلْيَكْفُرُوا﴾ آپ کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ آپ کے ہمشیر اور غلیہ ہوئے۔ انہوں نے شام کی طرف فوجیں بھیجیں مگر کچھ مدت کے بعد آپ کا بھی انتقال ہو گیا اور اس خلافت حضرت عمر بن خطابؓ کی طرف منتقل ہوا۔ آپ نے ہمارے شیروں کو فتح کیا۔ اہل نبوکودز نیل کر کے ان کے لشکروں کو شکست دی اور شام کو فتح کر لیا۔ میں آپ کے یہاں شریف لائے تک برابر امید کرتا رہا کہ ممکن ہے آپ اس معاملہ میں قدم رنجہ فرمائیں حتیٰ کہ باری تعالیٰ جل جلالہ آپ حضرات کو یہاں لے آئے۔ حضرت یحییٰؑ نے فرمایا اب تمہارا کیا ارادہ ہے؟ اس نے کہا خدا کی قسم! ابھی تک اپنی قوم سے جدا ہو کر آپ حضرات کی اتباع کروں کیونکہ حق ظاہر ہو چکا ہے۔

حضرت یوحنا اور آپ کے ساتھیوں کی رہائی

اس کے بعد میں نے آپ اور آپ کے تمام ساتھیوں کو کھل دیا اسی طرح اور کہا اس شہر کی تمام گلیاں میرے پاس ہیں اہل شہر شہر سے باہر مریوں کے ساتھ جنگ میں مشغول ہیں اور شہر میں ایسا کوئی آدمی نہیں جس سے کسی طرح کا خوف ہے اس لئے اللہ کا نام لے کر اٹھیں اور اپنا کام شروع کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا بڑا ک اللہ خیر یا اہل اللہ پاک تبارک و تعالیٰ نے تمہیں اسلام کی طرف ہدایت فرمائی۔ نجات کے راستے پر چلا یا اور نیکی کو تم پر فخر کر دیا اب ہم پر یہ واجب ہو گیا ہے کہ ہم اپنی جانوں کی حفاظت کریں اور اپنی مشغول کاریوں کی طرف ادنیٰ بھیج کر اپنے آدھیوں کو بلا بھیجیں کہ ان سے اتر کر وہی کام سے پاس آ جائیں اور وہ ہم سب ایک ہو جائیں۔ اہل نے کہا میں ان شاء اللہ طرح بہت جلد یہاں ہی رہوں گا۔

اس کے بعد اہل تنقید بغیر باب النحر پر مجھے دروازہ کھولا حضرت یحییٰؑ کے بیٹے نے تم سے ایک آدمی آپ کے ساتھ تھا۔ یہ دونوں ایک کشتی پر سوار ہو کر جہازوں کے پاس گئے اور ان جہاز والوں سے تمام قصہ بیان کر دیا۔ اہل سوراجے جہازوں کو لے کر آئے جو میرے اور شہر کے قریب آ کر اتر کر تمام آدمی شہر میں داخل ہوئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے کفار کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا اور وہ ان جہازوں کی طرف سے باطل اندھے ہو گئے۔

اس کاروائی کے بعد حضرت باطل نے حملہ کارا دیا مگر حضرت یحییٰؑ نے انہیں روک دیا اور فرمایا یہ میری رائے کے خلاف ہے۔ بہتر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ حضرات میں سے ایک آدمی اللہ پاک جل جلالہ کے راستہ میں اپنی جان کو وقف کر کے فخریہ طور سے چور و زور کے ذریعے مسلمانوں کے لشکر میں پہنچا جائے اور حضرت یحییٰؑ بن ابی سفیانؓ کو تادیبی تمام کیفیت سے مطلع کر دے تاکہ جس وقت ہم یہاں ملے کریں تو تادیبی آوازوں اور اہل شہر کی چیخ و پکار سے سسلیں کسی طرح کا خوف نہ کریں بلکہ کفار کے مقابلہ میں اور زیادہ مستعد اور تیار ہو جائیں۔ یہ سن کر ایک آدمی نے کہا ان کام کو میں کروں گا۔ یہ تبدیل وضع کر کے شہر سے باہر نکلا اور حضرت باطلؓ نے اسی وقت دروازہ کھولا کہ وہاں پہنچے۔ یہ شخص چل کر حضرت یحییٰؑ بن ابی سفیانؓ کی خدمت میں پہنچا اور حضرت یحییٰؑ اور حضرت باطلؓ کی کیفیت اور ارادہ سے آپ کو مطلع کر دیا۔ آپ نے اللہ جل جلالہ کے لئے عہد شکنی کا اور فوج میں مٹائی کر دی کہ فوراً تیار

ہو جائیں، رویوں پر ایک محور کرنے کا ارادہ ہے۔ حضرت یونسؑ نے جب یہ سمجھا کہ مسلمانوں کی تیار کی فصل بوئیں ہے تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ چائے سوا دی شیر پناہ پر چڑھ کر ملو کریں حضرت بائیں نے کہا یہ مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ عام کلاہم کا نقل مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ دوسرے نے کیا تعجب ہے کہ اللہ جل جلالہ انہیں نور اسلام کی شمع سے منور کر دیں اور وہ مسلمان ہو جائیں۔ البتہ آپ کچھ آدمیوں کو شیر پناہ کے زینے کی دوسری طرف منور کر دیں کہ وہاں سے کوئی آدمی نکلے اگر آپ پر حملہ ہو نہ ہو جائے۔ آپ نے ان کی رائے کو پسند فرمایا اور کچھ آدمیوں کو زینے کے پاس مقرر کر دیا۔ حضرت یونسؑ نے یہ انتظام کر کے ایک دلی بلا دیئے وہ ان آدمیوں نے اللہ تعالیٰ محمد رسول اللہ کا عہد لکھا یا اور شہیر کے فلک شکاف آواز سے تمام شہر کو گونجا دیا۔ محمدؐ کو یہ آواز سن کر ان شہر پر زور برآمد ہو گئے اور انہوں نے سمجھا کہ شہر کے قیدی جیوت کر حملہ آور ہو گئے ہیں۔ یہ سوچتے ہی ہر شخص تسخیر ہو گیا منتہیں جاتی رہیں دل کا پٹھے کٹے اور اپنے دل کھرا ہوا اور بچی بچوں کی طرف سے طرندہ ہو کے کوجہت ہو گئے۔ ہر شخص گھر میں سو زور و شور مچا دیا کہ وہاں لشکر کی جرات نہ ہوئی۔ حضرت جابر بن ابومعینؓ نے شہر میں سے پتہ لگا دیا کہ شہر میں مسلمان حملہ کے لئے تیار ہو گئے ہیں۔ آپ نے بھی تعمیر قسطل کے فلک ہو کر غرے مارے اور آپ کے ساتھ تمام اسلامی فوج نے بھی اللہ اکبر کے نعروں کے ساتھ فضا کے آسمانی کو گونجا دیا۔

والہدیٰ کہتے ہیں کہ ادنیٰ امور نے شہر بھی سے اب بھی جو فیصل کے خرمے اور شاد شغب کی آواز ہی سنیں تو یہ کبھی گیا کہ حضرت
 کو قتل ارادہ ہے۔ ہر ایسی قید سے بچوت لئے ہیں اور یہ ان کی ہی سزا ترقوت ہیں۔ اس کی فوق کے دل بچوت لئے قوت میں خوف
 رائے ہو گیا۔ انہوں نے مسلمانوں کی طرف دیکھا تو وہیں چاروں طرف آگ روشن دکھائی دی اور اڑان کے لئے انہیں آواز دیا۔
 چونکہ فوجی چاہوں کے لئے اپنے دل اور اذکار و حروف اور زبانی اور زبانی کے ساتھ عقل سے جو شہر میں موجود تھے۔ نیز نصیحتیں پر ہر قتل کی
 طرف سے ملک کی امید متعلق تھی کیوں کہ قید میں رہے یہی نتیجہ ہو چکا تھا اس لئے ان کے صبر کا بیان نہ ہر بڑا ہو گیا اور وہ میدان سے
 پشت دے دے اور بھاگ پڑے۔ مسلمانوں نے ان کا قتل کیا اور جوں جوں ان کے لئے پتہ کھنکھن کر دیا اور ان کے اس دلی واسطہ
 کے جرمے جوڑے کے ہاتھ سے پاک ہو گئے۔

[illegible]

تصویریں پر مبنی کو جب یہ خرچہ کی صورت میں کیا ہے اور سلطان فاطمہ عثمان سے اس میں داخل ہو چکے ہیں تو اس نے کچھ کرکٹ میں ایلان کی، اور انہی ٹیم کے کھلاڑیوں نے یہاں دو کرکٹ میچ جیتنے کی خبر دی۔ یہ موقع کی ٹاک میں نگار باور ایک روز موقع

اور خدمت دیکھ کر اپنا خزانہ مال و غیرہ اذین و فرزند و معصوب اور غلام بہلا کر رات کو قسطنطنیہ کی طرف اپنے باپ کے پاس چل دیا۔

فتح قیساویہ

واقعیؒ کہتے ہیں کہ اہل قیساویہ نے جب قسطنطنیہ پر برقراری کا اس طرح فیہ تغیر دیا کہ جماعت دیکھا تو یہاں کے پٹے جانے کے بعد حضرت عمرو بن عاصؓ کی خدمت میں آئے اور قیساویہ کے پیر و رویے اور صلح کرنے کے حقائق گفت و شنید کرنے لگے۔ آپ نے فرود لا کھڑے رہے اور اس مان پر جو قسطنطنیہ پر برقراری کے وہاں چھوڑا تھا صلح کرنے کو کہہ۔ انہوں نے اسے منظور کر لیا۔ آپ نے انہیں عہد نامہ مرتب کر کے دے دیے۔ جب صلح کامل ہو چکی اور عہد نامہ دے دیا گیا تو آپ نیز سلطان قیساویہ میں داخل ہوئے۔ قسطنطنیہ جو مال واسباب چھوڑ گیا تھا اور اس کی کشتیوں میں جسک آ یا تھا آپ نے اس پر قبضہ کیا اور حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے حکم کے موافق آکھ و سان سے ہر ایک آدمی پر چار دینار مقرر کر دیئے گئے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت پسر بن ہار بن سلمہؓ جو رسول اللہؐ کے ایک سرسحابہ سے کرناہیں شہر مصر کی حکومت کے لیے روانہ کیا اور عدل و انصاف اور تقویٰ و طہارت کی ہر امت لرائی۔ حضرت پسر بن ہار بن سلمہؓ ایک سن اور پڑھے تھے اور حضور اکرمؐ کے ہر کام پر نیکو و خشن اور خرد و نصیحتیں لائے تھے بلکہ ان کے بھائی خرد و خشن کے روزخت مصر کی لائی تھیں، بلکہ بن حون نصیری کے ہاتھ سے شہر بھی ہو گئے تھے۔

واقعیؒ کہتے ہیں کہ جب حضرت عمرو بن عاصؓ نے اولا کھڑے رہے اور قسطنطنیہ کے بغیر خزانہ پر اہل قیساویہ سے صلح کر لی تو آپ وسطہ جب المرجب ۱۱ ہجری ۶۵۷ء کے روز جبکہ حضرت امیر المومنین عمر بن خطابؓ کے زمانہ خلافت کو چار سال اور چھ ماہ ہوئے تھے قیساویہ میں داخل ہوئے۔

فتح دیگر مقامات شام

واقعیؒ کہتے ہیں کہ جب اہل المذریعہ نے بافاہ عقائدان خرد و نامہ اور مصر پر کو یہ خبر پہنچی تھی کہ قیساویہ فتح ہو گیا ہے تو ان مقامات کے لوگ بھی آ آ کر آپ کے در میں داخل ہو گئے اور مسلمانوں سے مصالحت کر لی۔ اسی طرح اہل جبذیر و رت اور لاذقیہ بھی آپ کی بات حق میں آ گئے اور اللہ پاک جبارک و توفیق نے مسلمانوں کو تمام ملک شام پر پہلے سید المومنین و پیر دکت رحمت العالمین مالک کر دیا۔

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلمہ و شرف و کرم و رضی اللہ عنہ من اصحاب الاختیار و اللہ الامیر و ازواجہ الاعلیاء و هذا ما انتہی الینا من فتوح الشام علی اہلہم و الکمال و نعوذ باللہ من الزبادة و البقضاء.

نئی کتب

تصوف

بیت

تفسیر عثمان

مکتبہ اعلیٰ

مکتبہ اعلیٰ

عبدالحق بنیادی

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

مولانا محمود حسن دہلوی، ناشر احمد علی

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

تفسیر القرآن (۲ جلد)

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

المعجم السنن للامام القزويني

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

سوط الاماکن

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

احکام الاموال (۲ جلد)

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

اردو ترجمہ شریعہ اسلامیہ، مولانا محمد رفیع الدین

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

سیرت النبیؐ

سیرت النبیؐ کامل ۳ جلد

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

مولانا محمد رفیع الدین

سیرت النبیؐ

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

اسماء و سوانح اکرمؐ (۲ جلد) مولانا محمد رفیع الدین

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

غرائب و عجائب

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

شأن النبیؐ

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

طیبات و مناقب

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

النبیؐ الکام

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

سیرت صحابہ کرامؓ

تعلیم و تحقیق

فتاویٰ رضویہ

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

حضرت ابو بکر صدیقؓ

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

حضرت عمر فاروقؓ

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

فتاویٰ رضویہ

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

سیرت عائشہؓ (۲ جلد)

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

سیرت عثمانؓ (۲ جلد)

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

سیرت علیؓ (۲ جلد)

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی

سیرت محمدؐ (۲ جلد)

مولانا محمد رفیع الدین

مکتبہ اعلیٰ

حضرت شیخ عبدالحق بنیادی